

MAULVI MOHMED NAJMULGANI

THE INDIAN PRESS, ALLAHABAD

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و نعت

چمن میں شجر - شجر میں گل تر - گل تر میں ثمر - ثمر میں شکر - دہن میں زبان - زبان میں بیان - بیان میں حسن - حسن میں ادا - کسنے پیدا کی - ؟ صنعت کردگار نے - قدرت آفریدگار نے

ہر آن میں ہر ادا میں تو ہے　　ہر تان میں ہر صدا میں تو ہے
پتا ہو کہ پھول ہو کہ بلبل　　ہر رنگ میں ہر نوا میں تو ہے

کائنات کا لب لباب کون ہی ؟ وہ ذات مقدس جس کو ذات آفریدگار سے یہ نسبت حاصل ہی - جیسا کہ پھول میں بو - اور آفتاب میں ضو - یعنی قریشی نبی فاتح قلوب خیر البشر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جن کے غلاموں کی قدمبوسی کے فخر حاصل ہونے کی شاہان زمانہ نے آرزو کی ہی - مخالفوں کو بھی اس سے چارہ نہیں کہ جب وہ دنیا کے بڑے بڑے لوگوں کا ذکر کریں تو حضور انور کا ضرور نام لیں - اونکی وجہ سے آج دنیا توحید پر قایم ہی - جس دین کی اونہوں نے تلقین فرمائی وہ اب بھی اوسیطرح زندہ و توانا ہی - وہ شب و روز دنیا کے ہر گوشے میں پکارے جاتے ہیں - تمام دنیا کی مخالفت یونانی فلسفہ موجودہ سائنس سلطنتوں کے الٹ پھیر - اونکے قوانین - اور وہ لغات کو جو اونکی ذریعے سے دنیا میں آئے ذرا بھی نہ بدل سکے - جو بات وہ اپنی زندگی میں اونہوں نے

لگایا تھا اور جس کو اونہوں نے اپنے اور اپنے اعزہ و اقارب کے خون سے سینچا تھا وہ پودا اب بہت بڑا درخت ہوگیا ہے - اوسکی جڑین زمین کے انتہائی حصے تک پہنچ گئی ہیں - اور اوسکی شاخون نے دنیا کے بڑے بڑے حصے پر سایہ ڈال رکھا ہے - اور کروڑہا مخلوق اس درخت کے سایے مین آرام پا رہی ہے -

مناجات

اے دو جہان کے خالق - اے مخلوق کے حقیقی پرورش کرنے والے ہمیں ایمان کی توفیق اور ہماری زندگی کی عزت کی زندگی بنا - اور ہمین برکت عطا فرما تاکہ ہم تیرے بندے بنین - اور ہماری بے دینی اور ناراستی - اور بداعمالی کو معاف فرما تو زمین و آسمان اور کل عالم کا نگہبان ہے - توہی سب کو پالتا اور روزی دیتا ہے - توہی جلاتا اور مارتا ہے - توہی بناتا اور بگاڑتا ہے - توہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا -

تمہید تاریخ اودھ

عالم اسباب مین قانون قدرت نے جوکچھ اصول انسانی مفاد و مضرت کے بارے مین تجویز کئے وہ مختلف الاقسام ہونے کے باوجود زمانے کے تغیرات کا بھی رنگ لئے ہوئے ہین - ابتدائے آفرینش سے وقتی اقتضا اور شخصی ضرورتون نے جو مجبوریان پیش کین اونکی درستی اور سہولت کے قواعد بہم پہونچانے کا مادہ بھی خدائے عالم بخش نے بعض دماغون مین پیدا کیا جو ابتدائی حالت مین نہایت مختصر حیثیت سے وقتی اور فوری اجراے کام کے واسطے کام مین لائے گئے لیکن زمانہ کے استداد اور ضرورتون کی کثرت نے اون ابتدائی قواعد سے نتائج ضروری کا استنباط شروع کیا جسکا نتیجہ آخری مقتضاے تمدن قیام سلطنت ہوکر کفیل حل مشکلات عوام ہوا - شاہی احکام نے جس اسلوب اور صورت سے تہا لم ہو رہے

مرغام میں سعدی کا اختیار کیا وہ قابل دید وشنید ہیں۔ لیکن یہ دنیا کے پیدائشی اور طفولیت
کے اطوار وانتظام حسن قرن گذر گئی کیونکہ تم تک پہونچے۔ یہ پہلو ضرور ایک ہاں توجہ کی قابل ہے
دنیا میں کوئی انسان بلا اعانت غیری اپنی زندگی بسر نہیں کرسکتا کیونکہ ضروریات ذاتی [illegible] یہ
[illegible] ہی باہمی ارتباط کی مضبوط رسی سے جکڑے ہوئے ہیں جسکا نتیجہ یہی
[illegible] نہیں [illegible] سکتی ہیں جن کو قدرتی تغیرات وتبدلات کے خوشنما مناظر کے دیکھنے کی عادت ہے۔
موالید ثلاثہ میں حیوان اور حیوان میں انسان ہی ایک ایسے پیمانے اور طرز ووضع [illegible] کا اگر
ہی جو عالم امکان میں خدائی قانون کا زیادہ ذمہ دار ہے۔ گو انکار اس سے بھی نہیں کہ جمادات ونباتات
کے واسطے قدرت نے کوئی قانون وضابطہ رکھا ہو۔ الا عدم طاقت لسانی [illegible] بالطبع
سد باب ہے۔ الغرض قطع نظر مذاہبی اصول کے عقلا بھی انسان ہی بہت سی ذمہ داریوں کا
مرکز قرار پاتا ہے۔ مگر دنیا میں ایک خاص گروہ انسانی ایسا باعظمت دنیا کا [illegible] دے
لئے ہوئے ہے جسکا نظیر مشکل سے دستیاب ہو سکتا ہے۔ حضرات یہ گروہ طبقہ مورخین [illegible]
جنھوں نے خاص ہمدردی کے واسطے اپنی پیاری زندگی کے عزیز وقت کو وقف کر دیا ہے
مقام [illegible] اگر طبقہ مورخین اس مہتم بالشان کام کو پوری توجہ [illegible] پایۂ تکمیل کو نہ پہنچاتا تو کوئی
شخص ایسا [illegible] جو اپنی پیدائش سے پچاس برس پہلے کے کسی واقعہ کی بابت کچھ واقفیت
رکھ سکتا۔ ہرگز نہیں۔ یہ جائے کہ ہم آج اس باہمت گروہ کی بدولت اپنے [illegible] پچھلے
واقعات کو چشم دید واقعات کی طرح بیان کرنے میں پس و پیش نہیں کرتے گو زمانے کی کم توجہی
نے علی العموم ہر علم اور بالخصوص علم تاریخ کے ساتھ بہت ہی کچھ [illegible] اور ناگوار برتاؤ کیا۔ اور اسکے
[illegible] ہو گئے اور وہ روشن لیمپ کو پریشانی کی تیز ہوا دے بجھا دینے کی کوشش میں حتی الامکان [illegible]
[illegible] کیا [illegible] تشنہ کی غیر محدود تاریکی سے جس کو فنا کہتے ہیں بچایا اور پھیلا [illegible] تو اللہ
تجربہ عالم گورنمنٹ انگلشیہ کو علم تاریخ کا سرپرست قرار دیا ہیں [illegible] عاطفت
نے چراغ علم کو مخالف ہواؤں کے جھونکوں سے محفوظ و مصون رکھا۔ ہماری گورنمنٹ سے

جو کچھ شاہانہ الطاف ہمیشہ رعایا پر مبذول ہوتے ہین اوسکی تشریح و توضیح کی چندان ضرورت نہین
کیونکہ ہر اہل علم اوس سے بخوبی پوری واقفیت رکھتا ہے۔ غرضکہ **علم تاریخ** معلومات
احوال ماضیہ کے واسطے پر ضروری ہونے کے علاوہ دانشمندون مین بہت دقت نگاہی پیدا کرتا ہے
اور حکام کا معاملات ملکی مین معاون و مشیر ہے۔

مسلمان حکمرانان اودھ کی کوئی منقح اور مفصل و جامع تاریخ اس سے پہلے ہمین ملتی ہی نہ تھی۔ انکے
جسقدر حالات ہیں وہ مختلف کتابون مین ہیں۔ اور ان مین سے بعض کتابین ایسی ہیں کہ انکے نسخے
بہت ہی نادر ہین۔ زبانین اونکی فارسی ہین۔ اور یہ حالات منضبط ایک جگہ نہین بلکہ
متفرق طور پر پائے جاتے ہیں۔ جنکی تلاش کرنے مین بڑی دردسری ہوتی ہے۔ اس لئے مجھ
ہیچمیرز نے والیان اودھ کی تاریخ نہایت سچائی اور نیک نیتی سے لکھی۔ اس حیثیت پر جیسے
کہ ایک مورخ کو بلا تعصب و رعایت لکھنا چاہئے۔ ناظرین آپ دیکھیں گے کہ سعادت خان برہان الملک
نے نہایت جد و جہد کے ساتھ اودھ کو اطراف مین کس قوت و شدت کی تحقیق کیجید ی سے دریا مین
ایک مضبوط حکومت کو قائم کر دیا۔ اور وہ حکومت جو ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی تھی۔ اور سہارا کیا پانی بنا کے
انسر مین اپنے اموال و ارواح مین تصرف کرتا تھا اوس کو ایک ریاست واحد کر کے ایک ہی قوم
کے لئے دیدیا کس دل اور کس زبان سے اونکی اوس قوت کا ذکر کرون جو اونہون نے اس سرزمین
مین حکومت جمانے کے لئے ظاہر کی تھی جس کو اونکے پچھلے جانشینون نے برباد کر کے رکھدیا اور
اوس چمکتے آفتاب کو عظمت و اقبال کے آسمان سے نیچے گرادیا اور حکومت کی خودمختاری پر
یہانتک غیرون نے دست درازی کرائی کہ اوسپر اعتراضونکے گولے گولیون کے مینہ کی بوچھار
ہونے لگی اور غیر لوگ اوس مین داخل ہو کر نواب گردن گئے جسکا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ ۱۸۵۶ء مین ایک
غیر قوم کے قبضے کی کارروائی جاری ہوئی۔ اور ایک اولوالعزم فاتح کی اولاد ننگ و عار کی سزا
بھگتنے لگی۔ گورنمنٹ انگریزی جس کا دار و مدار حکومت انجام و عاقبت بینی پر ہے اوس نے بعض
عہود و شرائط و اودھ کے معاملات مین تم کو ایسے نظر آئینگے جو کہین بال سے زیادہ کمزور

اور کہیں لوہے سے زیادہ مضبوط ہیں۔ لیکن والیان اودھ کے دور حکومت کے گردوپیش کو تحقیق
کی نظر سے دیکھنے کے بعد وہ طرز مقتضائے وقت ضروری معلوم ہوگی۔ میرے معاصر مجھکو ضرور
اس امر پر سرزنش کرینگے کہ میں نے مسلمان ہوکر کیوں ایک مسلمان حکمران خاندان کا کچا چٹھا لکھا۔
اور ایسے حالات جو اسوقت تک عام نگاہوں سے پوشیدہ اور مشکل الحصول تھے کیوں یکجائی جمع
کیے لیکن شاہان تیموریہ اور والیان اودھ کے باہمی معاملات پر نظر کرینگے تو پوری طور سے ظاہر ہو جائیگا
کہ اس خاندان نے قومی سلطنت کو کیوں معرض خطر میں ڈالا۔ اور وہ کونسی وجہ تھی جسنے تخریب
مملکت کے سامان بہم پہنچا کر اہل اسلام کو جو فاتح ہونے کا فخر رکھتے تھے مفتوح بنا کر آج پستی
کی تاریک گھاٹیوں اور تنزل کے انتہائی درجہ کو پہنچایا۔

اس انقلاب سلطنت کی اصلیت کے معلوم کرنے کے واسطے ضرورت اس امر کی ہے کہ والیان
اودھ کی پرائیوٹ زندگی اور رنج کی سالم تصویریں دیکھی جائیں۔ آسایش۔ غفلت۔ تعصب
عیش۔ کاہلی۔ ضعف عقل۔ پست ہمتی۔ کم حوصلگی۔ بزدلی۔ بد عہدی۔ بد خلاقی۔ داد و دہش
میں بے سلیقگی یعنی سخاوت کی جگہ کفایت اور کفایت کی جگہ سخاوت۔ خود غرضی۔ لالچ۔
غیر مستقل مزاجی۔ بےموقع اولوالعزمی۔ نفس پرستی۔ اور دوسری طفلانہ حرکات ریاست
و حکومت دولت و عظمت کو کھونے والے ہیں۔

میں نے اس تاریخ میں جسقدر جانفشانی اور مسلسل کوشش عرقریزی کے ساتھ کی ہے اوس کے
واقعی حالات کا اندازہ وہی علم دوست اصحاب کر سکتے ہیں جنکو تالیف و تصنیف کی دشوار گذار
گھاٹیوں میں سعی مردانہ کے ساتھ چلنے کا اتفاق ہوا ہے۔ اس تالیف سے میرا مقصود والیان
اودھ کی عیب جوئی نہیں ہے۔ بلکہ بخیال ہمدردی موجودہ طبقہ رؤسا کو عبرت دلانا ہے۔ تاکہ
وہ متنبہ ہوکر اپنے ماتحت و محکوم رعایا کی حالت کے ہر طرح پر انصاف کے ساتھ خبرگیران رہکر
لطف زندگی و سلطنت اوٹھائیں۔ اور خواص و عوام کو اپنے عدل کا معترف بنائیں۔
اور اہل ملک جو بحیثیت انسانی بلاخیال مذہب و ملت میرے بھائی ہیں۔ میری اس ناچیز

تحریر کے ذریعے آرام و آسایش پاکر مجھکو میری محنت و جانفشانی کی ... میں اور دنیا
فانی میں میرے بعد علم دوست اصحاب میں یادگار کا وسیلہ ہو

غرض نقشیست کز ما باز ماند — کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبدلے روزی برحمت — کند در حق این مسکین دعائے

جس قوم میں کہ سلسلہ تاریخ نہیں ہی وہ ہر چند اپنے تئیں ... سمجھے لیکن وہ اپنے اسلاف
کا کوئی کارنامہ پبلک کے مواجہہ میں پیش نہیں کر سکتی جو اوسکی اصلی مسرت اور دائمی افتخار
کا ذریعہ ہوں تاریخ نے انسان کی محدود زندگی کو اس استحکام کے ساتھ غیر محدود و دوامی
کر دیا ہے جس کا بیان امکان سے باہر ہے ۔ بیشتر قصہ اور کہانیاں ہر ملک میں نامی تمام
اشخاص مقتدر کی نسبت منسوب ہو کر شہرت پذیر ہیں لیکن اونکی سچائی کا معیار بھی تاریخ ہی
اگر تاریخی صفحات میں اونکا پتہ ہے تو واقعی اور اصلی ہیں نہیں تو داستان خیال اور طلسم ہوشربا
کے مرتبے سے زیادہ اونکا اعتبار نہیں ہے ۔

میری راست بیانی کا سب سے زیادہ ثبوت اس کتاب کے صفحوں میں ناظرین بعض
شاہان اودھ کی شاعری کی وساطت سے ملیگا جو اپنے عہد حکومت و زندگی میں وہ غزلیں
خود تصنیف فرما کر واقعات واقعی یا شبہت کا اظہار کیا ہے ۔ ناظرین نواب وحید الدولہ کی نورتن
بانمک حلالی کا بھی حیرت بخش مرقع نظر آئیگا جنھوں نے وہ روپیہ فراہم کیا تھا اور اوس کی
بابت پایا جاتا ہے کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ سلطنت اودھ کو قوت حاصل ہو ملک خیر و برکت کا قدم
ڈھلے اور اہل اودھ ترقی و عروج پائیں جسکی بنا پر بربادی و تباہی سلطنت کے آثار
پیدا ہوتے ۔ ہم یہ بات یوں ہی بے سوچے سمجھے نہیں کہتے بلکہ اس پر سینکڑوں دلائل موجود
ہیں یہ واقعات والیان ملک کی خاص توجہ کے قابل ہیں کیونکہ وہ اس کسوٹی پر اپنے
موجودہ ماتحت کارکنوں کی عقیدت مندی و خود مطلبی کو کسکر آئندہ نتیجہ نیک و بد کو بخوبی معلوم
کر سکینگے ۔ ہم سمجھتے ہیں کہ انگریز خود ہر ایک ایسے لکھنؤ کے اہلکار کی حقارت کرتے تھے

جو اونکی خاطر سے یا اپنے ذاتی اغراض کیوجہ سے سلطنت مین ضعف پیدا ہونے کے سامان مہیا کرتا تھا کیونکہ وہ اگرچہ پسند کرتے ہین کہ لوگ اونکے لئے اپنے وطنون کی نمک حرامی کرین - مگر وہ نمک حرامون کو پیار نہین کرتے اور گو وہ مقابل او ٹھ کھڑے ہونے والون اور اپنے ملک کی مدافعت کرنے والون کو نفرت سے دیکھتے ہین - مگر اس مین شک نہین کہ وہ محبان وطن کو خواہ وہ کہان ہی کیون نہون تعظیم اور اعزاز کی نگاہ سے دیکھتے ہین - اب مین اس مطلب کو ختم کرکے یہ ہدیہ محقر یعنی **کتاب تاریخ اودھ** اہل ملک کی نذر کرتا ہون - خدا کرے کہ خلعت قبولیت عام سے ممتاز ہو -

نام اون کتابونکے جن سے اس تاریخ کی تالیف مین مدد لی گئی ہے

عماد السعادت - وزیر نامہ - خزانۂ عامرہ - منتخب اللباب - مرآت واردات محمد شفیع - مآثر الامرا تنقیح الاخبار فی آثار الادوار - تاریخ احوال سلاطین متاخرین ہند - مرآت جہان نما مولفہ محمد بقا سیر المتاخرین - تاریخ مالوہ مولفہ سید کریم علی - جہان کشای نادری - درہ نادرہ - عالم شاہی[۱] تاریخ مظفری - آئین اکبری - فراست نامہ حلیہ نمبر سو - جامع التواریخ - جام جہان نما - مولفہ مولوی قدرت اللہ شوق - عزیز القلوب - گیان پرکاش - تاریخ فرخ آباد - مولفہ آرون صاحب - مرآت آفتاب نما - دریاے لطافت - ملخص التواریخ - تکملہ ذکر ملوک - فرح بخش تاریخ ہندوستان - مولفہ الفنسٹن صاحب - وقایع راجپوتانہ - روہیلکھنڈ گزیٹر - سفر نامہ بنگڈھ - از اسند رام مخلص - چار گلشن محمد شاہی - آثار الصنادید - قیصر التواریخ - مفتاح التواریخ

---

[۱] بابر کے عہد سے ۱۱۸۰ ہجری تک کے حالات کہ شاہ عالم ثانی کا عہد تھا جمع کرکے اوسکا نام تاریخ عالم شاہی رکھا ہے - ۱۲

مرآت احمدی - شاہجہان نامہ - گلستان رحمت - گل رحمت - جلد دوم عہد نامجات - تاریخ شجاعت
مولفہ ذکاءاللہ صاحب جارج نامہ - منتخب العلوم - احیاء حسن - بوستان اودھ - بلبن کی تاریخ - انتخاب
یادگار - تاریخ فرخ آباد مولفہ مولوی سید ولی اللہ - تذکرۃ حکومت السلطین - انشائے فیض بخش
تاریخ اودھ مولفہ گورسہای ولد لالہ بیتی پرشاد ابن دینانا تھ جالونکوسنے شاہ آباد - جنوع جسکو
۱۲۷۲ ہجری ابن غازی الدین حیدر کی جلوس تک لکھا ہے - سبز رنج کی تاریخ - معشر خانی
ہنٹر صاحب کی تاریخ - طلسم ہند - آصف نامہ - مثنوی معظم - در منظوم - سوانح محمد عباس خان -
آبحیات - ٹاڈ صاحب کی تاریخ راجستان - کلیات سودا - کلیات تاریخ - وقایع دلپذیر
جو مناجان کے حالات میں ہی - صبح صادق - تالیفات واجد علیشاہ - تذکرۃ السلاطین چغتائی
حبیب السیر - روضۃ الصفا - انڈین میوزیم کے اندر رکھے ہوئے سکون کی فہرست -
طبقات الشعراء - حسین شاہی - بل کی تاریخ - تاریخ ہندوستان جیمس گرسبنڈ - شاہ نواز خانی
شاہ عالم نامہ - ساکن ملسنی - میر عالمی - وقایع عالم شاہی - مرات التاریخ - تاریخ بھوپال

برہان الملک نواب سعادت خان کا نسب نامہ

میر محمد امین - ابن میر محمد نصیر - ابن میر محمد امین - ابن میر محمد جعفر - ابن قاضی سید شمس الدین شہید
ابن سید محمد - ابن سید غیاث الدین محمد - ابن سید علی[۱] - ابن سید سراج الدین علی - ابن سید
اسحاق - ابن سید محمد ابن سید یحیی - ابن سید غیاث الدین - ابن سید محمد ثانی[۲] ابن سید
موسی - ابن سید قاسم - ابن سید علی ثانی - ابن سید جعفر - ابن سید حسین المقدم[۳] ابن سید
عبداعلی - ابن سید عمر - ابن سید قاسم - ابن سید عبدالقادر - ابن سید تاج الدین - ابن سید فخر الدین[۴]
ابن سید زید[۵] - ابن موسی کاظم علیہ السلام (۲۷)

۱۔ نام قیصر التواریخ کی پہلی جلد میں نہیں وزیر نامہ میں ہی ۱۲ ۲۔ وزیر نامہ میں یہ نام ہی اور قیصر التواریخ میں نہیں ۳۔ موافق نسخہ وزیر نامہ اور قیصر التواریخ میں لفظ زاہد یا شہید لکھا ہی اور فخر الدین اور نام میں سید علی کا واسطہ ہی ۱۲ ۴۔ حسین المقدم قیصر التواریخ لکھا ہی - وزیر نامے اور عماد السعادت میں حسین المقدم ہے ۱۲ ۵۔ موافق نسخہ وزیر نامہ اور حدیقۃ التواریخ میں محی الدین ہی ۱۲

برہان الملک کے خاندان کا حال اور اونکے ہندوستان مین آنے کا بیان

قاضی سید شمس الدین نجف اشرف مین رہتے تھے - صاحب علم تھے شاہ اسمٰعیل صفوی نے اونھین بلاکر قاضی القضاۃ بنایا - اور نیشاپور مین بہت سی جاگیر عطا کی - سید شمس الدین کے کئی بیٹے تھے - سب سے بڑے بیٹے کا نام سید محمد جعفر تھا محمد جعفر کے دو بیٹے تھے - ایک سید محمد امین دوسرے سید محمد - سید محمد امین کے ایک بی بی سے دو بیٹے تھے میر محمد نصیر - اور میر محمد یوسف جیسا کہ عماد السعادت مین مذکور ہی - اور تاریخ اودھ معروف بہ قیصر التواریخ کی پہلی جلد مین میر محمد نصیر اور میر محمد یوسف کو چچازاد بھائی بتایا ہے - یہ دونون بھائی شاہ عباس ثانی کے عہد مین تھے - بادشاہ ایران کا قاعدہ تھا کہ سفر اور شکار مین کئی شخص بادشاہ کی سواری کے آگے آگے چلتے تھے - اور سپاہ [illegible] ہوتا تھا - اتفاقاً ایک دن جنگل مین بادشاہ کی سواری چلی جاتی تھی - ایک شیر نے نکلکر بادشاہ پر حملہ کیا اور گھوڑے سے گرادیا - میر محمد یوسف گھوڑا دوڑا کے کود پڑے اور شیر کو مشت تفنگ سے مار ڈالا - بادشاہ چونکہ زرہ پہنے ہوئے تھے اسواسطے کوئی صدمہ نہ پہنچا بادشاہ نے ایسے کارنمایان کے صلے مین چاہا کہ اونھین اپنا وزیر کرین - میر محمد یوسف نے عرض کیا کہ مین سپاہی ہون مجھے سیاست ملکی اور اسکے انتظام سلطنت غیر ممکن ہی - اس لئے مین اس عہدے سے معافی چاہتا ہون مگر میری یہ آرزو ہی کہ میر محمد نصیر میرا بھائی ابھی تک کتخدا نہین ہوا ہی اوس کا بیاہ رضا قلی بیگ وزیر کی بیٹی سے کرادیا جائے وزیر بقوم قزلباش سے تھا - بادشاہ نے وزیر سے فرمایا کہ میر محمد نصیر میرا بیٹا ہے اوس کو مینے تیری بیٹی سے کتخدا کیا تاکہ ہمارے اور تیرے درمیان قرابت قایم ہوجائے وزیر نے اس شرط سے اس رشتہ داری کو قبول کیا کہ اگر اوسکے

بیٹی پیدا ہو تو وہ میری قوم کے آدمی سے منسوب ہو۔ اور یہ رسم ہمیشہ قایم رہے۔ بادشاہ نے
قبول کیا۔ اور میر محمد یوسف کو نیشاپور میں بہت سی جاگیر عطا کی۔ میر محمد نصیر سے ۲ بیٹے
اور دو بیٹیاں[1] پیدا ہوئیں۔ بڑے بیٹے کا نام میر محمد باقر چھوٹے کا نام میر محمد امین تھا میر محمد باقر اپنی
ایک بہن سے عمر میں بڑے اور ایک بہن سے چھوٹے تھے۔ جب میر محمد نصیر کی اولاد جوان
ہوئی اونکی بی بی نے اپنے شوہر سے کہا کہ محمد قلی خان بیگ میری ماں کا بھتیجا نسل بادشاہان
ترکمان یعنی مرزا قرا یوسف سے ہے اوسکے بڑے بیٹے جعفر خان بیگ کے ساتھ اپنی بڑی بیٹی کی
شادی کر دو۔ اور اپنے اوس وعدے کو وفا کرو جو میرے والد سے کیا تھا اونھوں نے جواب دیا
کہ میں اس شرط سے اپنی بیٹی جعفر خان بیگ خلف محمد قلی خان بیگ کو دے سکتا ہوں
کہ محمد قلی خان بیگ اپنی بیٹی میرے بڑے بیٹے میر محمد باقر سے منسوب کر دیں محمد قلی خان بیگ نے
یہ شرط منظور کر لی اور دونوں شادیاں ہو گئیں۔ جعفر خان بیگ کے نطفے سے دو بیٹے اس لڑکی
کے پیدا ہوئے بڑے بیٹے کا نام مرزا محسن اور چھوٹے کا نام مرزا نعیم تھا۔ میر محمد نصیر نے
اپنی چھوٹی بیٹی کو میر محمد شاہ میر پسر میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد کیا۔ اس لڑکی کے میر محمد شاہ
میر سے دو بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔ بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد یوسف اور چھوٹے کا
نصیر الدین حیدر خان بیگ تھا۔ اور میر نصیر نے اپنے چھوٹے بیٹے میر محمد امین کی
شادی میر محمد یوسف کی بیٹی کے ساتھ کی میر محمد یوسف کے املاک بہت تھیں اس وجہ سے
میر محمد امین کو خانہ داماد کیا۔

گور سہاے نے تاریخ اودھ میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۱۱ ہجری عہد بہادر شاہ بن اورنگ زیب
عالمگیر میں میر محمد نصیر نے ہندوستان کا قصد کیا اونکے بڑے بیٹے میر محمد باقر ہمراہ تھے۔ یہ سفر
جہاز کی سواری میں کیا۔ سنہ ۱۱۲۰ میں جہاز پہنچا۔ میر محمد نصیر نے عظیم آباد میں سکونت اختیار
کر لی۔ شجاع الدولہ ناظم بنگالہ انکی خبر اور پرورش رکھنے لگا۔ میر محمد نصیر کے بیٹے محمد باقر کا
اس عرصے میں ازدواج ہوا اور اونکے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ جو اپنے چچا نواب برہان الملک کے

[1] دیکھو عماد السعادت و وزیر نامہ ۱۲

عہد میں شیر جنگ کے خطاب سے مشہور ہوا۔ اور محمد شاہ کے عہد میں صفدر جنگ کیطرف سے کشمیر کا صوبہ دار ہوا۔ تھوڑے دنوں کے بعد میر محمد نصیر فوت ہو گئے۔ میر محمد امین اونکے بیٹے جو ابھی تک وطن میں تھے اونکو بی بی نے ایک دن کسی بات پر طعنہ دیا۔ صاحب غیرت تھے سنہ ۱۱۲۰ ہجری میں وطن کو چھوڑ کر ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ عظیم آباد پہونچے تو معلوم ہوا کہ اونکے والد مر گئے ہیں۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ میر محمد امین سے غنیا پور میں کچھ ٹھیکہ لیا تھا۔ خسارا ہوا۔ میرزا کی ماں نے زیور فروخت کر کے اوس روپیہ کو ادا کر دیا۔ میر محمد امین اس خجالت اور غیرت کی وجہ سے ہندوستان میں چلے آئے۔ بہادر شاہ کا عہد تھا۔ بہر صورت میر محمد امین اور [illegible] عظیم آباد سے دہلی چلے گئے۔ بعضے یہ کہتے ہیں کہ میر محمد امین کے ہندوستان میں آجانے اور صاحب منصب ورتبہ ہو جانے کے بعد میر محمد باقر ہندوستان کو آئے اور راہ میں قندہار کے [illegible] نکاح کیا اوس زوجہ سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام نثار محمد رکھا جب ہندوستان میں پہونچے تو فرخ سیر کی ملازمت حاصل کی اور سیادت خان خطاب ملا۔ اور نثار محمد کو محمد شاہ نے خطاب [illegible] شیر جنگ دیا تھا۔ میر محمد امین المخاطب بہ سعادت خان برہان الملک کے ایک بیٹا اور پانچ بیٹیاں ہوئیں جنکی تفصیل اونکی سوانح عمری کے آخر میں بیان کیجائیگی۔

میر محمد امین کا دلی پہنچکر شاہزادوں کی جاگیروں کا اجارہ لینا اور معاملہ ایسی خوش وضعی سے رکھنا کہ جسکی وجہ سے رفتہ رفتہ بادشاہی منصب دار ہو جانا اور ہندون بیانہ کی فوجداری پانا۔ اور صوبہ دار اکبر آباد کی بیٹی کے ساتھ عقد نکاح کرنا

؎ دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲۵

میر محمد امین نے دہلی مین پہونچکر ایک عمدہ حاکم کی رفاقت اختیار کی اور بعض جگہون کی حکومت بھی اوسکی وجہ سے پائی تھوڑے دنون کے بعد نواب سربلندخان صوبہ گجرات سے تعارف ہوگیا اور اوس نے اپنی سرکار مین میر منزل کا عہدہ دیا ایک بار نواب کے خیمے ایک نیچی زمین مین کھڑے ہوگئے تھے رات کو بارش ہوئی نواب کے رہنے کے تمام خیمے مین پانی بھر گیا نواب بہت بےچین رہا اور رات بھر جاگتا رہا - صبح کو میر محمد امین کو اپنے سامنے بلا کر نواب بہت خفا ہوا اور کہا تمھارے دماغ سے بوی سعادت تہزاری پائی جاتی ہے اپنے فرض منصبی پر کم اعتنا کرتے ہو - میر محمد امین کو یہ لفظ ناگوار گذرے اور اونکی نوکری سے استعفا دیدیا -

دوسرے دن سربلندخان نے میر محمد امین کو بلاکر معذرت کی - مگر اونھون نے نہ مانا - اور دلی چلے آئے - اور شاہزادون کی جاگیر کا ٹھیکہ لیا - جو محاصل اس صیغہ متاجری سے حاصل ہوتا اوس مین سے بھی چہارم بنظر رسوخ شاہزادون کو دیا کرتے تھے - جب انکی دیانت اور امانت اور کارگذاری کی شہرت ہوئی تو شاہزادونکے ذریعے سے بادشاہ کی حضوری تک نوبت پہونچی منتخب اللباب اور ماثرالامرا مین ذکر ہی کہ میر محمد امین ابتدا مین منصب ہزاری پر فائز ہوئے اور فرخ سیر کے رفقا مین داخل ہوئے - مرآت واردات مین لکھا ہی کہ ایسا منصب بالا شاہی کہلاتا ہے جو بادشاہزادگی کے دنون مین زمانہ سلطنت و سریر آرائی سے قبل کسی کو دیا جاتا ہے فرخ سیر نے بھی ایسی ہی حالت مین میر محمد امین کو ہزاری منصب دیا تھا جب فرخ سیر تخت نشین ہوا تو محمد جعفر المخاطب بہ تقرب خان خانسامان کو ابتدای جلوس فرخ سیری مین کرورگیری[۱] کنج کی خدمت بھی مفوض ہوئی تو اوسکی نیابت مین میر محمد امین مقرر ہوئے - محمد امین نے رائے رتن چند دیوان اعظم قطب الملک عبداللہ خان سے صحبت اور دوستی پیدا کرلی - اوسنے ۱۱۲۸ ہجری مین ہندون بیانہ متعلق صوبہ اکبرآباد کی فوجداری کی سند دلادی

---

[۱] کرورگیری محاصلات پر ممتد - سائیڈ ان - ۱۲

اس علاقے کی آمدنی اٹھارہ لاکھ روپئے سالانہ تھی محمد امین نے اس علاقے کا بڑی عمدگی سے انتظام کیا۔ مقصد ذنکو خوب بسر امین ین اور نام پایا اس وجہ سے منصب مین بانصدی کا اضافہ ہوا۔ اور سید حسین علیخان اور عبداللہ خان انکی بہت عزت کرتے اور کارگذار آدمی سمجھنے لگے اونہین دنون نواب محمد تقی خان صوبہ دار اکبر آباد کی بیٹی سے شادی کی۔ لیکن اس شادی سے قبل سید طالب محمد خان آصف جاہی کی بیٹی اونکے نکاح مین تھی بلکہ اس نکاح سے بھی قبل ایک شریف خاندانی آدمی کی بیٹی سے جس خاندان سے اشرف علیخان تھے عقد ہوچکا تھا لیکن بیاہ کے بعد ہی یہ عورت لاولد مرچکی تھی۔ میر محمد امین کی بیٹی جو شجاع الدولہ کی والدہ اور صفدر جنگ کی بی بی ہیں بیاہ نے مین اپنے والد کے ہمراہ تھی اور اس وقت اوسکی عمر پانچ یا اس سے کچھہ زیادہ برس کی تھی۔

میر محمد امین کا نواب حسین علی خان امیر الامرا اور قطب الملک کے قتل کی سازش مین شریک ہوکر اوسکو مروڈالنا

حسین علیخان کا بڑا بھائی عبداللہ خان جو فرخ سیر شہنشاہ ہندوستان کا وزیر اعظم تھا لائق فائق آدمی تھا مگر عیاش اور سہل بھی تھا اور یہی باعث تہا کہ اوسکی وزارت کا کام اوس کے نائب رتن چند نام ایک ہندو کی سعی و اہتمام پر موقوف تھا جسکی سخت تدبیرون اور خود مختاری کے طور ونکی بدولت انتظام اوس کا عام پسند نہ تھا غرضکہ نائب کی بدکرداری اور رعب کی غفلت شعاری سے فرخ سیر کو یہ جرات حاصل ہوئی کہ وہ اپنی پوری خودمختاری کی تدبیر سوچنے لگے۔ اور اونکی اس ارادے کی جابجا ہوائیان اوڑین کہ وہ اپنے وزیر کو ہٹانا چاہتے ہین عبداللہ خان نے اپنے خلاف سازشون سے خوف کہاکر اپنے بھائی حسین علیخان کو جنے خصم و احتیاط کی ضرورت سے بادشاہی آوردون کو حکومت سے خارج کرکے ساری فوجون کو اپنا جان نثار بنا رکھا تھا خاندیس سے بلایا۔ مہاجہ جے سنگھہ نے بادشاہ کو اسبات پر

بہت سا برانگیختہ کیا کہ اب تہوڑا سا عرصہ باقی رہگیا ہے اگر کوئی معقول تدبیرین بڑے
تو جلد عمل مین لائین اور ہرگز کاہلی نہ برتین ۔ مگر وہ بادشاہ ایسے بودے تھے کہ راجہ کی ترغیب
و تحریص سے ایسی شجاعت پر بھی آمادہ نہوئے جو بقول شخصے مرتا کیا نہین کرتا ، چوہے کے
وقت اوپر کر زور شورا بنا دکہاتی ہی ۔ غرضکہ حسین علیخان دلی مین داخل ہوا اب بادشاہ بڑی
ذلت سے اپنے دشمنونکی اطاعت پر مائل ہوئے اگرچہ حسین علیخان شہر کے باہر خیمے لئے پڑا تہا
مگر عبد اللہ خان کے پہرونکی شہر مین آنیکی اجازت حاصل ہوئی ۔ اور اب یہ نوبت پہونچی کہ
بادشاہ کی قسمت کا فیصلہ دونون بہائیون کی صلاح و مرضی پر موقوف رہا ۔ مگر باوصف اسکے
بعض بعض امیر بادشاہ کے خیرخواہ اپنی ملازمون اور رفیقون کو ہمراہ لیکر بادشاہ کی امداد
و اعانت کی غرض سے آئے مگر حسین علیخان نے شہر مین داخل ہوکر بادشاہ کو زندہ چھوڑنا
اپنی سلامتی کے لحاظ سے مناسب نہ سمجہا اور بادشاہ کو جو حقیقت مین بادشاہ کا سایہ تہا محل
سے پکڑ لائے جہان جان اپنی بچانے بیٹھے تھے اور ماہ فروری ۱۷۱۹ء مطابق ربیع الثانی
۱۱۳۱ ہجری مین اونکو خفیہ خفیہ مروا ڈالا جب فرخ سیر سے تخت خالی رہا سیدون نے
بادشاہی خاندان کے ایک نوجوان کو رفیع الدرجات کے خطاب سی تخت نشین کیا ۔ مگر یہ بادشاہ
سل کی بیماری سے تین مہینے کے بعد مرگیا ۔ اور بعد اوسکے ایک اور جوان کو رفیع الدولہ کے
خطاب سی سنہ مذکور مین تخت پر بٹھایا ۔ مگر اوسکی عمر نے بھی وفا نہ کی ۔ چنانچہ وہ بھی تین مہینے
سے کم عرصے مین جہان فانی سے گذرا ۔ اگرچہ اوسکے مرنے سے سیدون کو تہوڑا بہت تردد
لاحق ہوا مگر بعد اوسکی ایک نہایت قوی آدمی کو جانشین اوسکا کیا ۔ یہ جوان آدمی روشن اختر نام
جسکا حال اپنی پہلی حالت مین عام لوگون کی حالت سے بہتر تہا یعنی وہ کسی زیور کمال سے
آراستہ نتہا ۔ ماہ ذیقعدہ ۱۱۳۱ ہجری مطابق ماہ ستمبر ۱۷۱۹ء مین یہ شہزادہ محمد شاہ کی
خطاب سے تخت پر بیٹھا ۔ محمد شاہ نے اپنی ماں کے سکھانے پڑہانے سے سیدون سے
علانیہ بگاڑ نہ کیا تہا نہایت حزم اور احتیاط اس معاملے مین برتتے تھے اور بڑی صبر

اور تحمل سے ایسی صورتون کے منتظر تھے جو اونکی استحقاق حکومت کے مدد و معاون اور
دعوے سلطنت کے موافق اور مناسب ہووین اور نہایت مخفی طور پر ایسی باتونکو سوچتے تھے
جنکے ذریعہ سے اونکو بہت جلد آزادی حاصل ہووے اور اس بڑی خوفناک ارادہ مین صلاح کار
اون کا وہ محمد امین خان تھا جسنے فرخ سیر سے جب کنارہ کیا تھا کہ اون کو زبان کا کچا اور
خاص اپنے معاملے مین پیٹ کا ہلکا پایا تھا - اگرچہ سیدون کے زور و قوت اور غرور و نخوت سے
محمد امین خان کمال متنفر تھا مگر کام ناکام اُسنے زمانہ سازی کی راہ سے موافقت پیدا کی تھی
محمد امین خان چین بہادر محمد شاہ سے ترکی زبان مین بات چیت کرتا تھا - اگرچہ سیدونکے رشتہ دار
اور آوردے بادشاہ کو گھیرے رہتے تھے - مگر بات چیت اونکی چلی جاتی تھی - اور جبکہ اُنکے
آپسمین اشارے کنائے ہونے ہونے لگے تو اونکی بدولت خفیہ خط وکتابت کا رستہ کھلا -
اور رفتہ رفتہ یہانتک نوبت پہنچی کہ ایک گروہ قایم ہوگیا جسمین میر محمد امین معروف بہ سعادت خان
ابن میر محمد نصیر کو دوسرا درجہ حاصل تھا اگرچہ یہ سازش ہزار من پردون مین کی گئی - مگر سیدونکے
دلونپر بڑے بڑے خیال گذرنے لگے جبکہ آصف جاہ کی بغاوت فرو کرنے کے لیئے دکن کو
جانے کا کام سیدون پر آپڑا تو اونہوں نے بادشاہ کو قابو مین رکھنے کے لیئے یہ بات قرار دی کہ
حسین علی خان بادشاہ اور بعض مشتبہ امیرون سمیت دکن کو روانہ ہو اور عبداللہ خان دلی مین
موجود رہے اور بادشاہ کے مضار و منافع کی نگرانی رکھے دونون بھائی بہت سے غور و خوض
کے بعد آگرے سے روانہ ہوے - چنانچہ حسین علیخان نے دکن کو اور عبداللہ خان نے دلی
کو باگ اوٹھائی اور سازش کرنے والون نے دونون کی جدائی سے قیاس کیا کہ مراد
پوری ہونے کا موقع ہاتھ آیا - چنانچہ حسین علیخان کا قتل تجویز ہوا - تاریخ سلاطین متاخرین
ہند اور ماثر الامرا مین لکھا ہے کہ جب نواح اکبرآباد مین محمد شاہ کا لشکر پہنچا تو سعادت خان
برہان الملک ہنڈون بیانے سے بھاری جمعیت کے ساتھ اپنی بعض مطالب کے سرانجام کی
غرض سے آکر شامل ہوئے - عماد السعادت مین اونکی فوج کی تعداد چودہ ہزار پیادہ و

سوار تباہی ہی۔ بادشاہ نے سعادت خان کو تنہی سپاہ کے ساتھ آنے کو غنیمت جانا۔ اسی
کتاب مین یہ بھی لکھا ہی کہ نواب حیدر قلیخان میر آتش نے بادشاہ سے اونکی بہت تعریف
کی بادشاہ تو ایسے جبار شخص سے کے دلسے خواہان سے تھے کہ وہ ساداتؒ کا استیصال کرے
نواب حیدر قلیخان نے اپنی فرزندی کے ساتھ میر محمد امین کو عزت بخشی اور بادشاہ نے حیدر قلیخان
کی سفارش سے اونکو سعادت خان بہادر کا خطاب[۱] اور اونکے بڑے بھائی کو جن کا انتقال ۱۱۳۵
ہجری مین ہوا۔ سیادت خان کا خطاب عطا کیا اور مآثر الامرا مین لکھا ہی کہ مرزا ہیم کے باپ کو
سیادت خان کا خطاب دیا تھا جو سعادت خان کے بہنوئی تھے۔ منتخب اللباب مین لکھا ہی
کہ سعادت خان نے محمد امین خان اعتماد الدولہ سے بہت دوستی پیدا کرلی یہانتک کہ اونکو
ہمراز اور شریک مہمات ہوگئے۔ سعادت خان کے دل مین ہمیشہ غم سید کے خون ناحق کا تعلق
جوش مارتا تھا۔ اونہون نے میر حیدر خان کاشغری کو جو اون کا رفیق تھا حسین علیخان کے قتل
کے لیے آمادہ کیا اور یہ راز ان تینون شخصون نے یہانتک مخفی رکھا کہ بادشاہ اور قمر الدین خان
پسر اعتماد الدولہ محمد امین خان تک کو واقف نہونے دیا البتہ دو عورتین اسکا محرم تھین ایک بادشاہ
کی والدہ۔ دوسرے صدر النسا جس کو عبد اللہ خان کی وجہ سے عزت و ترقی حاصل ہوئی تھی۔ تمر
سیر طالبی سے جس کو عالم شاہی بھی کہتے ہین ثابت ہوتا ہی کہ بادشاہ بھی اس مشورے مین شریک
تھے اور اونہون نے میر حیدر سے کہا تھا کہ اگر تو نے حسین علی خان کو مار ڈالا اور خود زندہ رہا
تو ہفت ہزاری منصب پر پہنچا دونگا۔ اور اگر تو مارا گیا تو تیری اولاد کے ساتھ بڑا سلوک
کرونگا۔ چہارشنبہ ۶ ذی الحجہ ۱۱۳۲ ہجری کو فتحپور سے ۳۰ کوس پر مقام تورہ مین بادشاہ
کا قیام ہوا۔ امیر الامرا حسین علی خان خیمہ سلطانی سے نکلکر اپنے لشکر کو روانہ ہوا۔ اتفاقاً

---

[۱] تاریخ سلاطین متاخرین ہند اور مآثر الامرا سے ثابت ہوتا ہے کہ سعادت خان بہادر کا خطاب
اونہین حسین علیخان کے واقعہ کے بعد ملا تھا ۱۲

میر حیدر نے ایک عرضی محمد امین خان چین بہادر کی شکایت مین لکھی اور امیر الامرا کو دیتے ہوے
کے کیسے چلا۔ امیر الامرا جہالردار پالکی مین سوار گلال باڑی کے پاس پہنچا تھا کہ میر حیدر خان
نے نواب کو عرضی دکہائی وہ پڑہنے لگا۔ میر حیدر نے دفعۃً اوسکی پیٹ مین چھرا مارکر
کام تمام کردیا نواب کی پھوپی کے بیٹے نور اللہ خان پسر اسد اللہ خان نے قاتل کو بھی
مار ڈالا جب امیر الامرا مر گیا تو مغلون نے اوس کا سر کاٹ لیا اور بادشاہ کے پاس لیگئے
اس قوی ورپے کے مرنے سے اوسکی فوج مین ہل چل پڑگئی اور اوسکے رشتہ دارون اور رفیقون
اور سازش کرنے والون اور اونکی رفیقون مین بڑا جھگڑا قایم ہوا۔ اور غیرت خان امیر الامرا کے
بھانجے نے دو تین ہزار سوارون کو ساتھ لیکر بادشاہ سے مقابلے کا ارادہ کیا۔ سعادت خان
حیدر قلیخان کے ہمراہ اعتماد الدولہ محمد امین خان چین بہادر کے فرمانے سے بیباکانہ حرم سرای
بادشاہی کے دروازے پر جسمین بادشاہ تشریف رکھتے تھے ایسے وقت مین پہنچ گئے کہ حسین
علیخان کے جان نثار بادشاہ کے قتل پر آمادہ تھے اسوقت بادشاہ کی مان باہر نکلنے سے
بادشاہ کو روک رہی تھی کہ سعادت خان دشمنون کو صاف کرکے امیر الامرا کا سر ہاتھ مین لٹکائے
چند تورانی مغلون کو ساتھ لیکر دو شالہ منہ پر ڈالکر زنانے مین گھس گئے اور بڑی منت وسماجت
اور خوشامد کرکے بادشاہ کا ہاتھ پکڑ کر باہر لائے اور اونکو اسپر آمادہ کیا کہ وہ اپنے خیرخواہون کی
سرداری اختیار کرکے سیدون سے علانیہ جنگ کرین۔ اعتماد الدولہ نے بادشاہ کو اپنی
ہاتھی پر بٹھایا اور خود خواصی مین بیٹھا بادشاہ کے ساتھ اسوقت بہت کم آدمی جمع ہوسکے
تاہم حیدر قلی خان نے توپخانے کے سپاہیون کو مستعد کرکے ہراول مین رکہا اور غیرت
خان پر گولہ باری شروع کی۔ قمر الدین خان اور سعادت خان اوسکی مدد کو پہونچے اور یہ بھی
لڑنے لگے۔ اس عرصے مین امیر الامرا کا تمام لشکر لٹ گیا اور غیرت خان بھی مارا گیا۔ اور
سعادت خان غیرت خان کے لشکر کی لوٹ سے سرمایہ دار ہوگئے۔ [1] سیدون کا

[1] دیکھو تنقیح الاخبار ۱۲

گروہ میدان سے بھاگ نکلا اور بہت سے سیدون نے خوب جھکے اوس حصے سمت جو کی
فریق کا ممد و معاون نہوا تھا بادشاہ کی طاعت اختیار کی - سعادت خان نے رفقای
حسین علی خان کی شورش کے دفعہ کرنے مین بڑی کوشش سے حملے کئے تھے اور اونکی
تیغ کشی کی تھی اس جلدو مین اون کا منصب پنجہزاری ذات تک پہنچ گیا - اس مین اصلی منصب
اور اضافے دونون شامل تھے - اور پانچہزار سوار اور بہادر خانی کا خطاب اور علم اور نقارے
سے ترقی پائی[1] محمد شاہ نے محمد امین خان جیسے بہادر کو اپنا وزیر بنایا اور صمصام الدولہ
کو میر بخشی کیا اور قمر الدین خان کو بخشی دوم کیا اور حیدر قلی خان کو ہفت ہزاری منصب اور
شش ہزار سوار دو اسپہ دیکر دہلی کو کوچ کیا - محمد ہادی موسوم بہ کامور خان نے تذکرۃ السلاطین
چغتائی مین یون بیان کیا ہے کہ دہلی کے راستے مین جب بادشاہ کا مقام موضع گوپال پور
کے قریب ہوا تو اس جگہ ۱۳ ذیحجہ ۱۱۳۲ھ ہجری کو سعادت خان کو شش ہزاری منصب
اور پانچہزار سوار اور صوبہ اکبر آباد کی حراست اور خلعت خاصہ اور اسپ و فیل اور علم و نقارہ
بادشاہ نے عطا کیا تھا - اور مرآت جہان نما سے معلوم ہوتا ہے ۱۱۳۳ھ ہجری مین یہ
صوبہ اونکی تفویض ہوا تھا -

سید محمد امین کا چودہ ہزار سپاہ کے ساتھ شریک ہو کر قطب الملک عبد اللہ خان سے جنگ کرنا

عبد اللہ خان اتنے دلی مین نہ پہنچا تھا کہ عجائب کی منادی پہنچی جسنے دلی مین رفیع القدر کے
بڑے بیٹے ابراہیم کو جو مقید تھا ابو الفتح ظہیر الدین محمد ابراہیم کے لقب سے بادشاہ بنایا -
اور اوسکے نام کی منادی کرائی - اور اوسکی طرف سے لوگون کو مراتب عنایت کئے

[1] دیکھو مآثر الامرا و تاریخ سلاطین متاخرین ہند ۱۲

اور اپنی فوج لیکر آگرے کی جانب روانہ ہوا جاٹون کا سردار چورامن راہ مین اکر اوس سے ملا اور بہت سی لوٹ بہاتہ بہوئے سیدبھی اوس کے پاس آگئے جو بادشاہ کی اطاعت کی بعد اونکو چھوڑکر بھاگ گئے تھے اور سعادت خان برہان الملک کو بھی جو ہندون بیانہ کے فوجدار تھے ایک خط بھیجا کیونکہ اونکی ترقی دولت کا باعث نواب عبداللہ خان کا دیوان راجے رتنہ چند ہوا تھا۔ لیکن اونھون نے بغور وتامل حقوق سلطانی اور اپنی دنیا و نیکنامی کو مقدم سمجھا اور چودہ ہزار سوار پیادہ کی جمعیت کے ساتھ بادشاہ کے شریک ہی محمد شاہ کو اون چار ہزار سوارون کے پہونچنے سے تازہ مدد پہونچی جنکو جے سنگھ راجہ نے اون کی امداد واعانت کے لئے شتابی مین روانہ کیا تھا محمد خان بنگش بھی تین ہزار سپاہ کے ساتھ اور عزیز خان روہیلہ اور بایزید خان میواتی چار ہزار سپاہ کے ساتھ بادشاہ کی مدد کو آگئے۔ نوین محرم ۱۱۳۳ہجری کو بادشاہ کی فوج شاہ پور سے گذر کر ٹہری اور قطب الملک حسن پور مین بادشاہ کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر آکر ٹھیرا۔ روز پنجشنبہ ۱۳ محرم ۱۱۳۳ ہجری کو عبداللہ خان نے فوج آراستہ کی اور سلطان محمد ابراہیم کے ساتھ غول مین آپ ٹھیرا اور خواجہ عبدالغنی ولد خواجہ عبدالرحیم کو محمد ابراہیم کی خواصی مین بٹھایا۔ اور نجم الدین علیخان وسیف الدین علیخان وشجاعت اللہ خان وعبدالنبی خان اور بہت سے سادات بارہ اور اپنی لڑاکا افغانون کو لشکر کا ہراول کیا اور بخشی الملک سید صلابت خان بہادر وغازی الدین خان بہادر غالب جنگ وشکر اللہ خان وقلیچ محمد خان ونعمت اللہ خان وبیرام خان وامیر خان وعلی محمد خان وحمید الدین خان کو ہراول کی مدد کے لئے مقرر کیا اور سہراب خان وفتح محمد خان وکمل خان وتہور علیخان بارہ وراجہ محکم سنگھ وعبدالقادر خان وحفیظ اللہ خان ومرید خان وخداداد خان وغیرہ اپنے مددگارون کو یمین ویسار مین کھڑا کیا اور توپخانے کو ہراول کے آگے رکھا۔ بادشاہ کی طرف بھی مقابلے کی تیاری ہوئی اور جمعرات کو بادشاہ مقابلے کے لئے سوار ہوتے اعتماد الدولہ بہادر ظفر جنگ وزیر اعلے وقمر الدین خان بہادر وسیف اللہ خان بہادر وامیر عمر

گندداران وامین الدین خان میر توزک معتمد الملک میر جملہ بہادر و عزیز خان بہادر چغتہ
کو بادشاہ نے اپنے پاس قلب مین کھڑا کیا۔ حیدر قلیخان ناصر جنگ افسر توپخانہ ہراول مین
متعین ہوا امیر الامرا خان دوران بہادر صمصام الدولہ منصور جنگ کو میسرہ پہ کھڑا کیا۔ اور
سید نصرت خان و ثابت خان عرف جعفر بارہ اور دوسرے امرا اونکی رفاقت کو مقرر ہوئے
اور محمد خان بنگش والی فرخ آباد دست راست پر متعین ہوا۔ اور عینی الملک ظفر خان بہادر رستم جنگ
و راجہ راج بہادر راٹھور و راجہ گلاب سنگھ عمدہ دربہ حنداول یعنی عقب فوج کی حراست کے لیے
مقرر ہوئے۔ مرات جہان نما سیر المتاخرین اور منتخب اللباب مین ثابت ہے کہ برہان الملک
دست راست پر تھے۔ اور ماثر الامرا مین لکھا ہے کہ وہ اسوقت میسرہ کی جانب تھے ابھی کسیقدر
رات کا اندھیرا باقی تھا کہ لڑائی شروع ہوئی نجم الدین علی خان برادر عبد اللہ خان نے
دس بارہ ہزار سوار اور توپخانہ آتش بار کے ساتھ گنجان درختون کے سایے مین جا کر
بادشاہی لشکر پر ایسی آگ برسائی کہ طائر خیال کے پر جلنے لگے۔ زنی بہادرون کے
چہرون پر ہوائیان اڑنے لگین۔ حیدر قلیخان اور صمصام الدولہ چالاکی کر نصرت خان
اور ثابت خان وغیرہ کے ہراول پر آئے نجم الدین علیخان کے مورچے مین توپون کی شتابی
سے آگ لگادی وہ مورچہ سیدون کے ہاتھ سے نکل گیا۔ جمعرات کا تمام دن لڑائی
مین بسر ہو کر جمعہ کی شب وقت تھوڑی رات گذری تو حیدر قلیخان نے توپخانہ بڑھانے کی
کوشش کی۔ گولے مارتے ہوئے قدم بڑھایا۔ جہان کھڑا تھا وہان سے آہستہ آہستہ آگے
کو بڑھا۔ عبد اللہ خان کی فوج پر گولے برستے رہے اکثر جلدی مجروح و مقتول ہوئے۔
اور اوس کے اکثر ہاتھی نشینون نے بھاگنا شروع کیا جن کو گنوارون نے لوٹ لیا۔
پچھلی رات کو راجہ محکم سنگھ کی سواری کے ہاتھی کے گولہ لگا۔ محکم سنگھ گھوڑے پر سوار ہو کر
رن سے اس طرح باہر نکل گیا کہ دیر تک اوس کے مرنے جینے کی خبر معلوم نہوئی۔ ۱۴ محرم کو
جمعہ کے دن عبد اللہ خان کے ساتھ ایک لاکھ سوارون مین سے صرف پندرہ سولہ ہزار

سوار باقی رہگئے تھے جب سورج نکلا تو بادشاہ پسند ہاتھی پر محمد شاہ سوار ہوئے آٹھ تو
بہر سب و روز بادشاہ بنفس نفیس میدان جنگ میں اپنے جان نثاروں کے ساتھ موجود رہے
بادشاہ نے یورش کا حکم دیا نجم الدین علیخان اور دوسرے سادات بارہ نے جو نہایت دلیر تھے
قدم جرات آگے بڑہایا اور بادشاہی فوج پر لوٹ کر قیامت برپا کردی - حیدر قلیخان
اور صمصام الدولہ نصرت یار خان نے سیدوں کا مقابلہ کیا - دونوں طرف سے تیر و
تفنگ سے آگ برسنے لگی سپاہیوں کے دل جلنے لگے ایسے وقت میں سعادت خان
مدد کے لئے پہونچگئے - طرفین کے بہت سے آدمی کام آئے - نجم الدین علی خان بھی سخت
مجروح ہوا عبداللہ خان اپنے بھائی پر وقت تنگ دیکھکر باقیماندہ دلاوروں کو ساتھ لیکر
نجم الدین علی خان کی مدد کو بڑہا چورامن[1] جاٹ نے بادشاہی لشکر کے عقب میں پہنچکر

[1] سیر المتاخرین میں لکھا ہے چورامن جاٹ بدر بدن سنگھ جد بہر چند رمہندر سورج مل متہرا اور اکبرآباد کا
زمیندار تھا و قلیع رکھتا تھا - پ چورامن کی حالت یوں بیان کی ہے موضع تھون پر جو اب پرگنہ ڈگ میں ہے
راجہ رام پسر بہگونت ابن خان چند جاٹ قابض تھا - یہ شخص علاقہ تہا یہ آدمی غارتگری کیا کرتا تھا سو وہ سے
گرفتار ہو کر مارا گیا - اسکا بیٹا فتح سنگھ تھا مگر اوس میں اپنی قوم کے خوش رکہنے کی لیاقت تھی موضع سنسنی کے کل آدمیوں
نے تھاں بدن سنگھ پدر سورج مل جاٹ حکمران تھا جمع ہو کر فتح سنگھ کو خارج کیا اور چورامن ابن برج ولد
خان چند جاٹ کو سردار بنایا - رستم جاٹ نے چورامن جاٹ سے اتفاق کرکے ایسی غارتگری کی کہ
دہلی اور اجمیر اور آگرہ اور گوالیار کے راستے مسدود کردیے - فرخ سیر نے چورامن کو خطاب راؤ بہادر خان اور
پانچ سو گھوڑے تنخواہ اور کہتوم اور مذ بیتی (ریہ ای) اور بیلکرا اور آو دیگر غارتگری سے منع کیا اور رستم
جاٹ اور اوسکے پسر کھیمکرن کو جاگیرات خلعت بہادری و دیہات بہرتپور وملاح داگاہ بوروماڑہ داکرن وغیرہ کے
راہزنی سے باز رکھا - مگر یہ تدبیر کچھ کارگر نہوئی سمت ۱۷۰۰ بکرمی میں ٹھاکر چورامن علت قبضہ محکم سنگھ پسر خود زہر
کہا کر فوت ہوا - محکم سنگھ نے باپ کا قائم مقام ہو کر بدن سنگھ ابن بہاؤ سنگھ ابن خان چند سے بااتفاقی پیدا کی بدن سنگھ نے
مہاراجہ سوائی جے سنگھ کی مدد سے محکم سنگھ کو شکست دیکر بھگا دیا - اب بدن سنگھ تھون پر بھی قابض ہوگیا - بعض
مورخ یہ کہتے ہیں کہ یہ لڑائی خود چورامن سے ہوئی تھی - اور بعد شکست کے چورامن اور محکم سنگھ دونوں
مفرور ہوئے اور بدن سنگھ نے کامیاب ہوکر کل قوم جاٹ کی افسری حاصل کی ۱۲

بہیر پر حملہ کیا اور کئی آدمی مار ڈالے ایک ہزار کے قریب بیل اور اونٹ باربرداری کے جو جمنا کے کنارے ریت کے ٹیلے پر جمع تھے پکڑ لئے اور رنگر خانے کا کچھ سامان اور صدارت کا دفتر بھی لوٹ لیا اور اس تاراج کے بعد عبداللہ خان کی کمک کے لئے مل گیا۔ شاہ نے جمعدوری اوسکی جمعیت کو دیکھا تو اپنے ہاتھ سے چار تیر اوسطرف پھینکے اعتماد الدولہ محمد امین خان اور ہادی خان داروغہ بندوقچیان خاص اوسکے مقابلے کو اوسیطرف گئے عبداللہ خان کے پہنچنے سے نجم الدین علیخان کی سپاہ قوی دل ہوکر جم کر لڑنے لگی بادشاہ کیطرف سے صمصام الدولہ بھی نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کر رہا تھا۔ اسپر بھی بادشاہی لشکر کے بہت سے آدمی گھبرا گئے۔ اور صفوں میں پریشانی پیدا ہونے لگی یہ حالت دیکھکر سعادت خان اور محمد خان بنگش انکی تقویت کے لئے متوجہ ہوئے۔ اور انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ عبداللہ خان کی فوج کی کمرگاہ پر حملہ کیا جائے۔ عبداللہ خان نے اس ارادے پر مطلع ہوکر اپنا ہاتھی حیدر قلیخان کے مقابل بڑھایا اور بہت بھی اوس کے حملے کا جواب دینے لگا۔ اسموقع پر ابوالحسن خان بخشی سادات کا بھائی سید علیخان بخشی رسالہ زخمی ہوکر گرفتار ہوا۔ شیخ ہیبت اللہ جو سید عبداللہ خان کے توپخانہ کا انتظام کر رہا تھا اوسپر طلع یار خان نے حملہ کرکے قتل کر ڈالا۔ راجپوت جو بادشاہی فوجمین تھے اوسکی لاش کو گھسیٹ کر بادشاہی لشکرمین لے گئے۔ حیدر قلی خان اور دوسرے جوانمرد ایسی چھرتی سے عبداللہ خان پر ٹوٹ پڑے کہ اوس کو اظہار بہادری کا موقع ہی نہ ملا اسوقت مین عبداللہ خان کے ہمراہ دو تین ہزار سوار تھے۔ اور وہ ہاتھی پر سوار تھا۔ اوس نے یہ خیال کیا کہ اگر مین ہاتھی سے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہو جاؤنگا تو سواران ہمراہی گھوڑون سے اوتر کر جانفشانی کرینگے۔ چنانچہ وہ ہاتھی سے اوتر کر گھوڑے پر سوار ہوا سرداران ہمراہی نے جو اوس کے ہاتھی کو خالی دیکھا تو یہ سمجھے کہ شاید عبداللہ خان مارا گیا۔ یا یہ سمجھے کہ آخر کار شکست ہوگی۔ قطب الملک عبداللہ خان کو تنہا چھوڑ کر میدان سے

بھاگ گئے لگے ان بھگوڑوں میں سیف الدین علیخان اور شجاعت اللہ خان۔ اور ذوالفقار علی خان اور عبداللہ خان ترین وغیرہ سردار تھے۔ اور بخشی فوج نے بھی ان مغروروں کا ساتھ دیا بعضے کہتے ہیں کہ عبداللہ خان ابھی ہاتھی سے اوترا نہ تھا کہ سیف الدین علی خان نے میدان چھوڑ دیا تھا۔ راستے میں اس بھاگی ہوئی جماعت کو گنواروں نے بہت رق کیا۔ اور بہت سے ہاتھی چھین لئے۔ عبداللہ خان کے ہاتھ پر تلوار کا زخم پہنچا تھا۔ اور پیشانی پر تیر لگا تھا اسوقت حیدر قلی خان تھوڑے سے ساتھیوں کے ساتھ ہاتھوں میں ننگی تلواریں لئے ہوئے عبداللہ خان کے سر پر پہنچ گیا۔ عبداللہ خان نے اپنی سیادت کو شفیع بنا کر امان جان چاہی حیدر قلی خان نے اوسکو قتل نہیں کیا۔ اوسی طرح گرفتار کرلیا نجم الدین علی مجروح بھی گرفتار ہوا اور دوسرے سردار بھی گرفتار ہو کر آئے۔ حامد خان اور عبدالنبی خان اور دوسرے سردار بادشاہ کی اطاعت کے لئے فوج شاہی میں حاضر ہو گئے۔ عبداللہ خان کے ہاتھی گھوڑے اور کارخانے اور خزانہ جو کچھ لٹنے سے بچا ضبطی میں آیا۔ سلطان ابراہیم بھی گرفتار ہوا۔ چونکہ اوس نے عبداللہ خان کی نمک حرامی میں بمجبوری اختیار کی تھی اسلئے اوسکی جان بخشی ہوئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار اس واقعکی تاریخ ہے[۱]۔

میر محمد امین نے اس جنگ میں بڑی جوانمردی دکہائی تھی۔ بادشاہ نے اوسکے منصب میں اور اضافہ کیا۔ اصل اور اضافہ ملا کر ہفت ہزاری منصب ذات پر پہنچا دیا اور سات ہزار سوار اور خطاب برہان الملک بہادر جنگ عطا کیا[۲]۔ اور ماہی مراتب بھی بخشا۔ اور خلعت فاخرہ بھی دیا[۳]۔

سعادت خان برہان الملک کو صوبہ اکبرآباد کی حکومت

---

[۱] دیکھو مآثر الامرا ۱۲ [۲] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ [۳] دیکھو مرآۃ جہان نما ۱۲

اور خواص بادشاہی کی وردی ملنا

مرات جہان نما مین محمد شفیع کہتا ہے کہ بادشاہ نے ۲۰ ربیع الاول ۱۱۳۳ ہجری مطابق سنہ ۲ جلوس محمد شاہی کو انجمن خلوت مین سعادت خان کو اپنے خواصوں کی وردی اور خلعت خاصہ بخشا۔ اور اسی سنہ مین بادشاہ نے اونکو اکبرآباد کا صوبہ دار کیا۔ اور اونکے بھتیجے نثار محمد خان کو نواب شیرجنگ کا خطاب دیا۔ سعادت خان بادشاہ سے رخصت ہوکر صوبہ اکبرآباد مین داخل ہوتے۔ سرکشونکی بیخ کنی مین بڑی کوشش کی تین چار قلعے جو متہرا کیطرف اور شاہجہان آباد کی راہ مین تھے منہدم کیے اور کشت و خون کے بعد دشمنون سے چھین لیے۔ ان جھگڑون مین اونکے ساتھ والے قریب آدمی مارے گئے اور دشمن بھی بہت سے مقتول اور مجروح ہوتے۔ بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو برہان الملک کے لیے خلعت اور خنجر مرصع اور ایک فرمان اونکی بہادری کی تعریف اور اپنی عنایت کے اظہار مین اونکو بھیجا

مہاراجا اجیت سنگھ والی جودھپور کے سپرد صوبہ اجمیر اور احمدآباد بھی تھے ۱۱۳۳ ہجری مین ان صوبون کی بہت سی رعایا نے شاہجہان آباد مین حاضر ہوکر استغاثہ کیا کہ راجہ نے اپنے ماتحت علاقے مین گاوکشی بند کردی ہے۔ بادشاہ نے دونون صوبے اوس سے نکال لیے۔ حیدر قلی خان کو صوبہ گجرات دیا اور مظفر علیخان کے سپرد صوبہ اجمیر کیا۔ اجیت سنگھ نے بغاوت پر کمر باندھی۔ بادشاہ نے اوسکو سزا دینا چاہا اور حیدر قلی خان کی تجویز سے سعادت خان برہان الملک اس کام کے لیے اکبرآباد سے بلائے گئے۔ کیونکہ امرائے حاضر حضور اس مہم پر جانے سے جی چراتے تھے۔ سعادت خان حکم کے پہنچتے ہی بطریق ایلغار اکبرآباد سے روانہ ہوتے اور آخر ذی قعدہ ۱۱۳۳ ہجری مین داخل شاہجہان آباد ہوئے۔ جب انہون نے

اس مہم کے لئے سامان وغیرہ چاہا تو بعض امراے نزول ساتھ دینے کو تیار ہوئے اور بادشاہ نے اقدام بسامان ست اعانت کی جسقدر وہ چاہتے تھے اسلئے اون کا جانا ملتوی رہا

نیلکنٹھ ناگر نائب سعادت خاں کا اکبر آباد میں مارا جانا او صوبہ اکبر آباد راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو ملنا - برہان الملک کا صوبہ اودھ کی حکومت پر مقرر ہونا اور توپخانہ بادشاہی کی داروغگی بھی پانا

صوبہ اودھ کی خدمت گردھر بہادر ناگر کے متعلق تھی - جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا کہ اوس کا انتظام خاطر خواہ نہیں ہوسکتا تری بے انتظامی ہے تو بادشاہ نے برہان الملک کو یہ خدمت دی ظاہرا صوبہ اودھ علاوہ صوبہ اکبر آباد کے برہان الملک کے سپرد ہوا تھا[1] - برہان الملک صوبہ اودھ کے انتظام کے لئے روانہ ہوئے اور اکبر آباد میں اپنے نائب نیلکنٹھ کو چھوڑا - نیلکنٹھ ایک روز فیل پر سوار چلا جاتا تھا - کسی بڑے زمیندار کی اشارے سے ایک جاٹ درختوں کے جھاڑے میں مخفی بیٹھا تھا - اوس کے برابر سواری پہنچی تو اوس نے نیلکنٹھ پر بندوق سر کی جسکی گولی سینے کے پار نکل گئی - برہان الملک کو جب یہ خبر پہونچی تو اونھوں نے اودھ سے اکبر آباد کیطرف عزم کیا تاکہ اپنے نائب کا بدلہ لیں - دربار میں صمصام الدولہ نے یہ سازش کی کہ اکبر آباد کی حکومت برہان الملک سے نکلوا کر راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو دلا دی اور برہان الملک کے پاس صرف اودھ کی صوبہ داری رہی - مگر ماثر الامرا سے معلوم ہوتا ہے کہ چورامن جاٹ جو سادات بارہ کے متوسلوں میں سے تھا - سلطان ابراہیم اور عبداللہ خاں کے ہمراہ بادشاہ کے مقابلے میں کام آیا تھا اوسکے بیٹوں نے اپنے قلعوں کو مضبوط کر کے خود سری اختیار کی تو برہان الملک اونکی سزا دہی کے لئے مامور ہوئے - اور اونکی بیخ کنی میں بہت کچھ کوشش کی مگر جنگل کے گنجان ہونے کی وجہ سے اون کا قرار واقعی استیصال نہو سکا اسلئے بادشاہ نے صوبہ اکبر آباد کی حکومت سے اونکو بدل لیا - اور توپخانہ کی داروغگی اور اودھ کی صوبہ داری عطا کی - برہان الملک نے اوس صوبے میں پہنچکر بہت سی فوج جمع کی اور بھاری توپیں [illegible] بالیا ملک کا مجموعی انتظام کیا سرکشوں کو سزائیں دیں اور بعض کے ساتھ ملایمت کا برتاؤ کیا اور اسطرح او قابو میں لاتے ہے - خزانہ عامرہ میں لکھا ہے کہ صوبہ اودھ کے زمیندار سرکشی میں مشہور زمانہ میں شاید ابتدای ایجاد

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین و منتخب اللباب - [2] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

عالم سے اونھون نے کسی حاکم کی قرار واقعی اطاعت نہ کی ہوگی - برہان الملک نے سب کو بزور شمشیر
مطیع اور خراجگذار بنایا اور اوس صوبہ مین وہ حکومت جمائی کہ کسی عہد مین یہ بات حاصل نہوئی تھی -
اور صوبہ الہ آباد کے اکثر عمدہ شہر جیسے جونپور بنارس اور غازیپور اور کڑہ مانکپور اور کوڑہ جہان آباد وغیرہ
قبضے مین لے آئے اور بادشاہ کے حضور سے سند حاصل کی - موہن سنگھ کپنوریہ قوم راجپوت تلوی
کا زمیندار تھا اوس نے کبھی کسی ناظم اودہ کی اطاعت نہین کی تھی اوس نے سعادت خان کے ساتھ بھی
سرکشی کی برہان الملک نے اول اول اوس کو بنظر ترحم فہمائش کی جب راہ پر نہوا اور پچاس ہزار راجپوت
ہمراہ لیکر مقابلے کو آمادہ ہوا تو نواب نے بھی اوس کی گوشمالی مناسب سمجھی - لڑائی ہوئی نواب کے ہمراہ
صرف دس ہزار سپاہ تھی راجہ مارا گیا - اور اوس کے بہت سے ساتھی کام آئے - باقیماندہ بھاگ گئے
بادشاہ نے جب یہ کارنامے سنے تو ثابت جنگ خطاب دیا - لکھنو کے شیخ زادون کی سرکوبی اور نواب سعادت خان
کے اون کو قابو مین لانے کا واقعہ بھی دلچسپی سے خالی نہین سننے کے قابل ہے - مشہور ہے کہ یہ شیخ زادے شیخ
عبدالرحیم کی نسل سے ہین جو قصبہ بجنور ضلع روہیلکھنڈ کا باشندہ تھا نہایت افلاس اور محتاجی کی حالت مین
اپنے گھر سے تلاش معاش نکلا - اور اپنے طالع کی یاوری سے اکبر اعظم شہنشاہ ہندوستان کا ملازم ہوگیا -
ایک مدت تک نہایت جانفشانی کرکے ایسی عزت پیدا کی کہ زیر تخت شاہی منصبدارون مین کھڑا ہونے لگا -
بادشاہ نے شیخ عبدالرحیم کو کمال مرحمت خسروانہ سے پرگنہ کو بیج اور لکھنو جاگیر مین دیا شیخ مذکور بڑی دہوم
دہام سے داخل لکھنو ہوا اور پانچ محل اپنی پانچ بی بیون کے واسطے بنوائے جسے آجتک پنچ محلہ کہتے ہین
وہ اب داخل حصار قلعہ مچھی بہون ہوگیا ہے - اور قلعہ مچھی بہون اپنے رہنے کو دریائے گومتی کے کنارے
پر بنوایا اوس کا مقبرہ عیش باغ کے قریب ہے جسے نادان محل کہتے ہین - بیان کرتے ہین کہ قلعہ مین ایک مکان
کے چھبیس دروازے تھے ہر دروازے پر سنگ کارون نے دو مچھلیان سنگ سے بنا دی تھین - اس جہت سے
اسے مچھی باون کہتے تھے اب کثرت استعمال سے مچھی بہون ہوگیا - شیخ مذکور کے بعد نسلی اولاد ترتیب وار
وارث جاگیر رہی - نواب سعادت خان جب اودہ پر قبضہ کرنے کے لئے چلے اور اثنائے راہ مین فرخ آباد
مین آئے تو نواب محمد خان نے بڑی خاطر و مدارات کی اور سعادت خان کو یہ صلاح دی کہ لکھنو کے شیخ زادے
ایسے سرکش ہین کہ مین ایسا نہو کہ مشکل اور نئی آپ کا مانع حال ہو - اور آپ کی حکومت نہ جمے مناسب یہ ہے
کہ آپ گنگا سے اوتر کر یکایک لکھنو مین داخل نہو جئے گا - بلکہ اوس کے نواح مین رہئے گا - بعد تدبیر مناسب
ازراہ حکمت عملی داخل ہونا بہتر ہوگا - وہ تدبیر یہ ہے کہ شیخ زادون اور قصبات کے رہنے والون مین موافقت
نہین بلکہ عداوت ہے - اور کمزور اپنے بالا دست کے ہاتھ سے ہمیشہ تنگ رہتے ہین - غالب ہے کہ وہ لوگ

آپ کی حکومت کو اپنا وسیلہ نجات و عافیت سمجھ کر طرفدار ہو جائینگے اور شیخزادون کا زور
اونکی اعانت سے ٹوٹ جائیگا - نواب وہان سے چلکر دریاے گنگا کے کنارے پر پہنچے
برسات کا موسم تھا - دریا خوب چڑھا ہوا تھا مع لشکر پار اوترے مشہور ہی کہ جب سواری کی کشتی
بیچ دریا مین پہنچی ایک مچھلی جست کر کے نواب کے دامن مین آپڑی - نواب نے اوسی شگون
نیک جانکر کہ چھوٹا جانا تھا اوس مچھلی کے استخوان سالم بہت احتیاط سی سرکار شاہی مین بہ
اور اوسے تبرک سمجھ کر خزانہ شاہی مین واجد علیشاہ کے عہد تک رکھا تھا - خلاصہ یہ ہی کہ نواب نے
پہلے مقام نواح قصبہ کاکوری مین کیا پہلے شیوخ لکھنؤ کے شیخزادونکی مخالفت تہی - نواب کا
آنا انہی بہتر ملکا ذریعہ سمجھے - اور شریک صلاح نیک ہوئے - اور سب طرح کے نشیب و فراز سے
آگاہ کر دیا کہ آپ علانیہ فوج کے ساتھ شہر مین داخل ہون وہانکی بستی و بلندی ٹیلون کے بہر
سے بہ سلامت گذرنا مشکل پڑیگا - کیونکہ ہر مقام کمین پر سپاہی مسلح بیٹھے رہتے مین
نخواہ مخواہ بر سر فساد ہونگے پہلے اپنے آنیکی اونہین اطلاع نہ کیجئے - اور مقام قدمگاہ لشکر
پوچھتے - موافق دستور قدیم وہ گومتی کے اوس پار کہلا بھیجینگے اوس وقت لشکر کو حکم دیکر وہین
اپنا خیمہ کھڑا کراتے ہیگا - اور تھوڑی سی فوج بھی روانہ ہو - تاکہ وہ بہت داخلہ شہر سے غفلت
ہو جاتے ہے - چنانچہ یہی صورت ہوئی کہ عبور لشکر کا گنگا و گھاٹ سے ہوا - نواب رات کو مع سپاہ کے
کتی تو ہین بلمسکر بسلامت شیخن دروازہ سے گذرے - نواب ہاتھی پر سوار تھے - اوتھون نے
پہلے اوس تلوار کو جو اوس دروازے کی چھت مین نمایش نخوت و غرور و دبدبہ کے واسطے
لٹکا رکھی تھی کہ صوبہ دار اوسکے نیچے سے جلا آتے کاٹ کر زمین پر گرا دیا - بعد اس کے خیمہ خاص
روبرو ہے پھاٹک بہی بہون جہان واجد علیشاہ کے عہد تک نقارخانہ قایم رہا نصب کیا -
اوسوقت بڑے بڑے شیخزادے دست بستہ حاضر ہوئے - اور بہ مجبوری سر جھکایا - سمجھے کہ یہ
کام بیگانے کا نہین بلکہ یگانے کا ہے - بعد گفتگوے معاملات و انفصال مقدمات نواب نے
فرمایا کہ ہمارے رہنے کو قلعہ مچھی بہون خالی کر دو - اونہون نے مہلت مانگی کہ ہمارے لڑکے
چیچک مین گرفتار ہین - جب تک اونہین غسل سے فراغت ہو تعمیل سے معاف رکھا جاوے -
نواب نے منظور کیا - بعد ہفتے کے جسقدر مال اسباب تہا لیکر اوٹھ گئے - نواب داخل قلعہ ہوئے
اور جسقدر اسباب وہ نہ لیجا سکے وہ نواب کے آدمیون نے لیلیا - اور اسی طرح جسقدر اوٹھ
گئے اور شیخ صدر الدین محمد خان اور مجید الدین احمد خان و شیخ بخن بزرگ شیخ معزالدین خان

وغیرہ قریب سات سو آدمیوں کے جو سب باہم قریبی رشتہ دار تھے۔ اور دوسرے شہر کے [illegible]
آدمی اور بیرونجات کے بھی شیخ زادے حاضر تھے بعد قیل و قال اہل شہر نے جلکر عرض کیا [illegible]
اگر ہماری قوم آپکی رہبری نہ کرے تو آپ کا اس طرح یہانتک آنا مشکل ہوتا نواب نے بھی [illegible]
انکے ساتھ جواب دیا۔ اسیطرح بغیر لڑائی کے لوٹ کشت و خون کی ہوسکتی۔ مگر فوج مغلیہ [illegible]
کر لیا۔ آخر کار شیخ بچاؤ ہوگیا۔ بعض ناقل ہیں کہ کشت و خون نہیں ہوا۔ اسوجہ سے نواب [illegible]
مقام کو بنیاد فتح و فیروزی تصور فرما کر نقارہ بجانے کا حکم دیا تھا۔ [illegible]
[illegible] مکین صرف ہوتے۔ بہر صورت اوس دن سے قلعہ مچھی بھون دار الامارت [illegible]
بتدریج تمام صوبے پر تسلط ہوگیا۔ اور پھر کسی نے سر نہ اوٹھایا۔ نواب صفدر جنگ کے
وقت میں پانسو روپے بابت کرایہ محلہ شیخ زادوں کو ملتے تھے نواب شجاع الدولہ کے
عہد میں فقط دو سو روپے رہ گئے تھے اسوجہ سے کہ شیخ معز الدین خان کو نخوت و غرور بہت تھا
اور وجہ اسکی یہ تھی کہ جب صفدر جنگ کو شکست دینے کے بعد نواب احمد خان والی فرخ آباد کی سپاہ نے
لکھنؤ پر قبضہ کر لیا۔ تو اونہوں نے تمام شیخزادوں کو جمع کر کے پٹھانوں کو وہاں سے نکال دیا۔
اور صفدر جنگ کی حکومت قایم کی۔ نواب شجاع الدولہ بھی اونکے اس امر میں احسانمند
تھے وہ کبھی نواب کے دربار میں نہ جاتے تھے۔ نواب آصف الدولہ نے عوض محلات [illegible]
دروازہ وغیرہ جو اس باغ کے قریب تھے زمین وسیع مفتی غلام حضرت کو اور دو گاؤں [illegible]
اولاد شیخ عبدالرحیم خان کو معاف فرمائی اور کرایہ موقوف کیا اور حکم دیا کہ چوری کا ذمہ لیں
کیونکہ زمیندار ہمیں جو زمینداری لیتے ہیں۔ شیخزادوں نے قبول نہ کیا۔ اوس وقت سے محصول
فروخت مکانات داخل سرکار ہونے لگا۔ شیخ زادے برائے نام زمیندار رہے۔ ان [illegible] کی
آمدنی ستر لاکھ سے زیادہ نہ تھی نواب نے پہلے ہی سال ایک کرور سات لاکھ روپیہ پہنچائی
جب بادشاہ کو خوش انتظامی کا حال معلوم ہوا۔ تو اور زیادہ خوش ہوئے۔ عماد السعادت کا
مؤلف کہتا ہے کہ اسی موقع پر بادشاہ نے برہان الملک کا خطاب عطا کیا۔ صوبہ اودہ میں
امرا اور شاہزادوں کی بھی جاگیر تھی۔ اور زمینداروں کی شرارت اور ناظموں کی کمزوری کی وجہ سے اونکو
آمدنی وصول نہوتی تھی۔ ان لوگوں نے بھی اپنی جاگیروں کا ٹھیکہ برہان الملک کو دیدیا [illegible]
سال تمام صوبہ اودہ کی آمدنی مع آمدنی جاگیر امرا دو کرور تک پہونچ گئی۔

متفرق واقعات ابو النواب محمد خان بنگش و نواب سعادت خان برہان الملک

کے بعض قابل تذکرہ معاملات

محمد شاہ کی بادشاہت کے پہلے برس کالپی اور ایرج اور دوسرے مقامات واقع بندیلکھنڈ
محمد خان کو تنخواہ مین ملے - اسی سال بندیلون نے کالپی کو لوٹ لیا - اور معزز مسلمانونکی عورات اور
بال بچون کو گرفتار کرلیا - اونکے مکانات اور مساجد اور مقبرے وغیرہ سب مسمار کردئے - نواب
برہان الملک نے چاہا کہ مغلون کو حملہ آورونکی مقابلے مین بھیجین - مگر بادشاہ نے محمد خان بنگش
کو اونکی تنبیہ کے لئے کافی سمجھا - محمد خان چیلہ دلیر خان مع سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا -
اور وہ سنہ ۱۱۳۳ ہجری مطابق سنہ ۱۷۲۱ء مین چھترسال کے مقابلے مین مارا گیا - اوسکی وفات پر
محمد خان صوبہ الہ آباد کا گورنر مقرر ہوا - اس وقت بندیلکھنڈ بھی اوسی سے متعلق تھا سنہ ۱۷۲۳ء
کے آخر مین جب محمد خان دربار جانے ہوئے پیر تھا پہونچا تو ایک فرمان مع ایک حکم مہری
امیر الامرا خاندوران خان کے وصول ہوا جس مین تحریر تھا کہ چھترسال نے بہت سے
علاقے پر اپنا قبضہ کرلیا ہے اور برہان الملک اوس کے مقابلے کے واسطے بھیجے گئے ہین
تم بھی جلد وہین جاؤ - اس حکم کے موجب محمد خان الہ آباد کو روانہ ہوا - اس سے قبل برہان الملک
لوٹ آئے تھے - برہان الملک اور محمد خان کے دلومین صفائی نہ تھی اس لئے اونھون نے
۱۷۲۹ء مطابق ۱۱۴۱ ہجری مین محمد خان کے مقابل چھترسال کو اکسایا اور اوسکی قاصدونکی
خاطر تواضع کی - اسی سنہ مین جبکہ علاقہ بندیلکھنڈ مین مرہٹون نے جنکو چھترسال نے اپنی مدد
کے لئے بلایا تھا محمد خان کو گھیر لیا تو ایسی مصیبت مین اوسنے اپنے بیٹے قایم خان کو حکم دیا کہ
نواب سعادت خان برہان الملک کے پاس جاکر مدد مانگو قایم خان فیض آباد مین آیا مگر سعادت خان
نے کچھ فوج قایم خان کو دینا نہ چاہی - بلکہ اوسے بھی شش و پنج مین ڈال رکھا - ایک دن
سعادت خان کی فوج کے ایک رسالہ دار نے جو قوم کا آفریدی اور بارہ سو سوارون کا افسر تھا
قایم خان سے کہا کہ تحقیق یہانسے فوج ملے گی نہ تم خود یہان سے جانے پاؤ گے اب تم
کوئی اور تدبیر کرو - قایم خان کی ماں بی بی صاحب نے جب دغابازی کا حال سنا تو نیکنام
خان چیلے کو فیض آباد کو روانہ کیا - اس شخص نے وہان پہنچتے ہی اوس رسالہ دار کے
پاس جاکر اوس کو مع اوسکے سپاہیونکے جو مئو فرخ آباد و شاہجہانپور دالونے کے رہنے
والے تھے لعقین کا حل دلایا کہ محمد خان کو گرفتار کرادینے کی بہ نسبت تمھارے حق مین بہتر
ہوگا کہ اوسکی خلاصی کراؤ - نیکنام خان نے اون لوگون سے کہہ رکھا تھا کہ جسوقت کوچ کے

نقاری ہمارے لشکر میں بجین اوسیوقت سب لوگ جمع ہو جاہیں - اور اوسی دن قایم خان و نیکنام خان نواب سعادت خان کی ملاقات کے لئے گئے - اور روانگی کے لئے رخصت چاہی اونہون نے جواب دیا کہ مینے فوج طلب کی ہی وہ چند روز میں پہنچنے والی ہی - اوس کا انتظار مناسب ہی - نیکنام خان نے نواب کی طرف اشارہ کرکے قایم خان سے کہا کہ تم محمد خان کو انکے ذریعہ سے رہائی نہین دلا سکتے اور یہ کہکر حالت غضب ناکی مین قایم خان کا ہاتھ پکڑکے دیوان عام کے باہر نکال لایا - امراے مذکور کی ساتھ ساتھ پٹھان زرہ بکتر پہنے ہوے موجود تھی جنکو یہ حکم تہا کہ اگر کوئی ہماری طرف آنکھ چھوانے کے لئے اوٹھاے تو اوس کو مار ڈالو - جب قایم خان و نیکنام خان لشکر مین پہنچے تو کوچ کے نقارے بجے - اونکی آواز سنتے ہی وہ بارہ سو پٹھان جو نواب سعادت خان کے نوکر تھے اونکو چھوڑکر قایم خان کے ساتھ ہوے - یہ خبر سنکر نواب سعادت خان نے ایک شتر سوار قایم خان کے لوٹا لانے کے لئے بھیجا - مگر نواب کے اس پیغام پر کچھ لحاظ نہ کرکے قایم خان نے شاہجہانپور کی راہ لی - شرایف عثمانی مین مرقوم ہی کہ جب محمد خان بندیلکھنڈ سے واپسی پر قنوج پہنچا تو روح الامین خان بلگرامی جو قایم خان کی مصاحبت بطور ایک عنصر کے جڑی ہوا تھا محمد خان کے پاس بلگرام کے ایک قاضی محمد احسان نامی کو لایا جس کی جاگیرین برہان الملک نے ضبط کرلی تہین نواب محمد خان نے اوس ہی وعدہ کیا کہ مین بادشاہ سے تمہاری سفارش کرونگا - وہ قاضی محمد خان کے ساتھ دہلی کو روانہ ہوا - مگر محمد خان اور روح الامین خان کے درمیان ایک لاکھ روپیہ بقایا کی بابت جو روح الامین خان سے واجب الادا تھا اور جسکی وہ دینے سے انکار کرتا تھا جھگڑا ہوا - اور قاضی مذکور کا مددگار چھوٹ گیا - مصنف سیر المتاخرین نے لکھا ہی کہ بندیلکھنڈ مین ناکامیاب رہنے کے باعث صوبہ الہ آباد محمد خان سے لے لیا گیا - مگر تبصرۃ الناظرین سے معلوم ہوتا ہی کہ محمد خان سے صوبہ الہ آباد کی علیحدگی بسبب اوس رنجش کے جو بادشاہ کو محمد خان کی کارروائی سے مالوے مین ہوئی ظہور مین آئی جہان کہ محمد خان اوسوقت موجود تہا - اور یہ صوبہ سربلند خان مبارز الملک کو عطا ہوا جبکہ ۱۱۴۵ ہجری مطابق ۱۷۳۲ء مین محمد خان مالوے سے موقوف ہوا تو اوس نے صوبہ الہ آباد کے خواستگار رہی باوجودیکہ برہان الملک باعتبار ترفہ اور دولت کے محمد خان سے بڑھی ہوئی تھی اور اونہون نے بیس لاکھ روپے بھی پیشکش کئے مگر محمد خان کے استحقاق پر کسیقدر لحاظ ہوا - چنانچہ ۱۱۴۸ ہجری مطابق ۱۷۳۵ء مین صوبہ الہ آباد دوبارہ محمد خان کو عطا ہوا مگر چند ماہ کے بعد یعنی ۴ محرم ۱۱۴۹ ہجری مطابق ۴ مئی ۱۷۳۵ء کو سربلند خان اس

صوبے پر بحال ہو گیا ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عبداوسکی محمد خان سے بہرہ عدی بحالی کے ہو رہے تھے مگر اوس کے استحقاق پر عمدۃ الملک امیرخان کو ترجیح دیگئی ۔ جب محمد خان بنگش کو نواب سعادت خان کے ساتھ عداوت کا اتفاق ہوا تو اوس نے برہان الملک کے چڑانے کے لئے اپنے چیلے سعادت خان کو بھی برہان الملک کا خطاب دیدیا ۔

بھگونت سنگھ[۱] ولد اڑ و زمیندار جکلہ کوڑہ کی سرکشی جان باز خان کا مارا جانا برہان الملک کی توجہ سے اس ضلع کا انتظام ہو جانا

جبکہ بھگونت سنگھ زمیندار جکلہ کوڑہ نے سلطنت میں ابتری دیکھکر سر اوٹھایا ۔ اور اپنے حاکم جان باز خان کو روانہ عدم کیا تو اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر محمد شاہ نے اپنے بھائی عظیم اللہ خان کو اوسکی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجا اور زمیندار مذکور اوسکی آمد کا حال سنکر وشوار گذار جنگلوں میں چلا گیا عظیم اللہ خان نے اوس کا تعاقب نہ کیا جکلہ اٹاوہ میں ٹہر گیا ۔ پھر خاجم بیگ خان تورانی وغیرہ کو اوس جکلہ کی حکومت دیکر دہلی کو لوٹ گیا ۔ بھگونت سنگھ کو سزا دینے کے لئے اوس کو حکم دیگیا ۔ بھگونت سنگھ عظیم اللہ خان کے واپس ہوتے ہی پھر میدان میں نکل آیا ۔ اور خاجم بیگ خان وغیرہ کو مار ڈالا تو اعتماد الدولہ نے اوسکی سرکشی سے مجبور ہو کر برہان الملک ہی اس معاملہ کو رجوع کیا اور تاکید کے ساتھ کہا کہ اسلام اور مغلوں کی آبرو کا پاس ضروری ہے ۔ برہان الملک نہایت شجاع تھے نشہ سرداری سے مخمور تھے ۱۱۵۲ہجری میں شاہجہان آباد کو بادشاہ کے مجرے کے لئے روانہ ہوئے تھے اثنای راہ سے ماہ جمادی الاخرے میں بھگونت سنگھ کی سزادہی کے لئے اوس کے سر پر جا پہنچے اوس نے بہت چاہا کہ فریب کر کے برہان الملک کو اپنا طرفدار کرے اور موقع پا کر کام تمام کر دے ۔ مگر یہاں فریب نہ چلا ۔ مجبور ہو کر برہان الملک سے لڑائی کے لئے آمادہ ہوا ۔ برہان الملک اسوقت راہ ہی چلکہ خیمے میں داخل ہوئے تھے اوس وقت اتفاق سے سبز کپڑے پہنے ہوئے تھے ۔ مخبروں نے بھگونت سنگھ کو خبر پہونچائی کہ برہان الملک سبز لباس میں خیمے میں داخل ہوئے ہیں ۔ اور اونکی داڑھی سفید اور دراز ہے ۔ بھگونت سنگھ کمین گاہ سے نکلکر مع اپنی فوج کے برہان الملک کے لشکر کے قریب جا پہنچا ۔ اوسیوقت برہان الملک

---

[۱] مرآت واردات محمد شفیع میں یہ نام اسی طرح لکھا ہے ۱۲

ہاتھی پر سوار ہوکر فوج کی صف بندی کا حکم دیا اوری فوج تیار نہ ہوئی تھی صرف بعض ملازمان رکاب تیار
ہوکر ہمراہ ہوئے اور اس تھوڑی سی لشکر کے ساتھ برہان الملک بھگونت سنگھ کے مقابلہ کے
لئے بڑھے اور اس وقت وہ سفید اور ہوا لباس پہنے ہوئے تھے۔ اور ابو تراب خان تورانی جو
برہان الملک کا نامی سردار تھا اتفاق سے اوس وقت سر لباس میں تھا اور اس شخص کی
داڑھی بھی سفید تھی بھگونت سنگھ نے ابو تراب خان کو برہان الملک تصور کرکے اوس کے ہاتھی
کی طرف متوجہ ہوا اور قریب آکر گھوڑی کو کود اکر اس تیزی سے ابو تراب خان کی چھاتی میں برچھا مارا کہ
سنان سینے سے پار نکل گئی۔ برہان الملک کے اکثر ہمراہی اس مردانہ حملت سے بھاگ نکلے
برہان الملک تھوڑے سے ہمراہیوں کے ساتھ مقابلے میں جمے رہے اور تیروں کی سن سن میں
بھگونت سنگھ کو گھیر لیا۔ ارجن سنگھ جو اوس کا رفیق تھا اور پھر برہان الملک سے موافق ہوگیا تھا۔
اوسنے برہان الملک کو بتلا دیا کہ بھگونت سنگھ وہ ہے اور گھوڑے سے کودا کر اوسکی سر پر جا پہنچا
ہتیار چلنے لگے۔ آخر بھگونت سنگھ مارا گیا۔ ارجن سنگھ کے ہاتھ سے اور برہان الملک کے
تیر سے جہد کر راہی عدم ہوا۔ برہان الملک نے اللہ کا شکر کیا اور اوس کا سر کٹوا کر بادشاہ
کی نذر کے لئے اور اوس کا پوست بھوا کر اوسکی سے پر کرکے قمر الدین خان وزیر کے لئے بھیجا
اور چند روز کیلئے لشکر کی سرداری پر صفدر جنگ کو مقرر کرکے خود دہلی کو روانہ ہوگئے
۷۔ رجب ۱۱۴۷ ہجری روز چہارشنبہ کو بادشاہ کی ملازمت سے شرفیاب ہوئے۔ ایکہزار
اشرفیاں اور ایک خنجر اور ایک شمشیر نذر دکھائی۔ بادشاہ نے بہت تپاک فرماکر خلعت مع
سرپیچ مرصع و شمشیر و اسپ و فیل عطا کیا۔ ابو المنصور خان صفدر جنگ اور شیخ عبد اللہ
وغیرہ سرداران لشکر نے برہان الملک کو لکھا کہ بھگونت سنگھ کا بیٹا مرہٹوں کو اپنی مدد کے
لئے ادہر لا رہا ہے۔ آپ جلد آئے اس لئے برہان الملک ۲۔ شوال ۱۱۴۸ ہجری روز
یکشنبہ کو بادشاہ سے رخصت ہوکر دہلی سے روانہ ہوئے۔

برہان الملک کی مرہٹون سے لڑائی اور اوسپر فتحیابی

باجی راو پسر بالاجی نے دکن سے ہندوستان کی عزیمت کی تاکہ حاصل ملک بادشاہی کا ذر
چہارم جسکو چوتھ کہتے تھے دہلی سے وصول کرے اور اپنے نام سند تازہ بادشاہ سے حاصل کرے
پس اول اوس نے اس مدعا کو بادشاہ کے حضور میں اپنے وکلا کے ذریعہ سے التماس کرایا۔ چونکہ

امراکے اختلاف اور نفاق اور خود غرضی کیوجہ سے یہاں کی حالت خراب ہورہی تھی کوئی جواب نہ گیا تو
تو اوسکو زیادہ جسارت پیدا ہوئی ۔ اور ابتدای سنہ ۱۱۴۹ ہجری میں دہلی کیطرف بڑہا ۔ جو کہ اوسکی فوج
نہایت جفاکش اور بہادر تھی جہاں حملہ کرتا وہاں کی تمام رعایا اور سپاہ شاہی بہاگ جاتی محمد شاہ
بادشاہ کی طرف سے اس مہم پر اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ ایک بہاری
فوج کے ساتھ مامور ہوئے ۔ مگر انہوں نے جرأت کرکے مرہٹوں پر حملہ نکیا ۔ اس مہم کو لیت
ولعل میں ڈالکر صلح کی تجویزیں پیدا کرتے رہے اور آخرکار مرہٹوں کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر
سمجھکر جنگ و صلح کے باب میں مشورہ لیہا ہے دہلی کو لوٹ گئے ۔ اور مرہٹوں کی لڑائی اور
اس معاملہ کے انفصال کو زمانہ آیندہ پر چہوڑ دیا ۔ برہان الملک نے جو صرف صوبہ اودہ کے
حاکم اور خواص بادشاہی کے داروغہ تھے اور اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور امیر الامرا صمصام الدولہ
اور عمدۃ الملک میر خان کی نسبت چہوٹے رتبے میں تھے ۔ مگر نہایت دلیر اور صاحب شعور
اور جو یاے نام تھے جوان امرا کی سستی اور مرہٹوں کی چیرہ دستی دیکھی تو انکو غیرت آئی ۔
باوجودیکہ اونکے صوبے کو مرہٹوں کے ہاتھ سے کوئی نقصان تھا ۔ کیونکہ اونکے صوبے کی سرحد گنگا
کے شمال رویہ تھی ۔ اونہوں نے ایسی شجاعت سے جو اونکے ہمعصروں میں موجود نہ تھی فوج کو تیار
کرکے مع اپنے داماد ابو المنصور خان صفدر جنگ کے مرہٹوں سے جنگ کے لئے اپنی دار الحکومت
سے کوچ کیا قمر الدین خان وزیر کی فوج سے مرہٹے مقابلہ کر رہے تھے ۔ اور ہنوز معرکہ عظیم نہ ہوا تہا
کہ برہان الملک ساٹھ کوس راہ ایک دن میں طے کرکے آئے ۔ باجی راو اس سردار کے
آنے کی خبر سنکر ریواڑی اور پاٹودی کو چلا گیا ۔ اور ان مقبوضوں کو لوٹا اور وہاں سے گجرات ہوتا ہوا
مالوے میں آیا راجہ بہدا ور کو مرہٹوں نے ایک قلعہ کے اندر محصور کرلیا ۔ راجہ برہان الملک
سے توسل رکہتا تہا اوس نے برہان الملک کو عریضہ لکہا اور مدد چاہی ۔ برہان الملک راجہ
کی عرضی پڑہکر تیار ہوئے اور راجہ کو جواب لکہا کہ ہرگز نہ گہبرانا میں آیا ۔ جلد آتا ہوں ۔
مرہٹوں کو سزا دیتا ہوں ۔ بعد لکہنے جواب کے برہان الملک نے فوج کو آراستہ کیا اور سپاہ
کا آزوقہ ہمراہ لیا مثل برق و باد روانہ ہوکر گنگا کے پار آئے ۔ اور یہ ارادہ کیا کہ جمنا کو بھی
عبور کرکے راجہ کی مدد کرکے مرہٹوں کو مجبور کریں ۔ چونکہ مرہٹوں اور بندیلوں نے اتفاق
کرکے دریاے جمنا کے گہاٹوں کا بڑی احتیاط سے انتظام کرلیا تہا اسلئے برہان الملک
کو آسانی کے ساتھ جمنا کا عبور جلد میسر نہوا ۔ اور راجہ بہدا ور سے کمک پہنچنے میں

دیر ہو جانیکی وجہ سے مرہٹوں کے ہاتھ سے سخت صدمہ پایا ملہار راو ہلکر[1] جی راو کا بہادر سردار اور
اور بھی سردار مع فوج سوار جمنا کے پار جا کر میان دوآب مین لوٹ مار کرتے تھے - جب برہان الملک
کا آنا ان سرداروں نے سنا مثل مظفر خان وامیر الامرا کے انھین بھی جانا ارادہ محاصرہ کا کیا
اور اونکے قریب پھرنے لگا اور اٹاوے سے تاموتی باغ جو آگرے مین ہے سب آبادی کو جلایا -
اور قصبہ سعد آباد و جلیسر کو لوٹا - برہان الملک یہ خبر سنکر طیش مین آئے اور فوج کو آمادہ کارزار
کیا اور دوشنبہ ۲۲ - ذیقعدہ ۱۱۴۹ ہجری کو دہاوا کئے ہوے ملہار راو ہلکر کے سر پر مسافت بعید
طے کرکے پہنچے مرہٹوں کو فرصت منہ پھیرنے تک کی نہ دی تلوار سر و تبر مرہٹوں کے چمکی بہت مرہٹے
مارے گئے باقی بھاگے - برہان الملک نے اعتماد پور تک جو میدان جنگ سے چار کوس کے فاصلے
پر تھا پیچھا کیا تین سرداروں اور بہت سے مرہٹوں اور اونکی عورتوں کو قید کیا - ملہار راو بھی
مجروح خفیف ہو کر بھاگا - اور ایسی گھبراہٹ مین بھاگا - کہ جمنا کے ایسے گھاٹ سے عبور کرنا
چاہا جو پایاب اوترنے کے قابل نہ تھا موجوں کی زنجیروں نے سیکڑوں مرہٹوں کے ہاتھ
باندھ باندھ کر دریاے عدم کے کنارے لگا دیا - خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ ڈیڑھ ہزار کے قریب
مرہٹے گرفتار ہوئے برہان الملک نے ہر ایک قیدی کو ایک چادر اور دس روپئے دیکر رخصت
کردیا - ملہار راو کے ہمراہ تھوڑے سے آدمی نیم جان سے رہگئے تھے - ملہار راو باجی راو کے
پاس پہنچا جو اون دنوں سیدون کے کوٹگہین گوالیار کے قریب مقیم تھا - ملہار راو بے سامان
ہوگیا - سب سامان اوس کا لٹ گیا اس مخالفت اور مار پیٹ سے جس کو لوگوں نے بڑی فتح بیان
کی جگہ جگہ یہ ہوائیان اوڑین کہ سارے مرہٹے دکن کو بھاگ گئے - مگر باجی راو ایسی افواہون
کے اوڑنے سے اس بات پر آمادہ ہوا کہ بدنامی کا دہبہ مٹا دے اور بادشاہ کو یہ معلوم ہوجائے
جیسا کہ اوس نے اپنی زبان سے کہا تھا کہ مین اب بھی خاص ہندوستان مین موجود ہون -
برہان الملک ملہار راو کو میان دوآب سے نکالکر جمنا اترے - دس دس کوس کی منزلین
کرتے چنبل ندی کے کنارے آئے کہین مرہٹوں کا نشان نہ پایا - [illegible]
کہ دریاے چنبل کے اس پار ہی مقام کرکے یہ ارادہ کیا کہ جریدہ باجی راو پر دہاوا ہو وہ بھی
یاد کرے ایسی سزا ہو پاوے ارادہ اپنے لشکر مین یہ منادی کرادی کہ لشکر کے سوار چار روز کا

۱؎ دیکھو سیر المتاخرین اور خزانہ عامرہ مین ملاجی لکھا ہے ۱۲

کہانا اپنے گھوڑون پر رکھہ لین - اور مسلح و مکمل ہوکر تیار رہین - اور برہان الملک نے پانی چھاگلون مین بھروایا اور خمیری روٹیون کو بافراط اونٹون پر لدوایا اور توپین سب مثل خزانے ہاتہیون اور اونٹون پر رکھوائین اسطرح کی تیاریان کین - اور یہ حکم دیا کہ جس کے پاس گھوڑا ہوگا اور وہ ہمراہ نہ چلیگا اور لشکر مین رہیگا اوسکو گھوڑے کی دم کاٹ کر تشہیر کیا جائیگا - برہان الملک نے ولین یہ ٹہان لیا کہ اگر باجی راو دریاے چنبل کے اوس پار ہوگا تو مین عبور کرکے فوراً اوسپر حملہ کر دونگا - اس نیت سے برہان الملک نے ملکا سامان حرب کے لایق فراہم کرکے روانگی کا ارادہ کیا -

صمصام الدولہ کا برہان الملک کو مرہٹون کے تعاقب سے روکدینا مرہٹون کا پیشدستی کرکے شاہجہان آباد کیطرف پہنچ جانا - اور اوسکو غارت کرنا برہان الملک اور مرہٹون مین دوستی کا معاہدہ ہوجانا

برہان الملک بہمہ وجوہ تیار تہے کہ یکایک صمصام الدولہ کا شتر سوار آیا اور ایک خط برہان الملک کو دیا مورخون کو مضمون خط مین اختلاف ہے بعض کا یہ قول صاف ہے کہ صمصام الدولہ کے خط مین یہ لکھا تہا مین باجی راو کی تادیب کو مامور ہوا ہون - یہانتک آیا ہون تحمل کرو مجھے آجانے دو - تمہین خدا کی قسم جو آگے قدم بڑہاو تمہین بادشاہ کا واسطہ جو آگے جاو - اور بعض نے یہ لکھا ہے خط مین یہ مضمون تہا کہ خبردار قدم آگے نہ بڑہانا بادشاہ کا حکم مجھے لڑنے کا ہے تم نہ لڑنا آگے جاوگے بادشاہ کی عدول حکمی ہوگی یہ جو جرات تمنے کی ہے اوس کی بازپرس ہوگی - اس کام مین میرا اختیار ہے تمہین کیا سروکار ہے - مرہٹو کی فوج کو تا ناگھر و تکے چہتے مین بہر رہا ہے - خود رائی کرنا سلطنت بگاڑنا ہے - بتدبیر مناسب مرہٹون کا تدارک کیا جائیگا تعجیل کروگے تو کام بگڑ جائیگا - اور بعض نے یہ لکھا ہے کہ جب امیرالامرا صمصام الدولہ نے برہان الملک کی جرات سے مرہٹون کی مغلوبی سنی اوسے بہت ندامت ہوئی - دفع خجالت کے لئے یہ ارادہ کیا کہ برہان الملک کو ہمراہ لیکر نام پیدا کرے اور بہادری مین قدم رکہے - یا اونہین بھی مثل اپنے بدنام کرے - اسلئے برہان الملک کو مرہٹو پر جانے نہ دیا اور بعذر یہ کرکے روکا برہان الملک نے بجاے تحسین نفرین پائی - صمصام الدولہ کی

کم لیا فتح و نادانی پر پہنچی آئی اور یہ سمجھہ لیا کہ اس نادان کم جرات نے سلطنت انگا ترا
مناسب یہ ہی کہ باجی راو سے صلح ہو جاے - میرا ملک مرہٹون کی تاخت و تاراجت سے بچا کے
باین خیال باجی راو کے سرداروں کو جو قید تہی بلایا اونسے خاطر خواہ قول و اقرار کروایا اور
کاغذ لکہا لیا - بعد اسکے اون سرداروں اور دوسرے قیدیوں کو خلعت و خرچ دیکر باجی راو کے
پاس بہجوایا باجی راو نے برہان الملک کی اس عنایت کا شکریہ ادا کیا - اور اپنی سعتمدوں
کو بہجوا کر یہ اقرار سوگند کیا کہ آپ کے ملک پر مرہٹونکی فوج نہ جاینگی اور تاخت و تاراج نکریگی
مرہٹو لسے اور برہان الملک سے یہ قول و قرار ہو گیا - مرہٹون نے اوس کا نباہ کیا -
اودہ کے صوبے مین مرہٹونکی فوج کبہی نہ گئی - اور جو تہوڑا دیس کہی بہی اس صوبے سے
ہتین لی - چندوسی کو ایکمرتبہ لوٹا تہا یا مرسہواً ہوا تہا ؎

محمد شاہ کو مرہٹونکی جرأت کا بہت اندیشہ تہا اسکئے اونہوں نے قمرالدین خان وزیر کو بہی مع
اپنی فوج کے شاہجہان آباد سے روانہ کر دیا تہا جو دہلی سے تیس کوس کے فاصلے پر صوبہ
اجمیر کی راہ پر تہے اور نواب محمد خان غضنفر جنگ بنگش بہی مع اپنے لشکر کے مرہٹو کے
مقابلے کے لئے ایکطرف مامور تہا جب صمصام الدولہ اور برہان الملک کی ملاقاتین ہوتین اور
مہمانونکی ضیافتین ہو چکین - اس عرصے مین چہہ سات روز کی مہلت مرہٹون کو مل گئی اور برہان الملک
کے تعاقب سے دلجمعی حاصل ہوئی - اور یہ معلوم ہوا کہ شاہجہان آباد فوج شاہی سے خالی ہی
تو باجی راو یکلخت جمنا سے الگ ہوا اور اوس بادشاہی نوجکے بازوسی جو قمرالدین خان وزیر کے
تحت حکومت متہرا کے متصل بے حس و حرکت پڑی ہوئی تہی چودہ میل کے فاصلے پر بچکر گذرا -
اور ۸ ذیحجہ ۱۱۴۹ ہجری روز سشنبہ کو باجی راو اپنے لشکر کے ساتھ تغلق آباد مین جا پہنچا شاہجہان
آباد کے ہندو مسلمان کالکا کے میلے کی تقریب سے تماشے کے لئے وہان جمع تہے اون سب کو
لوٹ لیا اور دوسرے روز شاہجہان آباد کا محاصرہ کر لیا - جبکہ امراے شاہی کو جو مرہٹونکے
تعاقب اور مقابلے کے لئے مامور تہی یہ معلوم ہوا کہ مرہٹون نے دہلی پر یورش کی ہی اور اپنے
مقابلے مین اونکو نہ پایا تو فوراً دہلی کیطرف بہت عجلت کے ساتھہ روانہ ہوتے اعتمادالدولہ
وزیر جو نسبتہً دوسرے امراکے دہلی سے زیادہ قریب تہے جلد جا پہنچے - اور ۹ ذیحجہ روز چہارشنبہ

؎ دیکہو تاریخ مالوہ مولفہ سید کریم علی ساکن ساگر سرکار سابق ۲

کو مرہٹون سے خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے ہٹ کر پیچھے جا پڑے۔ برہان الملک بھی آگرہ سے ۸ ذیحجہ روز سہ شنبہ کو بطریق یلغار روانہ ہوے۔ چہارشنبہ کے دن ۳۰ سافت کے بعد قصبہ تلپٹ مین جو دہلی کے متصل ہے برہان الملک جا پہنچے۔ دوسرے روز کہ عید الضحی تھی شاہجہان آباد مین برہان الملک پہونچگئے۔ صمصام الدولہ بھی ہمراہ تہا تیسرے روز نواب محمد خان بنگش بھی آکر مل گیا چونکہ برہان الملک کی شمشیر آبدار کا مزہ مرہٹے چکھہ چکے تہے اونکے لشکر کے پہونچنے کی خبر سنتے ہی بیتاب ہوکر قصبہ ریواڑی اور پاٹودی کیطرف چلے گئے۔ اوران دونون قصبوں کو لوٹ لیا اور وہین سے گجرات اور مالوے کو چلے گئے۔ اگرچہ باجی راو دکن کو لوٹ گیا۔ مگر آصف جاہ جو بادشاہ کی اعانت پر تہا۔ ایسے کوچ و رحلت پر برابر قایم رہا اور پورے اختیارات اوس کو اسباب کے لئے عنایت ہوئے کہ جو وسیلے ونیز سلطنت کی حفاظت کے ممکن ہوں وہ تمام اکٹھے کرے۔ بادشاہ کی قوت ایسی بودی ہوگئی تہی کہ آصفجاہ اوسکے ذریعہ سے اپنی ذاتی فوج کو جو تیس ہزار آدمیون تک بڑھا سکا آصف جاہ کی تدبیر کا کارخانہ نہایت عمدہ تہا اور سعادت خاں کے داماد صفدر جنگ کے زیر حکومت فوج اوسکی تائید کے لئے موجود وآمادہ تھی۔ برہان الملک کے سوا شاہجہان آباد مین کسی امیر کو مرہٹون کے تعاقب کی ہوس نہ تھی ہر ایک نے عذر کیا۔ اور اونکی تعاقب مین کوچ نہ کیا۔ بادشاہ اور وزیر اور امرا نے چوتھہ دینے پر رضامندی ظاہر فرمائی صلح کرکے آتش فتنہ دبہائی۔

نادرشاہ کی ہندوستان پر چڑہائی برہان الملک کا محمد شاہ کی فوج مین نادرشاہ سے لڑنے کے لئے شریک ہونا شکست پاکر گرفتار ہوجانا پھر رہائی پانا۔ برہان الملک کا نادرشاہ کو دہلی چلنے اور ہندوستان سے روپیہ وصول کرنے کیلئے اکسانا

نادرشاہ نے تخت نشین سلطنت ایران ہوکر ایک قزلباش سردار کو برہان الملک کے پاس بہیجا۔ اور اوس کو دو خط دئے ایک محمد شاہ کے لئے دوسرا برہان الملک کے نام سفیر کو ہندوستان کی حدود مین ڈاکوون نے لوٹ لیا۔ مگر اوسنے وہ دونون خط بچا لئے اور کار سفارت ادا کیا۔ مگر جو نہ مراجعت

کی قدرت سیاسی - جبکہ نادرشاہ قندہار کے محاصرے مین مصروف تہا تو اوس نے دلی کے دربار
سے گرفتاری یا اخراج اون چند افغانون کا چاہا تہا جو دلی کے پاس اوس کے ملکون مین
بہاگ کر گئے تہے اور اصل حقیقت یہ ہی کہ ہندوستان کی سلطنت اس قابل نہ تہی کہ وہ اس
درخواست کو قبول کرتی - علاوہ اس کے یہ بہی دریافت ہوتا ہی کہ اس سلطنت نے نادرشاہ
کی نادرشاہی کے قبول و تسلیم مین کو نہ تامل کیا تہا - غرضکہ بوجوہ مذکورہ درخواست کے
جواب مین بہت عرصہ گذر گیا اور جبکہ جواب اوس کا نہ پہنچا تو نادرشاہ نے تساہل و غفلت
کی بڑی شکایت کی اور بہت برا بہلا کہکر کچہہ توقف نہ کیا - چنانچہ سیلاب کی مانند آگے کو بڑہ کر
کابل پر پہنچا بعد اوسکی صفر ۱۱۵۱ ہجری مطابق ۱۷۳۸ء مین ایک ایلچی یہان سے دہلی کو روانہ
کیا جسکو پہاڑی پٹہانون نے بہگانے لگا یہانتک کہ نادرشاہ نے ہندوستان کی چڑہائی کر
نا واجب سمجہا اور اوسکے لیے بہانہ معقول پایا اور ماہ شعبان ۱۱۵۱ ہجری مطابق ماہ اکتوبر
۱۷۳۸ء مین اپنی شرقی جانب کوچ و مقام کو جاری کیا - مگر دلی کا دربار اب مرہٹون کے خوف
و ہراس اور اپنی خانگی فسادون مین ایسا مبتلا تہا کہ نادرشاہ کے میل و حرکت پر بہت سی توجہ
نہ کر سکا -

جسقدر دلی کا دربار پہلے نادرشاہ کیطرف سے بے پروا اور غافل تہا ویسے ہی اس وحشت اثر
خبر کے سنتے ہی پریشان و ہراسان ہوا کہ نادرشاہ پہاڑون سے آگے کو بڑہا - اور اوس تہوڑی سی
ہندوستانی فوج کو جو لاہور کے حاکم کی زیر حکومت اوس کے مقابلے پر آئی تہی شکست فاش
دیکر اٹک تک آ پہونچا اور وہان کشتیون کا پل بنا کر پنجاب مین داخل ہوا اور آگے کو بلا تحاشا بڑہا
آتا تہا - جہانتک کوئی چہوٹی بڑی روک ٹوک بہی پیش نہ آئی یعنی دلی سے سو میل کے اندر بلا تکلف
بڑہا چلا آیا اور کسی نے چوٹ بہی نہ کی - اور جب وہ وہان پہنچا تو ہندوستانی فوج کے قرب و جوار
مین اپنے آپ کو پایا - نادرشاہ کی فوج اور سارے ہمراہیون کی جو سب مسلح تہے تعداد بموجب اوس
روزنامچہ کے جس کا ترجمہ فیروز شاہ سے لکہا ہی ایک لاکہہ ساٹہہ ہزار آدمی تہے - مگر اوس کی
دوسکے ایک اخبار نویس نے جو مقام پشاور اوس کی فوج مین داخل ہوا سارہے چونسٹہہ ہزار
سپاہی اور چار ہزار بہیر بنگاہ اوسکی بیان کی ہے محمد شاہ نے بڑے جد و جہد اوٹہا کر تہوڑی سی بہت فوج
اکہٹی کی تہی - چنانچہ کرنال کی جانب روانہ ہوئے جہان بڑا لاو لشکر اون کا پڑا تہا اور جبکہ نادرشاہ
آ پہنچا تو سعادت خان اودہ کے صوبہ دار بہی اوسی زمانہ کے قریب اپنے بادشاہ کی مدد کو پہنچے

روانہ ہوئے۔ جب محمد شاہ کو برہان الملک کے قریب آجانے کی خبر معلوم ہوئی تو خاندوران خان کو استقبال کے لئے بھیجا۔ ۱۵۔ ذیقعدہ ۱۱۵۱ ہجری روز سہ شنبہ کو خاندوران نے لشکر سے آدھ کوس کے فاصلے پر استقبال کیا۔

جہان کشائے نادری میں لکھا ہے کہ جب نادر شاہ نے یہ خبر سنی کہ برہان الملک تیس ہزار پیادہ اور توپخانہ کے ساتھ اپنے بادشاہ کے شریک ہونے کو آرہے ہیں اور بہت جلد اردوے محمد شاہی میں داخل ہونے والے ہیں تو اوسنے رات ہی میں اپنی فوج قراولی کو متعارف راستے پر متعین کردیا کہ وہ برہان الملک کو روکے لیکن وہ غیر متعارف راستے سے آدھی رات کے وقت محمد شاہ کے لشکر میں داخل ہوگئے۔ اس فوج قراولی نے اون کا تعاقب کیا اور بہت سے آدمی مارے اور اسیر کئے اور جو اسباب پایا لوٹ لیا۔ جبکہ برہان الملک نے یہ حال سنا کہ ایرانیون نے اونکے عقب لشکر پر حملہ کیا اور اسباب لوٹ لیا تو اونہون نے اس خبر سے برآشفتہ ہوکر امیر الامرا کو پیام بھیجا کہ میں اپنے لشکر کی حمایت اور مدد کے لئے سوار ہوتا ہون اور یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوئے باوجودیکہ اونکی بانون میں زخم تھا جس کو خزانہ عامرہ میں شقاقلوس کا مادہ بتایا ہی اونکی سپاہ ابھی تمام نہ آنے پائی تھی کیونکہ وہ کڑی کڑی منزلین کرکے آئے تھے۔ اکثر سپاہی منزلون میں اونکے ساتھ نہ پہونچ سکے تھے پیچھے رہ گئے تھے اور جسقدر آدمی ساتھ پہونچے تھے وہ طولانی کوچون کی وجہہ سے تھکے ہی تھے۔ اور اسوجہ سے کہ آدھی رات کو لشکر میں داخل ہوتے تھے اکثر خواب میں تھے۔ جب برہان الملک بادشاہ کی ملازمت کے لئے گئے ہوئے تھے اور اونکے ہمراہی کہ تازہ آئے تھے وہ لڑائی کی خبر اور قزلباشون کے قریب ہونے کی اطلاع نہین رکھتے تھے تعجب اور حیرت کرتے تھے کہ تیاری کرو اور اب جنگ کے لئے سوار ہوگئے ہیں کوئی یقین نہین کرتا تھا۔ بہرصورت برہان الملک چار پانسو سوار اور اسیقدر پیادونکے ساتھ قزلباشون سے لڑنے کے لئے چلے گئے۔ اور لشکر کی دستے کنارے تک کوئی تین چار ہزار سوار اور ایکہزار پیادے سے ملگئے۔ صمصام الدولہ نے برہان الملک کا پیام بادشاہ کو دیا اور بادشاہ[۱] نے آصف جاہ کو کہلا بھیجا آصف جاہ نے

[۱] عالم شاہی میں لکھا ہی کہ برہان الملک محمد شاہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جو اون کو اپنے آدمیون کی قزلباشون کے ہاتھوں سے تباہی کا حال معلوم ہوا اوسوقت غیظ و غضب میں آکر مقابلے کے لئے کھڑے ہوئے۔ بادشاہ نے کہا کہ برہان الملک کام سوچ سمجھکر کرنا چاہئے۔ وہ چونکہ غصے میں بھرے ہوئے تھے سر در حضور سے رخصت ہوئے ۱۲

جواب دیا کہ ایک تہائی دن سی کم باقی رہگیا ہی اور ابھی برہان الملک کا لشکر تھکا ماندہ ہی
اوسنے آرام نہین پایا ہی اس لئے لڑائی مناسب نہین اونہین حکم دیجئے کہ جلدی نہ کرین صبح
کو بہیئت مجموعی دشمن پر چڑہائی ہوگی محمد شاہ نے یہی جواب صمصام الدولہ کو لکہا بہیجا
صمصام الدولہ نے آصف جاہ کی سہل انگاری خیال کرکے کہلا بہیجا کہ اب برہان الملک
دور نکل گئے کچہ عجب نہین کہ فوج مخالف سے بھی مقابلہ ہوگیا ہو پس ایسے جان نثار مرد جرار
کی مدد نکرنا مصلحت کے خلاف ہی اور کوئی جائے یا نجائے بندہ تو اونکی کمک پر روانہ ہوتا ہی
یہ کہکر ہاتھی پر سوار ہوکر موجودہ لشکر اور توپخانے کے ساتھ جو مختصر سا تھا برہان الملک کی
کمک کو روانہ ہوا پہر دن باقی رہا تہا کہ برہان الملک اور صمصام الدولہ دونون نادر شاہی
لشکر کے متصل پہونچگئے صمصام الدولہ نے اپنی فوج کو برہان الملک کی برابر اوس سے
آدہ کوس کی فاصلے پر کہڑا کیا جہان کشاے نادری اور درہ نادرہ سی ثابت ہوتا ہی کہ محمد شاہ
بھی نظام الملک اور قمر الدین وزیر کو ساتھ لیکر اونکے پیچھے آدہے فرسنگ کے فاصلے سی
اپنی فوج اور توپخانے کے پرے جماکر کہڑے ہوئے نادر شاہ نے مقابلے کے لئے اپنی
سپاہ کے تین حصے کئے دو حصے برہان الملک اور صمصام الدولہ سی لڑائی کے لئے روانہ کئے
اور ایک حصہ اپنے ہمراہ رکہا۔ قزلباش برہان الملک اور امیر الامرا کے لشکرون کے سر پر
پہنچ گئے اور دو گہڑی مین یہ تمام مخالف ملک لڑائی شروع ہوگئی۔ اور امیر الامرا صمصام الدولہ
کے ہمراہی بہت نامور تھے اومین سی بہت سے مارے گئے۔ اور

اور صمصام الدولہ خود مجروح ہوکر مع چند رفقا کے
باقیماندہ کے میدان جنگ سے سر شام لوٹکر اپنے خیمون کی طرف آیا جسے سہ شنبہ ۹ ذیقعد
کی قضا کی اور برہان الملک میدان جنگ مین کہڑے ہوئے تہے ۔ اور اونکی ہمراہیون مین سے
بعض مارے گئے تھے اور باقیماندہ نہایت پریشانی کی حالت مین ایک جگہہ جمع تہے۔
قزلباشون نے اون کو چارون طرف سی گہیر لیا ۔ ایک نیشاپوری ترک جو برہان الملک
کا ہموطن تھا جرات کرکے برہان الملک کے ہاتھی کے قریب پہونچ گیا۔ برہان الملک لے
اوسکے جوان تیر مارا خان مذکور نے آواز دی کہ او محمد امین تم دیوانے ہوئے ہو کس سے
لڑتے ہو اور اپنی فوج پر کس پر اعتماد رکہتے ہو۔ یہ کہکر نیزہ مرہان گاڑکر اوس سے گہوڑیکو

سلہ تاریخ مظفری مین ہی کہ ٥ اسکو لڑائی ہوئی اور اوسکے دوسرے دن صمصام الدولہ مرگیا۔ ۱۲

باندھ دیا اور ہاتھی کا رستا یکڑکر برہان الملک کی عماری میں جا پہنچا برہان الملک ایران کے
ضابطہ سے واقف تھے اسلئے اطاعت بجالائے اور اسیر پنجۂ تقدیر ہوکر اوس ترک کے ہمراہ نادرشاہ
کے حضور میں گئے نادرشاہ نے تقصیر معاف فرمائی اونکے ہمراہ نثار محمد خان شیر جنگ بھی
گرفتار ہوا تھا۔ خزانۂ عامرہ میں لکھا ہی کہ برہان الملک کی پامردی اور شجاعت کو نادرشاہ نے
بہت پسند کیا۔ اور کئی بار کہا کہ اتنی جوانمردی جو برہان الملک سے ظہور میں آئی ہندوستان
کے اندر کسی لڑائی میں ہمنے نہیں دیکھی۔ اور ہمیشہ برہان الملک کی تعریف کرتا تھا خزانۂ عامرہ
میں اونکی گرفتاری کا واقعہ اسطرح لکھا ہی کہ شیر جنگ کی سواری کا ہاتھی مست تھا
اور عالم شاہی میں لکھا ہے کہ اس کو برہان الملک کی سواری کے ہاتھی سے عناد تہا اوسی
بلکہ کر برہان الملک کی سواری کے ہاتھی پر حملہ کیا۔ اور اس کو ریلتا ہوا نادرشاہ کے لشکر میں
لیگیا تلوار اور لکس کے بہت اوسپر وار کیے۔ مگر یہ مانا اسطرح برہان الملک دو تین ہمراہیوں
کے ساتھ نادرشاہ کی قبضے میں آگئے۔ برہان الملک نے دو زخم اوٹہائے تھے ایک
تیر کا دوسرا نیزے کا نادرشاہ نے اون کو مصطفے خان شاملو کے حوالے کردیا۔ برہان الملک
نے صمصام الدولہ کی وفات کی خبر سنی تو منصب امیر الامرائی کے امیدوار ہوتے نادرشاہ
سے مصلحت آمیز باتین کر کے دو کرور روپئے پر اوس سے صلح کرلی۔ اور یہ قرار پایا کہ آصف جاہ
یہ دو کرور روپئے حاضر ہوکر پیش کریگا بعد اسکی نادرشاہ واپس چلا جائیگا برہان الملک نے
اس تمام مضمون کو ایک کاغذ میں تحریر کر کے بادشاہ کے ملاحظہ کے لئے آصف جاہ کی پاس
بہیجدیا جب یہ رقعہ بہیجا تو آصف جاہ اور محمد شاہ جو نہایت متردد تھے نہایت خوش ہوئی
محمد شاہ کے حکم سے آصف جاہ بہت جلد نادرشاہ کی پاس گیا۔ اور ملازمت حاصل کر کے زر
موعود ادا کی۔ اور خوشی خوشی اپنے لشکر میں واپس آیا۔ اور محمد شاہ کے حضور میں پہنچکر اپنی
خیر خواہی اور دولت خواہی کا حال عرض کیا چونکہ صلح کا عہد و پیمان کرآیا تہا امیر الامرائی کا
خواستگار ہوا بادشاہ نے اوس کے التماس کے موافق صمصام الدولہ کے انتقال کے
دن ہی امیر الامرائی کا خلعت آصف جاہ[۱] کو عطا کردیا۔ برہان الملک کو جب یہ خبر پہنچی
کہ آصف جاہ نے امیر الامرائی کا عہدہ پایا تو بیقرار ہو گئے۔ اور نادرشاہ سے عرض کیا کہ لشکر محمد شاہ
مین آصف جاہ کو پورا قابو حاصل ہی اوسکی سوا کوئی کچھ نہیں کرسکتا اوسکی نزدیک ایک دو کرور روپیہ

---

[۱] دیکھو سیر المتاخرین ۔ ۱۲

کچھ حقیقت نہیں رکھتی اسقدر روپیہ تو میں بھی اپنے گھر سے دے سکتا ہوں باقی امرا اور خزانہ بادشاہی اور مہاجنوں کا کیا ذکر ہے اگر حضور شاہجہان آباد کو جو تیس چالیس کوس سے زیادہ دور نہیں تشریف لے چلیں تو حصول مدعا ممکن ہے۔ نادرشاہ اس بات سے خوش ہوا اور محمد شاہ کو مع حشم وخدم کے اپنے لشکر میں بلا لیا۔ اور برہان الملک پر نادرشاہ روز بروز عنایت زیادہ فرمانے لگا۔ خلعت فاخرہ عطا کیا۔ اور اپنی خاص محفل میں حاضر ہونے کی اجازت دی اور اونکو دولتین کا وکیل مطلق قرار دیا اور صاحب اختیار کل مقرر فرمایا[۱]۔ اور طہماسپ خان جلائر کو جو نادرشاہ کی فوج کے ہراول کا افسر تھا۔ برہان الملک کے ساتھ دہلی کو اپنی روانگی سے قبل بھیجا اور بابت نظامت دہلی کے ایک فرمان اپنی طرف سے اپنی مہر لگا کر اور ایک شقہ محمد شاہ سے لکھوا کر شمس الدولہ کے لئے دیا جس کو محمد شاہ دلی میں چھوڑ آئے تھے۔ نادرشاہ کے فرمان کی نقل یہ ہے۔

عالیجاہ لطف اللہ خان صادق بہادر امیدوار بمراحم بادشاہانہ بودہ معلوم نماید کہ آن رفیع الشان منیع المکان را نامراے قدیم دولت تیموریہ ومعتمدان جاہ گورگانیہ دانستہ نظامت دارالخلافت شاہجہان آباد کہ اعظم دیار ملک ہندست جرم سرای اشرف سلاطین روی زمین است سرفراز فرمودیم وحسن خدمت وجواہر امانت ودیانت ہرگاہ آن سرگروہ نوئینان عالی مقدار بہ گذارش عقیدت گزین راسخ الاعتقاد والا منزلت عالی مرتبت برہان الملک بہادر جنگ کہ بحضور خاکپاے فالمزوہ بودتحسین ومقبول افتاد باید کہ آن رفیع القدر سکنۂ شہر را دلا سا نمایند امیدوار دولت خداداد سازد ونوعی پرداز د کہ رعایا برایا آسودگی بسر برند وزبردست وزیردست مساوی زیند لشو دکہ قادر بر قائمہ خلیہ آید وضبط کارخانجات واسباب پادشاہی وحراست سلاطین ذمہ خود شناسد خبر شدہ است وکلید قلعہ مبارک با جمع کارخانجات حوالہ طہماسپ خان سردار کہ ہمپاے برہان الملک می رسد نماید درین مادہ شقہ خاص لے علے حضرت نیز بآن قدیم الخدمت صادر شدہ حسب الارقام بعمل آرد۔ وہمارا متوجہ احوال خود شناسد۔ درین باب تاکید داند تحریر فی التاریخ ہفدہم شہر ذی القعدۃ الحرام

نقل شقہ بدست خاص محمد شاہ

قدیم الخدمت من۔ برہان الملک وطہماسپ خان بہادر مع منشور نظامت کہ بنام آن قدیم الخدمت

---

[۱] دیکھو خزانہ عامرہ ۱۲ [۲] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

از پیشگاه شہنشاه صادر شده میرسد باید که کلید جمیع کارخانجات را حواله سردار سازد و درین باب قدغن بلیغ و تاکید شدید داند۔ برہان الملک نے اپنی روانگی سے قبل شمس الدولہ کو اپنی طرف سے ایک خط لکھکر مع اون دونون فرمانونکے آغا حسن کاشی کی معرفت بھیجا نقل خط برہان الملک۔

نواب صاحب مشفق مہربان سلمہ اللہ تعالے۔ بتاریخ پانزدہم ذیقعدۃ الحرام دولت خاکبوس آستانہ شہنشاہ دست داد و منشور نظامت بنام آن مہربان مع شقہ خداوند نعمت حاصل نموده چنانچہ آغا حسن میرساند و طہماسپ خاں بہادر رو رقعہ بتاریخ سلخ سنہ داخل شہر مے شوم تا باولی استقبال طہماسپ خان قرین صلاح ست و از قلعہ دار کلید قلعہ پیش خود طلبید با کلید ہاے دیگر کارخانجات در اول ملاقات حوالہ سردار خواہند فرمود زیادہ والسلام۔

یہ تحریرین شمس الدولہ کے پاس پہنچنے کے بعد پیچھے سے برہان الملک اور طہماسپ خان بھی دہلی پہنچے۔ شمس الدولہ باولی تک استقبال کو آئے اور ملاقات کے بعد برہان الملک اور طہماسپ خان و شمس الدولہ کامگار خان کے باغمین اوترے۔ تھوڑی دیر یہان ٹھہر کر کشمیری دروازے سے شہرمین داخل ہوکر قلعہ کو چلے یار بیگ خان نے قلعہ کی کنجیان حوالے کرنے مین تھوڑی دیر توقف کیا۔ جبکہ محمد شاہ کا شقہ دیکھا تو قلعہ کا دروازہ کھولدیا۔ طہماسپ خان کی راے سے دیوان خاص سے اسد برج تک تو نادرشاہ کی حرم سرا کے لئے مکانات مقرر کئے گئے۔ اور باغ حیات بخش سے شاہ برج تک محمد شاہ کے لئے جگہہ چھوڑدیگئی۔ نادرشاہ بھی محمد شاہ کو ساتھہ لیکر دہلی کو عازم ہوا۔ ۸۔ ذیحجہ ۱۱۵۱ہجری روز پنجشنبہ کو محمد شاہ اور ۹۔ ذیحجہ روز جمعہ کو نادرشاہ قلعہ شاہجہان آبادمین داخل ہوئے۔ نادرشاہ نے تھوڑی سی فوج کو شہرمین منقسم کرکے یہ حکم صادر فرمایا کہ فوج کے قانون کی سخت پابندی عمل مین آئے اور محمد شاہ کی حفظ و حراست کے لئے پہرے بٹھائے جائین۔ باوصف اس کے کہ نادرشاہ نے یہ دوراندیشیان اور ہوشیاریان برتین۔ مگر ہندوستانی اوس سے راضی نہوئے اور دوسرے دن یہ افواہ مشہور کی گئی کہ نادرشاہ نے وفات پائی۔ اور جونہی کہ دلی کے گلی کوچون مین یہ خبر پھیلی تو ہندوستانیون کی نفرت علانیہ ظاہر ہوئی۔ اور ایرانیون کا قتل ہونا شروع ہوا اور جسطرح سے کہ ایرانی سپاہی جگہہ جگہہ پھیلے ہوئے تھے اوسکی وجہ سے بہت سے لوگ اونکے ہندوستانیونکے غیظ و غضب کی قربانی ہوے۔ ہندوستانی امیرون نے ایرانیونکے بچانے مین کوشش نہ کی۔ بلکہ بعض امیرون نے ایرانیون کو قاتلون کے

حوالے کیا جاؤنکی محلسرایون کی حفظ و حراست کے لئے متعین کئے گئے تھے - علی حزین نے بیان کیا ہے جس کو سیرالمتاخرین والے نے لفظ بلفظ نقل کیا ہے کہ سات سو ایرانی مارے گئے اور رسالٹ صاحب کی جلد ۲ صفحہ ۷، این ایکہزار آدمی بیان کیے گئے ہین - نادرشاہ نے پہلی پہل لوٹ مار کا ہونا چاہا اور اس بات کے دریافت ہونے سے گونہ بخیدہ ہوا - کہ وہ فسادات بہر سربار ہا اور تنزل کی جگہہ اوس کو ترقی حاصل ہوئی - باوصف اسکے صبح کو گھوڑے پر سوار ہو کر اس نظر سے باہر نکلا کہ اوس کو بیٹھا جاگتا دیکھ کر پھر امن و آمان قایم ہو جاتے اور جبکہ وہ باہر نکلا تو اوس نے گلی کوچون مین اپنے ہموطن بہائیون کی لاشون کو پڑا ہوا دیکھا - مگر اسپر بھی جوش اوس کو نہ آیا یہانتک کہ اودہر اودہر سے پتھر پھینکنے لگے - اور چارون طرف سے تیر و بان و سپر برسنے لگے اور یہ نوبت پہونچی کہ ایک سردار اوس کا جو اوس کے پہلو مین جاتا تہا اوس گولی کا نشانہ ہوا جو خاص اوسپر چھوٹ کرآئی تھی - غرضکہ جب نادرشاہ سے یہ دست درازیان دیکھین تو وہ بہت غصے ہوا - اور قتل عام کا عام حکم سنایا - چنانچہ صبح سے بہت دن چڑہے تک وہ حکم قایم رہا - اور اوسکی بدولت وہ صورتین پیش آئین جو لوٹ مار اور پادشاہی و نثار کی نظر سے پیدا ہو سکتی ہین یعنی شہر کو چند مقامون پر ایسا جلایا ہوگا کہ وہ آتشبازی کا تماشا اور خونریزی و ویرانی کا نمونہ بن گیا - خانزادے کاظم خان شیدا نے اس قتل عام کی تاریخ غم عام[۱] سے نکالی ہے - جبکہ نادرشاہ قتل عام سے سیر ہو چکا تو محمد شاہ یا اوس کے وزیر کی سفارش سے غیظ اوس کا ٹھنڈا ہوا - اور قتل کی ممانعت کا حکم سنایا گیا - اور انتظام اوس کا ایسا معقول تہا کہ جسوقت قتل کی بندش کا حکم صادر ہوا - تو اوسیوقت فوج نے تسلیم کیا اور کسی نے دم نہ مارا - قاتلون کے ہاتھ جہان کے تہان رہگئے - مگر دلی والونکی تکلیفات اسپر موقوف نہو سکین اسلیئے کہ نادرشاہ کا بڑا مطلب ہندوستان کی چڑہائی سے یہ تہا کہ اوسکی مال و دولت سے اپنے آپ کو مالامال کرے اور جب سے اوس نے فتح پائی تھی تب ہی سے روپیہ کے اخذ جبر کے رنگ ڈھنگ اوس نے ڈالے تھے جسکا وہ خواہان تہا - چنانچہ بعد اسکے اوس کی ساونحان ہوئے مگر دلی کے پہونچنے پر تھوڑی مدت گذری تھی کہ سعادت خان مر گئے اور دہلی مین مدفون ہوئے -

برہان الملک کی وفات

ماثرالامرا وغیرہ مین ذکر کیا ہے کہ برہان الملک اس لڑائی کے زخمون سے ۹ - ذیحجہ روز شنبہ

---

[۱] دیکھو طبقات الشعرا مولفہ مولوی قدرت اللہ شوق ۱۲

کی شب مین مر گئے اور مرآت آفتاب نما مین لکہا ہی کہ جسدن نادرشاہ شاہجہان آباد مین داخل ہوا اوسکی صبح کو برہان الملک نے وفات پائی۔ اور سیر المتاخرین مین بیان کیا ہی کہ لڑائی سے چند روز کی بعد برہان الملک مرض سرطان کے صدمے سے جو اونکی پانون مین تہا راہی ملک آخرت ہوئے خزانہ عامرہ مین مذکور ہی کہ نوین ذیحجہ کو برہان الملک نادرشاہ کے حکم کے بموجب دن بھر اپنے گہر پر بادشاہی کام سرانجام دیتے رہے۔ مگر شقاقلوس کا درد اور بیتابی بہت تہی۔ کبھی غش آجاتا تہا کبھی افاقہ ہوتا تہا۔ عید قربان کی رات کو صبح سے پہلے اونکی سانس نکل گئی یعنی انتقال کیا نظام الملک آصف جاہ عیادت کے لئے گئے۔ اور پیشتر سے ایک آدمی کو بہیجدیا کہ برہان الملک کو منع کردی کہ وہ تعظیم کو نہ اٹھین۔ اونہون نے نہ مانا۔ جب آصف جاہ پہنچے خدمتگارون کی اعانت سے تعظیم کو کہڑے ہوئے۔ علی قلیخان والہ داغستانی نے اونکی مرثیے مین کہا ہے

رباعی دوران کہ سپہر واژگون می گردید * بنگر کہ زمانہ بے تو چون مے گردید *
رفتی ز جہان و پشت شمشیر شکست * با قامت خم ہمیشہ خون می گردید *

شیر جنگ جو کہ قزلباش سوارونکی جمعیت کے ساتھ نادرشاہ کیطرف سے برہان الملک کے پاس مامور تہا تاکہ وہ کروڑ روپئے جنکے نذر کرنے کا اونہون نے وعدہ کیا تہا وصول کرے وہ اون سوارون کو لیکر اودہ مین گیا اور صفدر جنگ سے وہ روپئے وصول کرکے نادرشاہ کے پاس لایا۔ گیان پرکاش کے مولف نے برہان الملک کی وفات کا واقعہ اسطرح ذکر کیا ہی کہ ایکدن نادرشاہ نے سعادت خان برہان الملک اور آصف جاہ کو چند سخت اور نا ملایم الفاظ کہی نظام الملک آصف جاہ ایک عیار آدمی تہا اوس نے سعادت خان سے کہا کہ اب زندگی بے لطف ہی اور ایک شربت کا پیالہ زہر کے بہانے سے پی لیا نواب سعادت خان کہ نہایت غیور تہی اور مردی کا طنطنہ رکہتی تہی واقع مین زہر کہا کر مر گئے۔ نادرشاہ ابہی شاہجہان آباد مین مقیم تہا۔ مگر عماد السعادت کا مولف گیان پرکاش کی روایت کی تردید کرتا ہے۔ اوس کا بیان یہ ہی کہ ایکدن نادرشاہ نے نظام الملک کو طلب کرکے فرمایا کہ اے بوڑہے تو نے ہمکو قندہار تحریر کیا تہا کہ اگر حضور اشرف ہندوستان تشریف لائین گے تو پچاس کروڑ روپئے کا انتظام کر دونگا۔ اور جو کچہہ بادشاہ و امراسے ہاتہ لگیگا وہ علاوہ ہوگا۔ اب وہ روپئے کہان ہین۔ جا آج اور کل کی مہلت ہی پرسون تک اگر حاضر نہ کرسکیگا تو تیری کہال نکلوالونگا۔ آصف جاہ نادرشاہ سے رخصت ہوکر برہان الملک کے پاس آیا۔ اور نادرشاہ کی ساری تقریر سنا کر کہا کہ بہائی آج یہ آفت ہمارے سر پر ہے

کا تمہاری خبر نہیں ہی اب کوئی صورت مجھے بچا لینے کی باقی نہین ہی - مین وہی آصف جاہ ہون کہ کئی بار دکن کو فتح کیا ہی مدت العمر مین ۸۷ لڑائیان سر کی ہین تف ایسی زندگی پر کہ بڑھاپے مین ایک گداے قزلباش بچہ بے نام ونشان آکر میرے ساتھ ایسا سلوک کرے مین تو اب اسبات کو بہتر جانتا ہون کہ مین اپنی جان کو ہلاک کر ڈالون - اور زہر کا پیالہ پی لون - میرے اونادر کے سوال وجواب قیامت مین ہونگے - برہان الملک صاف دل تھے - اونہون نے آصف جاہ سے کہا کہ آپ اپنے مکان کو تشریف لے گئے کہ مین بھی ایسا ہی کرونگا - آصف جاہ رخصت ہوکر اپنے مکان کو گئے اور برہان الملک نے ایک شربت کے پیالے مین زہر ملا کر پی لیا اور چادر تان کر سو رہے - اور مر گئے - مگر نظام الملک نے زہر نہین کہایا آرام سے اپنے دیوانخانے مین سو گیا - جب بیدار ہوا اور برہان الملک کی خودکشی کی خبر سنی تو بظاہر تاسف کیا اور باطن مین مسرور ہوا - اب آگے عماد السعادت کا مولف کہتا ہی کہ یہ حکایت محض بے اصل ہی حقیقت حال یہ کہ برہان الملک کے چند ماہ سے دنبل نکلا تھا اور کرنال کی جنگ مین وہ موجود تھا اوسی صدمے کو وہ مر گئے اونکی اور آصف جاہ کے درمیان ہرگز عداوت نتھی اور دلیل اسپر یہ ہی کہ آصف جاہ کا پوتا عماد الملک ایک شب اپنے ایک دوست سے بیان کرتا تھا کہ برہان الملک بڑی خوبی کے آدمی تھے - ہمارے دادا اونکو قمر الدین خان وزیر سے زیادہ عزیز رکھتے تھے کیونکہ قمر الدین خان تو ہمارے رشتہ دار تھے اور برہان الملک باوجود اجنبیت کے بڑے بڑے سلوک کرتے تھے - عماد الملک جب یہ بات کہہ چکا تو اوس کے دوست نے کہا بھلا کوئی سلوک بیان تو کرو اوس نے کہا کہ ایکبار محمد شاہ نے میرے والد کو بعض دشمنون کے اغوا سے پیش خانے کے پیادون کے حوالے کر دیا اور فرمایا کہ تا حکم ثانی انہین قید رکھین - والد نے قمر الدین خان کو لکھا کہ آپ اسوقت دستگیری فرمایئن - کیونکہ والد تو دکن مین ہین - اور مخالف لوگ دادو دینے لگے ہین اور بادشاہ کو غصے کر دیا ہے - آپ باپ کی جگہہ مین - اونہون نے جواب دیا کہ بادشاہ سلامت مختار او رجان ومال کے مالک ہین ہم سب اونکے غلام ہین وہ جو کچھہ کرتے ہین خوب کرتے ہین - بندگان اقدس کی مرضی کے خلاف عرض کرنے کی طاقت نہین رکھتا ہون والد نے جب یہ جواب سنا تو زندگی سے قطع امید کی اور اس بات پر آمادہ ہوئے کہ انگوٹھی سے ہیرا نکال کر اور پیس کر کہا لین - اس اثنا مین برہان الملک جو دربار مین آئے ہوئے تھے اونہون نے بھی یہ حال سن لیا نہایت غصے ہوئے - اور بادشاہ کی پاس پہونچے تو خشم آلود اور چین بجبین

کہڑے رہے بادشاہ نے اس حال کا سبب دریافت کیا۔ برہان الملک نے عرض کیا کہ غلام سخت حیران ہی اور نہایت متعجب ہی کہ قلعہ کیوں نہیں منہدم ہوجاتا کہ آصف جاہ نے رکاب سعادت میں بڑی مستعدی سی خدمات کین اور اوس کا بڑا بیٹا جو حضور کا جان نثار ہی ایک ادنی آدمی کی طرح سی پیش خانے کے سپاہیوں کے پاس نظربند ہی۔ جو کچھ اوس کے باپ نے خدمات کین اونکو اسطرح یک لخت بہلا دینے سے ثابت ہوتا ہی کہ اس غلام کی داڑھی بھی عنقریب اپنے خون سی رنگین ہوگی یہ بات کہی۔ اور پیش خانے مین آکر میرے باپ سی کہا کہ تم کیوں یہان بیٹھے ہو تمہارا سسر زا مرد ہے اوس سی کچھ توقع مت رکھو میرے ساتھ چلو دیکھون تو کون ایسی ہمت رکھتا ہی کہ مجھ سے تم کو چھڑانے لگا۔ اوس نے بہتا لحاظ کیا کہ بادشاہ کے بے حکم اٹھنا اچھا نہیں۔ برہان الملک نے نہ مانا۔ اور اوس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین مضبوط پکڑ کر اپنی پالکی مین بٹھا کر قلعہ سی نکالکر اوسکی حویلی مین پہنچا دیا اور کہا کہ میرا سسر آصف جاہ کی فرزندی نثار ہی۔ اگر اب کوئی فوج قلعہ سی آئے تو خدا کے لئے یہ نہ کرنا کہ خاموشی کے ساتھ اوسکی ہمراہ چلے جاؤ بلکہ مجھے خبر کر دینا اوسی وقت پہنچکر تمہارے باپ کی اون مہربانیونکا جو میرے اوپر ہین حق ادا کرونگا۔ عمادالملک نے یہ قصہ بیان کرکے کہا کہ دادا صاحب اس حال کو سنکر برہان الملک کے بہت ممنون ہوئے۔ جب تھوڑے دنوں کے بعد دکن سی دہلی کو آئے اور برہان الملک اپنے ملنے کو گئے تو اب فرش تک استقبال کیا۔ اور ایک مسند پر بیٹھے۔ اور اُس دن سی دونوں میں محبت بڑھ گئی۔

برہان الملک کے طبعی عادات

برہان الملک عجیب سعید اور باوفا آدمی تھی اپنے مادام الحیات یہ دستور رکھا کہ جب سربراہ نواب سربلند خان کی سواری ملتی تھی تو ہاتھی سے اوترکر اونکو بڑے ادب سے سلام کرتے تھے جب سربلند خان صوبہ داری گجرات سے معزول ہوا اور اوسکی جگہہ ابھی سنگھہ پسر اجیت سنگھہ مقرر ہوا۔ تو سربلند خان دلی کیطرف لوٹا بادشاہ کے حکم سے اکبرآباد مین ٹھہر گیا۔ یہان سپاہ نے تنخواہ کے لئے اودہم بلوہ کیا۔ سعادت خان نے مروت کی وجہ سے تنخواہ کو اپنے ذمے[1] لے لینا چاہا۔ مگر سربلند خان نے نہ مانا۔ اور اسباب فروخت کرکے سپاہ کی تنخواہ ادا کی

[1] دیکھو تنقیح الاخبار ۱۲

سعادت خان کی پیشانی پر یہ بدنامی کا داغ ضرور رہا کہ اونہوں نے نادرشاہ کی ہاتھوں دلّی کو برباد کرادیا تاریخ مظفری مین ہی روز دیگر فردوس آرامگاہ خلعت میر بخشی گری نظام الملک فتح جنگ مرحمت فرمودند سعادت خان برہان الملک کہ امیدوار این خدمت بود از حد کبیدہ خاطر گشتہ و نادرشاہ را برفتن دار الخلافت شاہجہان آباد ترغیب نمودہ داد نمک حرامی ادا کرد و خرابی و وفاتش آنجا گوش زد کرد۔ مفتاح التواریخ مین بھی اسبات کی تصریح کی ہی۔ از گفتن او نادرشاہ از میدان قتال کرنال بہ بہانہ ضیافت در قلعہ شاہجہان آباد داخل شہر والا ارادہ نادرشاہ چنین نبود چنانچہ تاریخ وفاتش بزیادت یک عدد چنین یافتہ اند ؎ بے سعادت نمک حرام نمرد ٭ (۱۱۵۲ہجری) ایکدن برہان الملک اور عمدۃ الملک محمد شاہ کے حضور مین حاضر تھے۔ نواب نے امیر خان پر طعن کر کے کہا ؎ پسر نوح با بدان بنشست ٭ خاندان نبوتش گم شد ٭ یعنی تو کہ شاہ نعمت اللہ کی اولاد مین سے ہے نامعقول وضع رکھتا ہی۔ امیر خان نے جواب مین کہا سچ ہے ؎ سگ اصحاب کہف روزی چند ٭ پے نیکان گرفت مردم شد ٭ یعنی ہم کہ گمنام تھے اس مرتبہ کو پہونچگئے۔ برہان الملک نہایت کارطلب امیر تھے جبروت کے ساتھ رعیت پروری بھی مزاج مین تھی۔ نہایت مدبر۔ شجاع منتظم تھے مرتے وقت خزانے مین نقد نو کرور روپے چھوڑے طبیعت موزون تھی۔ شعر بھی کہتے تھے۔ امین تخلص کرتے تھے۔ میر عبد الغنی طالع تخلص ایک غزل کے مقطع مین کہتا ہے ؎ طالع این مصرع نواب دل از دستم برد ٭ دل غمگین بکسی می‌دہم و یا دم نیست دوسرا مصرع امین کا ہی۔ ریاض الشعرا مین علی قلی خان واغستانی نے اونکے نام سے یہ شعر لکھا ہے ؎ زکدام رہ بیایم کہ بچشم تو در آیم ٭ کہ بگرد چشم مستت ہمہ نیزہ سیاہ است

نواب سعادت خان برہان الملک کا جانشین

قیصر التواریخ مین لکھا ہے کہ نواب برہان الملک کے مرنے کے بعد اونکے بیٹے کو جو چھوٹا تھا بادشاہ کے ہان سے خلعت عطا ہوا۔ قضارا وہ عارضہ چیچک یا کسی اور مرض مین بچپن ہی مین مرگیا

سلہ امیر خاں کے ساتھی زنانہ اطوار تھے کہ وہ آنکھوں مین کاجل لگاتے تھے دانتو پر مسی ملتے تھے - ہاتھ پیر مین مہندی لگاتے تھے - انگوٹھی چھلے اور چاندی کے تعویذ اور دونون کانو مین بالے پہنتے تھے اور خود نواب کی بھی یہی صنع تھی

تو مرزا مقیم کو جو نواب برہان الملک کے داماد تھے اصالۃً خلعت مرحمت ہوا جنھون نے اپنی یاوری اقبال سے صفدر جنگ کا خطاب پایا۔

اولاد نواب سعادت خان

نواب سعادتخان برہان الملک کے ہندوستان مین ایک بیٹا اور پانچ بیٹیان پیدا ہوئین بڑی بیٹی صدر جہان بیگم دوسری نورجہان بیگم۔ تیسری ہما بیگم عرف بندی بیگم۔ چوتھی محمدی بیگم پانچوین آمنہ بیگم اور بیٹا برہان الملک کے بعد حالت طفلی مین مر گیا۔ جب برہان الملک کی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کی عمر ۱۲ برس کی ہوئی تو اونکی اول یہ منشا ہوئی کہ اپنے بھتیجے نثار محمد خان شیر جنگ سے بیاہ دین لیکن چونکہ وہ لونڈے بازی مین مصروف رہتے تھے اسلیئے اپنی بڑی بہن کے بیٹے مرزا مقیم ابن جعفر خان بیگ کو نیشاپور سے بلاکر صدر جہان کی اوسسے شادی کردی اور جب نواب کی دوسری بیٹی نورجہان بیگم عرف بھیکا بیگم دس برس کی عمر کو پہنچی تو اپنی چھوٹی بہن کو جو میر محمد شاہ سیر کی زوجیت مین تھی مع اوسکے بیٹے نصیر الدین حیدر خان بیگ کے نیشاپور سے بلواکر نورجہان بیگم کی شادی اپنے اس بھانجے سے کردی۔ نواب کی تیسری بیٹی ہما بیگم نواب کے بھتیجے سید محمد خان کی سے منسوب ہوئی تھی جو اپنے باپ سعادت خان کے خطاب کے ساتھ مخاطب تھی۔ چوتھی بیٹی محمدی بیگم کا ازدواج نواب محمد قلیخان ابن مرزا محسن برادر مرزا مقیم کے ساتھ ہوا۔ اور پانچوین بیٹی آمنہ بیگم کا بیاہ سید محمد خان سے ہوا انمین سے صدر جہان بیگم زوجہ نواب صفدر جنگ خانم صاحبہ بنتا

منصب کی توضیح

برہان الملک کے بیان مین مذکور ہوا ہے کہ ایکبار اونکو منصب ہزاری دوبارہ منصب ڈیڑھ ہزاری تیسری بار پنج ہزاری چوتھی بار ہفت ہزاری ملا۔ سمجھنے کے لیے ان منصبونکی تھوڑی سی تفصیل آئین اکبری سے یہان لکھتا ہون۔ اس کتاب مین بیان کیا ہے کہ اکبر شہنشاہ ہندوستان نے دہ ہزاری تک منصب مقرر کیئے تھے پھر اس مین ہر ایک کے باعتبار تنخواہ کے تین تین درجے تھے۔ ان مین سے پنجہزاری تک نوکرون کو ملتا تھا اوس سے آگے بادشاہ کے بیٹون کے واسطے مخصوص تھا ہر ایک منصب والے کے کتنے گھوڑے ہاتھی۔ باربرداری اور تنخواہ خصوصیت کے ساتھ مقرر تھی۔ مثلاً

[illegible]

منصب ہزاری کے لئے گہوڑونمین عراقی ۱۰ مجنس ۱۰ ترکی ۲۱ یابو ۳۱ تازی ۱۲ جنگلہ ۲۱ ہاتہیون مین شیرگیر ۷ سادہ ۸ مہولہ ۶ کرہہ ۷ بہندرکیہ دوباربرداری مین اونٹ ۲۱ خچر ۴ گاڑی اورچہکڑے ۲۴ تنخواہ ماہانہ درجہ اول ۸۲۰۰ روپیہ درجہ دوم ۸۱۰۰ روپیہ درجہ سوم ۸۰۰۰ روپیہ۔

ڈیڑھ ہزاری گہوڑون مین عراقی ۱۲ مجنس ۱۲ ترکی یابو تازی جنگلہ چوبیس چوبیس ہاتہیون مین شیرگیر ۸ سادہ ۱۰ مہولہ ۸ کرہہ ۷ بہندرکیہ دوباربرداری مین شتر ۳۴ - خچر پانچ گاڑی اور چہکڑے ۵۰ تنخواہ ماہانہ درجہ اوّل دس ہزار روپیہ درجہ دوم نو ہزار آٹہہ سو روپیہ درجہ سوم نو ہزار سات سو روپیہ۔

پنجہزاری اسپ عراقی ۳۴ مجنس ۳۴ ترکی ۶۸ یابو ۶۸ تازی ۶۷ جنگلہ ۶۶ ہاتہی شیرگیر ۲۰ سادہ ۳ مہولہ ۲۰ کرہہ ۲۰ بہندرکیہ ۱۰ - اونٹ ۸۰ خچر ۲ جہکڑے اور گاڑی ۱۶۰ تنخواہ درجہ اول تیس ہزار روپیہ درجہ دوم انتیس ہزار روپیہ درجہ سوم ۲۸ ہزار روپیہ۔

ہفت ہزاری اسپ عراقی ۴۹ مجنس ۴۹ ترکی ۹۸ یابو ۹۸ تازی ۸۶ جنگلہ ۸۶ فیل شیرگیر ۳۰ سادہ ۴۲ مہولہ ۲۷ کرہہ ۲۷ بہندرکیہ ۱۲ - اونٹ ۱۰۰ خچر ۲۷ گاڑی چہکڑے ۲۴۰ ماہانہ ۴۵۰۰۰ روپیہ۔

مرزا مقیم المخاطب بہ نواب ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے حالات

نسب مرزا مقیم

ترکمانون میں دو قومیں ہین ایک سفید اور دوسری سیاہ پہلی کو آق قوینلو اور دوسری کو قرا قوینلو کہتے ہین۔ قرا قوینلو کی شاخ مین سے قرا یوسف بن قرا محمد ترکمان فرمانرواے دیاربکر امیر تیمور کی سپاہ کے حملے سے بہاگ کر بادشاہ مصر کے پاس چلا گیا۔ جب امیر تیمور کا انتقال ہو گیا تو قرا یوسف کو اپنا ملک واپس لینے کا موقع ہاتہہ آیا بادشاہ مصر نے اوسکو سامان شایستہ دیکر رخصت معاودت عطا کی۔ فی الفور ترکمانوں کی جمعیت کثیر اوس کے جہنڈے کے تلے جمع ہو گئی اور دیاربکر مین پہنچ کر اپنے ملک موروثی پر قبضہ کر لیا۔ ابابکر بن میران شاہ بن امیر تیمور سے تبریز مین لڑائیان ہوئین جن مین سے پہلی لڑائی مین کہ روز جمعرات ۲۴ - ذیقعدہ سنہ ۸۰۹ ہجری

واقع ہوئی تھی میران شاہ مارا گیا اور ابا بکر کرمان کیطرف بھاگ گیا۔ بعد اسکے امیر تیمور کا بیٹا شاہ رخ مرزا ایک زبردست فوج لیکر قرا یوسف کے سر پر پہنچ گیا۔ مگر ابھی لڑائی شروع ہونے پائی تھی دونوں لشکر مقابل پڑے ہوئے تھے کہ شب ہفتم ذیقعدہ سنہ ۸۲۳ ہجری کو قرا یوسف نے ہیضہ کیا اور مر گیا اوسکی وفات کی تاریخ وزیر نامے میں یون لکھی ہے۔ ؎ وفات میر یوسف شاہ تبریز ٭ کتابت شد بتاریخ کتابت ٭ شاہ رخ مرزا نے اوسکے بیٹے جہان شاہ کو تبریز میں باپ کا قایم مقام کرکے معاودت کی۔ جب جہان شاہ مر گیا تو اوسکی جگہہ اوس کا بھتیجا بداغ شاہ تخت پر بیٹھا۔ اور بداغ شاہ کے بعد حسین علی مرزا مسند نشین ہوا اوسکے بعد شاہزادہ ناصر مرزا بادشاہ ہوا۔ اوسکی بعد شاہزادہ منصور مرزا مسند آرا ہوا یہانتک کہ ایران میں شاہ عباس اول نبیرہ شاہ طہماسپ صفوی کا دور دورہ شروع ہوا۔ اس بادشاہ نے تبریز کی تسخیر کے لئے فوجکشی کی اور اوسے فتح کرکے منصور مرزا کو اپنے ساتھ نیشاپور کو لیگیا۔ اور اوسکے لئے جاگیر مقرر کردی۔ منصور مرزا کا بیٹا محمد قلی خان بیگ ہوا اوس کا بیٹا جعفر خان بیگ تھا اور اوسکے بیٹا محمد قلی خان ثانی ہوا۔ محمد قلی خان بیگ کے دو بیٹے تھے (۱) بڑا محمد شفیع خان بیگ (۲) چھوٹا جعفر قلی خان بیگ۔

عماد السعادت اور قیصر التواریخ کی جلد اول اور وزیر نامے میں اسی طرح مرقوم ہے اور یہ حالات کتب معتبرہ کے مخالف ہیں ثبوت ان کا بجز انہیں کتابوں کے دوسری جگہہ نہیں ملتا۔ غور کرو۔

(۱) مداق قرا یوسف کا پوتا نہیں بیٹا تھا۔ چنانچہ حبیب السیر کی جلد سوم کے جزو سیم میں لکھا ہے کہ جب قرا یوسف ترکمان مصر میں پناہ گزین تھا تو وہان اوسکے ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام پیر مداق خان ہے۔ احمد جلایر بغدادی بھی اون دنوں وہین پناہ گزین تھا۔ جسنے اوس لڑکے کو اپنی فرزندی میں مقبول کیا (۲) شاہ رخ مرزا نے آذربائیجان پر چڑہائی کی تو قرا یوسف ساز و سامان کے ساتھ مقابلے کو تبریز سے نکلکر اوجان میں آیا اور وہاں مر گیا اسپند نے تبریز پر قبضہ کرکے شاہ رخ کے نام کا خطبہ پڑہا۔ شاہ رخ کی چڑہائی کے وقت جہان شاہ بن قرا یوسف سلطانیہ میں تہا وہ باپ کی وفات کی خبر سنتے ہی وہانسے بھاگ گیا اسکندر اور اسپند قرا یوسف کے دو بیٹے تھے وہ بھی شاہ رخ کی فوج سے شکست پاکر بھاگ گئے جب شاہ رخ فتح تبریز سے فارغ ہوکر واپس ہوا۔ تو اسکندر نے پھر آذربائیجان پر قبضہ کر لیا شاہ رخ نے دوبارہ چڑہائی کی تو اسکندر بھاگ گیا۔ آخر کار شاہ رخ نے اپنا پیچھا چھڑا کے

جہان شاہ کو آذربائیجان کی ولایت دیدی (۳) وزیرنامے مین جعفر بیگ خان کو محمد قلی بیگ کا پوتا لکھا ہے - اور دوسری کتب مین بیٹا بتایا ہے (۴) شاہ عباس ماضی نے جب تبریز پر چڑھائی کی تو اوس وقت وہ سلطان ترکی کے مقبضے مین تھا نہ سفوی مرزا کے چنانچہ جلد ہشتم روضۃ الصفا مین ذکر فتوح آذربائیجان و تبریز مین لکھا ہے کہ آذربائیجان اور تبریز سلطنت عثمانیہ کا مقبوضہ تھا - اور روم کیطرف سے علی پاشا یہان حاکم تھا اوس سے اور غازی بیگ کرد سے اس زمانے مین جھگڑا پیدا ہو گیا علی پاشا نے اردان اور نخجوان اور تبریز کا لشکر جمع کر کے غازی بیگ پر چڑھائی کی اوس نے اپنے بیٹے ابدال کو شاہ عباس ماضی کے پاس استمداد کے لئے بھیجا شاہ عباس نے اس موقع کو بہت غنیمت جانا کیونکہ اسوقت مین تبریز رومیون سے خالی تھا اور تیاری کر کے ارادہ سفر مازندران کی شہرت دیکر ربیع الثانی سنہ ۱۲ ہجری کو اصفہان سے کوچ کیا اور حدود قزوین سے چھ دن مین گذر کر تبریز پہنچ گیا - اور گیارہوین دن تبریز سے ۳ فرسنگ کے فاصلے پر مقام کیا رعایا یہان کی تمام شیعہ تھی اسلئے وہ شاہ عباس کے آنے سے بیحد خوش ہوئی - اور سہل طرح پر شاہ عباس کو وہان قبضہ میسر ہو گیا تبریز نہایت خراب و ویران ہو رہا تھا - اسلئے کہ عرصہ بیس سال تک عثمانیہ فوج کے صدمات اوٹھا رہا - علی پاشا غازی بیگ سے صلح کر کے شاہ عباس کے مقابلے کو آیا اور شکست پائی اور تبریز پر شاہ کا قبضہ مستقل ہو گیا -

اب ہم اصل سلسلہ بیان کیطرف پھر رجوع کرتے ہین - اور اونہین معمولی تواریخ اودھ کی سند سے لکھتے ہین کہ مرزا **شفیع خان بیگ** پسر محمد قلی خان بیگ کی چار بیٹیان تھین اونمین سے ایک بیٹی **مرزا مسیح** سے بیاہی گئی جن کی سیادت مین کلام ہے - اس لڑکی کے مرزا مسیح سے دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام محمد علیخان اور دوسرے کا مرزا رحیم خان تھا محمد علیخان ابن مرزا مسیح کے بیٹے مرزا حسین خان کی شادی نواب سالار جنگ کی بیٹی کے ساتھ ہوئی اور وہ لاولد فوت ہوا - اور محمد علیخان کی ایک بیٹی بھی تھی جو نواب سالار جنگ کے فرزند سے منسوب ہوئی تھی - اوسکی اولاد عالم طفولیت مین مر گئی - مرزا رحیم خان سے ہندوستان مین ایک بیٹی ایک بیٹا پیدا ہوا - بیٹی مرزا مہدی پسر نواب شجاع الدولہ سے بیاہی گئی - اور مرزا رحیم خان کے بیٹے کا نام مرزا مسیح تھا جن کی پنشن ریاست لکھنؤ اور سرکار انگریزی سے سو روپیہ ماہوار کی مقرر تھی - سرکار انگریزی مین اونہون نے ضلع اکبرآباد مین تحصیلداری

کی خدمات ادا کی تہین جسکی وجہ سے وہ سرکار انگریزی سے پنشن پاتے تھے اور رضا ولکھنؤ سے
قبل مرگئے **دوسری بیٹی** کا میر عبداللہ سے بیاہ ہوا تہا جس کے بطن سے میر عبداللہ سے
تین بیٹے پیدا ہوئے نصیر الدولہ نواب عبدالمطلب خان اور مرزا حیدر علیخان
اور مرزا اکبر علیخان یہ سب بے اولاد مرگئے بجز مرزا عبدالمطلب خان کے جنکے ایک بیٹی تھی
جو مرزا مسیح ابن مرزا رحیم خان سے بیاہی گئی۔ میر عبداللہ کا نسب امام حسن علیہ السلام
کو پہنچتا ہے۔ اور **تیسری بیٹی** جو اپنی تمام بہنون سے چھوٹی تھی مرزا یوسف سے
منعقد ہوئی۔ اس سے چار بیٹے پیدا ہوئے (۱) سید محمد خان (۲) مرزا شاہ میر خان (۳)
میر امین خان (۴) مرزا جعفر جو بحبت گدھ میں جہمے کی چوب کے صدمے سے ہلاک ہوئے
چوتھی بیٹی مرزا شفیع خان نے اپنے بھتیجے مرزا محسن سے بیاہی جو میر محمد امین سعادت خان
برہان الملک کے بھانجے اور مرزا مقیم المخاطب بہ صفدر جنگ کے بڑے بھائی تھے۔

جعفر قلی خان بیگ ابن محمد قلی خان بیگ کی شادی میر محمد امین المخاطب بہ نواب
برہان الملک کی حقیقی بہن سے ہوئی تہی جن کے دو بیٹے پیدا ہوئے (۱) بڑے بیٹے کا نام
مرزا محسن تھا (۲) اور چھوٹے کا مرزا مقیم تہا۔ مرزا محسن بھی چار برس کے تھے اور مرزا
مقیم چھ مہینے کے تھے جو انکی ماں نے انتقال کیا۔ مرزا مقیم کو انکی خالہ نے جو محمد شاہ
سیرت میر محمد یوسف کے ساتھ منعقد تھین اپنا دودھ پلاکر پرورش کیا تہا۔ اور یہ دونون
بھائی اپنی خالہ کے گھر مین جوان ہوئے۔ مرزا محسن (جنہون نے ۲۹ ذی الحجہ ۱۱۶۲
ہجری شب چہارشنبہ کو عارضہ ہیضہ مین انتقال کیا تہا) انکی شادی انکے چچا محمد شفیع
خان بیگ کی بیٹی سے ہوئی تھی جس سے انکے دو بیٹے اور دو بیٹیاں پیدا ہوئین
بڑے بیٹے کا نام جعفر قلیخان اور عرف مرزا بزرگ تہا۔ اور چھوٹے بیٹے کا نام محمد قلیخان
عرف مرزا کوچک تھا۔ اور انھین آغا بابا بھی کہتے تھے۔ مرزا محسن کی دونون بیٹیوں مین
سے بڑی بیٹی لاولد فوت ہوئی۔ اور چھوٹی بیٹی مرزا ابوتراب خان ابن مرزا ابو طالب خان
سے منعقد ہوئی جو نواب صفدر جنگ کی پھوپھی زاد بھائی تھے۔ اور نسب ان کا سادات
حسینیہ تہا اور انکے دادا مرزا فخر الدین محمد خان مشہد مقدس مین حضرت امام رضا کے
روضے کے متولی تھے۔ مرزا ابوتراب خان داماد مرزا محسن کے دو بیٹے پیدا ہوئے
بڑے بیٹے کا نام مرزا محمد ابراہیم خان اور عرف مرزا سید وہتا اور چھوٹے کا

مرزا ابوطالب خان نام تھا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ابوطالب خان کا بیاہ نصیر الدولہ ابن نواب
سعادت علیخان ابن نواب شجاع الدولہ خلف نواب صفدر جنگ کی حقیقی بہن فاطمہ بیگم
نامی کے ساتھ ہوا۔ اور اونکے تین بیٹے پیدا ہوئے جن کے یہ نام ہیں مرزا ابوتراب خان۔
اور مرزا ابوالقاسم اور مرزا ابوالحسن عرف مرزا امین ۔ انہیں سے مرزا ابوتراب خان کی
شادی غازی الدین حیدر خان ابن نواب سعادت علیخان کی نواسی حاجی بیگم سے ہوئی اور
معتمر الدولہ مرزا ابوالقاسم خان حاجی بیگم کی دوسری بہن زہرہ بیگم سے بیاہی گئی یہ دونوں
لڑکیاں نواب محسن الدولہ کی حقیقی بہنیں تہیں جو بوتی بیگم بنت غازی الدین حیدر کے بطن سے
تہیں ۔ مرزا منبر الدولہ ابوالحسن عرف مرزا امین نصیر الدولہ محمد علیشاہ ابن نواب سعادت علیخان
کی چھوٹی بیٹی نواب روشن آرا بیگم سے بیاہی گئی مرزا محسن کے بڑے بیٹے جن کا نام جعفر
قلی خان اور عرف مرزا بزرگ تہا ۔ پرشاہ میر کی چھوٹی بیٹی سے جو چھوٹی بی بی کے ساتھ
مشہور تہیں بیاہی گئی ۔ انسے ایک بیٹا مرزا شفیع خان نامی پیدا ہوا تہا ۔ جب مرزا شفیع خان
نیشا پور سے ہندوستان میں آئے تو نواب شجاع الدولہ نے اونکو اپنی سپاہ میں رسالہ دار کردیا
اور آمنہ بیگم کی بیٹی کے ساتھ جو میر محمد امین المخاطب برہان الملک کی نواسی تھی اونکی نسبت
ہوئی لیکن ابھی رخصت عروس نہ ہونے پائی تھی کہ نواب شجاع الدولہ نے انتقال کیا اور مرزا شفیع خان
دہلی کو چلے گئے نجف خان ذوالفقار الدولہ کے انتقال کے بعد دہلی کے امیر الامرا ہوئے محمد بیگ
خان ہمدانی نے دغا سے مارڈالا مرزا بزرگ کے ایک بیٹا اور بھی تہا جو چھوٹی بی بی کے علاوہ
ایک اور عورت کے بطن سے تہا اونکا نام زین العابدین خان تہا جو مرزا شفیع سے عمر میں بڑے
تھے زین العابدین خان کا ازدواج نواب محمد قلیخان کی بیٹی بڈہن بیگم کے ساتھ ہوا تہا ۔
بڈہن بیگم برہان الملک کی بیٹی محمدی بیگم کے بطن سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی پیدا ہوئے
بیٹی بن بیاہی مر گئی بیٹے کو مرزا بزرگ کہتے تھے اون کا عقد نکاح نواب شجاع الدولہ
کی بیٹی سے ہوا مگر اس بیگم کے بطن سے مرزا بزرگ کے کوئی اولاد نہ تھی البتہ دوسری بی بی سے
ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہوئے اور وہ خود حالت جنون میں مر گئے ۔ بیٹے کا نام قایم علیخان تہا جو
مرزا برہان الدین حیدر عرف مرزا جنگلی کی پوتی سے بیاہے گئے تہے ۔ اور قایم علیخان کی
بہن مرزا جنگلی کے بیٹے نواب مرزا کے ساتھ منعقد ہوئی تھی جن کے بطن سے تین بیٹے پیدا
ہوئے الخ نواب محمد قلیخان عرف مرزا کوچک ۔ ابن مرزا محسن جو اپنے

چچا صفدر جنگ کیطرف سے الہ آباد کے ناظم تھے اور شجاع الدولہ کے ہاتھ سے مارے گئے پہلے محمدی بیگم بنت نواب برہان الملک کے ساتھ بیاہے گئے تھے اُسسے ایک بیٹی بدہن صاحبہ نامی پیدا ہوئی جس کا بیاہ زین العابدین پسر مرزا بزرگ ابن مرزا محسن کے ساتھ ہوا محمدی بیگم کے مرنے کے بعد محمد قلیخان نے میر شاہ میر پسر میر محمد یوسف کی بڑی بیٹی عرف بی بی کلان سے نکاح کیا جس سے نیشاپور مین منسوب ہوچکے تھے اوسسے ایک بیٹا مرزا جعفر نامی پیدا ہوا۔ اور محمد قلیخان کا ایک بیٹا اور بی بی سے محمد علیخان نام تھا محمد علیخان مرزا جعفر سے دو برس بڑا تھا محمد علیخان کا بیاہ نہوا۔ مگر بی بیان بہت تہین۔ محمد علیخان کے ۵ یا ۶ بیٹے اور چار بیٹیان تھین۔ بڑا بیٹا مرزا احمد علیخان جنکی شادی ننھی بیگم بنت نواب سعادت علیخان سے ہوئی دوسرا مقرب الدولہ مرزا مہدی علیخان بوبی بیگم بنت غازی الدین حیدر سے جو بادشاہ بیگم کے بطن سے تہین منسوب ہوا۔ بوبی بیگم کا انتقال نواب سعادت علیخان کے عہد مین ہوگیا ایک بیٹا محسن الدولہ اور دو بیٹیان حاجی بیگم اور زہرہ بیگم چہوڑین محسن الدولہ کی شادی نصیر الدولہ محمد علیشاہ کی بڑی بیٹی نواب سلطان عالیہ بیگم سے غازی الدین حیدر کے عہد حکومت مین ہوئی تہی محسن الدولہ کے ایک بیٹی مرزا علی قدر کی شادی علی نقی خان وزیر واجد علی شاہ کی بیٹی سے ہوئی اور محسن الدولہ کی دونون بہنون کو بادشاہ بیگم زوجہ غازی الدین حیدر نے پرورش کیا تہا جنکی شادیان مرزا ابوتراب خان عرف مرزا ابوالقاسم خان اور مرزا ابوطالب خان کے ساتھ ہوئین۔ محمد علیخان کا تیسرا بیٹا اکبر علیخان ہے جنکی شادی مرزا جعفر کی بیٹی سے جو غازی الدین حیدر کے بڑے معتمد تھے ہوئی مرزا مقیم خلف جعفر خان بیگ کو اُنکے ماموں برہان الملک نے نیشاپور سے ہندوستان مین بلایا تو وہ حسب الطلب وطن سے روانہ ہوئے سعادت خان برہان الملک نے اپنی بڑی بیٹی صدر جہان بیگم کا عقد اون سے کردیا اور تھوڑے دلون کے بعد اپنے صوبے کی نیابت پر مقرر کردیا۔ برہان الملک کی سفارش سے محمد شاہ نے اونہین ابو المنصور خان صفدر جنگ خطاب عطا کیا[۱]۔ اس خاندان مین نواب صفدر جنگ اپنی بیاہتا بیوی نواب صدر جہان بیگم بنت سعادتخان برہان الملک کے سوا مدت عمر مین کسی عورت سے واقف نہوئے۔ صفدر جنگ کے اکلوتے بیٹے کا نام مرزا جلال الدین حیدر رہا جنکو صفدر جنگ نے پہلی پہل محمد شاہ کے

[۱] دیکھو جامع التواریخ ۱۲

توپخانے کی داروغگی دلاکر نائب میر آتش کرادیا تھا۔ یہ شجاع الدولہ کے خطاب کے ساتھ
مشہور ومعروف ہین **فائدہ جلیلہ** یہ تمام حالات بیان کرنے کے بعد یہ بات بھی
لکھنے سے چارہ نہین کہ فراست نامہ جلد نمبر سوم متعلقہ صفحہ ۱ مین لکھا ہے کہ **پدر
منصور علیخان کاسہ سازے بود** کئی کتابون مین دیکھا گیا ہے کہ ابوالمنصور خان
کی جگہ منصور علیخان لکھا ہے اور یہ سہو ہے

صفدر جنگ کی مسندنشینی

جب برہان الملک نے انتقال کیا اور وہ دفن ہوچکے تو اونکے بھتیجے شیر جنگ نے طہماسپ خان
جلائر کے ذریعہ سے نادرشاہ کے حضور مین ایک عرضی بھیجی جس کا مضمون یہ تھا کہ مین سعادت خان کے
بڑے بھائی کا بیٹا ہون اور اونکی جانشینی میرا حق ہے۔ اور ابوالمنصور خان صفدر جنگ اونکے
بھانجے مین بھتیجے کے موجود ہوتے بھانجے کو میراث نہین پہنچتی۔ اسلئے امیدوار ہون کہ اپنے
بھائی محمد شاہ سے غلام کی سفارش فرماوین تاکہ صوبہ داری اودہ کی سند فدوی کو
مرحمت ہوجاوے اس اثنا مین راجہ لچھمی نراین پسر راے ہرنراین وکیل نواب برہان الملک
نے ایک عرضی اس مضمون کی تیار کی کہ نواب برہان الملک کو شیر جنگ کے ساتھ صفائی
دلی حاصل نہ تھی۔ اگر صفائی دلی حاصل ہوتی تو وہ اپنی بیٹی صفدر جنگ کو نہ دیتے برہان
الملک کے مال و اسباب کے مالک نہ صفدر جنگ ہین نہ شیر جنگ ملازمان بادشاہی
مالک ہین جس کو چاہین بخشین صفدر جنگ مرد متین اور خداترس اور صاحب لیاقت اور وعدے
کے پابند ہین اور تمام سپاہ اونسے راضی ہے اور دو کرور روپیہ حضور مین پیش کرنے کو اونہون
نے مہیا کیا ہے۔ یہ عرضی عبدالباقی خان زنگیہ کے توسط سے نادرشاہ کے حضور مین بھیجوائی
نادرشاہ نے دونون عرضیان ملاحظہ فرماکر محمد شاہ سے صفدر جنگ کے واسطے خلعت
حاصل کرکے اپنے ایک مصاحب کے ہمراہ اودہ کو صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور اپنے ہمراہی
دو سو سوار بھی روانہ کیے تاکہ صفدر جنگ سے وہ زر پیشکش وصول کرلاوین۔ چنانچہ وہ خلعت
صفدر جنگ کے پاس پہنچ گیا اور دو کروڑ روپئے داخل خزانہ نادری ہوئے اور صفدر جنگ
صوبہ اودہ کی حکومت پر مستقل ہوگئے[۵۱]۔ مگر جہان کشاے نادری اور درہ نادرہ مین لکھا ہے

---

۵۱ دیکھو عماد السعادت ۱۲

کو برہان الملک کے مرنے کے بعد اونکی خزانہ اودہ سے ایک کروڑ روپیہ اور قیمتی جواہرات اور دوسرا عمدہ اسباب اور ہاتھی نادرشاہ کی پاس آئے

بن جی زمیندار کے بیٹے اور بہائیون کا بغاوت کرنا اور صفدر جنگ کا اونکی تنبیہ کے لئے عزمیت فرمانا

بن جی نام ایک بہت بڑا زمیندار اودہ کی علاقے مین تہا اور یہ شخص ساختہ وبرداختہ اسحاق خان مذان کے ہاتھہ کا تہا جب تک وہ زندہ رہا تب تک مطیع رہا اوسکی بعد اوسکی بیٹے اور بہائیون نے اس نعمت کی قدر نہ جانی اور کفران نعمت پر کمر باندھی۔ مخالفت کرنے لگے۔ صفدر جنگ نے اونکی سزادہی کا قصد کیا وہ نہایت مضبوط قلعون مین رہتے تھے اسلئے اطاعت پر مائل نہوے صفدر جنگ سے بارہ شبانہ روز اونسی لڑائی جاری رکھی اور آخرکار اونکی قلعے مفتوح ہوگئے اور اونکی تمام ساتھی منہزم ہوتے۔ و بن جی کا ایک بھائی معرکہ مین کام آیا اور دوسرا گرفتار ہوا۔ اور تمام ہاتھی گھوڑے اور توپین نواب کے قبضے مین آئین۔ اسی زمانہ مین مرہٹون کی آمد آمد کی شہرت ہوئی۔ نواب نے اونکے مقابلے کے لئے انتظام کیا اور نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کو بھی لکھا اوس نے نواب کو جواب دیا کہ اگر وہ ادہر کا قصد کرینگی تو مین ضرور اونسے جنگ کر کے سزا دونگا۔[۱]

صفدر جنگ کا بادشاہ کے حکم سی بنگالہ کو جانا

عماد السعادت مین لکہا ہے کہ سراج الدولہ کے باپ الہ وردی خان مہابت جنگ صوبہ دار بنگالہ کو مرہٹون کی مہم پیش آئی اور وہ تمام فوج کے ساتہہ اونکی مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ تو نواب امیر خان عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد نے محمد شاہ کو ملا اترعرضیان اس مضمون کی بہیجین کہ ان دنون مہابت جنگ دکھنیون کی مہم مین مبتلا ہے بنگالہ

---

۱ ستفاد از عزیز القلوب جو مجموعہ ہی نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کے خطوط کا جسکو بہگوانداس سیر سسی نواب مذکور سے جمع کیا ہے ۱۱

کی تمام فوج اوسکی ساتھ ہی حضور صفدر جنگ کو حکم دیں تو وہ اپنی فوج کے ساتھہ اوس ملک پر قبضہ کرلیں اور ایسا ملک وسیع اولیاے دولت کے قبضے مین آجائے - اگر حضور اوس ملک کی نیابت صفدر جنگ سی متعلق فرمادینگے تو صفدر جنگ سال بسال رزخراج بخوبی اوا کرتے رہینگے اور اگر وہ ملک کسی دوسرے امیر شاہی کے سپرد ہوجائے گا تو وہ بھی ایساہی کریگا - بادشاہ نے عمدۃ الملک کا معروضہ پسند کیا اور صفدر جنگ کو حکم دیا کہ وہ بنگالہ کو فوج لیکر چلے جاوینگے مگر جام جہاں نما اور ماثر الامرا سے ثابت ہے کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو ۱۱۵۵ ہجری مین مہابت جنگ کی مدد کے لئے بھیجا تہا جس کا قافیہ مرہٹوں نے تنگ کر رکہا تہا اور اس مہم کے صلے مین تالعہ رہتاس اور قلعہ چنارگڈھ بادشاہ نے صفدر جنگ کو مرحمت کیا تہا - بہرصورت صفدر جنگ آدہی فوج نولراے کی ماتحتی میں کرکے صوبہ اودھ کے انتظام کے لئے چھوڑکر خود ۱۱۵۵ ہجری مین عظیم آباد کو روانہ ہوئے اون دنون اسد الدولہ ہدایت علیخان سمہا پوری مہابت جنگ کی طرف سی عظیم آباد مین نیابت کے طور پر صوبہ کا کام کرتا تہا اوسکی فوج کم تہی وہ صفدر جنگ کی آمد آمد سی گھبرا گیا اور بہتاب نراین معروف بہ پرتاب سنگھہ دیوان آتما رام سے خط و کتابت کرکے اوسکی معرفت صفدر جنگ کی ملازمت حاصل کی - نواب سے اوس کے حال پر مہربانی کی یہان روایت کی دو صورتین ہین - بعض کہتے ہین کہ صفدر جنگ کی فوج عظیم آباد مین داخل ہوئی تہی اور بعض کہتے ہین کہ عظیم آباد کے باہر رہی تہی لیکن نزدیک تہا کہ داخل ہو اسلئے کہ کوئی مانع و مزاحم باقی نرہا تہا - مہابت جنگ کو جلد وقایع نگار کی تحریر سے یہ حال معلوم ہوا تو مرہٹون سے صلح کرکے عظیم آباد کیطرف لوٹا اور صفدر جنگ کو لکہا کہ مجہکو عرصہ دراز سی آپکے ملنے کا اشتیاق تہا الحمد کہ خود بدولت بنفس نفیس تشریف لائے اگر اوسجگہ یاد کرتے تو بندہ خود حاضر ہوجاتا - اب امیدوار ہون کہ میرے پہنچنے تک وہان سے روانہ ہون - نواب صفدر جنگ نے یہ تحریر دیکھہ کر سمجھہ لیا کہ مہابت جنگ دہمکی دیتا ہے - اس لئے راجہ نولراے کو ایک شقہ لکہا کہ تم وہان کا انتظام کرکے تمام فوج کے ساتھہ فورا ہمارے پاس چلے آو کہ مہابت جنگ سی لڑائی درپیش ہی بادشاہ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو اونہون نے صفدر جنگ کو ایک شقہ لکہا جس کا مضمون

۱؎ دیکھو جام جہان نما ۱۲

یہ تھا کہ مہابت جنگ سے جنگ کرنا ہماری مرضی کے خلاف ہے بہت جلد اپنے صوبے کو لوٹ جاؤ۔ بادشاہ نے ایک شقہ مہابت جنگ کو بھی اس مضمون کا بھیجا۔ چونکہ تم کو مرہٹوں کی مہم درپیش ہے اور تمام سپاہ کے ساتھ اونکے مقابلے کے لئے اپنے مقام سے کوچ کیا ہے مگر اکھو یہ خبر ملی تھی کہ بنگالے میں سوائے فوج پیادہ محافظ شہر عظیم آباد کے اور سپاہ نہیں اسلئے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ مبادا مرہٹے وہاں پہنچکر غارتگری کریں۔ پس صفدر جنگ کو اوس ملک کی حفاظت کے لئے مامور کیا تاکہ مرہٹے ادہر کا رخ نہ کریں اس لئے تم کو اونکا مقابلہ نکرنا چاہیے بلکہ انسے محبت سے پیش آنا چاہئے۔ صفدر جنگ اس شقہ کے پہنچنے کے بعد وہیں مقیم رہی۔ جب دیکھا کہ مہابت جنگ مرشدآباد میں ٹہیر گیا۔ اور جس عجلت کے ساتھ ادہر آرہا تھا اب نہیں آتا تو اودھ کیطرف واپس ہوئے اس کے بعد مہابت جنگ عظیم آباد کو آیا۔ اور بادشاہ کا شقہ اپنے خط کے ساتھ صفدر جنگ کو بھیجا مہابت جنگ کے خط کا مضمون یہ تھا کہ آپ کی فوج کے دبدبہ سے مرہٹے بادشاہی ملک میں دخل نہیں کرسکے بلکہ خاص آپ کی آمد کیوجہ سے صلح کرکے چلے گئے پھر آپنے اتنی جلدی کیوں مراجعت کی اتنا ضرور ٹہیرنا چاہیے تھا کہ میں وہاں پہونچ جاتا اور رسم شکرگذاری بجالاتا۔ اب مجھکو نہایت شرمندگی ہے۔ غرضکہ صفدر جنگ نو مہینے کے بعد اپنے صوبے میں داخل ہوگئی۔ سید ہدایت علیخان سہارنپوری ہمراہ تھا۔ مگر سید ہدایت علیخان کے بیٹے نے سیرالمتاخرین میں جو کچھ لکھا ہے وہ بیان عمادالسعادت کی اس روایت سے بہت کم ملتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب رگھوجی بھوسلہ نے بھاسکر پنڈت کو بنگالے پر یورش کے لئے بھیجا تو مہابت جنگ نے بادشاہ کی خدمت میں لکھا کہ ایسے وقت میں کوئی سردار میری مدد کے لئے متعین فرمایا جائے۔ اگر خدانخواستہ فدوی تباہ ہوا تو سلطنت کی شان و شوکت میں بل آجائیگا۔ محمد شاہ نے اپنے امرا سے مشورہ کیا اور عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکھا سب نے عرض کیا کہ ضرور مدد دینا چاہئے بادشاہ نے نہایت جلد ایک شقہ خاص اپنے قلم سے ابوالمنصور خان صفدر جنگ کو لکھا اور تاکید کی کہ جلد مہابت جنگ کی مدد کے لئے بنگالہ کو چلے جاؤ۔ اور عمدۃ الملک صوبہ دار الہ آباد کو بھی لکھا کہ جسطرح ممکن ہو ابوالمنصور خان کو مہابت جنگ کی مدد پر روانہ کرے وہ حیلہ نہ کرنے پائے۔ بہ تعمیل حکم صفدر جنگ نے [illegible]

یا اول ذیقعد سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین فوج مغل اور ہندوستانی اور کسی قدر باز ماندہ مغلیہ فوج نادری کے ساتھ جس مین مغل سات ہزار کے قریب ہونگے۔ اور ہندوستانی دس بارہ ہزار تھے اور دوسرا سامان توپخانہ وغیرہ کا ہمراہ لیکر اپنی دار الامارت فیض آباد سے کوچ کر کے عمدۃ الملک کو لکھا کہ مین بادشاہ کے حکم سے مہابت جنگ کی مدد کو جاتا ہون۔ مگر مرہٹون سے لڑنا آسان نہین ہے میرا صوبہ مفسدا اور بدمعاش زمینداروں کا آرام گاہ ہے۔ انکی وجہ سے ناموس کے باب مین بڑا اندیشہ ہے نہ تو صوبہ اودہ مین چھوڑ سکتا ہون۔ کیونکہ کوئی مستحکم جگہ اس صوبے مین نہین ہے اور نہ ہمراہ لے جا سکتا ہون۔ پس امیدوار ہون کہ قلعہ رہتاس اور چنارگڈھ عنایت ہون تاکہ عیال و اطفال کیطرف سے دلجمعی کر کے مرہٹون کی سزا دہی مین مصروف ہوون۔ عمدۃ الملک نے یہ امر منظور کر کے لکھا کہ بادشاہ سے عرض کر کے اجازت حاصل کرلو اور اس بارے مین بھی بادشاہ کے حضور مین تحریک کرونگا۔ جب بادشاہ کیخدمت مین عرضی گئی تو اونہون نے قلعہ رہتاس اور چنارگڈھ کی قلعہ داری صفدر جنگ کے حوالے کی اور قلعہ دارون کو حکم بھیجا کہ ان قلعون کو صفدر جنگ کے حوالے کردین۔ صفدر جنگ بنارس تک پہنچکر پل باندھ کر دریاے گنگا سے اوترے اور اپنے عیال و اطفال کو لیکر قلعہ چنارگڈھ مین آئے اور اوس کو دیکھکر پسند کیا اور اپنی جانب سے اوس کی محافظت کے لئے آدمی مقرر کر کے آپ بہ کمال شوکت و جاہ عظیم آباد کا قصد کیا اور متعلقین کو عظیم آباد تک ہمراہ لے گئے۔ اس ارادے سے کہ اگر عظیم آباد کے گرد و نواح مین مرہٹون سے مقابلہ ہو جائے گا۔ تو بہرصورت متعلقین کو قلعہ مذکور مین پہنچا دیا جا سکتا ہے مہابت جنگ نے سید ہدایت علی نایب عظیم آباد کو لکھا کہ صفدر جنگ مدد کو آتے ہین جب قریب پہنچین تو استقبال کرنا چاہئے تاکہ اونکو کسی طرح کا ملال نہو عظیم آباد مین صفدر جنگ کی فوج مغلیہ کی آمد آمد سے عجیب طرح کا زلزلہ اور غلغلہ پڑ رہا تھا۔ گویا ایک قیامت برپا تھی۔ کیونکہ یہانکے لوگون نے دہلی مین قتل عام نادری کی خبر سن رکھی تھی۔ سید ہدایت علی کے پاس جسقدر سپاہ اور سامان جنگ تھا صفدر جنگ کے ساز و سامان اور فوج کی آن بان کے روبرو اوسکی کیا حقیقت تھی سید ہدایت علی چونکہ صفدر جنگ سے پہلے سے شناسائی نہین رکھتا تھا حفظ آبرو کے خیال سے مرید خان کو ملاقات کے لئے واسطہ بنایا۔ یہ مرید خان چونکہ محمد شاہ کے امرا مین سے تھا اسلئے صفدر جنگ سے تعارف رکھتا تھا۔ مرید خان صفدر جنگ کی ملاقات کو گیا۔ اور سید ہدایت علی کی ملاقات کے لئے تقریب کی اور صفدر جنگ کیطرف

ایک پروانہ تسلی اور دلاسی کے مع موں لیکر سید ہدایت علی کے پاس بھیجا۔ سید ہدایت علی گھاٹ
تیر تک اپنی ضروری سامان کے ساتھ استقبال کو گیا۔ صفدر جنگ نے اوسپر بہت مہربانی
کی بعد اسکے صفدر جنگ عظیم آباد کو آئے اور سید ہدایت علی کے طرز عمل سی بہت خوش رہی
صفدر جنگ نے عظیم آباد پہنچکر حکم دیا کہ قلعہ مہابت جنگ کے اسباب اور مال وغیرہ سی خالی کر دینا
چاہیے۔ بلکہ اس حکم سے پیشتر ہی اوسکے نوکر قلعے کے دروازوں پر بیٹھ گئے تھے۔ آدمیوں کا
نکلنا اور اسباب کا باہر آنا متعذر ہوا۔ سید ہدایت علی نے حکم کی تعمیل کی۔ صفدر جنگ بڑے
کروفر سے شہر عظیم آباد مین داخل ہوئے اور قلعہ کو بنظر اجمالی ملاحظہ فرما کر چند ہمراہیوں کو متعین
کیا۔ اور خود اپنی نانا کی قبر پر واسطے فاتحہ کے گئے جو عظیم آباد مین مدفون ہین۔ یہ جگہ سعادتخان
کے باپ کے مقبرے کے نام سے مشہور ہی اور دہلی سے ہاتی پور مین ۱۰ ن اون کا لشکر مقیم ہوا
گئے تمام منصب دار اور امرا و زمیندار اونکی سلام کو حاضر ہوتے صفدر جنگ مین غرور
و نخوت بہت تھی اکثر عالیشان آدمیوں سی نہایت بے التفاتی سے پیش آتے جس سے وہ لوگ
بیدل اور ناراض ہوتے کچھ عمدہ ہاتھی اور بڑی بڑی توپین مہابت جنگ عظیم آباد مین
اسلیے چھوڑ گیا تھا کہ اگر مرہٹے ادہر کا رخ کرین تو اونکے مقابلے مین کام آئین۔ صفدر جنگ نے
اونکی تعریف سنکر سید ہدایت علی سے فرمایا کہ وہ ہاتھی اور توپین ہمین دیدو اور اونکی قیمت ہمسے لیلو
ہدایت علی نے جواب دیا کہ نہ تو میرا آقا سوداگر ہی اور نہ مین اوس کا گماشتہ ہون وہ بھی امیر ہے
اور حضور بھی امیر ہین اور باہم رابطہ واتحاد ہی۔ بس اوس کا اور آپ کا مال و اسباب ایک ہین
جو چاہیے تصرف مین لائے۔ مگر مین اپنی طرف سے بدون اجازت مالک کے نہین دے سکتا
صفدر جنگ نے اس جواب پر کچھ التفات نہ کیا۔ اور دو تین ہاتھی۔ تین چار توپین اپنی سرکار
مین داخل کر لین۔ اور یہ بات بالکل اونکی شان کے لائق نہ تھی۔ جب یہ خبر مہابت جنگ نے
سنی تو اوسپر بہت شاق گذرا اور اس نے خیال کیا کہ صفدر جنگ کی وضع مخالفانہ ہی
اسلیے صفدر جنگ کو اس مضمون کا خط لکھا کہ آپ مرشد آباد کو نہ آئین اپنے صوبے کو معاودت
فرمائے۔ اور بادشاہ کو بھی عرضی لکھی کہ مجھے صفدر جنگ ایسے لوگون کی مدد کی حاجت نہین
باقبال حضور جو کچھ ہوگا اپنی جانفشانی سے تعمیل کرونگا۔ امیدوار ہون کہ صفدر جنگ کے
نام واپسی کا حکم صادر فرمایا جائے۔ ورنہ میری اور اونکی صحبت موافق نہ آئیگی۔ بادشاہ
بموجب گذارش مہابت جنگ کے صفدر جنگ کے نام شقہ خاص جاری کیا کہ بہت جلد

اپنے صوبے کو لوٹ جاویں اور اونکی وکلا کو بھی تاکید سخت ہوئی ابھی صفدر جنگ کے
پاس بادشاہ کا شقہ معاودت کے باب مین نہین بھیجا تھا۔ مگر اونکی وکلا نے اونکو پیشتر ہی
اس امر کی اطلاع کردی کہ نہایت جنگ کی عرضی موصول ہونے پر بادشاہ نے معاودت
کے واسطے آپ کو لکھا ہے اور صفدر جنگ کو اونکی ہرکارونکی ذریعہ سے یہ بھی خبر پہونچی کہ
بادشاہ کے حکم کے موجب بالاجی راو نہایت جنگ کی کمک کے لئے بہار کے
مقابلے مین اپنے مقر دولت سے روانہ ہوا ہے۔ چونکہ باجی راو اور برہان الملک سے سنہ ۱۱۴۹ ہجری
مین جھگڑا ہوا تھا اور چند مرہٹہ سردارون کو برہان الملک نے میدان معرکہ مین گرفتار کیا تھا
کہ وہ اب تک صفدر جنگ کی قید مین تھے اسلئے صفدر جنگ بالاجی راو سے اندیشہ رکھتے تھے
اسلئے اونہون نے اپنا لوٹ جانا مصلحت سمجھا۔ اور بہت جلد عظیم آباد سے کوچ کر کے گنگا
منیر پر پل باندھکر اوترگئے اور منیر سے سید ہدایت علی کو رخصت کردیا اور صفدر جنگ نے
محمد خان بنگش کو بھی لکھا کہ آپ مرہٹون کو ادھر آنے سے روکین۔ اگر اون ممالک مین پہنچ
گئے تو اونکے ہاتھ سے بڑا نقصان پہونچے گا۔ جس کا جواب محمد خان نے یہ دیا کہ ہوا خواہ کی طرف
سے ہر طرح آپ اپنے دل کو مطمئن رکھین۔ کیونکہ کفار کے استیصال مین تمام مسلمانون پر
واجب ہے کہ متفق اللفظ والمعنی ہون۔ اور چونکہ ہمارے اور آپکے درمیان مراتب یگانگی
کے علاوہ اتحاد دلی متحقق ہے پھر کسطرح کفار کی شورش کے وقت علیحدہ رہ سکتا ہے
اور پھر صفدر جنگ کے دوسرے خط کے جواب مین محمد خان یون لکھتا ہے کہ یہ موزون تنبیہ
اور گوشمالی ساز و سامان سے تعلق رکھتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے آپ ہر طرح کا سامان
اور اقتدار رکھتے ہین اور توپین اور جزائل آپکے پاس ایسی ہین کہ اگر اون گمراہوں کے ایک
لاکھ سے زیادہ سوار مقابلے مین آوینگے تو اون کے صدمات سے مثل ناغان کمان دیدہ کے
ٹھہر نہین سکینگے۔ اگرچہ میری خانہ نشینی اور بے سامانی کی کیفیت چھپی ہوئی نہین ہے۔
لیکن پہلے اس سے بھی مکرر آپ کو لکھا گیا اور اب پھر تحریر کرتا ہون کہ مین ہر طرح آپ کا شریک
ہون اگر فرض کر لیا جائے کہ مرہٹے جمنا کو عبور کرینگے تو اول اون کا مقابلہ میرے ساتھ
واقع ہوگا اور خدا کی عنایت سے اونکو سزا ایسی پر ایسی اچھی طرح دیدیجائے گی کہ پھر اونکو
گنگا کے عبور کرنے کی مجال نہ رہیگی [1]

[1] دیکھو عزیز القلوب ۱۲

عمدۃ الملک کی تحریک سے بادشاہ کا صفدر جنگ کو دہلی مین بلانا

عمدۃ الملک[1] امیر خان نے قمر الدین خان وزیر اعظم کی پیش دستی کے خوف سے جسکی وجہہ سے اوس کو شاہجہان آباد چھوڑ کر الہ آباد کی صوبہ داری پر جانا پڑا تھا صفدر جنگ سے دوستی پیدا کر لی تھی سنہ ۱۱۵۵ ہجری مین بادشاہ نے عمدۃ الملک کو دہلی مین طلب کیا تو اوس نے بادشاہ سے عرض کر کے صفدر جنگ کو بھی اودہ سے بلوایا ابتدای رجب سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین بادشاہ کا شقہ صفدر جنگ کی طلب مین بھیجا۔ بعد[2] وصول شقہ بادشاہی صفدر جنگ نے جو کہ سابق ہی عمدۃ الملک سے دوستی پیدا کر کے اپنے تئین اوس کا متوسل خیال کرتے تھے اوس سے حاضری کے بارے مین رای لی۔ عمدۃ الملک نے ایسے مقتدر کا اتفاق اپنے ساتھہ بادشاہ کے حضور مین ضروری سمجھہ کر ترغیبات دین۔ صفدر جنگ اوسکو اچھا سمجھ روانگی پر آمادہ ہوے راجہ نولراے کو جو سابق مین صفدر جنگ کی سرکار مین ادنے درجے کا ملازم تھا اور بتدریج ترقی کر کے اعلے درجے پر پہنچ گیا تھا اپنی نیابت پر تجویز کیا اور چند روز تک فوج اور اپنے سرداروں اور معتمدوں کے حاضر ہونے اور سامان سفر تیار کرنے کے لئے ٹھہرے رہے اور عمدۃ الملک سے اپنی حاضری کا وعدہ کیا۔ عمدۃ الملک صفدر جنگ کی روانگی سے قبل الہ آباد سے کوچ کر کے رمضان سنہ ۱۱۵۶ ہجری مین دہلی پہنچ گیا تھا وسط شعبان مین صفدر جنگ تمام سامان تیار کر کے چلنے کو تیار ہو گئے۔ جب تمام فوج اور سامان روانگی کو تیار ہوا تو ایک گھڑی تک سمیع بیگ خان کے مکان مین ٹھہرے۔ اور عبد الرحیم خان منجم باشی نے آفتاب کو اصطرلاب مین دیکھہ کر ساعت روانگی کی خبر دی۔ صفدر جنگ سوار ہو کر اپنی محل سرای مین داخل ہوتے جو تھوڑی مسافت پر ایستادہ تھا یہان چند روز قیام کر کے اوائل ماہ رمضان مین کوچ کیا اور مع اہل و عیال کے روانہ دہلی ہوتے۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ سواری فیض آباد سے سات آٹھہ کوس پہنچی تھی کہ وہان یعنی اثناے راہ دہلی مین شجاع الدولہ کی ولادت کی خبر پہنچی تمام رسالہ دارون اور جماعہ دارون اور امیرون نے مبارکباد کی نذرین دکھائین۔ ایک شخص نے تاریخ تولد اسطرح نظم کر کے نذر کی ہے ؏ ہو لتمانہ نواب منصور ہے برآمد آفتاب از مطلع نور ہے نواب نے ناظم کو پانچ ہزار روپے نقد دیے اور ہاتھی گاؤن جاگیر

[1] یہ بیان جام جہان نما سے لیا گیا ہے [2] یہ بیان سیر المتاخرین سے ماخوذ ہے ۱۲

مین عطا کی اور جس مقام پر یہ خبر سنی تھی وہان مبارک گنج آباد کیا۔ اس شعر کے دوسرے
مصرع سے گیارہ سو چوالیس نکلتے ہین۔ اور یہ سفر گیارہ سو چھپن ہجری مین واقع ہوا تہا۔ گمان ہوتا ہے
کہ مولف کو سہو واقع ہوا۔ حقیقت مین شجاع الدولہ سنہ ۱۱۴۴ ہجری مین پیدا ہوے تہے۔ مگر یہ
وہ زمانہ تھا کہ صفدر جنگ ابھی مسند نشین نہین ہوے تہے۔ برہان الملک زندہ تھے۔
صفدر جنگ نے نانامئو گہاٹ واقع پرگنہ بلہور[1] ضلع کانپور پہنچکر چار روز تک مقام کیا
اور کشتیون کا پل بند ہوا کر گنگا کو عبور کیا۔ شمشیر خان چیلہ نواب محمد خان والی فرخ آباد
کی طرف سے پرگنات ہوسی نگر بلہور اکبرپور اور قنوج کا عامل تھا۔ اوس نے کہا کہ جب تک
اوس نقصان کی بابت جو مضمون کو پہنچے معاوضہ نہ دیا جاوے تب تک میری عملداری کی
حدود مین صفدر جنگ کے خیمے کہڑے نہون۔ یہ حکم شمشیر خان کا صفدر جنگ کو ناگوار
گذرا اور اونہون نے ایک سانڈنی سوار اس مضمون کا خط لکھکر فرخ آباد کو بہیجا نواب نامدار
سلامت شمشیر خود را درمیان نکن وگرنہ آب نخواہد ماند محمد خان نے اپنے دیوان صاحب
راے کو جواب ترکی بترکی لکھدینے کا حکم دیا منشی نے اوس خط کی پشت پر اسطرح
جواب لکھا نواب نامدار سلامت این شمشیر مردان در معرکہ میدان بے خون چشیدہ
بیان نمی آید صفدر جنگ نے یہ جواب پاکر چاہا کہ شمشیر خان کے ساتھہ مقابلہ کرے
لیکن اونکے مشیرون نے اونکو لڑنے کی راے نہین دی۔ اور یہ کہا کہ بادشاہ کی ناخوشی کا
سبب ہوگا اور لوگون نے یہ بہی کہا کہ اگر آپ لڑے اور فتحیاب ہوے تو کہا جاے گا
کہ چیلے کے ساتھہ لڑے تھے اور اگر خدا نخواستہ نوع دیگر معاملہ ہوا تو ہمیشہ کے لیے
بدنامی کا ٹیکا آپکے ماتھے رہیگا۔ چنانچہ وہ اوس قرب و جوار سے فی الفور روانہ ہو کر
دہلی چلے گئے۔ شمشیر خان کے اشارے سے اونکی خاص فوج کا اسباب لٹ گیا
کہتے ہین کہ اسی نزاع کی وجہ سے لکہنو کے حکام اور محمد خان کے خاندان مین باہم ملال
پیدا ہو گیا۔ یہ بیان اون صاحب کی تاریخ کے مطابق ہے۔ مگر عزیز القلوب سے
معلوم ہوتا ہے کہ نواب محمد خان بنگش اور صفدر جنگ مین اسوقت تک نہایت دوستی
اور تپاک تہا اور نواب محمد خان کی عین خوشی یہ تھی کہ صفدر جنگ اثناے سفر مین فرخ آباد
مین بھی نزول اجلال فرماوین۔ اور صفدر جنگ کا بھی ابتدا مین یہ ارادہ تہا۔ مگر پھر

---

[1] یہ پرگنہ قنوج کے مشرق مین ہے ۱۲

محمد شاہ بادشاہ کی تاکید کی وجہ سے وہ فرخ آباد نہ جا سکے جسکی معذرت اونہون نے محمد خان کو لکھی تو اوس نے شمشیر خان اور افضل خان کو مراتب اشتیاق گذارش کرنے کے لئے صفدر جنگ کے لشکر میں بھیجا تھا لیکن جب صفدر جنگ کے دہلی کو روانگی کے ارادے سے گنگا کو عبور کرنیکا حال اول محمد خان کو معلوم ہوا تو خود اوس کا جی چاہا کہ فرخ آباد سے چلکر صفدر جنگ کے پاس ملنے کو جاوے مگر بوجہ علالت کے خود تو نہ جا سکا اپنی طرف سے عطاء اللہ خان کو صفدر جنگ کی لشکر میں اونکی خیر و عافیت کے استفسار کے لئے بھیجا چنانچہ محمد خان کے تین خطوط جن کا ذکر ہی حکم عمدۃ القلوب سے یہان نقل کیا جاتا ہے خط اول الحمد جہت تشریف بردن حضور انور مکنون خاطر بوده باشد طالع باید ساخت لیکن ملکہ مقدمہ تشریف فرمودن بہ پیش گاہ فلک بارگاہ اصلح و اصوب است کہ درین صورت ہم نظام مہام ملکی و ملکی مخالفان و ہم سرمہ گاہ سے تحریر سخن طرازان خواہد بود حصول الہی ائتلاف قلوب و محبتہاے روحانی آنقدر استحکام دارد کہ بحدیست کہ خامہ اران تقریر و تحریر نتوان نمود الحمد بہ بنیان اتحاد و تاکید باشد اہتمام تمام بدان لازم و ضرور و بپاس این مراتب بروقت احتیاج از جانبین ہر اسم اعانت بکار رفت بفضل ایزد یعنی بدانچہ عہد اگر در نواح مفوضہ کالہ سرداران شریف شورشی بروی کار آید از طرف عزیز فوج و عین مساعی و داد ملہ ظہور ذکور کہ درین ضلع غبار آشوب فتنہ بر خیزد بنشاند آن سالار سرداران یکتائی ساحت در رفعت برداشتہ خط دوم نواب صاحب مہربان سلامت درین ہنگام نشاط آغاز بہجت انجام تشریف شریف این رزی دریای گنگ بعزیمت حضور پرنور بسامع افروز گردید و دل اتحاد منزل را افادہ فراوان بہجت و سرور ساخت اگرچہ تقاضای باطن آن بود کہ بہ صدد و مناشیر مسابات تخمیر فوراً بآستان اوس ممنت مانوس برداز لیکن با انتہا بہ کثرت عارضہ و قلت توانائی نشست و برخاست الاجار چندی از دریافت این دولت عظمی مقصر و معذور ماند انشاء اللہ تعالی و مستے کہ درین روز با طبیعت رو بہ بہی دارد امید کہ از عوارض واقع رفع مرض می شود و ناتوانی ناتوانائی اعتدال سے بپذیرد بر جناح استعجال است تا فیضیاب درین آرزو کہ احراز سعادت قدمبوس اقدس استلے عبارت از آن است می شود دیگر احوال ذخیرہ اند و ترا ابتہاج سے گردد بالفعل سیادت و رفعت پناہ سید خط را بخدمت ارسال ساختہ کہ حالات خجستہ سمات بالتشیم خود یا بواسطہ معاینہ نمودہ بر نگارد معترف کہ تا اقتضاے ایام مساعدت بارقام خیریتہا فرحت مسرت و شادمانی یاد دارد — خط سوم

زبانی رستم بیگ ایلچی حوالہ شدہ بود باہر از نامبردہ دریافت شد اگر تشریف آوری تشریف بایں راہ
اتفاق می شد لوازم ضیافت قسمی کہ دل میخواست بہ صحہ ظہور می رسید لیکن چہ توان کرد بنا بر تاکید
حضور انور عزیمت سامی از سمان راہ صورت گرفت بایں ساعت رسیدن طعام پختہ سفدر
بود لہذا رفعت پناہ شمشیر خان و افضل خان را فرستادہ شدہ مراتب اشتیاق ساگذارش
خواہند آورد امید کہ تا ہنگام مواصلت مسرت سالمت ہموارہ بہ صحائف نشاط آگین انبساط
تزئین خاطر دوستی دوست را مسرور و منبسط باید داشت - اب ہم پھر اصل بیان کیطرف رجوع
کرتے ہیں کہ نول رای جو صفدر جنگ کے ساتھ تھا اوسکو صفدر جنگ نے گنگا کے گھاٹ سی
اودھ کو رخصت کر دیا اور سید ہدایت علی کو خیر آباد کی فوجداری دیکر نول راے کے ہمراہ کیا
اور کہا کہ تمنے سفر کا رنج اوٹھایا ہے - چند روز آرام کرو اگر راجہ سی صحبت بر آر ہو تو ہماری
پاس چلے آنا - مگر سید ہدایت علی نے راجہ کی ماتحتی قبول نہ کی اور صفدر جنگ کے ہمراہ رہے
کوہ جالیسر کے نواح میں عید آئی صفدر جنگ نے وہاں مقام کیا مراسم عید ادا ہوئے پھر کوچ
کرکے دہلی کے نزدیک پہنچے نثار محمد خان بہادر شیر جنگ ولد سیادت خان برادر سعادت
خان برہان الملک جو کہ صفدر جنگ کے ماموں کا بیٹا تہا اور بجاے خود ایک امیر تھا مع راجہ
لچھمی نرائن وکیل صفدر جنگ کے دو تین منزل پیشتر استقبال کو آیا اور صفدر جنگ دریاے
جمنا کے کنارے پہنچے اور یہاں مقام کیا اور اپنی فوج مغلیہ اور ہندوستانی کو تیار کرکے جنکے
پاس باناتی وردی اور ولایتی گہوڑے نقرئی سازسے آراستہ تھے - اور ہاتھیوں کو زری
کی جہولوں اور گنگا جمنی ہودوں سی سجا کے بڑے تجمل اور شوکت سی اپنے مقام سے سوار ہو کر
قلعہ شاہی کیطرف روانہ ہوئی صفدر جنگ کے ہمراہ دس بارہ ہزار آدمیوں سی کم ہجوم نہ تھا صفدر
جنگ قلعہ بادشاہی کے مقابل ہوکر حسب ضابطہ دیوان خاص کے طلائی برج مثمن کے
مقابل جو خورشید کی طرح دمک رہا تھا سواری سی اوترے اور اداے تسلیمات اربعہ بجا لاکر تہوڑی
دیر کھڑے رہے اور پہولوں کا ہار لیکر جو بادشاہ نے کسی خواجہ سراے محل کے ہاتھ بہیجا تہا
سوار ہو کر اپنے قیامگاہ کو لوٹ آئے - بادشاہ صفدر جنگ کی طرز سواری سی نہایت محظوظ
ہوئے جمعرات کے دن ۱۵ شوال سنہ مذکور کو جبکہ ملازمت کا وقت تھا قلعہ بادشاہی کے
پاس جمنا کے کنارے بر دو درجی کے خیمے برپا ہوئے اور صفدر جنگ تمام خدم و حشم
اور فوج و سامان کے ساتھ کشتیوں کے پل پر سے عبور کرکے اپنے خیمہ گاہ میں جا اوترے

وزیراعظم قمرالدین خان حسین بہادر نصرت جنگ استقبال کو آئے خیمہ اول ملازمان صفدرجنگ سے بھرا ہوا تھا حکم دیا کہ یہ سب آدمی خیمے سے نکلکر میدان مین زین پوش پر بیٹھہ جاوین اور خیمے کو ہمراہیان وزیر کے لئے خالی کردین وزیر کے ہمراہیون نے اوس خیمے مین پہونچکر ہجوم کیا وزیر صفدرجنگ کے خاص خیمے کے دروازے پر پہنچکر وہان ذرا ٹھیرے اور چند مصاحبون اور امرا کو ہمراہ لیکر اندر گئے - صفدرجنگ بھی چند مصاحبون کے ساتھ خیمے مین انتظار کرتے تھے جب وزیر کو دیکھا تو مسند سے اوٹھے اور وسط صحن تک استقبال کرکے بعد معانقہ ایک مسند پر آ بیٹھے گھڑی بھر اختلاط رہا پھر عطر و پان کی مدارات ہوکر جواہرات اور کپڑوں کے خوان اور ہاتھی گھوڑے پیشکش مین پیش کئے گئے - اسکے بعد وزیر رخصت ہوکر پیشتر چلے اور اونکے پیچھے سے صفدرجنگ بڑے کروفر کے ساتھ سوار ہوکر شام کو بادشاہ کی خدمت مین پہونچے اور مستفیض کورنش ہوکر داراشکوہ کی حویلی مین داخل ہوئے یہ حویلی برہان الملک کے عہد سے بادشاہ کی عنایت سے اونکے قبضے مین چلی آتی تھی - آخر بتدریج تمام لشکر اور فوج شہر مین داخل ہوگئی -

نول رای کا حال و انتظام

یہ نول رای صفدرجنگ کا دیوان یعنی بخشی تھا اور سکسینہ کایستھ جلوا اور براسا خاندان سے تھا اور پرگنہ اٹاوہ کا موروثی قانون گو تھا - اپنی خوش لیاقتی سے صفدرجنگ کا دیوان ہوگیا تھا - اول اول رتن چند دیوان اعظم عبداللہ خان و حسین علیخان قاتلان فرخ سیر کی نظر عنایت اسکی جانب زمانہ سنہ ۱۱۳۲ھ ۱۷۲۰ع مین ہوئی تھی - گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ جب نواب صفدرجنگ محمد شاہ کے پاس چلے گئے تو نول رای نے اودہ مین سپاہ کو ترقی دی عدالت گستری کے ساتھ حکم چلایا مزاج مستقل رکھا جو بات منہ سے نکالتا اوسپر جم جاتا قوم مغل اور ہندوستانی کو ایک نظر سے دیکھتا تمام ملازمین کو ماہ بماہ تنخواہ دست بدست تقسیم کراتا - اوسکی سرکار مین پانچہزار سوار خوش اسپہ و دو اسپہ ملازم تھے - اور پیادونکی فوج بھی بھاری تھی - اور توپخانہ - اور شتر نال اور زنبورچی اور شیر بچے بہت کثرت سے رکھتا تھا - اور جزائل انداز اور بان انداز اور کمان انداز بھی کثرت سے جمع کئے تھے جب کبھی اوسکو یہ خبر پہنچتی کہ فلان جگہ کے زمیندار نے سرکشی کی ہے تو فوراً دو بستر لیان کرتا ہوا وہان پہنچتا - اور اوسکو قرار واقعی سزا دیتا زر تحصیل مین اوسنے نہایت آسانی دے دی تھی - اور تنخواہ سب کو خزانے سے نقد دیتا تھا - اور ماہ اسا

میں ہر ایک پرگنہ اور گانوں کی تشخیص کراتا اور تشخیص سے ایک حبہ زیادہ نہ لیتا رعایا اور آبادی کی ترقی میں رات دن کوشش کرتا مال ملک میں بڑھاتا۔ اوس کے عہد حکومت میں سب خوش تھے اوس کی انصاف کی ایک حکایت یہاں بیان کی جاتی ہی کہ ایک بار نول رای کا مقام پرگنہ سانڈی میں قصبہ سی چار کوس کے فاصلہ پر ہوا۔ اوس کی سفر کا یہ قاعدہ تھا کہ ڈیرا اور سامان اور تمام لشکر کو رات سی روانہ کر دیتا اور خود غسل اور پوجا کر کے اور کھانا کھا کر پہر دن چڑھے سوار ہوتا۔ اوسدن اپنی ضروریات سی فرصت پا کر کمر باندھ کر ہتھیار لگا کر ڈیرے سی نکل کر ہاتھی پر سوار ہونا چاہتا کہ اوسی وقت پرگنہ سانڈی کی رعایا سے اہل حرفے نے آکر دہائی دی اور فریاد کی کہ سلام اللہ [illegible] نے ڈاکہ مارا ہی۔ ہمارا مال لوٹ لیگیا ہی۔ راجہ نے حکم دیا کہ سلام اللہ کو فوراً حاضر کریں تو غول سی دو شتر سوار نکلے اور اوسکو لانے کے لیے شتر دوڑا کر گئے۔ ابھی راجہ کھڑا تھا کہ فراشوں نے مرصع پاکر کرسی اور مونڈھا اوسی وقت لا کر بچھایا راجہ اور رسالہ دار و جماعہ دار و مصاحب گھوڑوں سے اوتر کر بیٹھے اور بادشاہوں کا تذکرہ باہم ہونے لگا۔ ایک پہر نہ گذرا تھا کہ سلام اللہ کو شتر سوار لے آئے راجہ نے اوس سی بلند آواز کی ساتھ کہا کہ یہ آدمی مستغیث فریادی ہیں۔ تمنے کیوں انکو لوٹا ہے۔ سلام اللہ نے دست بستہ عرض کیا کہ غلام گناہگار ہی۔ حکم ہوا کہ راضی نامہ لاؤ اوسیوقت سب [illegible] حاضر [illegible] کر کے راضی کیا اور اونسی راضی نامہ حاصل کر کے نذر کیا نول رای نے رعایا سی دریافت کیا کہ راضی ہوگئے۔ عرض کیا کہ مہاراجہ کی بدولت اپنی داد کو پہنچے اوسوقت راجہ سوار ہوا نقارہ آگے تھا۔ نقارچی نے ڈنکے پر چوٹ ماری۔ غرضکہ راجہ نول رای ایسا دادگستر تھا کہ رعایا اور سپاہ دونوں اوس سی راضی تھے۔

صفدر جنگ کو توپخانہ کی افسری اور کشمیر کی صوبہداری ملنا

عمدۃ الملک کی سفارش سی ۔ صفر ۱۱۵۸ ہجری روز یکشنبہ کو اول روز میں بادشاہ [illegible] کو میر آتشی یعنی توپخانے کی افسری کا خلعت عطا کیا اس موقع پر بادشاہ نے [illegible] داری اور حقوق نمک حلالی کی [illegible] اور [illegible] ات کے الفاظ اپنی زبان سے ارشاد کیے۔ صفدر جنگ [illegible] توپخانہ جو آتش کے لیے ضروری ہوتا تھا قلعہ میں آراستہ کر کے اپنی سکونت و [illegible] کی اور [illegible] ہدایت کی بادشاہ سے سفارش کر کے جیکلہ سکندرہ کی سند اوسکو دلادی اور بادشاہ کی کورنش سے مشرف کرایا۔ اور خدمت مذکورہ کا خلعت دلوایا۔ ۲۷ شعبان ۱۱۵۸ ہجری

کو بادشاہ نے اسد الدولہ اسد یار خان کو صوبہ داری کشمیر سے معزول کر کے یہ خدمت صفدر جنگ کو عطا کر دی جنہون نے اپنے ماموں کے بیٹے شیر جنگ کو مع فوج مغلیہ اور رہ و رسانی کے وہانکے بندوبست کو روانہ کیا۔ شیر جنگ نے وہان پہونچکر میر اللہ کو جو بڑا بہادر اور سرکردہ تھا جھوٹے عہد و پیمان کے ساتھ دلجوئی کر کے اپنے پاس بلا لیا اور قید کر دیا۔ اور تھوڑے دنون وہان رہکر انتظام کر کے صفدر جنگ کے ایک رفیق افراسیاب خان نامی کو صفدر جنگ کے حکم سے اوس صوبے کی نیابت پر چھوڑکر خود شاہجہان آباد کو لوٹ گیا۔

ملازمان نواب علی محمد خان روہیلہ کے ہاتھ سے داروغہ عمارات صفدر جنگ کو شکست پہنچنا صفدر جنگ کا محمد شاہ کو نواب علی محمد خان سے ناخوش کر دینا۔ بادشاہ کی نواب علی محمد خان پر چڑھائی طول طویل محاصرے کے بعد نواب علی محمد خان کا بادشاہ کی اطاعت کر لینا بادشاہ کا نواب علی محمد خان کے ہاتھ سے ملک روہیلکھنڈ نکال لینا

سنہ ۱۱۵۶ھ مین داروغہ عمارات نواب صفدر جنگ سال کے لٹھے کاٹنے کے لیے دامن کوہ کمایون مین آیا تھا۔ نواب علی محمد خان روہیلہ کے ملازم تھانے مین متعین تھے اونسے لڑائی ہو گئی اور کئی آدمی دونون طرف سے مارے گئے۔ اور ملازمان صفدر جنگ بہت مغلوب ہو گئے لیکن داروغہ کارخانے کو جنگل مین چھوڑکر دہلی بھاگا۔ اور صفدر جنگ سے کہا کہ آپکی عمارت کا تمام کارخانہ روہیلون نے برباد کر دیا اور نوکرون کو مار ڈالا۔ صفدر جنگ کو بہت غیظ پیدا ہوا کہنے لگے کہ اب ہماری یہ ذلت ہوگئی کہ روہیلون نے ہمارے کارخانہ عمارت کو لوٹ لیا اعتماد الدولہ قمر الدین خان سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہماری رفاقت اس بات مین کرین اور بادشاہ کو علی محمد خان کی سرکوبی پر متوجہ کرین تو بہتر ہے۔ ورنہ مین ضرور بادشاہ سے عرض کرونگا اعتماد الدولہ نے اگرچہ بظاہر آپسے وعدہ کر دیا لیکن صفدر جنگ سے دلی عناد کی وجہ سے دربردہ نواب علی محمد خان کے طرفدار رہے۔ صفدر جنگ کو جب یہ بخوبی یقین ہو گیا کہ اعتماد الدولہ دل سے نواب علی محمد خان کی جانب داری کرتے ہین تو عمدۃ الملک امیر خان اور غازی الدین خان

فیروز جنگ اور محمد اسحاق خان اور حیدر قلیخان اور صمصام الدولہ بیرم خان اور کامیاب خان وغیرہ کو موافق کرکے ایک بڑا شکایت آمیز واقعہ بادشاہ کے سامنے پیش کرکے بادشاہ کو روہیلوں کے استیصال پر متوجہ کیا۔ چنانچہ محمد شاہ ایک لاکھ جمعیت کے ساتھ بذات خود اس مہم پر آمادہ ہوئے
انند رام مخلص نے اس مہم کے سفرنامہ میں لکھا ہی۔ کہ ۲۴ محرم ۱۱۵۸ ہجری کو محمد شاہ دہلی سے سوار ہوکر اولی باغیچہ میں ٹھہرے۔ وزیر الممالک اعتماد الدولہ اور عمدۃ الملک امیر خان اور ابو المنصور خان میر آتش وغیرہ امرا ہمرکاب تھی۔ ماہ صفر میں بادشاہ نے امرا کو جمع کرکے علی محمد خان کی تنبیہ کے لئے روانگی کی رائے قرار دی لشکر کی ہراولی وزیر الممالک کو ملی۔ ۱۲ صفر کو پانچ گھڑی دن چڑھے بادشاہ نے تخت رواں شکاری پر سوار ہوکر فرحت افزا سے کوچ کرکے دریائے ہنڈن کے پاس خیموں میں مقام کیا۔ ۱۵ کو جشن نوروز کی محفل منعقد ہوئی جسکا رنگ سبز پستئی تھا اور وہ مراد ہی تحویل آفتاب سی بکیت الشرف میں وزیر اور صفدر جنگ اور عمدۃ الملک نے ایک ایک سو ایک ایک اشرفیاں نذر دکہائیں۔ اور تہنیت کے آداب بجا لائے اور ۱۹ صفر کو بادشاہ نے پرگنہ موہسنہ میں پہنچکر حکم دیا کہ میر بخشی دریائے گنگا کے پل کی درستی کو روانہ ہوا اور بادشاہ رام گہاٹ ضلع بداون کی راہ گنگا کو عبور کرکے پرگنہ گنور میں آپہنچے۔ اسوقت نواب علی محمد خان نے آنولہ کو چھوڑکر بن گڈھ عرف یوسف نگر میں پناہ لی۔ ۹ ربیع الاول سی ۱۶ ربیع الاول تک سنبہا زور میں بادشاہ کا مقام ہوا ۱۷ کو آگے روانہ ہوئے صفدر جنگ کے قزلباش ملازم گانوں میں جاکر لوٹ مار کرتے تھے اور جانور اور آدمی پکڑ لاتے تھے۔ وزیر الممالک نے بادشاہ سی عرض کرکے کہیتوں اور دہات کی حفاظت کے لئے فوج مقرر کردی اور حکم دیا کہ اب اگر کوئی قزلباش رعایا کو ستائے تو اوسکو سزا دیا چاہیے۔ اور باندھ کر لانا چاہیے۔ ایکدن صفدر جنگ کی سرکار کے چالیس ہاتھی کہیتوں کی چیزوں سی لدے ہوئے تیس قزلباشوں کے ساتھ لشکر میں آرہے تھے فوج محافظ اونکو وزیر الممالک کے پاس پکڑ لائے وزیر نے اونکو بادشاہ کے حضور میں پیش کردیا حکم ہوا کہ ہاتھی جسکے ہیں اوسکے پاس پہنچا دو مگر آئندہ ایسا ہوگا۔ تو جملہ چیزیں سرکار میں ضبط کرلی جائنگی صفدر جنگ نے اون قزلباشوں کو اتنا پٹوایا کہ دو آدمی صدمے سے مرگئے پہلی ربیع الثانی کو سنبہل سے بادشاہی فوج آگے بڑھی ۱۷ ربیع الثانی کو ایک مقام پر امرا بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے چونکہ تھوڑے عرصہ سے بعض وجوہ سی صفدر جنگ اور قایم جنگ میں ملال تھا اسلئے وزیر اعظم نے بادشاہ کے حکم سے دیوان خاص کے خیمے میں بادشاہ کے پس پشت

دونون کے ملاپ کرا کے بغلگیر کرا دیا۔ ۲۳۔ ربیع الثانی کو بادشاہی فوج بن گڈھ سے چار پانچ کوس کی فاصلہ پر جا پہونچی سہ پہر کے وقت نواب علی محمد خان کی فوج شاہی فوج پر حملہ کرنے کے لئے قلعہ سے نکلی اور آگے بڑھی۔ عمدۃ الملک امیر خان اور صفدر جنگ حاکم توپخانہ اور نواب وزیر الممالک مقابلے کو روانہ ہوئے اور گولہ اندازی شروع کرائی۔ نواب علی محمد خان کی فوج پسپا ہو کر قلعہ مین گھس گئی ۲۶ ربیع الثانی کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ نول رائے نائب نظامت صوبہ اودھ بادشاہ کے حضور مین آتا تھا کہ اوسکی اور علی محمد خان کی سپاہ سے لڑائی ہوگئی اور بایزید خان علی محمد خان کا سردار مارا گیا صفدر جنگ یہ خبر سنکر مدد کو سوار ہوئے۔ نواب وزیر نے اپنے سرکار کے بخشی اول صوفی بیگ خان نامی کو حکم دیا کہ فوج لیکر صفدر جنگ کے ساتھ جاوے اور وزیر آپ سوار نہ ہوئے۔ اسلئے کہ ہرکارون کی زبانی معلوم ہوگیا کہ لڑائی ہونے کی خبر غلط ہی۔ اصل اس واقعہ کی اسقدر تھی کہ نول رائے کی آمد آمد کی خبر سنکر صفدر جنگ اس خیال سے سوار ہوئے تھے کہ مبادا نواب علی محمد خان اوس کا راستہ نہ روکین ان سب باتون کے علاوہ صفدر جنگ کی اصلی غرض یہ تھی کہ وہ بادشاہ سے عرض کر چکے تھے کہ نائب اودھ کا نائب ایک بھاری جمعیت رکھتا ہی۔ حالانکہ ایسا نہ تھا تو اوسکے ہمراہ لانے مین اوسکے ہمراہیونکی تعداد کھلے گی نہین مغلطہ باقی رہیگا۔ اور یہ رای اونکی بہت صائب تھی۔ غرضکہ صفدر جنگ نول رائے کو ساتھ لیکر سہ پہر کے وقت لشکر شاہی مین داخل ہوئے۔ امرائے بادشاہی نے علی محمد خان کے مغلوب کرنے مین نہایت سستی اور کاہلی کا برتاو کیا۔ آنند رام اس امر کی نہایت شکایت کرتا ہے وہ کہتا ہی کہ یہ معلوم نہین ہوتا کہ ہمارے علامت اور بربادی دولت کے کیا مدنظر ہے۔ اسلئے امرا جو کچھ کرتے ہین اونکی نہین بودی تدبیرونکی وجہ سے لشکر نادرشاہی ہندوستان پر مسلط ہوگیا۔ اور اوسے تباہ کر دیا۔ نواب علی محمد خان ایک چھوٹا سا تعلقہ دار ہی بادشاہ نے اوسپر بنفس نفیس چڑھائی کی۔ اور اوس کے قیامگاہ سے تین کوس کے فاصلے پر ہو نکلی۔ مگر وہ ابتک مطیع نہو سکا۔ امرائے شاہی روز حملے کے لئے سوار ہوتے ہین اور تھوڑی دور جا کر لوٹ آتے ہین۔ اور اسی قدر پران سردارون نے کفایت نہین کی۔ بلکہ ایک یہ قیامت کی بات ہی کہ بادشاہ کو بعض امرائے بے سروپا اور تھوڑے سے خواص اور چند خواجہ سرا کے ساتھ تنہا چھوڑکر خود آگے بڑھکر ڈیرے کر دیتے ہین۔ میر آتش کا یہ حال ہی کہ وہ توپخانے کے افسر ہین مگر سب سے زیادہ کاہل مزاج اور بے پروا

ہیں - مآثر الامرا میں لکھا ہے کہ وزیر کے مستعفی ہونے کو نواب علی محمد خان نے غارت کر دیا تھا مگر پھر بھی وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کے برخلاف نواب علی محمد خان کی طرفداری کرتے تھے سیر المتاخرین کا مولف بھی کہتا ہے کہ وزیر عمدۃ الملک اور صفدر جنگ کے ساتھ اتفاق رکھتے تھے اسلئے نواب علی محمد خان کے در پردہ طرفدار تھے - ان دونوں امیروں نے بھی اس رہیلے کی مہم کو وزیر کی مرضی پر چھوڑ کر آپ ڈھیل ڈال دی تھی - بنگڈھ کے گرد اسقدر گنجان بانس بوئے ہوئے تھے کہ کسی صورت سے گولا انکی پار نہ جا سکتا تھا - بان برسے تو بے گولے شاہی توپوں سے بن گڈھ میں پہنچتے تھے اور طول محاصرہ سے گھوڑوں وغیرہ کو گھاس دانہ کی تکلیف ہونے لگی تھی آخرالامر روہیلوں نے نواب علی محمد خان کو صلاح دی کہ صلح کر لینا چاہئے کیونکہ ہوا نے سلسلہ تنگ کر رکھا ہے اور سپاہ کی عورت حرام ہو جاتی ہے بکم جمادی الاولی کو نواب علی محمد خان نے نواب قایم خان والی فرخ آباد کی معرفت بادشاہ کی خدمت میں اطاعت اور معذرت کی درخواست کی اور بادشاہ کی بعض شرائط کی بجا آوری پر راضی ہوتے اور کہا کہ اکثر [illegible] کے موافق زر لطف بھی نذر کرونگا - وزیر الملک نے معذرت ایک عرضی اس مضمون کی بادشاہ کے حضور بھی بھیجی - بادشاہ رضامند ہو گئے اور وزیر الممالک کو اختیار دیا کہ جو مناسب ہو اور [illegible] سابق کارروائی کرو - اور دوسرے دن سوال و جواب ہو کر صلح قرار پائی - وضرورت سے ترک باری موقوف ہوئی - ۲ - جمادی الاولی روز جمعہ کو نواب علی محمد خان بنگڈھ سے بادشاہ کی قدمبوسی کے ارادے سے سوار ہوئے - اس عرصے میں آندھی چلنے لگی - پھر کچھ بوندا باندی ہوئی - انکی سواری آہستہ آہستہ چلکر قایم خان کے ڈیرے کے پاس پہنچی - وہاں تھوڑی دیر قیام کیا - اور اپنی گرد آلود اور بھیگی ہوئی پوشاک بدلی - اندرام مخلص نے بنگڈھ کے سفرنامہ میں اسی طرح لکھا ہے

یہاں ایک بات جان لینے کے قابل ہے کہ تاریخ فرخ آباد میں آرون صاحب نے بیان کیا ہے کہ نواب علی محمد خان صفدر جنگ کے ذریعہ سے حضور سلطانی میں حاضر ہونا چاہتے تھے - اور نواب صفدر جنگ کے دیوان نول رائے کے توسل سے معاملہ عہد و پیمان شروع ہوا تھا قایم خان کی فوج صفدر جنگ کے داہنے ہاتھ کھڑی تھی - ایکدن نواب علی محمد خان بارہ ہزار زرہ پوش پٹھانوں کی ہمراہی میں صفدر جنگ کے پاس جاتے تھے - جب انکی نظر قایم خان کے خیمے پر پڑی تو پوچھا کہ یہ خیمہ کس کا ہے - جواب ملا کہ قایم خان کا - تب انکی خاص سرداروں نے کہا کہ کیا حضور کی معاملہ صلح کا اعتبار ایک [illegible] اور اوسکے دیوان نول رائے پر رکھا ہے

یہان آپکے ہمقوم نواب قایم خان موجود ہین اونسے سفارش کے واسطے درخواست کیجئے نواب نے
اس بات کو قبول کیا۔ اور قایم خان کے پاس گیۓ قایم خان اونسے نہایت تپاک سے ملے جب صفدر جنگ
نے جو منتظر تھے یہ مضمون سنا تو نہایت برہم ہوئے اور تمام عمر نواب قایم خان سے بغض رکھا۔
یہ بیان انندرام کے بیان کی سلسلے جس سے ہمنے اقتباس کیا ہے صحیح نہین معلوم ہوتا اور نہ یہ قیاس مین
آتا ہے کہ نواب علی محمد خان پہلے سے بخجگی کئے بغیر یون ہی قایم خان کے ڈیرے چلے جاتے۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ نواب علی محمد خان نے اپنی فوج کو نواب قایم خان کے ڈیرے پر چھوڑا سن
اور دو تین سو سوارونکے ساتھ نواب وزیر الممالک کے ڈیرے پر گئے۔ عمدۃ الملک اور ابو المنصور خان
صفدر جنگ اور قایم خان سور چونسے سوار ہوکر بادشاہ کے دربار مین چلے گئے اور سہ پہر کے وقت
نواب وزیر نواب علی محمد خان کو اپنے ہمراہ لیکر مور چونسے سوار ہوئے وزیر الممالک پہنچے تو بادشاہ
محل کے اندر سے نکلے۔ دیوان خاص مین مسند زرین پر بیٹھے۔ اول عمدۃ الملک مدار المہام پھر دوسرے
امرائے سلطنت باریاب مجرا ہوئے۔ بعد اسکے بادشاہ نے علی محمد خان کی حاضری کا حکم دیا
انتظام الدولہ خلف وزیر اعظم اونکی دونون ہاتھ رومال سے باندھ کر حضور مین لیگئے بادشاہ نے
فرمایا کہ اسکو آزاد اور اسکی تقصیرات کو معاف کیا اسکے ہاتھ کھولدینا چاہیے۔ نواب علی محمد خان اداب
بجالائے اور ہزار اشرفیان نذر گذرانین جو منظور ہوئین۔ نواب علی محمد خان کو رخصت کردیا۔
اور حکم دیا کہ بالفعل قایم جنگ کے پاس رہین۔ پانچ جمادی الاولی یکشنبہ کو چھ گھڑی دن
چڑھے بادشاہ نے کوچ کردیا۔ تمام لشکر کے پیچھے عمدۃ الملک تھے۔ اور نواب علی محمد خان
سو سوار اور سو پیادونکے ساتھ عمدۃ الملک کے ساتھ ساتھ تھے۔ اور اونکی تمام علاقہ پر فریدالدین خان
ابن نواب عظمت اللہ خان سابق صوبہ مرادآباد حاکم مقرر کئے گئے۔ اور بادشاہ نے قایم خان کو
قایم الدولہ کا خطاب عطا کیا۔ واپسی کے وقت گنگا کے پل کی تیاری کا کام محمد علی خان جارچی
ملازم صفدر جنگ کے سپرد ہوا تھا۔ پل کی تیاری مین بڑی دیر اور دقت واقع ہوئی۔ سلخ
جمادی الاولی ۱۱۵۹ ہجری کو بادشاہ شاہ جہان آباد مین پہنچ گئے۔ ابو المنصور خان صفدر جنگ
روہیلون کی خرابی کے نہایت درپے تھے چاہتے تھے کہ انمین کا ایک متنفس باقی نرہے اسلئے
بادشاہ سے کئی بار عرض کیا کہ حضور نواب علی محمد خان کو میرے حوالہ کردین۔ مگر وزیر اعظم اونکے
ہمیشہ آڑے آتے تھے اور صفدر جنگ کی کوئی بات نواب علی محمد خان کی برخلاف بادشاہ کی حضور مین چلنے نہ دیتے

۱؎ دیکھو تاریخ عالم شاہی

شجاع الدولہ کی شادی

محمد شاہ بادشاہ نے اس خیال سے کہ صفدر جنگ اور نجم الدولہ میں قرابت پیدا ہو جاے ایک دن صفدر جنگ سے کہا کہ شجاع الدولہ کا کہاں بیاہ کروگے[1] عرض کیا کہ میرے ماموں سعادت خاں کی بیٹی آگے اوس سے نامزد ہوئی تھی مگر اوس لڑکی کی پیٹھ پر ایک خط منحوس ظاہر ہو گیا ہے - اس لئے شجاع الدولہ کی ماں اس نسبت پر راضی نہیں ہے - تھوڑے عرصے سے نسبت کا پیغام علی قلیخاں داغستانی ششانگشتی کے گھر سے آتا ہے - اگرچہ علی قلیخاں سید عباسی ہے اور حسن علیخان کا بھتیجا ہے جو شاہ طہماسپ صفوی ثانی کا وزیر تھا - لیکن چونکہ اوسکی بیٹی گنا بیگم ایک کسبی کے بطن سے ہے اسلئے شجاع الدولہ کی ماں اس قرابت سے بھی راضی نہیں اب دیکھئے کہاں قرار پاے بادشاہ نے فرمایا کہ نجم الدولہ کے بھی ایک بہن موجود ہے اور اس کا سلسلہ نسب حلیمہ مرضعہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچتا ہے - ہمارے نزدیک یہ بہتر ہے کہ شجاع الدولہ کا بیاہ نجم الدولہ کی بہن کے ساتھ ہو جاے صفدر جنگ نے عرض کی حضور کا حکم غلام کے سر و چشم پر بادشاہ نے فرمایا کہ وہ لڑکی میری لڑکی ہے صفدر جنگ نے آداب تسلیم ادا کیا - چنانچہ ۱۱۵۸ ہجری میں شادی قرار پائی بڑی دہوم سے شادی ہوئی ۴۶ لاکھ روپئے صرف ہوئے[2] صفدر جنگ نے اپنی خوشی اور بادشاہ کی خوشنودی کے لئے بڑا تکلف اور کروفر کیا تھا - یہانتک کہ ساچق کے دن ایکہزار کئی سو گھڑے چاندی کے تیار کراکے عروس کے گھر بھجوائے کہ ہر ایک گھڑا سو روپئے میں تیار ہوا تھا بادشاہ نے عروس کی جانب سے انتظام کے لئے عمدۃ الملک امیر خان کو کھڑا کیا تھا - انجبات میں مولوی محمد حسین آزاد نے لکھا ہے کہ معتبر لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ جب گنا بیگم دختر قزلباش خاں امید کے حسن و جمال اور سلیقے اور سگھڑاپے اور حاضر جوابی اور موزونی طبع کی شہرت ہوئی تو نواب شجاع الدولہ نوجوان تھے اوس سے شادی کرنی چاہی - بزرگوں نے حسب آئین بادشاہ سے اجازت مانگی - فرمایا کہ اوس کے لئے ہمنے تجویز کی ہوئی ہے - ایک خاندانی سیدزادی لڑکی کو حضور نے منظور نواب عنایت کرکے پالا تھا اوس کے ساتھ شادی کی - اور اس دہوم سے کی کہ شاید کسی شاہزادی کی ہوئی ہو - یہی سبب تھا کہ شجاع الدولہ اور تمام خاندان انکی بڑی عظمت کرتے تھے -

---

[1] دیکھو عماد السعادت [2] دیکھو سیر المتاخرین ۱۳۱

دو بہن بیگم صاحبہ ادن کا نام تہا - اور آصف الدولہ کی والدہ حقیقی - اس بیان میں بعض باتیں غلط ہیں - اور غلطی اونکی ایسی ظاہر ہے کہ تشریح کی احتیاج نہیں -

نجم الدولہ اسحاق خان بن موتمن الدولہ اسحاق خان کا حال

اسحاق خان موتمن الدولہ کا باپ شوستر سے ہندوستان میں آیا اور دلی میں ٹہیرا محمد شاہ کے عہد میں بادشاہی نوکر ہوا - اور غلام علیخان خطاب پایا - بکاولی کا تعلقہ اوسکے سپرد ہوا - اسحاق خان ہندمین پیدا ہوا - محمد شاہ نے غلام علیخان کو خانساماں کی خدمت دی مرزا احسن اوسکے باپ کا نام تہا اسحاق خان نے کمالات میں خوب دستگاہ حاصل کی - نظم و نثر عربی و فارسی مین مہارت کامل رکہتا تھا محمد شاہ کی خدمت مین اسکا تقرب بہت بڑہ گیا - موتمن الدولہ خطاب پایا - دیوانی خالصہ کی خدمت اوسکے سپرد ہوئی اوس کے رسالے مین کئی ہزار سوار بادشاہی نوکر تھے جنکے گہوڑون کا داغ حرف ق مقرر تھا جو اسحاق خان کے نام کا حرف آخر ہے - بادشاہ کو جسقدر اوسپر اعتماد تھا اوتنا کسی دوسرے امیر پر نہ تھا - اوسکی ناک مین چند پھنسیان نکلین ورم آگیا پانچ چہہ نوبت آئی ۲ - صفر ۱۱۵۲ ہجری کو دوشنبے کے دن انتقال کیا یہ شعر اوس کا ہے ؎

زلب کہ در دل تنگم خیال آن گل بود ✦ تفسیر خواب من اشب صفیر بلبل بود

موتمن الدولہ نے تین بیٹے اور ایک بیٹی چہوڑی - ۹ صفر روز جمعہ کو تینون بیٹے بادشاہ کی سلام سے مشرف ہوئے - موتمن الدولہ کی اس بیٹی کی شادی محمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھ کرائی - بیٹون کے یہ نام ہین (۱) مرزا محمد یہ دونون بہائیون سے بڑا تہا - بادشاہ نے اول اسکو اسحاق خان خطاب دیا جو اوسکے باپ کا خطاب تہا - اور آخر مین نجم الدولہ خطاب پایا بادشاہ اسپر بیحد مہربانی کرتے تہے ایکبار مرزا محمد کو بادشاہ - نے بطور سلاطین کے عہد طفلی مین تخت پر اپنے روبرو خلاف ضابطہ بیٹھالیا - کہتے تھے کہ اگر اسحاق خان نے مرزا محمد کو نہ کہا ہوتا تو ہم نہ جانتا مین کہ میری زیست کیونکر ہوتی نجم الدولہ بخشی چہارم ہوا محمد شاہ کے انتقال کے بعد احمد شاہ کے عہد مین بخشی گری کی خدمت پر رہا - اور شاہ جہان آباد کی کروڑگیری کی خدمت بھی اوس سے متعلق رہی صفدر جنگ کے ہمراہ احمد خان بنگش ابن نواب محمد خان بنگش کی لڑائی مین ۲۲ شوال ۱۱۶۳ ہجری کو مارا گیا - اور دہلی مین مدفون ہوا (۲) مرزا علی افتخار الدولہ (۳) مرزا محمد علی سالار جنگ - آخر محرم ۱۱۶۱ ہجری مین یہ دونوں بھائی عالمگیر ثانی کے عہد مین اودھ کو

چلے گئے صفدر جنگ کا انتقال ہوچکا تہا۔ شجاع الدولہ حکومت کرتے تھے پھر شاہ عالم نے سعادت خان کو تین بخشی گری کا خلعت دئے۔ یہ واقعہ ۲۴ رجب سنہ ۱۱۵۵ ہجری کا ہے۔ دریای لطافت مین لکہا ہے کہ یہ تینوں بہائی نہایت عیاش تھے۔ اسلئے لطیفہ گو اور خوش کلام اور بری بیگم دہلی کے اونکی صحبت مین رہتے تھے۔

احمد شاہ ابدالی کے مقابلے کے لئے صفدر جنگ کا سرہند کو جانا اور قمر الدین خان وزیر اعظم کی مقتولی کے بعد کار نمایان دکھانا صفدر جنگ کی کوشش سے احمد شاہ کا شکست پانا صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کو مل جانا

ماثر الامرا مین لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین بادشاہ نے صوبہ الہ آباد عمدۃ الملک سے نکالکر صفدر جنگ کے سپرد کردیا۔ اور خزانہ عامرہ مین لکہا ہے کہ سنہ ۱۱۵۹ ہجری مین عمدۃ الملک اپنے ایک نوکر کے ہاتھ سے مارا گیا تو بادشاہ نے صوبہ الہ آباد بھی صفدر جنگ کے حوالہ کردیا۔ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۸ع مین احمد شاہ درانی نے صوبہ لاہور وملتان پر چڑہائی کی اور اوس ملک کو دل کہولکر لوٹا جب اوس کو ملک ہند کی بدنظمی اور دربار کی بے خبری کی خبر پہونچی تو دہلی کی تسخیر کا ارادہ کیا اور لاہور سے دہلی کیطرف کوچ جاری کیا۔ محمد شاہ نے احمد شاہ کے مقابلے کے لئے اپنی تمام فوج اور توپخانہ اپنے ولیعہد شاہزادہ احمد کے ساتھ کرکے اور وزیر الممالک اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور ابو المنصور خان صفدر جنگ اور راجہ ایسری سنگہ ولد راجہ جے سنگہ سوائی وغیرہ کو اوسکے ہمراہ کرکے روانگی کا حکم دیا۔ ایسری سنگہ نے اسوقت پر بادشاہ سے عرض کرایا تھا کہ قلعہ رنتھنبور مجھے عطا ہو جائے۔ اور اوس قلعہ کے ملنے تک جانے مین ڈہیل کرتا تہا۔ بہت سے امرا کی مرضی ہوئی کہ قلعہ راجہ کو دیدیا جائے۔ مگر قمر الدین خان وزیر اور صفدر جنگ نے کہا کہ ایسا قلعہ نہ دینا چاہئے۔ اگر کبھی مخالفت ہوگئی تو راجپوتونکے ہاتھ سے اوس کا نکلنا مشکل ہوگا۔ ۱۸ محرم سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو بادشاہ نے صفدر جنگ اور ذو الفقار جنگ اور معین الملک وغیرہ کو بیرون شہر سے فتح پیچ عنایت کرکے رخصت فرمایا۔ اور نوگھڑی دن چڑہے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے وزیر اعظم کے سر پر سرپیچ باندہا اور بادلہ کا طرہ اپنی دستار سے نکالکر

اونکی دستار مین لگا دیا اور ابدالی سے جنگ کرنیکے لئے رخصت فرمایا۔ تاریخ احوال سلاطین
متاخرین ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت شجاع الدولہ صفدر جنگ کے ہمراہ نہین گئے تھے
بادشاہ کے حضور مین رہے تھے۔ شاہزادہ احمد تمام لشکر اور امرا کے ساتھ سرہند سے گذر کر دریائے
ستلج کے کنارے ماچھی واڑے مین پہنچا اور احمد شاہ ابدالی لودہیانہ کی راہ بالا بالا داخل سرہند ہوا
اور ۱۳ ربیع الاول کو اس مقام کو لوٹ لیا۔ شاہزادہ یہ خبر سنکر ابدالی کے تدارک کے لئے
اوسطرف کو روانہ ہوا اور اپنی فوج کا پڑاو ڈالکر ابدالی کے لشکر کے خوف سے اپنی سپاہ کے
گرد خندق کہدوائی۔ ۱۵ ربیع الاول سے ۸ تک لڑائی جاری رہی۔ کسیقدر رسد کی گاڑیان
اور بار برداری کی گاڑیان اور توپون کی گاڑیان شاہزادے کے لشکر سے پیچھے رہگئی تھین اون پر
ابدالی کے لشکریون نے مقبضہ کرلیا۔ ہندوستانی فوج اور بہیر بہت تھی۔ مگر افغانی فوج کے
خوف سے خندق کے اندر محصور تھی۔ ۲۲ ربیع الاول کو اعتماد الدولہ قمر الدین خان اپنے
خیمے مین چاشت کی نماز ادا کر رہے تھے کہ ابدالی کے لشکر مین سے ایک گولہ آکر اونکے لگا اور وہین رہگرای
ملک بقا ہوئے۔ راجہ ایسری سنگھ وغیرہ راجپوت سردار جنکے ساتھ بیس تیس ہزار آدمی تھے وزیر کی
مقتول ہوتے ہی بہاگ نکلے۔ صفدر جنگ اور معین الدین خان عرف میر منو ابن قمر الدین خان
نے مع شاہزادے کے پائداری کی۔ ۲۴ ربیع الاول کو احمد شاہ ابدالی نے فوج ہند کے مورچے
برہم کیا۔ معین الملک نے بڑی جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کرکے مخالف کے اکثر آدمیون
کو ملک عدم کو پہنچایا۔ مگر ہندوستانی بہت کثرت سے کام آئے۔ چونکہ افغانی فوج قریب آگئی تھی
اسلئے قریب تھا کہ ہندوستانیونکو شکست عظیم ہو۔ صفدر جنگ نے یہ حال دیکھکر تہوڑی
فوج شاہزادے کی کمک کے لئے روانہ کی۔ اور خود پیادہ پا ہوکر اپنی توپخانے دھکیلے اور بان اور
جزائل اپنے سامنے کرکے معین الملک اور ابدالی کے درمیان مین حائل ہوگئے۔ اور بڑی
دلاوری کے ساتھ لڑائی کی۔ اودہر تو ابدالی کی فوج معین الملک کی جنگ کا صدمہ اوٹھا چکی تھی
کہ یکایک صفدر جنگ بہت سی فوج اور توپخانہ آتشبار کے ساتھ آگئے۔ اور اس گرما
گرمی مین ہندوستانی توپخانہ کا ایک گولہ احمد شاہ ابدالی کے توپخانے مین جاکر گرا جس سے
توپون کی گاڑیون مین آگ لگ گئی ہزارون بان چلنے لگے۔ ابدالی کے بہت سے آدمی
خاک برابر ہوگئے۔ اور اوسکی فوجکی ساری جوانمردی ختم ہوگئی۔ یہانتک کہ میدان جنگ سے
قدم اوکھڑ گئے۔ رات کو احمد شاہ نے کچھہ پیام صفدر جنگ کے پاس بھیجے۔ اور صبح کو

میدان جنگ سے کوچ کر کیا محمد شاہ مژدۂ فتح و فیروزی اور وزیر کی جان نثاری اور صفدر جنگ
کی جوانمردی اور کوشش کی خبر سنکر بہت مسرور ہوئے چونکہ بادشاہ کی طبیعت ان دنون
علیل تھی اسلئے شاہزادے اور صفدر جنگ کو عجلت کے ساتھ اپنے پاس طلب کیا میدان جنگ سے
شاہزادہ مع صفدر جنگ کے روانہ ہوا محمد شاہ کا مرض دمبدم زیادہ ہوتا تھا اسلئے شاہزادے
اور صفدر جنگ کی طلب مین متواتر شقے صادر ہونے لگے۔ اور یہ لوگ جلدی روانہ ہوئے
ابھی پانی پت کے متصل پہنچے تھے کہ ۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۱۶۱ ہجری مطابق ۵۔ اپریل سنہ ۱۷۴۸ء
کو محمد شاہ نے انتقال کیا ۲۔ جمادی الاولی سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو صفدر جنگ نے مقام پانی پت
مین چتر شاہی اور لوازم جلوس آراستہ کرکے بادشاہ کی نذر سے گذرانا۔ اور سلطنت ہندوستان
کی مبارکباد دی۔ اور آداب بجالائے۔ بادشاہ نے کہا کہ وزارت تمکو مبارک ہو[۱]

صفدر جنگ کو دہلی کی وزارت ملنا

احمد شاہ اپنے باپ محمد شاہ کے جانشین ہوئے وہ احمد شاہ درانی کی قوت کی دھوم دھام ہونے
سے ترسان اور لرزان رہتے تھے اور اونھون نے فیروز مند کی لوٹ مار سے سلطنت ملک کو حفظ
و حراست مین رکھنے کی غرض سے وزارت کا عہدہ آصف جاہ کے سپرد کرنا چاہا۔ مگر جبکہ آصف جاہ
نے انکار کر دیا اور صفدر جنگ کو لکھا کہ جو بہتر سمجھو کرو۔ جسکے بعد ہی اوسنے وفات پائی تو
بادشاہ نے ناصر جنگ آصف جاہ کے جانشین کو اپنی امداد و اعانت کے واسطے اوس فوج سمیت
بلایا جو اوسکی سعی و ہمت سے فراہم ہو سکتی تھی۔ مگر تھوڑے عرصے مین یہ بات دریافت ہوئی کہ
احمد شاہ درانی اپنی قلمرو کے مغربی حصے مین مصروف و مشغول ہے۔ چنانچہ اس خبر کو سنکر
احمد شاہ ہندوستانی کے اوسان درست ہوئے اور انتظام اپنی قلمرو کا اپنی مرضی کے
موافق پورا کرنا چاہا۔ اور اب اوسکی مدد کی کچھ ضرورت نرہی اسوقت جدید وزارت قایم کرنے
کی تجویز درپیش ہوئی۔ صفدر جنگ کو خلعت وزارت کی بڑی خواہش تھی۔ اور طرح طرح کی
کوششین اس کامیابی کے واسطے کر رہے تھے۔ نواب علی محمد خان روہیلے کو جو ابدالی
کے حملے کے موقع پر دوبارہ روہیلکھنڈ کی حکومت پر قایم ہو گئے تھے ایک خط اونھون نے

---

[۱] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ [۲] دیکھو الفنسٹن صاحب کی تاریخ ۱۲

اس مضمون کا لکھا کہ احمد شاہ محمد شاہ کی جگہ تخت نشین ہوئی مگر اتک عہدہ وزارت کسی میر بادشاہی کے نام قرار نہیں پایا ہی بظاہر مدنظر بادشاہ کی میری طرف ہی۔ مگر امراے تورانی چاہتے ہین کہ خلعت وزارت انتظام الدولہ ابن اعتماد الدولہ قمرالدین خان کو مرحمت ہوا۔ اگر آپ بھی تشریف لاکر ہمارے شریک ہون تو ہم آپکی اعانت قمرالدین سے زیادہ کرینگے نواب علی محمد خان ان دنون محمد شاہ کے مرنے اور نئے بادشاہ کے مسند نشین ہونے کی وجہ سے یہ چاہتے تھے کہ اپنی طرف سے کوئی آدمی دہلی کو بھیج کر کسی رکن سلطنت کی معرفت اپنے معاملے کی بخشگی بادشاہ کے حضور سے کرالین صفدر جنگ کی تحریر کو غنیمت سمجھکر اونکو اپنا طرفدار بنانا مناسب جانا مگر اس وقت نواب علی محمد خان کی یہ حالت تھی کہ مرض استسقا مین مبتلا تھے۔ قوت سامعہ مین بھی بڑا خلل آگیا تھا دوسرے قوی بھی بیکار تھے اسلئے آپ تو جا نہ سکے حافظ رحمت خان کو ہزار سوار دیکر دہلی کو روانہ کیا حافظ صاحب دہلی کے قریب پہونچے تو صفدر جنگ نے جن کو بڑا انتظار تھا حافظ صاحب کے ورود کی خبر سنکر اپنے بیٹے شجاع الدولہ کو اسحاق خان کے ساتھ استقبال کو بھیجا یہ دونون سردار حافظ صاحب کو اپنے ہمراہ دہلی مین لے گئے اور اونکی ڈیرے شیر جنگ کے باغ مین نصب کرائے صفدر جنگ نے تمام لشکر کے لئے ضیافت بھیجی۔ دوسرے دن صبحکو صفدر جنگ نے حافظ صاحب کو اپنی ملاقات کے لئے بلایا اور بہت تعظیم و تکریم کی گلے سے لگایا اور تخلیہ کرکے تورانیون کی مخالفت اور ایرانیونکی موافقت کی ساری داستان بیان کی۔ حافظ صاحب نے صفدر جنگ سے کہا کہ مین آپکی مرضی کا تابع ہون آپ جو حکم دینگے اوسکی تعمیل کرونگا۔ اور اپنی قیامگاہ کو لوٹ آئے اور روزانہ حافظ صاحب صفدر جنگ کی ملاقات کو جانے لگے۔ کئی دن کے بعد صفدر جنگ نے حافظ صاحب کو طلب کرکے کہا کہ کل مین خلعت حاصل کرنے کے لئے قلعہ کو جاؤنگا۔ پانچ ہزار تورانی انتظام الدولہ کے ہمراہ میرے روکنے کی کوشش کے لئے قلعہ کے دروازہ پر کھڑے ہونگے۔ اور یہ چاہینگے کہ مجھپر سبقت کرکے انتظام الدولہ کو خلعت دلوادین اسلئے کل صبح آپ اپنے سوارون کو ساتھ لیکر میرے پاس آجائین۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کو کہ رجب کی چوتھی تاریخ اور دوشنبہ کا دن تھا حافظ صاحب تیاری کرکے صفدر جنگ کی دروازہ پر پہونچے صفدر جنگ قبل سے اپنی فوج کو تیار کرکے حافظ صاحب کے منتظر تھے اونکے پہونچتے ہی نہایت تزک و شان کے ساتھ قلعہ کو روانہ ہوتے۔ تورانی قبل سے پانچ چھ ہزار کے قریب جمع ہوکر چاہتے تھے کہ قلعہ مین گھس جائین۔ مگر جاوید خان قلعہ دار نے جو صفدر جنگ کا طرفدار تھا

. . . . . . اونکو قلعہ کی اندر داخل نہین ہونے دیا کہ اتنی مین صفدر جنگ کی سواری جا پہنچی
تورانی صفدر جنگ کی جمعیت دیکھکر دم بخود ہو گئی اور کچھہ نہ بولے صفدر جنگ قلعہ
کے دروازے پر پہنچے اودہم بائی المخاطب بہ قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ کے حکم سے جاوید خان نے قلعہ
کا دروازہ کھولدیا اور صفدر جنگ کو تھوڑے سے خدمتگارون کے ساتھ قلعہ مین لے لیا حافظ
رحمت دروازے پر تورانیون کے مقابلہ کے لئے کھڑے رہے۔ بادشاہ نے صفدر جنگ کو خلعت
ہفت پارچہ مع جارقب وزارت اور قلمدان مرصع اور دوسرے جواہر کے دیا اور جملۃ الملک[1]
مدار المہام وزیر الممالک برہان الملک ابو المنصور خان بہادر صفدر جنگ سپہ سالار خطاب عطا
کیا اور منصب ہشت ہزاری ذات اور ہشت ہزار سوار کا دیا تھوڑی دیر کے بعد صفدر جنگ خلعت
وزارت ہندوستان پہن کر قلعہ سے نکلے۔ اور اوس جمعیت کے ساتھہ اپنی حویلی کو چلے آئے تیسرے
روز صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان کو احمد شاہ کے دربار مین پیش کر کے خلعت اور نوبت
اور خطاب حافظ رحمت خان بہادر نصیر جنگ دلایا پھر باہم دوستی کا عہد و پیمان کر کے
اپنی طرف سے خلعت گھوڑا ہاتھی حافظ صاحب کو دیکر رخصت کیا اور نواب علی محمد خان کے
لئے تمام روہیلکھنڈ کی حکومت کی منظوری کا حکم بھی سلطنت کی طرف سے جاری کرا دیا ـــ
میر آتشی کا خلعت صفدر جنگ پر بحال رہا اور تھوڑے دنون کے بعد اونکی استدعا کے
موجب میر آتشی کی نیابت کا خلعت اونکے بیٹے شجاع الدولہ کو بادشاہ نے دیا

صفدر جنگ کی ہلاکت کے لئے سازش ہونا اور اون کا اس حادثہ سے صحیح وسالم رہنا صفدر جنگ کا بادشاہ سے روٹھہ جانا بادشاہ کا اون کو منانے کے لئے اونکی حویلی پر جانا ـ اکبر آباد و ملتان اور اجمیر اور الہ آباد کی حکومت کا انتظام

۱۱۶۱ھ سنہ ۱۱۶۱ ہجری مین ایک عجیب سانحہ واقع ہوا ـ وہ یہ کہ نواب صفدر جنگ عید اضحی کی دن عیدگاہ سے لوٹکر گھر کیطرف آرہے تھے کہ قلعہ کی پاس جہنتے[2]

[1] دیکھو سیر المتاخرین ملخص التواریخ اور تاریخ مظفری میں جملۃ الملک کی جگہہ بلفظ عمدۃ الملک ہی ہے [2] مرات آفتاب نما مین لکھا ہی در حینیکہ تکمیہ مشہور بست عرض راہ یکسر ملقبہ جہتہ پاسے دست راست او آتش گرفتہ بان و گولہ و تمنچہ و تفنگ الی آخرہ اور احوال سلاطین متاخرین ہند مین یوں لکھا ہی ـ در اثنائے راہ جہتہ تکمیہ یکبارگی آواز بان و طپانچہ و بندوق بیامد گویا اجابو بہ دائش ریخت اور تاریخ مظفری مین ہی ـ در کلبہ ساباط تکمیہ قریب قلعہ بادشاہی از زمین بر بلندی عماری فیل جوق اسپ صفدر جنگ محاذی کلبہ مذکور آمد آتش داد ـ مد ـ ساباط بسین مہملہ مفتوح الف ساکن اور بای موحدہ مفتوح اور
عامی ستی ہی منتہی الادب مین پوشش رہگذر کی معنی مین لکھا ہی ـ تاریخ مظفری کا مولف یہ بلفظ جہتہ کی جگہہ بولا ہی جہت ایسے رستے کو کہتے ہین جو ڈہنکا ہوا ہو ـ اکثر شہرون مین جہتہ کے بازار ہوتے ہین تاریخ مظفری مین ایک اور مقام پر لکھا ہی کہ اس جہتے پر سے

مین جونکہ و کی تمام سے مشہور ہی جسقدر رسرراہ مکانات بر چھپر تھے اونکو آگ لگ گئی اور اوس
آگ مین بان اور گولے چلنے لگے صفدر جنگ کی سواری کا گھوڑا اور دو تین خدمتگار اونکے صدمہ کی
سے مرگئے اور صفدر جنگ گھوڑے سے گر پڑے۔ مگر کوئی صدمہ نہ پہونچا۔ بعد اس کے
صفدر جنگ بڑی احتیاط کے ساتھ سوار ہوتے۔ بہت ہی تحقیقات کی اس سانحہ کے متعلق لیکن
راز نہ کھلا۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اس واردات کا گمان انتظام الدولہ خلف کلان قمر الدین خان
کی طرف پیدا ہوا اور وہ بھی چند روز کے بعد اس شبہہ کے رفع کرنے کے لئے وزیر کے
گھر پر معذرت کو آیا گو ظاہر مین صفائی ہوگئی۔ مگر طرفین کے دل صاف نہوئے۔ اور
مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہی کہ صفدر جنگ کے دل مین بادشاہ کیطرف سے کدورت پیدا
ہوگئی۔ اور تین مہینے تک بادشاہ کے مجرے کو نہ گئے۔ بادشاہ نے مصلحت اسی مین سمجھی کہ صفدر
جنگ کے مکان کو خود تشریف لیگئے اور ہر طرح سے مطمئن کردیا۔ مگر چونکہ جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ
کے مزاج مین بہت دخل حاصل ہوگیا تھا۔ بادشاہ نے اوس نواب بہادر خطاب دیا تھا۔ بادشاہ
کے تمام احکام اوسکی مرضی کے موافق صادر ہوتے تھے۔ اسلئے صفدر جنگ کے دل مین
کدورت ابھرتی رہی۔ تاریخ مظفری مین بیان کیا ہی کہ صفدر جنگ کے مخلع ہونے کے
چند روز بعد پنجشنبہ ۱۴۔ رجب سنہ ۱۱۶۱ ہجری کو اکبرآباد اور الہ کی صوبہ داری کا خلعت سید
صلابت خان بہادر ذو الفقار جنگ خلف سادات فرخ سیری کو مرحمت ہوا۔ اور روز جمعہ
۲۰۔ رجب کو صوبہ داری اجمیر کا خلعت اور اودہ کی صوبہ داری کی مستقل کا فرمان اور غسلخانے
اور تسبیح خانے کی داروغگی علاوہ پہلی عطیات کے صفدر جنگ کو بادشاہ نے عطا کی۔ مگر پھر
یہ تجویز قرار پائی کہ صوبہ اجمیر جو صفدر جنگ کو مرحمت ہوا تھا۔ صوبہ الہ آباد سے جو ذو الفقار
جنگ سے متعلق تھا تبدیل ہوا۔ کیونکہ الہ آباد کو اودہ سے قرب تھا۔ پس اودہ اور الہ آباد
صفدر جنگ کے پاس رہی۔ اور اجمیر اور اکبرآباد امیر الامرا ذو الفقار جنگ کو مل گئے
تاریخ[۵۱] مظفری مین ذکر کیا ہے کہ بادشاہ نے اپنے جلوس سے دوسرے سال
صفدر جنگ کے مشورے سے شاہنواز خان پسر دوم عز الدولہ ذکریا خان کو صوبہ داری
ملتان کا خلعت دیا۔ کیونکہ معین الملک سے صفدر جنگ کو ملال تھا۔ شاہنواز خان

---

[۵۱] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

پندرہ سولہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سی لاہور کیطرف گیا۔ ملتان کے متصل معین الملک
کے نائب کوڑامل کے ہاتھ سے شکست پائی اور مارا گیا۔

صفدر جنگ کا نواب قایم خان بنگش والی فرخ آباد کو روہیلوں سے لڑا دینا قایم خان کا مارا جانا صفدر جنگ کا ریاست فرخ آباد کو ضبط کر لینا۔ اور خاندان بنگش کی بربادی و ہزیمت مین فریب اور حیلے کام مین لانا

صفدر جنگ خاندان بنگش کے دشمن جانی تھے اونہوں نے ایک فرمان قایم خان کی طلبی مین جاری کروایا قایم خان نے بادشاہ کو جواب بھیجا کہ فدوی خاکسار صفدر جنگ پر اعتماد نہین رکھتا ہی وہ اوسکی خاندان کے دشمن ہین۔ اس جواب سی بادشاہ اور وزیر دونون سخت ناراض ہوی۔ وزیر نے جاوید خان سے صلاح پوچھی کہ اب اس کا انتقام کیونکر لینا چاہیے اوس وقت صفدر جنگ کو یہ سوجھا کہ قایم خانکو روہیلوں سی لڑا دو دونون مین سے جس کو شکست ہوگی اوسمین اپنا مطلب نکلتا رہیگا کیونکہ نواب صفدر جنگ روہیلوں سے بھی دلی عداوت رکھتے تھے اور اپنے ملک کے قریب اون کا جما ہونا اون کو پسند نہ تھا۔ قمرالدین خان وزیر اعظم اور نواب علی محمد خان جب تک رہی صفدر جنگ اپنے دل کا بخار روہیلوں سی نہ نکال سکے جبکہ ۳ شوال سنہ ۱۱۶۲ ہجری مطابق ۱۴ ستمبر سنہ ۱۷۴۹ء کو نواب علی محمد خان کا آنولے مین مرض استسقا سی نہ مرض سرطان سی جیسا کہ سیرالمتاخرین مین ہی انتقال ہوگیا تو صفدر جنگ کی رای سے روہیلکھنڈ کی گورنری کا فرمان قایم خان کے نام اس مضمون کا تیار ہوا کہ ایک بڑا اہم کام تمھارے ذمے کیا گیا ہی یعنی بہت سی محال بریلی و مراد آباد کے جو محمد شاہ کے زمانے مین تمھاری مدد سی حاصل ہوے تھے اونپر دوبارہ سعداللہ خان ولد علی محمد خان روہیلہ نے قبضہ کر لیا ہے لہذا یہ ملک تمھاری حوالے کیا جاتا ہی۔ اور حکم دیا جاتا ہی کہ جا کر اوس پر قبضہ کر لو۔ یہ فرمان شیر جنگ ولد سیادت خان برادر کلان برہان الملک سعادت کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔ شیر جنگ فرخ آباد کی

سلہ تکملہ ذکر ملوک مؤلفہ حاجی محمد رفیع الدین خان مرادآبادی ۱۲

قریب پہنچا اور دو کوس کے فاصلے پر بہبر قایم خان نے بڑے تزک و احتشام سے استقبال کیا فرمان
اوسکو پڑہکر سنایا گیا۔ قایم خان اداب بجا لایا اور خلعت سرفرازی کو زیب تن کیا بعد ازان قلعہ
کو واپس آیا یہان شرفا اور عہدہ دارون نے آکر نذرین گذرانین اور مبارکبادی قایم خان کا
ملک روہیلکھنڈ سے بالکل ملا ہوا تھا اسواسطے اوسکے اور روہیلون کے درمیان بہت ناموافقت
تھی۔ روہیلے نواب قایم خانکی طرف سے حملے کی صورت دیکھکر خوفزدہ ہوئی۔ اور اس بلا کے
ٹالنے کے لئے اونہون نے ایک عرضداشت نواب علی محمد خان کی بیوہ کیجانب سے نواب قایم خان
کی خدمت مین بھیجی اور عرض کرایا کہ ہم ایک رقم معقول نذر کرینگی اور جتنے پرگنے دریاے گنگا کے
کنارے پر واقع ہین چہوڑ دینگی اور ارواح حضرت رسول مقبول و حضرت غوث اعظم کو شفیع بنایا
مگر نواب نے بخشی محمود خان کے بہکانے سے صلح نامنظور کی اور روہیلون کی سفارت ناکامی کے
ساتھ آنولے کو واپس آئی روہیلے فوراً ہی فوج جمع کرکے جسمین پچیس ہزار آدمی سے کم اور چالیس
ہزار آدمی سے زیادہ نہین بتاتے ہین دوری رسولپور کے باغات مین جو بداون سے چار میل جنوب
و شرق مین ہے خیمہ زن ہوئی نواب قایم خان پچاس ساٹھ ہزار سپاہ اور بڑے توپخانے کے
ساتھ فرخ آباد سے آگے بڑہا اور منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا دریای گنگا کے کنارے قادرگنج مین
پہونچا اور یہان کشتیون کے پل کے ذریعے سے گنگا کو عبور کرکے ضلع بداون مین داخل ہوا۔ روہیلون نے
راہ فرار مسدود دیکھکر اپنے خیمون کے گرد خندق کہودنی شروع کی۔ نواب قایم خان نے ۱۵۔ ماہ
ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۲ ہجری کو علی الصباح حکم جنگ کا دیا اور خود لباس رزم پہن کر مع اپنے بہائیون
اور خاص سردارون اور رشتہ دارون اور اون راجون کے جو کمک کو آئے تھے ہاتھی پر سوار ہوا
روہیلون کیطرف سے بھی فوج مقابلے کو تیار ہوئی۔ اور بہت بڑے کشت و خون کے بعد قریب ڈیڑھ گھنٹہ
دن چڑہے قایم خان مارا گیا۔ اور اوسکی باقی ماندہ سردار کچھہ زخمی اور خستہ و خراب ہوکے بھاگی
اور روہیلون نے قایم خان کے کیمپ پر قبضہ کرلیا اور قایم خانکی لاش کو تلاش کرکے پالکی مین
رکھواکر چند معتمدون کے ساتھ فرخ آباد کو میدان جنگ سے روانہ کیا لڑائی سے تیسرے
روز وہ لاش فرخ آباد پہنچی۔ اور اوسکی باپ محمد خان کے پہلو مین دفن ہوئی قایم خان کی تجہیز
وتکفین کے بعد مالیہ بیگم عرف بی بی صاحبہ والدہ قایم خان نے نواب محمد خان کے گیارہوین
بیٹے امام خان کو قایم خان کی جانشینی کے لئے نامزد کیا جب قایم خانکی شکست و موت
کی خبر دہلی مین پہنچی اکثرون کو سخت صدمہ ہوا۔ سوای ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے کہ

وہ اس خبر سے نہایت شاد ہوئی اور خوب ہنسی اور کلمات ہزل آمیز زبان پر لائی۔ کیونکہ صفدر جنگ
قایم خان سے ابتدا سے عداوت رکھتے تھے۔ اور وجہ عداوت کی یہ تھی کہ جب قایم خان محمد شاہ کی ملازمت
کو جاتا تو دیوان عام میں گھوڑے پر سوار ہو کر آتا تھا۔ حالانکہ ہندوستان کا قاعدہ تھا کہ وزیر اور بخشی
اور تمام امرا نقار خانے کے دروازے سے پیادہ پا دیوان عام میں داخل ہوا کرتے تھے محمد شاہ نے
قایم جنگ کو یہ خاص اعزاز عطا کیا تھا جبکہ[۱] صفدر جنگ اپنے بڑے مطلب یعنی روہیلوں کی شکست
سے مایوس ہوئے تو اونہوں نے اپنی بدبختی کے نقصان کو یوں پورا کیا کہ قایم خان مقتول
کے ملک پر قبض و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور بادشاہ کو اس امر کی ترغیب دی کہ خود بدولت بنفس
نفیس فرخ آباد کیطرف نہضت فرمائیں تاکہ بقیہ سرداران بنگش کو کوئی عذر باقی نرہے اور سب مطیع
ہو جائیں۔ اور اگر کوئی بندگی سے انحراف یا روپیہ داخل کرنے سے انکار کرے تو اوسکا وہی انجام
ہو جو قایم خان کا ہوا وہ سب بھگا دئے جائینگے اور اونکی بنیاد ملک سے مستاصل کر دیجائیگی
بادشاہ چونکہ وزیر کا بندہ ہو رہا تھا جو تدابیر وزیر نے پیش کیں سب پر بے تامل راضی ہو گئے
اور سلخ ذی الحجہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق نومبر ۱۷۴۹ء پنجشنبہ کو احمد شاہ دہلی سے روانہ ہو کر کوئل
پہنچے اور صفدر جنگ نے بادشاہ کو اس مقام پر چھوڑا جو یہاں سے دہلی کو لوٹ گئے اور خود تھانہ دریا گنج
کیطرف بڑہے۔ یہ تھانہ پرگنہ اعظم نگر ضلع ایٹہ میں فرخ آباد سے ۵۳ میل کے فاصلے پر گوشہ شمال
و مغرب میں واقع ہے وزیر کے ہمراہ چالیس ہزار ایرانی مغل تھے۔ اور یہ سب اونکی قرابت داران
مرزا نصیر الدین حیدر و نواب شیر جنگ و نواب اسحاق خان وغیرہ کے زیر حکم تھے۔ باوجود
اسکے وزیر نے راجہ نول رای کو یہ حکم بھیجا کہ تم فی الفور آکے میرے شریک ہو نول رای نے
صوبہ اودھ کو چھوڑ کر فرخ آباد کی طرف کوچ کیا۔ ۱۶ محرم ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۱۵ دسمبر ۱۷۴۹ء
کو مع رام نراین کے جو دس ہزار جوانوں کے ساتھ اوس سے آن ملا تھا دریای گنگا کو عبور کیا اور دوسرے
روز کالی ندی کے کنارے کیطرف جو اوس مقام سے چار پانچ کوس کے فاصلے پر واقع ہے روانہ ہوا
بنگش دوسرے دن نول رای اور تھا سا لشکر ایک گھاٹ سے ندی کے پار ہو کر پیادہ کھڑے
رہے۔ اور اپنے سپاہیوں کو ہمت دلانے لگے کہ خوب قدم جما کر لڑنا اور بڑی بہادری سے
مقابلہ کرنا۔ ندی اوس وقت بڑے جوش و خروش سے جا رہی تھی۔ پانی بہ شدت برس رہا تھا

۱؎ دیکھو فرخ بخش صفحہ ۵۳ دیکھو تاریخ ہندوستان مولفہ الفنسٹن صاحب ۱۲

اور ہواے شمال خوب سردی چلا رہی تھی - اور رسد کی نہایت قلت تھی - غلہ زعفران کے بہاؤ تہا ایک دن کپڑون اور اسباب کے خشک کرنے مین گذرا - بعد اس کے فوج نے خداگنج کی طرف تین کوس کا کوچ کیا - یہان افغان مع فوج تعدادی ۲۹ ہزار دتوپخانہ کے مقیم تھے نولرای کی فوج نے ڈیڑھ کوس کا اور کوچ کیا - اور فی الفور جنگ کی تیاری ہونے لگی - میر محمد صلح اور راجہ بربہتی پت پیش لشکر پر متعین تھے - قلب لشکر خود نولرای کے زیر حکم تہا میسرہ نواب بقا اللہ کے تحت مین اور میمنہ رام نراین کے حکم مین تہا - کل لشکر مین پچیس ہزار سوار تھی اور ایک سو ہاتھی اور متعلقین لشکر کا کچھہ شمار ہی نہ تھا - خیمے پانچ چھہ کوس کے میدان مین استادہ تھی - بلکہ جہانتک نظر جاتی تھی خیمے ہی دکھلائی دیتے تھے - شرائط عہد و پیمان باہم شروع ہوتے اور پیچہان فرخ آباد کو واپس گئی ۲۲ - محرم سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۲ - دسمبر سنہ ۱۷۴۹ء کو نولرای خداگنج کو پہونچا یہ مشہور ہوا کہ نواب وزیر کاسگنج لین پہونچ گئے ہین - اور فرخ آباد کا محاصرہ کرنے کی گفتگو اب یہان فرخ آباد کے حالات مذکور ہوتے ہین اگرچہ قایم خان کے چھوٹے بھائی - اور بہت سے کار آزمودہ چیلے زندہ موجود تھے - مگر ابتدا مین کوئی تیاری نہ کی گئی - مگر آخر کار شمشیر خان کی کوشش سے کچھہ آدمی فراہم ہوئے اور کالی ندی کے کنارے متصل خداگنج ۲ میل کے فاصلے پر سمت جنوب و مشرق متعین کئی گئے تا کہ نولرای کو بڑہنے سے باز رکھین معظم خان نام چیلہ شمس آباد کا عامل مقرر ہوکر دوسری سمت بہیجا گیا - داود خان سعادت اللہ خان اسلام خان اور دوسرے چیلے شب و روز شہر کے گرد گشت کرتے تھے - اور بی بی صاحبہ اور امام خان درگاہ باریتعالے مین دست بدعا رہتے تھے کہ بار خدایا ایسا ہو کہ بادشاہ بد اندیش وزیر کی صلاح پر عمل کرکے ہمارا قصد کری - اور محمد خان بنگش غضنفر جنگ کا ملک ہماری خاندان سی چھین لیوی ازراہ پیش بینی بطور تقدم بالحفظ ایک تحریر دوستانہ اس مضمون کی ابو المنصور خان صفدر جنگ کے نام نہایت عجز و انکسار کے ساتھہ روانہ کی کہ زمانہ سابق مین یہ قاعدہ تہا کہ اگر کوئی امیر میدان جنگ مین مارا جاتا تھا تو اوس کے خزاین ضبط ہو جایا کرتے تھے - مگر اوس کے مراتب بدستور اوسکی اولاد پر برقرار رکہی جاتے تہے - لہذا مراحم خسروانہ سے امید کیجاتی ہے کہ عرض زن بیوہ کی درجۂ اجابت کو پہونچے اور ایک فرمان مشعر بعفو جرایم سابقہ و عطاے ریاست امام خان مرحمت ہو - وزیر نے اپنے لشکرگاہ مقام دریا گنج سے یہ جواب بہیجا کہ مین قبل ازین ایک عرضداشت ہمین گذارش خدمت سلطانی مین پیش کرچکا ہون - اور جہان پناہ

نے بفضل ناامتناہی ایک فرمان بھی نسبت بحالی ریاست بنام امام خان مزین بدستخط خاص
عنایت فرمایا ہے وہ مین اپنے ساتھ لایا ہون اوس زمانے مین یہ دستور معین تھا کہ جس کسی کو ایسی
غرض پیش آتی وزیر کے قیامگاہ مین بذات خود حاضر ہوتا اور ایک رقم کثیر نذرانہ کی پیش کرتا۔
وزیر کو کل اختیار حاصل ہی تھا فوراً فرمان شاہی اوس کی ذریعہ سے حاصل ہو جاتا بلکہ خلعت سرفرازی
بھی ملتے تھے اور مراتب نوابی بحال ہو جاتے تھے صرف اوسوقت حسب مذکورہ بالا اپنی تعین
سطیع سرکار ظاہر کرنے کی شرط تھی۔ خیر یہ اوسوقت کا قاعدہ تھا جو مذکور ہوا۔ وزیر کے خط مین
اور بھی مکر اور خوشامد کی الفاظ تھے یعنی اونہون نے تحریر کیا کہ قایم خان کی وفات سی مجھکو کمال
صدمہ ہوا مین اوس کو اپنا برادر حقیقی سمجھتا تھا۔ اب گویا میرا اوہنا بازو ٹوٹ گیا۔ لیکن اگر
فضل الہی شامل حال ہی تو مین روہیلون کا نام ونشان ملک ہندوستان مین باقی رکھونگا
بی بی صاحبہ نے اونکی تحریر کو راست تصور کرکے اور اون کے مواعید قریبی پر بھروسہ کرکے اونکی
لشکرگاہ مین جانے کی تیاری شروع کی اور ایک شتر سوار شیرخان و جعفرخان کو خداگنج سی
واپس لانے کے واسطے دوڑایا یہان یہ دونون نولراے کو روکے ہوئے تھے۔ ان دونون کو یہ
بھی حکم بھیجا کہ نول راے سے بھی حتی المقدور اس باب مین کچھ قول و قرار ضرور کرنا چاہئی
کیونکہ یہ شخص وزیر کے مزاج مین بہت دخیل ہے۔ یہان نولراے نے دیکھا کہ بے جنگ و جدل
راستہ پانا بہت مشکل ہی فوراً اوس نے ایک تحریر اس مضمون کی شمشیرخان اور جعفرخان
کے پاس بھیجی کہ مین غضنفر جنگ کے خاندان کا ہواخواہ ہون۔ اور جسوقت مین وزیر کے پاس
پہنچونگا تا مقدور تمہاری بہت کچھ سفارش کرونگا۔ اور تمہاری منشاے دلی کے حصول مین
کوئی دقت واقع نہوگی۔ اون چیلون نے اپنی صداقت شعاری کے سبب سی اوسکی سخنان فریب
آمیز کو بھی سچ جانا۔ اور چونکہ اوس وقت اونکو یہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے لشکرگاہ
مین جانے کا قصد رکھتی ہین۔ لہذا اور بھی اوس کے اقرار و تحریر پر بھروسہ کیا۔ اور فی الفور خداگنج سی
کوچ کرکے فرخ آباد کو واپس گئے۔ اونکے پہونچتے ہی بی بی صاحبہ مع اپنے چیلون کے
وزیر کے لشکرگاہ کیطرف کوچ کیا۔ جسوقت سرہ مین پہنچین سب پٹھان خدمت مین حاضر ہوے
اور جسوقت وہان سے روانہ ہوئین سب رئیس جلو مین اونکے ساتھ ہوے۔ جب وزیر کے لشکرگاہ
کے قریب پہونچین سب پٹھان سردارون نے وہان مقام کیا۔ وزیر نے جسدم بی بی صاحبہ
کے آنے کی خبر سنی شمشیرجنگ کو استقبال کے واسطے بھیجا۔ جسوقت شیرجنگ

قریب پہنچا اپنے ہاتھی سے اوتر کر با ادب کھڑا ہوا اور آنکھون مین آنسو بھر لایا اور قایم خان کے قتل پر بڑا افسوس ظاہر کیا وہ خوب رو دیا اسوجہ سی کہ وہ دونون ایک طور سی بھائی ہوتے تھے ۔ کیونکہ اونہون نے باہم پگڑی بدلی تھی ۔ بی بی صاحبہ نے کہا کہ مین تم کو بجاے قایم خان کے سمجھتی ہون اس مصیبت کے وقت میرے کام آؤ ۔ اوس نے جواب دیا مین بسر و چشم حاضر ہون ۔ جان تک دریغ نہ کرونگا ۔ بعد اس گفتگو کے بی بی صاحبہ وزیر کے قریب اپنی فرودگاہ کی طرف گئین اب بتوسط شیر جنگ شرائط عہد و پیمان شروع ہوئے ۔ تھوڑی دیر بعد نول رای وہان پہنچا ۔ جب وہ وزیر کے روبرو حاضر ہوا اوسنے اون قول و قرار پر بیان بالکل عمل نہ کیا جو اوس نے فرخ‌گنج مین کئے تھے بلکہ جو کچھہ وہان وعدہ کر آیا تھا یہان بالکل اوسکے خلاف گفتگو کی ۔ اور بجز برائی کے ایک بات بھی خاندان بنگش کے حق مین بھلائی کی منہہ سے نہ نکالی ۔ چونکہ اسکو بمقابلے اور نوکرون کے وزیر کے مزاج مین زیادہ رسوخ تھا ۔ پس جو کچھہ برائی اوس نے بیان کی وزیر نے تسلیم کر لی اوسوقت شیر جنگ سے کچھہ کام نہ بنا اور معاملہ نول راے کے توسط سی شروع ہوا ۔ اوسنی ششیر خان اور جعفر خان اور اور لوگون کو بلایا اور اونسی کہا کہ ملک و معافی کی گفتگو شروع ہونے سے قبل ایک کرور روپیہ داخل خزانہ شاہی ہونا چاہیے ۔ بعد تھوڑی بحث کے ششیر خان و جعفر خان نے علحدہ جا کر باہم کچھہ مشورہ کیا ۔ اور آکر نول رای سی کہا کہ ہم تیس لاکھہ روپیہ دینے کا اقرار کرتے ہین ۔ اس مین سے نو لاکھہ بفورت کچھہ نقد اور کچھہ اسباب کی قسم سے حاضر کرتے ہین ۔ اور باقی اکیس لاکھہ تین سال کی مدت مین ادا کردینگی مگر شرط یہ ہی کہ فرمان شاہی بعطاے حقوق نواب سابق و خلعت سرفرازی کسیے حاصل ہونا چاہیے ۔ راے مذکور وہان سی یہ کہتا ہوا اوٹھا کہ جو کچھہ تم کہتے ہو ویسا ہی ہو ۔ مین وزیر کو اطلاع کئے دیتا ہون اور جو کچھہ حکم ہوگا آج شام کو اوس سی مین مطلع کر دونگا ۔ یہ کہکر وزیر کے پاس گیا ۔ اور کل ماجرا بیان کیا اونہون نے باہم صلاح و مشورہ کر کے ناظر یعقوب خان کو بی بی صاحبہ کے پاس بھیجا ۔ جسوقت بی بی صاحبہ کی نظر یعقوب خان پر پڑی اونکو اپنا چیلہ یعقوب خان و خان بہادر یاد آیا ۔ اور اوس کو یاد کر کے خوب روئین ۔ ناظر نے یعقوب خان و خان بہادر مرحوم کی یاد پر بی بی صاحبہ کو بہت تسلی دی ۔ بعد ازان جس پیغام کے واسطے آیا تھا اوس کا مذکور شروع کیا ۔ کہا وزیر نے فرمایا ہی کہ مین آپ کو اپنی مان کی برابر جانتا ہون غضنفر جنگ اور قایم خان بڑے رتبے کے امیر تھے ۔ اور ضرور ہی کہ اونکی جانشینو نکو بھی وہی مرتبہ حاصل رہی ۔ بالفعل خزانہ شاہی مین ایک کرور روپیہ داخل کرنا چاہیے ۔

بی بی جھیاں نے بے سمجھے بوجھے اور بغیر بی بی صاحبہ سے مشورہ کئے کہدیا کہ بی بی صاحبہ
اس عالم مجبوری مین کیا کرین نصف کرور یعنی پچاس لاکھہ روپیہ دینگی - ناظر نے تب ایک سادہ کاغذ
مسجل بہ مہر بی بی صاحبہ سے طلب کیا - اور بی بی صاحبہ نے اس امر کی اطلاع بہی شمشیر خان
اور جعفر خان کو نہ کی - اور کاغذ مہر کرکے ناظر کے حوالہ کردیا - ناظر کاغذ وزیر کے پاس لے گیا -
اور وزیر نے ساٹھہ لاکھہ روپیہ کا اقرارنامہ لکھدیا - اور بی بی صاحبہ سے کہا کہ فرخ آباد جاؤ
اور ناظر یعقوب خان و جگل کشور کو روپیہ لانے کے لئے ساتھہ کردیا - نول رای نے شمشیر خان
و جعفر خان کو طلب کیا اور اُن سے کہا کہ بی بی صاحبہ نے خود اپنی زبان سے ساٹھہ لاکھہ روپیہ دینے کا
اقرار کیا ہے - جو کچھہ رقم خزانہ شاہی مین داخل کرینگی - تم جواب دہ ہو - اس کے عوض تعلق
اور معافی محصول کا وعدہ کیا گیا ہے - شمشیر خان اور جعفر خان بی بی صاحبہ کے پاس گئے
اور شکایت کی کہ ہمنے تو تیس لاکھہ روپیہ پر تصفیہ کرلیا تہا - آپنے ساٹھہ لاکھہ کا اقرار کیون
لکھدیا - بی بی صاحبہ نے جواب دیا کہ اس مین اصلا میرا قصور نہین ہے - جو کچھہ کیا بی بی جھیان
نے کیا - خود کردہ را علاج نیست - ناچار بی بی صاحبہ ہمراہی ناظر یعقوب خان و جگل کشور
فرخ آباد کی طرف روانہ ہوئین - وہان پہنچکر جو کچھہ از قسم نقد و جواہر - ہاتھی گھوڑے
اسباب خانہ داری - باورچی خانہ کے برتن وغیرہ ہاتھہ لگا سب وزیر کے مختارونکے
حوالے کیا - وہان خواجہ سراؤن نے ہر چیز کو جانچا - اور ہر شے کی نصف قیمت لگائی
اور جو قیمت اس طور سے مشخص ہوئی اوس مین سے پچاس ہزار منہا کرلیا - یہ سب اسباب [illegible]
لاکھہ کا ٹہیرا - تب مختارون نے باقی [illegible] لاکھہ کا شمشیر خان و جعفر خان سے مطالبہ کیا -
مگر اونہون نے یہی جواب دیا کہ تین سال مین ادا کرینگے - ناظر نے کہا کہ بی بی صاحبہ وزیر کے
لشکرگاہ کو چلین جو کچھہ سفارش وغیرہ ہونا ہوگی وہین ہو جائیگی دوسرے روز بی بی صاحبہ
مع بیٹون اور چیلون کے وزیر کے لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوئین - جب [illegible] مین پہونچین [illegible]
استقبال کو آئے اور وہان سے انکی جلو مین ہمراہ ہوئے - جب وزیر کے لشکر کا قرب پہونچین
وہان اپنا ڈیرا قایم کیا - دوسرے روز نول رای نے شمشیر خان - اور دوسرے چیلون
کو بلا بھیجا - اور باقی رقم کا مطالبہ کیا - اور تمام دن جھگڑی جھڑپی باتون مین گذرا -
اور شام تک وہ اس امید مین بیٹھے رہے کہ تصفیہ حسب دلخواہ ہو جائیگا - اب نول رای
بذریعہ ہرکارے کے اول اطلاع بہیجکر وزیر کے پاس گیا - اور کل حال بیان کیا - قریب

تن بارہ ہزار سواروں کے ساتھ رہتے تھے۔ یہ جاسوسی یا قاصدی کے کام پر متعین تھے
چیلوں کے مذکور میں وزیر نے لوگوں سے یہ بھی ظاہر کر دیا کہ بی بی صاحب کے ساتھ ایک
امیدہ پٹھانوں کا آیا ہے۔ اور ان چیلوں سے کہلا بھیجا کہ آج رات تم نہیں ہو تمہارا معاملہ کل پر
ملتوی کیا گیا ہے۔ اور دونوں راستے اس احتمال سے بخطر احتیاط کہ شاید پٹھانکی متقابل میں آئیں
بی بی صاحبہ کے خیمے کے روبرو چند توپیں زنجیروں سے جکڑی ہوئیں تمام رات قائم رہیں رات کی
تاریکی میں وہاں سے باہر رہے۔ اب بی بی صاحبہ سے یہ دریافت کر بھیجا کہ آپ بغرض تصفیہ شرائط
آئی ہیں یا بقصد جنگ اگر بہ ارادہ صلح آئی ہیں تو ان مسلح افغانوں کو جو آپکے ہمراہ آئے ہیں اپنے
مکانوں کو واپس بھیج دیجئے۔ بی بی صاحبہ نے ہر ایک کمپنی کے سردار کو بلا کر حکم دیا کہ سب تم لوگ واپس
جاؤ۔ پٹھانوں نے عرض کیا کہ ہم ملازم موروثی ہیں ہم سے نہیں ہو سکتا کہ آپکو اس صورت سے دشمن کے
قابو میں چھوڑ جائیں کیونکہ تنہا چھوڑ دینے سے ہمیں خوف ہے کہ کہیں آسیب آپکو نہ پہونچے بی بی صاحبہ
نے جواب دیا کہ کوئی عاقل رقم کثیر دینے پر رضامند ہونے کے بعد پھر ایذا دینے کا ارادہ نہ کریگا
تب پٹھانوں نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کے عزم میں ہماری عرض کارگر ہو گی لاچار سب کو واپس گئے
اور باغات میں بغرض حفاظت جا بجا اور خاندان کے قیام کیا اور یہاں شب و روز مسلح کھڑے
رہتے تھے۔ شمشیر خان اور دوسرے چار چیلوں کو زیر حراست رکھنے کا حکم دیکر وزیر نے مشرق
کی جانب کوچ کیا جب یہ خبر فرخ آباد کے پٹھانوں کو پہونچی کہ پانچ چیلے گرفتار ہو گئے ہیں اور
وزیر مشرق کیطرف بڑھتے آتے ہیں سب شہر کو چھوڑ کر مع متعلقین مئو کو ادھر گئے۔ اور
ایک متنفس بھی شہر میں باقی نہ رہا جب وزیر مع لشکر مئو کے قریب پہونچے تو نول رای نے اجازت چاہی
کہ حکم ہو تو میں مئو کو جلا کر خاک سیاہ کر دوں کہ نام و نشان اس قوم پٹھان کا باقی نہ رہے۔ ہر چند کہ
وزیر کی آرزو دلی بھی یہی تھی۔ مگر از راہ دور اندیشی یہ جواب دیا کہ ہنوز پٹھانوں میں بہت زور
باقی ہے۔ اور بہت کثرت سے ہیں۔ شاید انکو غلبہ حاصل ہو جاوے اسلئے ابھی حملہ کرنا خوب نہیں
اس ارادے کو کسی موقع مناسب پر موقوف رکھنا چاہیے۔ یہ بڑے شکر کا مقام ہے کہ قائم خاں کی
ماں اور اوس عورت کے بیٹے اور چیلے ہمارے ہاتھ آ گئے ہیں۔ جب وزیر مئو کے قریب پہونچے
تو جو اندیشہ کہ اونہوں نے اپنے دل میں دور کیا تھا اوس کو بالکل صحیح پایا تمام افغان کیا پیدل
کیا سوار سب تیر تبر۔ بان بندوق سے مسلح پایا دہ صفیں باندھے کھڑے تھے۔ وزیر اونسے
جنگ کی کوشش نہ کر کے مشرق کیطرف دریاے گنگا کے کنارے بڑھتے چلے گئے۔

یہانتک کہ یاقوت گنج مین داخل ہوئی یہ مقام فرخ آباد سی چھہ میل کے فاصلے پر جنوب و مشرق کی طرف واقع ہی۔ یہان وزیر نے بڑا ڈالدیا نول رای شمس آباد سی گذر کر فرخ آباد پہنچا اور قلعہ مین داخل ہوا اور وہان بوجوہ چند مقام کیا۔ جب اوسنے قلعہ اور مکانات کو دیکھا کہا کہ اونہین مکانات کے بہروسے پر باون ہزاری بنتے تہے قلعہ تو چہوٹے سے زمیندار کی گڑھی کی برابر بھی نہین ہی اور اسی طرحکے الفاظ تہتک آمیز زبان پر لایا۔ دوسرے روز کوچ کرکے یاقوت گنج مین وزیر سے جاملا جیسی کہ چڑیمار جنور لونکو دام مین لانیکی غرض سے دانہ ڈالتا ہی اوسی طرح وزیر بی بی صاحبہ اور چیلون کو طرح طرح نعمتین کہلاتے تھے اور رسد وغیرہ بافراط مہیا کردی تہی اور تصفیہ معاملہ مین آج کل کرتے تھے اور بی بی صاحبہ وغیرہ کا ہر روز اس امید بین گذرتا تھا کہ آج ہم بطلے خلعت و خطاب رخصت کئے جاتے ہین ان بیچارون کے کتنے روز اس امید موہوم مین کٹے ایک رات وزیر نے نولرای سے صلاح پوچھی کہ اب کیا کرنا چاہیے اوسنے رای دی کہ چیلون کو پابزنجیر کرکے اپنے ساتھ لیکر آپ دہلی کیطرف روانہ ہون۔ اور بعد آپکی روانگی کے مین بی بی صاحبہ اور اونکی پانچون بیٹونکو گرفتار کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بہیجدونگا وزیر نے اس عرض کو منظور کیا۔ اور دوسرے روز پانچون چیلون یعنی شمشیر خان و جعفر خان و نعیم خان و اسلام خان و سردار خان کو گرفتار کرکے ہاتھی پر سوار کیا اور فوج منزل بمنزل محمد آباد و سرای آگہت کی راہ سی دہلی کیطرف روانہ ہوئی وزیر کی روانگی کی بعد نول رای نے قایم خان کے پانچون بہائیون حسین خان اور اسمعیل خان اور امام خان اور فخر الدین خان اور کریم داد خان کو طلب کیا اور اونکی روبرو از راہ مکر اونکی خاندان کی سخاوت و شجاعت و صولت و دبدبہ کی بڑی تعریف کی۔ اور بعد اسکے خود کسی حیلہ سی اوٹھا اور ایک معتمد سی یہ کہتا ہوا چلا کہ صاحبزادونکی واسطے خلعت لاؤ یہ کہکر وہ تو چلا گیا اور فی الفور میر محمد صالح چند مسلح جوان اور ایک لوہار لیکر مع زنجیرونکی آموجود ہوا۔ نواب حسین خان کہ وہ بھی امامیہ مذہب تھا میر محمد صالح سے کہنے لگا میر صاحب کیا اور کوئی موجود نہ تھا کہ اس کافر نے یہ کام آپکے سپرد کیا جاے تعجب ہی کہ آپ سید ہوکر ایسے نالائق کام کو اختیار کرین کاش ہمارے سلاح ہمارے پاس اسوقت موجود ہوتے تو تلوار کا لطف دکہاتے۔ یہ کہکر یاقوت بٹھادیا۔ سر ایک بہائی نے بوجہ باہمی محبت کے کہا کہ پہلے بیڑیان میرے پاؤن مین ڈالو۔ بعد ازان انکو زیر حراست کرکے الہ آباد کے قلعہ مین بہیجدیا جب انکی گرفتاری کی خبر مشہور ہوئی تو افغانونکو بڑا انتشار پیدا ہوا۔

وزیر کا نول راے کو قایم خان بنگش کے ملک پر اپنی طرف سے حاکم کرنا - نول راے کا پٹھانون کو بڑی ذلت پہونچانا بی بی صاحبہ کی رہائی

نواب وزیر کے حکم سے نولرای نے قنوج مین قیام اختیار کیا - یہ شہر فرخ آباد سے بسمت جنوب و مشرق چالیس میل کے فاصلے پر دریاے گنگا اور کالی ندی کے اتصال پر واقع ہے - یہ شہر اسوجہ سے پسند کیا گیا کہ صوبہ اودہ الہ آباد و ریاست فرخ آباد کے وسط مین واقع ہی نول راے نے موتی محل مین سکونت اختیار کی اس عمارت کو میران کی سراے کے بانی نے تعمیر کروایا تہا اس مکان کو نول راے نے رنگ محل کے نام سے موسوم کیا تہا - خاص نول راے کے حکم مین چالیس ہزار سوار تھے - اسکے سوا بہت سی فوج نثار اللہ خان و امیر خان و عطاء اللہ خان حاکم سابق عظیم آباد و مرزا علی قلی خان و مرزا محمد علی خان کوچک و مرزا نجف بیگ و مرزا مشہدی و آغا محمد باقر و میر قدرت علی خان دائی پوری و میر محمد صالح میران پوری کے زیر حکم تھی وزیر نے تمام ریاست فرخ آباد کو خالصہ کر لیا مگر شہر فرخ آباد مع بارہ موضع کی جو شہد فرخ سیر سے افاغنہ کے آل تمغا تھے قایم خان کی والدہ کے نام بحال رکھے[۱] - قنوج سے عامل و سزاول روانہ کیے گئے کہ وہ کوچہ بکوچہ ہر ایک گانون مین افغانو کی شکست و ذلت کی منادی کرین - ان ملازمین نے اس حکم پر اور بھی حاشیہ چڑہایا کہ شہر شمس آباد و عطائی پور و قایم گنج کے علاقہ مین جو بستیان مین وہان سے جرمانہ بھی وصول کیا - فقط مئو اس ظلم سے مصئون تھا - اور یہ بھی صرف اس باعث سے حفاظت مین تھا کہ یہان بیشمار پٹھان بنگش خاندان کے از اقوام آفریدی و طوبہ و خٹک و غلزئی و ورکزئی و گوجر و خلیل و مہمند بستے تھے - یہ سب شب و روز مقابلے کے واسطے آمادہ رہتی تھی مگر اس خوف سے اپنی جانب سے جنگ کی ابتدا نہین کرتے تھے کہ مبادا دشمن بی بی صاحبہ کو ضرر پہونچاوین جو نول راے کے اختیار مین تھین - گیان پرکاش کا مولف اس مقام پر نول راے کے دبدبہ اور سیاست کے متعلق ایک بات بیان کرتا ہی کہ راجہ اکبر یار خان کو

---

[۱] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

فرخ آباد چھوڑکر قنوج کو گیا۔ معلوم ہوا کہ چوروں اور ڈاکوؤں کے خوف سے شہر کے دروازے
شام سے بند ہو جاتے ہیں راجہ نے منادی کرادی کہ جو کوئی دروازہ بند کرے گا وہ مجرم
متصور ہوگا ۔ اور کوتوال کو یہ حکم دیا کہ اگر اب شہر میں چوری ہوئی تو سخت سزا دوں گا جب تک
راجہ کا عمل دخل رہا کسی شخص کا ایک پائی کا نقصان نہوا اب پٹھانوں نے بی بی صاحبہ کی رہائی
کے لئے یہ تجویز کی کہ منشی صاحب رائے قدیم ملازم بنگش کو جو نول رائے سے شناسائی بھی
رکھتا تھا۔ نول رائے کے پاس روانہ کیا۔ چونکہ نول رائے اور صاحب رائے دونوں ایک قوم کے تھے
اور صاحب رائے نے نول رائے سے دہلی میں شناسائی بھی حاصل کرلی تھی ۔ اوس نے نول رائے
کے پاس پہونچکر تھوڑے دنوں میں اسقدر رسائی بہم پہونچائی کہ صحبت مے نوشی میں بھی آنے جانے
لگا۔ اور یہ صحبت ہر شب کو بعد انصرام امور منصبی کے رنگ محل میں ہوا کرتی تھی۔ ایک دن صاحب رائے
نے رخصت کے بارے میں عرضی لکھکر ایک ذرا سی جگہہ خالی چھوڑکر اپنے ہاتھ میں لیکر رات کو صحبت
مے نوشی میں راجہ کو پیش کی اور عرض کیا کہ شاہی رئیس کے داروغہ کے نام رخصت کی اجازت
چاہتا ہوں ۔ اوس نے حکم دیا کہ رخصت کردیں۔ اسطرح حکم لکھا کر رخصت ہوکر اپنے ڈیرے پر
آیا۔ اور عرضی میں جو جگہہ ذرا سی سفید چھوڑی تھی وہاں بی بی صاحبہ والدہ قائم خان کا نام
لکھکر داروغہ کے پاس جاکر دو ہزار روپئے بی بی صاحبہ کیطرف سے بطور انعام کے دئے اور
پھر جو رات باقی رہی رتھ پر سوار کراکے روانہ ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ اپنی جان سے ہاتھ دہو کر یہ
کیا ہے ۔ جب صبح کو راجہ نول رائے دربار میں بیٹھا داروغہ نے مجرا عرض کرکے وہ عرضی دکھائی راجہ
حکم اور دستخط دیکھکر دریاے حیرت میں ڈوب گیا ۔ اور سوچنے لگا کہ اگر یہ کہتا ہوں کہ مغالطہ دیکر
دستخط کراتے ہیں تو بدنامی ہے۔ اور جس شخص نے یہ کام کیا ہے ۔ اوس نے اپنی جان سے ہاتھ
دہوکر اپنے آقا کے ساتھ نمک حلالی کی ہے ۔ راجہ نے صاحب رائے کو بلاکر کہا کہ تیری نمک حلالی پر
آفرین ہے کچھ جان کا خوف نہ کیا ایسے آدمی جہاں میں کم ہوتے ہیں[1] ۔ مگر آردن صاحب نے
تاریخ فرخ آباد میں اس حکایت کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے ۔ اوس نے لکھا ہے کہ یہ کام
نول رائے بدست ہوا۔ اور گو کہ دہرم شاستر کا اوس کو ذرا بھی علم نہ تھا ۔ مگر اوسوقت
حالت نشہ میں کچھ مذکور دہرم کا اور کچھ برائی اپنی بہادری کی کرنا شروع کی صاحب رائے بھی

۱؎ دیکھو گیان پرکاش ۱۲

اوسوقت متوالا بنا اور اسیطرح کی گفتگو کرنے لگا - کہ یہ سب صحیح ہی - لیکن جبتک قول اور فعل یکسان نہون تو سب دہرم ریا ہے - کیونکہ مین دیکھتا ہون تمھارے سب کام شاستر کی خلاف ہین نول رای نے جواب دیا کہ مینے آجتک کوئی کام ایسا نہین کیا جو شاستر کے خلاف ہو صاحبرای نے کہا کہ اچھا بتلاؤ کہ شاستر مین کہان لکھا ہی اور کس منی یا رشی کا قول ہی کہ بے گناہ بیوہ عورت پر ظلم روا ہے - اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ - نول راے نے جواب دیا کہ مینے
کسی عورت پر ظلم روا ہے - اگر کوئی اشلوک شاستر کا تمکو معلوم ہی تو سناؤ - نول رای نے جوابدیا کہ مینے
کسی عورت کو ایذا نہین دی ہی - صاحبرای نے مسکرا کر کہا کہ مینے ایک بہائی کو قید مین رکھا ہی اور لوگ کہتے ہین کہ اوس کا کچھہ بھی قصور نہین ہی - پھر یہ ظلم نہین تو کیا ہے - اب جو تم دہرم کی باتین کرتے ہو سب فضول ہین - اور فرض کیا جاے کہ اوس نے قصور بہی کیا ہی - لیکن اب جو تمام ملک تمھارے قبضے مین ہی - اور تم نے امن بھی قایم کر لیا ہے - پہر ایک بیگناہ بیوہ عورت کو قید مین رکہنا کیا ضرور ہی - صاحبرای کی یہ تقریر نول راے کو معقول معلوم ہوئی اوسوقت آدھی رات تھی اوسنے صاحبراے سے کہا اچھا تم جاکر اوس کو چھوڑ دو صاحبراے نے کہا بغیر تمھاری تحریری حکم کے سپاہی ہرگز نہ چھوڑینگے فوراً نول راے نے مدہوشی مین ایک تحریری حکم رہائی پر اپنی مہر ثبت کر کے صاحبراے کے حوالے کیا صاحبراے فی الفور پھاٹک پر پہونچا سپاہیونکو حکم دکھلایا اور اونکو کچھہ انعام بھی دیا اور بی بی صاحبہ کو وہانسے نکالکر تاکید کی کہ فوراً اپنے رتھہ پر سوار ہوکر جلدی یہانسے روانہ ہو اونہون نے اسقدر جلدی کی کہ اسّی میل کا فاصلہ نو گھنٹون مین طے کیا - اور رتھ پہونچکر ایک بیل گر کر مر گیا - جب قنوج مین صبح ہوئی تو صاحبرای نے سب لوگونکو خاموش رہنے کی غرض سے خود نول راے سے ہنسکر پوچھا کہ تمنے کل رات کوئی حکم بی بی صاحبہ کی رہائی کا دیا ہے - جب نول راے نے انکار کیا تو اوس نے حکم تحریری نکالکر دکھلایا - اوسوقت نول راے نے صاحبراے کو بہت ملامت کی کہ تمنے اپنی دوست قدیم کو فریب دیا اوس نے جواب دیا کہ حق نمک حق دوستی سے بڑھکر ہے تب نول راے نے خفا ہوکر کہا کہ ہماری سامنے سے چلے جاؤ یہ کہکر اوس نے حکم کیا کہ پانسو سوار پٹھان کو گرفتار کر لانے کے لیے فوراً روانہ ہون یہ سوار بنی گنج دکالی ندی تک گئے - مگر اوس کو کہین نہ پایا - اب نول راے نے کل جاگیر کو لکھہ بھیجا کہ اسطرح جسے بنا کر لکھا کہ جیسے بنے اپنی اوپر حرف نہ آئی -

نول راے کی حکومت کی سختی سے پٹھانون مین بغاوت کے

خیالات پیدا ہونا

نول رائے کے اہلکار دن و ملازمون کا ظلم حد سے گذر گیا یہانتک کہ عاجز آکر افغانون نے
مقابلے کی فکر شروع کی آخر ایک ایسی واردات ظلم کی پیش آئی جس سے افغانون کو مجبوراً آمادۂ
جنگ ہونا پڑا صورت اوسکی یہ ہے کہ ایک روز کوئی عورت بازار مین سوت بیچنے کے واسطے گئی
ایک ہندو ملازم نول رائے نے اوس کا سوت خرید کیا اور قیمت دیکر چلا گیا عورت وہ روپیہ
اپنے خرچ مین لائی بعد ایک مہینے کے وہ ہندو سوت واپس لایا۔ اور عورت سے کہنے لگا کہ
اپنا سوت لے اور میرے دام بھی واپس دے عورت نے جواب دیا کہ اب تو مین واپس نہین دیسکتی ہون
اور نہ زمانے مین ایسا دستور ہے کہ ایک مہینے کے بعد سودا واپس دیا جاوے اسپر ہندو نے
اوسے گالی دی اوسنے بھی جواب ترکی بترکی دیا تب ہندو نے پاؤن سے جوتا اوتار کر اوس عورت
کو مارا تب وہ عورت سر اور چھاتی پیٹتی ہوئی افغان رئیسون کے پاس گئی اور کہنے لگی کاش خدا تمکو
فقط بیٹیان دیتا لعنت خدا کی تمپر کہ پگڑی باندہتے ہو اور تمہارے کئے کچھہ نہین ہوتا کہ کوتوالی کے
ایک ادنی ہندو نے آفریدی کی جورو کو جوتی سے مارا جب پٹھانون نے یہ ماجرا سنا اونکو تاب نرہی
اور رستم خان ایک ممتول آفریدی اور دوسرے افغان جو شہر کے سردار تھے سب ملکر بی بی
صاحبہ کی ڈیوڑھی پر گئے اور عرض کیا کہ اب ہمسے نول راے کے جور سہے نہین جاتے بی بی صاحبہ
نے پوچھا کہ آخر صلاح کیا ہے۔ تب انہون نے جواب دیا کہ اگر آپ اپنے ایک بیٹے کو ہمارا سردار
کرین تو ہم نول راے سے جنگ کرین۔ اوس نے جواب دیا کہ یہ خیال اپنے دل سے دور کرو مین
تمکو کیسے دون میرے پانچ بیٹے تو الہ آباد کے قلعہ مین ہین۔ اور خاص خاص چیلے دہلی مین مقید ہین
جب رستم خان نے دیکھا کہ بی بی صاحبہ کچھہ خیال ہی نہین کرتین تو اونسے دوسری تدبیر سوچی۔

نواب احمد خان غالب جنگ برادر قائم خان بنگش کی مسند نشینی
اور نول راے کے ساتھ جنگ کی تیاری

احمد خان نواب محمد خان بنگش والی فرخ آباد کا دوسرا بیٹا تھا۔ جب وزیر صفدر جنگ ضبطی ریاست
فرخ آباد دہلی کو واپس آے تو اوس زمانے سے احمد خان نے اپنے گھر کے گوشۂ عافیت
مین سکونت اختیار کی۔ یہ مکان فرخ آباد مین واقع ہے اسوقت اوسکی صرف اسقدر مقدرت تھی

اوسکی خدمت مین فقط دو نوکر اور ایک چھوکرا رمضانی نام تھے جولائی سنہ ۵۰ء مین پندرہ جوان توسی اوسکی مکان کو گھوڑون پر سوار اور ایک ایک غلام ہمراہ لئے ہوئے عین دوپہر کے وقت پہنچے اونکو دیکھکر احمد خان نے متحیر ہوکر پوچھا کہ اسوقت کس ضرورت سے آئے ہو اونھون نے بولے رات کے جاسوسون کے خوف سے کہ شب و روز شہر مین گشت کیا کرتے تھے ۔ جواب دیا کہ ہم شادی کے واسطے سامان خریدنے کو آئے ہین نواب نے اونکی واسطے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا بعد اسکے افغانون نے کہا کہ ہم آپ سے خلوت مین کچھ کہنا چاہتے ہین ۔ دونون خادم اور رمضانی کو باہر کر دیا ۔ اور باہم بات چیت شروع ہوئی ۔ یہ سب زنانے مکان مین تھے اور زنجیر اندر سے بند تھی ۔ پانچ چھہ گھنٹے تک گفتگو رہی ۔ آخرالامر یہ معلوم ہوا کہ نواب نے اونسے کہا کہ مجھے تمپر اعتبار نہین ہے جیسے تمنے قایم خان کو میدان جنگ مین تنہا چھوڑ دیا اسیطرح میرا ساتھ چھوڑ دوگے اونھون نے عہد کیا کہ ہرگز ہمسے ایسا نہوگا اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ہم کسی حال مین آپ کا ساتھ نہ چھوڑینگے یا جان دینگے یا فتح حاصل کرینگے نواب نے اونسے قسم چاہی اونھون نے قرآن مجید کی قسم کھا کر کہا کہ ہم اپنے عہد پر ثابت قدم رہین گے قریب غروب پٹھان رخصت ہوئے اور کہا کہ ہم کو کل تمھارا انتظار رہیگا ۔ دن بہت کم ہے اور سودا سلف کرنا ہے وہانسے ترپولیا بازار کو پہونچے ۔ جو جو شی جس جس کو مطلوب تھی خریدکی نول رائے کے جاسوس اور سپاہیون نے اونھین روکا اور پوچھا تم کہان آئے ہو ۔ اونھون نے جواب دیا ہم بارات کی کپڑا خریدنے آئے ہین یہ سب رستم خان اور دوسرے پٹھان تھے ۔ یہ رات کو احمد خان کے مکان پر رہے اور اپنے حسب منشا اوس سے عہد و پیمان کرکے مئو کو واپس آئے تھوڑے دن بعد گل میان نام ایک قاصد مئو سے بی بی صاحبہ کے پاس سے احمد خان کے پاس آیا ۔ اور یہ پیام لایا کہ بی بی صاحبہ نے آپ کو بلایا ہے احمد خان مئو کو چلا وہان پہنچکر بی بی صاحبہ کی خدمت مین حاضر ہوا اور نذر گذرانی شاید اس باب مین بی بی صاحبہ سے پیشتر سے گفتگو ہو چکی تھی باوجودیکہ احمد خان ارد ھمک[1] کی بیماری رکھتا تھا ۔ مگر رستم خان اور دوسرے پٹھانونکی رائے اور بی بی صاحبہ کی اجازت سے سردار بنایا گیا اسوقت تمام پٹھان اسپر مستعد ہو رہے تھے کہ نول رائے پر حملہ کیا جاے صرف اسقدر دقت تھی کہ ان

---

[1] گٹھیان بیدکاش ۱۲

غریبون کے پاس روپیہ تھا رستم خان نے اس اقرار پر چند ہزار روپیہ دیا کہ جسقدر ریاست واپس
ملے اوس مین سے نصف حصہ مجھے ملے یہ روپیہ بحسب ضرورت اونکے بھائیون اور عمندارون مین
تقسیم ہوا دس ہزار روپیہ احمد خان کو بھیجا گیا کہ اپنی اشد ضرورت مین صرف کرے بعوض
اسکے احمد خان نے رستم خان کو بخشی یعنی سپہ سالار مقرر کیا۔ اور خلعت ہفت پارچہ مرحمت
کیا۔ موضع قایم گنج کے متصل موضع جلولی کے ایک دولتمند گھسا نامی نے کئی ہزار روپیہ
اس اقرار پر پیشگی دیا کہ بعد فتح موضع مذکور کی معافی اوسے دیجائیگی۔ اور ایسا بھی کہتے ہین کہ کچھہ
روپیہ لوٹ سے بھی حاصل ہوا یعنی ایک مہاجن کا مکان جو مئو سے سو لہاس پر تھا لوٹ لائے پہلن
نشتر توڑنے سے روپیہ ہونگے اور ایک توڑہ اشرفیون کا ملا۔ جب اس صورت سے کچھہ روپیہ فراہم ہوگیا تو احمد خان
نے جلولی کے پاس موتی نا ع‍ین جھنڈا لگا یا۔ قریب چھہ ہزار کی فوج مجمع ہوگئی اور افواہ یہ مشہور ہوئی کہ
پچاس ہزار فوج جمع ہوئی ہے۔ بی بی صاحبہ نے احمد خان کو خلعت بہ تقرر نواب عنایت
کیا اور پٹھانون نے نذرین گذرانین۔ گھسا کو ر می شمس آباد کے تھانے پر حملہ کرنے کے لئے
بھیجا گیا۔ شمس آباد مئو سے پانچ چھہ میل سمت مشرق واقع ہے۔ اوس روز لوگون نے جو خاص سوا
مقرر ہوئے تھے نول راے کے سب تھانون پر حملہ کرکے اوسکے ملازمون کو بھگا دیا آمادگی سے
نوروز کے بعد احمد خان نے اپنا روپیہ خیمہ مین لاکر رکھا اور منادی کرادی کہ جس کسیکو نہایت
احتیاج ہو تیسرے فاقے اس مین سے پانچ پیسہ فی پیادہ اور تین آنہ فی سوار لے اس سے
زیادہ کوئی نہ لے اور جس کے پاس کچھہ موجود ہو وہ کچھہ نہ لے اب قریب بارہ ہزار سوار اور
بارہ ہزار پیادون کے مجمع ہوگئے۔ جب یہ خبر اکبر یار خان کو پہنچی جو پرگنہ کورادلی ضلع مین پوری
مین کالی ندی کے اوسطرف مقیم تھا اور صفدر جنگ اوس لڑائی کی نیابت مین بیس ہزار
سوارونکے ساتھہ مقرر کرگئے تھے۔ تو اوس نے وہانسے کوچ کرکے علی گنج مین جو مئو سے چھہ
سات کوس کے فاصلہ پر ہے پڑاو ڈالا۔ ایک بنگش سردار فتح ماموں خان نامی صفدر جنگ
کی سرکار مین چار سو سوارونکی افسری پر مقرر تھا۔ اور اکبر یار خان کے ساتھہ متعین تھا رستم خان
نے ان دونون مین فساد اور بدظنی پیدا کرنے کے لئے ایک خط اس مضمون کا فتح ماموں خان
کے نام لکھا کہ آپکے اس ارشاد کے بموجب کہ " تم ہوجاؤ مین خانصاحب اکبر یار خان کو عبور
دریا کراکے لاتا ہون اس طرف سے مین اور ادھر سے تم اونکو گھیر کر پکڑلو " سب انتظام
درست کرلیا ہے۔ جسوقت آپ لکھین سوار لیکر پہنچون۔ اور اکبر یار خان کو گھیر لون

رستم خان نے یہ خط اپنے ہرکارے کو دیا اور اوسکو ہدایت کر دی کہ اکبر یار خان کے کیمپ مین پہنچکر اونکی ڈیوڑھی پر فتح ماموں خان کا ڈیرہ دریافت کرنا۔ چنانچہ ہرکارہ وہ خط لیکر وہان پہنچا اور اکبر یار خانکی ڈیوڑھی پر فتح ماموں خان کا ڈیرہ دریافت کیا۔ اکبر یار خان کے ہرکارون نے خط اوس سے لیکر اکبر یار خان کو دکہا دیا اوس نے دلمین سمجہا کہ بیشک سپاہی ہوگیا اور اوسی وقت جوکی کے نیل پر سوار ہوکر کوڑاولی کیطرف چلا گیا۔ فتح ماموں خان نے اس بات کو تعجب کیا اور آدمی بھیجکر اونسے دریافت کیا کہ اسطرح یکایک کہان جاتے ہو اور اپنے روانگی کے ارادے سے مجہکو اطلاع بھی نہ کی۔ اکبر یار خان نے جواب دیا کہ تم بھی سوار ہوکر میرے پاس جلد چلے آؤ سب حال روبرو کہونگا۔ آدمی جب یہ جواب لایا تو فتح ماموں خان نے روانہ ہوکر اوس سے ملاقات کی اوس نے خط دکہایا اور کہا کہ پڑھو فتح ماموں خان نے پڑہکر ہاتھ سر پا ہتہ مارکر کہا کہ زرگری ہے مین نمک حرام نہیں ہون آپ بغیر میرے مشورہ کے کیون روانہ ہوئے اب آپ لوٹ چلئے مین ہراول ہوتا ہون آپ مجہسے چار کوس پیچھے رہئے۔ اکبر یار خان سے دل مین ایسا خوف جم گیا تہا کہ نہین لوٹا۔ اور اوسی طرح کوراولی کو چلا گیا۔ جب رستم خان نے یہ خبر سنی تو وہ ہزار سوار و پیادون کی فوج کے ساتھ کہاس کوہی پر دہاوا کرکے تمام بازار لشکر کو جو بیخبری کی حالت مین تہا لوٹ لیا اور وہان سے شمس آباد کو آیا۔ نواب احمد خان نے موتی باغ سے کوچ کیا۔ پانچ روز مین پٹھان فرخ آباد پہنچے بہادون کا مہینہ تہا بارش بہ شدت ہو رہی تھی۔ یہان یہ صلاح ہونے لگی کہ اول رشید پور کے بمبئلہ پر جسنے کسی قلعہ پر قبضہ کر لیا تہا حملہ کرنا چاہئے مگر احمد خان نے اس تجویز کو نامنظور کیا۔ اور کہا کہ ابھی اس جہاد مین نہ پڑو جب تک لڑائی کو فتح کر لو پھر کوچ کرکے دوسرا مقام امان آباد پرگنہ بہوجپور مین کیا جو فرخ آباد سے دہ میل کے فاصلہ پر جنوب کی طرف کانپور کی سڑک پر واقع ہے۔

جنگ خداگنج و قتل نول رائے

پٹھانونکے صرا وہانسے سے تہوڑے ہی دنون بعد نول رای کو خبر پہونچی کہ مؤ کے افغان جنگ پر آمادہ ہوئے ہین اور تمہارے سب تھانے لوٹ لئے ہین نول رای نے گالیان دینا شروع کین۔ اور کہنے لگا کہ ان نان پزون اور کوجڑون کو مع اونکی عورتون کے برہنہ کرکے سبکو ہاتھی کے پاؤن تلے روندوا ڈالون تو سہی یہ کہکر مع اپنے توپخانے و لشکر کے قنوج سے مغرب کیجانب کو کوچ کیا۔ اسکے ساتھ بیشمار فوج اور چہوٹی بڑی سب ایکہزار توپین تہین

اوسنے حتی المقدور بہ تعجیل تمام کالی ندی کیطرف کوچ کیا - اور اس ندی کو اوترکر اوس کے بائین کنارے پر خداگنج مین پڑاو ڈالا جو فرخ آباد سے جنوب مشرق کیطرف بفاصلہ ۷ میل اور قنوج سے شمال مغرب کیطرف بیس میل کے فاصلے پر ہی نول رائے نے نواب ابو المنصور خان صفدر جنگ کو تمام حال لکھا تھوڑے ہی عرصہ کے بعد نواب وزیر کے پاس سے راجہ کو یہ حکم ہوچکا کہ مین خود آتا ہون جب تک مین پہنچ نہ جاون جنگ ملتوی رکھنا وزیر نے اپنے خط مین یہ بھی تحریر کیا تھا کہ اگر ان جانورون یعنی افغانون مین سے بعد جنگ زندہ بچ رہینگے تو سب کے سب گردن مین پتھر باندھکر ندی مین ڈبا دئے جاینگے یہانتک کہ اون کا تخم سرزمین ہند مین باقی نرہی نول رائے نے بہ تعمیل حکم اپنے پڑاو کے گرد خندق کہدوائی اور خندق پر توپین لگا دین - اور سب گھوڑ سوارون سے باہم جکڑ دیا اور نقیبون کو حکم دیا کہ خیمہ بہ خیمہ وزیر کے حکم کی منادی کردین اور کہدین کہ اگر کوئی دشمن سے جنگ کا عزم کریگا تو وزیر و راجہ کے عتاب مین پڑیگا - اس عرصے مین احمد خان نے حسب تجویز رستم خان کی مشرق کی سمت کوچ کا حکم دیا اوسکی ذاتی فوج اوسکے بیٹے محمود خان کے زیر حکم تھی جسکی عمر اوسوقت صرف پندرہ سال کی تھی اور باقی سپاہ ذوالفقار خان و خانساماں خان و جمال خان و بہادر خان و محمد ماہ خان و بازید خان داؤد پوری و روشن خان و کھن و عبد الرحیم خان و ابراہیم خان کشمیری و مرزا انور بیگ کے تحت مین تھی اور محمد خان غضنفر جنگ کے چیلے مندرجہ ذیل بھی شامل جنگ تھے - یعنی حاجی سرفراز خان و راست خان و سرمست خان و نامدار خان کلان و نامدار خان خرد و شیر دل خان و نا ہر دل خان و جواہر خان و حافظ اللہ خان و صلابت خان و باز خان و بہادر خان پانچ بیٹے شمشیر خان کے دو بیٹے مقیم خان کے اور عثمان خان و اللہ اسلام خان و مہتاب خان و دلاور خان جنوبی افغانون نے نول رائے کی فوج سے دو میل کے فاصلے پر پڑاو ڈالا یہ پڑاو راجے پور کی بستی سڑک پر خداگنج سے بفاصلہ تین میل شمال مغرب مین واقع ہی - نول رائے کی کمک کے واسطے وزیر نے ۲۷ و ۲۸ شعبان سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۱۲ و ۱۳ جولائی سنہ ۱۷۵۰ء کو فوج تعدادی تیس ہزار بماتحتی نصیر الدین حیدر جو وزیر کا ہم زلف تھا و اسماعیل بیگ کابلی جو وزیر کی فوج کا سپہ سالار الا ارکی کا چیلہ مشہور تھا - اور راجہ دیبی دت فوجدار کوئل اور محمد علی خان ولد پائندہ خان انگریزی کے روانہ کی چونکہ اسماعیل بیگ کو راجہ سے دلی بغض تھا اسلئے اوس نے پہنچنے مین تساہل کیا جب جسونت راجہ مین پوری نے سنا کہ یہ فوج سکیت پہنچی تو اوسنے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ فوج عنقریب مین پوری

پہنچے گی اگر اسکے پہنچنے سے قبل تمنے نول راے کو سمجھہ لیا تو بہتر ورنہ دو طرف سے تم پر حملہ ہوگا۔ صاحبزاے نول راے کے کیمپ مین موجود تھا۔ احمد خان کے ہر کارے خفیہ اوسکے پاس آتے جاتے رہتے تھے اوسنے بھی ایک پرچہ پر یہ شعر لکھکر احمد خان کو بھیجدیا ؎

اے مہ خورشید لقا زود بیا زود بیا ❊ دیر مکن بہر خدا زود بیا زود بیا ❊

یہ خبر سنتے ہی نواب احمد خان نے رستم خان و سردار خان کو طلب کیا۔ اور اونسے کہا کہ یہ ماجرا ہے اور اب تمھاری صلاح کیا ہے۔ اونھون نے جواب دیا کہ ہم حاضر ہین۔ نواب نے کہا کہ کل تابہ الہی بر بھروسہ کرکے حملہ کرینگے کہ جو کچھہ ہونا ہو سو ہو جاے۔ گل میان کہ بڑا عاقل جاسوس تھا بقری نہیں کرکے دشمن کا بھید لینے کے واسطے روانہ ہوا۔ یہان اسنے دیکھا کہ سب طرف توپین چڑھی ہوئی ہین۔ اور کوئی جانب غیر محفوظ نہین ہے کہ جسطرف حملہ کیا جاے۔ صرف ایک طرف خندق پر بائیس سید متعین کئے گئے تھے۔ اسجانب جینہ توپین۔ تھین یہ پڑاو کی پشت تھی اور اسی طرف کالی ندی کا کنارہ تھا گل میان نے واپس آکر نواب کو اطلاع دی کہ یہی ایک جانب ہے کہ جہان صرف پانسو بندوقچی متعین ہین۔ اور یہان پہنچنے مین تین کوس کا چکر پڑے گا۔ لیکن مین اقرار کرتا ہون کہ مین وہانتک آپکو ضرور پہنچا دونگا۔ ۹۔ رمضان سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق یکم اگست سنہ ۱۷۵۰ء شب جمعہ کو نواب احمد خان بسم اللہ کرکے غروب آفتاب سے تین گھنٹہ بعد اپنی پالکی مین سوار ہوا اور ہمراہی بارہ ہزار پیدل اور بارہ سو سوار دشمن کیطرف روانہ ہوا۔ رستم خان اوسکی بائین جانب تھا۔ مینہ بشدت برس رہا تھا گل میان فوج کے آگے ہولیا۔ اور نہایت ہوشیاری سے غنیم کی فوجسے تین کوس الگ بچلاتا کہ گھوڑونکی ٹاپونکی آواز دشمن کے کان تک نہ پہنچے جس صورت سے نول راے کی فوج کے سامنے کا رخ چھوڑکر ٹھیک اوس کے عقب مین کالی ندی کے کنارے جہان پانسو بندوقچی متعین تھے جا پہنچے۔ مقبرہ عدالگیر سے ایک میل مغرب کی سمت درمیان حدود دو موضعوں کہتیا و گنگاچی کے یہ پڑاو واقع تھا طلوع آفتاب سے ڈیڑھ گھنٹہ قبل گل میان نے نواب سے کہا دیکھو تو یہان سید ہین۔ اور سیدون نے آواز سنکر آپس مین کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پٹھان تیلے کے ارادے سے آتے ہین۔ یہ کہکر خوب ہوشیار ہوگئے۔ اب افغانون نے حملہ کیا۔ اور دونون جانب سے بندوقین چلنے لگین۔ اور تلوارین بھی نکلیں۔ کمپو مین منادی ہوگئی کہ افغان ایک جانب سے لشکر مین گھس آے ہین پانی اسقدر بشدت سے برس رہا تھا کہ کسی کی آواز سمجھہ مین نہ آتی تھی۔ اور تاریکی اسقدر تھی

که دوست و دشمن مین فرق نه معلوم هوتا تها توپین فوراً دستے تهنے لگین مگر بالکل بادہوائی یعنی
جس سمت کو لگی ہوئی تهین اوسطرف سرکردی گئین۔ سیدون نے اول حملہ مین پٹهانون کو ہٹا دیا۔
پٹهان کچهه دور بهاگ گئے۔ تب احمد خان نے اونکو سخت ملامت کرنا شروع کی کہ تم مجکو اسواسطے
لائے ہو کہ مین تمکو نامردونکی طرح بهاگتے دیکهون کل تمهاری عورتین بے آبرو کیجائینگی اور تم برہنہ کیجاؤگے
یہ کہکر اوسنے اپنا چهرا نکالا اور چاہا کہ اپنے تئین ہلاک کرے کیونکہ وہ اوس مقام سے واپس جانا پسند
نکرتا تها۔ مگر رستم خان وغیرہ مانع ہوئے تب اوس نے کہا کہ تم جان دینے اور لڑنے کیغرض سے آئے ہو
تو اپنے گهوڑون پر سے اوتر پڑو اور پیدل آگے بڑهو تاکہ مین جانون کہ تم قتل کرنا یا قتل ہونا چاہتے ہو
رستم خان راضی ہوا اور سب اپنے گهوڑون پر سے اوتر پڑے ظاہر ہے کہ جب سوار میدان جنگ مین گهوڑے سے
اوتر آئے تو گویا جان دینے پر آمادہ ہوتا ہے۔ کیونکہ اوسوقت بهاگنے کے ارادے بالکل منقطع کر کے
سر بکف ہوکر لڑتا ہے پٹهانون نے اپنے جامے کے دامن کمر سے باندهے اور ڈهال تلوار لیکر گهس پڑے
کچهه سید تو مارے گئے۔ باقی فرار ہوئے اور راستہ کهل گیا۔ تب سب افغان اندر
گهس آئے اور نول رائے کے مورچے کے پاس جا پہونچے۔ یہان فوج بهی کم تهی۔
کیونکہ اصل فوج حفاظت کے واسطے جابجا منقسم تهی قاصد نے نول رائے کو خبر کی کہ پٹهان
سیدون کو مار کر اور بهگا کر اندر گهس آئے ہین اور آپکے مورچے کے قریب پہنچا چاہتے ہین
چونکہ نول رائے بغیر پوجا کئے کبهی نہ نکلتا تها یہ خبر سنکر وہ پوجا کے واسطے بیٹها
اور کہنے لگا کہ کچهه مضائقہ نہین ہے اون کو نکڑون کو اپنی کمان کے گوشے سے باندهکر
لاؤنگا۔ دوسری مرتبہ قاصد نے بے ادبی سے آکر کہا ای بیوقوف تو یہان بیٹها ہے اور
پٹهان تیرے دروازے تک آ پہونچے ہین۔ یہ سنکر نول رائے مسلح ہوا اور اون دونون ہاتهیون مین سے
جو اوس کے دروازے پر بندہے رہتے تهے ایک ہاتهی منگوایا۔ اون ہاتهیو پر شب و روز
نقرئی حوضہ کسا جاتا تها۔ اور حوضے مین دو کمانین اور ترکش تیرونسے بهرے ہوئے لگے رہتے
تهے نول رائے نے دو تیر ایک ساته چلّے مین رکهکر اور بڑی فصاحت سے یہ الفاظ زبان مبارک
پر لاکر مارو ہوری سارے کو نکڑون کو چلائے ۱۰۔ رمضان کو بروز جمعہ علی الصبح لڑائی ہو
رہی تهی نواب احمد خان اپنی پالکی مین سوار تها۔ اور اوسکی حفاظت کو پٹهان ڈهال تلوار سے
گهیرے تهے۔ تاکہ کوئی تیر یا گولی اوس کے نہ لگے۔ پچاس ساٹه کہار پالکی کے ساته تهے
اون مین سے ایک زخمی بهی ہوا۔ رستم خان اور محمد خان آفریدی مع ایک ہزار سوار اور چار ہزار

پیدل کے اوسجگہ آپہونچے جہاں نولراے بہمراہی تین چارسو جوانوں وچہہ سات ہاتہیوں کے
ہاتھی پر سوار کھڑا تہا اس تہوڑی جمعیت کا کچہہ خیال نہ کرکے نولراے کی تلاش مین بڑہے
وہ چند ہی قدم گئے ہونگے کہ نولراے کے ہمراہی کے ایک پٹھان نے العوذ ہی کرا د پشتو زبان
مین کہا ای کافرو کہان چلے آتے ہو خبردار یہان کوئی نہ آنے پاے یہان سرداران فوج کہڑی مین
المعوذہ بجنے کی آواز تو سب نے سنی مگر اوس کا کہنا کوئی نہ سمجھا - محمد خان کے بہائی نے جو کل
مین افغانستان سے آیا تہا نولراے کے افغان کے اوس حملہ کا ترجمہ کرکے اپنے ساتہیونکو سنایا
محمد خان نے اپنے سوارون کو حکم دیا کہ تم اس جماعت کیطرف بڑہو - اور بدلونسی کہا کہ باڑہ مارو
دشمن کے بہت سے آدمی بیکار ہوگئی لیکن باقی آگے بڑہے - جب نولراے کے فیلبان نے
دیکہا کہ لڑائی سخت ہے تو راجہ سے کہا کہ یہ ہاتھی چالیس برس کا جلیبی کا دیکہتا ہے - اگر حکم ہو یہان سے
نکال لے چلوں - نولراے نے اوسکی کمر پر لات ماری - اور کہا کہ ہاتھی بڑہا جبکو لڑائی سخت ہے
ہو ہاتھی بان نے ہاتھی بڑہایا - اوسوقت نولراے نے گالی دیکر کہا اے کونجرو مین تمکو قرار واقعی
سزا دونگا کہ رفتہ رفتہ اس ملک مین تم مین سے ایک بھی باقی رہیگا - یہ کہکر اوس نے ایک تیر
مارا جو محمد خان کے سینے مین لگا - محمد خان نے تیر کو ہاتھ مین کہا ای تیر تو کس نامرد کے ہاتھ سے
آیا ہے کہ تجہہ مین کچہہ بھی زور نہ تہا نولراے نے یہ سنکر دوسرا تیر مارا مگر خوبی تقدیر سے پہر
محمد خان کے نہ لگا - ایک سوار کی گردن مین لگا جو گہوڑے سے گر گیا اوسوقت مارہرے کے ایک
سید محمد صالح نام نے نولراے سے کہا مین نہ کہتا تہا کہ پٹہان دغا کرینگے اسیر دراز حرم نکل جانا چاہیے
اب جہان تک ممکن ہو اونہیں خوب درست کیا جاے - وہ اس نقطہ تک پہونچا تہا کہ محمد خان کے والد
کے ایک غلام نے اوسپر بندوق چلائی - گولی پیشانی پر لگی اور وہ حوضے مین سرد ہوگیا -
اوسوقت ایک پٹھان آفریدی نے نولراے کے گولی لگائی کہ وہ بھی مرگیا پھر پٹہانوں نے
دشمن کو تلوار پر رکہہ لیا - اور ہزارون کو خاک و خون مین ملا دیا - نولراے کے فیلبان نے جب
اپنے راجہ کو مردہ پایا اوس نے ہاتھی کو ہانکا - اور کالی ندی پر [illegible] رفوج جا پہنچا
جب راجہ کی فوج نے نولراے کے ہاتھی کو نہ دیکہا اونکے دلمین خیال گذرا کہ وہ وہان سے
خالی ہاتہیں ہوا سردار یا تو زخمی ہوا - یا مارا گیا پس فوراً کل فوج نے پیٹھ پھیری - سردار [illegible] دیبادان (?) نے
بہاگنا شروع کیا جو شناوری مین مشاق تہے یا جو گہوڑے پر اچہا [illegible]
اور جو شناوری سے ناآشنا تہے یا [illegible] سوار تہے وہ دریا مین ڈوبے - [illegible]

افغانونکی نول راے کی فوج پر گویا غنیمت غیر مترقبہ تھی طبل فتح بجنے کے قبل مگر دشمن کی ہزیمت کے * محمد خان افغان سی صرافونکے ڈیرون کیطرف جا نکلا ایک جہونپڑے سے جسمین چند ہوے ہوئے بنئے چوہڑ کہیں رہے تھے اونہون نے اوسکو نول راے کے ملازمین سے تصور کیا اور پوچھنے لگے بتا تو سہی پٹہان بھاگ گئے یا ابھی موجود ہین۔ ان بیچارون کو فتح و شکست کی کیا خبر تھی انکو تو خواب مین بھی ایسا خیال نہ گذرا تہا کہ احمد خان کو کبھی فتح نصیب ہوگی۔ اوسنے جواب دیا کہ نول راے مارا گیا اور دو نک۔ نواب احمد خان کی عملداری ہوگئی۔ اور تم ابھی تک اسی خواب و خیال مین غرق ہو اونہون نے یہ خبر متوحش سنی سب کا چہرہ زرد ہوگیا۔ اتنے مین چالیس پچاس افغان اور آپہونچے اور چاہا کہ انکو قتل کر ڈالین۔ یہ گڑگڑانے لگے کہ ہمارے پاس دو ہون اشرفیون کے صندوق ہین سو ہم جواے کئے دیتے ہین۔ ہم کو کیون مارتے ہو۔ نواب صفدر جنگ کی رعایا تہے اب نواب احمد خان کی رعایا ہین پٹھانون نے یہ ارادہ کیا کہ پہلے روپیہ لے لین پھر انکو قتل کر ڈالین۔ مگر محمد خان نے انکو اس ارادے سے باز رکھا۔ جب محمد خان نے دیکھا کہ لوٹنے والے سب طرفسے جمع ہوتے جاتے ہین تب اوس نے اوس غلام کو جسنے محمد صالح کو مارا تھا اور چند آفریدیون کو کل نقد کی حفاظت کے واسطے متعین کیا اور بنیوں کو لشکر مین لے گیا یہان آکر اوس نے رستم خان کو اطلاع دی۔ چنانچہ رستم خان نے تین سو جوان اوس روپئے کے لانی کے واسطے بھیجدئے۔ ان صندوقونمین افغانون کو رقم کثیر ہاتھ آئی۔ اس عرصے مین نولراے کا ایک ہاتھی جسپر طلع کا حوضہ اور زربفت کی جہول تھی نظر آیا افغانون نے چاہا کہ فیلبان کو قتل کرین۔ مگر اوسنے جلد ہاتھی کو نواب احمد خان کی پالکی کے قریب بٹھا کر فتح کی مبارکباد دی۔ اور کہا کہ آپ اس ہاتھی پر سوار ہو جئے۔ پٹھانون نے اس بات کو بہت پسند کیا۔ اور فیلبان کو لاٹھیون سے ہوسے سے گرا دیا۔ اس صورت سے اوسکی جان بچی۔ رمضانی چھوکرا جو نواب احمد خان کے ایک بڑے خدمتگار کا بیٹا تھا اوسوقت نواب کی پالکی پکڑے ہوئے ساتھ موجود تھا نواب نے اوسکو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہو لے۔ گو وہ کبھی سوار نہ ہوا تھا۔ مگر اوسوقت سوار ہوکر بخوبی ہانک لے گیا۔ اب لوٹ شروع ہوئی۔ نواب نے حکم دیا کہ سواے ہاتھیون اور تو پون اور خیمون اور طبل جنگی کے جو شے جس کے ہاتھ آئے وہ اوس کا مالک ہے۔ مال غنیمت اسقدر ہاتھ آیا کہ بعض بعض کو ایک ایک لاکھ کا مال ملا۔ اس لڑائی مین علاوہ نولراے اور محمد صالح کے اور بہت سے بڑے بڑے عہدہ دار مثل عطاء الله خان وغیرہ کے مارے گئے مصنف

تبصرۃ الناظرین نے فقط بلگرام کے سید و شیخ کے ۳۷ - اعلی عہدہ داروںکے نام بیان کیے ہین
جو جنگ مین کام آئے نواب بقا ء اللہ خان جو نہایت عجلت مین طلب ہوا تہا ۹ - رمضان ۱۱۶۳ھ
کو مکن پور روانہ ہوا مکن پور قنوج سے چودہ میل جنوب کیطرف واقع ہی اس رات وہ قنوج رہا اور
دوسرے روز علی الصباح وہ ست روانہ ہوئے - جب نول رائے کا لشکر چار کوس رہگیا ہوگا
کہ یک بیک مفرورین انبوہ انبوہ پہنچنا شروع ہوے راے پرتاپ سنگھ جو زخمی ہو کر بھاگا تہا اول اوسی
کیفیت مشرح اس مصیبت کی بیان کی بقاء اللہ خان نے دو تین گہنٹہ مقام کیا مگر یہ خیال کرکے کہ پاس
فوج نہایت قلیل ہے قنوج کیطرف واپس چلا تاکہ راجہ کی مستورات و بچون کو کہین لیجائے - ان سب
کو مجتمع کرکے مع راجہ کی لاش کے اور جسقدر ہاتھی گہوڑے و اسباب وغیرہ مل سکا اونکو ساتھ
لیکر وہ واپس روانہ ہوا بعض مفرورین بھی اوسکی ساتھ ہوئے ان مین پرتاپ سنگھ و حسن علیخان بھی تھے
جو دونون زخمی تھے راستے مین جو مکن تہا پہیر سے ہمراہ لیا - روز شنبہ تاریخ ۱۱ - رمضان ۱۱۶۳ ہجری
مطابق ۳ - اگست ۱۷۵۰ء کو وہ محسن پور پہونچے یہ مقام کانپور سے بہ سمت مغرب پانچ میل کے فاصلے پر
واقع ہی دوسرے روز جاجمؤ مین پہنچے یہ مقام کانپور سے بسمت مشرق چھہ یا سات میل گنگا کے کنارے
پر واقع ہی نول راے کی لاش کو صندل کی لکڑیون مین گنگا کے کنارے پر جلادیا نول راے کے مارے
جانے کی تاریخ ایک شخص نے اسے نول سرخ رو سے نکالی ہے ۵

روان کرد خون یلان جو بہ جو ✤ ادا کرد حق نمک مو بہ مو ✤
زیزدان رسید ندو رو ملک ✤ بیا رو برو - ای نول سرخ رو

۱۴ - رمضان مطابق ۶ - اگست کو کانپور پہنچے - یہ کوڑے سے پانچ کوس ہی یہان سے
راجہ متوفی کے گہر بار کو لکہنو کو بہیجدیا - اور بقاء اللہ خان نے کوڑے مین قیام کیا فتح کے
دوسرے روز احمد خان کے پاس ساٹھ ہزار فوج مجتمع ہوگئی - اس مین صاحبزادے اور چیلے
اور بنگش کے خاندان کے بہت سے لوگ اور بیشمار تاجر اور گاؤن والے ہر قوم کے لوگ شریک تھے
جب بمیلون نے اس فتح کی خبر سنی خوف زدہ ہو کر فرخ آباد کا قلعہ چہوڑکر اپنے گاؤن کو بہاگ گئے
جنگ کے بعد احمد خان نے بہوری خان نام اپنے باپ کے ایک معتبر چیلے کو پانسو ہندو مجیون
کے ساتھ قنوج پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ کیا - اور اوسکو حکم دیا کہ نول راے کے رنگ محل
پر جاکر قبضہ کرلے اور وہاں کی ہر چیز کی حفاظت کرے - اس حکم کی تعمیل حرف بہ حرف کی گئی -
یہان لاکہون روپیہ تو نقد تھے اور غلہ بافراط تہا رحمدان چیلہ اکثر کہا کرتا تھا کہ فتح سے

چند روز بعد میر ارباب دلاور خان قنوج کو گیا اور حسب الطلب ماہلے حاکم کے رنگ محل میں بھی گیا
اسوقت یہ مکان بالکل خالی پڑا تھا۔ مگر روپیہ اور اشرفیوں کے توڑے جا بجا پہلے ہوئے تھے
یہاں زریفت طلائی کے بڑے بڑے پردے تھے دروازوں اور چوکھٹ پر سونے چاندی کے پتر
چڑہے تھے ایک پلنگ جڑاؤ بچھا ہوا تہا اور سبز مخمل کے تکیے دہرے ہوئے تھے طباق اور صراحیں
سونے چاندی کے بعض بعض جڑاؤ بھی رکھے ہوئے تھے جو مالیت کہ دلاور خان حسب اجازت
قلعہ دار کے وہاں سے نکلے آیا تہا اوس سے تمام عمر عیش گذرگئی اور ایک مکان عالیشان اور کچھہ
اشرفیاں ایک برتن میں بھری ہوئی چھوڑ مرا۔ نواب احمد خان بڑی شان و شوکت سے فرخ آباد میں
داخل ہوا۔ بی بی صاحبہ اپنی سوتیلی ماں کو مئو سے بلوا بھیجا اور رندہ گزرائی اور ۳۳ محال کے
یہاں تو پیرا اپنے آدمی متعین کئے۔ اور جو کچھہ ضبط کیا تہا سب قنوج سے منگوا بھیجا۔ عطائی پور پرگنہ
قایم گنج کے ایک بہاٹ مسمی بہبوتی نے اس موقع پر ایک گیت تصنیف کرکے سنایا جسپر
نواب احمد خان نے خوش ہوکر ایک موضع بطور نانکار انعام دیا۔ وہ گیت مندرجہ ذیل ہے ۔

عجب وہ صاحب قدرت ہی جسنے جنگ سنوارا ہی ٭ خدا ہے پاک مولا ہے وہی پروردگارا ہے
کہڑا باندہا لکہ کسکر غنیم او پر لئے لشکر ٭ لگے اوس کے عجب جگر عزوری کا خمارا ہی
نول سے مرد غازی کو نہ پوچھے بات پاجی کو ٭ نول سے مرد غازی کو پہنچ گولی سے مارا ہی
نول ہو دیکہ موڑا۔ کہیں ہاتھی کہیں گہوڑا ٭ قبایل بھی کہیں چہوڑا نہ سرچیرا سنبھارا ہی
چلیں توپیں دہڑادہڑ سے رہکلے بھی پڑا پڑ سے ٭ نشتر نالیں پڑا پڑ سے ہتھورکا پہاڑ لہے
چلیں تیریں نپاتن سی چلیں گولی سنا من سے ٭ کٹیں بکتر جہنا جہن سے تیغ تلوارہ بارلہے
بہبوتی نام ہے میرا عطائی پور میں ڈیرا ٭ یہی ہی مئو کا کہیڑا تلے گنگا کنارلہے

صفدر جنگ کی احمد خان پر چڑہائی

افغانوں کی آمد کی جنگ کی خبر تہوڑے ہی عرصہ میں دہلی پہونچی۔ صفدر جنگ نے بادشاہ کی
خدمت میں عرض کیا کہ احمد خان برادر قایم خان بنگش ملک و پرگنات کی آبادی میں خلل انداز
ہوتا ہی۔ اگر چند روز اسی طرح رہیگا تو اوس کا مقابلہ مشکل ہوجائے گا۔ بادشاہ نے عرض
سنکر وزیر کو باغیوں کی سرکوبی کی اجازت دی۔ وزیر نے دس ہزار پیادہ بارہ ہزار
سوار و توپخانہ و خزانہ اور دوسرا سامان جنگ لیکر ۱۲ شعبان ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۶ جولائی

سنہ ۶ کو دہلی سی کوچ کیا اور دریاے جمنا سے اوترکر اوسی تیاری مین مصروف ہوے کہ
و ۲۸ شعبان کو اونہون نے کچھ فوج نصیر الدین حیدر اور اسماعیل بیگ خان چیلہ کے ہمراہ
نول رای کی کمک کو روانہ کی سلخ ماہ شعبان روز پنجشنبہ سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۳ جولائی سنہ ۱۷۵۰ع
کو وزیر نے دہلی مین واپس آکر ماہ دیگر بادشاہ سے رخصت حاصل کی اور نجم الدولہ محمد اسحاق خان بہادر
اور میر نظامی اور میر بقا پسران اعتماد الدولہ قمر الدین خان اور نواب ناصر خان صوبہ دار کابل وغیرہ
امرا اور دوسری فوج بادشاہی اونکی ہمراہ ہوئی اور بوقت رخصت وزیر و ہمراہیان کو ماہی
مراتب و نقارہ مرحمت ہوا - اور نجم الدولہ کو فتح جنگ مع شمشیر اور میر بقا کو فتح جنگ خطاب ہوا - اور وزیر سے
بڑے لشکر کے ساتھ کوچ کیا ہمراہ اونکا جتھرہ کہ جمعیت دو ہزار سوار تھی اپنے شامل کیا اور کنور سورج مل
ابن مہاراجہ بدن سنگھ والی بھرتپور کو بذریعہ خط مدد کے واسطے طلب کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ میری
اس تحریر کو حاکمانہ تصور نکرین بلکہ دوستانہ خیال کرین کنور سورج مل مقام [illegible] تھا اونہون نے
مہاراجہ بدن سنگھ سے اجازت چاہی - مہاراجہ نے جواب لکھا کہ حسب الطلب نواب جانے کا
مضایقہ نہین مگر بطور دوراندیشی ہوشیار رہنا چاہیے اور مسلمانون کے قول پر اعتماد نکرنا چاہیے
سورج مل پندرہ ہزار سوار کی جمعیت سے ڈیگ سے روانہ ہوا وزیر کی فوج پر سرداران مفصلہ ذیل
حکمران تھے - نجم الدولہ محمد اسحاق خان داروغہ نزول و شیر جنگ و میرزا محمد علیخان کوکب و
عیسی بیگ خان جیلہ و آغا محمد بادر بیگ و میرزا سمہدی بیگ و نعیم خان - دہلی سے چلکر تین چار
منزل مین دو منزل آے تھے کہ اونہون نے نولراے کی شکست کی خبر سنی وزیر کو سنتے ہی
کمال غم و غصہ آیا اور کہنے لگے - افسوس اس خود مین جاہل احمق نے کمک کا انتظار نکیا - اگر تھوڑا
بھی توقف کرتا تو ان کسانون کو یہ نصیب ہوتی یہ کہکر کثرت الم سے پلنگ پر ہاتھ دیا اور
اور تکیہ پر سر رکھکر بیہوش ہو گئی جب وزیر نے تکیے سے سر اوٹھایا اور اون کو غش سے افاقہ ہوا
تو ایک منشی کو بلایا اور حکم کیا کہ ایک پروانہ الہ آباد کے قلعدار کے نام اس مضمون کا روانہ کرو کہ بعد
صدور حکم ہذا محمد خان غضنفر جنگ کے پانچون بیٹون کو جو وہان مقید ہین بڑی عقوبت سی
قتل کرے اور دوسرا حکم وزیر نے اپنے بیٹے جلال الدین حیدر کے نام جو بعد ازان شجاع الدولہ
کے نام سے مشہور ہوا دہلی مین بھیجا کہ پانچون چیلون کو قتل کرے - [illegible] کے پاس
بموجب حکم وزیر کے قلعدار الہ آباد مع جلادون کے قیدیون کے پاس بارادہ معلوم گیا
[illegible] ان مصیبت زدون نے جلادون کو دیکھا تو امام خان نے قلعدار سے مخاطب

ہوکر کہا کہ بعد وفات قایم خان کے مین منتخب ہوکر جانشین کیا گیا جو کچھ سزاوار ہون تو مین ہون ان بچارون کا کیا قصور ہی۔ لہذا وزیر کو اس امر کی اطلاع ہو اور تا صدور حکم ثانی انکا قتل ملتوی رکہو جلاد ارنے ایک نہ سُنی آخر جلاد اونکی طرف بڑہتا تہا ایک انکے قتل مین مقابلہ اپنے دوسرے بہائیون کی ہین دستی جاتا تہا۔ غرض سب کی سب قتل ہوکر قلعہ مین مدفون ہوے جسوقت وزیر کا حکم جلال الدین حیدر کو پہونچا تاریخ ۲۰ رمضان ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۱۲ اگست ۱۷۵۰ء کو اوسنے زین العابدین خان کو اور مجلس سے کہا کہ پانچون جیلون کو باہر لاؤ زین العابدین خان پالکی میکر محبس مین گیا۔ اور کہا شمشیر خان وزیر کی پاس سے تمہاری تبدیل جانے کا حکم آیا ہے۔ لہذا مین پالکی لیکر آیا ہون شمشیر خان نے جواب دیا میں خوب پاتا ہون جہاں مین بہیجانے کا حکم ہے خیر چارو کو تم بیجاؤ اور مجھے اتنی مہلت دو کہ مین غسل کرکے کپڑے بدل لون اور اپنی جان سے کی مار رکہ لوں زین العابدین شمشیر خان کو بہت عزیز رکہتا تہا مگر وزیر کے حکم کو مجبور تہا۔ شمشیر خان کو چہوڑکر باقی چارونکو پالکی مین بٹھا کر لے گیا۔

جب یہ مقتل مین پہونچے جلادونے جہٹ کر چارون کے سرتن سے جدا کردیے اس عرصے مین شمشیر خان نے نہا دہوکر نئی پوشاک پہن کر خوشبو لگائی۔ اور اپنی جان کی مار رکہکر تلاوت قرآن مین مشغول ہوا زین العابدین خان پالکی لیکر وہان پہنچا اور کہا پالکی پر سوار ہوکر تشریف لے چلئے تب اوس نے قرآن مجید کو جزدان میں رکہکر زین العابدین خان کے حوالہ کیا اور کہا کہ یہ اشرفیاں دین کسی سید کے ذریعہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فاتحہ کرا دینا اور جو نہ رہی پاوں منہ نکالکر دیا کہ یہ کسی غریب برہنہ پاکو دیدینا اور اپنی مہر کی انگشتری اوتار کر اپنے نوکر کے حوالے کی کہ یہ میرے بیٹے حسن علی کو دیدینا اور اپنی تسبیح مع قرآن دی اور کہا کہ اگر شبر علی کے کوئی اولاد ہو تو اوس کے گلے مین ڈالدینا۔

یہ سب وصیتین کرکے برہنہ پا مقتل کیطرف روانہ ہوا زین العابدین نے ہرچند کہا کہ پالکی پر سوار ہو مگر اوس نے منظور نہ کیا اور کہا کہ بہتیرے میرے غلام پالکی نشین کیا قیل نشین بھی ہو گئے ہین مگر میرے کل دنیوی حوصلے اب ختم ہوتے۔ جب مقتل مین پہونچا اور چارون لاشون کو دیکہا کہنے لگا بہیا ہو انا للہ وانا الیہ راجعون جلال الدین نے اوس کو دیکہ کر کہا شمشیر خان تمہاری شمشیر سوقت کہان ہی۔ جواب مین اوسنے یہ اشعار پڑہے



ہمان شمشیر و شمشیر ان ہم + بہ سامم کہ قبضہ نہ دادہ بہم وگر بہ ترا جان و امانت جہیں + بیکدم تہ خاک کردم عدم

یہ سنکر جلال الدین نے جلاد کو اشارہ کیا کہ اس کا سرتن سے اوڑادے جلاد نے تلوار کا ہاتھ لگایا مگر خطا کی۔ دوسرا ہاتھ لگایا پہر بھی خطا کی۔ تب جلال الدین نے ایک مغل سے جو وہان کہڑا تھا

کہا تو اسے قتل کر پہلے تو مغل متامل ہوا لیکن اوسکی اصرار سے تلوار ہاتھہ مین لی اور ایک ہی ضرب مین سر تن سے جدا کر دیا - لاش کلمہ پڑہتی ہوئی کعبہ کیطرف دس قدم چلکر کھڑی ہوگئی - اور انگلیان دونون ہاتھہ کی اتنک وانہاے بتسبیح بر جنبش کرتی تہیں یہ حالت دیکہہ کر مغل اوسکی طرف متوجہ نہ ہوا اور بیٹھہ کر ہاتھہ باندھکر کہا کہ یا صاحب تم بیشک شہید ہوئی - جونہی یہ الفاظ اوس نے زبان سے نکالے لاش اوسکی طرف پھری اور سرکو عین آئی مغل یہ حالت دیکہکر زار زار رونے لگا - اور جلال الدین سے مخاطب ہوکر کہا ای ملعون تو نے کس شخص کو میرے ہاتھہ سے قتل کروایا - کھلا ہی تلوار پتھر پر توڑکر اور کپڑے پھاڑکر جنگل کو بہاگ گیا شمشیر خان کے مارے جانے کی تاریخ یہ ہی[۱]

قطعہ

خنجر دست عدو گوہر جانش سے سفت | جو از گیسوے خود خاک رہش را سے رفت
سال تاریخ وفاتش ز خرد می جستم | ہاتفے صاحب شمشیر بہادر سے گفت

۱۱ ۔ ۹۳

جلال الدین نے پانچوں لاشوں کو کنوئیں میں ڈلواکر کنوان پتھروں سے پٹوا دیا - وزیر نے مقام مارہرہ کے باغات مین ڈیرا ڈالکر دوسری فوج کی حاضری کا حکم دیا - نصیر الدین حیدر اور اسماعیل بیگ خان جو راجہ نول راے کی کمک کے واسطے بہیجے گئے تھے جب مین پوری کے قریب پہنچے تو وہاں سوسون کی زبانی نول راے کی شکست و موت کی خبر معلوم ہوئی فوراً واپس ہوکر وزیر کے لشکر سے آن ملے جو اوسوقت مارہرے کے قریب مقیم تہا وزیر کے پاس ستر ہزار سوار سے زیادہ جمع ہوگئی[۲] - اور گیان چند کاتب کے موافق نے وزیر کی ہمراہ سپاہ کی تعداد ایک لاکہہ سوار اور چالیس ہزار پیادہ تائی ہی - اور اس ضمن مین ایک عجیب سانحہ ہوا -

وزیر کی فوج کے ہاتھہ سی قصبہ مارہرہ کا غارت ہونا اور بخیث شریف کا بلا مین مبتلا ہونا

---

[۱] مفتاح التواریخ میں یہ تاریخ راجہ نول راے کے واقعہ کی لکھی ہی اور کہا ہے کہ وہ صفدر جنگ کے ایما سے ۱۱۶۳ ہجری مین مارا گیا تہا - مگر ہمیں اس تاریخ کو شمشیر خان کے واسطے بہتر جاننا کئی وجہ سی ایک تو یہ کہ شمشیر کا لفظ اسکے مادہ میں آیا ہے - اور وہ شمشیر خان کے نام سے مناسب ہے - اور دوسری تاریخ کی اس میں کوئی بھی رعایت نہین - دوسرے ۱۱۶۴ ہجری مین دوبارہ صفدر جنگ نے پٹھانوں پر سرہٹون کی امداد سے حملہ کیا تہا تو اس یورش کے رسیان مین راجہ مارا گیا تہا - اور راجہ مارا ہی الاو ۱۱۶۳ھ مطابق اوائل ۱۷۵۰ء تک تو احمد خان کے ساتھہ ارتا البتہ شمشیر خان ۱۱۶۳ ہجری میں شہید ہوا تہا - ۱۲ ۔ ۲ ۔ ۷۵ دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

۱۸- رمضان ۱۱۶۳ ہجری کو کسی میں کے ساربان نے عنایت خان کے دروازے کا حق کاٹا یعنی وہ ربر
کا نوکر اور اسی قصبے کا رہنے والا تھا۔ عنایت خان نے وزیر کی ملازمت کے غرور سے ساربان کو سزا دی تمام
ساربان جمع ہو کر اپنے آقا کے پاس فریاد لیکر گئے۔ چونکہ وہ شخص تماعہ دار مغلیہ تھا اوس نے حکم دیا کہ عنایت خان
کو پکڑ لاؤ اوسکی سوار و پیادے عنایت خان کے گھر پر دوڑ پڑے۔ یہ حال جبکہ وزیر کے دوسرے سپاہیوں
نے دیکھا تو وہ یہ سمجھے کہ شاید قصبہ مارہرہ کے لوٹنے کا حکم ہوا ہے تمام فوج مغلیہ تیار ہو کر شام کے
وقت قصبے پر جا پڑی اور طرفۃ العین میں اوسکو برباد کر دیا۔ اور عنایت خان کو مع اوس کے نوجوان
بیس سالہ لڑکے کے قتل کر ڈالا۔ وزیر نے یہ خبر پاتے ہی نصیر الدین حیدر کو روانہ کیا کہ مارہرہ میں
پہنچکر سپاہ کو وہاں سے ہٹا دے اور اپنے چوبداروں اور ہرکاروں کو روانہ کیا کہ ہاتھ اٹھانے والوں کو منع کریں
جب تک یہ لوگ پہنچیں وہاں کا کام تمام ہو چکا تھا اکثر سید اور پٹھان اور [illegible] کی عورتیں
قید ہو گئیں مقتولوں کے علاوہ تو ستر آدمی مارہرہ کے ناحق مارے گئے۔ نصیر الدین حیدر نے تمام
ان عورتوں کو پکڑنے والوں کے ہاتھ سے لیکر علیحدہ خیمے میں جمع کیا۔ اس سانحہ سے وزیر بہت غمگین
ملول رہے اور زار زار روئے اور کھانا نہ کھایا صبح ہوتے ہی تمام عورتوں کو اونکے گھروں پر پہنچا دیا۔
مقتولوں نے لڑکوں وغیرہ کو آگ ہوئی گھر جلا دیا تھا [illegible] تلاش کر کے اونکو والدین کے سپرد کیا اور وزیر
قصبہ مارہرہ میں قیامت برپا رہی۔ اور سب کہتے تھے کہ یہ آنا نصیب نہو کہ وزیر نے کبھی بھی
کبھی مارہرہ سے [illegible] کیا اور سید اطمینان علی مارہرہ آئے سب سلام کرنے منزل کو گئے
بہت [illegible]

شکست وزیر

وقائع راجپوتانہ میں لکھا ہے کہ گنگا سورت لال جیسے کے ساتھ رسد لیکر پہنچا وزیر سے آ کر ملا نواب وزیر نے
اسماعیل بیگ کو استقبال کے لئے بھیجا جب نواب وزیر کی ملاقات ہوئی تو وہ پیشوا سے خفا تھا۔
کہا کہ آپکے مختار بہ سنگھ اور بہادر والد سعادت خان کے درمیان قدیم سے محبت تھی اب وہ زیادہ
مستحکم ہوئی دوسرے روز مرزا سے ملاقات ہو گئی۔ اسکی مدد کوچ کر کے نولکھا باغ میں ڈیرہ کیا
اور فوراً کوچ کر کے توحل غوث لاکھ سے یہ ندی کالی [illegible] کو عبور کر کے[۱] رام چھتولی مقام میں
قیام ہو [illegible] سے ادھر گرد لشکر کے خندق کھدوائی اور رام چھتری سے بہادر سنگھ[۲] میل کے فاصلہ پر ہے اور

[۱] [illegible] خلاصہ [۲] [illegible] سہادر رسالہ [illegible] سہسوان ضلع بدایوں میں ہے [illegible] اپنے [illegible] ہے

جنبالی سے پانچ میل مغرب مین واقع ہی سورج مل اپنی فوج سمیت وزیر کی داہنے بازو پر بین لشکر
کے قریب تھا اور اسماعیل بیگ خان سورج مل کے بائین جانب تھا۔ اور بہت علیگڈہ والے ہبادر بھی
وزیر کے ہمراہ تھا۔ احمد خان نے سورج مل کے پاس وکیل بھیجکر کہلایا کہ بھائی قایم خان نے روہیلون
کی جنگ مین ذلت پائی۔ اس موقع کو غنیمت سمجھکر صفدر جنگ نے بادشاہ سی اس ملک کی سند
کی حاصل کی تھی۔ اسباب کو شکر والدہ صاحبہ اور میرے بھائی وزیر کے پاس گئی۔ ورکل مال و اسباب
نذر کیا اور بادشاہ کی خدمت مین معاملہ پیش کیا وزیر نے ظاہرداری کی خاطر و تسلی کرکے قسم کھائی مگر
ویسے کینہ رکھ کر کیا اور مطلق رحم نکرکے ہمسے لڑائی شروع کی ہی۔ آپ ایسے بیرحم کی مدد کرتے ہین
یہ نا مناسب ہے۔ مناسب یہ ہی کہ ایسے معاملے سے آپ علحدہ ہو جاوین۔ سورج مل نے جواب دیا کہ آپ بر سر
معاملہ آگئے صلح کی گنجایش نہین ہی اگر پیشتر سے کہتے تو ایسا کیا جاتا۔ احمد خان نے شاہجہانپور و تلہر
و بریلی و آنولہ و جونپور کے پٹھانون سی امداد کی درخواست کی جو پور مین احمد خان کے چند احباب آکر آباد
ہوئے تھے۔ گل رحمت مین لکھا ہی کہ احمد خان نے بی بی صاحبہ والدہ قایم خان کی طرف سے ایک ایلچی
روہیلون کے پاس اس غرض سی بھیجا کہ وہ بھی مدد کرین۔ حافظ صاحب نے پٹھانون کی تباہی پر خیال کر
پر مول خان اور دوند خان اور دوسرے جمعدارون کو چیدہ سپاہ کے ساتھ احمد خان کی کمک کو روانہ
کیا اور حکم دیا کہ کڑے کڑے کوچ کرکے جلد احمد خان سے جاملیں اور آپ بھی روانگی کے ارادے سے
شہر بریلی کے قریب خیمے باہر ہوکر کھڑے کرائے۔ مگر اس بات کی تحقیق کرتے رہے کہ وزیر فرخ آباد کو پہنچے
یا نہین تو ہنوز اور سپاہ کی فراہمی مین مشغول ہوتے۔ احمد خان اوسوقت مع رستم خان کے مغرب کی
سمت روانہ ہوا۔ جب دونون لشکر مقابل ہوئے تو نواب احمد خان نے رستم خان سی کہا کہ چونکہ نواب وزیر
اور سورج مل دونون ایک ساتھ ہمسے لڑائی کے لیے آئے ہین لہذا مناسب یہ ہی کہ فوج علحدہ علحدہ
کرکے اپنا اپنا حریف انتخاب کرلین۔ رستم خان نے جواب دیا ہان خوب نواب وزیر سے لڑے اور
سپاہی پٹھانون سے لہذا مین سورج مل کا مخالف ہونگا۔ تاریخ ۲۲ شوال ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۴ ستمبر
۱۷۵۰ء کی شب کو وزیر نے سید ہدایت علی سے جو کہ نجم الدولہ محمد اسحاق خان کی فوج کے ہمراہ مین تھا
اور بریلی مین رہکر پٹھانون کی لڑائیان اور اونکی داؤن گھات دیکھ چکا تھا مشورہ لیا اوسنے کہا کہ یہ لوگ اکثر
کمینگاہ تیار کرکے دشمن پر حملہ کرتے ہین۔ اگر اوسوقت طرفثانی پایداری کرے تو خود مغلوب
ہو جاتے ہین اسلیے تین چار ہزار سپاہ اپنی سواری کے ہاتھی کے سامنے مع بندوق و جزائل
کے رکھنا چاہیے کہ اونکی شوخی سے نہ آپکے سامنے حملہ آورون کے جانے کا تدارک کرین

اسماعیل بیگ خان نے عرور مین آکر کہا کہ کل دیکہو کیا ہوتا ہی - احمد خان کیونکر گرفتار ہوتا ہی - سید ہدایت علی جاہوش رہا صبح ہوتے ہی بعد نماز وزیر نے لڑائی کا حکم دیا اور توپچانہ اپنے روبرو رکہا اور سورجمل جاٹ و اسماعیل بیگ خان مع پچاس ہزار جوانونکے رستم خان کی جانب بڑہے اور حملہ شروع ہوا اونکی بائین جانب ایک ویران گانون کی بلندی تہی اسمعیل خان اور سورجمل اس بلندی کے دامن مین مقیم ہوئے اور جونی برچہ تو مین قایم کین جہان سی رستم خان کا لشکر ٹہیک زد پر تہا رستم خان نواب احمد خان کے پاس گیا - اور حملے کی اجازت چاہی - نواب کا منشا یہ تہا کہ جنگ مین تہوڑا سا توقف ہونا چاہیے لیکن رستم خان نے جواب دیا کہ التواء غیر ممکن ہی کیونکہ دشمن قوی ہی اس لیے اوسیے لڑائی شروع کر دینا قرین مصلحت ہی وہ اپنی پالکی پر سوار ہو کر واپس آیا اور اپنے آدمیون کو جنگ کے واسطے آمادہ کیا جونہی بڑہنے کا حکم ہوا پٹہان فوراً شمشیر بدست حملہ کرتے ہوئے بلندی پر جا پہونچے - اور توپونپر قبضہ کرلیا - رستم خان نے تہوڑے فاصلے پر بہت فوج رکہی کہ صف باندہے کہڑی ہی اوسنی حکم دیا کہ حملہ موقوف نہو - یہ سورجمل کی فوج خاص اوسی کے زیر حکم تہی - سورجمل نے اپنے سپاہیوں سی کہا کہ تم پٹہانون سی دست بدست مت لڑو کیونکہ اونکو شمشیر زنی مین مہارت کامل حاصل ہی بلکہ تیر و بندوق سی جنگ کرو اور اسمعیل خان بہت تنگ ہو رہا ہے جو عقب مین بطور کمک کے مقیم تہو مشورہ کرنے لگا - اونکی یہی صلاح ہوئی کہ پٹہان قریب نہ آنے پائین بلکہ ہم اونکو دہنے و بائین طرف سی گہیرین اسلیے یہ اپنی فوج کو بصورت ہلال قایم کرکے پٹہانون کیطرف بڑہے - اونہون نے توپ اور بندوق اور تیر سے افغانون پر آگ برسانا شروع کی - رستم خان اسم بامسمے تہا تیر و کمان لیکر پالکی سے اوتر پڑا اور تلوار لیکر مع اپنی فوج چلے جو گہوڑون سے اوتر پڑی تہی آگے بڑہا اور بہت سے دشمنون کو قتل کیا اور بہتیرون کو ہلاک کیا - افغانون نے اس فتح مین بہی کوئی دقیقہ باقی نرکہا مگر جونکہ غنیم کی تعداد زیادہ تہی رستم خان مع چہہ سات ہزار جوانونکے اس معرکہ مین قتل ہوا - سورجمل اعدا و اسکی رفیقون لیے باقی لوگوں کا علیگنج کیطرف بہت دور تک تعاقب کیا - یہ مقام میدان جنگ سی جو بیس میل جنوب مشرق مین واقع ہی اس لڑائی مین سورجمل کے ہمراہ بلو سنگہہ چودہری بلب گڈہ و کچہین سنگہہ و صاحب رام و سکہہ رام و کہوشی رام و دہری سنگہہ و صورت رام و تلوک چند متہے کہان مین سے بلو سنگہہ و صورت رام و کہوشی و تلوک چند و دہری سنگہہ مارے گئے -

اوسی وقت رستم خان کے دائہنی جانب چند کوس کے فاصلے پر نواب احمد خان وزیر سے لڑ رہا تہا ایک قاصد نے آکر اوسکے کان مین کہا کہ رستم خان نے شکست پائی اور قتل ہوا اوس سنے آثار خوف

یاریخ کے چہرہ سے برنمایان ہونے دیتے اور عالم سکوت مین اپنے سردارونکی طرف پھرکر اونچی
بہ آواز بلند کہا کہ رستم خان نے فتح حاصل کی اور سورج مل و اسمٰعیل خان وہمت سنگھ تینون کو گرفتار
کرلیا چلو ہم بھی کوشش کرین نہین تو وہ بہادری مین ہم پر سبقت لیگیا ہم وزیر سے جنگ کرتے ہین
اگر ہم اوس پر غالب آئے تو ہمارا بڑا نام ہوگا اور اگر ہاری تو ہم مین سے کوئی غیر کو منہ دکھانے کے قابل نرہیگا
سردارون نے جواب دیا اگر فضل الٰہی شامل حال ہے اور نواب کا اقبال یاور ہے تو ابھی جو کچھہ ہوتا ہے
ہم نہ کہلاتے دیتے ہین جب کل وہ جنھنے یہی بات کہی تو نواب نے کہا کہ خدا سے دعا کرو سب نے ہاتھہ اوٹھاکر
خدا سے دعا مانگی اور اپنی جان کو اوسکی حفظ و امان مین سپرد کرکے دشمن پر حملہ آور ہوئے جب دونون
فوجین مقابل ہوئین نصیرالدین حیدر نے جسکی فوج آگے تھی توپین چھوڑنے کا حکم دیا مگر پٹھانون نے
ایسی عجلت کی کہ اون کا کچھہ بھی نقصان نہوا۔ جب وہ قریب پہونچے تو مصطفےٰ خان سے جو جنگ تنہائی مین
مشہور تھا اپنا مرد مقابل طلب کیا۔ نصیرالدین حیدر اوس کا مقابل ہوا۔ اور دونون مرکر گھوڑون سے گر گئے
سب نصیرالدین حیدر کی فوج نے اپنے سردار کو مردہ پایا تو اوس کے پاؤن اوکھڑ گئے اور سبنے راہ فرار کی لی۔
اوسوقت احمد خان اوس مقام پر آپہونچا جہان مصطفےٰ خان اور نصیرالدین حیدر کی لاشین پڑی تھین
وزیر کو یہ شکست بالخصوص کامگار خان بلوچ فوجدار شہر دہلی کی عداوت سے ہوئی اوس نے احمد خان کا مقابلہ
نکیا بلکہ منہ پھیر کر بھاگا جبکہ وزیر نے دیکھا کہ اوس کے آدمیون نے منہ پھیر لیا ہے تو اوسنے بعجلت تمام محمد علی خان
رسالہ دار و نواب آس خان جماعہ دار بلگرامی وغیرہ و عبدالنبی خان جیلہ محمد علی خان کو یہ حکم دیا کہ طلب گیر
پیش لشکر کو کمک پہنچائین۔ چونکہ مغلونمین ہرطرف پریشانی پھیل گئی تھی لہذا اس تازہ وارد فوج کی
کوششین محض بیکار ہوئین محمد علی خان ہاتین بار ورگیا۔ یہان تین ہزار فوج پیدل صف باندھی کھڑی تھی
کہ اوسکے پیچھے کچھہ سوار بھی تھے۔ جب پٹھان قریب آپہونچے تب نورالحسن خان بلگرامی اور اوسکے سپاہیون نے
کمان اوٹھائی اور عبدالنبی خان کے بندوقچیون نے بندوقین سرکین اس سے بہت سے پٹھان مارے گئے
اور بہتیر زخمی بھی ہوگئے مگر پھر فی الفور مجتمع ہوگئے اور برابر بڑھتے چلے آتے تھے۔ محمد علی خان کے داہنے
ہاتھہ مین گولی لگی اور نورالحسن خان کے ہاتھی کے پانچ زخم تلوار کے لگے۔ اس معرکے مین میر غلام نبی
و میر عظیم الدین سید بلگرامی مارے گئے۔ اور ناصر خان بھی کام آیا۔ جسوقت نواب احمد خان میدان مین
پہونچا مغلون نے چھوٹی بڑی سب توپین یکبارگی سرکین اونمین گولہ اور لوہے کے ٹکڑے بھری تھی
اونکی آواز سے زمین تو لرزاوٹھی۔ مگر افغانون کو کچھہ بھی نقصان نہ پہونچا۔ فقط رسول خان کی ایک
انگلی کی کھال اوڑگئی مگر زمین و آسمان وہان دہار ہوگیا بالکل تاریکی چھاگئی۔ احمد خان نے تھوڑی فوج

توقف کیا۔ جب وہ جوان کم ہوا تو ڈاک کے درختوں کی آڑ میں بڑھنا شروع کیا سواروں نے گھوڑے نیچی
اور ترکی تلواریں ہاتھ میں لے لیں اور آگے ہو لیے۔ نواب احمد خان کہاروں سے یہ آواز کہتا جاتا تھا کہ میری پالکی
جلد بڑھا لے چلو اور دشمن کی فوج میں پہنچا دو اور کمان سے بھی اشارہ کرتا تھا۔ جب پٹھان توپوں کے قریب
پہنچے مدد و قوت سے گولہ اندازوں کو بھگا دیا۔ زنجیریں لشکر گاہ کی تلواروں سے کاٹیں اور وہاں
جا پہنچے۔ جہاں وزیر کھڑے تھے۔ اور تیر و گولی برسانا شروع کی نواب احمد خان بھی ایک تیر کی چوٹ لیکر
فوراً اوسی آنا نواب وزیر کیطرف تاک کر تیر لگاتا تھا پٹھانوں نے تلواریں ہاتھ میں لیں اور کمر سے
بستے لگا دیے لاش پر لاش گری جاتی تھی اوسوقت [illegible] ایک روہیلہ پٹھان وزیر کے ہاتھی میں آ ملا
اور ٹوٹی ہوئی دیکھ کر اوسی ایک تیز سوار جنیرات کے واسطے روانہ کیا اوس کو کہلا بھیجا کہ تم صاحب کی
حمایت کرو [illegible] حوضے کا ہاتھی کھڑا ہے اس میں وزیر سوار ہے اوسطرف آؤ کہ ابھی مقابلہ [illegible]
کہ کوئی تمہاری روک بھی نہ کر سکے گا۔ [illegible] ساتھ [illegible] آیا جہاں وزیر کھڑا
تھا اور کہ سید محمود [illegible] مارنا شروع کیں وزیر کا فیلبان مارا گیا [illegible] مدد کو پہنچے [illegible]
کا [illegible] مرزا علی نقی بھی جو وزیر کے خواص میں بیٹھا تھا زخمی ہوا اور وزیر کے بھی خفیف زخم لگا [illegible]
جبڑے و گردن کو چھیلتی ہوئی داہنے جبڑے کے نیچے سے نکل گئی اور وہ غش کھا کر حوضے میں گر پڑے
اوسکا حوضہ نہایت مضبوط آہنی چادر کا بنا ہوا تھا اور [illegible] بلند تھا کہ فقط سر اوپر نظر آتا تھا اس
سبب سے وہ اور زخموں سے محفوظ رہے۔ پٹھانوں نے حوضہ خالی اور ہاتھی کو بے مالک دیکھ کر اوسکا
کچھ خیال نہ کیا۔ اور ہندوؤں کے تعاقب میں بڑھتے چلے گئے۔ فقط نور الحسن خان و محمد علی خان اسی
حال میں رہے۔ یہ دونوں سردار وزیر کے پاس آئے۔ اور پوچھا کہ اب کیا حکم ہے وزیر نے کہا کہ طبل
فیروزی بجوا دو۔ مگر باوجود اس طبل کے بجنے کے سوا دو سو جوانوں کے ایک شخص بھی وزیر کے پاس
نہ آیا۔ [illegible] نور الحسن [illegible] کا بھائی [illegible] عداوت مقتول کے وزیر
کے ہاتھی پر سوار ہوا اور وزیر کا ارادہ واپسی کا تھا۔ مگر یہ سمجھ کر میدان جنگ سے بار ہوے کی
طرف واپس چلے کہتے ہیں کہ جب وزیر کو ہوش آیا تھا داڑھی کے بال کھسوٹے اور دانتوں سے
ہونٹ کاٹے اور رو رو [illegible] وزیر کے بھاگنے سے تھوڑی دیر بعد [illegible] اسماعیل
و راجہ ہمت سنگھ۔ رستم خان آفریدی کی فوج کو شکست کامل دیتے ہوئے [illegible] خوش ہو
[illegible] وزیر سے ملنے کو آتے تھے نواب احمد خان مع چند جوانوں کے اوسوقت وزیر کے
لشکر گاہ پر قبضہ کیے ہوئے تھا جب اوسکی نظر لشکر عظیم پر پڑی نہایت پریشان ہوا اور درگاہ جناب

ماری کیطرف رجوع کرکے ہاتھ آسمان کی طرف اوٹھاکر دعا کی کہ بارالہا اس بندہ عاصی کی عزت و آبرو تیرے ہاتھ ہے تیرے سوا اوس کو آفت سے بچانے والا کون ہی - دو ایک لمحہ کے بعد وزیر کی ہزیمت کی خبران تینون سرداردن کو پہنچی اونکی حواس جاتے رہے اونکی خوشی مبدل برنج ہوئی اور ماری خوف کے ہانپتے کانپتے دہلی کیطرف راہی ہوتے احمد خان بنگش نے قدا کا بچالایا اتنے مین جو لوگ وزیر کے تعاقب سے لوٹے ہوئے آتے تھے اونمین اور نواب اسحاق سے مقابلہ ہوگیا اوس نے بہادری سے کہا کہ مین وزیر ابو المنصور خان ہون یہ سنکر افغانون نے اوسے گھیر لیا اور ہاتھی پرسے اوسکو پکڑکر اوس کا سرکاٹ لیا اور لاکر نواب احمد خان کے قدمون پر ڈالدیا اور کہنے لگا یہ وزیر کا سر ہے جب نواب نے اوسپر نظر کی تو معلوم ہوا کہ یہ اسحاق خان کا سر ہے نہ وزیر کا۔

سید ہدایت علی نے کل لشکر کے بہاگ جانے کے بعد وزیر کے توپخانے کی توپین جسقدر ساتھ چل سکین ہمراہ لیکر اور متفرق آدمیون کو جمع کرکے ساتھ لیا شام کے وقت وزیر نے قصبہ مارہرہ مین پہونچکر جو میدان جنگ سی اکیس میل کے فاصلے بر سمت مغرب واقع ہی سید نور الحسن کو حکم دیا کہ تکمید زخم کی فکر کرے خان مذکور نے سینکنا شروع کیا اکثر معلون ہی سے وزیر کے لشکر کے آدمیون کو لوٹا اور جو بچے اور گانون والونکے ہاتھ لگے تو اوہنون نے اونکو لوٹ لیا۔ ہان مارہرے سے دلجمعی کی صورت ہوئی یہان وزیر نے ایک شب مقام کیا۔ اور یہان سی دہلی کو روانہ ہوتے۔ مگر وہ ابھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ اونکی شکست و ذلت کی خبر جا پہنچی امراے منافق اور بادشاہ اور اونکی مان اودہم بائی اور جاوید خان وزیر کے مال و اسباب کی ضبطی کی فکر کرنے لگے۔ مگر کچھ دہشت کہاکر انتظار تحقیق کر رہے تھے۔ جب سنا کہ وزیر زندہ نزدیک آپہونچے تو اونکے پہونچنے کے منتظر ہوتے۔ وزیر کی بی بی نے وزیر کے پہنچنے سے قبل اپنے بیٹے اور امیرون کو حکم دیدیا تہا کہ جسقدر آدمی موجود ہین اونکو ہر وقت لڑنے مرنے کے لئے تیار رکھین۔ ۲۹ شوال سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۵۰ع کو وزیر دریاے جمنا کے کنارے شاہ جہان آباد کے مقابل پہنچے اور بادشاہ سی سوال و جواب شروع ہوئے حکم نہ تہا کہ شہر مین داخل ہون۔ قاضی نے فتوے دیدیا تہا کہ اگر وزیر بند شکست پاکر لوٹے تو ہاتھی سے باندہکر شہر کے نثار کرنا چاہیے [۱] سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ وزیر شہر مین داخل ہوئے۔ اور جب

[۱] دیکھو گیان پرکاش ۱۲ دیکھو سیر المتاخرین اور آزاد کی تاریخ میں ۹ ابھی ۱۲

امراے منافق کی حرکات سے اور دیکھو نواب بہادر جاوید خان اور والدہ بادشاہ کو جنکی سازش
سے یہ تجویز ہوئی تھی کہ صفدر جنگ کی جائداد ضبط ہو جاے اور بجاے اونکی وزیر سابق سے (قمر الدین
خان اعتماد الدولہ کا بیٹا انتظام الدولہ خان خانان مقرر ہو) پیام دیا کہ ہنوز میرا مردہ زندوں
بادگران ہے۔ اور مجھ سے ہی کج بازی دو دہے اونھوں نے وزیر سے معذرت کی۔ فرح بخش مین لکھا ہے
کہ محمد اسحاق خان کی لاش اوسیطرح میدان جنگ مین پڑی رہی تہی۔ محمد سلیمان خو یا بیٹا خلف
اکبر ہے نواب علی محمد خان روہیلہ کے ایک سردار کا بیٹا ہے۔ اور دہلی مین سالار جنگ اور
مرزا علی خان کی رفاقت مین رہتا تہا اسحاق خان کی شہادت کا حال سنکر اور معلوم کرکے کہ اوسکی
لاش اوسی طرح میدان جنگ مین پڑی ہوئی ہے دہلی سے معرکہ مین آیا اور لشکر کے لاش کو اوٹھا لیگیا
اور سالار جنگ کے پاس بھجا دی اور تجہیز و تکفین کی۔ وزیر کی شکست کے بعد بادشاہ نے
غازی الدین خان فیروز جنگ ولد نظام الملک سے صلاح پوچھی کہ اگر احمد خان دہلی پر چڑھ آئے
تو کیا کرنا چاہیے اوسنے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو کچھ التماس کرون بادشاہ نے اوسکو اجازت دی
تب فیروز جنگ نے کل کیفیت مشرح بیان کی اور بنگش خاندان کی خدمات شایستہ معرض
بیان مین لایا اور کہا کہ یہ سب وزیر کی شرارت کا باعث تہا جس سے وہ آمادہ بجنگ ہوا ورنہ وہ
مطیع سرکار رہتا بعد گفتگوئے بسیار اوسنے کہا آپ آپ ہی انصاف کیجیے اس مین کس کا قصور ہے
بادشاہ نے تسلیم کیا کہ بیشک جو کچھ تمنے عرض کیا سب صحیح ہے۔ محمد خان غضنفر جنگ اور اوسکی
خاندان سے کوئی گستاخی سرکار سے نہین ہوئی یہ سب شرارت صفدر جنگ کی ہے لیکن تمہاری
کہنا سے ہے اگر نواب احمد خان قابو پاکر صفدر جنگ کا تعاقب کرتا ہوا دہلی کا عزم کرے اوسوقت
کیا کیا جائیگا۔ فیروز جنگ نے التماس کیا کہ صلاح دولت یہی ہے کہ نواب احمد خان کو ایک فرمان
شاہی مع خلعت و فیل و اسپ و شمشیر بھیجا جاے اور اوس کو لکھا جائے کہ ابتک جو کچھ ہوا اوسکا
کچھ علم بادشاہ سلامت کو نہ تہا سب وزیر کی شرارت سے ہوا وہ اپنے کیفر کردار کو پہنچا اب اگر تم مطیع
سرکار ہو تو قصد دہلی کا ترک کرکے فرخ آباد کو واپس جاؤ یہ صلاح بادشاہ کو نہایت پسند آئی فرمان
شاہی مع خلعت احمد خان کو بھیجا گیا اور احمد خان فرخ آباد کو واپس چلا گیا۔ حافظ رحمت خان کے
افسرون نے بھی اس جنگ مین بڑی دلاوری دکھائی تھی۔ نواب احمد خان نے صفدر جنگ پر فتحیابی
کے بعد حافظ الملک کے جماعہ داروں کو خلعت اور ہاتھی گھوڑے اور نقد و جنس دیکر رخصت
کیا اور حافظ صاحب کو شکر گزاری کا خط لکھا۔ اور اوس مین یہ بھی تحریر کیا کہ اودھ کے فتح کرنے کا

ارادہ ہی اگر آپ اپنی سپاہ خیر آباد تک جو آپکے ملک کی سرحد پر ہے بڑھا ئین تو بہتر ہو حافظ صاحب نے
شیخ کبیر اور بہول خان کو سپاہ دیکر سرحد ملک اودہ کی طرف یورش کرنیکے لیے بہیجا
جنہون نے حد مشرقی خیر آباد تک فتح کر لیا اور دوسرا احمد خان نے اپنے بڑے بیٹے محمود خان جہان خان
چیلے کو مع دس ہزار سوار و بیشمار پیادہ کے لکہنؤ صوبہ اودہ پر قبضہ لینے کے لیے بہیجا اور
سادی خان اور کاسے خان ولد شمشیر خان کو کوڑے کی طرف بڑہنے کا حکم دیا محمد امیر خان
کو غازی پور پر روانہ کیا - ولرا سے کی شکست وموت سے الہ آباد کے بڑے حصے مین بد انتظامی واقع
ہو گئی تہی - سروپ سنگہ کہچر جو پرگنہ کروالی پر قابض تہا جو زمانہ حال مین ضلع الہ آباد مین واقع ہی وبسیر سنگہ
ولد ہندو سنگہ چندیلہ وگہنشام سنگہ رکہتی جو سابق مین پٹہانون کے دوست تہے اب ان سبنے
مرہٹون نے سازش کی اور دشمن صالگہ نے اب بہی مرہٹون کو ندی کے اس پار بولانے کا ارادہ کیا
ماہ ذیقعدہ ۱۱۶۳ ہجری مین پٹہانون نے ملیح آباد مین تھانہ قایم کیا جو لکہنؤ سے مغرب سمت ۱۵
کوس کے فاصلے پر واقع ہے سانڈی کو جو اب ضلع ہردوئی مین ہی گہیر کر دیا اور امیٹہی کو جو اب
ضلع سلطان پور مین واقع ہی لوٹ لیا اور بڑی فوج سے دالمئو[1] اور رای بریلی پر قبضہ کرنے کا سامان
کیا - +

نواب احمد خان کی فوج کی اودھ پر یورش

محمود خان اپنے باپ نواب احمد خان کے حکم سے اودہ کو چلا - ۱۰ جمادی الاولی ۱۱۶۴ ہجری
کو بلگرام کی غربی طرف فروکش ہوا اوسکی فوج کے پٹہانون نے لوٹ کہسوٹ شروع کی اور چند
لوگون کو زخمی کیا وہان کی رعایا شریف اور سپاہی پیشہ تہی اونکو بہی تاب نہ آئی چند پٹہانون کو
زخمی کیا - اور محمود خان کے لشکر کی دو سو اس بار پر دار لوٹ لیگئے - محمود خان نے وفور غصہ سے
مع جملہ فوج تیار ہو کر شہر کا محاصرہ کیا اور اوسکی لوٹنے کا ارادہ کیا وہانکے لوگ محلہ بمحلہ کوچہ بکوچہ
مستعد مقابلہ ہوتے - مگر بلگرام کے سن رسیدہ لوگ جو احمد خان سے ربط وضبط رکہتے تھے وہ
محمود خان کے پاس گئے اور اصلاح کرکے اس فتنہ خوابیدہ کو خاموش کیا - محمود خان نے
بہپا بہپا مئو کی طرف آکر اپنے کسی بہی امام کو مع بیس ہزار سوار و پیادہ کے لکہنؤ پر دہاوا کر دیا

[1] گنگا کے کنارہ واقع ہی :

حکم دیا اور اوسنے پانچہزار فوج کو کسی سردار کو دیکر لکھنؤ روانہ کیا سردار مذکور نے شہر کے باہر
پڑاو کیا اور ایک کوتوال اپنی طرف سے مقرر کر کے شہر مین بھیجا۔ شہر اسوقت صفدر جنگ کے
عملے سے خالی تھا کیونکہ متوسلان صفدر جنگ خبر شکست وزیر سنکر بھاگا۔ اللہ خان کے ہمراہ
قلعہ الہ آباد مین تھے اکثر مغل اپنا اسباب شیخ معزالدین کے گھر امانت رکھ گئے تھے۔ اوسکو اوسکی
سمجھون نے منع کیا تھا کہ ان لوگون کا مال گھر مین نرکھنا چاہیے۔ کیونکہ افغانون کو دعوے پیدا
ہوگا۔ مگر شیخ مذکور نے اپنی شجاعت کے گھمنڈ مین آکر نہ مانا معزالدین خان بمقتضاے
وقت سردار افاغنہ کی ملاقات کو بیرون شہر گیا۔ اوسنے بڑی عزت کے ساتھ ملاقات کی۔
کوتوال نے شہر مین بیجا حرکات اور سختیان شروع کین۔ شیخ نے اوسکو سمجھایا اسی ضمن مین
کسی مفتری نے سردار افغانان سے ظاہر کیا کہ شہروالون نے آپکے کوتوال کو بےعزت کیا ہے۔
معزالدین اوسوقت سردار کے پاس بیٹھا ہوا تھا اوسنے کہا کہ کیا مجال کوئی ایسا کرسکے مین جاتا ہون
اور مفسدون کو سزا دیتا ہون اور فوراً رخصت ہوکر شہر مین آیا۔ شیخ نے یہ خیال کیا کہ اس فرقہ
افاغنہ کی امان کا اعتبار نہین۔ پس شہر کے شرفا کو طلب کر کے کہا کہ یہ فرقہ وعدہ کا پابند نہین ہے
انکی اطاعت سے بجز ندامت کچھ حاصل نہوگا اسلیے بہتر ہے کہ سب ملکر انکو یہانسے نکالدین بعض تو خوف کہاکر
جان بچا گئے۔ بعض رفاقت کو آمادہ ہوے۔ معزالدین نے زیور فروخت کر کے روپیہ مہیا کیا۔ اور
شیخ زادہاے شہر کو جمع کر کے اونکو کہا کہ کوتوال کو نکالدین۔ شیخ زادون نے ایسا ہی کیا معزالدین
نے کسی مغل کو مغلئی لباس پہنا کر اپنے مکان مین بٹھا دیا۔ اور صفدر جنگ کی منادی کرادی۔ اور
اعلان کیا کہ یہ مغل صفدر جنگ کا بھیجا ہوا کوتوال ہے۔ اور ایک سبز جھنڈا علی کے نام کا استادہ کیا۔
جو اوس جھنڈے کے نیچے آتا اوس سے رفاقت کی امید ہوتی۔ سردار نے یہ خبر سنی تو شہر پر حملہ کیا۔ سو دو سو
شیخ زادون نے مقابلہ کیا دریاے گومتی کیطرف سخت لڑائی ہوئی پٹھان بھاگ نکلے وہ سردار بھی جسکے
ہمراہ پندرہ ہزار سپاہ تھی بھاگ گیا تمام توپخانہ اور اسباب شیخ زادون کے ہاتھ لگا۔ محمود خان نے
جو بھاگا ہوا مئو کے گھاٹ پر مقیم تھا یہ خبر سنکر لکھنؤ کیطرف کوچ کا ارادہ کیا معزالدین نے اوسکو پیام دیا کہ
آپ لوگ اپنی حماقت سے اس درجہ کو پہنچے اب بندہ خود ہی آپکے پاس پہنچتا ہے۔ جب تک توقف کیجیے
ابھی محمود خان وہین مقیم تھا کہ یہ مغرور افغان جا پہونچے اور شیخ زادون کی بہادری کا حال بیان کیا
محمود خان خوف زدہ ہوکر اپنے ملک کیطرف واپس ہوا اسی شیخ زادون نے تمام پٹھانون کو اودہ کی
عملداری سے نکالدیا۔ یہ بیان سیرالمتاخرین کے مؤلف کا ہے جسنے ان پٹھانون کی ترقی کو نہایت

رنج و تعصب کی نظر سے دیکھا ہی ۔ حقیقت حال یہ ہی کہ جس وقت لکھنؤ کے شہزادون نی سر اوٹھایا تو اس وقت مین وزیر نے مرہٹون کی امداد و اعانت کی ساتھ فرخ آباد پر دوبارہ چڑہائی کی تھی اسوجہ سے انتقام ممکن نہ تہا یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کی طرف لوٹ آیا تھا[۱] سیر المتاخرین کا مؤلف کہتا ہی کہ محمود خان نے لکھنؤ مین بہت ظلم کیا ایک مقدس آدمی ندان محل واقع لکھنؤ مین رہتا تھا اوس کا نام شاہ سبحان تہا اور بہت پاک باطن تہا محمود خان اوس کے پاس کبھی کبھی جایا کرتا تہا ایک روز اوسی بڑی جوش سے کہا کہ تم ہمیشہ تعدی کرنے سے باز نہین آتے کل کو شعلہ آتش اوٹھیگا جو صدہا آدمیون کو ہلاک کریگا ۔ اور اب تمہاری حکومت یہان سی اوٹھ گئی ہی جلدی یہان سی چلے جاؤ چنانچہ دوسرے دن پٹھانون کے بارود خانے مین آگ لگ گئی ۔ ایکبارگی بڑا آواز ہوا ۔ صدہا آدمی اوڑ گئی ۔ تین تین چار چار کوس پر جا گرے ۔ علی الصباح محمود خان نے لکھنؤ سے کوچ کردیا ۔

محاصرہ قلعہ الہ آباد

بعد انتظام مہام احمد خان بذات خود قنوج کو گیا اوسکی آمد سنکر نواب بقاء اللہ خان ولد مرحمت خان جو عمدۃ الملک امیر خان کا حقیقی بھتیجا تہا اور اپنی چچا کے عہد سی کوڑی کا فوجدار تہا اور پرتاب نراین ولد خان عالم و امیر خان سرداران وزیر جو ڈیڑھ ہزار سپاہ کی ساتھ وزیر سی ملنے آئے تھے لکھنؤ کی راہ سی بھاگ گئے ۔ تب علی قلی خان داغستانی[۲] صوبہ الہ آباد کا نائب اونسے ملنے کو آیا اوس وقت اونہون نے معلوم کیا کہ سادی خان بیس ہزار سپاہ کے ساتھ آیا ہے ۔ علی قلیخان اپنی فوج اور کچھہ راے پرتاب نراین کی فوج لیکر سادی خان کے مقابلے کو بڑہا دونون فوجون کا کوڑہ جہان آباد مین مقابلہ ہوا ۔ اور جنگ شروع ہوئی ۔ سادی خان شکست کہا کر لوٹا جب . . . . ۔ اس شکست کی خبر نواب احمد خان کو پہنچی تو اوسنے ارادہ کیا کہ بہت سی کمک بہیجے ۔ مگر صلاح کارون نے کہا کہ آپ خود وہان چلئے کیونکہ آپکی آمد سنکر دشمن فی الفور الہ آباد کا قلعہ خالی کردینگے ۔ بقاء اللہ خان و علی قلی خان نواب احمد خان کی آمد سنکر بعجلت تمام

---

۱ دیکھو آرون صاحب کی تاریخ ۱۲

۲ یہ علی قلی خان داغستانی وہی ہین جسکا تخلص والہ ہی ۱۲ خزانہ عامرہ ۔

وہانسے پہرے اور الہ آباد کی قلعہ مین پناہ گزین ہوتے انکے ساتھ راجہ ہمت سنگھ اور پسران
راجہ نولرائے بہی تہے احمد خان نے کورہ جہان آباد مین پہنچکر چند روز قیام کیا اور یہ عزم
کیا کہ خود دملنسے گہر کو واپس آئے اسے جنگ ان تین سرداران یعنی منصور علی خان و رستم خان بنگش
و سعادت خان آفریدی کے ہاتھ مین چہوڑے ان تینون سرداروں کی پاس بہت سی سپاہ نوکر تہی
لیکن مشرقی صوبجات کے حاکمون یعنی پرتہی پت ولد چیتر دہاری و لد ہمت سنگھ سومبنشی حاکم
پرتاب گڑہ اور راجہ بلونت سنگھ حاکم بنارس کے وکیل جب اوسکے پاس پہنچے تو اوس کو آگے بڑہنے
کی ترغیب ہوئی۔ مضمون نامجات کا یہ تہا کہ اگر آپ الہ آباد کی طرف بڑہینگے تو ہم لوگ کوشش
کرکے بہت جلد قلعہ خالی کردینگے۔ پس تمام مشرقی حصہ ملک کا آپکے قبضے مین آجاویگا
ان نامونکے بہیجنے سے نواب احمد خان الہ آباد کی طرف بڑہا راجہ پرتہی پت پرتاب گڑہ سے اپنی فوج
لاکر گنگا کے کنارے خیمہ زن ہوا۔ نواب نے اوس کو خلعت عطا کیا۔ اور خود اوسکی درخواست
پر اوس کو پیش لشکر مین قایم کیا الہ آباد پہنچکر نواب احمد خان نے دریاے گنگا کو عبور کرکے
جہوسی کو پہنچا۔ اور یہان اپنی توپین ایک بلندی پر نصب کین اس بلندی کا نام قلعہ راجہ ہربونگ تہا
تمام الہ آباد کو خلد آباد سے لیکر قلعہ تک جلا دیا اور لوٹ لیا اور چار ہزار عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا
کوئی جگہ بجز شیخ محمد افضل الہ آبادی کے مسکن و دریا باد کی لوٹ سے باقی نرہی ان دونون جگہون پر پٹہان
قایم تہے۔ بقاء اللہ خان و علی قلی خان وزیر کی جانب سے قلعہ کی حفاظت کرتے تہے
اور یہ دونون افغان بنگش کی اطاعت سے عار رکہتے تہے۔ چونکہ جنگ میدان کی تاب نہ تہی
اسلیے قلعہ الہ آباد مین پناہ گزین ہوتے اتفاقاً اندرگر سنیاسی کہ مہادیو پرست تہا مع پانچ ہزار
برہنہ جنگ جو فقیرون کے وہان تیرتہ کو آیا اور ڈیرا نے شہر اور قلعہ کے درمیان مین کیا یہ فقیر
وزیر کے نوکرونکی جانب شریک ہوئے۔ وزیر کے آدمیون نے اندرگر کو بہت کہا کہ قلعہ کے اندر
رہنا چاہیے۔ اوس نے منظور نہ کیا باہر ہی رہا۔ بقاء اللہ خان جنگ آزمودہ آدمی تہا
اور جنگ مین مہارت کامل رکہتا تہا۔ اوسنے دریا پر ایک پل اوس مقام پر باندہا جو درمیان
تو بہنیا جو قلعہ کا پہاٹک ہے اور قصبہ ارائل کے واقع ہے۔ یہ قصبہ گنگا کے داہنے کنارے
پر گنگا و جمنا کے سنگم کے نیچے ہے اوسنے اپنا لشکرگاہ تو اوس قصبے مین چہوڑا۔ اور خود مع فوج صبح
و شام قلعہ کو آتا جاتا رہا۔ اوس وقت تفصیل سے برابر توپین نواب احمد خان پر چہوٹتی رہین اوسکی جانب
راجہ پرتہی پت اور اوسکے تعلقہ دارون نے قلعہ کے لینے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہے

مراجہ بلونت سنگہہ جسبی بذات خود آنیکا حکم ہوا تھا اوسوقت جہوسی کو پہنچا اور نواب احمد خان کے بیٹے محمود خان کے توسط سے نواب کے حضور مین حاضر ہوا۔ محمود خان حال ہی لکھنؤ سے آیا تھا۔ راجہ بلونت سنگہ نے ایک لاکہہ روپیہ نذر گذرانا اوس کو خلعت مرحمت ہوا۔ اور نصف اوسکی ریاست اوسکے نام کردی۔ باقی نصف ملک پر صاحب زمان خان ولاکٹی جو شیعی نواب کی کسی بیگم کا رشتہ دار مقرر ہوا نواب نے راجہ بلونت سنگہہ کو حکم کیا کہ تم محمود خان کو ساتھ لیکر الہ آباد کو جاؤ۔ اور دشمن کو وہان سے ہٹا کر اپنی فوج کا پڑاو وہان ڈالو تاکہ قلعہ آمدورفت رکے اور اسباب رسد سدود ہو راجہ نے منظور کیا اور اپنی لشکرگاہ مقام جہوسی کو آکر ناؤ مین مہیا کرنیکا حکم دیا۔ جب نواب بقاء اللہ خان کے جاسوسون نے اس ارادے کی خبر اوسکو پہونچائی تب اوس نے فکر کرنا شروع کی۔ اور باہم اپنے لوگونسے مشورہ کیا کہ کیا ایسی تدبیر ہونا چاہیئے جس سے وہ جانب سے پھر حملہ ہونے پائے۔ آخر سبرایون کا اتفاق ہوا کہ دوسرے روز مقابل کی فوج سے جنگ کرین۔ بقا اللہ خان بڑی فوج لیکر پل سے پار ہوا۔ اور فوج قلعہ سے باہر آکر اوس سے متفق ہوئی۔ اندرگر سنیاسی بہی حکم پاکر شریک ہونیکے واسطے قلعہ کی آڑ مین آگے بڑہا۔ اور گنگا کے کنارے پرانے شہر سے قلعہ تک صف باندہکر بعزم جنگ کہڑا ہوا جسوقت نواب احمد خان نے یہ خبر سنی خود سوار ہوکر اپنی لشکرگاہ کے کنارے آیا اور وہانسے اوسنے نواب منصور علی خان و نواب سادی خان کو سپاہ پر حکومت کرنیکو بہیجا بموجب حکم کے وہ آگے بڑہے۔ علاوہ ازین اونکی ساتھ اپنی سپاہ کے دس ہزار جوان زیر حکم رستم خان بنگش اور چار ہزار سعادت خان آفریدی کی ماتحتی مین اور دو ہزار شکل خان کے حکم اہلی اور تین ہزار پیدل جوان محمد خان آفریدی کے زیر حکم اور دو ہزار آدمی عبدالرشید خان جیلہ کے حکم مین تہے اسکے سوا اور بہی سردار ساتھ تہے یعنی نامدار خان برادر غیرت خان لوز خان ولد غلیل خان متبنا نامدار خان برادر ہمت خان متبنا و عبد اللہ خان ورکزئی نواب احمد خان نے ان سب کو حکم دیا کہ اپنی فوج کے ساتھ بڑہکر دشمن کو بہگا وین راجہ پرتہی پت سے نواب احمد خان نے کہا کہ تمہارا مقام پیش لشکر سے وہان جاو راجہ حملہ مین آگے ہوا۔ اور جنگ شروع ہوئی۔ تین گہنٹہ توپ و بندوق وہان کا ہنگامہ گرم رہا۔ آخرکار راجہ پرتہی پت بڑہ آگے تہا قابو پاکر دشمن کی سپاہ مین در آیا۔ یہ دیکہکر منصور علیخان اور دوسرے سردار اوسکی مدد کو بڑہے۔ راجہ ہاتھی سے اوترکر گہوڑے پر سوار ہوا۔ تب اوسکی ہمراہی اپنے گہوڑونسے اوترکر شمشیر بدست

دشمن پر چھپٹے اس مقام پر پہنچکر منصور علی خان بھی اپنے ہاتھی سے اوترکر راجہ کے آگے پہنچا
بقاء اللہ خان کے چیدہ چیدہ آدمی کام آئے یا زخمی ہوئے۔ اور جب بقاء اللہ خان نے
دیکھا کہ فتح کی امید نہین ہی اپنی سپاہ کے ساتھ پل کے پار گیا۔ اور گولنداز توپین قلعہ مین چھوڑکر پل کے
پار بھاگ آئے اور بھاگتے وقت اپنے کنارے کیطرف پل توڑ دیا۔ نواب احمد خان کی فوج کو اس صورت سے
یہ فتح بھی نصیب ہوئی اور میدان پر قابض ہوئے۔ اور جسجگہ یہ لوگ مقیم ہوئے وہان سے پل تمام
وکمال نظر آتا تھا۔ جسوقت لڑائی شروع ہوئی سعادت خان منصور علیخان کی فوج سے آگے اپنی
فوج کو دشمن پر بڑھا لیگیا۔ جب منصور علیخان کے لوگون نے یہ حال دیکھا از راہ رشک جلدی تیز ہوکر
اون لوگون سے آگے ہوئے ان کا یہ قصد ہوا کہ پل کے سرے پر جا جمین۔ راجہ رگھنی پت کی بھی رای ہوئی
لیکن جسوقت نواب احمد خان نے خبر فتح کی سُنی فوراً ایک شتر سوار نواب منصور علی خان کو واپس
بلانے کے واسطے دوڑایا اور کہلا بھیجا کہ آگے جانا گویا پتھر پر سر دے مارنے کی برابر ہی حکم
پاتے ہی منصور علی خان نے قصد لوٹنے کا کیا۔ مگر رگھنی پت نے کہا کہ قرینے سے ایسا معلوم ہوتا ہی
کہ قلعہ خالی ہوگیا ہی پس اس مین کیا قباحت ہی۔ اگر ہم پل کے سرے تک جاوین اگر قلعہ مین کوئی شخص
باقی ہوگا تو بیشک ہمکو آتے دیکھکر گولی چلاویگا۔ پس اگر ہمپر گولی نہ چلائی جاویگی تو تصور کرینگے
کہ قلعہ خالی ہی۔ اور اوسپر قبضہ کرلینگے منصور علیخان نے جواب دیا کہ مین خلاف حکم ایسا
قصد نہین کرسکتا ہون۔ یہ کہکر شادیانے فتح کے بجوائے۔ اور نواب کی خدمت مین واپس آکے
مع دوسرے سردارونکے نذر گذرانی نواب احمد خان ابھی قلعہ الہ آباد کا محاصرہ کیے پڑا تھا کہ تھوڑے
عرصے بعد یہ خبر سنکر کہ صفدر جنگ اور مرہٹے فرخ آباد کیطرف بڑہ گئے ہین اوس طرف روانگی کو
تیار ہوا احمد خان نے یہ خیال کیا کہ اگر یکایک یہان سے کوچ کیا تو قلعہ کی فوج تعاقب کریگی
اسلیے بادشاہ کا فرمان پہنچنے کی خبر اوڑائی اور فرمان بارہ سات آٹھ کوس کے فاصلے پر
کہڑی کرا کر شب کو رسالہ داران جمعداران اور مصاحبون سے بلند آواز سے فرمایا کہ فرمان بادشاہی
آرہا ہی۔ رات سے سوار ہونگا۔ تمام سامان روانگی کا تیار کرلو اس تدبیر سے وہانسے کوچ کیا
جب وزیر کی چڑہائی کی خبر مشہور ہوئی۔ راجہ پرتاب گڈہ بھی لوٹ گیا۔

نواب احمد خان کے افسر سے بلونت سنگھ راجہ بنارس کی مخالفت

جبکہ نواب احمد خان الہ آباد کے محاصرے مین مصروف تھا تو دستی بہان سے صاحب زمان خان

دلاراک جونپوری کو مقامات جونپور۔ اعظم گڈھ اکبرپور و دیگر مقامات مین اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ بلونت سنگھ نے نصف ریاست کیسے دینے سے انکار کیا اور صاحب زمان خان کو حکم پہنچا کہ اوس کو ملک سے بھگا دو۔ اوس کو کمک پہنچی گئی۔ اور اکبرشاہ راجہ اعظم گڈھ اور سمشاد جہان زمیندار ماول اوس کے آکر شریک ہوئے ماول اعظم گڈھ سے تیس میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ فوج اکبرپور مین جمع ہوئی اور ایک چھوٹا سا قلعہ سرہات پور کا چندروز کی محاصرہ کے بعد مفتوح ہوا ازان بعد جونپور کی طرف بڑھے اور چھ گھنٹہ سخت لڑائی کے بعد حملہ آور ہوکر گھس آئے۔ اور اوس مقام پر قابض ہوگئے صاحب زمان خان نے آپ ہی بڑھنے مین تاخیر کی اور نظام آباد کی طرف کوچ کیا۔ یہ مقام جونپور سے تیس میل شمال مشرق مین ہے بلونت سنگھ سے عہد و پیمان ہونے کے بعد جس کا مذکور پیشتر ہو چکا ہے صاحب زمان خان مع حاجی سرفراز خان کے اوس حصہ ملک پر قبضہ کرنے کے واسطے روانہ ہوا جو دریاے گنگا کے شمال کی طرف واقع ہے۔ بلونت سنگھ گنگاپور سے جو بنارس سے تھوڑی فاصلہ پر مغرب مین واقع ہے روانہ ہوکر مڑیاہون پہنچا۔ یہ مقام جونپور سے بارہ میل جنوب مین ہے۔ اور صاحب زمان خان سے اپنے ملک کی واپسی کا مطالبہ کیا ہر دو متخاصمین کا تصفیہ جنگ پر منحصر ہوا۔ بلونت سنگھ کے افغان سردارون نے اپنے ہمقوم افغان یعنی صاحب زمان خان سے جنگ کرنے سے انکار کیا۔ لاچار ہوکر بلونت سنگھ نے معاملہ صلح کرنا مناسب جانا۔ صاحب زمان خان نے چاندی پور مین پڑاؤ ڈالا۔ دوسرے روز اوس کی فوج مین بابت تنخواہ کے بلوہ ہو گیا اور وہ تنہا اعظم گڈھ کی طرف روانہ ہوا۔ بلونت سنگھ نے تب اوس کا گھر لوٹ لیا۔ صاحب زمان خان نے اعظم گڈھ مین اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھا اور ملک بتیا کو گیا اور وہان کے راجہ سے [illegible] تھوڑے عرصے بعد وہ جونپور کو واپس آیا لیکن بلونت سنگھ نے پھر اوسے مقرر کر دیا۔ نقل ہے کہ سبا بیاس کی بہادری نے پٹھانون کی آمد سے وہ پھولپور پر جو بنارس سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے گئی۔ اور لیا [illegible] دو کروڑ روپیہ بطور محصول داخل کرتے ہین اس شرط پر کہ پٹھان ہمارے شہر مین نہ آئین ان کا یہ حال تھا کہ کہتے تھے اگر ہم پٹھان کو خواب مین بھی دیکھتے ہین تو کانپ اٹھتے ہین۔ مختصر دو کروڑ روپیہ دیا گیا اور پٹھان واپس گئے۔

وزیر کا بادشاہ سے عفو قصور کرانا اور اون سے احمد خان پر چڑھائی کی اجازت لینا بعدہ مرہٹون اور بھرتپور کے جاٹون کو اپنی مدد کے لیے بلانا

وزیر رام چہتری مین شکست کہاکر ۲۹ شوال سنہ ۱۱۶۶ ہجری مطابق ۲۰ ستمبر سنہ ۱۷۵۳ء کو دہلی واپس آئی
اور یہان پہونچکر اونہون نے دیکہا کہ بادشاہ مجہسے سخت ناراض ہین تو سخت غمگین ہوے۔ ایک
عرصے تک وہ گہر سے نہ نکلے ہر وقت سر پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہتے تھے۔ آخرالامر اونکی بیگم نے اون کو
دلاسا دی۔ اور اقرار کیا کہ جسقدر روپیہ میرے پاس ہی سب تم کو دیتی ہون۔ یہ سنکر اونکو ہمت ہوئی۔ اور
اونہون نے راجہ ناگرمل اور لچہمی نراین اور اسماعیل بیگ خان کو طلب کیا۔ اور سید عبدالعلی کو بھی جو اونہین
دنون اجمیر سے پہنچا تہا شریک مشورہ کیا اسماعیل بیگ خان نے صلاح دی کہ افغانستان کی فوج
بلانا چاہیے ناگرمل کی رائے ہوئی کہ روہیلون کو بلانا چاہیے۔ اور کہا کہ قایم خان کے حملے کے
سبب سے روہیلے فرخ آباد کے پٹھانون سے عداوت رکھتے ہین۔ وزیر نے اس تجویز کو ناپسند کیا۔ اور
کہا کہ اگرچہ افغان باہم لڑتے ہین۔ لیکن اگر کوئی اور غنیم اون سے لڑنے جائیگا تو سب متفق ہو جائینگے
تب وزیر نے سید عبدالعلی سے صلاح پوچھی اوس نے کہا کہ آپکی ساتھ فوج سابق مین بھی کم تھی
اور اب بھی جسقدر درکار ہو مہیا ہو سکتی ہی۔ مگر سرداران جنگ دیدہ و آزمودہ کو رفیق کرنا چاہیے۔ وزیر نے
کہا آجکل ایسے کون لوگ ہین۔ جواب دیا کہ بخت سنگہہ اور سرداران مرہٹہ اس کام کی لیاقت رکھتے ہین
اور راجہ لچہمی نراین نے بھی مرہٹون کی فوج کثیر کا ذکر کیا اور کہا کہ آپا سیندھیا اور ملہار راو کے پاس ستر
اسی ہزار فوج اس وقت کوٹہ کی قرب و جوار مین ہی۔ ایک ہزار سپاہی مرہٹے دس ہزار افغانون کے واسطے بس ہین
اور پٹھان مرہٹون کے نام سے چونک پڑتے ہین اب وزیر نے مرہٹون سے مدد مانگنے کا ارادہ کیا۔ وزیر کو
دوسرا امر اہم یہ باقی تہا کہ بادشاہ کو کسی صورت سے رضامند کرنا چاہیے۔ اس غرض سے وزیر نے راجہ
جگل کشور وکیل صلابت جنگ کو نواب ناظر جاوید خان کے پاس بہیجا اور اوس سے اعانت چاہی
اگرچہ جاوید خان خواجہ سرا کو بادشاہ نہایت عزیز رکہتا تہا وزیر کا حال بالتصریح سننے کے بعد جاوید خان
نے کہا کہ ایسے معاملے کی بحث بالمواجہ ہونی چاہیے بروز چہارشنبہ مین بغرض فاتحہ خوانی حضرت
سلطان المشایخ نظام الدین اولیا کی درگاہ مین جاؤنگا۔ بوقت واپسی وزیر کے مکان پر آؤن گا
اسوقت جو جو بھید گوئیون کہ وہ سمجہانا چاہین مجہسے بیان کرین۔ جگل کشور نے واپس آکر وزیر سے
اوس کا پیام بیان کیا۔ چہارشنبہ کو جاوید خان حضرت نظام الدین اولیا کے مزار کی زیارت سے
بعد پوشیدہ وزیر کے مکان پر آیا۔ ادہر ادہر کی باتون کے بعد ناظر نے وزیر سے کہا کہ بادشاہ سلامت
کا مزاج تمہاری طرف سے بالکل پہر گیا ہی کسی کو جرات نہین کہ کوئی بات بہتری کی تمہارے حق مین
حضور مین عرض کرے۔ اور نواب فیروز جنگ لہذا احمد خان کے واسطے سعی کرنے پر جسقدر

مسعد ہی کہ کسی کی مجال نہین ہی کہ اوسکے خلاف ایک بات بھی مُنھ سے نکال سکے وزیر نے
بعض الفاظ قریب الفہم جاوید خان سے سمجھے اور کہا کہ اگر آپ اس معاملے مین دست اندازی کرین اور
بعنوان شایستہ بادشاہ سلامت سے عرض معروض کرین تو خوب ہو - اور تاریخ مظفری سے
معلوم ہوتا ہی کہ وزیر نے [illegible] اوس کو [illegible] لاکھ روپیہ بطور رشوت کے دینے پر راضی
کرلیا - نواب ناظر نے اپنی بات پر بھروسہ کرکے اقرار کیا کہ جب موقع مناسب ہوگا تمہاری حق مین
سفارش کرونگا - اور انشاء اللہ بادشاہ سلامت کے مزاج کو تمہاری طرف رجوع کردونگا - بعد اس
گفتگو کے وہ سوار ہو کر اپنے گھر کو روانہ ہوا تین روز کے بعد ایک اخبار نویس کے پاس سے جو احمد خان کے
لشکر گاہ مین متعین تھا ایک خط اس مضمون کا آیا کہ صوبجات مشرقی کے زمیندار راجہ پرتھی پت
و راجہ بلونت سنگھ اور دوسرے زمیندار مع نذر کثیر نواب کی خدمت مین حاضر ہوئے اور اپنی تئین
نواب کا مطیع قرار دیا ہے بھی الہ آباد کے محاصرے کے واسطے نواب کے شریک ہوئے ہین - بڑی فوج
جمع ہوگئی ہی اور روز بروز سب جمع ہوتی جاتی ہے ایک لاکھ سوار اور [illegible] ہزار پیدل زیر لواے نواب
احمد خان مجتمع ہوگئے ہین - دیکھا چاہئے بعد فتح قلعہ الہ آباد کے پردہ غیب سے کیا ظہور مین آتا ہی
نواب ناظر نے موقع پاکر جسطرح وزیر سے اقرار کیا تھا کہنا شروع کیا - اور جو جو باتین ازراہ
دوراندیشی اوس کو سکھلائی تھین اوس نے بادشاہ سے بیان کین - ناظر ایسے الفاظ سے کہ جن سے
دل پر بڑا اثر پیدا ہو کہنے لگا کہ جب ملکی معاملات کیطرف خیال کرتا ہون تو مجھے سخت تردد ہوتا ہی میری
نیند جاتی رہتی ہی - صفدر جنگ کے شکست کھاکر واپس آنے کے بعد فیروز جنگ نے ایک
فرمان گویا بصورت تہنیت نامے کے احمد خان کے نام با ستقرار ریاست کو روتی بھیجا تھا
اوسپر قناعت نکرکے اوس نے ریاستہاے خالصہ [illegible] قبضہ کرلیا ہی - اور اپنے بیٹے کو بہ غرض
تسخیر ملک اودھ کے روانہ کیا ہی - اور خود الہ آباد کو محاصرہ [illegible] ہے اسکے بعد بنگال کا عزم
کریگا - اور اخبار نویسون نے حضور عالی کو [illegible] دی ہی کہ اوس نے لشکر عظیم اکٹھا کیا ہی
علماء یہ کہتے ہین کہ کتاب [illegible] در وزیرہ [illegible] ہی کہ کوئی افغان
شکر جمعیت تا تعداد دوازدہ ہزار [illegible] شاہی کو [illegible] احمد خان جسکے پاس ایک
لاکھ سی زاید فوج ہی اور [illegible] سے [illegible]
رسکتا ہے جب [illegible] جاوید خان [illegible] بادشاہ [illegible]
[illegible]

عرض کیا کہ صفدر جنگ کا قصور معاف ہو اور احمد خان کو مطیع کرنے کا کام اوس کو تفویض کیا جاے
بادشاہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ صفدر جنگ سے کچھ بھی امید نہین ہی کیونکہ وہ فوج کثیر بندوق و بان
وغیرہ سب کچھ لیکر گیا تھا مگر احمد خان نے تھوڑی سی فوج سے اوس کو شکست فاش دی - اور اب جبکہ احمد خان
کی طاقت بہت بڑھ گئی ہے تو صفدر جنگ اوس دل ہاری فوج سے اب کیا کر سکتا ہی اور زدہ را
باید زدنی ستہ ہی بادشاہ نے جاوید خان سے کہا کہ میری راے مین تمہاری تجویز بالکل خیال خام
ہے اسے ہرگز منظور نہین کر سکتا ہون کیونکہ اچھی تجویز مین کبھی ایسی مفت نہوگی - جاوید خان نے
جواب دیا کہ کمترین کی اس تجویز کے متعلق اور بھی تدابیر مین آیا سندھیا اور ملہار راو جو اس وقت
راجپوتانے مین ہین وہ اگر طلب کئے جاوین تو حضور عالی کی نوکری کر لین گے - ان کو انتفاع کی امید
سے جو حکم اونکو دیا جائے گا اوسکی تعمیل وفاداری کے ساتھ عمل مین لاوین گے سورج مل جاٹ
کی فوج بھی اگرچہ صفدر جنگ کے ساتھ گئی تھی مگر اوس نے شکست نہ پائی نہ منتشر ہوئی سوا اس کے
حافظ رحمت خان روہیلون کا سردار صفدر جنگ کا دوست ہی آخر الامر بادشاہ جاوید خان
کی باتون مین آگئے - اور حکم کیا کہ صفدر جنگ سے کہو کہ اس کا قصور معاف کیا گیا ہے - اور کل دربار مین
حاضر ہو - جاوید خان بمسرت خوش اپنے گھر کو گیا اور رات کو وزیر کے مکان پر پہنچا پہلے دونون
باہم بغلگیر ہوے - بعد ازان جو گفتگو بادشاہ سے ہوئی تھی سب وزیر سے دوہرائی اب جاوید خان
جوگل کشور کو ساتھ لیکر اپنے مکان کو گیا اور اوس سے کہا کہ وزیر سے کہدینا کہ کل دربار مین حاضر ہون
اور فی الفور ایک فرد نذرانے کی تیار کرین - تعداد نذرانے کی دس لاکھ روپیہ سے کم نہو
جوگل کشور نے واپس آکر وزیر سے کہا کہ دس لاکھ نذر مقرر ہوئی ہی کہ جاوید خان سے ملاقات کے
وقت دیا جاتا ہے[1] - دوسرے روز علی الصباح بادشاہ نے محل سے برآمد ہوکر دیوان خاص مین
سنگ مرمر کے تخت پر جلوس فرمایا امرا و رئیس مع میر تزک حاضر ہوئے اور آداب بجا لاکر اپنے
اپنے پایے پر کھڑے ہوتے ہے اوس وقت ناظر جاوید خان کو حکم ہوا کہ وزیر صفدر جنگ کو بارگاہ
سلطانی مین حاضر کرے - جسوقت جاوید خان وزیر کے مکان پر پہنچا تین خوان جواہر بارچہا
قیمتی کے اوس کے روبرو پیش کئے گئے - بعد معمولی انکار کے اوس نے اونکو قبول کیا - بعد ازان وہ
حضور مین حاضر ہوئے - وزیر نے اپنا سر بادشاہ کے قدمون پر رکھدیا بادشاہ نے سر اوٹھا کر
چھاتی سے لگایا - وزیر نے عرض کیا کہ غلام نے بڑا گناہ کیا مگر ملتجی عفو ہے - بقول سعدی

[1] دیکھو تاریخ آردل ۱۰

علیہ الرحمۃ ۵

بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش — عذر بدرگاہ خدا آورد
ورنہ سزاوار خداوندیش — کس نتواند کہ بجا آورد

بادشاہ نے فرمایا کہ مینے بعد غور تمہارا قصور معاف کیا۔ اور عذر پذیرا کیا۔ خلعت دہ پارچہ مع فیل و اسپ و شمشیر وزیر کو مرحمت ہوا وزیر نے اپنی فرودگاہ معاودت کی۔ لاکہہ مین کی اور رخصت ہوکر پچاس ہزار روپیہ خیرات کرتے ہوئے گہر کو روانہ ہوئے حسب استدعا نے حامد خان ملہار راو اور آپا سیندھیا کے نام ایک فرمان شاہی جاری ہوا اور ایک خط وزیر نے بھی دیا اور مرہٹون کے پاس یہ تحریر لیکر راجہ مہانراین[۵۱] جو وزیر کی سرکار کا مدار علیہ تھا اور منتر سکہ پال[۵۲] ورجوگل کشور[۵۳] روانہ ہوئے ورہا اور ای وکیل مرہٹون کا بہی انکے ساتھہ گیا۔ ان قاصدون کو کوٹہ سی دو پڑاو اسطرف اور دہلی سے دو سو اسی میل جنوب مین مرہٹے ملے انہون نے وزیر کی خط کا مضمون معلوم کرکے آپ سے دو کروڑ روپئے طلب کئے۔ رام نراین سیلے کہا کہ تمہاری نظر مین پچاس لاکہہ روپے زیادہ ہین۔ ہم تو ایک معاملے مین اتنے لیتے ہین ہماری نظر مین اسقدر روپیہ ہیچ ہے۔ ہمکو کیا ضرور ہے کہ پچاس لاکہہ روپیون کے لئے چار لاکہہ پٹھانوں سے لڑائی کرین۔ جنگ دو سر دارد یہ کیونکر یقین ہو کہ ہم ضرور اونپر فتحیاب ہونگے ممکن ہے کہ ہمکو ہی شکست ہو جاوے آخر ملہار راو ایک کڑوڑ پر راضی ہوگیا کیونکہ وہ صفدر جنگ کو حاتم سے کم نہ جانتا تھا اور آپا کو بھی راضی کرلیا اور لہنے حقیقی بہتیجے تکوجی کو بھی جو جسونت راو کا بہائی ہے ساتھہ لیا[۵۴]۔ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ ٹہرا سیندرہ ہزار روپیہ یومیہ سورجمل اور ۲۵۔ یا ۳۵ ہزار روپیہ تا ختام جنگ مرہٹوں کا قرار پایا۔ اور گیان پرکاش مین بیان کیا ہے کہ مرہٹوں کے لاکہہ سوارون کو جو باتفتی آئے ملہار راو نے لاکہہ روپیہ لوٹ اور پچاس مقام دینے کا اقرار ہوا۔ اور سورجمل خود اول سے شریک ہوا تو جملہ سامان جنگ مثل توپ و بان و جزائل و گولہ بارود وغیرہ مہیا ہوا فی الحقیقت دوسرے کی مجال

---

۵۱ دیکھو گیان پرکاش اور عماد السعادت اور آزون نے رام نراین کہا ہے۔ اور سیر المتاخرین مین بھی نراین ہے ۱۲ ۵۲ دیکھو گیان پرکاش ۱۲
۵۳ دیکھو سیر المتاخرین ۵۴ دیکھو عماد السعادت ۱۲

مجال نہ تھی کہ از سر نو سامان عظیم کر لیتا اور دشمن پر چڑھتا۔ مرہٹے جب دہلی کے قریب پہنچے تو ملہار راؤ نے وزیر کے وکیلوں کو رخصت دیکر صفدر جنگ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ ہمارا دار الحکومت مین آنا کیا ضرور ہے۔ ہم بالا بالا فوج لیکر جاتے ہین اور یہ بھی چاہتے ہین کہ آپ کی فوج لڑائی مین ہماری شریک نہ ہو۔ بلکہ کوئی اس معاملہ مین دخل نہ دے۔ رام نراین وغیرہ مرہٹون سے رخصت ہوکر وزیر کے پاس آئے اور وہ بھی روانگی کو آمادہ ہوئے لیکن چونکہ خزانہ اون کا ایک کرور روپیہ سے کم تھا اور سوای مصارف فوج مغلی و ہندوستانی کے اونکی ذات خاص کے مصارف بھی زیادہ تھے اور ایک کرور روپیہ مرہٹون کو دینا ٹھیرے تھے اس لئے اون کے دل کو فکر تھی لچھمی نراین سے اس معاملے مین مشورہ کیا۔ اوس نے عرض کیا کہ مرہٹے ایسے دلاور ہین بر خلاف پٹھانون کے وہ بالکل بھگاوڑے کا ملک فتح کرا دین تو اوس وقت یہ رقم دیجائے گی جب آپ کا قبضہ اس ملک پر ہوجائے گا۔ تو کرور روپیہ کیا چیز ہے۔ بالفعل پانچ لاکھ روپیہ آپکے پاس موجود ہی اوس مین سے تھوڑا سا فوج کو دیکر باقی اپنے صرف مین لائیے۔ نواب وزیر اس بات سے مطمئن ہوکر دہلی سے روانہ ہوئے[۱]۔ اور بعض کہتے ہین کہ مرہٹے دہلی مین آئے تھے اور جب وہ اوس کے قریب آپہونچے تو ایک عہدہ دار اونکی پیشوائی کے واسطے بھیجا گیا دوسرے روز ملہار راؤ اور آپا بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوئے۔ اور خلعت مرحمت ہوا۔ وزیر نے سورجمل جاٹ کو بھی بلوایا اور اوس کو بھی خلعت ملا۔

وزیر کی دوبارہ فرخ آباد پر چڑھائی۔ اور فتحگڈھ کا محاصرہ

وزیر نے اجازت کوچ کی طلب کی اور بادشاہ نے فتح پیچ عنایت کرکے رخصت کیا اور حکم کیا کہ اپنی فوج لیکر احمد خان پر چڑھائی کرو۔ اوائل جمادی الاولی سنہ ۱۱۶۴ ہجری مین صفدر جنگ اپنی اور مددگارونکی فوج لیکر دار الخلافتہ سے برآمد ہوئے۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ اسوقت صفدر جنگ کے ہمراہ دو لاکھ سپاہ اور ہزار کے قریب چھوٹی بڑی توپین اور ہندوستان کے اکثر بڑے بڑے سردار تھے۔

صفدر جنگ نے دریای جمنا کو عبور کرکے پہلا خطم مرہٹونکو

---

[۱] دیکھو عماد السعادت ۱۲

دیا کہ شادل خان فرخ آباد کے عامل کو کول کے نواح سے بھگا دینا چاہتے ہے۔ اور جب وہ فرخ آباد کی طرف بھاگے اوس کا تعاقب کرتے ہوئے فرخ آباد کیطرف بڑہنا چاہتے ہے ملہارراو اور آبانے پنڈارون کو حکم دیا کہ احمد خان کے ملک کو آگ لگاتے اور ویران کرتے چلے جاؤ بجرو حکم کے لوٹنا شروع کیا اور چوبیس ہزار سوارون سے شادل خان حاکم کول وجالیسر جا گھیرا تہوڑے عرصہ مین ملہار راؤ اور آپا سیندھیا خود وہان پہونچے اور حملہ شروع ہوا۔ اگرچہ شادل خان کے پاس مقابلہ غنیم کے فوج نہایت قلیل تہی۔ مگر تاہم تہوڑے عرصے تک قدم جمائے رہا۔ اور جہانتک ممکن تہا دشمن کا مقابلہ کیا۔ ایک روز اپنی فوج کی خوب حفاظت کرکے اور دشمن کے بہت سے آدمی مارکر آخر کار گنگا پار ہوکر قادر چوک پہونچا۔ یہ موضع پرگنہ اوجہانی ضلع بداؤن مین واقع ہے۔ وہانسے اوس نے کل حال احمد خان کو بمقام الہ آباد لکھ بہیجا اور مشرق کی سمت گنگا کے کنارے کنارے فرخ آباد کیطرف روانہ ہوا۔ احمد خان نے وزیر کی شکست سے چھ ماہ کے بعد شادل خان کا پسپا ہونا مرہٹون کے مقابلے سے سنا نواب نے راجہ پرتھی پت کو طلب کیا اور کہا کہ وزیر کو زک دینے کے واسطے مجہے گہر کی طرف جانا ضرور ہے۔ انشاء اللہ تعالے اوسکو بار دگر شکست دیکر واپس آتا ہون اوس وقت اصلاع مشرق پر قبضہ کرونگا۔ راجہ پرتھی پت نے کہا کہ ایک صلاح ہے کہ بالفعل فرخ آباد کی طرف جانا بالکل نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ وزیر تو قریب پہنچ ہی سکتے ہین آپ عین وقت پر پہنچے ہی تاہم فوج چونکہ منتشر ہو جائے گی اوسکو مجتمع کرنے کی دقت ہوگی۔ لہذا بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ گنگا پار ہوکر صوبہ اودہ کو چلین اور وہان سے جانب مغرب روانہ ہون۔ اس مین چند فوائد مین ایک تو شتابزدگی کرنا نہ پڑے گی فوج بہی منتشر نہوگی۔ اور زمیندار لوگ اودہ کے جو اپنے اپنے گہرون ہی بعد زوال بد عمل بہاگ گئے تہے وہ بہی آ ملینگے مدد روپئے اور سپاہ سے دین گے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ بہت سی زر آشنا فوج یعنی کرایہ کی فوج جو آپکے حکم مین جمع ہوتی ہے جب آپ فرخ آباد کو تعجیل روانہ ہونگے یہ سب ساتھ چہوڑ دینگے نواب نے کہا مین اپنے سردارون سے مشورہ کرون دیکہون اونکی کیا راے ہے۔ راجہ رخصت ہوا نواب نے رستم خان و منگل خان غلزئی و محمد خان آفریدی و مستجاب خان ورکزئی و حاجی سردار خان و دیگر سردارون کو طلب کیا حسب وقت اونہون نے راجہ کی صلاح صحیح کہا علیحدہ باہم مشورہ کرکے جواب دین گے۔ زائد لوگون کی راے تو یہ ہوئی کہ گنگا کو نہ اوترنا چاہتے ہے۔ فقط حاجی سردار خان کی راے

اسکی خلاف بھی سب افغان سردار نواب کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر گنگا پار جاوینگے تو دشمن بالیقین یہ تصور کرینگے کہ ہم خوف سے بھاگ گئے - ہم کو خوف نکرنا چاہیے یہ وہی وزیر ہے جسکو ہم ایکبار زک دے چکے ہین اور اللہ کی مدد سے اپنی تلوار کے زور سے اس مرتبہ دشمن کو زندہ نہ جانے دینگے - اور ہماری نزدیک اوسکی فوج کی یہ وقعت ہے جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ مرے کو مارنا کیا مشکل ہے - نواب نے حاجی سردار خان کی طرف مخاطب ہوکر پوچھا تم کیون خاموش ہو اوس نے جواب دیا کہ یہ لوگ میری بات سے خوش نہونگے میری رای راجہ پرتھی پت کی رائے سے موافق ہے - اور مین سمجھتا ہون کہ اوس کی رائے بہت مناسب ہے - حسب صلاح سرداروں کے فرخ آباد کی طرف کوچ کا حکم ہوا راجہ کو طلب کیا - اور جو کچھ مشورہ قرار پایا تھا اوس سے اوس کو اطلاع دی راجہ نے پوچھا مجھے کیا حکم ہوتا ہے نواب نے کہا کہ مین تمکو بالفعل اس ملک مین بطور اپنے نائب کے چھوڑے جاتا ہوں اسلئے تم اپنی زمینداری کو واپس جاؤ اور اودہ کے زمینداروں سے کہو کہ اپنے اپنے گھر و نمین چلے جاویں - راجہ کو اوسوقت خلعت مرحمت ہوا وہ رخصت ہوکر دریاے گنگا کو عبور کر کے اپنے ملک کو روانہ ہوا - نواب کا بیٹا جو اودہ کے فتح کرنے مین مصروف تھا اور اوس کا ارادہ لکھنؤ اور کاکوری کے شیخ زادون کو سزا دینے کا تھا - جنہوں نے سراوتھا کر پٹھانوں کو نکال دیا تھا چونکہ اوسوقت مین انتقام ممکن نتھا اسلئے یہ نوجوان نواب زادہ فرخ آباد کیطرف لوٹا اور سیا ندی پالی سے گذر کر دریای گنگا کے کنارے اوس مقام پر پہونچا جسکی دوسری جانب مقام تحگڈھ اوسکی باپ کا لشکر گاہ تھا نواب احمد خان الہ آباد سے روانہ ہوکر چھ روز کی عرصے مین اپنی دارالریاست کو پہنچا - مگر اوسکی ساتھی جو محض زر آشنا تھی راستے سے اوس کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر جابجا عافیت مین پناہ گزین ہوتے صرف وہ لوگ جنکو نام و مرتبہ کا خیال تھا ساتھ رہگئے پہلے اوس نے بی بی صاحبہ اور اپنی دوسری رشتہ دار مستورات کو کسی موقع پناہ مین پہنچا دینے کی فکر کی یہ سب بمشکل تمام دہانسنے آولہ و شاہجہان پور کو روانہ ہوئین - شہر کے بہت سے باشندون نے جب بی بی صاحبہ وہان سے جاتے دیکھا اپنا اپنا گھر چھوڑ دیا - نواب نے ہر سردار کو نام بنام طلب کیا - اور اوسے صلاح پوچھی کہ دشمن سے کسطرح مقابلہ کرنا چاہیے - تمام رئیس و فوج کے سردار و تاجر جو وہان تھے اور باقی اسکے بڑے بڑے آدمی اور وہ لوگ جو لائق اور عاقل سمجھے جاتے تھے نواب کے روبرو حاضر ہوئے - انہون نے عرض کیا کہ دشمن کے ساتھ فوج بیشمار ہے - اور نواب کی فوج مقابلہ اوسکی گویا دال مین نمک کی برابر ہے - یہ سچ ہے کہ نواب کے آدمی تھوڑے تو ہین

مگر بہادر ہیں۔ لیکن بزرگوں کا قول ہے کہ ایک شخص مقابل حریف سے جنگ کر سکتا ہے۔
اور نہ ایک ہزار سے اس میں شک نہیں کہ نواب بادشاہان فرنگ سے مقابلہ کرنے کی طاقت
رکھتا ہے مگر وزیر اس وقت سابق کی بدنامی اور شکست کے داغ کو مٹانے کے واسطے
ہندوستان کی تمام فوج ہمراہ لیکر آیا ہے حالت دم ہٹنے مور و ملخ کی طرح ایک انبوہ کثیر کے
ساتھ آئے ہیں لہذا مصلحت وقت یہی ہے کہ یہاں سے حسین پور گھاٹ پر جو شہر سے تین میل
مشرق کی طرف واقع ہے۔ گنگا کے کنارے اوٹھ چلنا چاہیے وہاں ایک چھوٹا سا قلعہ ہے جہاں سے
تھوڑی فوج بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتی ہے۔ اس قلعہ کے گرد بڑا وسیع میدان ایک میل
کا ہے اور اس وسیع میدان کے کنارے بڑے غار اور خندقیں ہیں لہذا اس مقام پر
پڑاؤ ڈالنا خوب ہوگا۔ اس کا مذکور نہیں ہے کہ شہر کا قلعہ کیوں بیکار رہیگا شاید اس وجہ سے
کہ دشمن اطراف کی آمد و رفت روک دیں اور رسد کی آمد بند کر دیں۔ فتحگڈھ کے نیچے دریا ہے
ہے جس میں کشتیاں بہ آسانی مہیا ہو سکتی ہیں۔ مگر تا وقتیکہ دشمن پار ہو کر دوسرے کنارے پر
قابض نہو یہ خوف نہیں ہو سکتا ہے۔ نواب نے سرداروں اور رشتہ داروں اور مشیرکار دوست
کی یہ صلاح سنکر اسی مشورے پر باتفاق رائے کیا اور فی الفور گھوڑے پر سوار ہو کر مع لشکر
دریائے گنگا کے کنارے مقام معینہ پر جا پہنچا اور وہاں لشکرگاہ قرار دیا دوسرے روز توپخانہ
پہنچا اور توپیں لشکر میں داخل ہوئیں۔ نواب خود خندقوں و غاروں کی طرف جن کا مذکور ہو چکا ہے
گیا اور وہاں توپیں زنجیروں سے باہم کسکر نصب کیں۔ توپوں پر اپنے بھائیوں اور رسالہ داروں
کو متعین کر کے خود لشکرگاہ کو آیا۔ اور ناؤوں کا ایک پل تیار کرایا۔ جس روز پل تیار ہوا نواب کا
بیٹا محمود خان گنگا کی دوسری جانب یعنی ماہین کنارے پر پہنچا۔ اور شادل خان غلزئی بھی
قادر چوک سے آیا۔ اپنے پہونچنے سے دوسرے روز دونوں نے نواب کی ملازمت حاصل کی
اب ہم وزیر کی طرف مخاطب ہوتے ہیں کہ وہاں کیا گذری۔ جب وزیر کو خبر پہونچی کہ نواب احمد خاں
الہ آباد سے واپس آیا ہے۔ اور شہر کی حفاظت کی تیاری کر رہا ہے تو اونہوں نے ملہار راؤ
اور آپا کو طلب کیا اور پوچھا تمہاری کیا رائے ہے۔ اونہوں نے جواب دیا کہ ہم تمہارے مطیع
حکم ہیں وزیر نے حکم دیا کہ اپنے کسی معتبر سردار کو ایک قوی فوج کے ساتھ احمد خاں کے محاصرہ
کے واسطے بھیجدو کہ جاکر چاروں طرف رستہ بند کر دے۔ اور کہیں سے کھانا پانی یا چارہ
نواب کو نہ پہنچنے پاتے۔ بموجب حکم کے اونہوں نے متیا کو بجمعیت دس ہزار سوار فرخ آباد

کی طرف روانہ کیا جب سوار شہر کے قریب پہنچے اونہون نے دیکھا کہ سردار چھوڑکر چلے گئے ہین
اونہون نے بہت سے گانون اور قصبون کو آگ لگا دی جب مرہٹون کے سوار شہر مین پہنچے
اور شہر کو مفلسی و پریشانی و بھوک پیاس مین مبتلا پایا تب لوٹ و غارت کی جو امید اون کے دلمین
تھی وہ سب جاتی رہی اسواسطے اوس مقام کیطرف روانہ ہوئے جہان نواب احمد خان آمادہ جنگ
مقیم تہا۔ جب اونکی نظر فوج پر پڑی اونہون نے باہم کہا کہ ملہار راو اور سیندہیا نے ہمکو اس
فوج سے ایسی بہادری کا وسمے تہوڑی فوج جسپر وزیر کی بیشمار فوج کو زک دی ایسے لوگون کی ساتھ
بڑی حزم و احتیاط سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ یہ سنکر کچہ توپین یاقوت گنج مین رکہی ہین جو شہر سے پانچ میل
اور فتحگڈہہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے تانتیا نے اپنی چند سوار اوسطرف روانہ کئے۔
اونہون نے چند گنوارون کو جمع کیا اور توپین اپنے لشکر کی طرف کہینچ لے چلے جب قاسم باغ کے
قریب پہنچے جو قلعہ فتحگڈہہ اور حسین پور سے نصف میل جنوب و مغرب مین ہے نہان پٹہان گڑہے کے اندر
کمین گاہ مین تھے۔ فوراً مرہٹون پر آپڑے اور گولیان اوران اونپر چہوڑنا شروع کئے بندوقون کی
آواز سنکر نواب احمد خان سوار ہوکر اپنے توپخانے کے پاس آ کہڑا ہوا۔ اوسنے اپنے رسالہ دارون
کو حکم دیا کہ پٹہانون پر گولیان چل رہی ہین اونکی جاکر مدد کرو۔ شادل خان غلزئی و سجاد خان
آفریدی و محمد علیخان آفریدی و میان خان خٹک و عمر خان گوالیاری و نامدار خان پیادہ و نواب
عزت خان نور خان ولد خلیل خان بنگل خان تلہروالا اور دوسرے افغان سردار مورچے کو چہوڑکر
پٹہانون کی مدد کو پہنچے۔ تانتیا بہی اونپر بڑہا کہ اونکو لڑکر بہگا دیوے۔ جب دونون فوجین قریب
ہوئین بندوقین موقوف ہوئین اور تلوار چلنے لگی۔ پٹہانون نے ہیا ننگ سختی سے حملہ کیا کہ گردن پکڑ پکڑکر
تلوارین چہین لین آخرکار مرہٹے حملے کی تاب نہ لاکر بہاگے۔ جب اس فتح کی خبر احمد خان کو پہنچی
اوسنے شتر سوار کو بہیجا اور حکم دیا کہ آگے نہ بڑہین یہین سے واپس آوین۔ سردارون نے یہ
حکم سنکر توپین جو واپس لی تہین آگے روانہ کین اور خود طبل فتحمندی کے ساتھ اونکے پیچھے ہوئے
نواب احمد خان نے سپاہیون کی بڑی تعریف کی اور سردارونکو خلعت عنایت کیا اور اپنے خیمے کو واپس
گیا تانتیا کی شکست کی خبر سنکر وزیر مع جاٹ و مرہٹون و باقی فوج کے کوچ کرکے نواب کی خندق
کے قریب آپہنچے۔ ملہار راو آپا سیندہیا و تانتیا کو قاسم باغمین چہوڑکر خود آگے بڑہے اور سنگی
رامپور مین پہنچے۔ یہ ایک گہاٹ دریای گنگا کا دریاے مذکور کے داہنے کنارے پر قریب بارہ میل
فتحگڈہہ سے بڑہکر پرگنہ بہوجپور مین ہے۔ یہان اونہون نے اپنا لشکرگاہ قایم کیا۔ اور

نور الحسن خان بلگرامی حکم دیا کہ کشتیون کا پل تیار کرے ۔ اور جب نواب احمد خان نے یہ خبر سنی
اوسنے اپنے بیٹے محمود خان کو حکم بھیجا کہ دو تین ہزار سپاہی متعین کرے تاکہ وزیر پل بنوانے
پاوے ۔ اس نوجوان نواب نے شام لشکر مع برادر شمشیر جنگ جیلہ کو اوسطرف بھیجا یہ سردار مع فوج کے
اوس مقام پر گیا دیکھا تو آدھا پل تیار ہو گیا تھا ۔ اوس نے ایسے گولے اور بان اور تیر چھوڑنا شروع
کیے کہ دشمن پل چھوڑکر بھاگ گئے ۔ اس مرتبہ تو اونکو اس کوشش مین ناکامیابی ہوئی مگر دوسری بار
پھر کام شروع کیا ۔ اور زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ۔ سردار ملہار راو اور آپا سیندھیا کے لشکر سے
نواب احمد خان کے لشکر پر طلوع آفتاب سے تا غروب برابر توپین چلا کرتی تھین ۔ اور ہر شام افغان اپنے
خندقون سے نکلکر توپخانے پر حملہ کرتے تھے ۔ اور جو لوگ توپون کی نگرانی پر ہوتے تھے اونکو بھگا کر دو ایک
چھوٹی توپین اپنے لشکر مین کھینچ لاتے تھے ۔ تھوڑی دیر قبل از غروب جو لوگ خندقون مین پوشیدہ ہوتے
تھے نکلکر اپنے کھانے پکانے یا کسی کام مین مشغول ہوتے تھے اور عہدہ دار نواب کی ملاقات کو
جاتے تھے ایک روز وہ سب نواب کے خیمے کے قریب بیٹھے تھے ۔ دشمن نے سب کو ایک جا دیکھ کر
اپنی بڑی توپ کا اونکی طرف رخ کر کے سر کی ۔ اتفاقاً گولہ کاظم علی خان ولد شمشیر خان کے پہلو مین لگا
یہ اوسوقت عصر کی نماز پڑھ رہا تھا ۔ علاوہ ازین نواب شادی خان نواب محمد کے سولھوین بیٹے کا
بازو اوس سے اوڑ گیا ۔ اور دو ایک کو زخمی کیا ۔ یہ سب مر گئے ۔ جب یہ خبر نواب احمد خان کو پہنچی وہ
پالکی پر سوار ہوکر وہان آیا اور اونکے کفن و دفن کا حکم دیا ۔ اور کہا مجھے خدا کی ذات سے امید ہے کہ
اونکے انتقام مین دشمن کے چند لوگون کو ضرور ہلاک کرونگا ۔ لاشون کو دفن کرنے کے بعد پٹھان نکلا
دست بکار ہوکے تین سو نکلا ۔ اور مرہٹون کے لشکر پر ٹوٹ پڑا ۔ تمام رات ایسی بہادری سے لڑے
کہ مرہٹون کے پشتے لگا دیے ۔ جب صبح ہوئی طبل بجاتے ہوئے اور تلوارین کھینچے ہوئے اور بہت سے
مرہٹون کے سر نیزون پر لیے ہوئے اپنے لشکر مین واپس آتے ہے جب شبانہ حملون کی خبر وزیر کو پہنچی
اوس نے مغل سردارون اور قزلباشون کو طلب کیا اور پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ احمد خان
باوجودیکہ محصور بھی ہے تاہم اوسکی فوج مین سے ہر شب کو کچھ سپاہی نکلکر مرہٹون پر حملہ کرتے ہین
اور اونکے سر نیزون پر چڑھا کے لاتے ہین ۔ آخر اس غفلت کا سبب کیا ہے مجھے بتلاؤ نہین تو مین تمھاری
داڑھی پر تھوک دونگا ۔ آج تم اوس خوف کے مقام پر جاؤ اور دشمن سے لڑو ۔ اور ان دونون باتون مین
سے کوئی ضرور ہو یا تو دشمن کو شکست دیکر اور اونکے سر لاکر میرے قدمون پر ڈالو یا اپنی جان دو
یہ سنکر سب آکر مرہٹون مین شریک ہوئے ۔ اور تھوڑی دیر کے آرام کے بعد قاسم بیگ

کیطرف اوس جانب بڑہے جہان توپخانہ زیر حکم منصور علی خان تیرہوین بیٹے نواب محمد خان کے قایم تہا باغ اور توپخانہ کے درمیان مین کوی پناہ نہ تہی فقط ناہموار زمین تہی۔ شیر بچے باغ سے نکلے اور ایک نیچی زمین مین پناہ لیکر بہری بندوقین چلانے لگے۔ اور اسیطرح دوسرا دہاوا کرکے توپخانے کے قریب پہنچ گئے۔ جب قزلباش سواروں نے دیکہا کہ شیر بچے توپخانے کے قریب پہونچے وہ اپنے گہوڑون پر سے اوتر پڑے اور اونکی مدد کو پہونچی اون سب نے متفق ہوکر حملہ کیا۔ پٹہان جو دشمن کے منتظر ہے۔ اونہون نے پہلے ایکبارگی توپونکی سر کی اور بان چلائے بعد ازان تلوارین کہینچ کہینچکر اونپر جہپٹے۔ اور بہت سے حملہ آورون کو تہ تیغ کیا جو باقی بچے اونہون نے بہاگکر قاسم باغ مین پناہ لی پٹہانون نے اونکا تعاقب کیا اور باغ سے اون کو بہگاکر خود قابض ہوگئے واپنی طرف باغ کے مشرق مین کچہہ کشادہ سطح زمین نشیب مین تہی یہان مرہٹونکی بڑی فوج کمین گاہ مین تہی۔ جب مرہٹون نے دیکہا کہ وزیر کی فوج بہاگی اور پٹہان اپنا مورچہ چہوڑکر اون کے تعاقب باغ تک بڑہ آئے ہین بہت سے مرہٹون کے سوار درمیان افغانان حملہ کنان اور اونکی توپخانے کے درآنے یہ بمن زیر حکم تانتیا کے تہا۔ جب شجاعان قوم افغان نے دیکہا کہ دشمن نے ہماری واپسی کا راستہ روکا ہی باہم یہ کہا کہ یارو پہلے تیر دشمن کے گہوڑونکے پیرونپر چلا اور تلوارین بہی پہلے گہوڑون ہی کے پیرونپر لگاو۔ جب دشمن گرجاوین پہراونکو قتل کرلینا۔ باہم یہ تجویز ٹہراکر اسی طور سی مرہٹون پر حملہ کیا۔ اور بہتون کو مارلیا۔ آخر مرہٹے اوتر پڑے۔ اور جنگ شروع ہوی منصور علی خان صاحبزادہ یہ جنگ اپنے مورچے سے دیکہہ رہا تہا یہ دیکہکر اوس نے اپنی تلوار لی۔ اور پیادہ پا دشمن کیطرف چلا اوس کے ہمراہی بہی فقط تلوار لیکر اوسکے آگے ہوئے منصور علی خان نے اپنے ساتہیون اور اون لوگون کو جو اتفاقاً شریک ہوگئے تہے جب شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قریب ایکہزار آدمیون کے تہے یہ سب بہپرکر افغانون اور مرہٹون کے بیچ مین گہس پڑے اونہون نے دوسری جانب حملہ کیا۔ اور اس موقع پر بائین یعنی مشرقی سمت سے دوسرے مورچے کے لوگ اونکی کمک کو آپہونچے۔ عبداللہ خان ورکزی وضابطہ خان خٹک دالوز خان گوجر اور دوسرے افغانون نے ایسی شمشیر زنی کی کہ مرہٹون کے قدم اوکہڑ گئے۔ جب تانتیا نے دیکہا کہ میرے لوگ بہاگنے پر آمادہ ہین۔ ایک تو وہ سابق کی شکست کی بدنامی سے غصہ ہورہا تہا۔ اور اسوقت وہی آثار نمود

وہ گھوڑے سے اوترپڑا اور چلایا کہ پیچھے ہٹنے سے جان دینا بہتر جانتا ہون لیکن اوسکے
نوکراوسکو سوار کرکے بزور لشکر کو واپس لائے۔ جب مرہٹون نے شکست کھاکر بھاگنا شروع کیا۔
تب منصور علیخان اور دوسرے سردارون نے اپنے اپنے گھوڑے منگوائے اور سوار ہوکر
انکی فوج تب مین باغ کے مشرقی گوشے تک گئی یہان سے اوہنون نے دیکھا کہ مرہٹے نہایت
پریشانی سے اپنے لشکر مین پہنچے منصور علی خان اور سب سردار باغ کے مشرقی کنارے
کو داہنے ہاتھ پر چھوڑکر گھوم کر باغ کے بائین گوشے کیطرف آئے اور یہان مقیم ہوئے۔
نواب احمد خان اوس وقت اپنی گھوڑے پر سوار ہوکر توپخانے کے قریب آیا اور تمنداران سے
کہا کہ مورچہ چھوڑکر مت جایا کرو اور خندق سے آگے اپنی فوج کو مت لیجایا کرو آیندہ مرہٹے
تمکو زیادہ تکلیف نہ دینگے۔ منصور علیخان اپنے موقع مقیم پر آیا احمد خان نے اوسکی
بہت تعریف کی سب سردارون کو حکم ہوا کہ اپنے اپنے مورچہ پر ہوشیار رہو اسکے بعد احمد خان
اپنی مقام گاہ کو واپس آیا۔

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلے کا نواب احمد خان کی مدد کے لئے فرخ آباد کو جانا اور مرہٹونکے ہاتھ سے شکست اوٹھاکر آنولہ کو واپس آنا۔ اپنے ہمراہیونکی بیدلی کیوجہ سے نواب احمد خان کا بھی اپنے حصار کو چھوڑ دینا

آروِن صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہی کہ جب اول اول وزیر کے واپس آنے کی
خبر مشہور ہوئی تو احمد خان نے ہر جانب مدد کے لئے لکھا۔ علاوہ دوسرون کے اوسنے
حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلہ کو بھی بطلب امداد تحریر کیا۔ اور یہ لکھا گو ہمارے
اور تمھارے درمیان مین منافقت ہی بلکہ باہمی جھگڑے طے ہوتے رہینگے۔ لیکن یہ ضرور
نہین کہ غیر کے ہاتھ سے ضرور روا رکھا جاوے امید ہی کہ آپ فوج مدد کے
واسطے روانہ کرینگے تاکہ ہم اوس غنیم پر جو ہم دونون کا دشمن ہی حملہ کرین۔ حافظ رحمت خان نے
عذر کیا کہ ابھی تمکو قایم خان کے خون کا دعوے باقی ہے تا وقتیکہ اوس کا تصفیہ نہوجاے

ہمکو اپنے آدمی تمہارے قبضے میں کرنے سے خوف آتا ہی - اس بیان کو دیکھکر ہمکو وہ بات تعجب انگیز معلوم ہوئی کہ گل رحمت مین لکھا ہی کہ حافظ صاحب نے اس سے قبل بہ مول خان اور دوندے خان کی ماتحتی مین ایک فوج نواب احمد خان کی مدد کو روانہ کی تھی جو رام چھتونی کے مقام پر اونکے شریک ہوکر وزیر سے لڑی - اس واقعہ کو فرح بخش مین یوں بیان کیا ہے کہ جب احمد خان کو معلوم ہوا کہ سرداران روہیلہ میرے ساتھ شریک نہین ہوتے تو قایم جنگ کے خون کی معافی کا ایک محضر تیار کراکے بی بی صاحبہ والدہ قایم خان کے ہاتھ آنولہ کو بھیجا محضر کا مضمون یہ تھا کہ ہمنے قایم خان کا خون معاف کیا آج سے تا قیامت اوس کا دعوے ہم نکرینگے بی بی صاحبہ حافظ رحمت خان دوندے خان بخشی سردار خان فتح خان خانساماں وغیرہ اکثر امرا کے مکانوں پر گئین اور سب سے بڑی منت و زاری کے ساتھ کہا کہ ایسے سخت وقت مین احمد خان کی مدد کرنا چاہئے - سرداران مذکور چونکہ جہاندیدہ و جنگ آزمودہ تھے رفاقت و اعانت سے صاف پہلو تہی کی - اور کہا کہ قایم خان نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا تھا کہ اوس کے ننگ و ناموس کے لیے اب ہم شریک ہون بی بی صاحبہ سب کی طرف سے مایوس ہوکر نواب سعد اللہ خان کے محل مین گئیں - اور بیگمات کو اغوا کرکے نواب سعد اللہ خان کو آمادہ اعانت کیا - ستانوں کی بہادری کی داستان اور ننگ و رفاقت کے قصّے ایسے طرز سے بیان کئے کہ نواب سعد اللہ خان مدد کو آمادہ ہوگئے - اور نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان - دوندے خان ملا سردار خان بہادر خان جیلہ نواب علی محمد خان - اور فتح خان خانساماں کو طلب کیا - حافظ رحمت خان اس وجہ سے کہ وزیر سے اور اون سے اتحاد تھا خاموش بیٹھے رہے اور دوسرے سردار بھی اونکی خاموشی کی وجہ سے کچھ نہ بولے نواب سعد اللہ خان نے حافظ رحمت خان سے پوچھا کہ تم بولتے نہین تب حافظ رحمت خان نے کہا کہ آخر آپ کا ارادہ کیا ہے اونہوں نے جواب دیا کہ جو سب سرداروں کی راے ہوگی وہی میری راے ہے حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ اس لڑائی مین کسی جانب شریک نہونا چاہیے - کیونکہ اگر فتح حاصل ہوئی تو اس میں سراسر نفع احمد خان بنگش کا ہے - اور خدانخواستہ اگر فتح حاصل ہوئی تو اس مین سراسر نفع احمد خان بنگش کا ہی - اور خدانخواستہ اگر شکست

(۱) منتخب العلوم مین بھی بیگم کے آنے کا ذکر ہے اور روہیلکھنڈ گزیٹیر مین غلطی سے لکھا ہی کہ احمد خان روہیلوں سے مدد حاصل کرنے کے لئے آنولہ کو خود آیا تھا ۱۲

ہوئی تو تمام آفت اور بلا ہم پر نازل ہو جائیگی - بہادر خان چونکہ شجاعت کے باعث سب
روہیلہ سرداروں میں ممتاز رکھتا تھا بول اوٹھا بھرا ہے سردار دستار کے عوض زنانہ برقع کیوں
نہیں اوڑھ لیتے ایسے نامردی کے الفاظ کسی پٹھان کے منہ سے نہ نکلے ہونگے - اور نواب
سعد اللہ خان کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ اگر مجھ کو حکم ہوگا تو کل میں اپنا رسالہ لیکر بغیر حکم روانہ
ہو جاونگا - اور جس پٹھان کو اپنے نام اور آبرو کا خیال ہوگا اوسکو ساتھ ہونے کا اختیار ہے
یہ کہکر وہانسے رخصت ہوا اور تیاری میں مصروف ہوا - نواب سعد اللہ خان محل میں گئی - اور جو بحث
حافظ رحمت خان اور بہادر خان میں ہوئی تھی لفظ بلفظ ماں سے بیان کی اور پوچھا کہ میں حافظ
رحمت خان کی بات سنوں یا بہادر خان کا شریک ہوں ماں نے کہا کہ ایسے امورات میں ہم مستورات
سے مشورہ لینا کیا مناسب ہے جو تمہارا دل قبول کرے سو کرو میری رائے میں یہ آتا ہے کہ حافظ رحمت
خان وزیر کی جانبداری کی وجہ سے منع کرتے ہیں - اور بہادر خان اپنی عزت و ناموس کے
واسطے یہ عزم کرتا ہے یہ گفتگو اپنی ماں سے سنکر نواب سعد اللہ خان باہر آئے اور اپنے خاص خاص
سرداروں کو طلب کیا اور کہا کہ احمد خان کی درخواست مدد کو نامنظور کرنا بڑی نامردی کی بات ہے
جو ہو سو ہو کل میں روانہ ہونگا جس کا دل چاہے میرے ساتھ چلے اور دوسروں کو اختیار ہے
تب اونہوں نے بہادر خان کو بلا کر یہ حکم دیا کہ میری فوج میں حکم سنا دو کہ جو جو اپنے تئیں میرے ملازم
جانتے ہیں تیاری روانگی کی کریں نہیں تو میں سب کو برطرف کر دونگا - بہادر خان نے یہ
حکم سنا دیا سوای حافظ رحمت خان - دوندے خان اور بخشی سردار خان کی فوج کے باقی سب
روانگی پر آمادہ ہوئے اور فتح خان خانساماں بھی ہمراہ ہوئے اور دوسرے دن کوچ
ہوا - جب فتحگڈھ کے محاصرے کو اکیس دن سے زائد عرصہ گذرگیا - تب یہ خبر مشہور ہوئی کہ
نواب سعد اللہ خان قریب آ پہونچے - اس خبر سے وزیر اور ملہار راو اور آپا سیندھیا کو نہایت
تردد پیدا ہوا - ابو المنصور خان صفدر جنگ وزیر نے نواب سعد اللہ خان کو لکھا کہ میرا دعوی
احمد خان سے تھا تم اوسکی مدد کو کیوں آئے تم اپنے ملک کو لوٹ جاؤ - اور اطمینان کیساتھ
رہو تم سے مجھکو کوئی تعرض نہیں - حافظ رحمت خان نے وزیر کو تحریر کیا کہ گو میں نے سعد اللہ خان
کو بہت روکا - مگر اونہوں نے نہ مانا - اور احمد خان کی مدد کو روانہ ہوئے ہیں - اسلئے میری
صلاح یہ ہے کہ جس خوبی سے ممکن ہو احمد خان سے صلح کر لو - کیونکہ صلح ہر حال میں عداوت سے بہتر ہے
دوسرے روز وزیر ملہار راو اور آپا سیندھیا کے لشکر میں گئے - اور نواب سعد اللہ خان مع

کوچ کا حال بیان کرکے کہا کہ تمہاری صلاح کیا ہی ملہار راؤ اور آپا سیندھیا نے اپنی خاص
خاص سرداروں کو بلایا اور اون سے کل حال بیان کرکے مشورہ پوچھا۔ جملہ سرداروں نے باستثنا
آپا سیندھیا کے جو دریردہ احمد خان کا دوست تھا کہا کہ ہم بالکل وزیر کی تجویز پر ہیں۔ ہم سے
پوچھنے کی کوئی حاجت نہیں ہی ہمیں جو حکم ہوگا اوس کے بجالانے پر مستعد ہیں تب وزیر نے
آپا سیندھیا کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ تمہاری خاموشی کا کیا باعث ہی۔ اوس نے جواب دیا کہ حیات
راجہ بیان جو کچھہ ماجرا اتنک گذرا ہے اوس سے سب واقف ہیں۔ یہ لوگ جنگ کرنے سے کچھہ
عاجز نہیں ہیں راؤ تانتیا تو بالکل عداوت پر آمادہ تھا۔ مگر اوس کو کامیابی نصیب نہیں ہوئی
وزیر کے لشکر میں گو کہ چندہ فوج ہی۔ مگر اوسکی جو کچھہ حالت ہی اوس سے وزیر خود واقف ہیں۔
احمد خان دونوں کی فوج پر غالب رہا ہی۔ اور جب سعد اللہ خان اوس سے متفق ہوجاتے
تو افواج متفقہ کو شکست دینا مشکل ہوگا۔ وزیر نے سرداران مرہٹہ سے یہ بھی بیان کیا کہ حافظ
رحمت خان لکھتے ہیں کہ سعد اللہ خان بہادر خان کے اغوا سے احمد خان کی مدد پر آمادہ ہوئے
ہیں۔ بعد اس مذکور کی حافظ مسطور صلاح دیتے ہیں کہ قبل اس کے کہ سعد اللہ خان پہنچیں احمد خان سے
صلح کر لینا چاہیے۔ اب تمہاری صلاح کیا ہے۔ اونہوں نے جواب دیا ازین چہ بہتر است۔
اس سے دونوں جانب کی جانیں بچینگی۔ وزیر نے کہا کہ اب یہ پوچھنا ہی کہ اس عہد و پیمان کی
ابتدا کیونکر ہونا چاہیے۔ اگر ہماری جانب سے کوئی تحریک ہوگی تو اوس سے ہماری کسر شان ہی۔ آپا
سیندھیا نے کہا کہ میری راے میں نواب عنایت خان اور ہمت خان کے بلانے سے کہ یہ بھی
پٹھان ہیں یہ [illegible] شروع ہو سکتی ہے۔ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا مع دیگر سرداروں وہاں سے
اوٹھے۔ اور دوسری جگہہ جاکر مجتمع ہوئے۔ اور نواب عنایت خان اور ہمت خان کو بلوا بھیجا
مرہٹوں نے ان سے یہ کہا کہ ہم یہ نہیں چاہتے ہیں کہ احمد خان بالکل مٹ جائے یا وہ اپنی ملک سے
بھگا دیا جائے یا میدان میں اپنی جان دیوے۔ چونکہ ہمارا منشا ہی کہ وزیر او احمد خان میں صلح
ہو جائے۔ اسلیے ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ آپ سترالہ تجویز کریں۔ تب ان دونوں پٹھانوں
نے جو جو ظلم وزیر کے ہاتھ سے احمد خان کے خاندان پر پہنچے تھے بیان کیے۔ اور مرہٹوں کو
بھی ملامت کی کہ تم میں اور غضنفر جنگ کے خاندان میں جو اتحاد تھا وہ تم بھول گئے۔ مرہٹوں نے
تسلیم کیا کہ بیشک ہمسے سابق میں دوستی تھی۔ مگر ہم مجبور ہیں کہ شاہ ہند کا فرمان ہمارے نام
اس مضمون کا جاری ہوا ہے کہ وزیر کے ماتحت ہوں۔ اور اتنک ہمنے بالکل بے پروائی سے

جان بوجھکر غضنفر جنگ کی ہمراہی تب عزت خان اور ہمت خان نے کہا کہ بادشاہ نے سخت برا کیا
جو ایسا سلوک غضنفر جنگ کے ساتھ ابتدا سے کیا اور بہت سے اعتراض کئے بعد اس قیل و قال کے پوچھا کہ
اب تدبیر کیا ہے۔ ملہار راو نے کہا کہ اس وقت آپ تشریف لیجائین۔ ہم باہم سردارون سے
مشورہ کرتے ہین جو کچھ طے پائیگا اوسکی آپکو اطلاع دیجائیگی دونون یہان رخصت
ہوکر اپنے خیمون کو آئے اور ادھر مرہٹے مشورہ کرنے لگے آخرالامر یہ طے پایا کہ وزیر دس لاکھ روپیہ
بطور خونبہا غضنفر جنگ کے بیٹون کے ادا کرین۔ اور علاوہ ملک موروثی کے وزیر اپنے دو محال
سانڈی و پالی احمد خان کے حوالے کردین جب اونہون نے ان شرائط کی اطلاع وزیر کو کی
اونہون نے منظور کرلیا تب سرداران مرہٹہ نواب عزت خان و ہمت خان کے خیمون کو گئے
اور انسے شرائط مجوزہ بیان کئی اونہون نے اون شرائط کو بھی نواب احمد خان بہت مناسب تصور کیا
تب اونہون نے کہا کہ کوئی معتبر شخص واسطے طے کرنے اس معاملے کے نواب احمد خان کے
پاس بھیجنا چاہیے۔ نواب عزت خان نے اپنے بھائی الف خان کو اس کام کے واسطے
منتخب کیا۔ الف خان نے نواب احمد خان کی خدمت مین جاکر عرض کیا کہ دس لاکھ روپیہ اور
سانڈی پالی آپکو دینا تجویز ہوا ہے۔ جون ہی یہ بات احمد خان نے سنی اوسنے کہا کہ وزیر دس کروڑ
روپیہ میرے بھائی کے خونبہا مین دین مین قبول نکرونگا۔ اور اگر وزیر کے بیس بیٹے قتل ہون
تب بھی راضی نہونگا۔ اوسنے صلح کو نامنظور کیا اور کہا کہ اب یہ معاملہ تلوار سے طے ہوگا۔ اور یہ مصرع پڑھا
ع ہر کرا شمشیر زند سکہ بنامش خوانند ٭ دشمنون کو یہ نہ تصور کرنا چاہیے کہ مین مجبور ہون
کیونکہ مین ہر وقت اوسی میدان مین لڑنے پر مستعد ہون۔ وزیر کو جو مینے زک دی ہے وہ ایک مثل
ہوگئی ہے۔ سورج بھی وہی ہے جو تاب مقاومت نہ لاکر وزیر کے ساتھ بھاگ گیا۔ انشاء اللہ
تعالیٰ بعد فتح اونکو معلوم ہوگا کہ ذی عزت اور بہادر لوگ کسطرح عمل کرتے ہین۔ جبکہ تقدیر آزمائی
لڑائی پر ہے تو صلح کیا ہوگی۔ اگر فتح حاصل ہوئی میری خواہش پوری ہوگی۔ اگر مین بدقسمت
نکلا تو قادر مطلق کی مرضی تسلیم ہے۔ مگر جون غضنفر جنگ کے بیٹون کا بعوض زر کے فروخت نکرونگا
یہ کہکر اور الف خان کو خلعت و شمشیر و اسپ دیکر رخصت کیا الف خان کے جانے کے بعد
قاصدون نے اگرچہ خبر دی کہ کل نواب سعد اللہ خان دریاے گنگا کے کنارے مقام کرینگے
حکم ہوا کہ محمود خان اور شیر خان اونکی پیشوائی کو جاوین۔ طلوع آفتاب سے ایک گھنٹہ
قبل دونون سردار نواب سعد اللہ خان کے استقبال کو گئے دوسرے روز

نواب سعد اللہ خان کی فوج طبل بجاتی ہوئی۔ اور تلواریں کھینچے ہوئی احمد خان کی سپاہ کو نظر آئی۔ نواب سعد اللہ خان کے ساتھ بارہ ہزار جوان تھے۔ احمد خان کے ہمراہی اب کمال کو پہنچ تھے دیکھ کر فرط خوشی سے توپیں داغنے لگی سید اسد علی شاہ بہت سے آدمیوں کی ساتھ دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے۔ سعد اللہ خان کی فوج کو آتے دیکھ رہے تھے جب شاہ ممدوح کی نظر اس فوج پر پڑی ایک کیفیت اون پر طاری ہوئی۔ اور اوس حالت میں فرمایا کہ مقتول بہت اور مغلوب ہوئے۔ جب وہ کیفیت زائل ہوگئی کہنے لگے کہ انکی خوشی وہ خوشی خدا کو خوش نہ آئی وہ دیکھینگے کہ کل کیا پیش آتا ہے۔ ۳۔ جمادی الاخری ۱۱۶۴ ہجری کو نواب سعد اللہ خان نے اپنے خیمے دریائے گنگا کے بائیں کنارے استادہ کرائے۔ اور احمد خان نے اون کے واسطے ہر قسم کا کھانا مستجاب خان درکزئی کے ہاتھ بھیجا اور نواب احمد خان نے نواب سعد اللہ خان سے کہلا بھیجا کہ کل دریا اوتر آؤ کیونکہ فوجوں کا متفق ہونا بہت ضروری ہے یہ پیغام نواب سعد اللہ خان کو پہنچا لیکن اونہوں نے کہا کہ بعد اپنے خاص خاص سرداروں سے مشورہ کر کے جواب دونگا۔ اونہوں نے بہادر خان اور فتح خان کو طلب کر کے اون سے احمد خان کا پیغام کہا۔ بہادر خان نے جواب دیا کہ قوم افغانان کے سردار کے سامنے بے سوغات جانا مناسب نہیں ہے۔ احمد خان کو جواب بھیجا جاتا ہے کہ انشاء اللہ کل آپکے ہوا خواہ آپکے دشمنوں یعنی وزیر اور سرداران جات اور مرہٹہ کے سر بطور تحفہ پیش کرینگے سعد اللہ خان چونکہ نوعمر اور ناتجربہ کار تھے اونہوں نے وہی پیغام بھیجدیا۔ احمد خان نے جواب دیا جیسا تم خیال کرتے ہو ویسا ہی سمجھو۔ مگر ایک بات کا ضرور دھیان رہے کہ کسی حال میں دریا کا کنارہ نہ چھوڑنا۔ اور اگر مرہٹے منہ موڑیں تو اون کا تعاقب نہ کیجیو۔ اور اپنے سپاہیوں کو اونکے تعاقب سے باز رکھیو۔ کیونکہ یہ اس قوم کی عادت ہے کہ اس قاعدے سے اپنے دشمن کو اوسکی جگہ سے دور کر دیتے ہیں تاکہ مدد اوسکو نہ پہنچ سکے۔ دوسرے روز سعد اللہ خان اور منور خان۔ اور محمود خان آمادۂ جنگ ہوئے۔ اور اپنی فوجوں کی صف باندھکر دشمن کیطرف بڑھے۔ وزیر سعد اللہ خان کے آنے سے نہایت خوف زدہ ہو رہے ہے۔ اونہوں نے ملہار راؤ اور آپا سیندھیا اور سورج مل جاٹ کو بغرض مشورہ کے طلب کیا یہ تجویز ہوئی کہ فوج دریا پار سعد اللہ خان سے لڑنے کے واسطے بھیجدیجائے اس سے قبل کہ سعد اللہ خان اور احمد خان متفق ہونے پائیں۔ شنگی رامپور کا پل جو خراب ہو رہا تھا۔

جمادی الاخری کو اوسکی مرمت کرائی گئی - یہان اونہون نے بہت مزاحمت کی مگر گولونکی بوچہار سے پل کے قریب نہ آسکے پہر کہاندے راو اور رانا تیاگنگا دہر جمعیت پچاس ہزار سپاہ کے دریا پار ہو جواہر سنگہہ ولد سورج مل جاٹ اور رانا بہیم سنگہہ زمیندار گوالیار مع چالیس ہزار سوار و پیادے اونکی کمک کو پہونچے - اور رو ہیلون پر حملہ شروع ہوا پہلے بہادر خان کے سپاہیون نے توپون کا مینہ برسانا شروع کیا - بعد اسکی بندوقین سر کین رفتہ رفتہ اونہون نے بندوقین سر کین رفتہ رفتہ اونہون نے بندوقین بند کین - اور تلوارین کہینچ کہینچکر سب دو پر حملہ آور ہوئی - اور اونہون نے فتح الفور شکست دی بہادر خان نے احمد خان کی ہمت فراموش کرکے دریا سے آپ جیو بچا اور دشمن کے متعاقب بڑہا - بہادر خان کے ساتھ فقط دو یا تین ہزار آدمی تہے - یہان پیچہا کرتے ہوئے گئے کہ قلب لشکر کے مقابل جا پہنچے - دشمن نے دیکہا کہ فقط ایک تہوڑے سے جوان ہین - اور اونکی پیچہے کچہہ کمک بہی نہین مڑکر چارون طرف سے کو گہیر لیا - بہادر خان ہاتہی سے اوترکر گہوڑے پر سوار ہوا - اور اوسکی جوان بہی تلوار کہینچکر اسکی ہمراہ ہوئے اور دشمن کو پسپا کرنے کی کوشش کی - لیکن دشمنون نے اسطرح گہیر لیا تہا جیسے شکار کو گہیر لیتے ہین - اور تیر اور گولیان اوپر برسانا شروع کیا - اونہون نے بہی تلوارون اور برچہون اور نیزون سے بعض کو زخمی و قتل کیا - جب تک بہادر خان کے جسم مین جان رہی تلوار ہاتہہ سے نہ چہوڑی اور اپنی نام کے موافق کام کیا - کوئی اوسکی مدد کو نہ آیا آخر گہوڑے سے گر کر جان بحق تسلیم ہوا دشمنون نے اوس کا سر کاٹ لیا - اور جو کچہہ سپاہی باقی رہگئے اونہون نے بہاگ کر جان بچائی - جب نواب سعد اللہ خان نے سنا کہ بہادر خان قتل ہوا - اونہون نے فتح خان خانسامان سے پوچہا کہ اب کیا صلاح ہے - بہادر خان سے سب سردار عداوت رکہتے تہے آنولے سے چلتے وقت حافظ رحمت خان نے مخفی فتح خان سے کہدیا تہا کہ بہادر خان ضرور جنگ مین آگے ہوگا - ایسی تدبیر کرنا کہ کوئی شخص اوسکو مدد نہ دینے پائے - اور وہ مغلوب ہوکر مارا جائے - اور اس صورت سے اس خار کو دور کرنا کیونکہ یہی نواب سعد اللہ خان کو مدد دینے کا باعث ہوا ہی - اگر کہین احمد خان وزیر پر غالب آیا تو بیشک بخشیت کا دعوی کریگا کیونکہ پہر کوئی اوسکی مقابلے کو باقی نہ رہیگا - اور اوس وقت قائم خان کے انتقام مین تمام روہیلون کو ملک سے نکالیگا - جب نواب سعد اللہ خان نے فتح خان سے صلاح پوچہی تو اونہون نے موقع پاکر کہا کہ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ آنولہ کو واپس چلے -

نواب سعد اللہ خان نے جواب دیا کہ جو الحمد ہی ثابت ہے کہ نواب احمد خان کو دشمن کے منہ میں چھوڑ دیا
فتح خان نے جواب دیا کہ احمد خان کی کامیابی کی کوئی صورت نہیں ہے وہ بھی تھوڑی عرصے میں
آنولہ کو آئیگا وہان جو کچھ مصلحت سمجھے اوسپر عمل ہوتا۔ سعد اللہ خان فتح خان کی باتومین
آگئے اور آنولہ کی طرف پھر گئے۔ نواب سعد اللہ خان و محمود خان نے جب سعد اللہ خان کو پھرتے دیکھا
تو احمد خان کے پاس واپس آئے۔ رانا بھیم سنگھ و جواہر سنگھ ولد سورج مل جات جو اوس وقت دریا کے
کنارے فوج پر حکومت کرتے تھے ایسے موقع رہتے کہ صاحبزادہ کو روک سکیں۔ جواہر سنگھ نے
چاہا کہ سد راہ ہو لیکن رانا نے منع کیا کیونکہ رانا غضنفر جنگ کے خاندان کا خیرخواہ تھا۔ میر خان
جو نواب غضنفر جنگ کا مشہور چیلہ تھا اوس کا چچا تھا۔ رانا نے جب اس طرح جواہر سنگھ کو سد راہ ہونے
سے ممانعت کی تو صاحبزادی بخیریت قریب غروب آفتاب نواب کے پاس حاضر ہوئے۔ جب یہ خبر
مشہور ہوئی کہ بہادر خان مارا گیا۔ اور سعد اللہ خان آنولے کو واپس گئے تو سب لوگ لشکر میں شل
بید کے لرزنے لگے۔ نواب احمد خان اپنے ہاتھی پر سوار ہو کر توپخانے کے قریب آیا۔ اور سپاہیوں
سے کہا کہ ہماری لڑائی کچھ سعد اللہ خان کی کمک پر منحصر نہ تھی۔ اگر ہم نے چاہا تو کل توپخانہ
بڑھا کر سنگی رام پور کو جا کر وزیر سے مقابلہ کرونگا۔ اور بعد ازان سرداروں کو شیشہ ملاکر کہا خوب
ہوشیار رہنا میں پہر رات رہے دشمن پر شب خون مارونگا اس قسم کی دلاوری کی باتیں کرکے
وہ اپنے خیمے کو واپس آیا اوس نے پل کو توڑنے کا حکم دیا۔ اب محاصری کو ایک مہینہ اور گیارہ روز
ہو چکے تھے۔ پہر رات گئے مرہٹوں اور جاٹوں نے سعد اللہ خان کے خیموں میں آگ لگادی اور
شعلہ اسقدر بلند ہوا کہ احمد خان کے لشکرگاہ میں مثل روز روشن کے روشنی ہو گئی۔ فوج کے
جن آدمیوں نے تمام عمر کبھی ایسا غوغا یا آتش زدگی نہ دیکھی تھی خوف زدہ ہو کر بھاگ گئے۔
سردار اور نامور لوگ تو البتہ اپنی اپنی جگہوں میں قایم رہے۔ ان سرداروں نے فوج کا خوف
دیکھ کر نواب کے پاس جا کر سب حال کہا۔ نواب نے پوچھا کیا صلاح ہے اونہوں نے جواب
دیا کہ دریا پار ہو کر بھاگ نکلنا چاہیے۔ پہلے تو اوسنے انکار کیا۔ مگر بالآخر یہ دیکھ کر کہ کوئی دوسری
صورت نہیں ہے۔ وہ گریز پر راضی ہوا۔ اور اپنے بھائیوں مرتضی خان و خدا بندہ خان و اعظم
خان و سوز خان و صلابت خان و شایستہ خان اور سرداروں میں سے خان صاحب کو مثل
رستم خان بنگش و عنایت علیخان و مہتاب خان و شادل خان و مشکل خان و سعادت خان
و مستجاب خان کو ساتھ لیکر قلعہ سے نکلا۔ اور شب کی تاریکی میں جا پہنچا دریا کے کنارے

کنارے چلا۔ مرہٹے بھاگتے ہوئے پٹھانوں کے تعاقب میں لشکر میں مقام شکارپور آ پہنچے یہ مقام فتحگڈھ سے
پانچ میل ہے۔ نواب کمروں گھاٹ تک برابر بستا چلا گیا جو اس مقام سے ۱۵ یا ۱۶ میل اوپر واقع
ہے۔ اور یہاں اوس کا ہاتھی کالا پہاڑ نامی دریا سے نکلا۔ رمضانی اوسکو ہانکتا تھا بہت سے جوان
ڈوب کے پیچھے گھوڑے پیراکے چالنے کی کوشش میں ضایع ہوئے۔ نواب امرت لو کی راہ سے
تنہا تہا میور پہنچا۔ اور وہاں سے آنولے میں داخل ہوا۔ جب نواب احمد خان کے فرار ہونے کی خبر
پھیلی اور اسکے سپاہیوں اور ادنیٰ کے دلوں پر جو تنگ دور دراز کے مورچوں پر تھے خوف طاری
ہوا۔ اور ہر شخص اپنی اپنی جان بچانے لگا۔ بعض تو جھاؤ میں دریا کے کنارے چھپ رہے۔ اور بعض نے
گھوڑے دریا میں ڈالدئے اس امید سے کہ پار نکلینگے مگر وہ سب ڈوب گئے۔

جنگ روہیلکھنڈ

احمد خان جب کہ آنولے میں داخل ہوا تو یہاں روہیلہ سرداروں کی ملاقات ہوئے۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر
میں لکھا ہے کہ وزیر نے روہیلکھنڈ میں بڑھنے کے اثنا میں اسد یار سے روہیلوں کے حاکم کے نام ایک
تحریر اس مضمون کی بھیجی تھی کہ پچھلے سنین کا خراج جو تمہارے ذمے واجب الادا ہے وہ شاہی
خزانے میں داخل کرو۔ اس تحریر کے پہنچنے پر روہیلوں نے کوئی جواب بھیجا نہ کچھ سامان جنگ
تیار کیا۔ بڑی بے پروائی کے ساتھ اوس کا کچھ خیال کیا۔ نہ یہ بات ذہن میں آئی کہ اس جھگڑے میں
نواب سعد اللہ خان کے شریک ہونے سے ہماری تمام جماعت اس فوجکشی کی مخالف مانی
جاتے گی۔ لیکن اس تحریر کے دیکھنے کے بعد یہ اثر ضرور ہوا کہ اپنی تھوڑی سی جماعت لیکر نواب
سعد اللہ خاں کی خبرگیری کے خیال سے اونکی طرف روانہ ہوئے اسکے پہنچنے سے پہلے صفدر جنگ نے
اسلام نگر پرانے بدایون کے قریب احمد خان بنگش اور اوسکے ہمراہیوں پر اچانک حملہ کرکے ایسی شکست
فاش دی کہ کسی کے پاؤں میدان میں نہ جمے۔ روہیلوں اور بنگشوں کی تعداد ملکر قریب بارہ ہزار
آدمیوں کے تھی اور آخر میں کچھ اور زیادہ ہوگئی تھی۔ مگر عماد السعادت میں بیان کیا ہے کہ ساٹھ ہزار
سپاہ احمد خان کی تھی اور تیس ہزار سپاہ روہیلوں کی تھی۔ نواب وزیر افواج مرہٹہ و جاٹ کو
پٹھانوں کے تعاقب پر مقرر کرکے خود صوبہ اودہ کو چلے گئے۔ اور وہاں سے الہ آباد پہونچے اور
وہاں ہوکر اودہ کو لوٹے۔ اور گومتی کے کنارے مقام کیا۔ راجہ پرتھی پت کو پرتاب گڈھ سے
بلایا۔ اگرچہ راجہ کو وزیر سے بے حد خوف تھا۔ مگر مجبوراً وزیر کی خدمت میں حاضر ہونا پڑا۔ علاوہ

اسکے بیس ہزار سوار و پیادے اوسکے ساتھ تھے قلعہ بھی کسی قدر رکھتا تھا۔ پرتاب گڈھ سے
کوچ کرکے وزیر کے لشکر مین پہنچا۔ جب وزیر کے ڈیرے مین داخل ہوا تو وزیر اوسکی مزاج پرسی
کرنے اوٹھ گئے۔ اوسوقت علی بیگ خان حاجی نے بھگونت راجہ کو پکڑ لیا۔ وہ علی بیگ خان کو
چمٹ گیا اوسکے پاس ہتھیار نہ تھی۔ اسلئے علی بیگ خان کے رخساروں کا گوشت دانتون سے کاٹ کر
تھوکدیا کہ تمام عمر اوسکے گڑھا رہا آخرکار راجہ مارا گیا اوس کا سر کاٹ کر سراپردے کے باہر پھینکدیا
اوسکی فوج جابجا بھاگ گئی نواب صفدر جنگ بھی فوج کے آدمیون سے فراہم ہوتے۔ بعد اسکے
نواب وزیر شفیق آباد کو گئے۔ ادھر پٹھانون مین نواب احمد خان اور روہیلہ سردارون کے مشورے سے
یہ بات قرار پائی تھی کہ بالفعل کوہ کمایون کے دامن مین پناہ گزین ہونا چاہیے۔ چنانچہ دوسرے
روز نواب احمد خان۔ نواب سعد اللہ خان حافظ رحمت خان بخشی سردار خان۔ فتح خان خانسامان
دوندے خان وغیرہ روہیلہ سردار مع اپنی فوجون کے پہاڑ کی طرف روانہ ہوکر مرادآباد پہنچے
ایسا اتفاق ہوا کہ یہان چند روز مقام کرنا پڑا جبکہ ان سردارون کو یہ خبر پہنچی کہ وزیر سنگی رام پور مین
مرہٹون کو چھوڑ کر اپنے صوبون کو گئے ہین تو روہیلہ سردارون نے احمد خان سے کہا کہ مناسب یہ معلوم
ہوتا ہے کہ آنولے کو واپس چلین۔ چونکہ بارش قریب ہے۔ ہم سب گھرنکے آرام کرینگے اور اپنے ہمقومون
کو ہر طرف سے ملا لینگے اور مرہٹون سے جنگ کرینگے۔ یہ صلاح سب نے پسند کی وہ آنولے کو واپس آئے
روہیلے اپنے مکان کو چلے گئے۔ اور احمد خان شہر کے باہر خیمہ زن ہوا۔ جب ۱۷۵۱ء کا موسم برسات
ختم ہوا تو جنگ کی تیاری شروع ہوئی پہاڑون کی طرف کشتیان جمع کی گئین اور رام گنگا پر پل
بنایا گیا۔ یہ ندی روہیلکھنڈ مین بہتی ہوئی قنوج کے قریب فرخ آباد سے چالیس میل نیچے بائین جانب
سے گنگا مین داخل ہوتی ہے۔ جب مرہٹون کو معلوم ہوا کہ دشمن روہیلون اور دوسرے افغانون
کو ساتھ لیکے حملہ کرنے کو بڑھتا ہے۔ اونہون نے کہانڈے راو ولد ملہار راو کو بیشمار فوج کے
ساتھ اوس سے جنگ کرنے اور بھگا دینے کے لئے گنگا پار بھیجا۔ تب احمد خان۔ اور روہیلہ سردار اپنی پل پر سے
رام گنگا کو پار ہوئے اور اپنی سپاہیون کو سخت تاکید کی کہ دریا سے دور مت جانا۔ اوسی کے
کنارے کنارے چلتا ایک مقام پر دریا بصورت ہلال کے بہا ہے یہان مرہٹون نے احمد خان
کو روکنے کے ارادے سے مقام کیا تھا۔ دوندی خان جو پیش لشکر مین تھے۔ اونہون نے دشمن
کے مقام کو دیکھا اور خیال کیا کہ اب مین دریا کے کنارے کنارے نہین بڑھ سکتا ہون۔ لہذا اونہون
نے کوچ موقوف کرکے دریا کے گھاٹ کے دونون گوشون یعنی مشرق و مغرب پر اپنا مورچہ لگا دیا

اس تدبیر سے اونہون نے دشمن کے بیٹھنے کی راہ مسدود کردی جب کہ ندئے راونے راہ ہر طرف سے مسدود پائی پیغام صلح کا بھیجا قاصد نے آکر نواب احمد خان سے یون بیان کیا کو ہم حسب الحکم سلطان الہند کے اس جنگ مین شریک ہوئے ہین ۔ مگر ہم دلسے وزیر کیطرف سے نہین لڑسکتے ہین ۔ محض وقت کا نباہ کرتے ہین ۔ اس وقت جو کچھہ ہمارے اور تمہارے درمیان باہم مخفی طور پر طے پا جائے گا ۔ ہم قسم کہا کر اقرار کرتے ہین جسکے جنگ کمایون شروع ہوگی ہم تمکو بذریعہ تحریر اطلاع دینگے جب یہ پیغام احمد خان نے سنا تو حافظ رحمت خان کو طلب کیا اور اونسے مرہٹون کی درخواست ظاہر کی ۔ اور یہ بھی کہا کہ میرے باپ محمد خان اور مرہٹون مین سابق مین اتحاد بھی تہا ۔ بعد اس کے اوس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ دوندی خان کو حکم بہیجو کہ مرہٹونکی راہ جو اونہون نے بند کردی ہی کھولدین ۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ لڑائی کے وقت دوندی خان کسی کا حکم نہین سنیگے ۔ ہان اگر آپ خود وہان تک جانے کی تکلیف کرین تو شاید وہ مانین اور مین آپکے ساتھ جاتا ہون ۔ افغانون کی فوج کی ترتیب تھی دوندے خان کے عقب مین کمک کے واسطے بہادر خان اور ملا سردار خان تھے اونکے پیچھے فتح خان خانسامان تھے ۔ اور اونکے بعد نواب سعد اللہ خان اور حافظ بخت خان یہ دونون ہاتھی پر سوار تھے ۔ یہ سب نواب احمد خان کا ہراول تہا ۔ نواب احمد خان اور حافظ رحمت خان ٹہکر دوندے خان کے پاس گئے ۔ اور مرہٹونکی درخواست سے اون کو مطلع کیا ۔ اور کہا کہ اونہون نے اپنے اقرار پر قسم کہائی ہے ۔ دوندے خان نے جواب دیا کہ اسوقت تو مرہٹے خواہ مخواہ مصالحت کی درخواست کرینگے ۔ کیونکہ اونکی حالت نہایت نازک ہو رہی ہے تین طرف تو اونکے ندی حائل ہے اور چوتھی جانب مینے راہ بند کردی ہے ۔ اب اون کا ایسا حال ہے کہ بلا تصدیع و بے تقضیع اوقات اونکو ہم بآسانی شکست فاش دیسکتے ہین ایسے موقع کی قسم محض لغو ہے ۔ نواب احمد خان نے جواب دیا جو کچھہ تم کہتے ہو سب صحیح ہے مگر مذہب اسلام مین امان مانگنے والے کو امان ندینا جائز نہین بلکہ سخت برا ہے ۔ اگر وہ جہوٹی قسم کہا جاینگے خدا اونکو سزا دیگا ۔ دوندے خان نے مجبور ہوکر منظور کیا ۔ اور اپنی فوج کو حکم بھیجا کہ راستہ کہولدی سپاہی وہان سے ہٹ گئے ۔ اور دشمن کے واسطے راستہ کہولدیا ۔ نواب احمد خان اور نواب سعد اللہ خان نے اس مقام پر اپنے خیمے نصب کروائے ۔ دوسرے روز افغان نادون کے پل پر پہنچے جو وزیر نے سنگی رامپور پر بندھوایا تہا مسلمانون کے پہنچنے سے قبل مرہٹون نے پل کو توڑ ڈالا تہا ۔ جب نواب احمد خان اور روہیلے وہان پہونچے تو اونہون نے دیکھا کہ ہمارے

اور دشمن کے درمیان دریا حائل ہے دونون جانب سے توپین چلتے لیکن جب
مرہٹون کا نازک حالت مین راستہ کہولدیا گیا تھا وہ پٹھانون کے لشکر کے گرد مجتمع ہوئے مگر قریب
نہ آسکے قریب ایک ہفتہ تک یہی حال رہا مگر دریا کو عبور کرنیکی صورت نہ تھی - اور خوراک جو سپاہی
اپنے ساتھ لائے تھے وہ بھی ختم کو پہونچی روہیلہ سردارون نے نواب احمد خان سے صورت حال
بیان کی - اور کہا کہ اس وقت یہی مناسب نظر آتا ہے کہ آگے چلکر سورج پور مین مقام کرنا چاہیے
سورج پور پرگنہ کمپل مین ایک گہاٹ ہے - اور فرخ آباد سے بیس میل اور سنگی رامپور سے چالیس میل کے
فاصلے پر واقع ہے - اوہنون نے خیال کیا کہ ہم کو وہان بھی پل مل سکینگے - اور ہم دریا سے بہ آسانی
اوترکر بر سبیل ملغار ملہار راو کی طرف بڑھ جائینگے - کیونکہ اسوقت ملہار راو کے پاس تھوڑی سی
فوج تھی اس لئے پل کی مرمت مین تضیع اوقات کرنا خوب نہین - اور کوچ کے وقت یہ مشہور
کرینگے کہ ہم اپنے رامگنگا کے پل کیطرف غلہ کا ذخیرہ اکٹھا کرنے کے واسطے واپس جاتے ہین
اور تازہ رسد بہم پہنچاکر پھر اپنے قدیم موقع پر آکر جنگ شروع کردینگے - نواب احمد خان نے
اس تجویز کو پسند کیا - اور افغانون نے کوچ کیا جب وہ چلے مرہٹے پیچھے سے توپین داغتے رہے
لیکن تعاقب نہ کیا جب وزیر نے افغانون کی کوشش کا مذکور سنا تو اپنے بھتیجے محمد قلی خان
کو اپنی طرف سے نائب اپنی صوبون کا کرکے اور بقاء اللہ خان کو اوسکے ساتھ مقرر کرکے جلد
کوچ کیا اور گنگا کو مہدی گہاٹ سے اوترکر ۹ - محرم ۱۱۶۵ ہجری مطابق ۱۷ - نومبر ۱۷۵۱ء کو
ملہار راو سے بمقام سنگی رامپور جاملے مہدی گہاٹ پرگنہ قنوج مین فرخ آباد کے نیچے چالیس
میل کے فاصلے پر واقع ہے جب وزیر وہان داخل ہوئے کل توپین سلامی مین سر ہوئین اونکی
آواز سے پٹھانون کے لشکر مین بڑا انتشار پیدا ہوا جب افغان سردارون نے وزیر کی آمد سنی تو
سب نے مجتمع ہوکر صلاح کی آخر یہ بات قرار پائی کہ سیدھے قلعہ گڑھ عرف یوسف نگر کیطرف
کوچ کرچلین - یہ مقام پرگنہ بداون مین آنولہ اور بداون کے درمیان مین ہے - بازید خان حاکم
توپخانہ طلب ہوا - کہ اپنی سب توپین بطور رحیلہ سر کرکے روانہ ہوجاوے - بہ تعمیل اس حکم کے توپخانہ
روانہ ہوا اس نئی تجویز کی اطلاع سپاہیون کو نہین ہوئی - جب توپخانہ روانہ ہوگیا - کل فوج مین
پریشانی پھیل گئی ایک سپاہی کے بھی حواس بجا نرہے فقط عہدہ دار اور خاص خاص لوگ تو البتہ
اس خوف سے محفوظ تھے - جب عہدہ دارون نے سپاہ کا یہ حال دیکھا تو متردد ہوکر کہنے لگے
کہ ہم تو بے جنگ شکست ہوگئی - نواب احمد خان مع فوج کے روہیلونکی تعداد سے نصف

کوس پر تہا اوسکو اصلا خبر نہ تھی کہ روہیلون کا کیا حال ہے ۔ آفتاب طلوع ہونے پایا تہا
کہ روہیلہ سردار نواب احمد خان کے پاس پہنچے اور سارا حال اوس سے کہا احمد خان نے اپنے
سردارونکو طلب کیا۔ اور شادل خان اور سعادت خان کو حکم دیا کہ تم فوراً روانہ ہوجاؤ اور
پل توڑ ڈالو اور نادن سوریج پور گہاٹ لیجاؤ وہان پل تیار کرو مین آج اوس مقام سے دریا کو
عبور کرونگا اور دوسرے سردارون کو حکم دیا کہ تم مسلح ہوکر تیار رہو۔ جب وہ خود روہیلون کیطرف
چلا اور اونکو ساتھ لیکر ایک کہلے وسیع میدان مین مقام کیا سرداران روہیلہ نے نواب سے
ملاقات کرکے اپنی فوج کا حال کہا کہ توپخانے کے روانہ ہوجانے سے اونکے دلون مین
ہراس پیدا ہوگیا ہے۔ اور سب کے سب بہاگنا چاہتے ہین ۔ اور جب یہ حال ہے تو ہم میدان مین
کیسے جنگ کرسکتے ہین احمد خان نے کہا اونکے ارادے سے مجہے پیشترہی اطلاع کردی
ہوتی تاکہ دوسری تدبیر کیجاتی بے جنگ کئے ہوئے ہٹنا بڑی خراب بات ہے۔ دنیا بہر
مین کوئی اسکو پسند نہ کریگا۔ روہیلون نے سر نیچا کرلیا اور کچہہ بولے ۔ بعد ایک لمحہ کے
کہنے لگے جو کچہہ ہوا سو ہوا بہت سی گفتگو اور سوال وجواب کے بعد روہیلون نے کہا کہ ہماری
فوج دل ہار گئی ہے ۔ اس صورت مین بہتر یہ ہے کہ آنولے کو واپس جاوین اور وہان اپنے خاندان کے
لوگون کو جمع کرکے پہاڑ کو چلین ۔ اور آپکو بہی یہی صلاح دیتے ہین ۔ نواب احمد خان نے
اس بات کو قبول کیا ایک گہنٹہ قبل از غروب سب کے سب آنولے مین پہنچے ۔ نواب احمد خان
نے شہر کے باہر ایک باغ مین قیام کیا۔ اور یہان ۹ گہنٹہ مقام رہا۔ جب صبح ہونے لگی
نواب سعد اللہ خان کو بلا بہیجا اور پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے۔ دوسرے لوگ تمام رات گہر کے
کام مین نقد روپیہ جمع کرنے مین اور رسد فراہم کرنے مین اور بان اور توپخانہ کے کام مین مشغول رہے
پہر گہر دونکو چہوڑکر اپنے عیال ساتھ لیکر روانہ ہوئے۔ اور گہرون مین آگ لگادی پہر رات گئے رپور
پہنچکر اپنے خیمے استادہ کئے دوسرے روز پہر روانہ ہوکر مراد آباد مین پہونچے ۔ اور یہان چہہ گہنٹہ
ٹہیر کر کاشی پور کیطرف چلے جو مراد آباد سے تیس میل شمال مین ہے ۔ اوسوقت ایک جاسوس آیا
سیند ہیا کے پاس سے احمد خان کے نام خط لیکر آیا۔ اوس مین لکہا تہا کہ جب وزیر نے سنا کہ افغان
پہاڑ کی طرف ہٹے جاتے ہین اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ فوراً آمادہ رہو کر تیز کوچ کرتے ہوئے
دشمن کے تعاقب جاوین۔ اور کہین مقام نکرین ۔ گنگا دہر تانتیا جمعیت تیس ہزار
سوار ومغل قزلباش اس تعاقب کے واسطے متعین ہوا ہے ۔ وہ پہنچا ہی چاہتے ہین

اسلئے تمکو لازم ہی بہت جلد پہاڑ کی طرف روانہ ہو کر جا سے اس تلاش کرو احمد خان نے
اس خط کو پڑھکر روہیلہ سرداروں کو بلا کر مضمون بیان کیا اور سب حال کہا اور قاصد کو سات
اشرفیاں دیکر رخصت کیا۔ افغان فی الفور عرب پٹ کوہ روانہ ہوئے اور دو پہرے روز جنگل مین
پہنچ گئے۔ فرح بخش مین یون لکھا ہی کہ ملہار راؤ وغیرہ نے افغانون کے ساتھ اس قسم
سلوک کیا کہ دو تین دن کا توقف اپنے کوچ مین کیا کا فاغنہ خیریت سے جنگل مین پہونچ جائے
اگر مرہٹے تعاقب کئے ہوئے چلے آتے تو افاغنہ مین سے کوئی بھی صحیح و سالم وہان تک
نہ پہونچ سکتا۔ اور منتخب العلوم مین کہا ہی کہ ملہار راؤ نے دوندے خان کو کہلا بھیجا کہ اگر تم
اپنی بہتری چاہتے ہو تو یہان سے جلد چلے جاؤ ورنہ یہان تباہ ہو جاؤ گے۔ تمہارے
تمام خاندان خراب ہو جاینگے اونہون نے جواب دیا کہ اگر ہمنے یہان سے کوچ کیا تو تم ہمارا
تعاقب کروگے۔ اس لئے ہم کو یہان ہی شہید ہو جانا بہتر ہے۔ ملہار راؤ نے کہلا بھیجا کہ
جب تک تم جنگل مین نہ پہنچ جاؤ گے ہم تعاقب نہین کرینگے۔ تمام افغان چلکیا پہونچ گئے۔
یہ مرہٹون کا احسان سمجھنا چاہئے جیسا کہ یہان کے مورخون کا بیان ہے۔ اور انگریزی
مورخون کا قول ہی کہ روہیلونکا تعاقب کاہلی اور تساہل سے اسوجہ سی کیا گیا کہ مرہٹون کی فوج
بیشتر لوٹ مار کی فکر مین ادہر اودہر بھٹکتی پہرتی رہی۔

افغانون کا دامن کوہ کماؤن مین پناہ لینا

پٹھانون کے پناہ لینے کے مقام مین اختلاف ہے۔ سلطنت کے بیان کے موافق اون لوگون کا
مقام گڑھوال کی پہاڑی پر مقام لال ڈانگ مین تہا اور مستجاب خان مولف گلستان رحمت
اور خلیفہ غیاث الدین مولف منتخب العلوم کی تحریر سے پایا جاتا ہی کہ پٹھان آنولے سے نکلکر مقام
چلکیا مین پناہ گزین ہوئے تہے اور مولوی قدرت اللہ شوق نے طبقات الشعرا مین خانزادہ
کاظم خان شیدا کے حالات مین لکھا ہی کہ جب ابو المنصور خان صفدر جنگ سی پٹھانون نے
منہزم ہو کر جنگل چلکیا دامن کوہ کماؤن مین پناہ لی تہی تو شیدا نے اس واقعہ کی تاریخ فساد عظیم ۱۱۶۵
سے نکالی تھی اور ماثر الامرا و سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ مین ذکر کیا ہی کہ کوہ مداریہ مین جو کوہ
کماؤن کی ایک شاخ ہے افاغنہ نے پناہ لی تھی اور معادالسعادت مین بیان کیا ہے
کہ کنتور کے ٹیلے پر پناہ لی تہی۔ اس جنگل مین تین طرف سے دشوار گذار غارستان تہا۔

اور ایک طرف جدھر سے راہ تھی افغانون نے عمیق خندق کھود دی اور برج بنالیے اب یہ مقام بہت مستحکم اور بے گذر ہوگیا کہ روہیلون پر یکایک حملہ کرنا سخت دشوار اور خطرناک تہا پہاڑون کے اس جنگل کے وسط مین اپنا لشکر گاہ قایم کیا اور توپین قرینے سے نصب کرکے زنجیرون سے کسدین۔ مدت تک یہ مقام لشکر کے نام سے مشہور رہا۔ باوجود ان سب کے وہ نہایت مضطر تہے کہ کہین سے سامان رسد کا نہ تہا۔ اور کہانا اونکے پاس بالکل نہ تہا۔ تہوڑے عرصے تک اونہون نے منشکر پر بسر کی۔ اور کہین سے کوئی سامان مہیا نہ ہوا نواب احمد خان نے حافظ رحمت خان کو طلب کرکے کہا کہ قادر مطلق نے ہم کو جائے امن تو ایسی عطا کی ہے کہ جہان سے ہم شاہنشاہ ہفت اقلیم سے بھی جنگ کر سکتے ہین۔ مگر غذا بہم پہنچانا نہایت ضروری ہے۔ انہون نے جواب دیا کہ الموڑے کا راجہ اپنے دامن کوہ کی ریاست کے ناطے سید اسعد کو نہایت عزیز رکہتا ہے۔ اور سید موصوف ہماری قوم کا بہی ہوا خواہ ہے اگر آپ سید کو کچہ تحفے تحائف دیکر راجہ کے پاس بھیجین اور اوس سے درخواست غلے کی بہم رسانی کی کرین تو بہت مناسب ہوگا۔ نواب احمد خان نے اس تجویز کو پسند کیا حافظ رحمت خان احمد خان سے رخصت ہو کر سید بھی سید کے پاس گئے۔ سید مذکور نجیب خان کے قریب توپخانے مین تھا اور جو تجویز کی تہا اوس سے بیان کیا۔ سید کو نواب احمد خان کے پاس بلالائے نواب نے اوسکو خط و تحائف دئے اور الموڑے کیطرف رخصت کیا۔ سید کے پہنچنے سے قبل وزیر کا وکیل مہدی جنگ کی راہ سے راجہ الموڑہ کے پاس آیا وزیر کا پیغام یہ تہا کہ ہمارے دشمنون نے دامن کوہ مین پناہ لی ہے۔ ہم تمہاری دوستی سے امید رکہتے ہین کہ اونکو رسد نہ پہنچنے پائے۔ بعوض اسکے روہیلون کا تمام ملک تمہاری ریاست مین شامل کردیا جائیگا۔ جب سید مع تحائف وہان پہنچا اور نواب احمد خان کا خط دیا۔ الموڑہ کے راجہ کے وزیر نے صفدر جنگ کے وکیل کو رخصت کیا۔ اور کہا کہ یہ انسانیت سے بعید ہے کہ جو ہمارے یہان آکر پناہ لے ہم اوس پہ کہانا بند کرین اوس لئے فوراً اپنے کارندون کو حکم دیا کہ جو گانون والے پہاڑونکے لشکر سے قریب ہین اونسے کہو جلد غلہ لاد کر اونکے لشکر مین پہنچا مین۔ اور سید کو جواب دیکر رخصت کیا۔ سید یہان پہنچنے بھی نہ پایا تہا کہ ہزارون پہاڑی غلہ سر و پیٹھ پر لئے ہوئے نمودار ہوئے۔ اور بیچنا شروع کیا۔ پٹھانون نے اس غلے کو نعمت عظمیٰ تصور کیا۔ بیچارے بہوکون مر رہے تھے۔ اوسکو بہت غنیمت جانا۔ جتنا جس کو درکار تہا جسکو درکار تہا خریدکیا۔ اور شکر خدا بجا لائے۔ اور کہانا پکانے مین مصروف ہوئے۔

جب وزیر گنگا پار ہوئے تو اونہوں نے ملہار راو کو سخت تاکید کی کہ اپنا لشکر لیکر دشمن کا تعاقب کرے لیکن مرہٹہ سرداروں نے بر انفای اپنے قول کے توقف اور عذر کیا کہ تا نیا گنگا دو اور مغل افغانوں کے تعاقب میں گئے ہیں۔ لہذا مناسب ہے کہ انتظار کیا جائے کہ دشمن کسطرف کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جب معتبر خبر ملجائے گی تو اوسوقت کوچ بیغار کرنا مناسب ہوگا۔ تھوڑے عرصے میں خبر ہوئی کہ پٹھان دامن کوہ کیطرف گئے مرہٹوں نے بہ عجلت تمام کوچ کیا عماد السعادت میں لکھا ہے کہ صفدر جنگ آنولے میں پہنچے تو وہاں سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کو اونہوں نے قتل کروایا اور دو روز تک آنولے میں وزیر کی فوج رہی تیسرے روز روہیلوں کے تعاقب میں کوچ کیا۔ مگر قتل نواب سعد اللہ خان کی حکایت محض غلط ہے اونکا انتقال ۵ شعبان ۱۱۷۸ ہجری کو سل کی بیماری سے ہوا تھا جیسا کہ فرخ بخش میں مفصل مذکور ہے۔ بہر صورت مرہٹوں کی فوجیں تعاقب کرتی ہوئیں پٹھانوں کے قیام گاہ کے تین کوس قریب جا پہنچیں یہاں اونہوں نے مقام کیا اور وزیر نے اپنا لشکر موضع چلکیا میں ڈالا اور پٹھانوں کے اطراف کے تمام راستے بند کر دیے گئے تاکہ بھوک پیاس کی شدت سے مجبور ہو کر جلدی میں آجاویں۔ مگر پٹھانوں کی پس پشت پہاڑ کی جانب سے اونکو رسد پہنچنے کا ذریعہ میسر تھا۔ عماد السعادت میں لکھا ہے کہ پٹھانوں کے پاس پہاڑ سے جو رسد آتی تھی وہ اونکی جماعت کثیر کو کافی نہ تھی۔ اسلئے گوشت کہا کر بسر کرتے تھے۔ وزیر کے لشکر کے قریب آدمی یہاں سے گوشت بیچا کئے۔ اور سیر بہر گوشت ایک اشرفی کو فروخت کرتے اور فروخت کرنے کی یہ ترکیب تھی کہ دور سے پٹھانوں کو گائے کا گوشت دکھایا جاتا وہ قیمت اوپر سے ڈالدیتے یعنی ڈالا قیمت لیکر ہٹ جاتا۔ خریدار پہنچکر گوشت اوٹھا لیتا۔ اور پٹھانوں کے لشکر میں رسد پہنچنے کی کمی تھی رفتہ رفتہ ایک گائے اور بھینس ایک ایک پیسے کو وزیر کے لشکریوں کے ہاتھ فروخت کرنے لگے۔ یہ بیان غلط ہونے میں اتنا واضح ہے کہ اس کی تردید کی بھی ضرورت نہیں جنگل بہت گھنا تھا۔ اور راستہ نہایت ناہموار تھا اس وجہ سے وزیر کا بڑا توپخانہ بہت دیر میں پہنچا۔ ہر روز وزیر خود توپ کے پیچھے رہتے اور مرہٹوں کو لڑنے کے واسطے آگے کرتے تھے اور شام کو واپس آتے تھے۔ وزیر کا توپخانہ تھوڑی دیر بعد آتا تھا۔ ہر روز اسی طرح جنگ ہوتی تھی۔ ایک روز پٹھان ٹیلے ہاتھی پر سوار ہو کر آیا توپخانہ نواب احمد خان کے توپخانہ کے مقابل لائے۔ وزیر کے توپخانہ کا لا گولا اتنا بلند جاتا تھا کہ احمد خان کے توپخانہ کے اوپر سے گذر کر پیچھے میدان میں

جا کر گرتا تہا۔ اس کوس بہر کے میدان مین اولے کیطرح گولے برستے تھے صبح سے شام تک توپین چلا کرتی تھی۔ اور رات ہوتے نہین پاتی تھی کہ وزیر اپنی توپین بنظر احتیاط اپنی لشکر کے قریب کھچوا لیجاتے تھے۔ دو مہینے یہی حال رہا مگر افغانون کو اس سے کچھ بھی ضرر نہوا۔ پہاڑ سے ایک نالہ جاری تہا یہ اور بھی وزیر کی تدبیر مین حارج تہا۔ روہیلے اس نالے سے نہر کاٹ لائے تہے اور اس کا پانی اپنے لشکر کے گرد پہنچایا تہا۔ ملہار راو اور سورج مل جاٹ نے بہت کوشش راستہ معلوم کرنے کی کی مگر بے سود ہوئی۔ اوسوقت وزیر کے پاس ایک خط اونکی کارندے کے پاس سے جو دربار شاہی مین متعین تہا اس مضمون کا آیا کہ جاسوسون نے بادشاہ سلامت کو خبر دی ہی کہ احمد شاہ درانی اپنی ہمقوم افغانون کی مدد کو آتا ہی۔ اور درانی مذکور نے افغانان کوہستانی کو اطلاع دی ہی کہ مین آتا ہون سب کی سب دریاے سندہ کی کنارے مجمع ہو کر میرے منتظر رہین۔ یہ بھی لکھا تہا کہ جب بادشاہ کو یہ خبر معلوم ہوئی تو نہایت متردد ہو کر فیروز جنگ سے کہا کہ صفدر جنگ میری تمام فوج اور ہر مقام سے زمینداروں لیکر بیہودہ جنگ کرنے گئے آداب بجا لا کر التماس کیا کہ جو کچھ غلام سمجہتا تہا وہی پیش آیا کترین نے حضور عالی کو پیشتر سے آگاہ کر دیا تہا۔ چونکہ حضور نے اس امر مین جاوید خان سے صلاح لی تہی۔ لہذا اب اوس سے پوچھنا چاہیے کہ کیا کرنا چاہیے۔ بادشاہ سلامت نے فرمایا یہ توصحیح ہی۔ مگر خطا انسان سے ہو ہی جاتی ہی تمکو یہ لازم نہین ہی کہ مشورہ دینے سے انکار کرو۔ تب فیروز جنگ نے کہا کہ صفدر جنگ کے نام ایک شقہ روانہ ہونا چاہیے کہ احمد شاہ درانی اس طرف آتا ہے لہذا تمکو لازم ہی کہ احمد خان سے صلح کر لو اور یہ صلاح دی کہ علی قلی خان جنگا اس قاصد کے ہمراہ بہیجا جائے۔

راجہ اندرگر گوسائین کے اتیتون کا نواب احمد خان پر حملہ اندر گر کا شکست پانا وزیر کا اندرگر کی شکست سے نہایت شکستہ خاطر ہو کر میدان جنگ سے کاسگنج پور کیطرف بہاگ جانا مرہٹون کا اون کا تعاقب کر کے روک لینا

وزیر نے اس خبر کو اپنی معتمدون سے بالکل مخفی رکہا۔ دوسرے روز شاہنوازخان نے ملہار راو اور آیا

سیندھیا اور گنگا دھر تانتیا اور سورج مل جاٹ کو طلب کیا۔ اور کہا دو مہینے تو گذر گئے۔ مگر ہنوز روز اول ہے۔ تم ذرا بھی آگے نہ بڑھے اور نہ کچھ مدد دی۔ آبا سیندھیا نے سب سے پہلے جواب دیا کہ ہم میدان کی لڑائی لڑتے ہیں نہ خارستان اور قلعہ خندق کی۔ راجہ اندرگر گوسائیں نے کہا کہ تمہارا دشمن میدان میں ہے۔ نہ وہ قلعہ میں ہے۔ نہ خندق میں فقط پانی سد راہ ہے۔ دو کوسوں میں مشرق و مغرب کی طرف پانی نہیں ہے۔ مشرق کی طرف نجیب خان اور سید احمد کا توپخانہ ہے اور مغرب کی سمت نواب احمد خان ہے۔ اگر کوئی شخص تھوڑی بھی تکلیف کرے تو بے دیر فتح حاصل کرسکتا ہے آبا سیندھیا نے کہا کہ تم بھی تو نواب وزیر کے نوکر ہو۔ تمہیں اتنی تکلیف کیوں نہیں کرتے ہو۔ اندرگر نے کہا کہ کل میں نواب احمد خان کے مورچے پر حملہ کرونگا۔ اور بے مدد اوس پر قبضہ کرلونگا۔ وزیر کے اقبال سے احمد خان کو زندہ گرفتار کر لاونگا۔ سرداران مرہٹہ نے جواب دیا اس سے بہتر اور کیا ہے۔ سب سردار رخصت ہو کر اپنے اپنے مقام کو گئے۔ آبا سیندھیا نے نواب احمد خان سے کہلا بھیجا کہ کل راجہ اندرگر تم پر حملہ کرے گا۔ اور مجھے امید ہے کہ وہ یا تو مارا جائے گا یا شکست کھائے گا۔ جب رات ختم ہوئی۔ اور آفتاب مشرق سے طلوع ہوا۔ راجہ اندرگر پندرہ ہزار سوار و پیادہ کی جمعیت سے کہ سب اتیت اور ناگے تھے بان اور بندوق سے مسلح ہو کر وزیر کے روبرو گیا اور حملہ کرنے کا حکم پایا۔ قبل حملہ کرنے کے راجہ اندرگر نے وزیر سے درخواست کی کہ مغل اور شیر بچہ کو حکم ہو کہ اول وہ دونوں کا حملہ نجیب خان اور سید احمد کے مورچے پر کریں۔ تاکہ کل پٹھان اوس طرف متوجہ ہوں اور نجیب خان کی مدد کو جائیں۔ احمد خان کی جانب خالی چھوڑیں۔ اور کوئی پٹھان اوس کا پاسبان نہ رہے۔ اوس وقت میں اوس پر حملہ کرونگا وزیر نے اوسکی حسب دلخواہ حکم دیا راجہ اندرگر نے بڑھکر نشیب میں مقام لیا۔ اور منتظر موقع کا ہوا اور مغلوں نے نجیب خان کے مورچے پر حملہ کیا۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ مغلوں نے حتی المقدور بڑی جوانمردی کی۔ مگر نجیب خان نے بڑی دلجمعی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ اور اپنے دوستوں سے کہا کہ ابھی گولہ باری موقوف کرو۔ جب دشمن قریب آوے تو تلوار سے مقابلہ کرنا۔ نجیب خان نے بخشی سردار خان اور دوندے خان سے کہلا بھیجا کہ اپنی اپنی جگہیں چھوڑ کر آئیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے خاص حملہ میری طرف کیا گیا ہے۔ حافظ رحمت خان یہ دیکھ کر کہ نجیب خان پر حملہ ہوا ہے۔ سوار ہو کر نواب احمد خان کے پاس پہنچے۔ مگر قبل اونکے پہنچنے کے نواب احمد خان ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے مورچے کو جا چکا تھا۔ حافظ رحمت خان نے نواب سے کہا کہ آج خاص حملہ نجیب خان کے

توبخانے کیطرف ہے۔ نواب نے جواب دیا کہ نجیب خان برفقط دہوکے کا حملہ ہے اصل حملہ بجہبر قوم اتیت کے ہاتھ سے ہوگا۔ اسلیئے تم اپنے مورچے کو جاؤ۔ اور اپنے سرداروں کو حکم دیا کہ سب ہوشیار رہیں۔ ڈیڑہ گہنٹہ دن رہے اتیتوں کی فوج میدان مین آئی۔ پٹہان تمنداروں نے اپنی سپاہ کی صف بندی کی اجازت چاہی۔ نواب احمد خان نے اونسے کہا کہ فاتحہ خیر پڑہکر جنگ کا ارادہ کرو۔ افغانوں نے دونوں ہاتھ آسمان کیطرف اوٹہا لیے۔ اور فاتحہ خیر پڑہکر دشمن کی طرف چلے۔ دونوں جانب سے بیشتر بان و بندوق سر ہوئے اور ایک گہنٹہ تک اس صورت سے لڑائی ہوتی رہی۔ آخرالامر پٹہان بڑہکر دشمن پر جا پہونچے اور تلوار چلنے لگی۔ افغانوں نے اس سختی سے حملہ کیا کہ اتیتوں نے تاب لاکر ہٹنا شروع کیا اسوقت اندرگر کا چیلا اتیتوں پر حکمران تہا۔ جب اوسنے دیکہا کہ ناگوں اور اتیتوں نے منہ پھیر لیا تو وہ گہوڑے پر سے اوتر پڑا اور اونکو مجتمع کرنا چاہا۔ اور اپنے خاص خاص ہمراہیوں سے کہا کہ تلوار لیکر حملہ کرو اونہوں نے اوسکے حکم کی تعمیل کی۔ اور خوب جان بازی سے لڑے۔ اون میں سے بہت سے مارے گئے۔ اور باقی منتشر ہوگئے۔ تب خود اتیتوں کا سردار شمشیر بدست سامنے آیا۔ اور ایک پٹہان فقط تلوار لیکر اوسکے مقابل ہوا۔ تہوڑی دیر لڑکر پٹہان نے اوسکو مار لیا اور اوس کا سر تن سے جدا کر لیا۔ جب اتیتوں نے دیکہا کہ اون کا سردار قتل ہوا بہاگ کہڑے ہوئے۔ راجہ اندرگر یہ برگشتگی طالع دیکہکر میدان جنگ سے ہٹا۔ پٹہانوں نے وزیر کی لشکر تک اوس کا تعاقب کیا۔ اور غروب آفتاب کے وقت وہاں پہونچے۔ بعد غروب اسقدر تاریکی ہوئی کہ ایک دوسرے کو شناخت نکر سکتا تہا۔ نواب احمد خان نے فوراً قاصد روانہ کی۔ اور حکم دیا کہ سب تعاقب سے واپس آجٰیں پٹہانوں نے وزیر کی توپوں کی گاڑیوں آگ لگادی۔ اور کم مع مال غنیمت اپنے لشکر میں واپس آئے۔ جب وزیر نے اندرگر کی شکست کی خبر سنی نہایت افسردہ خاطر ہوئے۔ اور اپنے خیمہ سے نکل کر ہاتھی پر سوار ہوئے۔ اور کاشی پور کیطرف بہاگے جب ملہار راؤ اور آپا سیندہیا کو وزیر کی گریز کی خبر ملی بہت سی فوج لیکر اونکا تعاقب کیا۔ اور کاشی پور پہنچکر اونکے سدراہ ہوئے۔ اور وزیر کی پاس پہنچکر بولے کہ شکست تو اندرگر کو ہوئی آپکی اس بزدلی کا کیا باعث ہے اوس نے اپنے غرور کی واقعی سزا پائی۔ غرض ملہار راؤ اور آپا سیندہیا نے وزیر کو اس حرکت بزدلی سے جو بالکل منافی اونکے مرتبے کے تہی باز رکہا۔ اور وزیر واپس آکر پھر اپنی سابق جگہہ میں قیام پذیر ہوئے۔ روزمرہ کی حملے توپوں کے

ختم ہوگئے۔ کیونکہ اونکی گاڑیان اور سامان پٹھانوں نے جلا دیا تھا۔ ان جوانمردوں کے باعث پٹھانوں کا گیا ہوا رعب لوگوں کے دلوں میں بیٹھا جاتا تھا۔ ہمتوں کے دل اسی محاصرے سے اوکتا گئے کہ اونکو لڑائی تو زیادہ کرنی پڑتی تھی۔ اور غنیمت کچھ ہاتھ نہ آتی تھی۔ اسکی علاوہ موسم کی تبدیلی اور آب و ہوا کی خرابی نے دونوں فریقوں کی صحت میں نقصان پیدا کرنا شروع کر دیا۔

ابو المنصور خان صفدر جنگ اور پٹھانوں میں علی قلی خان کے توسط سے عہد و پیمان کی تجویز اور اوس میں ناکامیابی

وزیر کو اس جہم مشکلات سے دن رات تردد رہتا تھا۔ اسوقت علی قلی خان عباسی جو شاہان ایران کی اولاد سے تھا وزیر کے لشکر میں بادشاہ دہلی کا شقہ لیکر داخل ہوا یہ شقہ خاص بادشاہ کا دستخطی تھا جس میں یہ تحریر تھا کہ احمد خان سے فوراً صلح کر لینا چاہیے۔ شقہ وزیر کے حوالے کر کے علی قلی خان نے بادشاہ کا زبانی پیام یعنی احمد شاہ درانی کی آمد کی خبر بیان کی۔ وزیر نے کہا کہ اگر صلح کی درخواست میری طرف سے ہوئی تو اوس سے احمد خان کے واسطے میری توہین ہوگی۔ پس کس صورت سے صلح کرنا چاہیے۔ علی قلی خان نے جواب دیا کہ مجھمین اور احمد خان غالب جنگ مین قدیم سے رابطہ و اتحاد ہے۔ اگر تمھاری مرضی ہو تو مین احمد خان سے ملاقات کر کے اوسکو صلح کیطرف مائل کرون وزیر اس تدبیر سے نہایت محظوظ ہوئے۔ علی قلی خان نے احمد خان کو ایک شوقیہ خط اس مضمون کا بھیجا کہ مجھے تمھاری ملاقات کی کمال آرزو ہے۔ بوصول اس خط کے نواب احمد خان نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ کو طلب کیا۔ اور خط کا مضمون کہا سب نے یہی صلاح دی کہ چونکہ علی قلی خان آپ کا دوست ہے۔ لہذا ملاقات مناسب ہے۔ نواب احمد خان نے جواب لکھا کہ آپکے استفسار کی کیا ضرورت تھی آپ کا گھر ہے۔ جب یہ جواب باصواب پہنچا علی قلی خان نے وزیر سے کہا وزیر نے قسم لی کہ ہرگز اشارہ صلح کا میری جانب سے نہ مقصود ہو۔ علی قلیخان نے کہا کہ تم خاطر جمع رکھو کیونکہ مین سمجھتا ہوں کہ تمھاری توہین عین بادشاہ کی اہانت ہے۔ جب علی قلی خان نواب کے توپخانے کے قریب پہنچا تو احمد خان کا بیٹا محمود خان استقبال کو آیا۔ جب محمود خان وہاں پہنچا۔ دونوں باہم بغلگیر ہوئے۔ اور ایک ہاتھی پر سوار ہو کر احمد خان کے خیمے کیطرف روانہ ہوئے۔ نواب اونکے قریب فرش تک استقبال کو آیا۔ اور اون سے بغلگیر ہوا۔

ہاتھ مین ہاتھ دیے ہوئے مسند تک گئے۔ بہت دیر تک باہم دوستانہ گفتگو ہوتی رہی بعد ازان علی قلی خان کو ایک خیمے مین بھیجا یا جو خاص اسی کے آرام کے واسطے استادہ تھا اور کھانا ہر قسم کا تیار کرا کے بھیجا گیا۔ شام کو احمد خان علی قلی خان کے خیمے کو گیا دوستانہ گفتگو کے بعد معاملات مذکور درمیان آیا علی قلی خان نے بادشاہ کا دستخطی شقہ جو نواب احمد خان کے نام تحریر تھا نکالا احمد خان نے اس شقے کو سر پر رکھا تعظیم کی خاطر اپنی جگہ سے اوٹھ کر کھڑا ہوا اور دہلی کی طرف منہ کر کے آداب بجا لایا بعد ازان شقہ کھولکر پڑھا اوس کا مضمون بجز خاص خاص سردارون کے اور کسی سے ظاہر نہ کیا۔ شرائط صلح شروع ہونے سے تھوڑے ہی دن بعد معلوم ہو گیا۔ کہ بادشاہ نے صلح کر لینے کا حکم دیا ہے۔ احمد خان نے شقہ شاہی کو پڑھکر پوچھا آخر اس کی بادشاہ کا منشا کیا ہے۔ علی قلی خان نے کہا کہ تم اپنے بیٹے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو میرے ہمراہ بھیجدو تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ گو وزیر نے حکم شاہی کی بجا آوری مین کوتاہی کی۔ مگر احمد خان نے خود فرمان شاہی الامر فوق الادب سمجھکر اطاعت کی اور اپنے بیٹے محمود خان اور نواب سعد اللہ خان کے خاص سردار کو وزیر کے لشکر مین بغرض صلح بھیجدیا۔ اسمین وزیر کی بھی آبرو بنی رہے گی۔ اور مراتب شاہی بھی ملحوظ رہین گے احمد خان نے جواب دیا کہ اس امر مین بغیر مشورہ اپنے سردارون کے مین کچھ نہین کہہ سکتا ہون۔ احمد خان فی الفور سوار ہو کر نواب سعد اللہ خان کی فرودگاہ مین آیا۔ اور حافظ رحمت خان اور دوسرے سردارون طلب کر کے امر مذکور مین صلاح پوچھی ملا سردار خان جو اون سب مین عمر مین زیادہ تھا بولا کہ علی قلی خان کی کیا بساط ہے نواب احمد خان نے پوچھا تمھاری اس سے کیا غرض ہے۔ ملا سردار خان نے جواب دیا کہ معاملہ صلح ایسے شخص کے توسط سے ہونا چاہئے کہ جو خود کچھ قوت اور اختیار رکھتا ہو۔ اگر ضرورت پڑے تو تعمیل شرائط مین مجبور کرے اور درصورت فسخ معاہدہ بمقابلہ پیش آسکے۔ اس کا مطلب تھا کہ صلح نامہ ملہار راو اور آپا سیندھیا کے توسط سے ہونا چاہئے۔ مگر کسی حال مین مجھے یہ منظور نہین ہے کہ محمود خان دشمن کے لشکرگاہ مین جاے۔ حافظ رحمت خان کو اختیار ہے کہ چاہے جاوین یا نہ جاوین۔ کیونکہ اون مین اور وزیر مین مخفی اتحاد ہے۔ احمد خان نے سردار خان کو جواب دیا مین تمھاری صلاح کو دل سے پسند کرتا ہون اور اسپر عمل کرونگا۔ بعد ازان نواب احمد خان اپنی لشکرگاہ مین واپس آیا۔ اور دوسرے روز علی قلی خان سے کہلا بھیجا کہ آپ خود تجربہ دیدہ کامل ہین مگر وہ پہلے سردار مرحوم کی وساطت کے بغیر میرے بیٹے کے بھیجنے مین راضی نہین ہین

یہ سنکر علی قلی خان نے جواب دیا کہ واللہ روہیلہ سردار نہایت نیک ہیں اور درانی میں ایسا
یہی میری خواہش تھی جو اونہون نے صلاح دی میری مراد صلح سے بھی وہ حاصل ہے
کیونکہ میری غرض صرف تمکو صلح کیطرف راغب کرنیکی تھی - نواب احمد خان نے جواب دیا
تمہاری دوستی میرے دل پر گویا نقش کا لحجر ہے بعد اس ملاقات کے علی قلی خان رخصت ہوکر
اپنے لشکر میں آیا اور وزیر سے ملاقات کی کل ماجرا مفصل بیان کیا - اور کہا نے احمد خان کو صلح
پر فوراً راضی کرلیا ہے مگر شرط یہ ہے کہ صلحنامہ بتوسط ملہار راو اور آپا سیندہیا کے ہونا چاہیے -
لہذا کہانڈے راو محمود خان و حافظ رحمت خان کولانے کے واسطے بھیجا جاسے از بسکہ
ملہار راو آپا سیندہیا کو طلب کرکے کہا کہ نواب احمد خان کے بیٹے کے یہان لانے کی تدبیر
کرو جب وہ یہان آویگا سمجھ کر کوئی لقعقیہ کرینگے ان دونون سرداروں نے منظور کیا مگر یہ کہا
کیا ایسی کوئی بات ہونے پاوے کہ پھر ہمکو وزیر سے مخاصمت پیدا کرنا پڑے - وزیر نے باوجود
اپنے مرتبے کے مجبور ہوکر قسم کہائی کہ اس سے میرا ارادہ دغا کا نہین ہی - تب ملہار راو نے اپنے
بیٹے کہانڈے راو کو نواب کے بیٹے کو وزیر کے لشکر مین لانے کے واسطے بھیجا آپا سیندہیا نے
احمد خان سے کہلا بھیجا تھا کہ اپنے بیٹے کو بھیجنے مین کوئی عذر نہ کرنا - اب کہانڈے راو مع ہمراہیون کے
نواب احمد خان کے مورچے کے قریب پہنچا - اس کے آنے کی خبر نواب احمد خان کو پہنچی اون نے
اوسوقت محمود خان کو طلب کیا - اور کچھہ اوس کے کان مین کہا اور دو سو سوارون کو اوسکی ساتھہ کیا
اور نواب سعد اللہ خان بیٹے حافظ رحمت خان کو بھیجا - جب کہانڈے راو نے انکو آتے
دیکھا اپنے ہاتھی سے اوتر پڑا - اور بغلگیر ہوا - بعد ازان جب پھر سوار ہوگئے کہانڈے راو نے
اپنا ہاتھی محمود خان کے ہاتھی کے پیچھے رکھا - اور اسطرح سے مرہٹون کے لشکرگاہ مین پہنچے
ملہار راو اور آپا سیندہیا اور ترانتیا گنگا دھر اور دوسرے سردار پیشوائی کو آئے - جب وہ
سامنے پہنچے اوتر پڑے - اور محمود خان اور حافظ رحمت خان سے بغلگیر ہوئے بعد ازان
ملہار راو نے اونکو خیمے مین لیجاکر ایک مسند پر بٹھایا اور مرہٹہ سردار گرد بیٹھے سب نے کئی کئی
تحائف پیش کی جگہی سہنا شیا تو محمود خان نے قبول کئیں باقی گہوڑا دو ہاتہی وغیرہ اوس نے
واپس کردئے بعد ازان سرداران مرہٹہ وزیر کے لشکر مین گئے - اور کہا سردار ذی مرتبہ
ہا حضر اونکو لانے کے واسطے روانہ کرو نواب سالار جنگ اور علی قلی خان کو جانے
کا حکم ہوا سرداران مرہٹہ اونکی ہمراہ واپس آتے - جب مناسب فاصلے پر پہنچے

صف باندھ کر کہڑے ہوے اونکی آنے کی خبر سنکر محمود خان اور حافظ رحمت خان لشکر سے نکلے۔ اونکو آتے دیکہ کر نواب سالار جنگ آگے بڑہا اور جب قریب پہونچا اپنی ہاتھی سے اوترپڑا اور دونسی بغلگیر ہوا۔ تب یہ سب باہم وزیر کے لشکر مین پہونچے۔ جب تھوڑا فاصلہ باقی رہا محمود خان اور حافظ رحمت خان ٹہیر گئے۔ ملہار راو اور آپا سیندھیا نے سبب پوچھا۔ تب محمود خان نے کہا کہ آپ آگے جاکر وزیر سے اجازت لیجئے کہ مین یہ چاہتا ہون کہ میرے سب ہمراہی ملاقات کے وقت موجود ہون۔ وہ گئے اجازت مطلوبہ لائے اور اسمعیل خان کو حکم ہوا کہ دروازے پر جاکر کہڑا ہو تاکہ نواب کے آدمیون کو روک تہو۔ مرہٹے محمود خان و حافظ رحمت خان کو وزیر کے خیمے مین لے گئے۔ یہان وہ منتظر ملاقات کے بیٹھے تھے۔ اس سرا پردے مین تین صحن تھے۔ محمود خان اول صحن سے گذر کر اپنے ہاتھی سے اوترکر پالکی مین سوار ہوا۔ دوسرے سردار پہلے ہی دروازے سے ہاتھی سے اوترکر پالکی مین سوار ہوتے تیسرے دروازے پر محمود خان نے توقف کیا اور اپنے ہمراہیون کو اندر جانے کا حکم کیا جب سب اندر پہنچ گئے اوسکی بعد وہ اندر جاکر ٹہیرا تب ملہار راو اور آپا سیندھیا نے آگے بڑھکر اوسکو پالکی سے اوتارا اور اوسکی ساتھ چلے محمود خان لب فرش پہنچکر آداب بجالایا وزیر نے کہا مرحبا اور دونون ہاتھ پہیلاکر گلے سے لگایا اور پیشانی کو بوسہ دیا یہ رسم مغلون کی تھی کہ بوقت ملاقات وہ جسکو زیادہ عزیز رکہتے اوسکی پیشانی کو بوسہ دیتے وزیر نے آگے بڑھکر اپنی داہنی جانب کی مسند پر محمود خان کو بیٹہنے کو کہا محمود خان نے اوسوقت چند اشرفیان ہاتھ مین لیکر نذر گذرانین وزیر نے نہایت لطف و مہربانی سے نذر واپس کی۔ مگر محمود خان نے اصرار کیا تب اونھون نے تبسم کرکے نذر قبول کی۔ اس کے بعد محمود خان بیٹھا وزیر نے اوس کا ہاتھ لیکر اپنے سینے سے لگایا اور نہایت شفقت سے بات چیت کرنے لگے ادہر اودہر کی باتونکے بعد وزیر نے کہا تمھارا بھاگنا نہین کرتے تمھارا باپ کیون اتنی دور بھاگ آیا ہے۔ محمود خان نے جواب دیا آپکی وجہ یہ ہے کہ میرا باپ دو غلہ ہے۔ وزیر نے پوچھا اس کے کیا معنی محمود خان نے کہا کہ میری والدہ کی مان قوم مغل سے تھی اور باپ پٹھان تھا چنانچہ جب وہ اصل پدری کی طرف جاتا ہے بہادری سے میدان مین آتا ہے۔ اور جب نسل مادری کی طرف رخ کرتا ہے بہاگ کھڑا ہوتا ہے۔ اس جواب سے وزیر خاموش ہو گئے کیونکہ وہ خود قوم مغل سے تھے۔ اسکے بعد

وزیر نے ملہار راو اور آپا سیندہیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ ابھی کچھ کہا یا ہمنے نہیں ہے
آپ براہ عنایت بابا محمود خان سی رخصت ہو جیئی یہ سنکر دونون سردار اپنے لشکر کو روانہ ہوئے
وزیر تب محمود خان و حافظ رحمت خان کو لیکر اپنے خاص خیمے مین گئے۔ اور خاصہ طلب کیا
لقاء اللہ خان نے مہمانون کے واسطے کھانا بھیجا۔ جب کہانے سے فارغ ہوئے وزیر نے
اسمٰعیل خان کو حکم دیا کہ ہمارے سراپردے کے داہنی جانب انکے واسطے خیمے استادہ کرو جب
خیمے کہڑے ہو لیکے محمود خان و حافظ رحمت خان وزیر سی رخصت ہوئے۔ جب ایک گہنٹہ رات
گئی وزیر کے حکم سے ایک ہزار مغلون نے ان دونون شخصون کے خیمون کو گہیر لیا۔ جب
محمود خان اور حافظ رحمت خان کے نوکرون نے یہ حال دیکھا ہر ایک نے فرداً فرداً جاکر اپنے
مالکون سی اطلاع کی مرہٹون کے جاسوسون نے معلوم کیا کہ کچھہ دغا کا ارادہ ہوتا ہے
لہذا نہایت سرد ہو کر اپنے سردارون کو خبر دی کہانڈے راو یہ خبر سنتے ہی جا اطلاع اپنے
والد کے وزیر کے لشکر کو گیا وہان اوسنے دیکھا کہ ایک ہزار مغل سپاہی مہمانون کے خیمے کے
گرد ہین فوراً اوسنے اپنی فوج کو حکم دیا کہ ان نالائقون پر حملہ کرکے اونکو منتشر کردو یہ حکم سنکر
مغل بہاگ کہڑے ہوئے۔ سراپردے مین ہو کر کہانڈے راو نے دیکھا کہ محمود خان
و حافظ رحمت خان مسلح بہ ارادہ مقابلہ کہڑے ہین۔ کہانڈے راو کو دیکھکر محمود خان نے
مسکرا کر کہا کہ مین خدا سے دعا مانگتا تھا کہ ہم کسی صورت سے وزیر تک پہونچ جاوین خدا نے
میری دعا قبول کی اب تم اپنے بہادر سپاہی میرے تابع کردو تاکہ وزیر کو اون کے فریب کا مزہ
چکہا دون کہانڈے راو نے جواب دیا کہ جب وزیر فقط اپنی بہروسے پر رہ جاینگے تو وہ آپ
اپنے کئے کی سزا پاینگے۔ اب تم کو لازم ہی کہ فوراً یہان سی نکل چلو وہ سب سوار ہو کر چلے اور مرہٹون
کے لشکر کو بائین جانب چہوڑکر دامن کوہ کی طرف روانہ ہوئے جب وہ پٹھانون کے کیمپ
قریب پہنچ گئے کہانڈے راو نے آکر اپنے باپ سے مفصل حال کہا کہانڈے راو کے
واپس آنے کے بعد ملہار راو اور آپا سیندہیا وزیر کے پاس گئے اور کہا جب تمکو دغا منظور ہی
تو ہم کو درمیان مین ڈالنے کی کیا ضرورت تھی اور کسی قدر سخت کلامی سی گفتگو کی وزیر نے
نرمی سے جواب دیا کہ تمہارا کیا خیال ہی کہ بغیر دریافت حال اس قدر سختی سے بات چیت
کرتے ہو۔ جو اصل حال ہی وہ علی قلی خان سے جو نواب احمد خان کا بڑا دوست ہی دریافت
کرنے سے بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ جب علی قلی خان وہان آیا وزیر نے اوس سی کہا کہ

اونکی کیفیت مفصل بیان کرو اونے کہا کہ اس خیال سے کہ وزیر کے سپاہیون کو افغانونسے عداوت قلبی ہے مبادا وہ اونکو کچھہ ضرر پہنچاوین اسلئے مینے وزیر سے مشورہ لیکر ایک ہزار مغل سوارون کا پہرہ مہمانون کے تینون کیمپ کے گرد کردیا تھا -

وزیر کے حکم سے افغانون کے لشکر مین محبوب عالم کی سازش اور اوس کا کھل جانا

جب صلحنامے کی اول کوشش مین ناکامیابی ہوئی - تب دوسری تدبیر کی گئی ایک شخص شمس آباد کا رہنے والا محبوب عالم نام بڑا ذی علم اور عقیل تھا یہ میر قدرت علی کی سفارش سے وزیر کے یہان نوکر ہوگیا تھا اوسکی ذہانت کی وجہ سے وزیر اوسکی صلاح کی بڑی قدر کرتے تھے - ایک روز وزیر نے اوس سے کہا کہ مینے افغانون کے زیر کرنے کی بہت کوشش کی مگر کلام مجید کا مضمون اس موقع پر راست آتا ہے کہ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ تم عقیل آدمی ہو بتلاؤ کیا تدبیر ہے جس سے مین اپنے دشمن پر کامیاب ہوسکون سید نے جواب دیا کہ اس ہیچ اندیش کے ذہن مین ایک تدبیر ہے مگر چونکہ کمترین ملازمان قدیم مین سے نہین ہے نیز اس خیال سے کہ شاید غلامان حضور کے پسند خاطر نہ آئے معرض عرض مین نہ لایا - وزیر نے جواب دیا کہ ملازمان قدیم سے زیادہ مجھکو تمپر اعتبار ہے - جو کچھہ خیال تمھارے دلمین ہو بلا تکلف بے خطر بیان کرو تب سید مذکور نے دریافت کیا کہ آیا حضور کا منشا فقط احمد خان کے قتل یا گرفتاری کا ہے - یا کل قوم افغانان کا قلع و قمع ملحوظ خاطر ہے - وزیر نے کہا کہ دشمن میرا احمد خان ہے - مگر چونکہ دوسرے بھی اوسکے شریک ہین اسلئے مجھے تمام قوم افغانان کا استیصال کرنا پڑا تب اوسنے پوچھا اگر وہ سرسے پٹھان احمد خان کو چھوڑکر حضور کے روبرو حاضر ہون تو اونکے واسطے کیا تجویز ہوگا - اونہون نے کہا اونکی مرتبہ وعزت کے مطابق اونکے ساتھہ سلوک کیا جائیگا جو ذی رتبہ ہین اون کو منصب و جاگیر ہوگی اور باقی داخل لشکر کئے جائینگے تب سید نے عرض کیا کہ اگر حضور کی ایسی تجویز ہے تو کمترین کی گذارش یہ ہے کہ ہر ایک شخص کے نام ایک ایک پروانہ بدستخط و مہر خاص لکھوا دیجئے - اور یہ پروانے مجھے عنایت ہون اور ساتھہ اسکے ایک حکم بھی جیسا مناسب رائے عالی ہو مجھے ملے وزیر نے سید

منور کو حکم دیا کہ ہمارے منشی کے پاس ہمارا حکم لیجاؤ کہ حسب تجویز سید محبوب عالم پروانے تیار کرے
اور جب سب تیار ہو چکیں سید موصوف کے حوالے کرے میر قدرت علی و سید محبوب عالم رخصت
ہو کر منشی کے پاس آئے جب یہ پروانے تیار ہو چکے وزیر کی خدمت میں بغرض منظوری پیش
ہوئے۔ اور بعد ازاں میر قدرت علی کے خیمے میں محبوب عالم کے حوالے کئے گئے۔
ایک شخص حسام الدین نامی گوالیار کا رہنے والا احمد خان کی رفاقت میں تھا۔ اس کا مکان
شہر گوالیار کے باہر غوث پورہ میں تھا۔ اس کے دادا ابو الحسن حضرت محمد غوث
گوالیاری کے ہمشیرہ زادے اور داماد تھے۔ اس حسام الدین کے ایک چچا کا بیٹا میر
معز الدین نامی ولد شاہ مظہر الدین گوالیاری بادشاہ کا نوکر اور آصف وزیر کے لشکر
میں حاضر تھا۔ میر قدرت علی اوس پر بہت اعتماد رکھتا تھا اور اوس کی بڑی خاطر کرتا تھا۔
سبب اس کا یہ تھا کہ میر قدرت علی شیخ حسن دانشمند واسی پوری کی اولاد سے تھا اور سید
حسن دانشمند میر حمید الدین کا خلیفہ تھا جو محمد غوث گوالیاری کے نامی شیخ ہوئے۔ اتفاقاً میر
معز الدین قدرت علی کے خیمے میں آیا اور میر محبوب عالم اور معز الدین سے میر قدرت علی کے توسط
دوستی پیدا ہو گئی۔ عین گفتگو میں محبوب عالم کو یہ معلوم ہوا کہ معز الدین حسام الدین کا چچا زاد
بھائی ہے۔ اور نہایت دوست بھی ہے۔ محبوب عالم نے معز الدین سے کہا کہ تم حسام الدین کو
لکھ بھیجو کہ تم نے احمد خان کی نوکری میں اختیار کی ہے۔ وہ تھوڑے سے عرصے میں یا تو قتل
ہو جاوے گا یا گرفتار ہو گا۔ لہذا مصلحت یہی ہے کہ فوراً وہاں سے یہاں چلے آؤ۔ اور کل اسباب
اپنا وہیں چھوڑ دو یہاں بہت کچھ ہو رہیگا۔ جسوقت تم یہاں پہنچو گے اوس وقت وزیر سے ملاقات
ہو جاوے گی۔ اور تم کو جاگیر و منصب حاصل ہو گا۔ میر معز الدین نے اس مضمون کا خط لکھ کر
محبوب عالم کے حوالے کیا۔ اور محبوب عالم نے بھی جتنے اوسکے دوست و آشنا شمشیر خان کے
ساتھ تھے اون سب کے نام چٹھیاں لکھیں اونکا مضمون یہ تھا کہ ہمنے وزیر سے تمہاری سفارش
کی ہے اور وزیر نے فرمایا ہے کہ سب کو موافق مرتبے کے نوکری و منصب عطا ہو گا اور یہی
مضبوطی کے واسطے شقہ وزیر کا مہری لکھوا لیا ہے۔ لہذا تم کو لازم ہے کہ فوراً وہاں سے چلے آؤ۔
سب پروانے اور اپنی خطوط اکٹھا رکھ کر وزیر کے ایک قاصد کے ہاتھ اپنے خاص نوکر بھائی خان
کے ساتھ احمد خان کے لشکر کو روانہ کئے۔ سیدا خان خنگ و محبوب عالم دونوں شمشیر خان
پٹھان کے پاس نوکر تھے۔ اور یکجائی کے سبب دونوں میں بڑی دوستی ہو گئی تھی۔ گویا

ایک جان دو قالب تھے اور اس بھروسے پر محبوب عالم نے اسقدر جسارت کی تھی بھائی خان
خدمتگار صاحبداد خان کے خیمے پر پہونچا - اور کل خطوط و پروانجات اوس کے حوالے
کیے - اور وہان سے حسام الدین کے خیمے کیطرف چلا اور پہنچکر عزالدین کا خط حسام الدین
کو دیا اور جواب مانگا - حسام الدین نے کہا کہ اوس خط کو پڑہا - اور حسب ذیل جواب دیا - آپ
یہ خیال فرماتے ہین کہ مین نواب احمد خان کی ملازمت سے خوف زدہ ہون یہ تصور
آپ اپنے دل سے دور کرین - نواب احمد خان کے پاس کم و بیش ایک لاکھ جوان ہین اور یہ سب
کے سب بڑے بہادر کیفیت جو ہر ہین لڑنے اور جان دینے پر تیار ہیں - بلکہ جان سے ہاتھ
دھوئے بیٹھے ہین - اور اسپر کمربستہ ہین کہ یا تو فتح حاصل کرین - یا میدان مین مرین
آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو شخص مرنے پر آمادہ ہو اوسکا مارنا آسان نہین ہے ؎

ہر کہ دست خویشتن از جان بشست ÷ خود بماند و دشمن خود را بکشت
بعرہ می یابد نجات از دست تو ÷ زندہا او را نماید حملہ بست ؛

و یا بالفرض یہ بھی تسلیم کیا جائے کہ وزیر تھوڑے عرصے مین احمد خان پر غالب آکر اوسکو
اسیر یا قتل کرینگے - لیکن آپسے پوچھتا ہون کہ اگر وزیر احمد خان کے ہاتھون سے خوف مین ہوتے
اور مین تمکو لکھتا کہ تم وزیر کو چھوڑکر ہماری طرف آکر اپنی جان بچاؤ تو کیا آپ کی حمیت اس بات کو
قبول کرتی کہ باوجود سردار و سید ہونے کے جان بچاکر آبرو خاک مین ملا دیتے - مین سمجھتا
ہون کہ آپ وزیر کا ساتھ چھوڑنا پسند نہ کرتے ہرچہ بر خود نمی پسندی بر دیگرے مپسند ؛
مجھے آپ معاف رکھیے کہ ایسی نادانی کی تحریر مین منظور نہین کرسکتا ہون یہ جواب بھائی خان
کے حوالے ہوا - اور وہ لیکر صاحبداد خان کے خیمے مین آیا اور اوس نے بھی جواب خط کا
دیا - اور تحریر کیا کہ مینے تمہارے پروانے اور خطوط تقسیم کردیے - جو کچھ اوس کا نتیجہ ہوگا
اوس سے بعد ازان اطلاع دیجائے گی مین قاصد کو نہین رکھ سکتا ہون کہ اس مین خود
آفت مین پڑجاونگا - لہذا قاصد کو واپس بھیجتا ہون قاصد یہ دونون خطوط لیکر اپنے لشکر
کی طرف واپس روانہ ہوا - روہیلہ چور اور لٹیرے جو نواب سعد اللہ خان اور نواب احمد خان
کے لشکر کو دق کیا کرتے تھے - دزدی و رہزنی مین طاق تھے - اب اوہنون نے یہ اختیار
کیا تھا کہ توپخانے کی داہنی جانب پوشیدہ رہتے تھے - جب رات ہوتی وزیر کے لشکر
مین جاتے - اور گھوڑا اور اونٹ اور سامان جو کچھ ملتا لوٹ لاتے - اور اوس کو

بجگہ پھر اپنے مقام مسہور مین مخفی جا بیٹھتے تھے ۔ اتفاقاً یہ قاصد اونکی قریب سے ہوکر گذرا اور اونھون نے اوسکو گرفتار کرلیا ۔ اور نواب احمد خان سکے روبرو لائے ۔ نواب نے قاصد کو سامنے بولاکر پوچھا تم کسغرض سے لشکر مین آئے تھے اوس نے جان کے خوف سے کل حال بیان کردیا او دونون خط جو اوسکی پاس تھے حوالے کئے جب نواب احمد خان سنے اون خطونکو دیکھا اوس ستے حسام الدین کوطلب کیا حسام الدین کو خبر پہونچ چکی تھی کہ قاصد کو افغانون نے گرفتار کیا ہے ۔ اور نواب کے روبرو لائے ہین جب حسام الدین روبرو نواب سکے آیا نواب نے اوس سے مخاطب ہوکر پوچھا یہ معزالدین کون شخص ہے جس سے تم خط کتابت رکھتے ہو ۔ اوس سنے جواب دیا حضور میرا بھائی ہے بت نواب نے پوچھا کہ اوس نے کیا لکھا تھا ۔ حسام الدین نے جواب دیا جو کچھ تحریر کیا تھا حضور کے روبرو ہے ۔ اوسکے اعادے کی ضرورت نہین ہے ۔ رستم خان بنگش و حاجی سرفراز خان و مستجاب خان اوسوقت حاضر تھے ۔ اونکی طرف متوجہ ہوکر احمد خان نے کہا کہ یہ حسام الدین بڑا عالی نسب ہے ۔ اسنے حق نمک جواب ادا کیا ۔ دیکھو اسنے کیا جواب اپنے بھائی کو لکھا ہے تبا محمد نے وہ خط بہ آواز بلند پڑھکر سنایا ۔ اوںھون نے سنکر حسام الدین کی بڑی تحسین و آفرین کی ۔ نواب احمد خان سنے حسام الدین کی طرف پھر کر کہا کہ جو کچھ تمسے مجھے امید تھی وہی تمنے کیا انشاءاللہ بہت جلد وہ وقت آئے گا کہ مین تمھین اس صداقت شعاری کا عوض دونگا بعد ازان حافظ رحمت خان و ملا سردار خان و دوندی خان و فتح خان و سید احمد کو بلاکر نواب نے تمام حال کہا سید احمد نے عرض کیا کہ میرے ماتحت کے لوگ دامن کوہ سے لیکر بیلی بھیت تک متعین ہین مین اونکو حکم بھیجدونگا کہ اگر کوئی مہاجن بہ ارادہ گریز لشکر سے نکلے اوس کو فوراً قتل کر ڈالو ۔ اور اوس کا اسباب ضبط کرلو ۔ اب یہ تمام روہیلہ سردار رخصت ہوے اور احمد خان سے حاجی سرفراز خان کو حکم دیا کہ قاصد کو لشکر سے نکالدو فوراً اس حکم کی تعمیل ہوئی ۔

تجدید شرایط عہدنامہ و تکمیل صلح

فرح بخش مین لکھا ہے کہ وزیر کے لشکر سے محصورین کو کوئی نقصان نہ پہونچ سکتا تھا ۔ بلکہ محاصرین وقت مین آگئے تھے ۔ کیونکہ نہ اونکو چارہ مل سکتا تھا ۔ اور نہ غلہ آسانی سے میسر آتا تھا ۔ نمک تمباکو ۔ اور چراغ کا تیل کبریت احمر کے حکم مین تھا ۔ روہیلے کہ پہاڑی آدمی تھے ۔ اور پیادہ چلنے کے عادی تھے پہاڑ و نہر جاکے غلہ لاسکتے اور آرام سے کھاتے

کاٹنا شروع کرایا جس سے بہت سے درخت

ملکہ تجارت بھی کرتے اور کبھی جنگل کے درختوں کی آڑ پکڑ کر مخالف پر بارڑھ بھی مارجاتی تھے
صفدر جنگ نے سپردارون اور بیلدارون کو حکم دیا کہ جنگل کے درختونکو کٹ کر گرپڑے
تو اور راستہ بند ہونے لگا۔ اور پہلے سے زیادہ روہیلون کو آڑ ہوگئی اور اونکے لئے قلعہ بندی
مورچہ تیار ہونے لگا۔ محاصرے کی مدت کو تین ماہ کا طول ہوگیا۔ صفدر جنگ بھی طول
محاصرہ اور مرہٹونکی دست درازی سے ملول ہوگئی۔ اور اسی زمانے مین کہ ۱۱۶۵ سنہ ہجری تھے
احمد شاہ درانی نے دوبارہ ہندوستان پر چڑھائی کی اور پنجاب پر پوری قابض ہوگئی۔ مغرب کے
بعض راجون نے ملہار راؤ اور آپا سیندہیا کو لکھا کہ احمد شاہ درانی قوم افاغنہ کی مدد کو آتے ہین
اونہون نے دریائے سندھ کو عبور کیا ہی۔ اور بسرعت یلغار بڑھتے آتے ہین۔ اس خبر نے مرہٹون
کو بڑے تردد مین ڈالا اور وہ سب مشورے کے واسطے جمع ہوئے اور متفق الرای ہوکر وزیر کے پاس گئی
اور اونکو ملامت کرکے کہا کہ تمنے احمد شاہ درانی کی آمد ہم سے ذکر نکی اور اس خبر کو ہم سے مخفی
رکھا اور اونہون نے یہ بھی کہا کہ یہ تو بخوبی معلوم ہوچکا ہی کہ ہماری اور تمہاری سپاہ نے مہم
کی صعوبت دیکھکر دل ہار دیا ہے اور عاجز ہوگئی ہین۔ سوا اسکے پہاڑکے پانی نے اونمین
ایسا اثر پیدا کر دیا ہی کہ وہ اکثر جنگی مقامات سے ہلاک ہوتے ہین۔ چونکہ جان ہر شخص کو عزیز ہی
اس سبب سے اون مین بڑا خوف پھیل رہا ہے۔ اب جو وہ احمد شاہ درانی کی آمد سنینگے اور
پریشان ہونگی۔ اور بھاگنا شروع کردینگے۔ اب وزیر کا کام یہ ہی کہ اس امر کا انصاف کرین۔ ہمارا کام
فقط مان لینا ہی۔ وزیر دریائے حیرت مین ڈوب گئی۔ کیونکہ وہ ایسی خطرناک موقع پر حملہ کرنے سے معذور
تھے۔ اسواسطے صلح کیطرف مائل ہوئے۔ اور بڑی غور و تامل کے بعد اونہون نے کہا کہ مینے
اس کا تصفیہ تمہاری رائے پر چھوڑا جو تمہاری رائے مین آئے سو کرو مرہٹون نے کہا کہ اب
صلح اور امان مین کرنا چاہیے اور علی قلی خان کو افاغنہ کے لشکر مین بھیجنا چاہیے کہ وہ جاکر کہی
کہ وزیر بتعمیل حکم بادشاہ جنگ سے دست بردار ہوئے ہین تمکو بھی لازم ہی کہ صلح کرلو احمد خان
کو کل ملک روہیلکھنڈ اوس کا دیا جاتا ہی اس شرط سے کہ اس کی عوض وہ تیس لاکھ روپیہ
بطور نذرانے کے داخل کرے۔ اور جب تک یہ روپیہ ادا نہو نصف ملک مکفول رہے یہ شرائط
وزیر نے منظور کین۔ اور مرہٹون سے کہا کہ کوئی معتمد آدمی علی قلی خان کے ساتھ ہو ملہار راؤ اور
آپا سیندہیا نے اپنے دیوان تانتیا گنگا دھر کو منتخب کیا۔ اور دونون ایلچی روانہ ہوئے
وزیر سے پوشیدہ ملہار راؤ اور آپا سیندہیا نے تانتیا سے یہ کہدیا کہ تم احمد خان سے

موقع مناسب ہے ہماری طرف سے کہدینا کہ جو جو شرائط علی قلی خان پیش کرے تم طیار دو کد منظور
کرلینا کیونکہ اس وقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اور ہم تمہارے بہر حال خیر خواہ ہیں اور اپنے
بیٹے کو ہماری ذمہ داری پر دیدو کے لشکر میں بھیجدو یہ دونوں بھائیوں کے لشکر میں پہونچے علی
قلی خان نے کہا کہ ہم دونوں ایک ساتھ ملاقات کریں۔ مگر گنگا دہر نے کہا کہ تم آج ملاقات
کرلو میں کل جاؤنگا۔ علی قلی خان احمد خان کے پاس گیا اور اوسکی باتوں کے بعد معاملے
کی گفتگو شروع ہوئی۔ علی قلی خان نے پیغام بیان کیا اور کہا کہ مرہٹوں کا وکیل گنگا دہر کل
حاضر ہوگا تانتیا دوسرے روز نواب احمد خان کے پاس گیا اور رد و کہلہ سردار طلب ہو کر ملا سردار خان
کی یہ رائے ہوئی کہ معاملہ ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کی رائے پر چھوڑنا چاہیے امیر احمد خان
راضی ہوا اور علی قلی خان اور تانتیا کو بلا بھیجا اور اونسے کہا کہ ہم ملہار راؤ اور آپا سیندھیا کو رضامند
رکھنے کے واسطے اپنا نصف ملک تا ادای نذرانہ شاہی مکفول کرتے ہیں۔ اور شرائط مجوزہ سرداران
مرہٹہ کی قبولیت کا خط تحریر کردیا یہ خط تانتیا کے حوالہ کیا ایک نقل ہے کہ شرائط نامے کے دو نسخے
کی گئی تھیں جنکو احمد خان اور مرہٹوں نے باہم تبدیل کر لیا۔ معافی نواب احمد خان کے
بیٹے محمود خان کے نام سے تھی اور اقرار یہ تہا کہ جب تک خاندان بنگش کا ایک غلام تک بھی باقی
رہیگا ان سب محال میں مرہٹوں کی جانب سے کسی نوع کی دست اندازی نہوگی اور محمود خان اور
حافظ رحمت خان مرہٹوں کے لشکر کو روانہ ہوئے اور جب اونکے لشکر کے قریب پہنچے ملہار راؤ اور
آپا سیندھیا سوار ہو کر تہوڑی دور گئے اور محمود خان اور حافظ رحمت خان کو ذریعے ملاقات
کرائی اور شرائط صلح کی تکمیل ہوگئی۔ یہ بیان آردون صاحب کی تاریخ کے مطابق ہے۔ پس
عالم شاہی کے دولت کا یہ کہنا کہ مرہٹے معاملے کا یکسو ہونا نہیں چاہتے تھے۔ تا کہ ان ملکوں
میں ہم اسے اور مداخلت حاصل ہونے کا ذریعہ باقی رہے درست نہیں معلوم ہوتا۔ اور فرخ بخش
میں لکھا ہے کہ جب صفدر جنگ سے صلح کے لئے افغانوں کے پاس وکیل بھیجے تو حافظ رحمت خان نے
سید احمد عرف شاہ جی میاں والد سید معصوم کو جو بڑے نیک خصلت اور عقل و دانش میں
ارسطوے زمانہ اور تہور و مردانگی میں یگانہ اور افاغنہ کے پیرزادے تھے اور حضرت سید علی
جابائکی اولاد میں تھے جو سادات عرفند میں سے ہیں۔ اور بریلی کے نو محلے والے سیدوں
کے مورث اعلے ہیں صفدر جنگ کے پاس بھیجا اور اس بات پر صلح ہوگئی۔ کہ احمد خان پچاس
لاکھ روپیہ بابت خرچہ جنگ کے دیا جائے احمد خان نے اوسکی ادای کے واسطے ایک

تمسک لکھدیا صفدر جنگ نے وہ تمسک معوض اوس روپیہ کے مرہٹون کے حوالہ کردیا جو اونکو
اس فوجکشی اور امداد کے عوض مین دینا ٹھیرا تھا اور عماد السعادت مین بیان کیا ہے کہ ملہار راو
خود نواب احمد خان کے پاس گیا تھا اوسنے احمد خان سے کہا کہ مین تمھارے خیمے مین بیٹھا جاتا
ہون تم بے اندیشہ وزیر کے پاس چلے جاؤ ۔ احمد خان نے کہا کہ یہ صلاح و مشورہ طفلانہ ہے
مجھے پسند نہین ۔ کیونکہ ہندوستان مین وزیر کے قوی دو ہی دشمن ہین ایک پٹھان دوسرے
مرہٹے جب کہ مین وہان جاؤنگا اور وزیر نے مجھکو مروا ڈالا تو تم کہان ڈہے راوسے دست بردار
ہو جاؤ انتہا یہ ہے کہ میرے تمھارے دو قطرے سے ضایع ہو جاینگے مین اور تم دونون تو زندہ رہینگے
ملہار راو نے یہ صلاح پسند کی اور اپنے بیٹے کہانڈے راو کو احمد خان کے خیمے مین بٹھا کر محمود خان
کو وزیر کی پاس بھیجدیا میرے نزدیک اس واقعہ کے متعلق آخر الذکر صاحب کا بیان زیادہ قابل
لحاظ ہے اسلیے کہ اونھون نے حسام الدین کی تاریخ سے لیا ہے اور وہ محاصرہ آنولہ و جنگ
روہیلکھنڈ و محاصرہ کماؤن کے موقعون پر احمد خان کے ساتھ موجود تھا اور اوس نے حالات بہت
مفصل اور عجیب اور چشم دید لکھے ہین ۔ سیر المتاخرین مین ذکر کیا ہے کہ نواب علی محمد خان روہیلہ
کے محالات بطور مالگذاری کے اونکی اولاد کو دیے گئے ۔ اور روہیلکھنڈ گزیٹیر مین بیان کیا ہے
کہ اس عہدنامے پر صلح کی گئی کہ روہیلون کی جانب سے پچاس لاکھ روپیہ ہرجہ جنگ کے
ادا کیے جاوین ۔ اور پانچ لاکھ روپیہ سالانہ خراج کے بدلے فیل و قال داخل کرنے ہونگے ۔ اس عہدنامے
پر حافظ رحمت خان بخشی و دوسرے رئیسون کے دستخط کیے اور عہدنامہ مکمل ہو کر مرہٹون کے
سپرد کیا گیا کیونکہ صفدر جنگ نے ہنگام فوجکشی اتنے روپیون کے دینے کا اونسے وعدہ کیا تھا
مرہٹون کو یہ سند دیکر اقرار لیا گیا کہ ہنگام ضرورت بھر مدد دینا پڑے گی ۔ مگر وہ اس بار
ایسے کندرا سے ہوتے معلوم ہوتے تھے کہ شاید دوبارہ روہیلکھنڈ کی جانب منہ نہ کرین عہدنامہ
چلکا کے مرتب ہو جانے کے بعد صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان سے ایک اقرارنامہ اس
مضمون کا لکھوایا کہ حافظ رحمت خان اور اونکے جانشین کبھی کسی وقت مین پرگنہ پورا و پیبہ
پر قبضہ نہ کرنے پاوین اس عہدنامے پر دستخط ہو لینے کے بعد حافظ رحمت خان اور
محمود خان پٹھانون کے مورچونکو واپس آئے اور صفدر جنگ کا مہری عہدنامہ لوگون کو دکھایا ۔
دوسرے روز حافظ صاحب صفدر جنگ کے پاس گئے ۔ اور اونسے کہا کہ اب یہان سے

نوٹ آیا تو کھانڈے راو تمہارے پاس پہونچ جاینگا اور اگر وزیر نے محمود خان کو قید کردیا یا مار ڈالا

کوچ کرنا چاہیے اونہون نے جواب دیا کہ ہم کل صبح کو یہان سی روانہ ہونگے اور تم کو
اپنے ساتھ شاہجہانپور تک لیجائینگے اور کہا کہ احمد خان اور روہیلون سی کہدو کہ وہ ہمارے
لشکر کے کوچ سے دو دن بعد اپنے وطن کو روانہ ہون حافظ صاحب روہیلون کو مطمئن کر کے
دوسرے دن صبح کو چار سو جوانونکے ساتھ صفدر جنگ کے لشکر مین آگئے - اوسی دن صفدر
جنگ کا کوچ شروع ہوا اور بعد چند روز کے وہ دریاے گنگا کے راستے پر پہونچے اور
یہان اونہون نے ملہار راو اور آپا سیندھیا کو قنوج جانے کا حکم دیا - خود محمود خان اور حافظ
رحمت خان کو لئے ہوے لکھنو کی طرف روانہ ہوے انسے صفدر جنگ نے کہا کہ جب علیہ
کی تکمیل ہوجائے گی مین تمکو رخصت کرونگا موجب حکم کے سرہٹے دریاے گنگا کو عبور کر کے
قنوج مین مقیم ہوے - لیکن گنگا دہرے دسہزار سوار کی محمود خان کے ساتھ - وزیر کی روانگی کے
دو روز بعد نواب احمد خان اور نواب سعد اللہ خان دامن کوہ سی نکل کر اوس مقام پر خیمہ زن ہوے
جہان وزیر کی فوج قایم تھی اور منزل منزل کوچ کر کے آنولے مین پہنچے - احمد خان چند روز یہان
مقام کر کے فرخ آباد کو چلا گیا - صفدر جنگ نے راہ مین حافظ صاحب کی بہت خاطر کی دونون
وقت انکو دعوت بہیجتے اور اکثر اپنے دسترخوان پر بھی شریک طعام کرتے اور کہتے تھے کہ مین نے
افغانستانیون مین ایسا لایق آدمی کبھی نہین دیکھا - جب شاہجہانپور پہونچے تو صفدر جنگ سے
حافظ صاحب نے رخصت چاہی کہا ابھی ٹہیرو - اور شاہجہانپور سی آگے کو روانہ ہوے -
اور وزیر صفدر جنگ زیادہ مہربانی کرنے لگے اور راستے مین انکو برادر کے لفظ کے ساتھ
مخاطب کرتے - اور بعد اس کے جب کبھی حافظ صاحب کو خط لکھتے اوس مین یہی لفظ لکھتے تو نواب
مین پہونچکر وزیر نے حافظ صاحب اور محمود خان کو رخصت کیا محمود خان کو خلعت ہفت پارچہ عنایت
کیا بعد ازان اوس کے والد کا ملک بحال کر دیا - اور اوس کو قایم جنگ کا خطاب بھی دیا اور
حافظ رحمت خان کو بھی خلعت دیا جس کے ساتھ مین مالای مروارید اور جیغہ اور سرپیچ
مرصع اور شمشیر اور سپر اور گھوڑا زیور نقرئی کے ساتھ اور فیل سامان نقرئی اور زنانہ تحفے کی جہول کے
ساتھ تھے محمود خان اور حافظ رحمت خان کو خلعت دینے کے بعد وزیر نے تاکید کی سند اس بات
کی دی کہ تا ادای نذرانہ شاہی نواب احمد خان کے نصف ملک پر قبضہ کریے - کیونکہ صفدر جنگ مرہٹون
کے تیس لاکہہ روپئے کے مقروض تھے - اور بعض کہتے ہین کہ اسی لاکہہ روپئے کے اور یہ قرضہ بابت
اوس نوکری کے تھا جو اونہون نے اس زمانے مین کی تھی بار اس قرضہ کا احمد خان کے دوش پر

پر ڈالاگیا اور ادسکی اداکی ضمانت کے واسطے مجملہ ۲۳ محال کے ملک فرخ آباد کے ساڑھے سولہ محال مرہٹون کے قبضے مین کردئے گئے صفدر جنگ کو بجز اس خوشی کے کہ اپنی دشمن کو تباہ کیا ہی اور کچھ حاصل ہوا۔ محمود خان وتا انتبا رخصت ہوکر جانب فرخ آباد روانہ ہوئے۔ اور حافظ رحمت خان بھی آنولے کو چلے گئے عماد السعادت مین لکھا ہی کہ پٹھانونکے ممالک کی لوٹ سی مرہٹونکے ہاتھ دو کرور روپئے لگے تھے اور کرور روپئے وزیر سی بابت مدد دہی جو طے ہوئے تھے وہ ملے اور پچاس لاکھ روپئے وزیر نے انعام کے دئے اور پچاس لاکھ روپئے پٹھانونسے اینٹھے ۔

صفدر جنگ کا جاوید خان خواجہ سرا کے ساتھ دغا کرکے قتل کروانا

سیر المتاخرین اور خزانہ عامرہ وغیرہ مین لکھا ہے کہ احمد شاہ بادشاہ دہلی کو شاہ درانی کے حملے نے ہلا دیا امراے حضور نے صفدر جنگ کو کہ اپنی صوبہ اودھ مین تھے۔ نہایت الحاح سی متواتر تحریر کیا کہ لشکر جرار و ہلکر اور سیندھیا کی فوج کو ساتھ لیکر بہت جلد شاہجہان آباد مین آجاوین اور دشمن کی مدافعت مین کوشش کرین۔ وزیر لکھنؤ سی قنوج آئے اور وہانسی مرہٹون کو بہت سے روپئے کے وعدے پر ہمراہ لیکر براہ آمادہ دہلی کیطرف روانہ ہوئے۔ مگر وہ ابھی دہلی نہ پہنچے تھے کہ احمد شاہ درانی پنجاب پر پورے قابض ہوگئے۔ اور اونہون نے ایک ایلچی اس غرض سی روانہ کیا کہ شاہ ہندوستان سی اس صوبے کو حسب ضابطہ حاصل کرین احمد شاہ درانی کی درخواست اوس نقصان کے خوف سے فی الفور منظور ہوگئی جس کو نادرشاہ کے ہاتھون سی اوٹھایا تھا اور ابتک اوسکی یاد باقی تھی اور جبکہ صفدر جنگ مرہٹون کو لیکر ماہ رجب ۱۱۶۵ ہجری مین دہلی پہنچے تو اونھون نے اس انتظام یعنی پنجاب کی تفویض کو کالعدم پایا اونھون نے پنجاب کی تفویض کو اپنی سبکی بات کا بہانہ ٹھہرایا جسکو بادشاہ کی بڑی بے عزتی کا باعث بتایا تھا۔ اور حقیقت مین ناراضگی کے اسباب اور اور وجوہ تھے چنانچہ اونمین سی بڑی وجہ یہ تھی کہ جب وہ روہیلکھنڈ مین گئے تھے تو اون کا رعب وداب محل دربار مین جاوید خان نامی خواجہ سرا مخاطب بہ نواب بہادر کو حاصل ہوا تھا جسپر احمد شاہ اور اونکی ماں دونون نہایت مہربان تھے۔ صفدر جنگ سے آزردہ ہوکر کہلا بھیجا کہ ہم لشکر کو بموجب لکھا لے

لکھے کے بہت سی روپیونکی وعدے برہمراہ لائے ہین اب اوس کا تقاضا ہے یکہکر
کثرت بیدماغی سے شہر مین بہی نہ گھسی شہر کے باہر جمنا کے کنارے قیام گزین ہوے ۔ سنہ ۱۱۶۴
امیر الامرا نواب غازی الدین خان فیروز جنگ خلف کلان نظام الملک آصفجاہ ۷ المحرم
ہجری کو ناصر جنگ کے مارے جانے کی وجہ سی صوبہ دکن کی خدمت و سند کا مستدعی تہا
اور امراے حضور بدون پیشکش کے منظور نہ کرتے تھے ۔ اب اس وقت مین اوس نے موقع
پاکر بادشاہ و امرا سے عرض کیا کہ اگر بلا پیشکش دکن کی صوبہ داری سند ی کو عنایت ہو ۔
جسطرح سے ہو سکیگا ملہر کو راضی کرلونگا بادشاہ و امرا نے بڑی خوشی سے قبول کیا ۔ او صوبہ داری
دکن کی سند لکھدی ۔ فیروز جنگ اپنے بیٹے شہاب الدین خان کو جو عماد الملک کے نام سے
مشہور ہوا اور اس وقت اوسکی عمر سولہا سال کی تھی لیکر صفدر جنگ کے پاس آیا اور اونکی
سپرد کر کے ماہ شعبان سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین خود دکن کو چلا گیا ملہر کو ساتھ لیگیا بعد جانے
فیروز اور ملہر کے وزیر الممالک عشرہ رمضان سنہ مذکور کو داخل شہر ہوئے ۔
صفدر جنگ نواب بہادر جاوید خان کے اقتدار سی نہایت آزردہ تھے خاصکر اپنی آزردگی کا
یہ بہانہ قایم کیا تہا کہ اس شخص نے ابدالی سی صلح کرلی اور بادشاہ سی لاہور و ملتان اوسکو دلادیا
اور منجملہ وجوہ کشیدگی کے ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بادشاہ نے نواب بہادر اور اپنی والدہ کی
ترغیب سے اپنے ماموں مان خان تواں کو سش ہزاری[عہ] منصب اور معتقد الدولہ بہادر خطاب
عطا کیا اور اسباب امارت عمدۃ الملک کی حویلی سے مرحمت کیا اوسنے اس عروج کو پہونچکر
امرا کی ہمسری شروع کی وزیر الممالک اس بات سی نہایت دلتنگ ہوے ۔ اور نواب بہادر
کی طرف سے دل مین بہت بغض رکھنے لگے گو ظاہر مین اوسکی خاطر کرتے تھے ۔ نواب بہادر
امورات سلطنت پہ بالکل مسلط تھا بادشاہ کے زبانی احکام وہی جاری کرتا تھا ۔ انہین
دنون عبد المجید خان مجد الدولہ دیوان خالصہ مرگیا ۔ نواب بہادر نے چاہا کہ اوس کا مال
و اسباب ضبط سرکار ہو جاوے وزیر کی مرضی تھی کہ اس بارے مین معافی کا حکم جاری ہو اس
معاملے مین گفتگو نے بہت طول پکڑا اور اوس کا گھر ضبط ہو گیا ۔ اور نفاق و غبار دونون
کے دلونمین اب بہت بڑہگیا ۔ صفدر جنگ نے جبکہ یہ سوچا کہ میری موجودگی پر بھی میری
بات نہ سنبہلی تو اونہون نے وہ بڑی طرز اختیار کی جو دلی کے گلی کوچون مین ہفت ادمام

ہوگئی یعنی اونہون نے نواب بہادر کو قتل کر لینے کی ٹھان لی ۔ تاریخ مظفری مین لکہا ہے
کہ صفدر جنگ نے اپنے اس ارادے کی تکمیل کے لئے اول سورج مل جاٹ کو بہاری فوج
کے ساتھ ممالک محروسہ کا بندوبست کرنے کے حیلے سے اپنے پاس بلایا اس غرض سے کہ اگر
کوئی بادشاہی ملازم یا نواب بہادر کا رفیق شورش کرے تو راجہ اوس کا تدارک کرے بعد اسکے
نواب بہادر کو پیام صلح و آزردگی اسکا دیکر اوس کے دل کو فی الجملہ اپنی طرف سے مطمئن کر لیا جب
اوسکو اسطرح غفلت مین ڈالدیا تو بتقریب تصفیہ دعوت کے لئے اوسکو اپنے گہر بلایا اور یہ
دعوت ۲۷ شوال[1] یوم جمعرات سنہ ۱۱۶۵ ہجری کو دارا شکوہ کی حویلی مین جسے ہیونت نامی مکان
مین ترتیب دی ہوا پہلے سے اپنے معتمدون کو اس حویلی مین احتیاطاً جا بجا متعین کر دیا اور اندر اور
باہر اپنے آدمیون کو شال بندھوا کر کہڑا کر دیا ۔ اور بڑی تیاری کی ۔ نواب بہادر نے اس
تیاری کو اپنی نہایت خاطر داری پر محمول کیا اور وقت پر جانے کو تیار ہوا بعض دوستون نے
منع کیا ۔ اوس نے کسی کا کہا نہ مانا ۔ اور بے تامل سوار ہو کر وزیر کے گہر پہنچا وزیر نے چند
قدم پیشوائی کر کے کمال گرمجوشی ظاہر کی اور پر تکلف کہانا کہلایا بعد فراغت طعام کے وزیر
اوس کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیکر امور ملکی مین مشورے کے بہانے سے خلوت مین گیا بعض نے
یہان تہ خانہ لکہا ہے جون ہی کہ پردہ اوٹھایا اور اندر قدم رکہا وزیر اول وہ حرف کنائے
کے زبان پر لایا ہے ۔ اور پہر نواب بہادر کو بادشاہی معاملات مین دخل دینے پر چند باتین سختی سے
کہہ کر ابھی پہنچنے بھی نہ تہے کہ اسے اثنا مین رفع حاجت کے بہانے سے[2] چلے گئے اوسوقت
علی بیگ خان اور دوسرے بقتل اندر آئے اور نواب بہادر کو علی بیگ خان گرجی[3] نے
جس کا خطاب شہاب جنگ ہے چہری ہی سے ہلاک کیا ۔ اور سر کاٹ کر دروازے کے باہر ڈالدیا ۔ اوسکی
سواری کی جلو کے سوار و پیادے یہ حال دیکہہ کر بہاگ گئے ۔ اور دو تین دن کے بعد اوسکی لاش
وزیر کے حکم سے متصل روضہ مقدس حضرت شاہ مردان جہان اونکی پنجہ مبارک کا نقش ہے
دفن کی گئی[4] ۔ اور فرح بخش مین لکہا ہے کہ نواب بہادر کا سر کاٹ کر دریائے جمنا مین پہینکدیا
جو حویلی کے تلے بہتا ہے ۔ مرآت آفتاب نما مین اس واقعہ کا مادہ تاریخ فساد عظیم لکہا ہے
اور ہم سابق اسی بیان کر چکے ہین کہ طبقات الشعرا مین یہ مادہ افاغنہ کی کوہ کماؤن مین پناہ
لینے کی تاریخ بتایا ہے ۔ بہر صورت دونون ایک ہی سال کے حادثے ہین اس لئے

---

۱ دیکہو مرآت آفتاب نما ۱۷ ۲ دیکہو فرح بخش ۲، ۳ دیکہو تاریخ مظفری ۲، ۴ مرآۃ آفتاب نما

فساد عظیم دونوں کی تاریخ ہو سکتا ہی۔ صفدر جنگ کے اس فعل سی بادشاہ دل میں بہت برہم ہوئے مگر بظاہر کوئی خفگی ظاہر نہ کی بلکہ زیادہ عزت کرنے لگے اور موقع کے منتظر تھے لیکن جبکہ نواب قدسیہ بیگم والدہ بادشاہ نے نواب بہادر کے قتل پر ناخوشی ظاہر کی تو صفدر جنگ نے کہلا بھیجا کہ اس معاملے میں میرا کوئی قصور نہیں حکیم عبدالشافی خان نے بادشاہ سے یہ پیام بھیج دیا تھا کہ جاوید خان کا رفع اور قتل کرنا بہتر ہے۔ اونہوں نے حکیم عبدالشافی کو علیحدہ کر دیا اور حکیم اکمل خان کو معالج قرار دیا۔

فیروز جنگ کی وفات کے بعد نواب صفدر جنگ کا اوسکے بیٹے کو امیر الامرائی کا منصب دلانا اور ضبطی سی اوسکے گھربار کو بچانا

فیروز جنگ آخر ذی القعدہ ۱۱۶۵ ہجری میں اورنگ آباد پہنچگیا اور ۷۔ ذی الحجہ سنہ مذکور کو دکن ہی میں مرگ مفاجات سی مرگیا اوسکی تابوت کو اوسکے رفقا نے دلی میں پہونچایا اور اوس کا متروکہ نقد وجنس جو کرورروپئے سے زیادہ کا سمجھا گیا تھا اوس کے بیٹے شہاب الدین خان کے حوالے کر دیا۔ شہاب الدین خان کا باپ جب سی راہی دکن ہوا تھا وہ صفدر جنگ کے حضور میں حاضر ہوا کرتا تھا۔ اور اپنی حقیقی ماموں انتظام الدولہ خان خانان سے زیادہ تعلق نہیں رکھتا تھا اس وجہ سی صفدر جنگ کے دل میں شہاب الدین خان کیطرف سے بہت گنجایش ہوگئی تھی۔ اور اوس پر نہایت مہربانی کرتے تھے۔ فیروز جنگ کے واقعہ وفات کے بعد انتظام الدولہ نے بادشاہ سی عرض کیا کہ شہاب الدین کو قید کر کے اوس کا گھر ضبط کر لیں بادشاہ بھی اس صلاح پر آمادہ ہوگئے۔ عاقبت محمود خان کشمیری شہاب الدین خان کا اتالیق جلدی سی راجہ لچھمی نراین کے پاس آیا اور بادشاہ کی ارادہ سی باغواے انتظام الدولہ واقف کیا اور صلاح دی کہ شہاب الدین کے لئے یہی بہتر ہے کہ وزیر الممالک صفدر جنگ کی خدمت میں پہنچکر تمام حال اونسی عرض کرے یقین کلی ہی کہ وہ بخوبی تدارک کرینگے میں یہاں سی دربار کو جاتا ہوں۔ تم اودھر اوسے لیکر آؤ۔ عاقبت محمود خان شہاب الدین کو ساتھ لیکر صفدر جنگ کے دربار میں گیا۔ اور لچھمی نراین بھی وہاں پہونچگیا جب شہاب یہاں آیا تو صفدر جنگ نے اپنی حاضری کو التعزیت کے لئے عذر بیان کرنا شروع کیا۔ شہاب الدین نے کہا کہ میں خود آپکے

پاس تعزیت کے لئے حاضر ہوا ہون۔ کیونکہ آپکے بہائی نے قضا کی سوا اس کے کہ میرا غمخوار
مر گیا ہے مجھے کوئی اور غم نہین۔ آپ کو خدا سلامت رکہے آپ میرے مربی موجود ہین۔ نواب کی
آنکہون سے آنسو ٹپک پڑے اور شہاب الدین کو گلے سے لگاکر تسلی کی اور فرمایا تم اطمینان سے
اپنی حویلی مین بیٹھے رہو مین تم کو شجاع الدولہ سے زیادہ سمجھونگا ایک آنکھ میری تم ہو اور دوسری
شجاع الدولہ ہے۔ یہ بات کہکر شہاب الدین کو رخصت کر دیا اور خود سوار ہوکر بادشاہ کی خدمت مین
پہنچے اور عرض کیا کہ آصف جاہ نے محمد شاہ کے عہد مین خدمات نمایان کی ہین اور فیروز جنگ
بہی ہمیشہ مراسم غلامی بجا لاتا تہا۔ اب شہاب الدین اوس کا بیٹا بہی اس بات کا امیدوار ہے
کہ اپنے باپ دادا کی طرح حضور کے سایہ مرحمت مین پرورش پاکر خدمات انجام دے۔ پس حضور
کی شان کے شایان یہ امر ہے کہ اوس کو خلعت میر بخشی گری اور خطاب امیر الامرائی مرحمت
کیا جاے۔ بادشاہ غضبناک ہوکر کہنے لگے کہ تمکو یہ نہین معلوم کہ یہ لوگ سلطنت کے مخرب ہین
اونہون نے سلطنت کے پرزے ڈہیلے کرما چاہے تہے۔ ہماری خواہش ہے کہ شجاع الدولہ
کو خلعت میر بخشی گری دیا جاے۔ تم ہمارے خیرخواہ ہوتے ہماری رضا کے خلاف یہ بات
کیون عرض کی۔ صفدر جنگ نے کہا میری کیا مجال تہی کہ حضور کی مرضی کے خلاف کوئی
بات عرض کرتا لیکن کیا کرون کہ میر شہاب الدین کا باپ دکن کی روانگی کے وقت اوس کا ہاتہ
مین دیکر روانہ ہوا تہا۔ اور فدوی نے اوسکو اپنا فرزند قرار دیا ہے مجہے یقین ہے کہ تمام تفضلات
شجاع الدولہ کے حال پر میری خاطر سے ہین اسلئے امیدوار ہون کہ میر مذکور کو بہی غلام کا فرزند
تصور کرکے خلعت میر بخشی گری عطا ہوجاے بادشاہ نے صفدر جنگ کی خاطر سے خلعت
امیر الامرائی اوسکو مرحمت کیا۔ اور تواریخ مین یہانتک مذکور ہے کہ نواب شجاع الدولہ کی مان
شہاب الدین کو گہر مین طلب کرکے اوس سے پردہ نہین کرتی تہی۔

صفدر جنگ کا انتظام الدولہ کو فریب سے قتل کرنے کی کوشش مین کامیاب ہونا بادشاہ کا صفدر جنگ سے توپخانے کی خدمت نکال لینا۔ بادشاہ او صفدر جنگ مین علانیہ مخالفت ہونا

صفدر جنگ جاوید خان کے مار ڈالنے اور فیروز جنگ کے دکن کو جانے اور دونا مبر تسلط

حاصل کرلینے کی وجہ سے دل مین بہت دغدغہ رکہتے تھے - مگر جبکہ فیروزجنگ کا انتقال ہوگیا
تو وزیر کو کوئی اکیلا اطمینان حاصل ہوا - مگر انتظام الدولہ خانخاناں خلف قمرالدین خان
وزیر محمد شاہ کو جو اقتدار دربار شاہی مین حاصل تہا وہ بھی اونکی نظرون مین کھٹکتا تھا اب صفدر
جنگ اس فکر مین پڑے کہ انتظام الدولہ کو بھی بیچ مین سے اوٹھا دینا چاہیے اور یہ سلام اونہون
نے انتظام الدولہ کو غفلت مین ڈالکر انجام دینا چاہا - اور اوسکی رضا جوئی کرکے یہ پیام
دیا کہ مجھ سے تنہا سلطنت کا بار عظیم نہین اوٹھ سکیگا جب تک کوئی لائق فائق تمہاری
طرح آدمی مدد نہ کریگا - تم میرے گھر کو اپنا گھر تصور کرکے بے تکلف یہان آؤ اور ہماری
شریک ہوکر سلطنت کے کامون کا بوجھ اوٹھاؤ - انتظام الدولہ نے بھی جواب باصواب
مناسب حال کہلا بھیجا اور اس بات کی تحریک کی بنا واصل مین یہ تھی کہ نواب بہادر
کے مارے جانے کے بعد بادشاہ وزیرالممالک اسی دل متنفر ہوگئے تھے اور اونکی توجہ انتظام الدولہ
کیطرف تھی - اور یہ چاہتے تھے کہ صفدر جنگ سے کام نکالکر اوسکی سپرد کئے جائین حالانکہ
اس وقت مین انتظام الدولہ نے چوٹ پہنچنے کا بہانہ لیکر دربار کی آمد ورفت کم کردی تھی
اس خیال سے کہ تمام قلعہ مین وزیر کا انتظام تہا - بادشاہ ایکدن اپنے جلسے مین یہ کہہ بیٹھے کہ
غسلخانے اور دیوان خانے کی خدمت دوسرے خانہ زادون کا حق ہے وزیرالممالک کے
لیئے دیوانی کل اور منصب وزارت کم نہین یہ جزوی کام وزارت کے علاوہ اونکی پاس رہنا مناسب
نہین بادشاہ کی یہ تقریر وزیر تک پہنچگئی اور اوس دن سے اون کے مزاج مین بڑا خلل پیدا ہوگیا
آخرکار بادشاہ نے اپنی والدہ اور انتظام الدولہ اور شہاب الدین خان کے مشورے سے
صفدر جنگ کو پیام دیا کہ توپخانہ اور غسلخانہ ہمارے اختیار پر چھوڑو کار وزارت اپنے
متعلق رکھو - صفدر جنگ نے بادشاہ کے تیور بدلے ہوئے دیکھکر دربار کی آمد ورفت
موقوف کردی احمد شاہ نے تالیف قلب کے لئے دلجوئی کی اور ایکمرتبہ اونکی حویلی پر جاکر عذر
خواہ ہوئے - مگر کچھہ مفید نہوا - وزیر نے اپنے کام کی سرسبزی کی تجویز ان دو باتون مین سوچی
کہ یا تو انتظام الدولہ کو عدم آباد بھیجدیا جاوے یا اوسکو اپنے ساتھ موافق کرکیا جائے ایکدن
انتظام الدولہ صفدر جنگ کے گھر پر جانے کو تیار ہوا مگر یعقوب خان کا انتظار تھا یہ یعقوب خان
اوس حیدر بیگ خان کا بیٹا تھا جسنے امیرالامرا حسین علی خان کو سعادت خان برہان الملک
کے ایما سے قتل کیا تہا یعقوب خان آیا اور تہوڑی سی دیر بیٹھکر فوراً اوٹھ کھڑا ہوا اور اپنے

گہر جانے کے لئے اجازت مانگی انتظام الدولہ اس بات سے متعجب ہوا اور کہا کہ آج ہم وزیر کے
ہان جانے کا ارادہ رکہتی ہین تم کس وجہ سے جلدی رخصت جاہتے ہو اوسنے
جواب دیا کہ وہان کئی ہزار تیغ دستجنگ کے انتظار مین ہین جون ہی آپ وہان گئی وہ معاملہ آپ کے
ساتھہ بہی ہوگا جو نواب بہادر کے ساتھہ ظہور مین آیا - جب تک کہ آپ کا بندوبست نہو جانے
وہان جانا ہرگز مناسب نہین اس بات نے انتظام الدولہ کے ذہن مین بہت تاثیر کی اور وزیر کے
گہر جانے کا ارادہ فسخ کیا اور وزیر کی خدمت مین عذر کہلا بہیجا وزیر کو اسوجہ سے اصرار بیجا ہو گیا
اور اونہون نے مکرر پیام دیا کہ آپ ضرور آئیے اور ایسے پیام و سلام کی کئی دن تک
گرما گرمی رہی آخر وزیر نے علی قلی خان چہیتا کو کہ مرد دانا اور شیرین تقریر تہا اس بات پر
مقرر کیا کہ جیسے اپنے انتظام الدولہ کو بہلا کر اون کے یہان لاوے - جبکہ اوسکی فقرہ پردازی نے
بہی کام نہ دیا اور انتظام الدولہ وزیر کے ہان جانے پر آمادہ نہوا - تو عماد الملک میر بخشی
کو جو انتظام الدولہ کا بہانجا تہا وزیر نے انتظام الدولہ کے پاس بہیجی کہ تم اپنے ماموں کا اطمینان
کر کے یہان لاؤ مغرب کا وقت تہا کہ عماد الملک انتظام الدولہ کے گہر پر پہنچا دونوں ماموں
بہانجون مین مشورہ ہو کر ایک معذرت نامہ انتظام الدولہ نے وزیر کو لطائف الحیل کے ساتہ لکہہ کر
بہجوا دیا - اب انتظام الدولہ نے وزیر کے شر سے بچنے کے لئے یہ تدبیر سوچی کہ اپنے ایک
خواجہ سرا کو جو دو ہزار پیادہ سوار کا افسر تہا ایک عرضی بادشاہ کی لئے دی جس کا مضمون یہ تہا
کہ آج شب کو حضور کی خدمت مبارک مین کچہہ گذارش کرنا ہی امید وار ہون کہ تسبیح خانے
مین حاضر ہو جانے کی اجازت ہو جاوے قدیم سے یہ دستور تہا کہ جب مجرائی رخصت
ہو جاتے پہر اگر کسی کو ضرورت قلعہ مین حاضری کی پیش آتی تو قلعہ دار سے کہتا - اور وہ
اول عرضی اوس شخص کے اندر آنے کی اجازت حاصل کرنے کے لئے بادشاہ کو پیش
کرتا اگر اجازت ہو جاتی تو ایک یا دو آدمیون کے ساتھہ اوسکو قلعہ کے اندر بلایا جاتا
اسوقت مین موسوی خان چار سو آدمیون کے ساتھہ وزیر کی جانب سے قلعہ مین نائب تہا اور وہ
اس قاعدہ سے ناواقف تہا اوس نے بغیر عرض کرنے اور اجازت لینے کے خواجہ سرا کے لئے
قلعہ کا دروازہ کہولدیا - اور وہ تمام ہمراہیون کے ساتہہ قلعے کے اندر گہس گیا - دربار مین جسقدر خواجہ سرا
اور خدمتگار اور ناظر حاضر تھے اونہون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ آجتک ایسی
گستاخی کبہی نہین ہوئی - کہ کوئی بغیر اجازت اقدس کے قلعہ مین قدم رکہہ سکے

اس وجہ سے بادشاہ کو بہت غصہ آیا اور حکم دیا کہ انتظام الدولہ کے خواجہ سرا اور وزیر کے نائب کو یہاں سے مار کر نکال دو اور کوئی عدمت سنو بادشاہی نوکر قلعہ داری کی مداخلت سے بیحد تنگ تھے اونہون نے اس حکم کو بہت غنیمت جانا اور صفدر جنگ کے نوکرون کو مع قلعہ دار کے قلعہ سے نکال دیا اون کا کوئی آدمی قلعہ مین باقی نرہا جبکہ یہ سانحہ شہر مین مشہور ہوا تو ہر ایک منصبدار اور بادشاہی امیر تیار ہوکر قلعہ مین آگیا یہانتک کہ ایک بہاری جمعیت اوسی رات قلعہ مین فراہم ہوگئی اور قلعہ کے دروازون کا انتظام کرلیا صفدر جنگ کو اس وجہ سے بہت ملال ہوا۔ دو تین دن تک یہ خبر شہر مین اوڑتی رہی کہ صفدر جنگ انتظام الدولہ کی حویلی پر حملہ کرینگے اور اونکے دروازہ پر صبح سے شام تک سپاہ ہنگامہ آرائی کے لئے جمع رہتی تھی اس عرصے مین انتظام الدولہ کی حویلی پر بہت سی سپاہ خواہ جمع ہوگئی اور منصب دارون کی ایک بہاری جماعت قلعہ شاہی کی حفاظت کے لئے بہی تیار ہوگئی اس لئے اب حملہ کرنا صفدر جنگ کے قابو مین نرہا۔ یہ بیان تاریخ مظفری کے موافق ہے۔ اور عماد شاہی مین یون لکہا ہے کہ ایک دن آدہی رات کے وقت صفدر جنگ نے تمکین خواجہ سرا کو مسلح جماعت کے ساتھ قلعہ مین بہیجا اوس نے نواب ناظر روزافزون خانسے کہا کہ اس وقت ایک ضروری بات بالمشافہ عرض کرنا ہے نواب ناظر نے فراست سے اوسکے ارادہ فاسد کو تاڑلیا۔ اور جواب دیا کہ ہم غلامون کو ایسے بے وقت بادشاہ کو تکلیف دینے کی مجال نہین دونون مین سخت کلامی اور حجت ہوگئی نواب ناظر نے اپنے سپاہیون کو حکم دیا انہون نے تمکین کو مع اوسکی جمعیت کے دیوان خانے سے نکال دیا صبح کو یہ بات تمام مین پہیل گئی۔ بادشاہ نے دیوان عام مین آکر دربار کیا۔ اور حکم دیا کہ صفدر جنگ کے آدمیون کو یہان سے نکال دو۔ چنانچہ تعمیل ہوئی۔ مآثر الامرا مین لکہا ہے کہ وزیر خود دوسرے دن بادشاہ کی خدمت مین بحالی میر آتشی کی خدمت کے لیے گئے۔ اور بہت اصرار کیا۔ مگر بادشاہ نے نہ مانا اور فرمایا کہ دوسرا تعلقہ عطا ہوا اور وہ کام خاندوران کے بیٹے کے سپرد کردیا۔ اور سیر المتاخرین وغیرہ مین صفدر جنگ کے آدمیوں کے قلعہ مین سے نکالنے کو دوسرے طور پر بیان کیا ہے جیسا حال آگے چلکر معلوم ہوگا۔ اس مین شک نہین کہ بادشاہ اور صفدر جنگ مین کچھ چھپے تک سوال و جواب ہوتے رہے ماہ جمادی الاخری ۱۱۶۶ ہجری سے کدورت ظاہر ہونے لگی جب جب ہینے اس سال کے گذرے توطرفین کے حاشیے طور نکلنے لگے صفدر جنگ اس منصوبے مین تھے کہ کوئی چال چلیں۔ کیونکہ بادشاہ سے

مقابل ہونا مناسب جانتے تھے اور اپنی زندگی بھی دشمنون مین مشکل خیال کرتے تھے -
عماد الملک بھی اس وقت مین انتظام الدولہ کے بچھونون مین گھس گیا - وزیر سے آنکھ چرا لی -
حقیقت[1] یہ ہے کہ وزیر موصوف جرأت و عقل نہین رکھتے تھے اور نہ اونکے پاس اچھے صلاح کار تھے ورنہ عماد الملک اور انتظام الدولہ کو پکڑ لانا کچھ دشوار نہ تھا لیکن تقدیر نے تو آنکھین اندھی کر دی تھین اس سے پیشتر تم پڑھ چکے ہو کہ جب عماد الملک کا باپ دکن مین مرگیا تو صفدر جنگ نے اوسکی مدد کرکے بادشاہ سے اوسکو موروثی امیر الامرائی دلادی اور اوسنے اس وقت مین صفدر جنگ سے دغا کی[2] ابو المنصور خان نے اس موقع پر بہت افسوس کے ساتھ یہ مصرع پڑھا
طفل دامنگیر آخر گریبان گیر شد * وزیر کے مخالفون نے بادشاہ کے یہ بات ذہن نشین کر دی کہ صفدر جنگ کا ارادہ ہے کہ سلطان بلند اختر برادر کوچک محمد شاہ کو کہ اون کا ہم مذہب ہے تخت پر بٹھا دین اسلئے بادشاہ نے چاہا کہ میر آتشی کی خدمت اوسکی نکال لین یہ بات صفدر جنگ کو پسند نہ آئی اور اونہون نے تعمیل نہ کی بادشاہ نے ایک رات خواجہ سراون اور انتظام الدولہ و عماد الملک کے مشورے سے ایک شقہ خاص وزیر کے نام لکھا - نائب توپخانہ کو جو وزیر کی طرف سے مقرر تھا طلب کرکے دیا اور فرمایا کہ وزیر کو یہ شقہ بھیج دو اور زبانی بھی یہ یہ باتین اوسنے کہا کہو اوس نے جانے سے عذر کیا - بادشاہ نے فرمایا کہ ضروری امر ہے وہ بے عقل شقہ لیکر قلعہ سے نکلا - اوسی وقت بادشاہ نے اپنے آدمیون کو حکم دیا کہ قلعہ کے دروازے بند کر دین اور وزیر کے آدمیون کو باہر سے نکال دین حسب الحکم تعمیل ہوئی صبح کو قلعہ کے برجون پر توپین چڑھا دین اور دارا شکوہ کی حویلی کی طرف نشانہ باندھ کر آتشباری پر آمادہ ہوئے وزیر ناچار ہو کر بعد سوال و جواب کے اوس حویلی سے نکل کر اپنی حویلی مین جو قلعہ سے دور تھی چلے گئے اور چند روز متامل رہے جب اونہون نے دیکھا کہ معاملہ قابو کا نہین رہا - اور بادشاہ کے ساتھ جنگ کرنے مین بدنامی و نمک حرامی کا شہرہ ہوگا - اسلئے اپنے صوبجات کو رخصت چاہی - احمد شاہ نے منظور نہ کیا - آخر صفدر جنگ نے دہلی سے نکلکر شہر سے دو کوس پر قیام کیا - اس ارادے سے کہ بے جنگ و پیکار اپنی صوبون کو چلے جاوین - واقعی یہ رائے اونکی بہت عمدہ تھی مگر دیگر امرا فتنہ جو خیالات فاسد اونکے ذہن نشین کرکے آمادہ جنگ کر دیا - لیکن فرح بخش

[1] یہ قول مولف سیر المتاخرین کا ہے ۱۲ [2] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

مین لکھا ہے کہ بادشاہ نے خود صفدر جنگ کو اونکی صوبون کو چلے جانے کا حکم دیا اونکی
خوشی یہ تھی کہ دہلی مین رہکر مہمات سرانجام دین اسلیے بار سرداری اٹھونے کا عذر کیا بادشاہ نے
اپنے ہان سے دیتا اور جہگڑے بھی دلوا دیے - نواب صفدر جنگ مع عیال و اطفال اور سامان
وغیرہ کے دہلی سے نکلکر جہروکے کے تلے جہان سے مجرا ہوتا تہا آئے بادشاہ نے خفگی کی وجہ سے
مجرا بھی معاف فرمایا اور اپنے پاس نہین بلایا - اسوجہ سے صفدر جنگ کی بہت تحقیر ہوئی اور
جہروکے کو تسلیمات کرکے خضرآباد مین ڈیرا ڈالا - چارگلشن محمد شاہی سے یہ ثابت ہوتا ہے
کہ بادشاہ نے صفدر جنگ کو حکم دیا تہا کہ اپنی طرف سے کسی کو بر نیابت وزارت مقرر کرکے اودہ
کو چلے جاؤ صفدر جنگ نے حکم کی تعمیل کی اور شہر سے باہر خیمے کہڑے کراکر اون مین جا
چلے گئے بادشاہ کے ہان سے اونکو تاکید پر تاکید کی گئی - کہ جلدی روانہ ہون - اور اونکی پاس
کئی سزاول مقرر کئے گئے کہ ایک دو منزل آگے کو اونکا کوچ کرا دین - اور تاریخ مظفری مین یون
لکھا ہے کہ جبکہ صفدر جنگ نے بادشاہ کو عرضی لکھکر اجازت چاہی کہ مجکو میرے صوبون کو جانیکی رخصت
عطا ہو جاوے تو بادشاہ نے یہ حکم لکھا کہ وزیر الممالک بہادر غبار ملال خاطر کے کم کرنے کے لئے
کچھ دنون کے واسطے چلے جائین - بعد درست ہونے مزاج کے جلدی حضور مین حاضر ہون -
صفدر جنگ کو صاف جواب ہو جانے کی توقع نہ تھی - اس حکم کو پڑھکر دوسرے روز تیاری
کرکے حویلی سے سوار ہوئے - اور دریا کے کنارے کی طرف چلے جبکہ قلعہ شاہی کے مقابل
پہنچے سواری سے اوترکر آداب بجا لائے - اوسوقت تہوڑا سا ترشح ہو رہا تہا - صفدر جنگ کی
آنکہون سے آنسو نکل پڑے اور آگے کو روانہ ہوئے - اوسدن اکثر منجم کہتے تھے کہ صفدر جنگ
جو جاتے ہین پہر نہین لوٹینگے - اور بادشاہ کے حق مین اون کا جانا بہتر نہوگا - بے شک
یہ حکم اونکا بہت درست نکلا جس کا پہل آخرکار بادشاہ نے پایا - صفدر جنگ شہر سے
نکلکر دو تین دن اس انتظار مین رہے کہ بادشاہ پہر بلالین شہر کے آس پاس رہے - کبہی سیدہی
طرف سے اولٹی طرف جاتے کبہی اولٹی طرف سے سیدہی طرف چلے آتے - انتظام الدولہ
خانخانان اور شہاب الدین المخاطب بہ غازی الدین خان نے برجون اور شہرپناہ کو
خوب مضبوط کرلیا - اور جنگی تیاری استحکام کو پہنچادی - جبکہ صفدر جنگ کو یہ خوب
یقین ہوگیا کہ یہ دونون گہیر میرے کام کے خراب کرنے کے درپے ہین اور اپنی بساط کے
موافق جہگڑا بڑہانے مین قصور نکرینگے - تو وہ بہی لڑائی کے لئے آمادہ ہوگئے -

مرات آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ جبکہ بادشاہ نے صفدر جنگ سی خدمت میر آتشی کا نکالنا چاہا تو اونہون نے اس امر کو ناپسند کر کے رخصت کی درخواست کی کہ مین صوبہ اودھ کو جانا چاہتا ہون وہان کا بندوبست کرونگا۔ خود بادشاہ اور صفدر جنگ کے دشمنون نے یہ بات غنیمت اور فتوحات غیبی سے تصور کی اور جلد خلعت رخصت اونکی حویلی پر بہیجدیا۔ اونہون نے باہر جانا مناسب نہ تصور کیا اور شہر مین ٹہیرے رہی۔ بادشاہ نے تقاضا شروع کیا کہ اپنے صوبجات کو جاوین۔ جبکہ طرفین کی کدورت بر ملا ہوئی۔ وزیر نے اس خوف سی کہ مبادا امرای تورانی بادشاہ کے اتفاق سے اور عوام شہر مجہکو لوٹلین اپنا اسباب اور سامان لیکر اسمٰعیل خان کے باغ مین تال کٹورہ اور مقام خضرآباد تک مقام کیا اور یہ توقف اسواسطے تہا کہ سورج مل جاٹ آجاوے۔ وقائع راجپوتانہ مین مذکور ہی کہ صفدر جنگ نے لڑائی کے ارادے سے سورج مل فوج طلب کی اور کنور سورج مل کو بلایا اوس نے مع لالہ جواہر سنگہ کے جمعیت پندرہ ہزار سوار کیساتہ سے کوچ کر کے فریدآباد مین ڈیرہ کیا۔ مرات آفتاب نما مین لکہا ہی کہ جب سورج مل آگیا تو صفدر جنگ نے بادشاہ سی عرض کرایا کہ شہاب الدین اور انتظام الدولہ کو حضور میرے حوالے فرماوین اور نواب قدسیہ کو کہدین کہ وہ قلعہ سی نکلکر جعفر خان کی حویلی مین سکونت اختیار کرین اسلیئے کہ صفدر جنگ کو یقین کلی تھا کہ انتظام الدولہ نے سنہ ۱۱۶۰ ہجری مین عید الضحی کے دن مقام نگمود کے پاس گولیان لگوائی تہین۔ اور قدسیہ بیگم جاوید خان کے مارے جانیسے میری دشمن جان ہین۔ اور شہاب الدین خان سے بخشی سے اسلیئے رنج تہا کہ جب اوس کا باپ غازی الدین خان مرا تو وزیر نے بادشاہ سی مکابرہ اور معارضہ کر کے اوسکی حویلی اور جاگیر کو ضبطی سے بچایا۔ اور باوجود صغر سنی کے خدمت میر بخشی گری کی دلوائی۔ اور علاوہ اسکے بیٹا بنایا تمام معاملات مین اوسکی حامی رہے۔ اب وہ وزیر کی طرفداری نہین کرتا تہا۔ بادشاہ کا شریک تہا۔ بادشاہ نے جواب دیا کہ پہلے ہی صوبہ کو جانے کی رخصت لیکر گئے تہے۔ اور اب جاٹ کی پشت گرمی سے اس قسم کی باتین کرتے ہو۔

صفدر جنگ اور بادشاہ مین جنگ

فرح بخش مین ہی کہ نواب سادات خان ذوالفقار جنگ جو ایک عرصے سے جاوید خان کی وجہ سے بادشاہ کے حضور سی معاتب تہا اور اوسکی جاگیر ضبط ہوگئی ہی۔ منصب چہین لیا

گیا تھا۔ اور بادشاہ نے اوسکو سلام و مجرے سے محروم کردیا تھا۔ اب بادشاہ نے اپنی والدہ ملکہ زمانی اور صاحبہ محل[1] کو سادات خان کے پاس جو موری دروازے کی حویلی میں مقیم تھا بھیجکر اگلی گذری ہوئی باتوں سے معذرت چاہی اور کہلایا کہ سابق کی سببے توجہی خاوید خان کے اغوا سے تھی اور اپنے پاس بلایا جب وہ بادشاہ کے پاس گیا تو تخت سے اوترکر گلے سے لگایا اور بدستور سابق منصب و جاگیر بحال کی اور حکم دیا کہ سپاہ جمع کرو تاکہ صفدر جنگ کو نکالا جاوے ملک و دولت مقاراسے جسطرح مناسب سمجھو بندوبست کرو سادات خان نے فوج کی بھرتی شروع کی صفدر جنگ کی سپاہ بے طلب آنے اور نوکر ہونے لگی۔ اور صفدر جنگ کی جمعیت کم ہونے لگی۔ عنقریب تھا کہ صفدر جنگ کا کام بگڑجاتے صفدر جنگ کو سادات خان پر بادشاہ کی مہربانی سے بجد رشک پیدا ہوا اسمٰعیل خان ملازم صفدر جنگ کو سادات خان کے عزیزوں میں بہت رسائی تھی صفدر جنگ نے اوس کو سادات خان کے پاس بھیجکر ربط و اتحاد بڑھانے کا سلسلہ ڈالا اور ایک رات نازاہی ڈولی میں سوار ہوکر جریدہ نواب سادات خان کے پاس خود چلے گئے اور اوس سے عہد و پیمان کرکے بادشاہ کی خیرخواہی سے منحرف کردیا صفدر جنگ نے اوس سے کہا کہ بادشاہ لونڈا ہے اوس کو علحدہ کردیں۔ وزیر ہم رہیں۔ اور میر بخشی گری کا عہدہ تم لو۔ اگر ہم کوشش میں ناکامیاب ہوے تو صوبہ اودہ میرا ہے اور الہ آباد تم کو دیدونگا اس قول و قرار پر عہد و پیمان کرکے اور خدا و رسول کی قسمیں کھاکر قرآن شریف اور پنجتن پاک کو ضامن کردیا۔ یہ راز سربستہ سواے اسمٰعیل خان کے کہ بانی مبانی اس فساد کا تھا کسیکو معلوم نتھا۔ سادات خان ذوالفقار جنگ کو بھی یہ یقین تھا کہ صفدر جنگ ضرور غالب آئینگے اس لیے اونکی پاس چلے جانیکا ارادہ کیا۔ اور جس رات کو صفدر جنگ سے عہد و پیمان ہوا اوسکی صبح کو بادشاہ سے عرض کیا کہ اس غلام نے حضرت شاہ مردان[2] کی خواب میں منت دیتا

---

[1] سیرالمتاخرین میں ہے کہ ملکہ زمانی فرخ سیر کی بیٹی تھی اور محمد شاہ کی عقد نکاح میں تھی اور صاحبہ محل محمد شاہ کی دوسری زوجہ تھی اور یہ دونوں خالہ زاد بہنیں تھیں محمد شاہ کی یہ دونوں بیویاں عالمگیر ثانی کے عہد میں احمد شاہ درانی کے ساتھ افغانستان کو چلی گئی تھیں اور معرات آفتاب نما میں لکھاہے کہ احمد شاہ بن محمد شاہ کی حقیقی ماں کا نام اودہم بائی تھا۔ احمد شاہ نے اپنی تخت نشینی کے بعد اوسکو نواب بائی خطاب دیا پہر تھوڑے دنوں کے بعد نواب قدسیہ صاحبہ زمانی خطاب ہوا

[2] آثار الصنادید میں لکھاہے کہ دہلی میں شاہ مردان ایک مکان ہے ابوالمنصور خان صفدر جنگ کے مقبرے کے پاس اور اوس جگہ پر پتھر پر قدم کا نشان بنا ہوا ہے اور اوس نشان کو امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کے قدم کا نشان بیان کرتے ہیں اور اسوجہ سے اوس مکان کو شاہ مردان کہتے ہیں ۱۲

انی تھی کہ جب بادشاہ کی مجہپر مہربانی ہوتو مع عیال و اطفال کے زیارت کرونگا اور اپنے بادشاہ کے حق مین دعا کرونگا اب اوسکی ایفا کا وقت ہی امیدوار ہون کہ رخصت رحمت ہوتا کہ اس بار کو سر سے اوتار دون بادشاہ نے اجازت دی اور اجازتی عرضی پر حکم لکھدیا نواب میادات خان کہ بوجہ پیرانہ سالی کے عقل مین فتور تہا حویلی موری دروازہ کی مع متعلقین کے سوار ہو کر حضرت شاہ مردان کی درگاہ مین پہنچا اور اپنے ڈیرے سے صفدرجنگ موافق عہد و پیمان کے سوار ہوکر سادات خان کے پاس گئے۔ اور اوس سے ملے اور اپنے لشکر مین لیجا کر بڑی خاطرداری کے ساتھ ٹھیرایا اور ہر روز گرمجوشی کرنے لگے۔ بادشاہ نے سادات خان کی بدنیتی اور صفدرجنگ کے پاس چلے جانے پر مطلع ہوکر شہاب الدین المخاطب بہ عماد الملک غازی الدین خان کو صفدرجنگ کے مقابلے کے لئے ان کاموں کا کارپرداز بنایا اور اوسکو سپاہ جمع کرنیکا حکم دیا اور انتظام الدولہ خلف قمرالدین خانکو خلعت وزارت بخشا۔ اور میر آتشی کی خدمت صمصام الدولہ کو عطا کی۔ صفدرجنگ نے یہ خبر سنکر ایک خواجہ سرا کو جو کم عمر خوبصورت وچہہ تیرہ برس کا تہا اور شجاع الدولہ نے تازہ خرید کیا تہا اکبر شاہ نام رکھکر تخت نشین کیا اور خود وزیر ہوئے۔ اور ذوالفقار جنگ کو میر بخشی بنایا اور دوسرے امرا بھی مقرر کئے۔ لیکن وقائع جاوید مین لکھا ہی کہ صفدرجنگ کا ارادہ تہا کہ یکبارگی حملہ کر کے معمورہ دہلی کو خراب کرے۔ اور تورانیون کو سزا دے۔ کنور سورج مل نے صلاح دی کہ اول خاندان شاہی مین سے کسی کو اپنی طرف کر کے اوسکی نام سے حملہ کرنا مناسب ہی۔ چنانچہ اس صلاح کے بموجب نواب وزیر نے نبیرہ کام بخش بن عالمگیر کو بلا کر تخت شاہی پر بٹھایا اور اوس کا نام عادل شاہ رکھکر اوسکی طرف سے لڑائی شروع کی۔ ۶ رجب ۱۱۶۶ ہجری سے لڑائی شروع ہوگئی۔ صفدرجنگ کے ساتھ پچاس ہزار سپاہ تھی اور بادشاہ کی سپاہ کم تھی اور وہ بھی پریشان حال صفدرجنگ نے ساکنان شاہجہان آباد پر کچہہ تو رحم کے خیال سے اور کچہہ اس نظر سے کہ بادشاہ کی طرف سپاہ کم ہے خزانہ خالی ہی خود بخود مجہہ سے التماس کر کے اطاعت کرینگے اول ہی صرف دھمکانا اور ڈرانا شروع کیا۔ اور شاہجہان آباد پر دھاوا کرنا مناسب جانا وہ تو ابھی اسی طرح مصروف تہے کہ عاقبت محمود خان کشمیری نے جو عماد الملک کی حویلی مین صاحب اختیار کامل تہا۔ اور

ے دیکھو سیر المتاخرین و مرات آفتاب نما ۱۲

حافظ بخت آور خان اور نواب قدسیہ والدہ بادشاہ کے اقربائے بہت سی سپاہ نوکر رکھ لی۔ اور
باہر سے فوجین طلب کین اور ادہر صفدر جنگ نے بھی اپنے دوستونکو بلایا سورج مل جہرت پور سے
بندرہ ہزار سوار لیکر پہونچ گیا تھا۔ اور فرید آباد مین مقیم تہا۔ صفدر جنگ نے حافظ رحمت خان
روہیلہ کو بھی لکہا کہ آپ ہماری اعانت کرین۔ چونکہ معاہدہ چلکیا کے وقت یہ عہد و پیمان
دونون مین مستحکم ہو چکا تہا کہ بوقت ضرورت ایک دوسرے کی کمک کیا کرے اسلئے حافظ صاحب
چالیس ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ صفدر جنگ کی مدد کو بریلی سے روانہ ہوئے۔ جب مقام
نابرین پہنچے تو میر مناقب۔ اور راجہ دیبی دت اور بسنت خان خواجہ سرا بادشاہ کا فرمان
حافظ صاحب کے پاس لیکر آئے جسکا مضمون یہ تہا کہ صفدر جنگ ہمسے نا فرمان ہو گیا ہے
گستاخیان کرتا ہے۔ تمکو چاہئے کہ ہماری پاس فوج لیکر آجاؤ۔ اس حسن خدمات کے صلے مین
تمپر حضور کی عنایات مبذول ہونگی۔ جب یہ حکم دیکہا تو حافظ صاحب وہین ٹہر گئے۔ اور ایلچی
سفیر و نسے کہا کہ مجھہ مین اور صفدر جنگ مین عہد و پیمان ہو چکا ہے۔ نقض عہد مجھسے نہین ہوسکتا
اور اسی مضمون کی عرضی لکھکر بادشاہ کی خدمت مین روانہ کی۔ اور جواب کے انتظار مین وہین
ٹہیرے رہے تہوڑے دنون کے بعد بادشاہ کا دوسرا فرمان اس مضمون کا پہنچا کہ اگر ہمارے پاس
حاضر ہونے مین نقض عہد جانتے ہو تو اپنے ملک کو لوٹ جاؤ کیونکہ بغاوت مین شریک ہونا دین اسلام
مین مذموم ہے۔ جب بادشاہ کا یہ فرمان پہنچا تو اسکے دیکہتے ہی اپنے ملک کی طرف لوٹنا پڑا۔
اور بادشاہ کے مقابلے مین جانا مناسب نظر نہ آیا۔ اور صفدر جنگ کو اس بات کا عذر لکہا بھیجا
گل رحمت مین لکہا ہے کہ میر مناقب وغیرہ جو فرمان شاہی لائے تھے در پے اسکے ہوئے کہ جمعیت
یہانسے صفدر جنگ کے مقابلے کے لئے شاہجہان آباد کو بھیجا ئین جب یہ دیکہا کہ حافظ رحمت خان
اپنے ملک کو لوٹے جاتے ہین تو انہی رسالہ دارون و جماعہ دارون اور سپاہیون کو مخفی ملانا
شروع کیا اور روپیہ کا بہت سا لالچ دیا تاکہ حافظ صاحب کے لشکر مین سے ایک شایستہ جماعت
انکے ساتھ ہو جائے نجیب خان ولد امانت خان ولد عنایت خان ولد صید خان ولد
جہان خان ولد نظیر خان جنکی اولاد نظر خیل کہلاتی ہے ولد اسمٰعیل خان ولد عمر خان جنکی نسل کو عمر خیل[۱]

[۱] انہین کی وجہ سے نجیب الدولہ عمر خیل کہلاتے ہین اور نواب کلب علیخان والی رامپور نے انکو اپنی ایک
کتاب مین یوسف زئی لکھا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ احمد شاہ کے ایک فرمان مین یوسف زئی انکے
نام کے ساتھ مندرج تہا۔ اسی کو دیکھ کر نواب نے بھی یوسف زئی لکہدیا ہے ۱۲

کہتے ہیں۔ دوندی خان کے داماد تھے اور انتظام علاقجات نگینہ وشیرکوٹ دھام پور وچاندپور وبجنور واقع این رود دریائے گنگ اونسے متعلق تھا اونہوں نے جانے کا اقرار کرلیا اور بہت سا روپیہ سفیروں سے لیکر مفلس وطماع سپاہیوں کو دیکر متفق کرلیا چنانچہ تین ہزار پیادہ وسوار حافظ صاحب کے بغیر حکم دہلی کو روانہ ہوگا۔ تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ جس وقت نجیب خان نے کنوجیے پر سوار ہوکر اور اپنی جماعت سے نکلکر یہ آواز دی کہ جس کسی کو مذہب سنت وجماعت کا پاس اور خلیفۂ وقت کی رعایت ورفاقت منظور ہو وہ میرے ہمراہ چلے جسکو یہ بات منظور نہو وہ چلا جاوے اس اعلان سے وہ روہیلے جو صفدر جنگ سے دلی بغض رکھتے تھے نجیب خان کے ساتھ ہوگئے اور جو روہیلے صفدر جنگ کو مددگار کا خیال رکھتے تھے وہ بھی خلاف مذہب ان کی مدد سے اپنے مقام کو لوٹ گئے۔ علاوہ ان روہیلوں کے بادشاہ کی کمک کے لیے اور بھی لوگ آ پہنچے تھوڑے دنوں میں جلال الدین خان اودکن سے اور سادات بارہ اور بہادر خان وغیرہ بلوچ اور جیا گوجر اور میواتی اور سردار زادہائے قدیم مانند محمد صادق خان ولد یوسف الدین خان صوبہ دار ٹھٹھہ حضور معلی میں آپہنچے۔ آشوب قیامت دہلی کے نواح میں برپا تھا۔ بادشاہی افسروں نے کوشش کرکے مخالفین کو شہر میں گھسنے سے روکا تو شہر کے رہنے والے جو وزیر کے لشکر میں تھے اپنی جان ومال کی حفاظت کی غرض سے اور سپاہ ایرانی باعث مذہب اور ہمقومی کی وجہ سے لشکر وزیر سے بھاگ بھاگ کر بادشاہی لشکر میں شریک ہوگئے۔ اور عماد الملک نے سب کو انعام واکرام سے مالامال کیا سعادت خان برہان الملک نے ایک رسالہ بھرتی کیا تھا۔ اور اوس کا نام داغ سین تھا۔ کیونکہ یہ حرف سعادت خان کے نام کے شروع میں ہے۔ صفدر جنگ نے بھی یہ رسالہ اوسی نام سے تیمناً بحال کیا تھا غازی الدین خان نے منادی کردی کہ جو سوار صفدر جنگ کا ملازم جس کا گھوڑا داغ سین رکھتا ہوگا ہمارے پاس نوکری کو آوے گا۔ تو سو روپیہ مدد خرچ کے اور ساٹھ ماہوار مشاہرہ پاوے گا۔ سیر المتاخرین میں اسی طرح لکھا ہے۔ اور مرآت آفتاب سے ثابت ہوتا ہے کہ غازی الدین خان نے فی سوار انعام کی شرح مقرر کی تھی اور رسالہ سین طرح اوس کا نام رکھا تھا۔ اور اس رسالے کو عاقبت محمود خان کشمیری کے سپرد کردیا۔ یہ اعلان ہوتے ہی اکثر ایرانی لشکر وزیر سے نکلکر عماد الملک سے جاملے اور رسالہ سین داغ میں ہزاروں آدمی جاکر نوکر شاہی ہوئے۔ اور ایک دوسری صورت کشمیری اور پنجابیوں کے بلوے کی یہ ہوئی کہ محمدی جھنڈا کھڑا کرکے کہا کہ صفدر جنگ رافضی ہے۔ خلیفۂ زمانہ پر سرکش ہوا ہے۔ اوس سے مقابلہ کرنا بمنزلہ جہاد کے ہے۔

اس صدا سے ہزاروں سنی جمع ہو گئے جسکو ایرانی یا صفدر جنگ کا ملازم پاتے بے عزت کرتے
بلکہ مار ڈالتے۔ فریقین کے قضیے اختلاف مذہب کے غیظ و غضب سے چوکنے ہو گئے۔ چنانچہ
سنی شیعوں کے لڑنے والوں کا لقب اور مابہ الامتیاز اونکی ایک آواز تھی یعنی سنی دم چار یار
اور شیعہ دم پنجتن کہتے تھے۔ صفدر جنگ کے بہت سے نمک خوار اختلاف مذہب کی وجہ سے
اونکی کمک سے دست کش ہو گئے۔ اور باوجود اسکے سوال و جواب صلح کے بھی جاری تھے۔ ایک دن
بان قلعہ میں پہنچا لوگوں نے اوڑایا کہ محمد اسحاق خان کی حویلی سے آیا ہے۔ اس وجہ سے اونکی
حویلی لٹوادی۔ مرزا محمد علی سالار جنگ۔ اور مرزا علی افتخار الدولہ کو پیادہ پاکشاں کشاں لاکر قلعہ کے
اندر کچہری خانساماں میں قید کر دیا۔ اور اسمٰعیل خان وغیرہ سرداران صفدر جنگ کے مکانات
بھی غارت کر دیئے جسکے عوض میں سورج مل جاٹ نے شہر کہنہ کو یعنی دلی کو جسکی آبادی شاہ جہان آباد سے
کسیقدر زیادہ تھی لوٹ لیا۔ اور رعایا کی جان و مال اور ناموس کو برباد کیا تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ
صفدر جنگ کی جانب سے توپ کے گولے اور بندوق کی گولیاں اسطرح برستی تھیں کہ کبھی اودھر
کا میدان معرکہ میں اوترنا مشکل تھا۔ مگر بادشاہی سپاہی بڑی مستعدی سے مردانہ حملے کرتے
تھے۔ صفدر جنگ نے شہرت دی کہ ہمنے کشمیری دروازے کیطرف امن مقرر کیا ہے اسلئے
ساکنان اطراف دیگر کشمیری دروازے کی طرف جمع ہونے لگے عجب ہنگامہ تھا کہ شہر پناہ کے باہر
جاٹ اور قزلباش لوٹتے تھے۔ اور اندر بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمراہیان وزیر کا گھر لوٹ لو سو جسے
مفسدوں نے بڑا تہلکہ ڈالدیا۔ محمد اسحاق خان کا گھر جسوقت لٹتا تھا تو اوس کے ساتھ ایک عالم
پامال ہو گیا تھا اس لئے کہ لوگ یہ جانتے تھے کہ سالار جنگ اور افتخار الدولہ شجاع الدولہ پسر
وزیر کے سالے ہیں جو بادشاہ کے پاس حاضر ہیں اسلئے اپنے عیال و اطفال کو وہاں محفوظ کیا تھا اسیطرح
خواجہ باسط و بلند شاہ محمد جعفر کے گھر میں جو وزیر کے پیر و مرشد تھے ایسا حادثہ واقع ہوا ان کا گھر شہر پناہ
کے باہر تھا۔ وزیر نے پیام دیا کہ حضرت خاطر جمع رکھیں پس وہ اپنے گھر سے نہیں نکلے تھے اور بہت سے
آدمی یہاں جمع ہو گئے تھے جاٹوں نے جنکو رام دل کہتے تھے یہاں بھی دست درازی کی وہاں
جسقدر مال لٹ گیا اس قضیے سے خلائق کو کمال پریشانی پیدا ہوئی کشمیری دروازے کی طرف
جس کو دار الامان جانتے تھے جاکر جمع ہوئے لوگ نہایت مضطرب تھے۔ اور اونکی کہیں پناہ سوا
خدا کے نہ تھی۔ نجیب خان روہیلہ بھی اپنے پیادہ و سوار کے ساتھ بادشاہی لشکر میں آیا اور
غرہ شعبان سنہ ۱۱۶۶ ہجری کو داخل جشنگاہ ہوا۔ صفدر جنگ کے بھی اکثر رفیق جویاے نام و ننگ

اسمٰعیل خان کابلی بچہ نے جو وزیر کا سپہ سالار تہا اور صلابت خان کی حویلی مین اوسکا مورچہ تہا برج شہر پناہ مین کہ قمر الدین خان کی حویلی کے متصل تہا اور اوس مین بادشاہ کا مورچہ تہا نقب لگا دیا اور ۲۳ شعبان کو اوس مین آگ دیدی باوجودیکہ تمام عمارت منہدم نہوئی مگر بہت سی آدمی ہلاک ہوئے عماد الملک کے لڑکا اور سنگتراش جو نقب کو باطل کر رہے تھے فنا ہوئے۔ اور خلیے برج کی پتھر بھی اوس برج کی طرف سے جس مین آگ لگائی تھی بہت لوٹ گئی جس سے بہت سی مخلوق ہلاک اور زخمی ہوئی اور اس کے بعد وزیر کی فوج نے حملہ کیا قریب تہا کہ اوس کو غلبہ حاصل ہو عماد الملک میر بخشی اور حافظ بختاور خان اور نجیب خان وغیرہ نے پائداری کی اور خوب مقابلہ کیا طرفین سے بہت سے آدمی قتل و زخمی ہوئے نجیب خان کے گولی کا زخم آیا۔ مگر وہ قایم رہے رات کے وقت اسمٰعیل خان اپنے مورچون کو خالی کر کے صفدر جنگ کے لشکر کو لوٹ گیا۔ اس وجہ سے اہل شہر کو قدرے رفاہیت کیونکہ معرکہ قریب ہونے سے گولی اور بان ہر وقت بلاے ناگہانی کی شکل برستے تھے اور اسمٰعیل خان کے بیپا ہونے کے بعد میر بخشی اور بختاور خان وغیرہ نے اپنے مورچے آگے بڑہائے اور کوٹلہ فیروز شاہ اور قلعہ کہنہ پر قبضہ کر لیا وقایع راجپوتانہ مین لکہا ہے کہ غازی الدین خان نے مع شادل خان و نجیب خان روہیلون کے دریاے جمنا کے قریب ریگ مین مورچہ بندی کی نواب صفدر جنگ کی طرف سے راجہ اندرگر گوسائین اور اسمٰعیل خان نے کچہہ فاصلہ پر مقابل مین اپنا توپخانہ لگایا۔ اور خود نواب اور کنور سورجمل شاہزادہ عادل شاہ کو لیکر پورانی دلی سے لڑائی پر چڑھے۔ سورجمل کی فوج کو حکم ہوا کہ شہر کو لوٹے فوج نے شہر مین داخل ہو کر ہزارہا آدمیون کو قتل کیا۔ مکانات مین آگ لگائی۔ اور لال دروازے تک ہی تخمیناً لاکہون روپے کا مال و اسباب لوٹا۔ جب دیکھا کہ فوج شہر کی بربادی مین مصروف ہے اور دشمن حملہ آور ہوتا ہے تب شہر کی تخریب سے باز رکہہ کر فوج کو لڑائی پر آمادہ کیا سورجمل مع اپنی کل فوج کے شادل خان سے مقابل ہوا۔ جنگ عظیم واقع ہوئی صدہا آدمی طرفین سے مارے گئے۔ چار گہڑی دن باقی رہے لڑائی ختم ہوئی۔ مرآت آفتاب نما مین بیان کیا ہے کہ صفدر جنگ نے تہوڑے دنون کے بعد جنگ دریا کی جانب جدہر بادشاہی مورچے مضبوط تھے مصلحت نہ دیکھی۔ اوستال کٹورہ کی طرف چلے گئے۔ اور بازار ملک الموت کو تازہ

ل دیکھو مرآت آفتاب نما ۱۲

روفی بخشی میر بخشی وغیرہ بھی اودھر مورچے درست کرکے مقابلہ کرنے لگے۔ اس لڑائی مین راجہ اندر گر گوشائین نے جسنے قلعہ الہ آباد مین احمد خان کے مقابلے مین تھا۔ اللہ خان اور علی خان کی معافقت کی تھی بڑی جرات دکھائی یہ شخص بادشاہی توپخانہ مین گولہ بیٹھتی تھی اور اکثرون کو ہلاک کرتا تھا یہانتک کہ لوگون کو سحر وجادو کا گمان ہوا کہ اس وجہ سے اوسپر توپ و تفنگ اثر نہین کرتی آخر کار نجیب خان کے ہاتھ سے گولی کھاکر مارا گیا تو عوام کا مظنہ جادو باطل ہوا۔ اور سب کو یقین ہوا کہ یہ اوسکی صرف بہادری تھی اسی طرح بخشی گوکل رام کمال دلاوری سے قتل ہوا اور لڑائی لاحیلہ موقوف ہوئی نواب وزیر نے امراؤ گر گوشائین چیلہ اندر گر کو اسکی جگہ مقرر کیا۔ اور جبکہ اس طرف سے بھی صفدر جنگ کی فوج شہر مین نہ داخل ہو سکی تو تبدیل مقام کرکے توپخانہ مین بیٹھا اور خضر آباد اور دھولکی افشانی شروع کردی اور شاہی فوجنے اونکے مقابلے مین جرالی گڑھی مین مقابلہ کیا لڑائی ہوئی غازی الدین خان دکھنی اور بدخشانی فوج لیکر مقابلہ کے واسطے آیا طرفین کے بہادرون نے بخوبی داد شجاعت دی۔ سورجمل نے پٹھونکو فیلہ تغلق آباد مین بیا فوج شاہی مفرور ہوئی سارونگو جر اور گھنشی بھت بہت نے دہلی و نالہ تک اون کا تعاقب کیا جبکہ بہت سی لڑائی کے بعد بھی صفدر جنگ کامیاب نہوے تو اونہون نے سمجھ لیا کہ بادشاہی سپاہ شہر کی وجہ آرام مین ہے۔ شہر پناہ کی آڑ ہے اسلیے یہ مناسب سمجھا کہ اپنی فوج کو پیچھے ہٹا کر غنیم کو میدان مین لاوین یہانتک کہ آہستہ آہستہ پیچھے ہٹ گئی اور جسقدر وہ پیچھے ہٹے اوسیقدر ہی عماد الملک کے مورچے آگے بڑہے۔ اور اوس کے حکم سے شادل خان و نجیب خان نے مع بیس ہزار سوار و توپخانہ کے چراگ گڑھی سے کوچ کرکے میدان بدرپور مین کہ دہلی سے آٹھ کوس ہی مقام کیا صفدر جنگ کی اودھ کی فوجنے وہان جاکر مقابلہ کیا اور صفدر جنگ کو یہ بات نصیب ہوئی کہ پیچھے سے گھومکر عماد الملک کے مورچون کو گھیر لے۔ کیونکہ اونہون نے شہر کو بالکل خالی نہین کیا تھا اس عرصے مین سید جمیل الدین پانچہزار سوار کے ساتھ معین الدین عرف میر منو کی طرف سے جو صوبہ دار پنجاب کا اور عماد الملک حقیقی ماموں اور خسر تھا کمک کو آگیا جس سے بادشاہی سپاہ کو اور تقویت ہوئی پھر فوج شاہی نے مزید آباد مین ڈیرہ کیا۔ وہان بھی جاٹون نے حملہ کرکے بہت

سلہ مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ میر منو عماد الملک کا حقیقی خالو تھا اور یہ غلطی ہے اسلئے کہ میر منو قمر الدین خان کا بیٹا ہے اور عماد الملک نواسا ہے ۱۲

لڑائی کی پھر ایک لڑائی مقام بلب گڑھ واقع ہوئی اس مین بھی بہت کشت و خون ہوا۔ مگر فیصلہ نہوا۔

بادشاہ اور صفدر جنگ مین مصالحت ہونا۔ صفدر جنگ کا اپنے صوبون کو چلا جانا

ان لڑائیون مین چھ مہینے کامل گذر گئے۔ غازی الدین خان نے باجراے شفقہ بادشاہ مادہو سنگھ بن جے سنگھ سوائی والی جیپور راو ملہار راو ہلکر کو طلب کیا۔ چنانچہ اول مادہو سنگھہ و سہزار سوار کی جمعیت کے ساتھہ دہلی مین داخل ہوا۔ اوس نے طرفین کے امیرون کو صلح پر آمادہ کیا جبکہ صفدر جنگ نے آخر کار اپنے آپ کو کمزور پایا اور مرہٹون کو بزیر حکم ہلکر کے قریب پہنچا دیکھا جنکو غازی الدین خان نے اپنی مدد کے لئے بلایا تہا تو پریشان ہوتے اور اسطرح صلح کرنے پر مجبور ہوئے کہ اودہ اور الہ آباد اونکے قبضے مین رہین۔ چنانچہ مادہو سنگھ اور انتظام الدولہ کی ثالثی سے صلح ہوگئی اور صفدر جنگ محرم سنہ ۱۱۶۶ ہجری کو اپنے صوبون کو چلے گئے۔ اور قبل پہونچنے مرہٹون کے صلح ہوگئی بسنا سنگھ متخلص بہ بیدار نے تاریخ صلح یون موزون کی ہے ؎

شکر اللہ کہ جاٹ و صفدر جنگ ✤ صلح کردند با وزیر و شاہ
ہاتف غیب سال تاریخش ✤ گفت الصلح خیر قال اللہ

صفدر جنگ اودہ مین پہنچکر گومتی ندی کے کنارے مہدی گہاٹ[1] پر مقیم ہوئے اور ایک خاص مکان اپنی آسایش کے لئے آراستہ کرکے سپاہ کی آراستگی اور دوسرے سامان کی درستی مین مصروف ہوئے۔

سادات خان اور صفدر جنگ مین نا موافقت ہوا

نواب سادات خان ذوالفقار جنگ صفدر جنگ کے ہمراہ اودہ کو گیا اور وہان ٹھیرا۔ آخر صفدر جنگ سے نباہ نہو سکا اور تمام عہد و پیمان باطل ہوگئے اور کوئی ثمرہ اوسکا ظاہر نہوا ایکدن

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین اور تاریخ مظفری مین ناہر گہاٹ ہے ۱۲

صفدر جنگ نے ذوالفقار جنگ کے مصارف کے واسطے فرد خیرآباد کی لکھوا کر مہر و صاد سے درست کر کے بھیجی ذوالفقار جنگ اوس کے ملاحظہ سے سخت برہم ہوا اور اوس فرد کو چاک کر ڈالا اور وہان سے کوچ کر کے اکبرآباد کو چلا گیا۔ سورج مل نے وہان خاطرداری کی تھوڑے دنون کے بعد مر گیا۔ اوس کا تابوت دہلی کو لے گئے۔ سادات خان کلان کے مقبرے مین دفن ہوا[۱]

صفدر جنگ کی وفات اور اونکی طبعی عادات

جبکہ عماد الملک کے ہاتھ سے احمد شاہ تنگ ہوتے تو صفدر جنگ کو لکھا کہ تم یہان آجاؤ اور کئی شقے عنایتی مضامین کے اونکو بھیجے اور عماد الملک کی شکایات لکھین نواب صفدر جنگ اوس وقت بیمار تھے پشت پا مین دانہ بڑے زور سے نکلا تھا۔ آہستہ آہستہ بڑھنے لگا یہانتک کہ پنڈلی تک پہنچ گیا آخر مادہ سرطانی ہو گیا جس کو تاریخ مظفری والے نے شقاقلوس کے ساتھ تعبیر کیا ہے[۲] اور فرح بخش مین طاعون بتایا ہے اطبا نے علاج کیا کچھ نفع نہوا ارادہ کیا کہ جب صحت ہو دہلی کو روانہ ہون اور اون لوگون کے ہاتھ سے بادشاہ کو نجات دین کہ دانہ کے صدمہ سے ۱۷۔ ذی الحجہ سنہ ۱۱۶۶ ہجری کو بمقام پاپڑ گھاٹ مین قریب سلطانپور کے کہ تین منزل لکھنؤ سے ہے انتقال کیا۔ اول گلاب باڑی فیض آباد مین مدفون ہوئے بعد انکی استخوان مرزا نجو کربلا کو لے گئے اور طاق پشت روضۂ مقدس مین مدفون ہوئے۔ جیسا کہ قیصر التواریخ مین ہے۔ اور تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ صفدر جنگ کی نعش کو تھوڑے دنون کے بعد دہلی لے گئے۔ اور متصل روضۂ مقدس حضرت شاہ مردان کے دفن کیا اور اوسپر بڑا مقبرہ بنایا۔ اس مقبرے کا حال سید احمد خان صاحب نے آثار الصنادید مین بیان کیا ہے وہ کہتے ہین کہ اس عمارت کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے یہ مقبرہ سر سے پاؤن تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے۔ اور جابجا سنگ مرمر کی دھارین اور چوکے لگے ہوئے ہین برج اس کا تمام سنگ مرمر کا ہے اور اندر اجارے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور قبر کا تعویذ بڑا سنگ مرمر کا ہے اور اوس مین ایک تہ خانہ ہے جس مین اصل قبر بنی ہوئی ہے۔ اس عمارت کے گرد چار دیواری کھینچی ہوئی ہے۔ اور

---

[۱] دیکھو فرح بخش ۱۲ [۲] مفتاح التواریخ مین یون ہی ہے مگر تاریخ مظفری مین جو اوس کا نام بر گماشت بیدمقیم ہونا لکھا ہے اوسی کی یہ تصحیف ہوگی ۱۲

آراستہ ہین چارون طرف اس مقبرے کی چار نہرین بہت پاکیزہ بنائی ہین - باغ کے تین طرف مکانات دلکشا بنے ہوئے ہین یہ مقبرہ سیدی بلال محمد خان کے اہتمام مین تین لاکھہ روپیہ خرچ ہوکر تیار ہوا ہے اور مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ کہتے ہین کہ تیس لاکھہ روپیہ اسکی تعمیر مین صرف ہوا ہے مقبرہ کے اندر یہ تاریخ کندہ ہے -

چو آن صفدر عرصۂ مردمی ٭ ز دار فنا گشت رحلت گزین
چنین سال تاریخ او شد رقم ٭ کہ بادا مقیمِ بہشت برین

جام جہان نما مین بیان کیا ہے کہ کہتے ہین کہ صفدر جنگ نے مرتے وقت میان مدن شاہ سے کہا میان صاحب ہم جاتے ہین دیکھئے اب سلطنت ہندوستان کی کون کریگا - یہ کلمات کہکر دونون آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے - تاریخ عالم شاہی مین بیان کیا ہے کہ عماد الملک نے جب انتظام الدولہ کو وزارت سے خارج کرکے خود یہ منصب لیا اور صمصام الدولہ کو امیر الامرا بنایا اور احمد شاہ کو نابینا کرکے مع اونکی والدہ کے قید کر دیا تو صفدر جنگ نے عماد الملک کو لکھا دستی کہ من در پیرانہ سالی سیاہ کردہ بودم رہا بروے ما رسیدہ بود آن قدح آن فرزند بروے خود کشید مدیہ صفدر جنگ بہت اولوالعزم عالی حوصلہ صاحب غیرت اور اہل ثروت مجمع سخاوت و کرم تھے - سیر المتاخرین کا مولف باوجودیکہ صفدر جنگ کے خلاف نہین ہے - مگر ایک موقع پر وہ لکھتا ہے کہ وہ پوری پوری جرات و عقل نہین رکھتے تھے - اور آرون صاحب نے اپنی تاریخ مین اونکو بزدل کہا ہے اور تاریخ ہندوستان مین الفنسٹن صاحب کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ اونکی دوستی قابل اعتماد نہ تھی اور وقت پر وہ دوست کو نقصان پہنچانے مین کوتاہی نہین کرتے تھے - اور تواریخ کی اکثر کتابین اس بات کی شاہد ہین کہ وہ خدا و رسول اور قرآن و پنجتن کو درمیان مین واسطہ کرکے عہد و پیمان باندھتے اور پھر بے سبب وعدہ خلافی کر جاتے اور جہانتک دہوکے اور دغا سے کام نکلتا تہا جرات و دلاوری سے کام نہین لیتے تھے - اور دوسرونکی مدد پر زیادہ بھروسہ کرتے تھے - اور عماد السعادت مین مذکور ہے کہتے ہین کہ صفدر جنگ جب کسی غریب آدمی سے کلام کرتے تھے تو بات تمام کرنے کے بعد اوسے پچاس اشرفیان عطا کرتے - اور یہی دستور اون کا ہمیشہ رہا - اور جس کسی پیادہ و سوار کی طرف نظر غور سے دیکھتے تو اوسکی تنخواہ مین دس روپے اضافہ کر دیتے - اونکے عہد مین پیادہ و سوار تمام مرفہ الحال اور اسلحہ جنگ سے درست تھے - انکی سرکار مین سواران مغلیہ تیس ہزار تھے - لیکن اکثر ہندوستانی بھی صفدر جنگ کا ادہر میلان پاکر اونکا سا لباس پہن کر ایرانی زبان مین بات چیت کرتے تھے اور

تنخواہ پاتے تھے اونکی سپاہ مین شرح دو قسم تھی۔ سوار ہندوستانی ۲۵ روپیہ سے کم مشاہرہ نرکہتا تہا اور مغل پچاس سے کم نہ پاتا تہا۔ اور اونکی سوارون کے گھوڑونکی ہتھونپر داغ حرف سین کا تھا کہ نواب سعادت خان نے اپنے نام کے حرف اول کو لیکر جاری کیا تہا وہ تورانیون کے ساتھ بھی فیاضی سے پیش آتے تھے۔ اونہون نے ایکبار چاہا کہ محمد خان وغیرہ سرداران تورانی کو اپنا رفیق بنا مین اون لوگون نے کہا کہ ۵۰ ہزار روپیہ مہاجن کا ہمپر قرض ہی اگر نواب یہ قرض ادا کردین توہم نواب کے شریک ہین جبکہ اسمٰعیل خان کابلی نے یہ بات عرض کی فوراً ۲ لاکھ روپیہ بھیجدیا کہ یہ سوائے تنخواہ کے ہے۔ اونہون نے اپنے نام سے منصوری پیسہ جاری کیا تھا۔ تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہی کہ صفدر جنگ سیر چشمی اور دوسرے مراتب امارت مین اپنے زمانے مین اپنا نظیر نہین رکھتے تھے آٹھ ہزار پیادہ و سوار ہمیشہ اونکی رکاب مین حاضر رہتے تھے۔ اونکا دسترخوان نہایت پر تکلف کہانون سے ایسا وسیع چنا جاتا تھا کہ اوسوقت مین کسی بادشاہی امیر کے یہان یہ بات نہ تھی۔ اونہون نے اپنے بیٹے کی شادی ایسی دہوم دہام سے کی کہ یادگار زمانہ ہوگئی۔ انصاف یہ ہی کہ اگر احمد شاہ کے عہد مین اونکے مرتبے کو صدمہ نہ پہنچتا تو سلطنت کا انتظام ایسی خوبی سے کرتے جیسا کہ اگلے امرانے کیا تھا نقل ہے کہ ایک دن صفدر جنگ اپنی وزارت کے زمانے مین چھتے میں جو لکھوڑ[۱] کہلاتا تہا اور ساہو کا باڑ اوس چھتے کے اوپر سے گذر کر قلعہ مین جاتا تھا پہنچے تو وہان کسی خاص وجہ سے گھوڑا روکدیا مرزا عظیما سے اصفہانی اکسیر تخلص اونکے ساتھ تھا اوس سے فرمایا کہ اپنا کوئی شعر پڑہو وہ نواب کی نیت کو تاڑ گیا حسب الحال فی البدیہہ یہ شعر پڑہا۔

قد حمیدہ سدرہ گر بیرام شد ❊ این آب رفتہ رفتہ زبالای پل گذشت

صفدر جنگ بہت خوش ہوئے پانچہزار روپئے اور ایک ترکی گھوڑا ساز مکلف کے ساتھ عطا کیا۔

صفدر جنگ کے طفیل سے مسلمانون کا بید مصیبت مین مبتلا ہوجانا

[۱] تاریخ مظفری مین ہے اتفاقاً گذارہ ابو المنصور خان صفدر جنگ در ساباط لکھوڑ کہ آباد ساہو کار از بالاے ساباط مرقوم اندرون قلعہ میرود گردید ساباط سے مراد چھتہ ہی۔ مرآت آفتاب نما مین لکھا ہے کہ شاہ جہان آباد مین ایک چھتہ تہا جو لکھوڑ کے نام سے مشہور تھا اور چھتہ بیسیرا سی کو کہتے ہین جو دریبہ کا ہوا ہو ۱۲

مرہٹون کا جو قدم ملک مابین دوآبہ گنگا وجمنا مین آیا یہ صفدر جنگ کی فیاضی کا طفیل ہے چنانچہ عالم شاہی مین اوس موقع پر لکہا ہے جہان صفدر جنگ اور پٹھانون مین صلح ہوجانے کا بیان ہے ازان وقت رسم آمد مرہٹہ درین ملک جاری شد وعالمی از شومی قدم او سیاہ رفت صفدر جنگ نے احمد خان بنگش کے مقابلے مین ۱۱۶۴ ہجری مین مدد دینے کے صلہ مین مرہٹون کو سرحد کول و جالیسر و اٹاوہ و فرخ آباد و قنوج سے کوٹہ جہان آباد تک ملک حوالے کر دیا تہا مرہٹون نے رفتہ رفتہ نواح الہ آباد تک جو انتربید کا سنتے ہے اپنا ہاتہ پہنچایا اور اس پر ان تک ایسی سخت گیری وجبر سی کے ساتھ حکومت کی جس سے مسلمانون پر شدید مصائب گذرین۔ اگر گنگا وجمنا کا پانی روشنائی بن جاے تو بہی اون مصائب کا ایک شمہ تحریر ہو سکے گا نون اور ملکین جو سادات اور مشایخ اور علما کو سلاطین اسلام نے وقتاً فوقتاً دی تہین اور اونکی معاش اونہین پر منحصر تہی یک لخت ضبط کرلین اون لوگون کی نوبت بہیک تک پہنچ گئی۔ اور برہمن فقرا اسلام کو اوس کا دینا بہی پاپ سمجہتے تہے۔ اگر کوئی پیٹ پالنے کے لئے اونکی سرکارون مین نوکری تلاش کرتا۔ تو وہ بہی متعذر تہی کیونکہ یہ لوگ سواے اپنے ہم جنسون کے دوسرون کو جگہ کم دیتے تہے۔ خاصکر مسلمانون کو تو نوکری نہین رکہتے تہے۔ اور اگر رکہتے بہی تہے تو سپاہیون کے زمرے مین اقتدار کسی کا نہین دیتے تہے[1]

عبارت خاتمہ

حمد خالق کردگار و نعت سید الابرار و منقبت آل اطہار و اصحاب اخیار کے بعد ناظرین با تمکین پر مخفی نہ ہو کہ ان دنون کتاب تاریخ اودہ کا پہلا حصہ ٹہیک تمام ہوگیا۔ ارباب تحقیق کو اس کتاب کے ملاحظہ کے بعد واضح ہوجائیگا کہ ہندوستان مین آجتک اس جامعیت اور تحقیق کے ساتھ اودہ کی کوئی تاریخ نہین لکہی گئی۔ اور جن جن کتب تواریخ کا اس مین اقتباس ہے اون مین سے اکثر نظرون سے کم گذری ہونگی۔ اس کتاب کے مصنف ہمارے کرمفرما اور مخدوم مولوی حکیم محمد نجم الغنی خان صاحب ساکن رامپور رئاست روہیلکہنڈ ابن مولوی محمد عبد الغنی خان ابن مولوی محمد عبد الرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید صاحب محدث شاگرد حضرت

---

[1] دیکہو خزانہ عامرہ مؤلفہ سید مولوی غلام علی آزاد ۱۲

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ہین - مولوی صاحب موصوف ان دنون مہارانا ہائی اسکول اودیپور ملک میواڑ کے ہیڈ مولوی ہین - اونکے مفصل حالات ہم اس کتاب کے آخر مین درج کرینگے اس کتاب کی توثیق کے لیے اسقدر کہدینا کافی ہی کہ مولوی صاحب علوم مختلفہ مین ۱۷-۱۸ کتابونکے مصنف ہین - اور بعض کتابین مولوی صاحب نے زبان اردو مین ایسی لکھی ہین کہ جو ابتک اس زبان مین تصنیف نہین ہوئی تہین - مثلاً اصول فقہ مین ایک نہایت مبسوط اور جامع کتاب لکھی ہے جو جہپکر جلد شایع ہونیوالی ہی - ضخامت اسکی چالیس جزو کے قریب ہے - خاتمہ مین اس کتاب کے علم فقہ کے تمام مصطلحات کو بطور فرہنگ کے لگا دیا ہی - جس سے فقہا کو نہایت سہولت ہوجایگی - کئی سال کا عرصہ ہوا جب اول اول مولوی صاحب نے اپنا یہ خیال مولوی عبدالاحد صاحب مالک مطبع مجتبائی پر ظاہر کیا کہ علم اصول فقہ مین ابتک اردو مین کوئی کتاب نہین لکھی گئی ہے اس فن مین ایک کتاب لکھنے والا ہون تو اونہون نے فوراً اوس سال کی فہرست مین اصول شاشی کے ترجمہ اردو کا اشتہار دیدیا حالانکہ کئی سال سے وہ ترجمہ شایع نہ کرسکے اور مولوی صاحب زبان اردو مین فقہ اکبر کی شرح اس زمانے مین ختم کر چکے ہین جو ہمارے مطبع مین تاریخ اودہ کے بعد چہپکر شایع ہوگی -

تاریخ اودھ

جلد دویم

مفصل و مکمل حالات از نواب سعادت خان برہان الملک بانی
سلطنت اودہ تا خاتم السلاطین جان عالم واجد علیشاہ
تحقیق و ستہ واقعات سن اوّلہ تا آخرہ

مرتبہ
جناب مولانا حکیم محمد نجم الغنی خانصاحب رامپوری
ابن مولوی محمد عبدالغنی خان ابن مولوی عبدالعلی خان ابن مولوی
محمد عبدالرحمن خان ابن حاجی مولوی محمد سعید خان شاہ محمد مدرس اعلے
فارسی مہلا تا ہائی اسکول اودے پور
مولف و مصنف کتب متعددہ متعلق تاریخ طب صرف نحو و دینیات وغیرہ

ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء
مالک مطبع مطلع العلوم مراد آباد میں الیاس ابن علی پرنٹر و پبلشر نے چھاپا
اور شائع کیا

طبع اول ۵۰۰ ۔ ۱۶۱ - نمبر از سنہ ۱۹۶ء ۔ قیمت مجلد عہ

غلطنامہ تاریخ اودھ حصہ دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸	۲۸	مناسب سمجھ کر	مناسب نہ سمجھ کر
۹	۱	اپنا جہرہ	اپنا چہرہ
۹	۱۱	اور حسن کی خاص	اور پس کی خاص
۹	۱۲	ب بڑے	طرف بڑے
۱	۱۱	یہاں نہیں ہو	جہاں کہیں سے
۱۳	۸	معتقد رہیں	معتقد رہیں ہوتا
۱۳	۱۱	اور خیال پر	اور اس خیال پر
۱۴	۱۳	[illegible]	[illegible]
۱۵	۱۳	[illegible]	[illegible]
۱۶	۱۵	[illegible]	[illegible]
۱۷	۱۶	ایک بار اوقات دی	ایک یار اوقات سے
۱۸	۱۳	[illegible]	[illegible]
۱۹	۱۳	مقدر ہوا کہ مشہور	مقدر ہوا مگر مشہور
۱۸	۱۵	[illegible]	[illegible]
۱۸	۱۴	[illegible]	شاہ نے نہیں
۲۰	۸	خام شخ	تمام طبع
۲۲	۱۷	احمد شاہ ایرانی	احمد شاہ ابدالی
۲۴	۱۹	[illegible]	[illegible]
۲۵	۱۱	[illegible]	[illegible]
۲۶	۱	لاتے تھے اور	لاتے تھے اور
۲۷	۱۰	لڑائی ہوتی تھی	لڑائی ہو رہی تھی
۲۸	۷	[illegible]	حکم سیر دلی میں
۳۳	۲۲	[illegible]	لئے ہوئے کالی گئے ہونگی
۳۴	۱۳	لال سے جو شجاع	لال بے جو ہمت بہادر سے شجاع
۳۵	۱	جانب شمال پہنچکر	جانب شمال پر پہنچکر
۳۵	۲	راجہ سندرت	راجہ سندرت
۳۵	۱۸	اور ایک حال	اور یہ سب حال
۳۶	۶	ساتھ شکست پائی تھی	ساتھ سے شکست پائی تھی
۳۶	۱۷	لکھنؤ لے بھاگا	لکھنؤ سے لے بھاگا
۳۷	۲۴	فرخ کہ باد تک	فرخ آباد تک
۳۸	۱۱	نواب احمد خان نے	نواب احمد خان نے سمجھنی
			شجاع الدولہ کو انکی پاس بھیجا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
			اور افغانوں کو معزولی سے بچانے کے واسطے مدد مانگی - حافظ رحمت خان اس خوف سے کہ
۴۴	۹	اوسکے دریں	اوسکے ذریعہ سے
۴۰	۲۱	دو تین دن	دو تین ورق
۴۲	۱۳	ان لوگوں اوس	ان لوگونکی اوس
۴۲	۱۸	ماحصول حضرت وہاں آکر	ما حصول منصب وہاں سے جانے آنا مہتاب خان وہاں پہنچی
۴۷	۷	استقبال کو لیکئے	استقبال کو گئے۔
[illegible]	۲۱	بنگالی ہو جاتے	بنگالے سر ہو جائینگے۔
۴۹	۵	[illegible] کے راکوںکو	[illegible] کے پہاڑوں کو
۴۹	۵	وقت پہاڑوں	وقت پہاڑوں ایک گاؤں
۵۱	۱۶	ملکہ سہرام پہنچکر	ملکہ سہسرام پہنچکر
۵۲	۱۸	ہزار دل	ہزار دل ہوشی
۵۳	۱۶	اور یہ جعفر کو	اور میر جعفر کو
۵۳	۱۹	دریا سے کوہن	سو دریا سے سوہن
۵۴	۲۰	کھلوڑی	پھلواری
۵۶	۱۰	مطابق شہر مدعو	مطابق شہر اور موجودات
۵۷	۱۳	اوس سے بہتا ہی	اوس سے بہت ہی
۵۹	۱۴	مرزا بہلول	مرزا بہلو
۵۹	۲۰	سر بیچ دیکھا	سر سر بیچ دیکھا
۶۸	۲۲	دنیا گوا تھا	دنیا گوارا تھا
۷	۱۸	لڑائی ہی	یہ لڑائی ہی
۷۳	۸	مال گذاری زمینداری	مالگذاری سوا سے مالگذاری زمینداری
۷۳	۲۰	مصیبت منزلقوں کا	مصیبت زدہ منزلقوں کا
۷۴	۱	کپتان شیلبس	کپتان سیلس
۷۴	۵	کہ میں چار آدمی	کہ بس چار آدمی
۷۵	۱۴	پاکر کہ وزیر کی	پاکر کہ وزیر کو
۷۹	۱۴	سن ۱۷۱۵	سن ۱۷۶۵
۷۹	۱۵	معلوم ہوتا ہے کہ وہ	معلوم ہوتا ہے کہ جاوے
۸۲	۸	اور طمع ہوتی	اور طمع کی ہوتی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۷	۱۵	اورنا وتکو	اور اونکا تو رشتے دار سعد تو قوی بیگہ
۸۷	۱۴	توپخانہ واساب جاگیر	آتی خانہ و اسباب عیرہ متعلقات کے سفر رکھین و نیلے
۸۷	۱۸	اور ۲۳ ہزار	اور ۲۳ ہزار بند وقیون
۸۷	۱۹	برق انداز جو	برق انداز جمعہ تعلقات
۸۸	۱	چار ہزار	بارہ ہزار
۸۸	۲۵	سواے کے مقدر	سواے کے سوا حسب مقدر
۸۹	۴	حسام اسد خان	حسام الدین خان
۹۰	۲۵	شاہ عالم بہی گنج	شاہ عالم بہی گنج
۹۵	۱۱	سکاں [illegible]	بجاے [illegible]
۹۶	۲۳	سفر نامہ	سفر بیاہ گم
۹۹	۲۴	سفر [illegible] جو	سفر تیار رخصت کر دیا جو
۱۰۰	۱۰	کچھ کھانا	کچھ کھانے کو منگا و
۱۰۰	۱۱	انہا سراحت	نہین استراحت
۱۰۶	۴	اوسکے جیسے ور	اوسکے جیسے بورمین
۱۰۹	۴	واکر با ستینرہ جنگ	واکر باستینرہ وجنگ
۱۰۹	۱۳	اورکچھ نہین ہوتا	اورکچھ نہین معلوم ہوتا
۱۱۳	۳۰	اور زیادہ	اور زیادہ آمادہ
۱۱۳	۲۲	جو کہتے تہے	جو وہ کہتے تہے سو کرتی تہی
۱۱۴	۲۲	اونہون نے کہ	اونہون نے سمجہا کہ
۱۱۶	۱۴	اور دو سے	اور دو آسے
۱۲۴	۱۱	عذر پیش کر کے	عذر پیش کیا حافظ صاحب سے پندرہ ہزار روپیہ اونکے پاس بہیجدیا سینتیس جیسے نگدستی کا عذر پیش
۱۲۸	۱۳	توپخانہ انگریزی	توپخانہ دیگر انگریزی
۱۳۲	۱	جب یہ شناخت	جب یہ شناخت ہوا
۱۳۲	۸	روپئے دے	روپئے دے سکے
۱۳۲	۱۱	اورشاہ بہی	اور شاہ مدن بہی
۱۳۰	۷	اوسکے لئے	اوسکے بیٹے کے لئے
۱۳۳	۸	اوس سے آمد آمد	اوس سے خوف آمد آمد

صفحہ	سطر	غلطی	صحیح
۱۳۳	۱۳	بسنت کو [illegible]	بسنت [illegible]
۱۳۸	۹	اوسکو لیا ہے	[illegible] ولے لیا تہا
۱۴۰	۱۱	مرزا [illegible]	مرزا اصفہانی
۱۴۴	۲۰	بیلی بہیت	بیلی بہیت [illegible]
۱۴۵	۲	رس بار سو [illegible]	[illegible]
۱۴۶	۲۰	وصول [illegible]	[illegible] ہوا تو
۱۴۷	۱۵	ملا شیخ علی [illegible]	[illegible]
۱۴۹	۱۱	اور نواب مستقیم خان	[illegible]
۱۵	۱۵	تمام [illegible]	[illegible]
۱۵۲	۸	[illegible]	رخصت لوکے آپ ہی [illegible]
۱۵۳	۱	اونہاں اوتان	اونہا مین او [illegible]
"	۲	ملا سیف اور بہیر	[illegible] اور بہیر
۱۵۴	۱۸	جیسا کہ حاکم کے	جیسا کہ بہیت عالم سے تبدیل ہونے کے
۱۵۸	۵	بہیجدیا کرتا ہے	بہیجا کرتا تہا
۱۶۲	۷	وصلوۃ سے تہے	وصلوۃ سنتے تہے
۱۶۴	۱۵	گیارہ سینتہہ مین	گیارہ سو سینتہہ مین
۱۶۵	۴	سیبنی بیگم	سبیتی بیگم
۱۶۹	۳	مرزا اہرنگ	مرزا بزرگ
۱۶۹	۷	مصطفوی مین	مصطفوی خان مین
۱۶۹	۹	بہادر شاہ اودہ	بہادر شاہ اودہ [illegible]
۱۷۰	۷	بہو بیگم	بہو بیگم والدہ
۱۷۱	۱	نا فرمانی	نافرمانیاں
۱۷۲	۸	عہدہ مین عہدہ	عہد مین عہدہ
۱۷۳	۱	کرتا ہے اور عبداللہ	کرتا ہے اور مختار الدولہ
۱۷۴	۱۸	نواب فیض اللہ خان	نواب سعد اللہ خان
۱۷۶	۲	بسواڑہ کی عطا	بیسواڑہ کی حکومت عطا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۷۷	۱۴	عبور کیا اور فرح	عبور کیا فرح
۱۷۷	۱۶	سنی مذکور سے	جسبنی مذکور نے
۱۷۷	۱۷	ہو آخر دم	ہو کر آخر دم
۱۷۷	۲۵	مقابلہ کیا	مقام کیا
۱۷۹	۲۴	اور اوس تمام ساختہ	اور اوس کا تمام ساختہ
۱۸۰	۱۴	یہ لوگ گوڑہ ٹانکہو	یہ لوگ گدہ ٹانکیو
۱۸۱	۱۴	لبنرج	لبشبرج
۱۸۱	۲۵	پینہ سرونج	پٹنہ سرنج
۱۸۳	۱۹	اوسی دن سے	اوسی وہان سے
۱۸۳	۲۳	تنخواہ دینے کا	تنخواہ نہ دینے کا
۱۸۳	۱۰	ساتہہ جیہ ملیٹین	ساتھہ چہیات ملیٹین
۱۸۳	۲۳	تنخواہ بھی ملک	تنخواہ بھی ملک مین
۱۸۳	۲۴	عمل کیا	عمل نکیا
۱۸۵	۳	متوسط غنایت	متوسط کو غنایت
۱۸۵	۹	پھر ایک مختار الدولہ	پھر ایک شخص مختار الدولہ
۱۸۸	۴	جاگرا اور گنجات	جاگیر اور گنجیات
۱۸۹	۷	ان سے ملا تھا	ان سے نہ ملا تھا
۱۸۹	۱۳	اور سرپیچ جواہر	اور سرپیچ جواہر
۱۹۴	۱۴	الہ آباد کو چلا گیا بہت دنکے انتظام سا نبانہ کرکے آصف الدولہ سے رخصت حاصل کرکے چلا گیا اور ہند کو	چلا گیا اور ہند کو
۱۹۷	۲۵	اوسوقت علی خان	اوس وقت سعادت علیخان
۲۰۳	۱۳	کو جونکہ	کو چلا گیا جونکہ
۲۰۳	۱۷	اور مول کی راہ	اور منو نگر کی راہ
۲۰۳	۱۸	انکار نے یہ	انکار محض کیا کہ یہ
۲۰۵	۹	اوباشی اور توشی	اوباشی اور قزاقی تھی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۹	بہرے پر	بہرے سر پر
۲۱۰	۹	اور حسن خان	اور حسن رضا خان
۲۱۰	۱۰	بہت نیک	بہت نیک طینت
۲۱۰	۱۷	کلکتہ کے آکر	کلکتہ سے آکر
۲۱۰	۸	دلا کر سند جا	دلا کر سند مین
۲۱۲	۳	اور خان ولد	اور احمد خان ولد
۲۱۲	۲۳	اور سنہ ہجری	اور سنہ ۱۲ ہجری
۲۱۳	۱۵	سنہ ۱۷۶۶ ہجری	سنہ ۱۷۶۶ عیسوی
۲۱۷	۴	ساتہ ہزار	ساٹھ ہزار
۲۱۷	۱۰	متوطن شہر نارس	متوطن بنارس شہر بنارس
۲۱۹	۶	ہوئی اور آگئے	نہ ہوئی اور آگئے
۲۱۹	۲۱	ملی ہے ان	ملتی ہے ان
۲۲۱	۱۳	دولاکہہ ہزار روپیہ	دولاکہہ ساٹھ ہزار روپیہ
۲۲۳	۳	اور ایک مقرر ہو	اور وہاں ایک صد مقرر ہو
۲۲۳	۹	ایک دفعہ ۲۵ لاکہہ روپیہ	ایک دفعہ وہ ۲۶ لاکہہ روپیہ توجہ سے اس حاکے سے لے چکا ہے کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہی اب دوبارہ تیس لاکہہ روپیہ کو سمجھا
۲۲۵	۱۴	ہاتھون ہاتھ سکلوا لیا	ہاتھون ہاتھ نکلوا لیا
۲۲۸	۴	کو کلکتے	کو لیکر کلکتے
۲۲۸	۵	اونہون نے اپنا ملیا	اونہون نے اتنا ملیا
۲۲۹	۴	چالیس لاکہہ	چالیس لاکہہ
۲۳۱	۲۳	فیض اللہ خان اس	فیض اللہ خان نے ریاست ضبط کر لی اور نواب فیض اللہ خان اس

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۴۰	۱۸	جس راستے سے لوٹے	جس راستے سے گئے تھے اوسی راستے سے لوٹے
۲۴۴	۴	معاملہ درست	معاملہ بیت کیا
۲۴۴	۱۲	اکبر علی خان	اکبر علیخان و حسین علیخان
۲۴۶	۱۲	جب فقیر نے	جب فقیر نے لیے
۲۴۸	۱۵	وزیں عقد فرخ دلم شاد شد	ازیں عقد فرخ دلم شاد شد که این خانہ دولت آباد شد
۲۴۹	۵	آمدنی سے ہے	آمدنی ایسی ہے
۲۵۱	۷	گورنرنہ کی	گورونکی
۲۵۱	۱۱	رام کی جانب	رامپور کی جانب
	۱۵	الماس خان	الماس علی خان
	۱۹	اورہر ندا داروغہ	اور بڑے مردار داروغہ
۲۵۲	۱۰	انگریزوں خطبہ	انگریزوں سی خفتہ
۲۵۲	۲۲	ایک اور شخص کو	ایک شخص کو
۲۵۴		ی خوش	جسکی خوشی
۲۵۴	۰	باقی جماعت	باقی جو تھی جماعت
۲۵۵	۴	[illegible]	[illegible]
۲۵۶	۸	بھاگے ہوئی ویشکار	بھاگے [illegible] سردار
۲۵۷	۲۰	گرفتہ آمد	گرفتہ آمد [illegible]
؍؍	۲۳	نام محبوب	نام خفیہ
۲۵۸	۱۲	[illegible]	[illegible]
۲۵۹	۱۳	[illegible]	[illegible]
۲۶۰	۲	[illegible] خان	[illegible] خان کو
؍؍	۵	اسکا [illegible]	[illegible]

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۶۱	۸	قسم کی نہیں	قسم کی تکلیف نہیں
۲۶۴	۷	بھیج گئی تھی	اسکے اوپر یہ حاشیہ ہے دیکھو جاگنا مہ معظم
۲۶۴	۱۴	دیوان [illegible]	نواب فیض اللہ خان
۲۷۰	۳	سے تا تکدر	سے یا تکدر
۲۷۷	۱۵	پچاس سال بھی	پچاس سال سے
۲۸۴	۲۴	خبر اوڑاتی ہے	مزے سے اوڑاتی تھے
۲۸۶	۲۰	اونکو تبا یا کرتی تھی	اونکو اپنا تبا یا کرتے تھے
۲۸۷	۱۱	سقیم کردیا	سقیم پیر کردیا
۲۸۷	۱۸	آپکو وصل	آپکو حاصل رہے گا
؍؍	۲۲	گورنر جنرل وزیر علی	گورنر جنرل سے وزیر علی
۲۹۱	۷	اور تمام جلوس کیا	اور تمام جلوس امارت سو پچاس
۲۹۱	۱۲	اطراف کی اطراف	اطراف
۲۹۴	۱۹	کہ جو شخص	یہ دہرم کہ جو شخص

تاریخ اودھ حصہ دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شجاع الدولہ کی مسند نشینی

جبکہ ۱۱۶۷ ہجری مطابق سنہ ۱۷۵۳ء مین صفدر جنگ مرگئے اور شجاع الدولہ جانشین ہوئے تو اسمٰعیل خان کابلی اونکا مدارالمہام تہا[ف] - اوسنے چاہا کہ نواب کو صاحبزادونکی طرح رکہے - اور خود حکومت کرے اسلئے سرداران مغلیہ کو متفق کرکے شجاع الدولہ سے منحرف کردیا - پس اونمین سے کوئی شجاع الدولہ کی خاطرخواہ اطاعت نہین کرتا تہا - بلکہ ہر ایک اپنے آپ کو شجاع الدولہ کا چچا سمجہتا تہا - اور ہمیشہ محمد قلیخان کے جو الہ آباد کا حاکم تہا دولتخواہ تہے - اور یہ چاہتے تہے کہ اوسی کو مسند نشین کرکے شجاع الدولہ کے لئے کوئی جاگیر مقرر کردین - اور اسیطرح انکی راے تھی کہ دوسرے عزیزان صفدر جنگ کے لئے بھی جاگیرین مقرر کردیجائین - چونکہ نواب کا بخت قوی تہا کسی کی کوشش کارگر نہوتی تھی اور اسلئے کہ مغلیہ اون سے بالکل انحراف رکہتے تھے - اور شجاع الدولہ

[ف] دیکھو گیان پرکاش ۱۲

عیاش بھی تھے۔ امراؤ گرا ور بہت بہادر سے زیادہ مانوس تھے۔ یہی دونوں نواب کی صحبت میں رہتے تھے۔ اگرچہ امراؤ گر عمر میں بڑا تھا۔ شجاع الدولہ سنہ گیارہ سو چوالیس ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔ اونکی ولادت کی تاریخ اس شعر کے دوسرے مصرع سے نکلتی ہے ؎

بدولت خانۂ نواب منصور ؎ برآمد آفتاب از مطلع نور

چونکہ اس شعر میں بظاہر کوئی ایسی بات نہیں ہے جو اسکے تاریخ ہونے پر دلالت کرتی ہو۔ مفتاح التواریخ کے مولف نے وہ مصرع اوسپر اپنی طرف سے لگا کر یون تاریخ تمام کی

چو آن فرخندہ اختر شد نمایان ؎ بدولت خانۂ نواب منصور

فلک برگفت تاریخ تولد ؎ برآمد آفتاب از مطلع نور

اس حساب سے شجاع الدولہ کی عمر مسند نشینی کے وقت ۲۳ - ۲۴ سال کی تھی

شجاع الدولہ کا سرراہ ایک کھتری کی نوجوان لڑکی کو دیکھ کر فریفتہ ہو جانا اور ناگہان کو شب کے وقت اوس کے مکان پر بھیجکر اوس کا پلنگ اٹھوا منگوانا اس فعل کے سرزد ہونے سے مغلون کا اونکی معزولی پر آمادہ ہونا۔ اونکی والدہ کی کوشش سے اونکے سر سے اس بلا کا ٹل جانا

ایک دن نواب شجاع الدولہ ہاتھی پر سوار ہو کر شہر میں ایک رستے سے نکلے۔ ایک محلے میں نہایت کوٹھے پر ۱۴ برس کی ایک لڑکی کھڑی تھی اوسپر نظر جا پڑی۔ اوسکی دلفریب صورت دیکھ کر فریفتہ ہوگئے۔ بعد اسکے مخبرون سے کہا کہ اس مکان کے مالک کا پتا لگاؤ۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ گھر ایک کھتری کا ہے۔ نواب وہانسے اپنے مکان میں پہنچے۔ مگر عشق کی وجہ سے پلنگ پر بےچین رہے۔ اور رات بھر کچھہ نہ کھایا۔ دوسرے روز راجہ ہمت بہادر نے ہندو مذہب کی دو کسبیان نواب سے ملائین نواب نے اونکو انعام و عنایات کا امیدوار کرکے اوس عورت کا پتا دریافت کرنے کے لیے بھیجا۔ اوہنون نے سب حال معلوم کرکے نواب کی خدمت میں عرض کرایا اور تین

روز کے بعد راجہ نے اپنے ہمراہی چند تلنگے آدمی رات کے وقت اوس کنبہڑی کے مکان پر بطور چورون کے بھیجے - اوس عورت کے گھر کے آدمی خوف سے سہم گئے - یہ لوگ اوس کا پلنگ اوٹھا کر نواب کے پاس لے آئے - نواب کی عمر اوسوقت ۲۳ یا ۲۴ سال کی تھی - اوس سے صحبت کرکے رخصت کر دیا - وہ گرتی پڑتی اپنے گھر کو گئی - وارثون نے دریافت کیا کہ شب کہان رہی اور کیا بلا پیش آئی - اوس نے تمام حال بیان کیا - گھر والون نے قرینے سے دریافت کر لیا کہ وہ آدمی نواب شجاع الدولہ کے ایما سے آئے تھے - کوئی اونمین سے چور نہ تھا بلکہ تلنگے تھے غالبًا ہمت بہادر نے بھیجا ہوگا - پس چند آدمیون نے متفق ہو کر راجہ رام نراین دیوان کے پاس جا کر زمین پر پگڑیان ڈالکر کہا کہ رعیت پروری اسی کا نام ہے - ہم یہان سے جلا وطن کرین گے ہماری سکونت یہان ممکن نہین - راجہ رام نراین اور راجہ جگت نراین اوس کا بھتیجا دس بارہ بڑے کھتریون کو ہمراہ لیکر ننگے سر اور ننگے پاؤن اسماعیل خان کابلی کے پاس گیا اور عرض کیا کہ والی ملک نے رعیت کے آزار پر کمر باندھی ہے - ہم آپکو صفدر جنگ کی جگہ جانتے ہین - اب ہم کو آپ اجازت دین کہ یہان سے نکلکر اور کسی ملک مین چلے جائین - یا ہماری فریاد رسی کرنا چاہیے - اسماعیل خان نہایت ناراض ہوا - اور کئی مغل سردارون کو بلا کر یہ سارا ماجرا اون سے بیان کیا اور سب کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بھائی کو نواب سے لیکر سزا دینا چاہیے - اگر نواب انکے سپرد کرنے پر راضی ہوے تو بہتر ہے نہین تو محمد قلی خان کو الہ آباد سے بلا کر مسند نشین کر دینا چاہیے - اور نواب کے لیے جاگیر مقرر کر دیجائے - سب نے اسماعیل خان کی رائے سے اتفاق کرکے نواب کو پیام دیا کہ ہمت بہادر اور اوسکے بھائی کو ہمارے حوالے کر دینا چاہیے - نواب نے کہا کہ ہمت بہادر میرا محکوم ہے - اس نے جو کچھ کیا میرے حکم سے کیا ہے تمکو مجھ سے بازپرس کرنا چاہیے نہ ہمت بہادر سے - اور یہ بات بخوبی یقین کر لو کہ جب تک مین زندہ ہون کسی کی یہ مجال نہین کہ ہمت بہادر کو ایذا پہونچا سکے مین ایسی ریاست کا خواہان نہین - ایسی مسند سے فقیر کا بوریا ہزار درجہ بہتر ہے - تمکو اپنی جمعیت پر ناز ہے - مین اس تھوڑی سی جماعت سے مقابلے کو حاضر ہون - جب ارادہ کروگے اودہر سے کمی نہ پاؤگے - مغلیہ سردارون نے محمد قلی خان کو لکھکر الہ آباد سے طلب کیا اوسکے آنے مین ابھی آٹھ دس دن موقوف کیے - شجاع الدولہ کی والدہ نے رام نراین کو اپنی ڈیوڑہی پر بلا کر بیٹے کی اوڑہنی دکھا کر کہا کہ اپنے آقا زادے کیساتھ یہی سلوک کرنا چاہیے تھا - لاکھون روپے تمھارے اسکے یہان سے ہاتھ لگے [illegible] صفدر جنگ نے اون کے لیے پرورش کیا تھا - [illegible]

ہندو کے واسطے اتنی ہنگامہ آرائی مناسب نہ تھی ۔ مانا کہ محمد قلی خاں صفدر جنگ کا بھتیجا ہے لیکن شخص کا نام بیٹے سے باقی رہتا ہی ۔ بھتیجے سے ۔ رام نراین نے کہا کہ اگر صاحبزادی میری حمایت چاہیں تو حاضر ہے ۔ مگر جو رویہ اونہوں نے اختیار کیا ہی اوس سے ملک ویراں ہو جاتے ہیں دوست دشمن بنجاتے ہیں ۔ یہ جو کچھ شورش تھی صرف اس سے یہ مقصود تہا کہ آیندہ کبھی ایسی حرکت نکریں جس سے بدنامی ہندوستان میں ہوگی ۔ جبکہ بیگم صاحبہ نے رام نراین کو اپنے شوہر کے احسانات جتا کر قائل و معقول کیا تو اوس نے کہا میں تابعدار ہوں اگر مجھکو معلوم ہوتا کہ اس معاملہ کو اتنا طول ہوگا تو کہتیروں کو پہلے ہی راضی کر لیتا ۔ اب آپ اسماعیل بیگ اور دوسرے سرداران مغلیہ کو بلاکر اسی طرح تالیف کریں تو امید اصلاح کی ہی ۔ چنانچہ اونہوں نے سب کو بلاکر ایسے کلمات کہی کہ سب محجوب ہو اور معزولی کے ارادے سے باز آئے[۱] ۔ گیان پرکاش و سیر المتاخرین و ملخص التواریخ میں لکھا ہی کہ شجاع الدولہ کی مسند نشینی سے آٹھ مہینے کے بعد اسماعیل خان چیلہ مرگیا تو تمکین خاں خواجہ سرا نائب ہوا اور رام نراین و مہانراین کار ریاست کے سوال و جواب میں رہتے لگے ۔ شجاع الدولہ گو جوان لاابالی تھے مگر بسبب شجاعت کے صوبہ اودہ کے سرکشونکی تادیب اور انتظام خوب کیا ۔ اور عیاشی میں بحد شرارت نوشی کے سہنمک تھے ۔ اکثر عورتونکی مباشرت میں راغب ۔ اور لہو و لعب میں مصروف رہتے تھے ۔ لیکن مزاج میں حیا و شرم اور عفو و اغماض اور ترحم تہا[۲]

نواب شجاع الدولہ کا نواب سعد اللہ خان روہیلے سے دستار بدل لینا

شجاع الدولہ کو عماد الملک غازی الدین خان کی طرف سی ہمیشہ کھٹکا رہتا تھا کہ مبادا وہ بادشاہ کے مزاج کو اونکی طرف سے مکدر کردی ۔ اسلئے علاء الدول عرف میر سنجھلے پسر غلام احمد خلف خان جہاں بہادر کوکہ محی الدین اورنگزیب عالمگیر کو نواب سعد اللہ خان کے پاس بہیجکر دوستی اور تبدیل دستار کی خواہش ظاہر کی ۔ نواب سعد اللہ خان نے اونکو جواب میں خط لکھا جس میں نہایت تپاک ظاہر کیا اور وہ خط پسر مذکور کے حوالے کیا میر سنجھلے وہ خط نواب شجاع الدولہ کے پاس لیگیا اور جسقدر دوستی و محبت کا اشتیاق نواب سعد اللہ خان کی زبان سے سنا تہا وہ بھی بیان کیا ۔ نواب شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ نواب سعد اللہ خان کو میر سنجھلے کے ہاتھ بھجوائی ۔ اور اونکی دستار سربستہ آپ

[۱] دیکھو عماد السعادت [۲] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

منگوائی اور تمام ہندوستان میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ یہ دونوں رئیس دستار بدل بھائی ہیں اور ہر ایک دوسرے کا ہر حال میں شریک ہی۔ فرح بخش میں یہ واقعہ اسی طرح آیا ہے۔ اور حافظ رحمت خان کی اولاد نے تبدیل دستار کے متعلق ایک اور طرح حکایت بیان کی ہی۔ جسکو ہم آگے چلکر ذکر کرینگے۔

غازی الدین خان عماد الملک کی شجاع الدولہ پر چڑھائی۔ نواب سعد اللہ خان کا شجاع الدولہ کی مدد کرنا اور اونکی مداخلت سے باہم تصفیہ ہو جانا

سنہ ۱۱۷۰ ہجری میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر بڑے زور و شور سے حملہ کیا اور دہلی میں پہنچکر تمام شہر کو لوٹ لیا دس ماہ تک ٹھہرا رہا۔ جب احمد شاہ نے غازی الدین خان سے روپیہ بطور پیشکش کے طلب کیا تو اوسنے احمد شاہ سے عرض کیا کہ کسی تیموری شاہزادی کو میرے ساتھ کر دیجیے تو ملک انتربید (ملک میں دوآبہ گنگا وجمنا) میں جا کر بطریق نذرانہ وصول کر کے لاؤں۔ مگر اس سے اوس کا اصل منشا یہ تھا کہ شجاع الدولہ والی اودھ سے جبراً روپیہ وصول کرے۔ احمد شاہ کے حکم سے ہدایت بخش ولد عالمگیر ثانی اور مرزا بابر داماد عالمگیر ثانی کو مع افواج درانی بہ حکم جان باز خان ساتھ لیکر غازی الدین خان فرخ آباد کی طرف روانہ ہوا۔ گل رحمت میں لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حافظ رحمت خان کو بھی تحریر کیا تھا کہ عماد الملک شاہی فوج کے ساتھ صوبہ اودھ کی طرف روانہ ہوا ہی تاکہ شجاع الدولہ سے تمام پیشکش وصول کرے۔ اگر شجاع الدولہ دینے میں عذر کری تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ چنانچہ حافظ رحمت خان فوج جمع کرنے اور عماد الملک کا انتظار کرنے لگے۔ نواب احمد خان بنگش نے بہت سے گھوڑے ہاتھی اور اسباب دیا اور تھوڑے سے پٹھان بھی مدد کے لیے ساتھ کر دیے عماد الملک نے گنگا کو عبور کر کے شجاع الدولہ پر چڑھائی کی۔ اور کودیو ربر پرگنہ مہر آباد کے میدان میں ڈیرے کر دیے اور شجاع الدولہ کو پیام بھیجا کہ ملک بادشاہی فوراً خالی کرنا چاہیے۔ اور صفدر جنگ کا تمام مال بھیجنا چاہیے۔ اور شاہزادوں کے لیے پیشکش حاضر کرنا چاہیے۔ اس پیام سے شجاع الدولہ بہت خائف ہوے۔ اور وہ بھی لکھنؤ سے روانہ ہو کر حملہ آوروں کے روکنے کے ارادے سے سانڈی پالی تک آئے۔ یہ مقام لکھنؤ سے ۸ میل ہے۔

فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے میر مجھلے کو نواب سعد اللہ خان کی خدمت میں بھیجکر التماس کیا کہ ایسے وقت میں اس دوستدار کی مدد کرنا چاہیے۔ میر مجھلے نے تمام حال نواب سعد اللہ خان سے بیان کیا کہ عماد الملک شاہزادوں کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ

کی بربادی کے درپے ہے۔ اور صفدر جنگ کے تمام خزانوں اور مال کی ضبطی کے لئے بڑی بھاری
فوج سے چڑھائی کی ہے۔ ایسے وقت میں آپ مدد کریں۔ نواب سعد اللہ خان نے تیاری کر کے
اپنے بھائیوں کو ہمراہ لشکر اور حافظ رحمت خان دوندی خان بخشی سردار خان فتح خان خانساماں
عبد الستار خان شیخ محمد کبیر ملا محسن۔ اور سپہ سالار تمام وغیرہ کی سپاہ کے ساتھ آنولہ سے کوچ
کیا۔ اور میر غلام رسول کو پیشتر سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا۔ اور ایک خط اس مضمون کا
اوسکے ساتھ کیا کہ جان و مال اور ملک و ناموس کو جب اوں عہد و پیمان کے ہمارا آپ کا ایک ہے
آپ کسی قسم کا تردد نکریں۔ ہم بہت جلد پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ پہنچتے ہیں۔ نواب سعد اللہ خان
میر فتح پلے کی رہائی کے بعد کڑے کرتے ہوئے کوچ کر کے کوڑیور میں پہنچ گئے۔ اور دونوں لشکروں کے
درمیان میں قیام کیا۔ اور اپنے دربار میں زورسی برملا کہا کہ جو کوئی نواب شجاع الدولہ کا مخالف و
معاند ہے وہ ہمارا دشمن ہے۔ اوس کو چاہئے کہ وہ اول میرا سر کاٹے پھر نواب شجاع الدولہ کے
سر کے کاٹنے کا ارادہ کرے۔ اس عرصے میں عالمگیر ثانی کے متواتر فرمان نواب سعد اللہ خان کو
پہونچتے رہے کہ شاہزادوں کی خدمت گذاری اور اطاعت اچھی طرح انجام دیں۔ اور شجاع الدولہ کو
نکال کر صفدر جنگ کا مال ضبط کر لیں۔ اس خدمت کے صلے میں عنایت بادشاہی کے مورد ہونگے
مگر نواب سعد اللہ خان نے بادشاہ کے احکام کی تعمیل نہ کی بلکہ برخلاف اون احکام کے
نواب عماد الملک کو صاف کہلا بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ سے نہ لڑنا چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ
شاہجہان آباد کو لوٹ جائیں۔ گل رحمت کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان
احمد شاہ درانی کے احکام کی پابندی کی وجہ سے بظاہر عماد الملک کے جنبہ دار
تھے۔ شجاع الدولہ نے ساندہی بالی سے حافظ رحمت خان کو خط لکھا کہ عماد الملک میری
خانہ ویرانی کے درپے ہے کسی صورت سے صلح پر راضی نہوگا۔ آپ میرے چچا کی
جگہ میں ایسی تدبیر کریں کہ صلح ہو جاوے۔ اور میری طرف سے احمد شاہ کا مزاج بھی
ناخوش نہو۔ حافظ رحمت خان نے صفدر جنگ کی دوستی کی وجہ سے شجاع الدولہ
کو تسلی آمیز خط لکھے۔ اور صلح کی کوشش میں مصروف رہے۔ اس عرصے میں شجاع
الدولہ نے عماد الملک کے پاس سفیر بھیجکر صلح کی استدعا کی۔ چونکہ عماد الملک کو شجاع
الدولہ کی خانہ ویرانی منظور تھی اس لئے اتنا روپیہ مانگا جو شجاع الدولہ ادا نہ کر سکتے تھے
اور اس عرصے میں طرفین کے قراولوں میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں بھی شروع ہو گئیں۔ حافظ

رحمت خان عماد الملک کے مافی الضمیر پر مطلع ہو کر صلح کی فکر میں ہوئے اور نواب سعد اللہ خان کو کہلا بھیجا کہ تم شجاع الدولہ کے ڈیرے پر جا کر صلح کی تدبیر کرو۔ چنانچہ نواب موصوف نے شجاع الدولہ کے پاس پہنچکر تبدیل دستار کر کے اخوت پیدا کرلی۔ اور اپنے ڈیرے کو لوٹ آئے حافظ صاحب نے بنا بر نواب سعد اللہ خان کے اس کام سے ناخوشی ظاہر کی۔ مگر اس تقریب صلح کی گنجائش پاکر عماد الملک کو کہلا بھیجا کہ سعد اللہ خان نے بیخردی سے جو خردسالی کا مقتضے ہے شجاع الدولہ سے صلح کرلی ہے جسکا حال آپ نے سنا ہی ہوگا۔ شجاع الدولہ بھی اپنی مقدرت کے موافق روپیہ دینے کو حاضر ہیں۔ اور مجکو احمد شاہ درانی کا یہی حکم ہے کہ اگر شجاع الدولہ پیشکش ادا کرنے میں حیلہ و حجت کریں اور لڑائی بر نوبت پہونچے تو عماد الملک کی مدد کیجیو۔ اگر میری صلاح ہو تو صلح کرلو ورنہ میں اپنے ملک کو لوٹ جاؤنگا۔ اور شاہ کو سارا حال لکھ بھیجونگا۔ عماد الملک نے مجبور ہو کر پانچ لاکھ روپیہ نذرانہ شاہزادوں کو پیش کرنے پر صلح کرلی —

در عبرت نامہ ذکر ہے کہ نواب سعد اللہ خان نے ان پانچ لاکھ روپیوں کے خود ادا کرنے کا ذمہ لے لیا۔ اور ضمانت نامہ لکھکر عماد الملک کے پاس بھیجدیا۔ پھر شجاع الدولہ نے یہ روپئے نواب سعد اللہ خان کے پاس پہنچا دیئے۔ اور نواب سعد اللہ خان نے اپنے حوالے سے یہ روپے بادشاہ کے حضور میں بھجوا دیئے۔ شجاع الدولہ نواب سعد اللہ خان کے بہت ممنون و مشکور رہے اور صلح ہوئی واللہ اعلم۔ بعد ۹ شوال سنہ [illegible] ہجری کو شجاع الدولہ نے سانڈی سے کوچ کیا۔ اور چار روز میں لکھنؤ پہونچ گئے۔ اور نواب سعد اللہ خان آنولے کو لوٹ گئے۔ سیر المتاخرین اور مآثر الامرا میں بیان کیا ہے کہ یہ لڑائی نواب سعد اللہ خان کی وجہ سے شجاع الدولہ کے سر سے ٹل گئی۔

شجاع الدولہ کا گنا بیگم دختر علی قلی خان والہ داغستانی کے ساتھ مناکحت کرنا

تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ علی قلی خان والہ تخلص نے سنہ [illegible] ہجری میں انتقال کیا۔ تاریخ وفات اس مصرع سے ظاہر ہے ؎ شد آیت پیوستہ والہ رحمت ☆ اوسکی بیٹی گنا بیگم نہایت حسن و جمال رکھتی تھی شجاع الدولہ اوسکی مواصلت کے خواستگار ہوئے۔ اور شیر انداز خان کو اوس لڑکی کی ماں کے پاس نکاح کا پیام لیکر بھیجا۔ وہ عورت رضامند ہو گئی — اور اپنی بیٹی کو لیکر دہلی سے

لکھنؤ کو روانہ ہوئی۔ جب اکبرآباد مین پہونچی تو جواہر سنگھ پسر سورج مل جاٹ والی بھرت پور اوس کے حسن وجمال کا شہرہ سنکر مفتون ہو گیا۔ اور آدمی بھیجے کہ اوس لڑکی کو چھین لین۔ کئی وزیرخان میں تیرانداز خان کے آدمیون سے اور جواہر سنگھ کے آدمیون سے لڑائی ہوئی۔ لڑکی کی ماں نے یہ خبر سنکر جالبازی کی۔ اور تھوڑے دنون لطائف الحیل مین بسر کر کے ایک دن موقع پاکر لڑکی کو لیکر فرخ آباد مین نواب احمد خان بنگش کے پاس چلی گئی۔ یہان غازی الدین خان عماد الملک احمد شاہ ابدالی کے خوف سے موجود تھا۔ اور اوسکے انجام کار کا منتظر تھا۔ اوسنے گنا بیگم کے حسن وجمال کا حال سنکر چاہا کہ اوس کو اپنے عقد مین لاوے۔ اور نواب احمد خان نے اپنا مافی الضمیر ظاہر کیا۔ مگر نواب نے شجاع الدولہ کا پاس خاطر کیا۔ اور گنا بیگم کو اونکے پاس بھیجا دیا۔ جنھون نے اوس سے نکاح کر لیا۔ آرون صاحب کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ علی قلی خان والہ اعستانی کی ایک بیٹی بنو بیگم نام عماد الملک کے عقد مین تھی جس سے اوسکے ایک بیٹا ناصر الدولہ نام پیدا ہوا۔ بہرصورت گنا بیگم علی قلی خان واعستانی کی بیٹی ہے نہ قزلباش خان امید کی جیسا کہ محمد حسین آزاد نے آبحیات مین غلطی سے لکھا ہے۔

شاہزادہ عالی گہر کا عماد الملک کے خوف سے دہلی سے نکل جانا۔ اور اودھ کے ملک مین وارد ہونا۔ شجاع الدولہ کا اپنی چچازاد بھائی محمد قلی خان صوبہ دار الہ آباد کو دغا وفریب کے ساتھ گرفتار کر کے تباہ وبرباد کر دینا

شاہزادہ عالی گہر جو بادشاہ ہو کر شاہ عالم ثانی کہلائے غازی الدین خان کے فساد کی وجہ سے دہلی مین ٹھیرنا مناسب سمجھکر ملک بنگالے کے قصد سے دہلی سے نکلے۔ اور کیھنور کے راستے سے ہوتے ہوے سہارنپور مین نجیب الدولہ کے پاس آئے اونھون نے آٹھ مہینہ تک شاہزادے کو اپنا مہمان رکھا۔ پھر شاہزادے بنگالے کی تسخیر کے ارادے سے اودھ کو روانہ ہوئے۔ اور مرادآباد۔ رامپور۔ آنولہ۔ بریلی ہوتے ہوئے پورب کیطرف بڑھے۔ اور ۱۹۔ ربیع الثانی سنہ ۱۱۷۳ ہجری کو بلگرام مین پہنچ گئے۔ اونکے ساتھ انتظام الدولہ و نوبت خان و بہادر علیخان و عمائد

ریواڑی والے بہی تہے۔ شاہزادے بلگرام سے کوچ کرکے ملاوہ مین داخل ہوئے اور وہان سے روانہ ہوکر تین دن مین قصبہ عین من کہ موہان کے متصل لکھنؤ سے سات کوس ہے پہنچے۔ جبکہ صوبہ اودہ کی حد مین قدم رکہا تہا تو شجاع الدولہ نے اصالت خان اور محلدار خان کی معرفت پچاس[۱] ہزار روپیہ نقد اور خیمے و ہاتھی و گہوڑے اور تحایف وغیرہ شاہزادے کے حضور مین بہیجے تہے اور آپ بہی ۹ جمادی الاولے کو منزل متصل موہان مین حاضر ہوئے اور خیمہ ان و لکہ سے ہمراہی کا ارادہ ظاہر کرکے اور پہر بہانہ کرکے رخصت کیا[۲] خزانہ عامرہ عالم شاہ نامہ مین لکہا ہے کہ شجاع الدولہ نے ایک سو ایک اشرفی نذر گذرانی تہی اور مدد خرچ کے لئے ایک لاکہہ روپیہ نقد اور دو ہاتھی مع عماری سایبان دار اور نالکی مرصع اور سات گہوڑے اور ایک ثوان پیراز جواہر اور بہت شال پشمینہ اور خیمے اور برتن اور دس چہکڑے پیشکش کئے۔ شاہزادے نے چار گہڑی تک شجاع الدولہ سے خلوت کی اور خاص اپنا جیغہ مع سرپیچ کے اور جس کی خاص پالکی مرحمت فرماکر رخصت کیا اور خود شاہزادے الہ آباد کی طرف بڑہے۔ محمد قلی خان شجاع الدولہ کا چچازاد بہائی الہ آباد کا صوبہ دار تہا وہ شاہزادے کے پاس حاضر ہوا۔ شاہزادے نے اپنی سرکار کی تمام مہمات کا مختار بنایا۔ اور حکم دیا کہ فوج بہرتی کرے شاہزادے نے الہ آباد کی سیر کے بعد عظیم آباد کا ارادہ کیا۔ اثنائے راہ مین راجہ مہندر سنگہہ برادر پرتہی سنگہہ حاضر ہوا۔ اور غرہ جمادی الاخرے کو موضع جہوسی مین بیرم خان نے ملازمت حاصل کی ۴ ماہ مذکور کو محمد قلی خان نے اپنے قیام گاہ پر شاہزادے کی دعوت کی اس موقع پر شاہزادے نے مرزا نجف خان کو ذوالفقار الدولہ کا خطاب دیا۔ ۷ رجب کو دریائے کرمناسہ کو عبور کیا ۱۲ کو مخلص خان وغیرہ نے عرضداشت رام نراین صوبہ دار عظیم آباد کی پیش کی۔ پہر صوبہ دار مذکور خود تحائف وغیرہ بطور نذر کے لیکر محمد قلی خان کی وساطت سے حاضر حضور ہوا۔ شاہزادے نے اوسکو خلعت دیا اور محمد قلی خان سے ارشاد کیا کہ تم کو وزارت مبارک ہو۔ اوس نے عرض کیا کہ یہ حق شجاع الدولہ کا ہے اسلئے اوسکی عرض کے موافق وزارت شجاع الدولہ کے لئے تجویز ہوئی اور بخشی گری محمد قلی خان پر قرار پائی[۳]۔ اس محمد قلی خان کو شجاع الدولہ ہی نے شہزادے کے ساتہہ رہکر بنگالے کے تسخیر کرنیکی ترغیب دی تہی کیونکہ وہ مدت سے یہ چاہتے تہے کہ کسی طور سے محمد قلی خان کو الہ آباد سے علیحدہ کریں[۴]۔

سیر المتاخرین مین محمد قلی خان کے ساتہہ شجاع الدولہ کی چال کرنیکے قصے کو اسطرح بیان کیا ہے کہ شجاع الدولہ

[۱] تاریخ سلاطین متاخرین ہند مین پنجاہ ہزار کی جگہ بعض جگہ چہار ہزار ہے ۱۲ [۲] دیکھو سیر المتاخرین وغیرہ ۱۲ [۳] دیکھو مرات آفتاب نما [۴] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

کو چونکہ محمد قلی خاں سے دغا منظور تھی اسلئے محمد قلی خان سے آکر یون کہا کہ تم خاطر جمع رکھو اور
کسی طرح متردد نہو متعاقب مین آؤنگا ۔ مگر مین اپنے اہل و عیال کیطرف سے متفکر ہون کہ اون کو
کسجگہ رکھوا ۔ چاہتا ہوں کہ کسی محفوظ مقام مین اون کو چھوڑکر اپنے دشمنوں یعنی عماد الملک اور
احمد خان بنگش وغیرہ سے اطمینان خاطر حاصل کرون ۔ اور دلجمعی کرکے بنگالے کی تسخیر کا ارادہ کرون
مگر مجھکو ایسی کوئی جگہہ دکھلائی نہین دیتی اور چنارگڈھ مین قلعہ تو ہے مگر وہان کوئی عمارت لایق
بود و باش بیگمات کے نہین اور اوسکی آب و ہوا بھی پہاڑ و تنگی کی وجہہ سے چندان ساز گار نہین
اگر مرزا نجف خان کو ایک حکم لکھدو تو مین قلعہ الہ آباد مین کہ عمدہ اور پر امن اور مضبوط جگہہ ہے
اپنے اہل و عیال کو تمھارے اہل و عیال کے ساتھ ایک آبرو سمجھہ کر ایک جگہہ رکھکر اعانت کرونگا
محمد قلی خان اپنی نافہمی سے شجاع الدولہ کے مضمون مکر و فریب کو نہ سمجھا ۔ رقعہ مہری اور دستخطی
اپنا مرزا نجف خان قلعہ دار الہ آباد کے نام لکھکر شجاع الدولہ کے حوالے کر دیا اور روبرو بھی مرزا
نجف خان کو مزید تاکید سے یہ روانگی دی کہ چونکہ نواب صاحب سے کسیطرح جدائی نہین ہے چچازاد
بھائی ہین حاضر و غایب ہمارے ورثے کے مالک ہین ۔ وہ جو کچھہ کہین انکے حکم کی تعمیل کیجو بہرحال
شجاع الدولہ نے رقعہ خاطر خواہ لکھا کر معاودت کی جبکہ رام نراین صوبہ دار عظیم آباد شاہزادے
کی عنایت سے ممتاز ہوگیا تو بعض کوتہ اندیشون نے اوس سے محاسبہ چاہا جو کہ اس کا ادا کرنا اوسکی
قدرت سے باہر تھا اسلئے باغی ہوگیا ۔ اور عظیم آباد کے قلعہ مین متحصن ہوگیا ۔ شاہزادے کی فوج نے
محاصرہ کیا ۔ گیان پرکاش مین لکھا ہے کہ محمد قلی خان نے قلعہ کے فتح کرنے کے لئے بڑی کوشش
کی اور مورچے قلعہ کے تلے پہنچا دئے اور برج شمالی مین نقب لگا کر بارود پہنچا دی ۔ صرف یہ
کام باقی تھا کہ آگ دیجاوے ۔ اللہ کی مرضی نہ تھی کہ قلعہ فتح ہو ۔ پردۂ غیب سے ایک دوسری صورت
پیدا ہوگئی وہ یہ کہ نواب سالار جنگ اور راجہ بینی بہادر نے متفق ہوکر نواب شجاع الدولہ سے
کہا کہ اگر محمد قلی خان کے ترددات سے قلعہ عظیم آباد فتح ہوگیا تو آپ کی وزارت مین رخنہ پڑجائیگا
شجاع الدولہ نے اس بات پر یقین کرکے الہ آباد کی طرف کوچ بطریق یلغار کیا اور قلعہ کے حوالے
کرنے کی نجف خان سے درخواست کی اوس نے جواب دیا کہ محمد قلی خان کے حکم کے بغیر نہین
دے سکتا ۔ اسوجہ سے وزیر کے دلمین زیادہ کدورت آئی ۔ شجاع الدولہ نے سوچا کہ
کہ اگر محمد قلی خان کے عیال و اطفال کو گرفتار کرلیا جاوے تو وہ ضرور اپنی کوششوں کو ناتمام
چھوڑکر عظیم آباد سے لوٹ آئیگا ۔ سیر المتاخرین اور مرات آفتاب نما کے مولف لکھتے ہین کہ

اسی نیت سے شجاع الدولہ نے اون کو گرفتار کرلیا۔ اشرف خان نے جو مزاحمت کی تو بلطائف الحیل اونکو قلعہ سے نکالکر نظربند کرلیا۔ جبکہ محمد قلی خان کو یہ خبر پہنچی کہ شجاع الدولہ نے دغا کرکے اوس کے قلعہ دار سے قلعہ الہ آباد چھین لیا ہے اور خود قابض اور متصرف ہوگئے ہین۔ اور اوسکے اہل و عیال کو نظربند کرلیا ہے نہایت مضطرب ہوا۔ اور اسی اثنا مین اوس کو یہ بھی معلوم ہوا کہ قلعہ عظیم آباد کے محصورین کی مدد کے لئے بنگالے سے لشکر عظیم آرہا ہے تو اوسکی ہمت پست ہوگئی اور بیقرار ہوکر شجاع الدولہ کی طرف مراجعت کی۔ گیان برکاش کے مولف نے لکھا ہے کہ خود شجاع الدولہ نے لکھکر محمد قلی خان کو عظیم آباد سے واپس بلالیا۔ اونکی تحریر پہنچتے ہی وہ راسخ الاعتقادی کی وجہ سے وہان سے روانہ ہوا۔ مگر شجاع الدولہ کا لکھکر بلانا کسی دوسری کتاب سے ثابت نہین ہوتا۔ بہرصورت جب محمد قلی خان عظیم آباد سے واپس ہونے لگا تو پہلوان سنگھہ وغیرہ رفقانے اوسکو سمجھایا کہ اب شجاع الدولہ سے نرمی کی امید نامعقول ہے اسی جگہ لڑنا چاہیے مگر اوس نے نہ مانا صبح ہوتے ہی کوچ کا ڈنکا بجواکر اپنے ملک کی راہ لی شاہزادے نے بھی مجبور ہوکر وہان سے کوچ کردیا۔ جب شجاع الدولہ نے یہ خبر سنی کہ شاہزادہ۔ اور محمد قلی خان بے فتح کئے لوٹ رہے ہین تو کمال نامردی سے مروت و ایمان چھوڑکر اپنے نائب راجہ بینی بہادر اور بلونت سنگھہ زمیندار بنارس کو حکم دیا کہ متفق ہوکر محمد قلی خان کے روبرو جاؤ اور سعی سے بندوبست کرو کہ وہ الہ آباد مین نہ گھس سکے اور جسطرح ممکن ہو اوسے گرفتار کرلو راجہاے مذکور حسب الحکم متفق ہوکر مقابل بنارس دریاے گنگا کے کنارے رام نگر سے دو کوس پیشتر مقیم ہوئے رام نگر بلونت سنگھہ کا آباد کیا ہوا اور اوس کا وطن اصلی تھا ان دونون نے توپین محمد قلی خان کے لشکر کے مقابل لگاکر مستعد مزاحمت ہوے۔ شاہزادے اور موشیر لاک فرانسیس کو کہلا بھیجا کہ ہمین آپ سے کچھہ کام نہین جدہر عزم ہو چلے جایئے مگر محمد قلی خان کو مجال حرکت نہ دینگے تاکہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے بڑہائے۔ شاہزادے نے اپنا نکلنا ایسی بلاے ناگہانی اور مخمصہ آسمانی سے غنیمت سمجھا موشیر لاک کو اپنا رفیق بناکر جہہ ...

ت۵ یہ الفاظ سیر المتاخرین مین لکھے ہین ۱۲

میں قیام کرنے کی غرض سے مرزاپور ہوتے ہوئے ملک بوندیلکھنڈ کی راہ لی اور محمد قلی خان سیدراجے کی سرائے سے کسی قدر فاصلہ پر خیمہ زن تھا جو کوئی اوس کے لشکر میں سے بلکہ عظیم آباد کی طرف سے آگے کو قدم بڑھاتا تھا زمینداران اطراف بلونت سنگھ کا گرفتار ہو جاتا تا محمد قلی خان بیہ لشکر کے ... متحیر ہوا - چاپلوسی کے سوال جواب میں بسر کرتا تھا اور وقع الوقتی سے اپنا کام نکالتا تھا - اور امیدوار تھا کہ شاید پھر دوبارہ خداوند کریم سے تائید نمودار ہو جائے - اکثر ہمراہیوں نے خوصلا ... تھے صلاح دی کہ بینی بہادر اور بلونت سنگھ سے جنگ کرو - اور فی الواقع یہی بہتر تھا کیونکہ جو کچھ مقدر میں عزت وناموس سے ہوتا مگر بدحواسی نے اس خواہش با ... جرأت نہ دلائی - چند روز کے بعد محمد قلی خان نے درخواست کی کہ تھوڑے سے ... اونہوں کے ساتھ لکھنؤ شجاع الدولہ کے پاس چلا جانے دیجئے مزاحموں نے شجاع الدولہ سے اجازت لیکر رخصت دی - اور اس شخص نے صلہ رحمی کی امید پر اور خیال پر کہ شجاع الدولہ میرے چچازاد بھائی ہیں - بارہ سوار اور چند خدمتگار ساتھ لیکر گنگا کو عبور کیا - اور شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا - اور یہ سمجھا کہ بروقت مقابلہ یہ سب رنجیدگی خاطر اور کدورت دل برطرف ہو جائیگی یہ تمام فتور دشمنوں نے ڈالدیا ہے - وہ منافقت بالکل جاتا رہے گا - اور شجاع الدولہ کے بالسبے حکم ہو چکا تھا کہ جب محمد قلی خان روانہ ہو اوس کی روانگی کے چند روز بعد اوسکے لشکرگاہ کو لوٹ کر تمام اسباب ... لیں حکم جدید کے منتظر رہیں - اس حکم قطعی سمجھیں جب محمد قلی خان کی روانگی کو دو تین روز کا عرصہ گذرا راجہ بلونت سنگھ اور بینی بہادر نے اوسکے لشکر ... لوٹنے کے ارادے سے چڑھائی کی - ان کی دست درازی اور بدعہدی سے لشکر ... اور محشر آثار نمودار ہوئے - ایک خلق کثیر بلا سبب زمان میں مبتلا ہوئی - اکثر لشکری بے آبرو ہوئے اور مال و اسباب غارت ہوا - چند ... ستان آدمی ان دونون راجوں کی قرابتداری کی وجہ سے اوس لشکر میں چھپ کر محفوظ رہے اور بہت سے آدمیوں کو مارے کے ایک سید نے جو بینی بہادر کے لشکر میں تھا ... بچالیا[1] الغرض محمد قلی خان شجاع الدولہ کے پاس پہونچا اونہوں نے بغلگیر کیا اور خیر و عافیت پوچھ کر ... کوٹھری ہوتے حاضر رہے اوسکو قید کرلیا خزانہ عامرہ میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے محمد قلی خان کو قید کرکے لکھنؤ بھیجدیا اور ... کا حکم دیا[2]

ا۔ دیکھو سیرالمتاخرین - ۲۔ دیکھو گیان پرکاش ۱۲

نواب شجاع الدولہ کا نجیب الدولہ کی مدد کے لئے مرہٹوں کے مقابلے کے واسطے نجیب آباد کو جانا

جنکو اور اوس کا چچا دتا مید ہیا محرم سنہ ۱۱۷۳ ہجری مین دکن سے ہند مین آئے اور ان دونون نے اتفاق کر کے روہیلون کے ملک کو فتح کرنے کا ارادہ کیا اور بعد اسکے صوبہ اودہ مین مداخلت کا قصد تہا[۱] ۔ وزیر اعظم غازی الدین خان نے بھی اونکو یہی صلاح دی سنہ ۱۱۷۲ ہجری مین انہون نے جمنا کو عبور کر کے نجیب الدولہ پر چڑہائی کی نجیب الدولہ نے گنگا کے کنارے مظفر نگر کے پاس سکرتال مین جو میرٹھ سے شرقی وشمالی جانب ۱۴ کوس کے فاصلے پر ہے پناہ لی اس واقعہ کی تاریخ اس مصرعہ سے نکالی ہے ہ ببرے راستکار آہو گرد ۞ (سکرتال لفظ ہندی ہے سین مہملہ مضموم اور کاف تازی مشدد اور راے مہملہ ساکن اور تاے قرشت اور الف ولام سے) اور وہان سے نواب سعد اللہ خان اور حافظ رحمت خان وغیرہ سرداران روہیلکھنڈ سے امداد کے واسطے درخواست کی یہان سے موسم برسات کے ختم ہونے تک مدد پہونچنے مین دیر ہوئی اور رجب تک نجیب الدولہ نے اونکی مٹی کی دیوار کی آڑ مین بڑی مشکل سے اپنی جان بچائی سرداران روہیلہ عین موسم برسات مین کوچ کر کے لمبی لمبی منزلین کرتے ہوئے امروہے پہنچکر ٹہر گئے ۔ اور نواب سعد اللہ خان نے میر غلام رسول کو شجاع الدولہ کے پاس بہیجا کہ وہ بھی مدد کرین ۔ تحسین شاہی مین امام الدین حسینی نے بیان کیا ہے کہ غازی الدین خان نے نواب شجاع الدولہ کو لکہا تہا کہ آپ بھی آکر ہمارے شریک ہوجئے تو ہم اور آپ متفق ہو کر اس پٹہان یعنی نجیب الدولہ کو یہان سے دور کر دین اور اس سلطنت کا انتظام اپنی مرضی سے کرین شجاع الدولہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے علی بیگ خان حاجی کو جو نہایت ظریف اور دانا تہا عماد الملک کے پاس بہیجکر لطائف الحیل مین رکہا تاکہ مخالفت پر آمادہ نہو ۔ اسی ایام مین نجیب الدولہ نے بھی نواب شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ مینے احمد شاہ درانی کو بلایا ہے مناسب یہ ہے کہ آپ ہماری مدد کرین کہ یہ بات ہماری اور آپکے حق مین بہت مفید ہو اگر مرہٹون نے ہمارے ملک پر قبضہ پا لیا تو آپکے ملک کا بھی

[۱] دیکھو خزانہ عامرہ ۱۷

طمع کرینگے - شجاع الدولہ جانتے تھے کہ غازی الدین خان بدطینت اور مفسد ہی کیونکہ سنہ ۱۱۸۱
ہجری مین شاہزادہ ہدایت بخش اور مرزا بابر کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ کی بربادی کے لیئے فرخ آباد
کے راستے سے اودھ پر چڑہائی کی تھی - اور شجاع الدولہ نے دانائی کرکے نواب سعد اللہ خان
سے بگڑی ہی بدل کے اور روہیلون کو متفق کرکے اوس کے شر سے نجات پائی تھی اس
سبب سے شجاع الدولہ نے اوس کے قول پر اعتماد نہ کیا اور نجیب الدولہ کی رفاقت کو بہتر سمجھا
کیونکہ اس مین اونکو اپنے ملک کی بہلائی بھی نظر آتی تھی چنانچہ شجاع الدولہ فوراً تیاری کرکے
ماہ شوال سنہ ۱۱۸۲ ہجری مین لکھنؤ سے برآمد ہوئے اور شاہ آباد ضلع ہردوئی مین پہنچکر چند مہینے
یہان قیام کیا - کیونکہ گنگا کی طغیانی سکرتال پہنچنے مین مانع تھی - دتا سیندھیا کو اتفاق
مذکور کا پرچہ لگا اور گنگا کی طغیانی مین کمی ہوئی تو فوراً گوبند رائے بندیلے کو اپنے لشکر سے
مع بیس ہزار پیادہ و سوار کے الگ کرکے روانہ کیا - اوس نے ٹھاکر دوارے کے پاس گنگا
کو پایاب عبور کرکے چاندپور نگینہ وغیرہ اوس طرف کے پرگنات کو لوٹنا شروع کیا - شجاع
الدولہ اوائل ربیع الاول سنہ ۱۱۸۳ ہجری مین تیس ہزار سوار کے ساتھ شاہ آباد سے روانہ ہوئے
اور بڑی منزلین کرکے نواب سعد اللہ خان کے شریک ہوگئے - سیندھیا کے حکم کی تعمیل معقول
طور پر کی گئی اور ایک مہینہ سے کچھ زیادہ عرصے مین مرہٹون نے قریب تیرہ سو گانون اطراف
امروہہ کے تباہ کر ڈالے - تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ مرہٹون نے قصبۂ امروہہ کو لوٹ کر وہانکے
اکثر سیدون اور شریفون کو قید کرلیا - ذوالفقار الدولہ نے اون غریبون پر رحم کرکے مرہٹون کو
اونکی رہائی کے عوض اپنے پاس سے روپیئے دینے کا وعدہ کرکے اونکو رہا کرا دیا آخر کار روہیلے
اور نواب شجاع الدولہ چاندپور پہنچ گئے - اونہون نے حسب دستور چاندپور سے کوچ کیا مرہٹونکی
فوج راہ مین کم کم نظر آئی پانچ کوس چلکر بلہدوہ[1] پرگنہ چاندپور مین پہنچے تو خبر آئی کہ مرہٹون نے اکثر
مقامات پر زور باندھ رکھا ہے - شجاع الدولہ نے اپنی فوج مین سے انوپ گر گوشائین اور امراؤ گر
گوشائین کو مرہٹونکی سرکوبی کے لیئے ایک طرف بہیجا اور اپنے خالہ زاد بھائی میر نجف علی خانکو پانچہزار
سوارونکے ساتھ اور میر باقر میمونی کو چار ہزار سوارونکے ساتھ مرہٹون کے پڑاو کی طرف روانہ
کیا ان سردارون نے مرہٹونکی خوب گوشمالی کی خاصکر انوپ گر نے ایک سو مرہٹے زندہ گرفتار کیئے
اور دو سو مار ڈالے اور بہت سا اونکا مال اسباب اور بیشمار گہوڑے چہین لیئے مرہٹے گوبند پنڈت کی ماتحتی
مین آگے گرتے پڑتے گنگا کو عبور کر گئے - اس عبور مین اونکے بہت سے آدمی ڈوب گئے اور جو گنگا مین گہس سکے وہ

[1] بلہدوہ بفتح با و سکون لام و ضم دال مہملہ و فتح واو و ہای ساکن ۱۲ خزانۂ عامرہ [illegible] دیکھو خزانۂ عامرہ ۱۲

مارے گئے یہ واقعہ ماہ نومبر ۱۷۵۹ء مطابق جمادی الاولی ۱۱۷۳ہجری کا ہی۔ صبح کو ملہرراؤ وہاں سے کوچ ہوگیا اور نجیب الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ مگر مرہٹے گنگا پار کا علاقہ تباہ کرتے رہے اور جب افواج اسلام کے سامنے پڑتے پوری سزا اوٹھاتے سیندھیا کی فوج اوس آنکڑے کے لوٹنے سے جو روہیلکھنڈ کو بھیجا گیا تھا ایسی کمزور ہوگئی کہ وہ صلح کا خواہان ہوا۔ مگر اس وجہ سے زیادہ قوی وجہ یہ تھی کہ نجیب الدولہ اور تمام پٹھانوں اور ہندوستان کے راجوں نے مرہٹوں اور غازی الدین خان وزیر کے فساد سے تنگ ہو کر احمد شاہ ابدالی کی خدمت مین عرضیاں لکھی تہین اور استدعا کی تھی کہ آپ ہندوستان تشریف لائے۔ چنانچہ احمد شاہ قندہار سے ہندوستان کی طرف کوچ کر کے بہت قریب آپہونچے تھے۔ غرضکہ مرہٹوں نے شجاع الدولہ و روہیلوں سے آشتی کی شرطین پیش کین اور اون شرطون کے موافق صلح باہم ہوئی اور مرہٹے احمد شاہ کے خوف سے صلح کا نام کرکے ۱۷۵۹ء مین بالکل روہیلون کے ملک سے چلے گئے۔ روہیلون نے شجاع الدولہ کے سامنے کشتیان کپڑون اور جواہر کی اور ہاتھی گھوڑے اور زرنقد پیش کیا۔ اور ان سرداروں نے شاہ کی آمد آمد کی خبر سنکر جلدی سے شجاع الدولہ کو رخصت کر دیا اس خیال سے کہ احمد شاہ آجاینگے تو شجاع الدولہ کو رخصت حاصل نہوسکیگی۔ شجاع الدولہ نے جمادی الاول ہجری کو وارد بلگرام ہوئے اور یہین کو لکھنؤ مین داخل ہوگئے۔ اوران سرداروں نے عرضیاں اس مضمون کی احمد شاہ کو لکھین کہ نواب شجاع الدولہ کسی قدر علیل ہوگئے تھے اور اونکے ملک مین فساد پیدا ہوگیا تہا اسلئے اوہ کو رخصت کر دیئے گئے۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ مین سے تین ہزار سوار علی بیگ خانکی ماتحتی مین احمد شاہ کے شریک ہونے کے لئے نجیب الدولہ کے پاس چھوڑ دئے تھے[۱]

جنگ پانی پت مین شجاع الدولہ کی کارروائی

دتا سیندھیا نجیب الدولہ سے صلح کا نام کرکے احمد شاہ درانی کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ مرہٹونکے رفیق جاٹوں نے اس زمانے مین اونکی مدد نہ کی تھی۔ مگر باوصف اس کے اسی ہزار سوار جرار اونکے لڑائی کے میدان مین موجود تھے یہ سوار ایسی دو گروہوں مین منقسم تھے کہ ایک گروہ کو دوسرے گروہ سے کسی قدر فاصلہ تہا انہین سے ایک گروہ دتا سیندھیا کی ماتحتی مین

[۱] دیکھو جلد سوم مرآت احمدی ۱۲

تہا اور دوسرا لشکر ملہار راو ہلکر کے تحت مین تہا۔ احمد شاہ یہ خبر سنکر کہ مرہٹے روہیلونکو ایذا
دے رہے ہین اونکی مدد کے لئے ممالک مغربی شمالی کیطرف روانہ ہوے اور شمالی پہاڑونکے
قریب قریب منزلین کرتے ہوے سہارنپور کی جانب جمنا سے پار اوتر گیا سرداران روہیلہ شاہ کی
آمد کا حال سنکر بیکال سے کوچ کرکے احمد شاہ کے لشکر مین پہنچ گئے۔ چونکہ ملکی لوگ مرہٹونکی
دست اندازیون سے سخت ناراض تہے اسلئے احمد شاہ کے کوچ و مقام سے اونکو واقف نہ کیا یہانتک
کہ احمد شاہ نے میدان باولی مین کہ دہلی کے قریب ہے دتا سیندہیا کو گہیر لیا اور جمادی الاخری سنہ ۱۱۷۳
ہجری مین مع دتا اور اوسکی فوج کے دو تہائی حصے عین میدان مین مارے گئے۔ ملہار راو ہلکر
سکندرہ مین ٹہرا ہوا تہا وہ چنبل کی جانب جنوبی ملک مین بہاگنے لگا۔ یہ لشکر اسلئے سیدہی راہ سے
منحرف ہو گیا مسلمانون کی رسدون کو لوٹتے ہوتے۔ مگر مراد اوسکی پوری نہوئی کہ حیدرہ ہزار
درانیون نے اوس کا تعاقب کرکے اوسکو جا دبایا اور قریب تباہی کے پہنچا دیا۔ جب دتا سیندہیا
اور ہلکر کی درانیون کے ہاتھ سے کامل شکست ونکی دربار دکن مین خبر پہونچی تو بالاجی پیشوا کا چچیرا
بہائی سداشیو راو جو بہاو کے لقب سے چاردانگ ہندوستان مین مشہور ہے مرہٹون کے
دربار سے مامور ہوا۔ اس زمانے مین مرہٹونکی قوت نہایت عروج پر تہی۔ اور اونکی قلمرو کی وسعت یہانتک
پہنچی تہی کہ شمال مین سرحد اوسکی کوہ ہمالیہ اور دریاے اٹک اور جنوب مین جزیرہ نماے دکن کے
عین سرے تک یعنی سمندر تک پہیلی تہی اور حدود مذکورہ مین جو ملک اونکی حکومت سے خارج تہے اور اونکو
باجگذار تہے یا اونکے ہاتھ سے پامال تہے۔ اور یہ ساری قوت بالاجی کے قبض وقدرت مین تہی
مرہٹونکی قوم کو جاہ وحشمت کی حیثیت اور شان وشوکت کی رو سے جو بات حاصل تہی بہاو کی قدر
ووقار بڑہانے کی غرض سے خاص اس موقع پر صرف کیگئی۔ سیندہیا اور ہلکر تباہی سنکر آمادگی پر
آمادگی زیادہ ہوئی اونکا پورا ارادہ یہ تہا کہ بڑی جد وجہد اور سعی وہمت سے ہندوستان
خاص کی فتح وکشایش مین پچہلی چوٹ ایسی لگاوے کہ قصہ ہی پاک ہو جاے۔ بالاجی کا جوان بیٹا
اور علانیہ وارث اوس کا بسواس راو اور بڑے بڑے برہمن اور بہتیرے مرہٹے
سردار اوس کے ساتہ ہوے۔ اور بہت سے راجپوتون کے گروہ اوسکی امداد واعانت
کی غرض سے راہ مین اوس سے ملتے گئے۔ بہرت پور کا راجہ سورج مل بہی ہلکر اور جنکو
کے ذریعہ سے بہاو سے ملا۔ بہاو نے ایک کوس سے استقبال کیا۔ سورج مل بیس ہزار
جاٹونکے ساتہ اوس کی مدد کے لئے ہمراہ ہوا۔ سورج مل نے ایک

دراز عرصہ سے مرہٹونکی رفاقت مین لڑنے مرنے کا عادی ہوگیا تھا۔ بھاؤ کو اس موقع پر یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے پیادون اور بھاری بھاری اسباب کو ہماری ملک مین چھوڑدین کہ وہ مضبوط قلعون مین محفوظ و مامون رہین گے اور سوارونکو ہمراہ لیکر آگے کو باگا و ٹھائین۔ اور مرہٹون کے طریقے کے موافق اپنے دشمنونکو تنگ کرین اور لڑائی کو یہانتک طول دین کہ درانی لوگ جو کئی مہینے سے ہندوستان مین آئے ہوئے ہین آب و ہوا کی ناموافقت سے مجبور ہو کر اپنے پہاڑونکو لوٹکر چلے جائین اگرچہ اور مرہٹون نے تائید اس معقول مشورہ کی کی مگر بھاؤ نے یکلخت اوسکو رد کیا۔ اسلئے کہ وہ اپنی فتح کو جو ایسی حیلے سے حاصل ہو اپنے بڑے پایہ کے حساب کم سمجھتا تھا بلکہ بھاؤ نے سورجمل کے جواب مین یہ کہا کہ تو ایک چھوٹا سا زمیندار ہے۔ بڑے بڑے ملکونکی تدبیرون اور انتظامونکی قابلیت نہین رکھتا۔ عماد الملک بھی سورجمل کی وساطت سے متھرا کے پاس بھاؤ سے ملا حاصل یہ کہ وہ بڑی دہوم دہام سے دلی کی جانب بڑھا جسپر تھوڑے سے درانی اور سرنگیا اونکی قابض و متصرف تھے۔ محیط شہر پناہ کے بہت طول طویل ہونے سے توپ کے کسی سمت کی حفظ و حراست سے غفلت برتی گئی تھی کہ مرہٹون کا ایک گروہ اوسپر چڑہ گیا۔ اگرچہ محصورون نے تھوڑی دیر تک قلعہ کو بچائے رکھا مگر توپونکی مار مار سے اطاعت کو قبول کیا۔ مرار اقدام نبوی کے ظروف طلائی و نقرئی۔ اور مقبرہ شاہ نظام الدین اولیا اور محمد شاہ کی قبر کے عود سوز اور شمعدان اور قندیلون کو اور محل کی آرایش کے سامانون کو اوٹھوا لیا۔ دیوان خاص کی مینا کاری نقرئی چھت کو بھی اوکھڑوا کر ٹکسال مین ڈھلوا لیا۔ اور تخت شاہی پر بھی قبضہ کرلیا۔ اور بادشاہی ریورون کو بھی دبالیا۔ بلکہ اوس نے یہ تجویز کی تھی کہ بسواس راؤ کو ہندوستان کا بادشاہ بنائے۔ اور اوسکی بادشاہی کا اعلان کرائے۔ مگر لوگون کے سمجھانے سے اوسکو شب تک کے لئے ملتوی رکھا کہ درانیوں کو ایک بار اوتار دے۔ بھاؤ نے محی السنہ کو تخت سے اوتار کر مرزا جوان بخت پسر شاہ عالم کو تخت پر بٹھایا۔ اور غائبانہ عہدہ وزارت شجاع الدولہ کے نام مقرر کیا۔ اس مین یہ تدبیر تھی کہ اخبار شاہ ابدالی سماعت کرینگے مسعود شجاع الدولہ سے بدگمان ہون گے۔ مسلمانون کی جمعیت مین تفرقہ پڑجائے گا۔ مطلب ان کا ہو جائے گا لیکن ان کا مطلب پورا نہوا۔ مسلمانون مین کسی طرح تفرقہ نہوا۔ ان تمام ناشایستہ حرکتون کے دیکھنے سے سورجمل متنفر ہو کر سخت گھبرایا۔ چنانچہ اوس نے خفیہ شجاع الدولہ سے صلاح کی۔ اور علانیہ بھاؤ سے بھی رفاقت نہ توڑی۔ اوس سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ مین اپنے وطن کو چلا جاؤن تاکہ وہان سے آپ کے لشکر مین رسد بھیجتا رہون۔ بھاؤ نے سورجمل کو رخصت کردیا۔ اور وہ اپنے ملک کو چلا گیا مرآۃ احمدی مین لکھا ہے کہ جب سورجمل شجاع الدولہ کی صلاح سے بلب گڑھ کو چلا گیا تو شجاع الدولہ

اوسکے لیے احمد شاہ کے یہان سے خلعت اور فرمان بھیجا گیا۔ بہادر کو یہ خبر پہونچی تو اودہنے اپنے
ہان سے خلعت اور فیل سورجمل کے واسطے بھیجکر کہلایا کہ ہم سے نا انصافی کرکے بادشاہ سے
اتفاق کرنا جو ہم دونون کا مذہب مین مخالف ہے مناسب نہین اب تم یہ کرو کہ راستون کی ایسی نگرانی
رکھو کہ شاہ کے لشکر مین رسد کسی طرف سے نہ پہنچ سکے۔ سورجمل شجاع الدولہ کے اشارے سے
بلب گڑھ سے ادہر کو اپنے مسکن کو چلا گیا۔ اور کسی طرف مدد نہ کی۔ احمد شاہ درانی برسات کے
پورے ہونے تک انوپ شہر مین پڑے رہے جو اودہ کی سرحد پر واقع تھا اور ایک بڑے عہد
و پیمان کے بڑے معاملے کی صورت سے خاص اودہ مین گئے تھے اسلیئے کہ انکو یقین کامل تھا کہ سارے
روہیلے انکی شریک ہونگے۔ مگر شجاع الدولہ کی طرف سے متردد تھے۔ شجاع الدولہ نے اپنی مطالب و اغراض
کی ضرورت سے دونون فریق سے الگ تھلگ رہنا مناسب تصور کیا اور احمد شاہ کی شرکت سے وہ طبعی
عداوت بھی مانع تھی جو اونکے باپ صفدر جنگ اور احمد شاہ مین مقام سرہند پر سنہ ۱۱۶۵ ہجری مین علانیہ
واقع ہوئی تھی۔ اور احمد شاہ اسغرض سے انوپ شہر تک بڑہ گئے تھے کہ شجاع الدولہ کو اپنے رعب
وداب سے دبائین اور نواب احمد خان بنگش اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے
مقرر فرمایا[1] کہ مشہور روایت[2] یہ ہی کہ نجیب الدولہ کو بصیغہ رسالت بھیجا کہ شجاع الدولہ کو واسطے شرکت کے
اودہ سے ہمارے پاس لائین نجیب الدولہ براہ اٹاوہ قنوج آئے۔ اور شجاع الدولہ اونکی ملاقات کو
مہدی پور مضافات اٹاوہ مین پہنچے۔ دونون نے ملاقات کے بعد اسکی گفتگو ہوئی نجیب الدولہ
نے کہا کہ احمد شاہ نے تمہین بلایا ہے تمہارے منتظر رہتے ہین۔ شجاع الدولہ نے جواب دیا مین
کیون جاؤن کیا میرا سر پھرا ہے۔ میرے باپ نے سرہند کے مقام مین شاہ کو شکست دی تھی
کدورت اوسکی شاہ کے دلمین ضرور ہوگی سوا اس کے ہم خادم بادشاہ دہلی کے ہین دوسرے کیلیے روپیہ
سرکیپ کھاتے ہین۔ مذہب بھی شاہ سے اور ہم سے مخالفت ہے تو کھلی عداوت ہے
علاوہ اسکے مرہٹے تیکے وکیل آئے ہین۔ برہان الملک کے ساتھ جو عہد ہوا تھا اوس کے نباہ کو
کہتے ہین۔ اور اقرار حد بندی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک سے کبھی مزاحم نہو لیکا عہد کیا جاتا ہے فرمائیے
مجھے دوسرے سے کیا فائدہ دوسرونکے معاملے سے کیا علاقہ۔ اگر احمد شاہ بادشاہ ہند ہوتے
تمھین تباہ ہمین تمہارے حال پر چھوڑینگے نجیب الدولہ نے کہا کہ یہ اتفاق کب ہوتا ہے جو اسوقت ہوگیا ہے

---

[1] دیکھو تاریخ فرخ آباد مولفہ آروِن صاحب ۱۲ [2] دیکھو تاریخ اودہ و عماد السعادت و سیر المتاخرین ۱۲

تمھین سو جو مرہٹون نے بہت سر اوٹھایا ہے ۔ اگر اب بھی اونکی سرا نہوگی فرمائیے کوئی ریاست
بچے گی ۔ تم وزیر کس کے ہوگے ۔ جب سلطنت نرہیگی تو ہنود کی اطاعت کروگے ۔ یہ غیرت تمھاری
تقاضا کرتی ہے ۔ ہان اس کا مین ذمے دار ہون ۔ احمد شاہ تم سے کاوش نکرینگے ۔ اگر بالفرض کچھہ
کاوش کرین بندہ تمھارا شریک ہوگا ۔ شاہ کو تمھاری طرف آنکھہ اوٹھا کے دیکھنے دونگا ۔ شجاع الدولہ نے
کہا اگر ہم جاوینگے مرہٹے ہم سے مران جائینگے اُنسے عداوت ہوگی ۔ اور جب شاہ سے بھی نہ بنی
تو اُنسے بھی لڑائی ہوگی ہم تم شاہ سے لڑین گے ۔ دونون کٹ کٹ مرینگے ۔ مرہٹے بلا درد سر ہمارا ملک
لینگے اس کا نتیجہ کیا نکلیگا ۔ ہند مین کہین ٹھکانا نرہیگا ۔ الغرض نجیب الدولہ کی طرف سے چلنے مین اصرار تھا
اور شجاع الدولہ کی جانب سے انکار تھا ۔ نجیب الدولہ لاچار ہوے تو شجاع الدولہ کے روبرو تلوار کو
میان سے نکال کے رکھا اور سر کو جھکایا ۔ اور یہ کہا ضرور آپ تشریف لے چلین ورنہ تلوار حاضر ہے
مجھے قتل کرین ۔ شجاع الدولہ لاچار ہوے چلنے کو تیار ہوے مرزا الی اپنے بیٹے کو جو گیارہ برس کا تھا
نائب صوبہ مقرر کر کے اور راجہ بینی بہادر کو مدار المہام بنا کے آخر ذیقعدہ ۱۱۷۳[1] ہجری مین دس ہزار
فوج لیکر نجیب الدولہ کے ساتھ احمد شاہ کے لشکر روانہ ہوے اور ۴ ۔ ذیحجہ کو اشرف الوزرا
شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ ابدالی نے استقبال کیا اور باہم ملکر احمد شاہ کے حضور مین بھیجے احمد شاہ نے
مہربانی کر کے اپنے بیٹے تیمور شاہ کا شجاع الدولہ سے معانقہ کرایا ۔ شجاع الدولہ نے اپنی نوبت بجانے
کی لشکر شاہی مین استدعا کی ۔ اول احمد شاہ نے فرمایا کہ خلاف ضابطہ ہے ۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ
میری نوبت شاہ ہند کی بخشی ہوئی ہے ۔ حضور کی اور بندہ شاہ ہند کا نوکر ہے نہ آپکا آخرکار احمد شاہ
نے اجازت دی اور نوبت شاہی کے تمام ہونے کے بعد شجاع الدولہ کی نوبت بجتی تھی ۔ گیان
پرکاش مین لکھا ہے کہ احمد شاہ نے شجاع الدولہ کے ڈیرے اپنے دست راست کھڑے کرائے
باوصف اسکے کہ احمد شاہ سے موافقت ہوگئی ۔ مگر شجاع الدولہ نے اس غرض سے خط وکتابت کا سلسلہ
مرہٹون سے قایم رکھا کہ مصلحت کا مقتضی ہوگا تو صلح کیجائے گی ۔ اور علاوہ اسکے یہ بات اونکی
دہ سعید ربیعی تھا کہ مرہٹون اور احمد شاہ کے درمیان صلح کے پیغام پیام آتے جاتے تھے ۔ مولانا
غلام علی آزاد خزانہ عامرہ مین لکھتے ہین کہ ایک برہمن میرا شاگرد تھا جو بہاؤ کا مصاحب اور مدار علیہ تھا
اوس نے مجکو ایک خط مین لکھا کہ مین بہاؤ کے حکم سے سفارت کے لیئے جاتا کے اوس باب شجاع الدولہ

[1] دیکھو سیر المتاخرین وخزانہ عامرہ ۱۲

کے پاس گیا تھا شجاع الدولہ نے اپنا مافی الضمیر کہ نفس الامر اور بیان واقعی ہے یون ظاہر کیا کہ ایک مدت سے مرہٹون اور دکن کے برہمنون نے ملک ہندوستان پر تسلط کر لیا ہے۔ اب تمام جھگڑا اونکی بدعہدی اور طماعی اور سخت گیری سے پیدا ہوا ہے یعنی امرا اور راجہاے متمولین رکھتے تھے راو اور رانا اور ٹھاکر اور زمینداری کی بدعہدی اور بدسلوکی سے اور اونکے مقصدیونکی زیادہ ستانی سے تنگ آ کر اپنی ناموس اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لئے شاہ درانی کو ولایت سے بلایا ہے وہ برہمن کئی بار شجاع الدولہ کے ذریعہ سے شاہ کے لشکر مین آیا گیا اور صلح کی بات چیت کی۔ لیکن یہ کام انجام کو نہ پہونچ سکا اوسکا بیان تھا کہ صلح اسوجہ سے نہین ہو سکی کہ مرہٹہ سردار سب بغوت نفس نزدیک کم ہمت حام طبع ہین خلق اللہ کی اذیت پر مصروف ہین ـ احمد شاہ بارش کی وجہ سے چلنے پہرنے سے معذور ہے۔ مگر بڑے بڑے تنگ آ گئے۔ یہانتک کہ برسات ابتک گذر نہ چکی تھی کہ انہون نے چھاونی توڑ دی ـ اور انوپ شہر سے دلی کو راہی ہوئے نجیب الدولہ اور نواب احمد خان بنگش اور رحمت خان اور دوندے خان کو اپنے لشکر کا ہراول کیا۔ اور اونکی مدد پر شجاع الدولہ کو رکھا اور جب اونہون نے یہ سنا کہ بہاو چیدہ چیدہ فوج لیکر کنج پورہ واقع ساحل جمنا کی طرف روانہ ہوا ہے تو اونہون نے بڑی شتابی سے کڑے کڑے کوچ کئے ـ احمد شاہ جب دلی کے قریب جمنا کے کنارے پہنچے تو اوس کو بڑی طغیانی پر پایا۔ اور پایاب کی جستجو اور تلاش مین کنارے کنارے چلے گئے یہانتک کہ کنج پورے کے محاذات پر جا پہنچے ـ اور وہان اس بری خبر کے سننے سے نہایت آزردہ ہوئے کہ مرہٹون نے کنج پورے پر قبضہ کر لیا اور قلعہ بند درانیون اور روہیلونکو نکالنے لگا۔ غرضکہ احمد شاہ اس لے غرق ہے کہ گویا وہ اونکے سامنے واقع ہوئی ایسے پھر کے کہ ۲۵ اکتوبر ۱۷۶۰ء کو جمنا پار باکپت کے گھاٹ پر جو دلی سے شمال و غربی جانب ۲۴ کوس کے فاصلے پر ہے شجاع الدولہ کی رہبری سے ایسے راہ سے اوترے کہ کہین سے پایاب اور کہین سے تیرنے کے قابل تھی اگرچہ اسمین بہت سا ہاتھی اس لیرانہ کام مین جان سے گئے۔ چنانچہ ڈیڑھ سو کے قریب آدمیونکی لاشین اور جو پاتی رام گھاٹ کے مقام پر نکالے گئے ـ اسیطرح اور گھاٹ سے نکلے ـ مگر دشمنون پر اونکا ایسا رعب پڑا کہ وہ اونکے رسائی سے باہر چلے جانے پر مجبور ہوئے یہانتک کہ تمام توپخانہ بادشاہی بھی دلی سے اوٹھا کر پانی پت کو چلے گئے ـ اور وہان پہنچکر لشکر کے آس پاس اوسکی حفظ و حراست کے لئے دمدمے

(۱) دیکھو ملخص التواریخ ۲

اور مورچے بنائے اور لڑائی کا سامان درست کیا - اور ایک چوڑی گہری خندق سے اوسکو گھیرا اور اپنے بہاری توپخانے کی حفاظت و حمایت میں رکھا - بہاؤ کی فوج میں تنخواہ دار پیادہ و سوار کی تعداد ستر ہزار تھی جن میں سے نو ہزار اور بقول بعض بارہ ہزار باقاعدہ پیدل جنکے پاس چقماق دار بندوقیں تھیں - ابراہیم خان گاردی کے زیر حکم تھے - اوسکی فوج قواعد دان ہونے کی وجہ سے اوس کا لقب گاردی تھا یہ انگریزی لفظ ہے - یہ شخص فرانسیسیوں کی ملازمت چھوڑکر چلا آیا تھا - اس سردار کے اختیار میں منجملہ دو سو توپوں کے بہت سی توپیں ایسی تھیں جنکے ذریعے سے شہر اور قلعوں کی فصیلیں توڑی جاتی تھیں - اور بہت سی بانوں کے ذخیرے تھے جو مرہٹوں کا بڑا پیارا ہتھیار تھا - اور لٹیرے سواروں کی تعداد دو لاکھ کے قریب تھی - مگر کاشی راے شجاع الدولہ کا ملازم جو کبھی بار مرہٹوں کے لشکر میں خطوط لیکر گیا تھا ساری جمعیت کو پانچ لاکھ بتاتا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ بہاؤ کی فوج بہت سے ہمراہیوں سمیت تین لاکھ تھی - درانیوں کے بیان سے احمد شاہ کی اوس فوج کی تعداد جو اٹک سے پار اوتر آئی تھی - ترسٹھ ہزار قایم ہوتی ہے مگر نادر شاہ اور پچھلے وقتوں میں زمان شاہ کی فوج سے مقابلہ کرنے - اور ایشیا والوں کی تقسیمات افواج کی غلطی تعداد سے یہ قیاس میں آتا ہے کہ وہ تعداد مبالغہ سے بیان کی گئی ہے - علاوہ اسکے بہت سی تخفیف اون قلعہ بند گروہوں کے ہونے سے اصل افغانی فوج میں واقع ہوئی ہوگی جنکو پنجاب وغیرہ میں احمد شاہ چھوڑ کر آئے تھے - اور کسی قدر لڑائیوں میں مارے جانے اور گرمی و برسات میں مرنے سے بھی فوج میں کمی پڑی ہوگی - غرضکہ قیاس میں یہ آتا ہے کہ احمد شاہ کی فوج کے چالیس ہزار سے زیادہ پٹھان جو اوس جگہ شریک و شامل تھے قرار نہ دیے جائیں جیسا کہ گل رحمت میں بھی لکھا ہے کہ احمد شاہ کی افغانی فوج تیس ہزار سوار تھی - اور تیس ہزار پیادہ و سوار سرداران روہیلکھنڈ کے تھے - اور پندرہ ہزار فوج نجیب الدولہ کے ساتھ تھی - اور آٹھ ہزار سپاہ شجاع الدولہ کے ہمراہ تھی - اور پانچ چھہ ہزار فوج احمد خان بنگش کے ہمراہ تھی اور سیر المتاخرین و خزانہ عامرہ میں شجاع الدولہ کی سپاہ کی تعداد دس ہزار بتائی ہے - عماد السعادت میں جو لکھا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ تیس ہزار سوار اور دس ہزار پیادے تھے یہ تعداد مبالغہ آمیز ہے - بلکہ کاشی راے تو کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے پاس دو ہزار پیادے اور دو ہزار سوار تھے - اور انہی کا بیان ہے کہ درانی خاص اپنی چالیس [illegible] تھے [illegible] درانیوں کے بیان کے خلاف اور قیاس سے بعید [illegible]

قریب قریب ہاتھین جو مختلف المقدار گولون سے بھری جاتی تھین - جن مین سے اکثر ہندوستانی رفیقون
کی تھین - علاوہ اسکے چند توپین مفصل شکن بھی تھین - اور اس پتے کہ احمد شاہ کی فوج تعداد و کثرت
مین قلیل تھی دشمن کی فوج پر حملہ نہ کر سکتی تھی - چنانچہ اونہون نے پڑاو ڈالا اور فوج کے
چارون طرف خندق کہدوائے - اور جبکہ عام لڑائی کا وقوع ہونا اسطرح ملتوی رہا تو بھاؤ کی
امیدونکی صورت معقول طرح سے نہ بندھی - چنانچہ اوس نے گووندرائے بندیلے کو یہ حکم دیا کہ جمنا
کے پیچھے کی دیار پر جو فوج اوس سے فراہم ہو سکے فراہم کرے - غرضکہ وہ سردار دس بارہ ہزار
سوار اپنے ہمراہ لیکر درانیون کے پیچھے سے پہونچا - مگر احمد شاہ کی فوج سے دور دور رہا کہ
آفتون سے محفوظ اور امان مین رہے اور مرہٹون کی مانند لٹیری طرح ملک مین پھیلا کہ تمام رسدون کو روکنا
شروع کیا - اور گمان غالب ہے کہ بھاؤ نے اور بھی گروہ اپنے سوارونکے بھیجکر مسلمانون کیطرف
رسد روکنے کا انتظام کیا ہوگا اسلئے کہ بہت عرصہ گذرنے نہ پایا تہا کہ مسلمانون کا لشکر
رسد کی کمی و کوتاہی سے نہایت تکلیفین اوٹھانے لگا - اگرچہ درانی ایسی لوٹ مار کی لڑائی
کے عادی تھے جیسی مرہٹون دوڑ دہوپ سے پیش ہوتی تھی - مگر اونہون نے اس نقصان کو
اپنی فوج کے ٹکڑون کے کوچ مقام سے پورا کیا - خزانہ عامرہ اور سیر المتاخرین مین لکھا ہے
کہ ۲۰ - ربیع الثانی ۱۱۷۴ ہجری کو احمد شاہ نے مرہٹونکے توپخانہ پر حملہ کیا جہان خان اور
شاہ پسندخان اور نجیب الدولہ کو ہراول لشکر مین مقرر کیا - اور اونکے پیچھے شجاع الدولہ
اور احمد خان بنگش اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان - اور نواب فیض اللہ خان
کو مقرر کیا - اور انکے عقب مین احمد شاہ ابدالی مع دستہ کے رہے - مرہٹے مقابلے کو نکلے
اور ایک بان کی زد کے فاصلے سے کھڑے ہوئے - اور لڑائی ہونے لگی - ظہر کے وقت سے
لڑائی شروع ہوئی - تھوڑا دن باقی رہے - نجیب الدولہ کے ہمراہی بندوقین مارتے ہوئے
مرہٹون کے مورچون مین گھس گئے - بلونت راو بھاؤ کا سالا مارا گیا - آج ہی لڑائی کا فیصلہ ہو جاتا
مگر رات ہو جانے کی وجہ سے لڑائی ختم ہو گئی - اور وہ پہلے جیو رستی کر کے مرہٹونکے لشکر
مین سے نکلکر اپنے لشکر مین داخل ہو گئے - نواب شجاع الدولہ کا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے
سے قریب تھا - احمد شاہ نے جہان خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ مرہٹونکی رسدون
کو گرفتار کرے - اور شاہ پسندخان کو چھ ہزار سوار دے کر حکم دیا کہ مرہٹون کے گردو پیش سے
بستیون کو پندرہ کوس تک برباد کردے - تاکہ مرہٹون کے لشکر مین دانہ پانی سے

نہ پہنچ سکے اور بہادر خان کو چھ ہزار سوار دیکر حکم دیا کہ وہ مرہٹون کی نگرانی کرے کہ خندق سے باہر نہ نکل سکین اِن سوارون سے اور اُن مرہٹون سے جو رسد لانے کے لیے نکلتے تھے کئی بار مقابلہ ہوا اور مرہٹے زخمی اور خستہ ہوکر خندق کے اندر بھاگ گئے اور آخر کار اونکا خندق سے نکلنا بہت کم ہوگیا۔ تاریخ فرخ آباد مین آروِن صاحب نے لکھا ہے کہ احمد شاہ نے حکم دیا تھا کہ جو کوئی ایک مرہٹے کا سر کاٹ لائے گا اوسکو ایک روپیہ انعام ملیگا۔ ہر روز درانیون کو مرہٹون کے جو آدمی ملتے اونکو پکڑ کر اونکے سر کاٹ لاتے اور ایک روپیہ فی سر انعام لیتے۔ جب یہ خبر نواب احمد خان بنگش کو معلوم ہوئی تو اوس نے اپنے عرض بیگی مشرف خان کو حکم دیا کہ جو کوئی ایک مرہٹے کو زندہ پکڑ لائے گا تو مین دو روپیہ فی قیدی دونگا تب درانی زندہ قیدی لانے لگے اور دو روپیہ لینے لگے۔ احمد خان آدہی رات کو اون کو چھوڑ دیا کرتا تھا جب یہ لوگ بھاؤ کے لشکر مین پہنچتے تھے تو احمد خان کی بڑی تعریف کرتے تھے۔ شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے اس بات کی خبر احمد شاہ کو سنائی اور اوس روز سے شاہ نواب سے ناخوش ہوگئے۔ ناراضی بڑہانے کی غرض سے شجاع الدولہ نے شاہ سے یہ بھی کہا کہ احمد خان باوجود امیر الامرا و شاہی بخشی ہونے کے نہایت مختصر فوج لیکر آیا ہے۔ بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر شاہ ولی خان وزیر نے کہ جو دفادار بنگش سے تھا نواب احمد خان کو بلوا بھیجا۔ جب وہ آیا وزیر اوسکی پیشوائی کو آ گیا۔ اور اوس کو اپنے پاس بٹھایا اور پھر اوسکی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا۔ اے غالب جنگ تم ہندوستان کے بڑے امیرون مین سے ہو۔ مگر تھوڑی فوج لائے ہو۔ اس کا باعث کیا ہے۔ احمد خان بنگش نے جو کہ غالب جنگ خان بنگش کی زبانی سب حیرانیان سنین تھین جو اوس کے دشمنون نے کہی تھین۔ شاہ ولی خان وزیر کو جواب دیا کہ مین بڑی فوج اپنے بخشی کے پاس فرخ آباد مین گھر کی حفاظت کے واسطے چھوڑ آیا ہون۔ کیونکہ گوبندراے پنڈت فوج لیکر جمنا اوتر کر دریا کے کنارے خیمہ زن ہوا ہے۔ اگر مین فوج وہان نہ چھوڑ آتا تو میری دار الریاست اور میرا مکان وغیرہ لوٹ لیا جاتا۔ سوا اسکے مینے اس مختصر فوج سے ایکمرتبہ صفدر جنگ کو مع سورجمل و ہمت سنگھ و دیگر راجاؤن کے شکست دی ہے۔ اگر مین چاہتا تو دہلی پر چڑھ جاتا مگر صرف بادشاہ کی عزت کا پاس کر کے اس مقصد سے باز رہا۔ شاہ ولی خان نے جواب دیا کہ جو کچھہ تمنے اسوقت بیان کیا مینے اسکی خبر کامل سنی تھی۔ آخر نواب یہ کہکر رخصت ہوا کہ

میری مختصر فوج کا حال بروز جنگ معلوم ہوگا - یہان سے ثابت ہوا کہ گیان پرکاش مین جو لکہا ہی
کہ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے اجازت حاصل کرکے یہ کیا کہ تمام اسیر مرہٹون کو دس دس
روپئے دیکر رخصت کردیا احمد شاہ اونکی سخاوت سے بیحد راضی ہوئے - اور فرزند علی خان بہادر
کا خطاب دیا - یہ بیان صحت سے عاری ہے - جبکہ احمد شاہ کو یہ خبر ملی کہ گوبند پنڈت دس بارہ ہزار
سوارونکی ساتھ بہت سا خزانہ اور رسد اور غلہ ہمراہ لئے ہوئے جمنا کے اوس پار شاہ دری مین محاذی
شاہجہان آباد کے پہنچا ہی اور اوس کا ارادہ ہی کہ کنج پورہ کے مقام پر عبور کرکے بہاؤ کے لشکر مین
داخل ہوجائے احمد شاہ نے پانچہزار سوار اپنے لشکر کے اور پانسو سوار رسالہ عنایت خان
خلف حافظ رحمت خان کی رہبری کے لئے اونکی ساتھ مقرر کرکے اپنے وزیر اعظم کے بہتیجے
عطائی خان کے زیر حکومت گوبند پنڈت کی تباہی کے لئے روانہ کئے جو شاہ کے لشکر سے
ڈیڑھ پہر دن رہے روانہ ہوئے - اور رات بہر میں چالیس کوس چلکر سورج کے نکلنے پر
گوبند راے کی فوج کو یکایک جا دبایا اور اوس کو تہ تیغ کر ڈالا یہانتک کہ خود گوبند راے
مارا گیا - دوسرے دن پہر دن رہے واپس آگئے اور جبکہ درانیون کو کہلے میدان پر قبضہ حاصل ہوا تو
بہاؤ اپنی دشواری و پریشانی کو بہت جلد معلوم کرنے لگا - مرہٹونکے لشکر مین رسد
پہنچنے کے سارے ذریعے مسدود ہوگئے - اور جبکہ اونہون نے بانی پت کو کہا ہیکہ صاف کیا
جو اون کے لشکر مین واقع ہوا تہا تو غلے کے نہونے سے بڑے بڑے صدمے اوٹہائے جبکہ
حال ایسی نوبت کو پہنچا تو سمجہا دونون فریق کے کوئی فریق اوس نازک وقت کے ظہور و وقوع
مین سعی و کوشش کرنے سے قاصر تہا جس مین پورا فیصلہ ہوجائے - چنانچہ دونون فوجونکی
کچہہ کچہہ چہیڑ چہاڑ آپس مین جاری تہی - مرہٹون نے درانیون پر تین بہاری دہاوے کئے
جن دشواریونکو بہاؤ اوٹہائے جاتا تہا اونکی وسعت اور ترقی روز افزون کا حال اوس کے
دشمنو پر مخفی و مستور نہتا - کہائی کے سامنے ایک لال ڈیرہ احمد شاہ نے قایم کیا تہا جس مین
سورج کے نکلنے پر اشراق کی نماز پڑہتے تھے - اور شام کو کہانا کہاتے تھے - اور دن بہر
گہوڑے پر سوار ہوکر فوج کے پہرونکو مختلف مقامونمین دیکہتے بہالتے - اور دشمن کو چہیڑتے
چہاڑتے رہتے تھے - اس زمانے مین حد اپنی دپریشانی نقدی
ہجوم کثرت سے بہاؤ اسقدر تنگ ہوگیا تہا کہ اوس نے
چند بار کاشی راے کی معرفت شجاع الدولہ سے یہ چاہا کہ اوسکی

درانیون سے صلح کر دے اور جبکہ درخواست اوسکی احمد شاہ کو سنائی گئی تو اونھون نے یہ جواب دیا کہ
مین صرف مدد و معاون راے دینا میرا کام نہین - ہان لڑائی پر قادر رکھتا ہون - اوس مین
دوسرے کو دخل نہین - ہندوستانی سردارون کو اختیار حاصل ہی کہ وہ دشمن سے اپنی مرضی کے موافق
عہد و کتابت جاری کرین چنانچہ بہت سے ہندوستانی سردار صلح پر مائل ہوتے - اور شجاع الدولہ نے
بھی صلح ہی کو نہایت پسند کیا - مگر نجیب الدولہ نے ہرگز نہ مانا اور صلح کی درخواستونکا ہمیشہ مقابلہ کرتے گئے
اور اوس بہادری کو باقی لوگونکے دونون حملے مین کامیاب ہوتے جو احمد شاہ کی ایسی صورتون مین
چلے جاتے پر پیش آنے والی تھی کہ مرہٹونکی قوت کمال کو پہونچگئی تھی - اب یہ سوچنا دشوار ہے
کہ مرہٹونکے بڑے بھاری گروہ کی اوسوقت مین کیا حالت ہوگی جبکہ وہ حصار کی سخت عفونت
مین مرغیون کی مانند ایک کھابچے مین محصور تھے اور مرے ہوے اور مرنیوالے جانور اور بھوکے
پیاسے بیگناہ بہیر مین پڑے تھے - اور اون خرابیونکی تکمیل کے خوف سے وہ مرنا چاہتے تھے
جبکہ وہ ابھی اوسی شمار سے تھے - ۶ جمادی الاولی سنہ ۱۱۷۴ ہجری چہارشنبہ کی شب کو سردار اور سپاہی
جمع ہوئے - اور بھاؤ کے ڈیرے کے گرد کھڑے ہو کر کہا کہ اب کہانے پینے کو باقی نہین رہا جو کچھ
کہ دام تھا وہ سب صرف ہوگیا - بہوکون مرنے سے لڑائی کی چوکھون اوٹھانی آسان ہی - بھاؤ نے
اتفاق کیا اور سب نے ہان کہا کر مرنے تک لڑنے کی قسم کہائی - بعد اسکے ساری فوج کو حکم
سنایا گیا کہ کل سورج کے نکلنے سے پہلے پہلے دھاوا ہوگا - بھاؤ نے عین وقت پر شجاع الدولہ
کے کارندے کاشی راے کو خاص اپنے ہاتھ سے لکھ بھیجا کہ اب کنارون تک پیالہ لبریز ہوگیا - اور
ایک بوند کی گنجایش باقی نہین ہی - اگر کچھ ہو سکے تو اب کرنا مناسب ہے ورنہ صاف جواب دینا چاہیے
بعد اسکے لکھنے پڑھنے کا وقت ہو چکا - کاشی راے اس رقعہ کے مضمون کو پچھلی رات مین اپنے آقا
شجاع الدولہ کو سنا رہا تھا کہ کاشی راے کے جاسوس خبر لائے کہ مرہٹے مسلح ہو رہے ہین - شجاع الدولہ
فی الفور احمد شاہ کے ڈیرے پر گئے - اور چوکی پہرے والون سے کہا کہ بادشاہ کو جگانا چاہیے - احمد شاہ
اندر سے ہتھیار لگاے باہر نکلے جو پہلے ہی سے تیار بیٹھے تھے - چنانچہ اوس گھوڑے پر سوار ہو کر جو ہمیشہ
اونکے دروازے پر تیار کھڑا رہتا تھا فوج مخالف کی جانب کو چلے اور اپنی فوجکو آگے بڑھنے کا حکم
سنایا جو بات پہلی نہیں اونہونے کی وہ یہ تھی کہ کاشی راے کو اونھون نے بلایا - اور اوس
خبر کے مخبر کی تشفی سوال جواب کرنے لگے - اور یہ تفتیش اونھون نے اوسوقت کی تھی کہ آگے
بڑھے چلے جاتے تھے - یہانتک کہ لشکر سے ایک میل کے قریب اون سے کئی درانی سکے

جو غنیمت لاولے لاتے تھے اور اوبھول ستے یہ عرض کیا کہ بادشاہ کے نسال سپاہی بھاگ گئے
احمد شاہ نے یہ خبر لشکر کاشی راے سے حساب کی کہ اب جواب اس کا کیا دے۔ مگر [illegible] کے درمیان
ہی مین مرہٹون نے توپون کی مار مار سے اپنے آنے کی خبر احمد شاہ کے کان تک پہونچائی احمد شاہ
اپنے گہوڑے پر بیٹھے ہوے مقرر بیٹھے تھے کہ توپون کی آواز سے چوکنا ہو کر حقہ دور کر دیا۔ اور بڑے
اطمینان اور متانت سے شجاع الدولہ سے یہ فرمایا کہ مجھ سے ملازم کی خبر کہی جاتی ہون۔ بعد اس کے
وہ جلد آگے بڑہنے کا حکم سنایا۔ اور جبکہ صبح کہلنے لگی۔ اور کچھہ کچھہ چیزین نظر آنے لگین تو مرہٹون
کی قطارون کو ہر ہر کے بڑہتے ہوے آہستہ آہستہ حسب قاعدہ ایسے بڑہتے دیکھا کہ توپخانہ آگے آگے
چلا آتا ہے احمد شاہ نے اونکے مقابلہ مین فوج کو آراستہ کیا اور آپ لال پردے مین جا بیٹھے
جواب و جنگ کے پیچھے رہ گیا۔ مسلمانون نے توپون سے بہت کچھہ کام نہ لیا۔ اور جبکہ مرہٹونکی توپین
بہت قریب آ گئین تو اونکے گولے مسلمانو کے سر پر گذرنے لگے۔ ابراہیم خان گاردی نے لڑائی کو
شروع کیا جسنے بہاؤ کے پاس آکر یہ عرض کیا تہا کہ آپ اکثر اس بات پر ناراض ہوتی تہی کہ مین
اپنے سپاہیونکی برابر تنخواہ دلانے مین ہمیشہ جھگڑتا تہا اب آپ کے ملاحظہ فرماوین کہ وہ تنخواہ
آپ سے بیفائدہ نہین لی گئی۔ یہ کہکے اوسنے ایک نشان سنبھالا اور اپنے سپاہیونکو گولیان
مارنے سے روکا۔ اور سنگینون سے لڑنے کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ روہیلون پر حملہ آور ہوے جنکے
قاعدہ دان نہونے سے اونکی دلیری و دلاوری نے خود اونہین کو ضرر پہونچایا یہانتک کہ قتل عظیم
کے بعد اونکی صف ٹوٹ گئی۔ ان روہیلون کے پیچھے احمد خان بنگش تہا بہاگے ہوے روہیلے اوسکی
طرف بہیجے کہ احمد خان نے لعن و طعن کر کے اونکو روک لیا اور نواب نے داروغہ مشرف خان کو احمد شاہ
کے پاس بطلب مدد بہیجا۔ جب قاصد پہونچا تو شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے کہا کہ احمد خان کے
مقابل کچھہ دشمن کی فوج زیادہ نہین ہے بلکہ عنایت خان ولد حافظ رحمت خان کے مقابل دشمن
کی بہت فوج ہے۔ اسلئے احمد خان کو کوئی ضرورت کمک کی نہین البتہ عنایت خان کو زیادہ حاجت
کمک کی ہے۔ روہیلونکے شکست کہانے سے وزیر کا دہنا بازو کہل گیا تہا جو درانی فوج کے
قلب پر حکمرانی کرتا تہا۔ اور بہاؤ و سواس راے نے اوس پر تازہ فوج سے حملہ کیا تہا۔ اس
حملے مین وزیر کا برادرزادہ عطائی خان اوسکے برابر مارا گیا۔ اور درانیون سے پانو اوکہڑ گئے اور
اپنے گہوڑے سے اوترا اور چند ہمراہی درانیون سمیت اپنی جگہ پر قایم رہا۔ [illegible] ارادہ کیا
وزیر کے پیچھے شجاع الدولہ کہڑے تھے مگر [illegible] نہین ہوتا تہا

کہ کیا معاملہ واقع ہو رہا ہے۔ اور جبکہ اونہون نے وزیر اعظم کے آدمیون کی بولی اور اونکی گہوڑون کے ہنہنانے کی آواز کم ہوتے پایا تو کاشی راے کو تفتیش و تفحص کے لئے آگے کو بہیجا۔ چنانچہ کاشی راے نے وزیر اعظم کو زرہ بکتر پہنے پا پیادہ اور نہایت غضب ناک پایا کہ وہ اپنے لوگونکو اونکے بہاگ جانے پر برا بہلا کہہ رہا ہے۔ اور اون کو صفون پر لانے مین مصروف ہے۔ جبکہ اوسکی نظر کاشی راے پر پڑی تو اوس سے یہ بات کہی کہ تم شجاع الدولہ کی خدمت مین پہنچکر بہت جلد یہ بات کہو کہ اگر شجاع الدولہ ہماری مدد اسوقت نکرینگے تو مین جان سے مارا جاونگا۔ مگر شجاع الدولہ [illegible] شریک اوس کے ہوئے[۱]۔ یہ معاملہ احمد شاہ پر مخفی تہا چنانچہ وہ فوج جو اونہون نے [illegible] تہی وزیر اعظم کی بربادی و تباہی کی روک تہام کے لئے عین وقت پر پہونچی اور اب لڑائی تند ہونے لگی۔ مگر باوصف اس کے اب بہی مرہٹون کا پلہ بہاری تہا یہانتک کہ احمد شاہ نے اپنے بہگوڑون لوگونکو پہر جمع کیا۔ اور اون مین سے جنہون نے لڑنے سے انکار کیا اونکے قتل کا حکم سنایا۔ بعد اس کے خاص اپنی صف کو آگے بڑہنے کا حکم دیا اور یہ بہی ہدایت کی کہ ہماری فوج کا ایک ٹکڑا ہمارے بائین بازو والا گہوم کر نکلے اور دشمن کے بازو پر ٹوٹ پڑے یہ تدبیر نہایت راس آئی اسلئے کہ اگرچہ عین قلب لشکر مین بڑے زور و شور سے لڑائی ہوئی تہی جہان بہاؤ و بسواس راے گہوڑون پر سوار کہڑے تہے۔ اور فریقین کے سپاہی تیرون اور تبرون بلکہ برچہے پڑے کہاندون سے اپنے بہڑتے۔ اور مارتے مرتے تہے۔ مگر یکلخت ایسا اتفاق ہوا کہ گویا کسی سحر و طلسم کے زور سے سارے مرہٹے قریب دو نیم کے دفعۃً بہاگ نکلے۔ اور لڑائی کے کہیت کو کشتونکی پشتونسے سمو چہوڑ گئے۔ فیروزمندون نے بڑے جوش و خروش سے بہگوڑون کا پیچہا کیا۔ اور کسی کو پناہ نہ دی اسی باعث ایسا بہاری قتل ہوا کہ حد قیاس سے باہر ہے۔ چنانچہ ہر جانب کوئی پندرہ بیس بیس میل تک تعاقب کیا گیا۔ جدہر نظر کرتے تہے تو مرہٹونکی لاشین ہی لاشین نظر آتی تہین اور جو مرہٹے فاتحونکی مار سے بچے رہے وہ دیہاتیونکے ہاتہ سے مارے گئے اور جو درانیون اور روہیلون کے پالے پڑے۔ نہایت بیرحمی سے قتل ہوئے۔ بلکہ نجیب الدولہ کی ترغیب سے جنکو سینہ سپا

---

[۱] دیکہو تاریخ ہند مولفہ الفنسٹن صاحب۔ مگر مرات احمدی مین لکہا ہے کہ درانیون کو عنقریب شکست ہونے والی تہی کہ عین موقع پر شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ نے مرہٹونکی کمر پر حملہ کیا۔ اکثر سردار مرہٹہ ہلاک ہوئے ۱۲

کی بڑی ڈھونڈھ بھال کرائی جسکو ایک درانی سردار نے چھپا رکھا تھا اور گرفتاری کے اندیشہ سے اوس کو بھگا دیا تھا۔ ابراہیم خان گاردی شجاع الدولہ کی دار و گیر میں معقب تھا جس کے حوالے کرلے پر اونکو نجیب الدولہ نے مجبور کیا اور لعنت ملامت کے لئے اپنے سامنے بلایا۔ بعد اس کے وزیر اعظم کی سپردگی میں رکھا گیا۔ جہاں زخموں کی تکلیف سے ایک ہفتے کے اندر اندر مرگیا بسواس راؤ کی لاش پائی گئی اور ایک بے سر کے دھڑ پر بھاؤ کی لاش کا تعین کیا گیا۔ مقتولوں کی کل تعداد دو لاکھ کے قریب بیان کی گئی ہے۔ بڑے بڑے مرہٹہ سرداران ہزاروں کے سوا کام آئے یا زخمی ہوئے جو تھوڑی سی فوج کی حکومت سپردگی میں چھوڑ گئے تھی۔ مہاجی سیندھیا بعد اس کے ایک بڑی ریاست کا بانی ہوا۔ عمر بھر کے لئے لنگڑا ہوگیا۔ اور اس کے لنگڑے ہونے کا قصہ سننے کے قابل ہے۔ تاریخ بھوپال میں لکھا ہے کہ مہاجی میدان جنگ سے گھوڑے پر سوار ہوکر بھاگا اور ایک درانی سوار نے اوس کا پیچھا کیا۔ ساٹھ کوس پر جاکر گھوڑی کھڑی ہوگئی۔ درانی نے برابر پہنچکر ایک تیر مہاجی کے گھٹنے میں مارا کہ اوس کا گھٹنہ ٹوٹ گیا اور تمام سامان اسپ و ہتھیار و لباس وغیرہ چھین کر پھر ساٹھ کوس پھر گیا۔ اور نانا پھڑنویس جسنے سیندھیا کی حکومت کو ایک مدت تک پائے سے گرنے نہ دیا ہزار دشواری سے جان بچاکے گیا۔ اور ملہار راؤ ہلکر جسکا مورچہ نجیب الدولہ کے مورچے کے مقابل تھا نجیب الدولہ کے اغماض کی وجہ سے نکلکر کرنال کیطرف چلاگیا۔ کیونکہ اوس سے اور نجیب الدولہ سے یہ عہد و پیمان ہوچکا تھا کہ اگر فتح مرہٹونکو حاصل ہوگی تو نجیب الدولہ کے حال سے تعرض نہ کیا جائیگا اور اگر مسلمانونکو فتح نصیب ہوگی تو ملہار راؤ سے تعرض نہوگا۔ جیساکہ فرح بخش وغیرہ میں لکھا ہے۔ اور بعض نے یہ کہا ہے کہ شجاع الدولہ نے بسبب موافقت قدیم ملہار راؤ ہلکر سے کہا کہ اس معرکہ میں ہم اور تم دونوں موجود ہیں۔ لیکن مخالف فریقوں میں ہیں۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر شاہ ابدالی فتح پائے گا تمکو کوئی نہ ستانے پائیگا۔ تم بھی اقرار مجھسے کرو اگر فتح بھاؤ کی ہو مجھسے کوئی مزاحم نہو۔ ملہار راؤ نے خوشی سے یہ منظور کیا کسی نے یہ لکھا ہے کہ جب ملہار راؤ ہلکر نے بھاؤ کو یہ مشورہ دیا کہ سنکل کھدوا کر اوس میں قید ہو جانا اور مسلمانونسی صف جنگ کرنا عقل سے دور ہے اسمیں نقصان جان و مال ضرور ہے۔ مناسب یہ ہے کہ تم مقابلہ شاہ کا بطرز قزاقی کرو زد سے علیحدہ رہکر گھیر لو مجھے اور سیندھیا اور سرداروں کو حکم دو کہ شجاع الدولہ اور پٹھانوں کے ملک میں جائیں اور اوسکو لوٹیں شاہ کے لشکر میں رسد نہ آنے دیں۔ ہر طرح تنگ کریں۔ امرائے مسلمان اپنے ملک اور ناموس کی حفاظت کے لئے

چلے جائینگے - شاہ کو تنہا چھوڑ جائینگے - آپ کے ہمراہ بڑا لشکر ہی چاروں طرف سے شاہ کو گھیر لوگے ہر طرف سے تنگ کر دوگے - جب شاہ عاجز ہوگا اپنے ملک کو چلا جائیگا - سنکر میں - ہمارا اپنے آپ کو ضائع کرنا ہے - اس میں تو مجبور ہوکر مرنا ہے - ہماؤنی جواب دیا تو گنگا پر سے پیچھے اسمین دخل کیا - ملہار راؤ نے ہماؤ پر لعنت کی اور شجاع الدولہ سے قول قرار کیا - اور مرہٹون سے جدا ہو گیا - مگر روت بخش کا بیان اس بارہ میں نہایت صحیح معلوم ہوتا ہے - کیونکہ اوس کا مصنف شیو پرشاد اس جنگ میں نواب فیض اللہ خان روہیلہ کے ساتھ موجود تھا - یہ جنگ عظیم ۷ - جنوری سنہ ۱۷۶۱ء مطابق ۵ - جمادی الآخری سنہ ۱۱۷۴ ہجری کو بدھ کے دن واقع ہوئی تھی - مرہٹون کو ایسی بھاری شکست کبھی واقع نہین ہوئی تھی جس سے بڑی افسردگی و پژمردگی اونمین پھیلی - اور سارے مرہٹون پر مایوسی اور غمگینی چھا گئی - بائیس ہزار مرہٹے عورت مرد باندی غلام بنائے گئے - پچاس ہزار گھوڑے - دو لاکھ بیل و بیس ہزار اونٹ اور پانسو ہاتھی علاوہ توپخانہ اور نقدہ جنس کے مسلمانوں کے ہاتھ لگے - مرات احمدی مین لکھا ہے کہ قریب سات سو کے ہاتھی - اور پچیس ہزار گھوڑے - اور اسیطرح بہت سے اونٹ اور دوسرا سامان و اسباب شجاع الدولہ اور نجیب الدولہ کی سرکار میں داخل ہوا جو کئی کروڑ روپیہ کا مال تھا - بیس ہزار مرہٹے جانون اور راجپوتون کے ملک مین ستک برہنہ بھیک مانگتے پھرے - آخرکار سورجمل جاٹ نے ہر ایک کو ایک کمبل اور دو روپئے دیکر دکن کو روانہ کر دیا - اور دوسرے راجپوت سردارون نے بھی یہی سلوک کیا - مرآت احمدی میں بیان کیا ہے کہ ہزارون گرفتار شدہ مرہٹے قتل کرائے گئے - پھر شجاع الدولہ کی سفارش سے بادشاہ نے اونکی جان بخشی کی - آروِن صاحب نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ دایم خان روہیلہ کہا کرتا تھا کہ جب بعد جنگ کے احمد خان بنگش خلعت کے واسطے طلب ہوا مین خیمے کے دروازے پر بیٹھا تھا - شجاع الدولہ نے نواب کی تلوار کو لیکر میان سے کھینچا تو بالکل باڑھ اوس مین نہ تھی - کیونکہ کسی خاص ترکیب سے وہ اوس کو چلاتا تھا - شجاع الدولہ مسخری کی راہ سے کہنے لگے کہ باون ہزاری ایسی ہی تلوار باندھتے مین احمد خان نے جواب دیا کہ اس کے کاٹ سے تمھارے والد خوب واقف تھے - یعنی اوسنے صفدر جنگ کی شکست اور گریز کا اشارہ کیا تب نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے دست سے تلوار مانگی - اور بطور ہیچو ملیم کے اوسکی خوب تعریف کی - اور کہا کہ یہ تو مجھے عنایت کیجئے احمد خان نے کہا کہ آپ ہی لے لیجئے - نجیب الدولہ نے کہا کہ لوہا سعنت نہین لیتے ہین - اس لئے

اونہوں نے ایک پیسہ منگوایا اور صحرے بڑے سے بڑے ادب کے ساتھ اوس کو دونوں ہاتھوں پر
رکھکر احمد خان کے روبرو پیش کیا نواب نے اس پیسے کو اوٹھا لیا اور کہا تمہارا نذر دینا بجا ہے
اور بہت مناسب ہے - کیونکہ تم سابق میں میرے باپ کے نوکر تھے مرات احمدی میں لکھا ہے کہ بعد
اس فتح کے احمد شاہ دلی کو گئے - کچھ دنوں یہاں رہے - اور سورجمل جاٹ سے پیشکش وصول کرنے
کے لئے شاہ ولی خان اور شجاع الدولہ کو آگرے کی طرف جانے کا حکم دیا - جب یہ دونوں روانہ
ہونے لگے تو شاہ کے ساتھ کی فوج نے عرض کیا کہ حضور کا ارادہ ابھی یہاں رہنے کا معلوم ہوتا ہے
ہمکو یا تو لوٹنے کی اجازت ہو جائے یا تنخواہ مرحمت ہو - نہیں تو ہم اپنے وطن کو لوٹے جاتے ہیں
آخر صلاح یہ قرار پائی کہ بادشاہ بھی عازم ہوں - اس عرصے میں غازی الدین خان وزیر کا پیشکار
دلیر سنگھ مہاراجہ ناگرمل کے ساتھ آیا - اور اوسنے شاہ ولی خان وزیر کے ذریعہ سے احمد شاہ سے
عرض کرایا کہ وزارت ہندوستان غازی الدین خان کو مرحمت ہو - وہ سترہ لاکھ روپیہ کا جواہر
اور نقد نذر کریگا - شاہ نے منظور فرمالیا - اور ۱۳ شعبان کو دوپہر کے وقت شجاع الدولہ
رخصت ہو کر روانہ ہوئے - اور باغ شالامار میں دو مقام کئے - پانی پت کی راہ میں مرزا جوان بخت
ولیعہد شاہ عالم مشایعت کے لئے آئے - شاہ نے اونکو پانچ ہاتھی اور پانچ گھوڑے اور دو
لاکھ روپیہ کا غلہ جو قلعہ دہلی میں جمع تہا دیا اور خلعت اور فرمان اور قلمدان وزارت غازی الدینخان
عماد الملک کے لئے یعقوب علیخان کے حوالے کرکے حکم دیا کہ اوس سے پیشکش مقررہ وصول کرائے
اور اوسکو شاہزادے کے ہمراہ کرکے خود آگے کو کوچ کیا - دلیر سنگھ بھی یعقوب علیخان کے ساتھ گیا
یعقوب علیخان جب دہلی پہونچا تو بادشاہ کی ماں زینت محل نے کہا کہ غازی الدین خان سے ایسی
کئی نمک حرامیاں دفعتاً عمل میں آئی ہیں - ہم کو اوس کی وزارت منظور نہیں - اگر بادشاہ کو زر
مطلوب ہے تو ہم پیشکش پہونچا دینگے - مگر جبکہ شاہ ولی خان کی تحریر پہونچی کہ یعقوب علیخان کو
غازی الدین خان کے پاس رخصت کر دینا چاہئے تو مجبور ہو کر اوس کا روکنا مناسب نہ سمجھا اور وہ
۲۷ شعبان کو دہلی سے روانہ ہوا - اور اشیاے وزارت غازی الدین خان کے پاس پہنچا دیں اب
غازی الدین خان نے شاہ عالم کی دشمنی کے خوف سے اوس مجہول شخص کو جسکو صفدر جنگ نے
اوسوقت بادشاہ بنایا تھا جبکہ اونہوں نے احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت اختیار کی تھی
اپنے ہمراہ لیکر دین پرور نبیرہ کام بخش بن عالمگیر مشہور کیا - مگر مرزا جوان بخت ولیعہد اور
بادشاہ کی ماں زینت محل اور نجیب الدولہ اور شجاع الدولہ اور تمام ارکان سلطنت نے

غازی الدین خان کی وزارت کو تسلیم نہیں کیا اسلئے وہ اس منصب کو نہ لے سکا۔ مگر تاریخ مظفری اور سیر المتاخرین۔ اور ماثر الامرا وغیرہ میں اسطرح لکہا ہے کہ احمد شاہ نے سلطنت ہند شاہ عالم کے لئے مقرر کی تو سکا ے میں اپنا قدم جمانا چاہتے تھے اور شجاع الدولہ کو وزیر بنایا اور نجیب الدولہ کے لئے امیر الامرائی مقرر کی۔ اور دونوں سے سفارش کی کہ آپس میں صلح اور موافقت رکھیں اور نجیب الدولہ کو حکم دیا کہ دہلی میں رہیں۔ اور جب تک شاہ عالم بنگالے سے واپس نہ ہوں مرزا جوان بخت کو ان کا نائب رکھیں اور شجاع الدولہ کو خلعت وزارت اپنے یراق خاص دیکر صوبہ اودھ کو رخصت فرمایا۔ اور آپ اپنی فوج سے زیادہ اداس ہوکے اپنی قلمرو کو چلے گئے۔ شجاع الدولہ نے احمد شاہ سے رخصت ہو کر جا بجا مقام کئے۔ اور شکار کہیلتا ماہ رمضان ۱۱۷۵ ہجری میں اپنے صوبہ اودہ میں داخل ہوئے۔ گیان پرکاش میں ہے کہ اس وقت بنیابت راجہ بینی بہادر کی چمک گئی اس کے حسن انتظام سے سپاہ کو ماہ بماہ تنخواہ ملنے لگی۔ بینی بہادر ملک کی خبر گیری خوب کرتا تھا رعایا شاد تھی۔ اور مال و دولت سال بسال بڑہنے لگا۔ خیرات بہت کرتا تھا۔ برہمنوں کی بہت خاطر کرتا تھا۔ اوس کے اجلاس میں عرضی عبارت فارسی ناگری حروف میں لکہکر پیش ہوتی تھی۔ اور وہ اوسپر ناگری حروف کے ساتھ عبارت فارسی میں حکم لکہتا۔ ناگری کا دفتر اپنے سمجھنے کے لئے علیحدہ مقرر کیا تھا۔ متصدیوں کی روزی خوب کہل گئی تھی۔ اور ہر ایک خوش حال تہا۔

شاہ عالم کی رکاب میں شجاع الدولہ کی خدمات

شجاع الدولہ نے شاہ عالم کا خطبہ و سکہ اپنے ملک میں جاری کیا۔ اور کسی قدر روپئے و اشرفیاں اس سکے کی بادشاہ کی خدمت میں بھیجیں۔ اور بادشاہ کے لئے تخت اور چتر۔ اور دوسرے لوازم بادشاہی تیار کرکے اس مضمون کی عرائض لکہے کہ حضور بنگالے سے یہاں تشریف لے آئیں۔ شاہ بھی اس ملک میں رہنے سے بیزار تھے اونہوں نے شجاع الدولہ کی تحریرات کو غنیمت تصور کیا۔ اب انگریزوں اور میر قاسم نے بھی شاہ عالم کی اطاعت کرکے زر اور اسباب نذر کیا تو بادشاہ بنگالے سے سعادو ہوئے۔ شاید آخر شوال یا اول ذیقعدہ ۱۱۷۵ ہجری میں گڑھ بادھو کیطرف کوچ کیا اور بکند پور علاقہ دیوان متعلقہ گہیلہ میں قیام کیا۔ وہاں چھ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور ایک بیٹا پیدا ہوا جسکا نام بابری کہا۔ راجہ بینی سنگہ گہیلہ والی ریوان خدمت فدویانہ

۔۱ ۔ دیکھو تاریخ مطلع بنارس

بجالایا اور اپنے دو بھائیون کو پانچہزار سوار دیکر اونکے ساتھ رخصت کیا اور حکم دیا کہ بادشاہ کو دہلی لیجا کر تخت پر بٹھا دین۔ اور بادشاہ سے اجازت لیکر وہ رخصت ہوئے ان اور آپ بھی چند منزل مشایعت کی اور الہ آباد کے متصل گنگا کو عبور کرایا اور آپ رخصت ہوکر اپنے مکان کو لوٹ آئے بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو اپنے پاس بلایا[۵۱] - وہ پانی پت کی لڑائی سے واپسی کے بعد ابھی تک توقف کرنے بھی نہ پائے تھے کہ بہت سی فوج لیکر ماہ رمضان[۵۲] ۱۱۷۴ ہجری مین شاہ عالم کو لانے کے لئے روانہ ہوئے۔ مقام روانگی مین اختلاف ہے۔ گیان پرکاش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ فیض آباد مین تھے وہان سے روانہ ہوئے۔ سید غلام علی آزاد نے خزانہ عامرہ مین لکھا ہے کہ لکھنؤ سے روانہ ہوئے تھے۔ اور بہت دن کے عرصے بنارس کے متصل سید پور مین پہونچے اور یہان سے دریاے کرم ناسہ تک کہ سرحد ملک بنگالہ پر واقع ہے کوچ کر کے پیشوائی کی۔ تاریخ[۵۳] ۱۷۔ ذیقعدہ ۱۱۷۴ ہجری کو ایک پہر اور چار گھڑی دن چڑھے سراے سید راجی اور آب کرم ناسہ کے درمیان مین کہ دونون مین باہم دس کوس کا فاصلہ ہے شجاع الدولہ بادشاہ کے سلام سے مشرف ہوئے۔ اونکے ساتھ سالار جنگ اور مرزا علی خان بھی تھے شجاع الدولہ نے دولت آسمان جاہی[۵۴] کے بعد تخت و چتر اور دوسرے لوازم پیش کئے اور خود مہمات وزارت کے سرانجام مین مصروف ہوے اور ایسی خدمتگذاری و اطاعت شعاری کی کہ بادشاہ کو دہلی جانے سے روک لیا۔ عرض کیا کہ بعد برسات فدوی ساتھ چلے گا۔ اور بادشاہت کا بندوبست خاطر خواہ کیا جائیگا۔ چنانچہ بادشاہ نے اونکی عرض کے موافق چھاونی کی۔ شجاع الدولہ نے سرداران رہیلہ کو اس خوشنودی سے بادشاہ کی رفاقت سے دل برداشتہ کردیا کہ اون کا قاعدہ تھا کہ بادشاہ کے دربار کے وقت مین بیسیار کھڑے ہوتے تھے۔ وزیر نے اون سے اختلاط کر کے دوستی پیدا کرلی۔ اور بیگمی ہی بلی۔ بعد اسکے بادشاہ کی ضیافت کی اور اپنے ڈیرے پر لے گئے۔ بادشاہ جیسا وزیر کے خیمے مین داخل ہوتے تو وہ لوگ سرداران رہیلہ بدستور کھڑے ہوتے تھا ندتماشا کر رہے تھے۔ وزیر نے

---

۵۱ دیکھو گیان پرکاش ۱۲

۵۲ دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ ۵۳ دیکھو خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین ۱۲ ۵۴ دیکھو خزانہ عامرہ و سیر المتاخرین کو۔ اور مرات آفتاب نما مین شجاع الدولہ اور بادشاہ کے ملنے کی تاریخ ۱۷۔ ذیقعد لکھی ہے ۱۲

اون سے اشارہ کیا کہو ایسی نقل کر جس سے یہ دونون راجپوت خفیف ہو جائین - جب ایسی نقل ہوئی تو وہ دونون خفا ہوتے اور کہنے لگے کہ جب ایسے ہی خداوند ہون تو معلوم ہوا کہ بادشاہت کر چکے غصے ہو کر اوسی طرح ڈیرے سے نکلے اور اوسی سوار ہیر اپنے ملک کو لوٹ گئے - بادشاہ نے بہت معذرت کی مگر قبول نہ کی[1] خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ بادشاہ کے ہمرکاب اپنے صوبے کو روانہ ہوئے اور غایت عقیدت سے بادشاہ کی تزک سواری کے اہتمام کے لئے پیادہ پا جلو مین چلتے تھے - اگرچہ بادشاہ فرماتے کہ سوار ہو جاؤ مگر وہ ادب کی وجہ سے سوار نہ ہوتے - جب بادشاہ نے بہت اصرار کیا تو گہوڑے کی زین پر بیٹھے اور وہان سے سبقت کر کے بادشاہ کے خیمے کو کھڑا کرانے کے لئے آگے پہنچے اور اوسکے اہتمام مین تین پہر کہڑے رہے - اور ایک عالیشان خیمہ برسم پیشکش برپا کیا اور ایک تخت ہوادار اور ۵ اشرفیان اس عنایت کے شکریہ مین کہ سوار ہونے کے لئے حکم صادر ہوا نذر کین - جب حدود بنارس مین پہونچے تو یہان آصف الدولہ نے حاضر ہو کر نذر پیش کی بادشاہ نے آصف الدولہ کو خلعت دیا - اور میر آتشی کی خدمت عطا کی اور نقرئی رتہ جک وان بخشا - مرآت آفتاب نما مین اسی طرح لکہا ہے - مآثر الامرا و سیر المتاخرین مین بیان کیا ہے کہ گنگا پر پل بندہا کر بادشاہ اور شجاع الدولہ ۵ ذیحجہ کو عبور کر کے الہ آباد مین پہنچے - اس سے معلوم ہوا کہ مرآت آفتاب نما مین جو لکہا ہے کہ بادشاہ نے الہ آباد سے شجاع الدولہ کو بلایا تہا یہ صحیح نہین بلکہ شجاع الدولہ الہ آباد سے آگے سے بادشاہ کے ساتھ تہے اور وہ بادشاہ کو لانے کے لئے سرحد تک پہنچے تہے - بہر صورت ۲۰ ذیحجہ کو جاجمؤ مین داخل ہو کر مقام کیا - چونکہ ملک کوڑے سے نربدا تک مرہٹونکی شکست کی وجہ سے خراب ہو رہا تہا اوس پر تسلط و تصرف کرنے کا ارادہ کیا اور جاجمؤ مین جا بجا فوج کر کے اوس طرف سے مرہٹونکے تمام افسرون اور حاکمون کو نکالدیا - اونکی جگہ بادشاہی عمال مقرر ہوتے - موسم برسات ختم ہونے کے بعد ۹ ربیع الاول ۱۱۸۰ ہجری کو بادشاہ کالپی کی طرف روانہ ہوتے - شجاع الدولہ اپنے صوبے مین راجہ بینی بہادر کو نیابت پر چہوڑ کر شاہ عالم کو ہمراہ لیے ہوتے وہان کے سرداروں اس راو وغیرہ سے ملازمت حاصل کی یہان بھی بادشاہی افسر مقرر ہوتے - یہان سے جہانسی کے فتح کرنے کے لئے کوچ کیا شیدی بشیر نے اس کے مسخر کرنے مین بڑی کوشش کی یا عقیان کو تہ اندیش مغلوب ہوتے اور ۵ یخون رجب ۱۱۸۰ ہجری کو

[1] دیکھو کیان پرگاش ۱۲

قلعہ مفتوح ہوا۔ سید غلام حسین کا بیان ہے کہ قلعہ دار مقرر ہوا ابھی تک شجاع الدولہ نے خلعت وزارت نہیں پایا تھا اور جب کہ خلعت سپہ سالاری پایا جب یہ یہ بارتب و اسا بمرد ا ہدا اور آمدان مرصع عنایت ہوا اور بعد ہ شاہ مذکور کو سلطان کی دیوانی پر سر فراز کیا اور بعد مہت بہادر انکی نیابت پر مقرر ہوئے۔ مرآت آفتاب نما میں بیان کیا ہے کہ ۱۱۷۶ھ ہجری میں بادشاہ کی طرف سے شجاع الدولہ ملک دو آبہ سے مرہٹوں کو نکالنے اور اون محالات کی مختاری پر مامور ہوئے تھے راجہ ہمت بہادر وہاں کی نیابت پر مقرر ہوا اور وہ اون اضلاع پر قبضہ کرنے کے ارادے سے روانہ ہوا اور وہاں پہونچکر مرہٹوں کو بادشاہ کی اطاعت کا فرمان سنایا انہوں نے اطاعت نہکی اور آخر کار لڑائی پر نوبت پہنچی بادشاہ کی طرف سے بیس ہزار سپاہ نے مقابلہ کیا جسکے سرداروں پر سلطان شاہ تھا۔ وہ مارا گیا اور ہمت بہادر بھاگ نکلا اور اوس ضلع کا انتظام بگڑ گیا اور تمام زمیندار سرکش ہوگئے پٹھان بھی انحراف واختلاف کرنے لگے۔ احمد خان بنگش شجاع الدولہ سے کینہ رکہتا تھا اور بظاہر زمانہ سازی کرتا تھا وہ اونکو بہکاتا تھا مرات التاریخ معروف بہ تاریخ بوندیلکھنڈ میں منشی شام لال نے جو شجاع الدولہ کا تسخیر ملک کے لئے جانے اور اوس میں ناکامیابی اور بہکانا کا حال لکھا ہے یہی واقعہ ہوگا جو مرآت آفتاب نما میں مجمل طور پر بیان کیا گیا ہے۔ تاریخ مذکور میں لکھا ہے کہ جب نواب شجاع الدولہ نے بغرض تسخیر ملک بوندیلکھنڈ ایک فوج بسرداری کرامت خان و ہمت بہادر مامور فرمائی انہوں نے دریائے جمنا عبور کرکے بمقام تندواری جو باندا سے بفاصلہ سات کوس

---

[۱] دیکھو جام جہان نما ۱۲

[۲] دیکھو مرآت آفتاب نما اور سیر المتاخرین۔ جام جہان نما میں غسلخانہ کی جگہ دولت خانہ خاص لکھا ہے۔ اس لفظ کی تشریح یہ ہے کہ عبد الحمید لاہوری نے شاہجہان نامے میں بیان کیا ہے کہ آگرہ کے رہائشی میں دولتخانے اور نشست مکانات کے درمیان ایک مقام تھا جس میں اکبر غسل کیا کرتا تھا۔ بادشاہ کے ساتھ بڑے بڑے سردار اور دیوان اور بخشی اس موقع پر بار پاتے تھے۔ اور ضروری باتیں بادشاہ سے گفتگو کرتے تھے کچھ دن گذرنے کے بعد اس خلوت کا نام غسلخانہ ہوگیا اسی وجہ سے کہ اوس مقام سے لگا ہوا خاص بادشاہی حمام تھا۔ شاہ جہان نے اپنے دور میں اس نام کو بدلکر دولت خانہ خاص نام رکھا ۱۲

صوبہ داری عطائے خلعت شجاع الدولہ

جانب شمال پہونچکر مقام کیا۔ راجہ گمان سنگھ باندا والہ نے اپنے آپکو دبتا ہوا فوج نواب وزیر کمزور سمجھکر راجہ ہندوپت والی پنا و دیگر سرداران بوندیلکھنڈ سے اعانت چاہی۔ چنانچہ بہت سے ہندوؤں نے بالاتفاق مقابلہ کیا اور ایسے ٹوٹ کر لڑے کہ فوج مخالف پسپا و مغلوب ہوگئی دور تک تعاقب کرکے بہت آدمی قتل کئے۔ اس لڑائی میں نواب کی فوج کے چار ہزار کے قریب آدمی مقتول و مجروح ہوئے اور دونوں سردار گھوڑوں سمیت جمنا ندی کو [illegible] عبور کرکے [illegible] بلا سے کنارۂ عافیت پر بسلامت لے گئے۔

نواب شجاع الدولہ اور شاہ عالم کی فرخ آباد پر فوجکشی کی کوشش نجیب الدولہ کا نواب شجاع الدولہ کی طرفداری کرنا۔ اور سرداران روہیلکھنڈ کا نواب احمد خان والی فرخ آباد کی مدد کو آمادہ ہونا بالآخر نواب سعد اللہ خان روہیلہ کی مداخلت سے صلح ہوجانا

شجاع الدولہ اور شاہ عالم کے جہانسی سے سمت الہ آباد واپس آتے وقت سنہ ۱۱۷۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۶۱ء میں شجاع الدولہ نے بادشاہ کو یہ ترغیب دی کہ فرخ آباد کے نواب احمد خان بنگش پر فوجکشی کریں اور [illegible] ساتھ ہوتے [illegible] نواب احمد خان بنگش کے [illegible] وجہ اول تو محض بادشاہ کو برانگیختہ کرنے کی غرض سے تھی یعنی ایک جاگیر [illegible] احمد خان کا شجاع الدولہ کو تحریک کیا اور [illegible] لکھا کہ احمد خان پالکی میں سوار [illegible] لڑائی دیکھتے ہیں۔ نقارہ بجاتے ہیں اور بہت سے مراتب شاہی اختیار کر رکھے ہیں شجاع الدولہ نے یہ حال سنکے [illegible] کیا اور ایک حال بالتفصیل بادشاہ سے مذکور کردیا اور [illegible] اپنی طرف سے اضافہ کیا کہ [illegible] کو بعد ازاں تخت پر قدم رکھنا باقی ہے۔ بادشاہ کو احمد خان کا یہ سب حال سنکر کمال غصہ آیا اور شجاع الدولہ کے ساتھ فرخ آباد کی مہم پر جانے کو مستعد ہو گئے۔ دوسری وجہ جو [illegible] اصل وجہ تھی یہ تھی کہ [illegible] میاں ملک [illegible] مرہٹوں نے پانی پت کی شکست کے بعد خالی کیا تھا [illegible] وہ نواب سے نکل گئے تھے اور نواب احمد خان نے کل

پرگنجات جو سابق مین اوس کے خاندان مین تھے اپنے قبضے مین کر لیئے اور شاید کچھہ ان مین سے جنپر اوسکو کچھہ حق نہ پہنچتا تھا بخلاف اس کے شجاع الدولہ کا یہ منشا تھا کہ احمد خان صرف اسقدر ملک پر قابض رہے جو اوس کو بموجب صلحنامہ صفدر جنگ وزیر مورخہ ۱۷۵۲ء کے تفویض ہوا ہے اور کل باقی ملک جو مرہٹون سے واپس ملا ہے اوسپر اپنا حق ثابت کرتے تھے - ریاست فرخ آباد کے ۳۳ محال مین سے ساڑہے سولہ تو مرہٹون کے قبضے مین اوسوقت تک تھے جب اونہون نے پانی پت کے مقام مین جنوری ۱۷۶۱ء مین ابدالی کے ساتھ شکست پائی تھی اور ساڑہے سولہ محال احمد خان کے قبضے مین تھے اور انکی بابت دونون جانب سے ایک ایک وثیقہ اس بات کے بتر پر تحریر ہوئی تھی - اور ایک نے دوسرے کو دی تھی - پانی پت کی لڑائی سے مرہٹے ہندوستان چھوڑ کر جمنا پار ہو کر دکن کو چلے گئے تھے اور چند مدت تک مرہٹے خانگی جھگڑون اور نیز بادشاہ کے جنوب مین لڑائیون مین مصروف رہے اس مین کل ملک واپس ملنے کا موقع ملا جو جانب ہندوستان مرہٹون کے قبضے مین آگیا تہا - ۱۱۷۴ ہجری مطابق ۱۷۶۱ء سے ۱۷۶۳ء تک شجاع الدولہ میان دوآب کے نیچے کے حصے سے انکے مقامات کو بالکل صاف کر دیا اور بوندیلکھنڈ مین جہانسی تک بڑہ گئے - اور نواب احمد خان نے کل پرگنے جو کسی زمانے مین اونکے باپ کے قبضے مین تھے لے لیئے اور شکوہ آباد اور کڑا اور کوڑا اور اٹاوہ اور پھپھوند اور مین پوری پر روہیلون نے احمد شاہ درانی کے حکم سے قبضہ کر لیا تہا - تیسری وجہ یہ تھی جس سے شجاع الدولہ کو زیادہ ملال تھا کہ احمد خان نے امراؤ گر گوسائین کو پناہ دی تھی - امراؤ گر ۱۱۷۵ ہجری مین نواب شجاع الدولہ کی ایک آشنا طوائف کو لکھنؤ سے بھگا لے گیا اور بارہ ہزار ناگے سپاہی لیکر فرخ آباد مین چلا آیا وہ شہر فرخ آباد کے متصل ایک باغ مین خیمہ زن ہوا - اور فخر الدین خان بخشی کے توسط سے ملازمت نواب احمد خان کی حاصل کی - نواب کے مشیر کاردان نے نواب کو صلاح دی کہ اسکو پناہ نہ دیجئے کیونکہ اس کے پاس فوج قوی ہے اور سوائے اسکے آپکے پاس اسقدر روپیہ بھی نہین ہے - احمد خان نے جواب دیا کہ جو میرے پاس پناہ لیگا اوسکو مین ہرگز نہ نکالونگا یہ مجھہ سے کسیطرح ممکن نہین ہے اور امراؤ گر کو کاسگنج مین روشن خان چیلہ معروف بہ میان صاحب کے پاس جو اوسوقت سارشہ ہے آٹھ محال کا عامل تہا بھیجدیا - امراؤ گر کے بھائی ہمت بہادر نے امراؤ گر کو شکایت لکھہ بھیجی کہ تمنا سی مالک کہ چھوڑ کر جسنے تمھاری پرورش کی تھی ایسے حاکم کی رفاقت اختیار کی جو تمھاری فوجکو تنخواہ بھی نہین دیسکتا ہے - امراؤ گر نے جواب دیا کہ صرف شجاع الدولہ کو رنج دینے کی غرض سے

مینے یہان چند مہینے کے قیام کا ارادہ کیا ہے اور نواب احمد خان کا کوئی کام میری مدد سے
نکلے تو مین اوس سے تنخواہ بھی نہ مانگون گا۔ بہت بہادر نے یہ خط شجاع قلی خان جیلہ عرف
میان عیسیٰ کو دکھلایا اور اوس نے شجاع الدولہ سے اوس کا مذکور کردیا شجاع الدولہ نے ایک خط
عضب آمیز احمد خان کو تحریر کیا جس کا مضمون یہ تہا کہ ہمارے چور کو فوراً اپنے ملک سے نکالدو اور
اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو حق دوستی کے خلاف ہوگا اور اس سے فتنہ بھڑک اُٹھے گا نواب احمد خان نے
جواب لکھا کہ مین سوائے خدائے کریم کے کسی سے نہین ڈرتا جو کچھہ آپ کے دل مین ہو کیجیے مینے
امراؤ گر کو خط بھیجکر نہین بلایا تھا۔ اور جب آگیا ہے تو جواب دینے کے کیا معنی شجاع الدولہ نے
اس جواب پر بہت کچھہ رنج کیا۔ مگر چند مہینے تک اون کا کچھہ حال نہ کھلا اس عرصے مین احمد خان کے
امرا نے امراؤ گر سے کہا کہ تمھارا یہان سے چلا جانا مناسب ہی کیونکہ اگر کوئی بات بھی ہو جائیگی
تو زمانہ یہی کہیگا کہ امراؤ گر خاندان بنگش کی تخریب کا باعث ہوا۔ امراؤ گر نے اونکی بات مانکر
وہان سے چلے جانے کا قصد کیا احمد خان نے کہا کہ اگر سو شجاع الدولہ پیدا ہون تو تم کو
میرے ملک سے نہیں نکال سکتے لیکن اگر تمھارا اپنا ارادہ جانے کا ہے تو تمھارے پانوں مین
کسی نے زنجیر نہین ڈالی ہے امراؤ گر آگرے کی طرف روانہ ہوا مگر تھوڑی دور یعنی ایک ہی منزل
گیا تھا کہ نواب شجاع الدولہ کی چڑہائی کی خبر سنکر اوسکو پھر بلا بھیجا۔ شجاع الدولہ کو یہ خبر پہونچی تھی کہ
فرخ آباد مین فقط چار یا پانچ ہزار آدمی ہے اور باقی فوج جا بجا پرگنجات پر متعین ہی۔ اونھون نے
مشہور کیا کہ مین ملک گیری پر جاتا ہون یعنی جن جن زمینداروں نے زر مالگذاری نہین دیا ہے
اُنسے وصول کرنے جاتا ہون کچھہ فوج دوآبے کی طرف بڑھی اور اثنائے راہ مین ریاست فرخ آباد
کے مقبوضہ موتی نگر کو جو دریائے جمنا پر واقع ہی لوٹ لیا۔ خاص لشکر تھوڑے عرصے تک خواجہ پل
کی سرا مین قیام پذیر رہا۔ شجاع الدولہ مفین آباد سے آہستہ آہستہ اپنے ملک کے اندر کوچ کرتے ہوئے
پرگنہ بلہور[۵۱] مین نانا مئو گہاٹ تک پہنچے لشکر تو اوترکر قنوج کی طرف بڑہا جو احمد خان کے علاقے مین
تہا مگر شاہ عالم اور شجاع الدولہ مکن پور مین ایک بنگلہ اور باغ مین مقیم رہے۔ یہ باغ احمد خان کا تہا
اور مدار باڑی کے نام سے مشہور تہا۔ جو مواضعات مکن پور اور قنوج کے آس پاس تھے سب لوٹ لئے
گئے۔ اخبار نویسوں نے احمد خان کو یہ خبر دیدی رکھی تھی کہ یہ فوج فقط ملک گیری کی غرض سے روانہ ہوئی ہی
جب شجاع الدولہ مکن پور پہونچگئے اور اوھون نے دریافت کیا کہ یہان سے فرخ آباد تک

[۵۱] ضلع کانپور مین ہے۔ پرگنہ قنوج کے مشرق مین ہے ۱۲

پہنچنے مین کتنی عرصہ لگیگا تب اس کا حال کہا۔ جمیدی کا راجہ گنگا سنگہ جو احمد خان کا شرانہ دوست تھا
اوسوقت شجاعت الدولہ کے ساتھ تھا اوس نے احمد خان کو اطلاع پہنچنے کا قصد کیا اوس نے اپنے قاصد
کو فقیر کا بھیس کردایا اور خط اوسکے جوتے مین رکھا اور کہا کہ نواب احمد خان کسی مقام اور کسی حال مین ہو اوسکو
یہ خط پہنچا دو قاصد روانہ ہوا اور آدھی رات گذری احمد خان کی ڈیوڑھی پر پہنچا اور اشرف خان داروغہ
ڈیوڑھی کو اپنے آنے کی خبر دی اوسوقت نواب کہانا کہا کر سو رہا تھا اور کسی کو مجال جگانے کی نہ تھی آخر
میان صاحب علی خان اندر گیا اور نواب کے پاون داب کر خط اوسکو دیا قاصد کو ایک سو روپیہ انعام دیا
کشتی محلت تمام طلب ہوتے اونہون نے کہا کہ نہایت قلیل فوج موجود ہے۔ تب نواب نے حکم دیا کہ محررون
کو بلاؤ اور ہر سالار اور فوجدار کے نام پروانجات جاری کرو کہ فوراً بلا توقف فرخ آباد مین آکر حاضر ہون۔
اور بریلی[۱] اور بدایون[۲] اور بسولی[۳] اور اونجہانی[۴] اور اوسہت[۵] اور آنولہ[۶] اور رامپور[۷] اور مئو[۸] اور
شمس آباد[۹] اور عطائی پور[۱۰] اور تلہر[۱۱] اور شاہجہانپور[۱۲] کے پٹہانون سے بھی مدد طلب کی۔ اسوقت حافظ رحمت خان
والی بریلی اپنی فوج کے قریب پٹنہ آبادمین جو اب ضلع [illegible] مین ہے مقیم تہے نواب احمد خان نے

---

[۱] بریلی حافظ رحمت خان کی حکومت کا صدر مقام تہا ۱۲ [۲] فتح خان خانسامان نواب علی محمد خان کے ایک امیر بدایون مین رہتے تھے ۱۲ [۳] بسولی روہیلکھنڈ مین واقع ہے ابتدا مین ایک گانوں تہا۔ نواب دوندے خان کی سکونت کی وجہ سے ایک بڑا قصبہ ہو گیا۔ دوندے خان علی محمد خان روہیلہ کے ایک سردار تھے ۱۲ [۴] اونجہانی ضلع بدایون مین واقع ہے۔ یہان نواب عبد اللہ خان ولد نواب علی محمد خان روہیلہ رہتے تھے ۱۲ [۵] اوسہت بدایون مین گنگا کے [illegible] طرف [illegible] کوس پر ہے۔ نواب سعد اللہ خان رہتے تھے ۱۲

[۶] آنولہ نواب علی محمد خان کی دار الحکومت تہا بریلی کی کمشنری مین واقع ہے ۱۲

[۷] رامپور نواب فیض اللہ خان خلف نواب علی محمد خان کی حکومت کا مقام تہا ۱۲ [۸] مئو کو رشید خان پسر جلال الدین خواجہ بایزید عرف پیر روشن نے آباد کیا ہے [۹] شمس آباد ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲

[۱۰] عطائی پور پرگنہ قایم گنج ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲ [۱۱] تلہر روہیلکھنڈ مین شاہجہانپور کے ضلع مین واقع ہے ۱۲

[۱۲] شاہجہانپور روہیلکھنڈ مین واقع ہے اسکو دلیر خان اور بہادر خان فتوح اور کابلی کے جاگیرداروں نے سنہ ۱۶۴۷ ع مین شاہجہان سے اجازت لیکر اسکے نام پر آباد کیا تہا ۱۲

اگر اسد خان کو شکست ہوئی تو مرہٹے اور روہیلے خان کے علاقے کو جو میان دوآب مین واقع ہے یعنی اٹاوہ وشکوہ آباد بھوجپور کو تباہ کرینگے نہایت ضرر کا اندیشہ ہے۔ احمد خان امداد دینے مین بسرگرمی تمام مستعد ہوگئے اونھون نے جواب دیا کہ مجھے ان کی خبر پہلے ہی سے پہنچ چکی ہے۔ اور اسی واسطے حدود میں مقیم ہوں ہر طرح سے شرکت کے واسطے حاضر ہوں۔ مگر میری سپاہ کو تنخواہ نہین ملی ہے۔ اگر روپیہ ملے تو مین نواب سعد اللہ خان دوندے خان وغیرہ دوستون سے روپیہ پایا کچھ طلب کرون اور اگر روپیہ نہو سکے گا تو مین فوج سے تو حاضر ہون۔ جب بخشی سے ہو یکبر نواب احمد خان سے اپنی ملاقات کا حال بیان کیا تو اوس نے بخشی مذکور کے ہاتھ دو لاکھ روپے بھیجے۔ اور کہلا بھیجا کہ صرف اپنے صرف مین لاؤ اور اقرار کیا کہ جب نواب سعد اللہ خان وغیرہ آجائینگے تب اور بھی روپیہ دیا جائیگا۔ جسوقت روپیہ بھیجا۔ اوسوقت حافظ رحمت خان نے نواب سعد اللہ خان وغیرہ سے کہلا بھیجا کہ بلا توقف ایک لمحہ کے اس طرف روانہ ہوں اور اپنے نائب مستقیم اٹاوہ شیخ کبیر کو بھی لکھ بھیجا کہ اپنی فوج لیکر فی الفور کالی ندی کی طرف روانہ ہو اور صدا گنج کے نیچے مقام کرے۔ ان دنون نواب سعد اللہ خان بن علی محمد خان روہیلہ کی طبیعت علیل تھی۔ سنکے عارضے مین مدت سے علیل تھے۔ خود تو نہ گئے۔ مگر نواب فیض اللہ خان اور دوندے خان اور بخشی سردار خان کو بھیجدیا۔ آروں صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے نواب سعد اللہ خان کا بھی جانا ثابت ہے۔ بخشی فخر الدولہ نے حافظ رحمت خان کے پاس سے واپس ہوکر جو کچھ گذرا تھا نواب احمد خان سے بیان کیا۔ اس کے بعد نواب احمد خان نے غازی الدین خان عماد الملک کے نام خریطہ اس مضمون کا روانہ کیا کہ آکر مدد دیجیے وزیر مذکور اس وقت سورجمل جاٹ کے ملک مین تھا خریطہ خواجہ خان عماد الملک کے وکیل کے حوالے کیا گیا اور نواب نے وکیل مذکور سے یہ کہہ دیا تھا کہ اگر سورجمل کو اس کا حال معلوم ہوا اور وہ سوال کرے کہ تم نے کیون مطالبہ کیا تو اس کا جواب یہ دینا چاہیے کہ سابق مین تمنے حق ہمسایگی ادا نہ کیا ورنہ تم صفدر جنگ کے شریک نہوتے۔ لہذا مناسب تو یہ ہے کہ صفدر جنگ کے بیٹے شجاع الدولہ کی جاکر مدد کرو مجھکو تمھاری مدد کی چندان ضرورت نہین ہے۔ اگر خدا چاہے گا تو بیت شجاع الدولہ بھی ویسی ہی خدمت کرونگا جیسی صفدر جنگ کی کی تھی۔ جب خواجہ خان ڈیگ کو پہنچا اور خریطہ عماد الملک کو دیا عماد الملک نے فوراً [illegible] بلا کر کہا اوس سے کل حال بیان کر کے کہا کہ مجھے احمد خان کی مدد کو جانا [illegible] راجہ سے [illegible] چاہیے واسطے۔ بلایا تب خواجہ خان نے لفظ بلفظ نواب کا پیغام اوس سے کہہ دیا

[illegible]

راجہ نے کہا جو کچھ نواب نے کہا سچ ہے مگر مفصلے مامفصلے اس مین سب مانگے مدد دیتا ہون اور تین ہزار سوار چست و چالاک روانہ کرتا ہون اور حکم دیتا ہون کہ وہ جا کر کول مین مقیم ہون - اگر شجاع الدولہ آگے بڑھے تو وہ کوچ در کوچ چل کر احمد خان کے شریک ہو جائین - علاوہ اسکے مین چند ہزار سوار عماد الملک کے ہمراہ روانہ کرونگا یہ سب روانہ ہوئے - جب عماد الملک شہر فرخ آباد کے قریب پہنچا احمد خان اوس کے استقبال کو گیا اور اوس کو خیمہ جات باغین لے گیا - بجواب مراجعات احمد خان فوجین دور و نزدیک سے شہر فرخ آباد مین آنا شروع ہوئین - اور مع افغان شاہجہانپور شاہ آباد ضلع ہردوئی وغیرہ کی کل تیس چالیس ہزار فوج مجتمع ہوئی تھی جب حافظ رحمت خان والی بریلی آئے اون کو خیمہ فتح گدھ کے قلعہ مین استادہ ہوا - ذوالفقار گڑھ کے نیچے شہر کے پاس ایک پل کشتیون کا تیار ہوا اور ملا سردار خان اور دوسرے خان اور نواب فیض اللہ خان روہیلہ مع فوج کے اوس کے ذریعہ سے اوتر آئے - توپخانہ باہر نکالکر درست کیا گیا - بعد ازان یاقوت گنج ضلع فرخ آباد کے اوس پار گنگا ندی کے کنارے پر بھیجدیا - اس مقام پر کل جتنے جو صفدر جنگ اور نول رائے کی لوٹ سے ہاتھ مین آئے تھے لگائے گئے - تب نواب احمد خان نے اپنی اور تمام معاونین کی فوج ساتھ لیکر کوچ کیا - ایک رات بھر رہکر اپنی فوج اپنے بخشی کے زیر حکم کرکے خود قلعہ کو واپس آیا - روشن خان وامراؤ گر کو یہ حکم ملا کہ پانچ ہزار جوان ساتھ لیکر کالی ندی کے کنارے فتح گنج کے نیچے شیخ کبیر کے جا کر شریک ہون - تھوڑے ہی عرصے مین شجاع الدولہ کمن پور مین پہنچے - اون کا ایک خواجہ سرا فرخ آباد مین آیا اور لال سرا مین ٹھیرا - یہ محض اوس حصہ ملک کا دعوے کرنے کے واسطے آیا تھا - جسپر حال مین نواب احمد خان نے قبضہ کرلیا تھا - نواب نے اپنی چار پانچ ہزار فوج اور روہیلون کے جملہ سردار اور ناصر خان[1] صوبہ دار معزول کابل کو مجتمع کرکے خواجہ سرا کو طلب کیا - خواجہ سرا نے

[1] آروِن صاحب نے اس مجمع کے حاضرین مین ناصر خان صوبہ دار معزول کابل کا نام بھی لکھا ہے - حالانکہ اس بیان سے دو تین دن پہلے یہ تسلیم کرچکے ہین کہ وہ اس وقت زندہ نہ تھا - اور راجہ سکی لسنت لکھتے ہین یہ شخص سنہ ۱۱۵۱ ہجری مطابق سنہ ۱۷۳۹ء مین کابل مین صوبہ دار تھا - فرخ آباد مین رہتا تھا - تین ہزار روپیہ ماہواری وظیفہ تھا وہ فرخ آباد مین قبل سنہ ۱۷۵۱ء کے فوت ہوا - اوس کا بڑا بیٹا شجاع الدولہ کی سرکار مین نوکر تھا اور اوس کو بہت کچھ ملتا تھا

ایک فرمان شاہی نکالا اور نواب احمد خان نے مہربان خان کے ہاتھ مین دیا جس نے اوس کو بہ آواز بلند پڑہا۔ نواب نے اوس کا جواب شجاع الدولہ کو بڑے غیظ و غضب سے لکھا جبکہ جملہ سرداران روہیلہ نواب شجاع الدولہ سے رسل و رسائل جاری رکہتے تہے اور اون کی دوستی کا دم بہرتے تہے۔ اور اون کو یہ گمان تہا کہ روہیلے ہمارے طرفدار ہین۔ شجاع الدولہ نے ان سردارونکی تحریرونکے اعتماد پر دوسری مرتبہ اپنے سالے سالارجنگ کو مدارج گفتگو کے طے کرنے کے لئے پٹہانونکے لشکر مین بہیجا۔ سالارجنگ نے شجاع الدولہ کا پیام بیان کیا پٹہانون نے اوس کا نامناسب جواب دیا۔ جواب سنکر سالارجنگ نے چاہا کہ واپس چلا جاؤن روہیلونکی ایک جماعت نے دوندے خان کے اشارے سے سالارجنگ کے ڈیرے کو گہیر لیا۔ شجاع الدولہ سمجہہ گئے کہ سالارجنگ کو قید کر لیا ہے۔ عماد الملک نے اسوقت پٹہانون کو یہ صلاح دی کہ دشمن پر حملہ کرنا چاہئے۔ مگر نواب نے پیشدستی کرنے سے عذر کیا اور کہا کہ اگر اون حملہ میری جانب سے ہوگا تو چونکہ بادشاہ اسوقت شجاع الدولہ کے شریک ہین لوگ یہی کہین گے کہ اس نے بادشاہ پر خروج کیا اور بڑا کور نمک ہے اسلئے مناسب وقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ بادشاہ کو شکایت لکہہ بہیجین دیکہین کیا جواب آتا ہے جیسا کچہہ جواب دین گے ویسی کارروائی کی جائیگی ایک عرضداشت تیار ہوئی جسکا مضمون یہ تہا کہ غلام سلطنت کا نمک خوار قدیم ہے۔ شجاع الدولہ نے کمترین سے ناحق عداوت پیدا کر لی ہے۔ شجاع الدولہ نے جو غلام کی گلال باڑی تیار کرنے اور رہا تھی

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴ ایک روز شجاع الدولہ نے اوس سے کہا کہ تم اپنے باپ کو فرخ آباد سے بلوالو مین اوسکو اپنا نائب مقرر کرونگا۔ ناصر خان نے انکار کیا اور کہا کہ مین نواب احمد خان کے تین ہزار روپئے تین لاکہہ کی برابر جانتا ہون۔ کیونکہ جب مین احمد خان کی ملاقات کو جاتا ہون حضرات تعظیم کے واسطے اوٹہہ کہڑا ہوتا ہے۔ اور اگر مین شجاع الدولہ کی نوکری کرونگا اور کسی روز اوسکے دروازے پر جاؤنگا خادم کہین گے کہ نواب صاحب آرام مین ہین۔ اور اوس وقت مجہے دروازے پر انتظار کرنا پڑے گا۔ اور یہ موت سے بدتر ہے ۔ آخر الامر لاچار ہوکر اوسکا بیٹا فرخ آباد کو واپس گیا جبکہ ناصر خان ۱۷۵۱ء کے قبل مر چکا تہا تو شجاع الدولہ نے اوسکو اپنی نیابت مین لینا کیسے چاہا کیونکہ ۱۷۵۳ء مین تو صفدر جنگ نے انتقال کیا ہے۔ ہماری نظر سے بعض معتبر تاریخون مین یہ گذرا ہے کہ ناصر خان ۱۷۵۰ء مین صفدر جنگ کے ہمراہ رام چتونی کے مقام پر احمد خان سے لڑا اور مارا گیا ۱۲

لڑانے اور بے اجازت پالکی مین سوار ہونے کی شکایت حضور مین کی ہی شجاع الدولہ سے ان کل شکایات کا جواب طلب فرمایا جائے اگر مست ہاتھی رنجیر توڑکر جنگل کو بھاگ جایئن اور وہان جاکر لڑین تو اس مین کسکا قصور ہی ۔ گلال بائی کی نسبت عرض یہ ہے کہ یہ محض غلط فہمی ہے ۔ یہان چونکہ قاعدہ ادب و آداب سے واقف نہین ہین ۔ لہٰذا چند لڑکیان کھڑی کرلی ہین وہان اونکو قطار سے کھڑا کرکے تاہ سلام وغیرہ سکھلایا جاتا ہے ۔ اور پالکی اس عاجز کو خود حضرت خلد مکان عالمگیر ثانی نے عطا کی ہی جس زمانے مین کہ غلام کو بخشی ممالک مقرر فرمایا تھا ۔ اور شجاع الدولہ خاکسار سے اس باعث سے ناخوش ہے کہ احمد شاہ درانی نے کمترین کو اور جہان خان کو شجاع الدولہ کے حاضر کرنے کے واسطے مقرر فرمایا تھا شجاع الدولہ کو حاضر ہوتا منظور نتھا مگر مجبوری جانا پڑا اور ہم دونون باعث حکم سخت کے مجبور تھے ۔ اوسوقت سے شجاع الدولہ کمترین سے رنج رکھتا ہی نجیب الدولہ جو کہ سابق مین کمترین کے باپ کا ملازم تھا اب اسقدر بڑھا ہے کہ دعوے ہمسری کا رکھتا ہے ۔ اور چونکہ کوئی امر اُسسے ہمسر بقصور نہین کرتا اس باعث سے وہ عداوت رکھتا ہے ۔ اس عرضداشت مین احمد خان نے ان لوگون اوس سازش کا بھی مذکور کیا جو انہون نے احمد شاہ درانی کو نواب احمد خان سے ناراض کرنے کے لئے کی تھی بعد ازان اوس نے التماس چاہا تھا کہ شہنشاہ خود امور متذکرہ بالا پر توجہ مبذول فرمایئن ۔ اور تھوڑی دور اس مقام سے کسیطرف نہضت فرمایئن تاکہ ہم تینو صمین میدان جنگ مین باہم تصفیہ کرلین جو باقی رہے ملازمت علامات حضور سے شرف اندوز ہو ۔ یہ عرضداشت مہتاب خان کے ہاتھ ارسال ہوئی ایک سو آدمی اوسکی جلو مین جانے کے لئے متعین کئے گئے تھے اور نواب احمد خان نے اوس سے یہ بھی تاکید کردی تھی کہ اگر تین روز مین جواب ملے تو بہتر ورنہ بلا حصول رخصت وہان پہنچکر خدمت شاہی مین باریاب ہوا ۔ اینتی نے بہ آواز بلند عرضداشت لفظ بلفظ پڑھکر سنائی ۔ سنکر بادشاہ نے مہتاب خان کو رخصت کیا اور شجاع الدولہ کو طلب فرمایا وزیر کی یہ رائے ہوئی کہ اوس کا جواب نہ دیا جائے خاموشی بہتر جواب ہی ۔ مہتاب خان نے دو روز انتظار کیا ۔ جب کچھ جواب نہ ملا تو بلا اجازت وہان سے چلا آیا ۔ اور فرخ آباد مین پہنچکر کل حال بیان کیا ۔ دوسرے روز نواب احمد خان اور عماد الملک نے باہم مشورہ کیا ۔ عماد الملک کی یہ صلاح ہوئی کہ بلا توقف بڑھنا چاہئے اوسوقت یہ خبر پہنچی کہ نجیب الدولہ ہتی گنج مین آپہنچے ہین ۔ ہتی گنج چھوٹا سا قصبہ ہے مین بیورہ چھبرامو کے فرخ آباد سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ۔ نجیب الدولہ جو

دہلی مین تہے راہ سکیٹ ملک وہ آپ کی طرف برسم یلغار کہیتی کو جلاتے اور مواضعات کو مسمار
کرتے ہوے بڑہے نجیب الدولہ شجاع الدولہ کے لگرہی بدل بہائی تہے نواب احمد خان نے اڑہائی خوان
کہانے کے ایک سو پچیس کہار و بہ ہمراہی شاہ محمد خان جماعدار و گلشیر خان سونٹے والے کے بہیجے
اور پیام دیا کہ طعام تو نجیب الدولہ کے خرچ کے واسطے ہے۔ اور ملک اونکی سپاہ کے صرف کے لیے تہے
کیونکہ بہائی بہائی مین تکلف نہین ہوا کرتا ہے۔ نجیب الدولہ نے غصے ہوکر کہا کہ کہانا یہان سے اوٹہاؤ
اور اوس پر اپنے نواب کا فاتحہ پڑہو کہتے ہین مقام بہنی گنج مین چہ ہزار پٹہان سوارون نے نجیب الدولہ
کی نوکری چہوڑ دی۔ نواب احمد خان نے اونکی بڑی خاطر و مدارات کی خلعت دیے۔ اور روزانہ
کہانا مقرر کردیا۔ دوسرے روز نجیب الدولہ وہان سے کوچ کرکے کالی ندی کے کنارے خدا گنج مین
شیخ کبیر وراحہ امراو گرو روشن خان سے ایک میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوے۔ نجیب الدولہ نے
شیخ کبیر کو پیغام بہیجا کہ مین تم سے ملاقات کرنا چاہتا ہون۔ اونہون نے جواب دیا کہ میری تمہاری ملاقات
بدست شمشیر ملاقات ہوگی۔ تم شجاع الدولہ کی مدد کو آئے ہو۔ اور ہم سے ملاقات کی تمنا رکہتے ہو۔ دوسرے
روز نجیب الدولہ بغیر ملاقات کئے ہوے وہان سے روانہ ہوے۔ اور قنوج مین پہونچے۔ شجاع الدولہ
نجیب الدولہ کو بادشاہ کے حضور مین لے گئے۔ اور تدابیر کے وقت پہلے نجیب الدولہ نے وزیر سے کہا
کہ افسوس ہے کہ تمہاری تاخیر سے احمد خان کو موقع تیاری کا مل گیا۔ اور اوس نے فوج مجتمع کرلی اور کہنے لگے
کہ اگر لڑائی ٹہیری، حاری کی تو پہلے مین میدان مین جاونگا۔ مگر مجہے اندیشہ ہے کہ میرے افغان روہیلون سے
دل سے نہ لڑینگے۔ اور بالفرض لڑائی شروع بہی کردی تو چونکہ آپ کا قدم درمیان مین ہے قوم و مذہب
کے مخالف کی وجہ سے جو آپ مین اور اون مین موجود ہے دیدہ و دانستہ قصور کرینگے۔ اگر آپ کی
مرضی ہو تو سرداران روہیلکہنڈ کو لعنت ملامت کرکے راہ راست پر لے آؤن اور اس شرط پر کہ
امراو گر کو فرخ آباد سے رخصت کردیا جاے اور سالار جنگ کو یہان آپکے پاس پہونچا دیا جاے
احمد خان سے صلح قرار دون نواب شجاع الدولہ نے منظور کرلیا۔ دو تین روز کے بعد نجیب الدولہ
فرخ آباد کی طرف بڑہے۔ یہ سنکر شیخ کبیر نے اونہین پیغام بہیجا کہ خبردار آگے نہ بڑہنا۔ کل مین
تمہاری کچہہ مدارات کرنے والا ہون۔ نجیب الدولہ نے جواب دیا کہ مین لڑنے نہین آیا ہون
مین صرف حافظ رحمت خان سے ملاقات کرنے آیا ہون۔ شیخ کبیر نے جواب دیا کہ اس
صورت مین اجازت ہے مگر بے فوج جاؤ۔ نجیب الدولہ اپنی فوج چہوڑکر آگے بڑہے
اور کالی ندی اوترکر اپنے خیمے کہڑے کراے۔ دوسرے روز پہر روانہ ہوے۔ جب

وہ فخر الدولہ کے لشکر کے قریب پہونچے تو اونہون نے بخشی مذکور کو ہاتھی پر سوار دیکھا اور اوسکی تمام فوج صف باندھے ہوئے آمادہ بجنگ تھی نجیب الدولہ انکو دیکھتے ہوئے گذر گئے۔ اونکو معلوم ہوا کہ سپاہ بے شمار تھی اور اس فوج میں جو اونکی فوج کی نسبت نامدسردار فیل نشین تھے۔ نجیب الدولہ نے سلام علیک کی مگر کسی نے اوسکا جواب دیا بڑھکر نجیب الدولہ کشتیون کے پل سے دریاے گنگا کے پار ہوے۔ اور نواب سعد اللہ خان اور فتح خان اور ملا سردار خان اور حافظ رحمت خان اور دوندے خان سے ملاقات کی نجیب الدولہ کے سسر دوندے خان نے اونکو ملامت کی کہ تم پٹھان کے برخلاف تمنے شجاع الدولہ کی رفاقت اختیار کی اس کا اونہون نے یہ جواب دیا کہ جب مرہٹون نے سکرتال میں مجھپر حملہ کیا تھا اوسوقت شجاع الدولہ نے بڑے نازک حال میں میری مدد کی تھی پھر دوندیخان سے نجیب الدولہ نے ترش روئی کے ساتھ کہا کہ تمنے سالار جنگ کو کیون قید کرلیا ہے۔ نجیب الدولہ نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ اگر روہیلے نواب احمد خان کی مدد سے کنارہ کشی کرین تو بعد فتح اونکو بنگش کا ایک ثلث ملک مرحمت ہوگا۔ بعض کہتے ہین کہ یہ بات خود شجاع الدولہ نے بھی حافظ رحمت خان کو تحریر کی تھی۔ مگر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین اپنے دوست نواب احمد خان کا ساتھ نہ چھوڑونگا۔ آخر یہ تصفیہ اسپر ہوا کہ شجاع الدولہ اور احمد خان مین صلح ہونا چاہیے اس شرط پر کہ احمد خان امراؤگر کو اپنے یہان سے علحدہ کردے اور نجیب الدولہ سالار جنگ کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس لیجاتے حافظ رحمت خان نے اقرار کیا کہ کل مین نواب احمد خان کی ملاقات کو جاؤنگا۔ جب حافظ صاحب نواب کے پاس پہونچے تو اونہون نے اوسکو اس خوشخبری کی مبارکباد دی۔ نواب نے پوچھا کہ یہ مبارکباد کیسی ہے۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مین بے جنگ فتح نصیب ہوئی ہماری تیاریون سے شجاع الدولہ نے خود کہا کہ نجیب الدولہ کو نواب سعد اللہ خان کے پاس صلح کیواسطے بھیجا ہے۔ احمد خان کے پاس صلح کیغرض سے بھیجا ہے۔ احمد خان نے جواب دیا کہ جو کچھ تمہاری راے ہوگی مین تو اوسپر رضامند ہون۔ مگر اسباب مین عماد الملک سے مشورہ لینا ضرور ہے چنانچہ وہ سب غازی الدین کے لشکر مین گئے اوس نے کہا کہ شجاع الدولہ امید کامیابی کی نہ دیکھکر مائل بہ صلح ہوئے ہین۔ یہ خیال رکھنا چاہیے کہ جب کبھی موقع ملا اونکے نزدیک نقض عہد کوئی بات نہین ہے۔ حافظ رحمت خان نے کہا کہ یہ بالکل صحیح ہے مگر ایسا اتفاق ہوگا تو اونکو جیسی

اس وقت سزا دیجا سکتی ہی او سو وقت مین بھی ممکن ہے ۔ اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ صلح مبارک ہی
تب عماد الملک نے کہا کہ اگر تمھاری یہی راے ہے تو مجھے بھی اتفاق ہی۔ اب معاملہ صلح کا
کون طے ہو اگر جو کچھ طے پایا تہا حافظ رحمت خان نے اوسکی اطلاع نجیب الدولہ کو دی اور
کہا کہ صرف بادشاہ سلامت کے موجود ہونے کے سبب سے اعدان صلح منظور کرتے ہین ورنہ اونکو
کسی صورت مین صلح منظور نہ تھی تمکو لازم ہے کہ وزیر سے کہو کہ فی الفور یہان کی حدود سے چلے جائین
نجیب الدولہ نے کہا کہ تم خود چلکر شجاع الدولہ کو واپس جانے کی ترغیب دو۔ حافظ رحمت خان
نے جواب دیا کہ مین نواب احمد خان کا نوکر ہون بلا اجازت اوس کے کیسے جا سکتا ہون نجیب الدولہ
نے کہا کہ تمنے ایسی ذلت کیون اختیار کی حافظ رحمت خان نے کہا کہ دوسرے برادر بھی اسی صورت
سے ملازم ہین نواب سعد اللہ خان اور اونکی کل فوج کی مدد احمد خان نے خرید کی ہی اور اونکے
کل اخراجات اپنے خزانے سے ادا کیے ہین ۔ اور آج کی تاریخ تک سات لاکھ روپیہ دیا ہی
خیر مین کل احمد خان کے پاس جاؤنگا ۔ اور اوس سے اجازت حاصل کرونگا ۔ احمد خان نے کچھ
تعرض نہ کیا ۔ دوسرے روز حافظ رحمت خان اور نجیب الدولہ روانہ ہوے اور سالار جنگ کو
اپنے ساتھ لیتے گئے ۔ اول خدمت مین بادشاہ کی حاضر ہوتے پہر شجاع الدولہ کے پاس گئے
اور اوس سے کہا کہ تم کو لازم ہے کہ مشرق کی طرف واپس جاؤ ۔ غرضکہ شجاع الدولہ اور
بادشاہ نے مشرق کو کوچ کیا اور واپس گئے ۔ نجیب الدولہ اور حافظ رحمت خان نے رخصت
چاہی نجیب الدولہ دلی کو روانہ ہوئے اور حافظ رحمت خان اپنی لشکرگاہ کو واپس آئے دوسرے
روز نواب سعد اللہ خان اور دوسرے سرداران روہیلہ بھی نواب احمد خان سے رخصت
ہو گئے یہ بیان آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد کے مطابق ہی ۔ لیکن فرح بخش کے مولف
کا بیان ہی کہ نواب سعد اللہ خان علالت کی وجہ سے بداؤن سے آگے نہین بڑھے تھے
اور معاملہ صلح بھی دوسری طرح اس کتاب مین مذکور ہی ۔ وہ یہ کہ جب نواب سعد اللہ خان
کو یہ خبر پہونچی کہ بغیر لڑائی اور کشت و خون ہوتے طرفین نہین رکتے کے تو صلح کرانے کے
لیے خود سوار ہو کر روانہ ہوتے ۔ آنولے سے چلکر بداؤن پہنچے تھے کہ حالت بگڑنے لگی
بداؤن سے شجاع الدولہ کو تحریر کیا کہ باہم لڑنا خوب نہین مناسب یہ ہی کہ جنگ ٹالدیجائے
اور اپنے ملک کو لوٹ جاؤ شجاع الدولہ نے جواب مین لکھا کہ مین آپکی راے سے باہر نہین ہون
مگر دو ہندسے جانکو پہلے یہان بھیجدینا چاہیے ۔ نواب سعد اللہ خان نے سکرات کی حالت مین

دوندے خان کو لکھا بلکہ غلام رسول خان کے بیٹے اور منشی سیر مول ... سے خان
کے پاس پیام دیکر بھیجا کہ نواب شجاع الدولہ کے پاس جاکر نزاع باہمی کو مٹا دیں۔ دوندی خان
انکی تحریر کے بموجب دوسرے سرداران روہیلہ کو ساتھ لیکر دریاے گنگ کے ساحل سے کوچ کر کے شجاع
الدولہ کے پاس قنوج مین پہنچے نواب شجاع الدولہ نے تین چار کوس سے استقبال کیا۔ دوندے
خان نے بادشاہ کی ملازمت بہی حاصل کی اور بادشاہ اور شجاع الدولہ کا دل احمد خان کی
طرف سے صاف کرنے مین بہت کوشش کی۔ بادشاہ مع شجاع الدولہ قنوج سے چلے گئے
حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے ہمراہ کردیا۔ اور یہ کہدیا
کہ جسقدر تہانے احمد خان کے ملک کے شجاع الدولہ کے آنے کی وجہ سے اوٹھ گئی ہین
وہ بٹھا دیے جاین عنایت خان ملک کے تہانے بٹہاتا ہوا شجاع الدولہ کے ساتھ لکھنو
کو گیا اور وہانسے واپس ہوا۔

شجاع الدولہ کا میر قاسم عالیجاہ والی بنگالہ کا مددگار ہو کر انگریزوں پر چڑہائی کرنا

سنہ ۱۱۷۷ ہجری مین جبکہ انگریزون نے عظیم آباد کو فتح کرلیا۔ اور میر قاسم عالیجاہ کی جگہ جعفر خان
کو مسند نشین کیا تو میر قاسم عالیجاہ نے شجاع الدولہ سے مدد حاصل کرنے کا ارادہ کیا جب
اپنے سردارون سے اس باب مین مشورہ کیا تو مرزا نجف خان نے جو شجاع الدولہ کے مزاج اور
رویہ سے واقف تہا اونکے پاس جانے کی صلاح نہ دی اور کہا کہ اودہر جانے سے بلکہ خود بدولت
مع متعلقین قلعہ رہتاس مین رہیئے اور انگریزونکی مہم میرے سپرد کیجئے کہ فوج منتخب کرکے
انگریزون سے جنگ کرون اور اونکو مجال آرام اور فرصت نہ دون عالیجاہ نے آب و ہواے
رہتاس کی ناموافقت اور دوسری وجوہ سے اس مصلحت کو ناپسند کیا۔ مرزا نجف خان نے کہا
کہ اگر کسی سے مدد لینا منظور ہے تو براہ بندیلکھنڈ عازم دکن ہوجئے اور مرہٹون سے مدد طلب کیجئے
عالیجاہ دوری راہ اور اپنی اجنبیت اور اونکی بدمزاجی اور لٹیرے پن کی وجہ سے اس مشورہ
پر بہی رضامند نہوا اور بادشاہ اور شجاع الدولہ سے رجوع بہتر سمجہا۔ ایک دن صبح کو ڈیڑھ لاکھ
روپیے نقد اور پانچ ہاتہی مرزا نجف خان کو جو شجاع الدولہ کے پاس جانے پر راضی نتہا
دیکر رخصت کیا۔ اور خود انگریزون کے تعاقب کے خوف سے دریاے کرم ناسہ پر منزل
گزین ہوا۔ شجاع الدولہ اون دنون بندیلکھنڈ کے بندوبست مین سرگرم تہے کہ میر
قاسم نے میر سلیمان کو برسم رسالت اونکے پاس بہیجا اوس نے یہان آکر راجہ بینی بہادر

اور علی بیگ خان اور مرزا بہلول سے جو ایام طفلی سے وزیر کا اتالیق تھا مع دیگر عملہ اور ارکان دولت کے ربط پیدا کیا۔ اور اون کو بہت کچھ مال دیکر وسیلہ مستحکم کر کے دلجوئی کی تحریر لیکر عالیجاہ کے پاس واپس ہوا۔ اور اسکے بھیجنے کے قبل مرزا شمس الدین بھی وزیر کی تحریر جو نہایت عطوفت اور استمالت سے کے ساتھ تھی اور اس مین قرآن کی قسم بھی تھی لیگیا تھا چونکہ بادشاہ اور شجاع الدولہ الہ آباد مین بندوبست کے انتظام مین مصروف تھے۔ عالی جاہ بھی حسب الطلب اودہر کو روانہ ہوا جب کہ عالی جاہ وزیر کے لشکر کے قریب ایسے مقام پر پہنچا کہ تین کوس کا فاصلہ تھا شجاع الدولہ دس بارہ ہزار سوار لیکر استقبال کو گیا عالیجاہ کو جبکہ وزیر کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنی پلٹنون کو آراستہ کر کے سراپردے کے دروازہ سے دور تک دورویہ کہڑا کیا۔ اور ایک عالیشان خیمہ استادہ کیا عالی جاہ کے سردار اور عمایدین بھی عمدہ لباس پہنکر حاضر تھے۔ جب وزیر پہنچے تو لب دروازہ تک استقبال کیا۔ حسب ضابطہ ہندوستان سلام ہوا۔ باہم معانقہ کیا اور ایک مسند پر بیٹھے۔ شجاع الدولہ نے عالیجاہ کو بہت تسلی دی۔ اور کہا کہ مین اپنے ہمراہ لیجا کر آپ کا سلام بادشاہ سے کرا دونگا۔ عالیجاہ نے عمدہ عمدہ قسم کے کپڑونکی کئی کشتیان اور بہت سا جواہر اور ہاتھی بطور تحفہ کے دئیے۔ پھر وزیر اپنے ہمراہ بادشاہ کی ملازمت کے لئے عالیجاہ کو لیگئے اور خاص اپنے ہاتھی پر اپنے ساتھ بٹھایا۔ بادشاہ کی ملازمت سے مستفید ہو کر دونون نواب اپنے اپنے لشکرون مین چلے گئے دوسرے روز عالی جاہ وزیر کی بازدید کو روانہ ہوا۔ اونہون نے بھی سلیقہ ملازمون کو حکم دیا تھا کہ بانا تی لباس پہن کر دو رویہ بندوقین ہاتھ مین لیکر دستہ سراپردہ دروازہ سے لیکر جہان تک گنجایش ہو کہڑے ہون۔ حسب الحکم تعمیل ہوئی اور ارکان دولت بھی اپنی اپنی خدمت پر حاضر تھے۔ جب عالیجاہ سراپردہ وزیر مین داخل ہوا وزیر نے لب فرش تک استقبال کیا اور عالی جاہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند پر برابر بٹھایا اور نہایت اشفاق کے ساتھ فرمایا کہ صوبجات بنگالہ اور عظیم آباد انگریزون کے ہاتھ سے نکالکر تمہارے حوالے کرونگا وزیر کو توقع تہی کہ عالی جاہ کی امداد کے بہانے سے وہ خود قابض بنگالے ہو جاینگے[1] چند روز مین عالیجاہ نے علی ابراہیم خان کی معرفت کنگن کی ایک جوڑی جو لاکہون روپیہ کی قیمت رکھتی تھی شجاع الدولہ کی ماں کے پاس بہیجی اور اوسکو اپنی ماں بنایا شجاع الدولہ

---

[1] دیکھو جلد دوم عہد ناموں معاہدات مین عہدنامہ چہلی - ۱۲

بندیلکھنڈ کے معاملہ کا تصفیہ مدنظر تھا۔ اور بعض پرگنات الہ آباد کی تحصیل مالگذاری منظور رکھی چنانچہ
راجہ بینی بہادر کو پیشتر بھیجکر منتظر حصول مراد تھی مگر بندیلے مطیع نہوتے تھے۔ اس سے زیادہ سروکار
اس طرف رہنے کا خیال تھا اور عالی جاہ کو بنگالے کی طرف وزیر کے کوچ کرنے کی جلدی تھی وہ جانتا
تھا کہ انگریزون کو قدم جما لینے کی فرصت نملے۔ جب میر قاسم نے وزیر سے اودھر جلد کوچ کرنے
کی خواہش کی تو اونھون نے یہی عذر بیان کیا۔ عالی جاہ نے کہا کہ اگر صرف اسی وجہ سے انتظار ہے
تو مجھے فرماسے مین جاکر بندیلون کو مسخر کرلونگا وزیر نے قبول کرکے رخصت فرمایا عالی جاہ جبا اودیکر
ملک بندیلکھنڈ مین داخل ہوا اوس کا توپخانہ انگریزی طرز پر تھا اور فوج قواعددان ہمراہ تھی بینی
بہادر سے پیشتر پہنچکر ایک قلعہ فتح کرلیا اور ایک دوسرے مضبوط قلعہ کے پاس جا پہونچا بندیلون
نے عالی جاہ کی جو جنگی ترتیب ہندوستانی فوجون کے خلاف دیکھی اسلئے زرواجبی کے ادا کرنے پر
راضی ہوتے اور مرزا نجف خانکے ذریعہ سے جو کرم ناسہ کے مقام سے رخصت ہوکر راجہ بوندیلہ
کے پاس چلا گیا تھا معاملے کا تصفیہ ہوگیا۔ اور وصول زرخراج سے اطمینان حاصل ہوا۔ عالیجاہ
اس مہم سے فرصت پاکر لشکر وزیر سے آکر ملحق ہوا۔ اب سفر شرقی کا ارادہ مصمم ہوا۔ شجاع الدولہ نے
حافظ رحمت خان کو اس مضمون کا خط لکھا کہ ان دنون انگریزون نے قاسم علیخان صوبہ دار بنگالہ
کو شکست دیکر اوس کے تمام ملک پر قبضہ کرلیا ہے اور قاسم علی خان امداد کی امید پر ہماری پاس
آیا ہے۔ چونکہ ہمارا آپ کا معاملہ واحد ہے اسلئے آپ ایک عمدہ فوج ہماری کمک کے لئے بھیجیں جب
کئی خط اس مضمون کے گئے تو حافظ صاحب نے عنایت خان کو چھ ہزار فوج کے ساتھ جیسا کہ گلستان
رحمت مین مذکور ہے اور بقول مولف سیرالمتاخرین تین ہزار فوج کے ساتھ اور عمادالسعادت کی
روایت کے مطابق پانچہزار سپاہ کے ساتھ روانہ کیا۔ تبقیح الاخبار کے مولف نے غلطی سے یہ لکھدیا ہے
کہ چونکہ عنایت خان دو تین ہزار سوار اور اسی قدر پیادونکے ساتھ اپنے باپ سے روٹھکر شجاع الدولہ
کے پاس پہلے سے چلا گیا تھا اسلئے وہ بھی شجاع الدولہ کا شریک ہوا۔ شجاع الدولہ ابھی تک الہ آباد مین تھے
جب عنایت خان الہ آباد کے قریب پہنچا تو شجاع الدولہ نے راجہ بینی بہادر کو استقبال کے لئے بھیجا
اور خود بھی سوار ہوکر دو کوس پر پیشوائی کی اور عنایت خان کو اپنے ہمراہ الہ آباد کو لے گئے۔ دوسرے
روز یہ تمام فوجین بنارس کی طرف چلین۔ سیرالمتاخرین کا مصنف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ کے ساتھ آدمیوں کا
اتنا ہجوم تھا کہ جہانتک نظر کام کرتی تھی آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے۔ مگر افسرون کی بے خبری
اور ربط و ضبط نہونے کی وجہ سے بڑی ابتری تھی۔ ہمین لشکر مین ایک دوسرے کو قتل کرتا

اور اسباب لوٹ لیتا تھا۔ کوئی کسی کا خبر گیر نہ تھا اور جو کوئی ذرا بھی لشکر سے الگ ہوتا تو وہ لٹ جاتا بلکہ جان سے بھی جاتا۔ راستے مین عنایت خان کی فوج کے ایک پٹھان نے گائے ذبح کی اور اوسکو اپنے ڈیرے پر لئے جاتا تھا شجاع الدولہ کی فوج کے ناگون نے اوس پٹھان پر حملہ کیا اوسکا گھوڑا زخمی ہوا۔ یہ خبر سنکر دوسرے پٹھان مدد کو پہونچ گئے اور اوس پٹھان کو بچا لیا۔ عنایت خان نے اپنی فوج کے ناگونکو حکم دیا کہ ناگے کو جہان پاؤ مار ڈالو۔ چنانچہ دوسرے دن صبح کے وقت پٹھانون پر گذر ہوا جس کا تین سو ناگے محاصرہ کئے ہوئے لوٹ رہے تھے پٹھان اون ناگونکے قتل پر چل پڑے ناگے بھی مقابلہ کرنے لگے اور آخر کار مغلوب ہو کر بھاگ نکلے۔ اس موقع پر اڑہائی سو ناگے تمام آئے پٹھانون کی طرف سے صرف دو آدمی مارے گئے جیسا کہ گل رحمت مین مذکور ہے۔ اور اخبار حسن مین کہا ہے کہ پچاس پٹھان مارے گئے تھے اور بارہ مجروح ہوئے۔ جب اس واقعہ کی خبر راجہ بینی بہادر کو ہوئی جو شجاع الدولہ کے لشکر کا مدار المہام تھا تو وہ اوسی وقت سوار ہو کر عنایت خان کے ڈیرے پر آیا اور معذرت کرنے لگا۔ دوسرے روز شجاع الدولہ ہمت[۱] گر کو جو گوسائیون اور ناگونکا سردار تھا اپنے ہمراہ لیکر عنایت خان کے ڈیرے پر گئے اور صفائی کرا دی۔ اور یہ قرار پایا کہ آیندہ سے ناگے پٹھانونکے لشکر سے ایک منزل پیچھے رہین۔ ناگا گوسائیون کا فرقہ ہے جو برہنہ رہتی ہین یہانتک کہ ستر عورت بھی نہین کرتے اسی لئے ناگا کہلاتے ہین اور اپنی جانون کو فقراے ہنود مین شمار کرتے ہین اور سپاہگری کا پیشہ کرتے ہین۔ بارہ ہزار ناگے شجاع الدولہ کے لشکر مین قزاقی کے لئے جمع تھے۔ ماہ رمضان ۱۱۷۳ ہجری کے وسط مین شجاع الدولہ اور شاہ عالم بادشاہ اور نیر قاسم عالی جاہ بنارس مین داخل ہوئے۔ اس مقام مین راجہ بلونت سنگھہ زمیندار بنارس کا سفیر عنایت خان کے پاس آیا اور ظاہر کیا کہ راجہ بلونت سنگھہ نے کبھی صفدر جنگ اور شجاع الدولہ سے ملاقات نہین کی تھی مگر زر خراج ہمیشہ بھیجتا رہتا تھا۔ اب اوسکی استدعا ہے کہ نواب شجاع الدولہ سے آپ اوسکی ملاقات کرا دین عنایت خان نے شجاع الدولہ سے یہ ذکر کیا۔ شجاع الدولہ مدت سے یہ چاہتے تھے کہ راجہ بنارس میرے دربار مین حاضر ہو اسلئے اونہون نے بخوبی اطمینان کر دیا اور راجہ کی حاضری کی اجازت دی بلونت سنگھہ عنایت خان اور بینی بہادر کے اعتماد پر جس کا متوسط سید نور الحسن بلگرامی ہوا تھا شجاع الدولہ کے پاس حاضر ہو گیا۔ یہ شخص بڑا مالدار تھا۔ لوگ اوسکی دولت کو کروڑون سے

[۱] گل رحمت مین ہمت گر کے ساتھ اداوگر مہنت نام بھی لکھا ہے ۱۲

مستجاور ہتا تے تہے ۔ یہ ہی دو تین ہزار سوار پیادوں کے ساتھ شجاع الدولہ کے ہمراہ ہوا یہ شخص
ہمیشہ نواب شجاع الدولہ کو خراج ادا کرتا تہا ۔ مگر جس وقت سرکار وزیر سے خواہ مخواہ کی طلبی ہوتی تو کہتا ہتا
کہ جناب عالی خدا کی برابر ہین ۔ جو کوئی خدا کے پاس جاتا ہے وہ واپس نہین آتا ۔ وجہ اس کی یہ تھی
کہ بر تھی پت زمیندار پرتاب گڈہ صفدر جنگ کے حکم سے مارا گیا تہا بنارس مین مدد رام نگر کی بنیاد
اسی بلونت سنگہہ نے قایم کی ہے ۔ اور قلعہ بجے گڑہ مین جو نہایت دشوار گزار پہاڑ پر تہا اپنا خزانہ
رکہتا تہا ۔ میر قاسم نے اقرار کیا کہ گیارہ لاکہہ روپیہ ماہوار اوس وقت سے کہ وزیر گنگا سے
پار اوترین گے اوس وقت تک کہ ممالک شرقیہ پر قبضہ پاؤن گا دون گا ۔ اب انگریزون
اور بادشاہ اور وزیر کے درمیان مین جو پیغام و سلام ہو رہے تہے اون سے معلوم ہوتا
تہا کہ میر قاسم انگریزون کے حوالے کیا جاوے گا یا بالکل دولت اور سپاہ سے محروم
ہو جاوے گا ۔ مگر جب انگریزون کو اس امید کے پورے ہونے کی آس نہ رہی تو میجر کارنگ کو
حکم ہوا کہ کرم ناسے پر دشمنون کو جا کر روکے اور دریا سے اوترنے نہ دے ۔ مگر اسوقت
کمپنی کی سپاہ کا یہ حال تہا کہ اوس کی خدمت گذاری پر کچہہ اعتبار نہ تہا اون مین بغاوت کی
بو آتی تھی ۔ اون مین سے سپاہی بہاگ بہاگ کر دشمنون سے جا کر ملتے تہے ۔ اس آتش بغاوت
کے مشتعل ہونے کا سبب یہ تہا کہ موشیر لاک ایک فرانسیسی جماعت سمیت انگریزونکی رفاقت
اور ملازمت مین تہا ۔ میر جعفر نے میر قاسم سے لڑنے کے لئے اون سے وعدہ انعام کیا تہا
اوس نے بعد فتح کے انعام کا زر موعود نہ دیا اسپر موشیر لاک کا کچہہ انگریزون سے بگاڑ ہو گیا
وہ اپنے سو سوا سو آدمیونکو لیکر انگریزون سے جدا ہو گیا ۔ اور وزیر کے پاس پہونچکر
اون کا نوکر ہو گیا ۔ انگریزی لشکر کی ایسی ہوا بگڑی کہ ہندوستانی سپاہیون نے بھی
لڑائیون مین سخت محنت کرنے اور شجاعت دکہانے کا انعام مانگا کچہہ روپیہ انعام اونکو دیا
گیا اس سے کچہہ سپاہ کی ناراضی کم ہوئی ۔ غرض ایک طرف یہ ناراضی سپاہ کی تھی اور دوسری
طرف غلے کی قلت تھی ۔ میر جعفر کی لڑائی کی مرضی نہ تھی ۔ یہ سب باتین ایسی جمع ہو گئی تہین
کہ انگریزون نے آگے بڑہکر دشمن سے لڑنے کا ارادہ چہوڑ دیا ۔ اور لشکر اسکے بڑہکر
پٹنے مین اولٹا چلا آیا اور یہان اپنی حفاظت کے لئے لڑنے کا ارادہ کیا ۔ تینون لشکر یعنی بادشاہ
اور وزیر اور عالیجاہ کے کئی سردار شیخ علی حزین کی خدمت مین بنارس کے معتقد حاضر ہوا کرتے تہے
شیخ کے منہ سے کلمات سے انگریزونکی ساتھ جنگ کی ممانعت پائی جاتی تھی ۔ وجہ اسکی یہ تھی کہ وزیر کی فوجین

نہ انتظام تھا اور نہ قواعددانی تھی کہی شیخ کہتے تھے کہ اس جماعت سے کوئی کام انجام کو نہین پہنچیگا منزل گردی کرکے عنقریب لوٹ آئینگے - بہرحال دریاے گنگا پر کشتیون کا پل باندہکر عبور کیا اور تھوڑے سے توقف کے بعد کوچ ہوا - لشکر کیا تھا گویا ایک عظیم الشان شہر ایک جگہ سے دوسری جگہہ حرکت کررہا تھا جو کچہہ دارالسلطنت شاہجہان آباد مین کہ اوسوقت مین ہندوستان کا چشم و چراغ تھا میسر تھا - وہ اس لشکر مین بھی موجود تھا - بعض ہوشیار شخصون نے وزیر کو سمجھایا کہ انگریزون سے اس ملک کے قاعدے کے موافق جنگ کرنا مناسب نہین - کیونکہ جسجگہ یہ لوگ صف باندہکر کہڑے ہوجاتے ہین تو گویا سد سکندر قایم ہوجاتی ہی - اگر وہ سو ہزار ہون تو بچاس ہزارون کے مقابلے مین عہدہ برا نہین ہوسکتی - چونکہ مدت سے چھاپا ولی حضور کی معمول ہے اور ملازمان رکاب نے بھی اس فن مین مشق بہم پہنچائی ہے جوانان خوش اسپہ معتمد اور سرداران جانفشان منتخب ہمراہ لیجئے اور عورتون کو مع بہیر اور بنگاہ کے اس جگہہ چھوڑیے باقی فوج سے گذر کر بے اسکے کہ حضور کی شہرت ہو جریدہ انگریزی فوج پر جو اس وقت گہبرا کر بکسر سے جاتی ہے دہاوا کرنا چاہئے اول صبح قبل اسکے کہ مستعد ہوکر راہی ہون اونپر چڑہائی کرنا چاہئے - اگر اونکی جمعیت پریشان ہوئی فتح حاصل ہوئی ورنہ جو ملین اونکو تباہ کرنا چاہئے - اور پسماندہ اسباب جلاکے اور توپین اور باربرداری کی گاڑیاں خراب کرکے تمام رہ نوردون کا تعاقب کرنا چاہئے - اور رات کو ایسی جگہ مقام کرنا چاہئے جہان شبخون کا اندیشہ نہو اسطرح قلعہ عظیم آباد تک پیچہا کئے جائے - اگر اس رہ روی مین انکا خاتمہ ہوا بہتر ہے - ورنہ قلعہ سے تعرض نہ کرنا چاہئے - بلکہ شہر ام بہیجکر مع زبردست فوج کے مقام کیجئے اور کچہہ فوج کو نہایت لایق اور بہادر سردارونکی ماتحتی مین مقرر کرکے سارن یا آرہ کے مقامات سے گنگا کا عبور کراکے اوس کو مامور کیجئے اور ہر ضلع کے لئے حکام لایق اور ایماندار مقرر کرکے اونکو وہان بہیجئے اور اونکو تاکید کردیجئے کہ رعایا کی دلجوئی کرین کہ کسی کو تکلیف نہ پہنچا مین اور محالات کا بندوبست نہایت تخفیف کے ساتہہ کرین تاکہ زمینداروں اور رعایا کی تالیف قلوب ہو اور لوگون کو متوحش نکرکے تمام قلمرو بنگالہ مین جو بہت دور نہو عمل ودخل کرلینا چاہئے اور ایک فوج عظیم آباد کی طرف بہیجکر اوسی طرح اودہر بھی حاکم مقرر کرنا چاہئے اور یہ دونون فوجین دریا کے دونون طرف گشت کرتی رہین تاکہ جو کشتی کلکتہ کی طرف سے عظیم آباد کو آئے اور جسطرف سے ملاح لیئے جاتے ہون اوسطرف کی فوج آکر اوس کشتی کو لوٹ لے اور رسد عظیم آباد کے قلعہ مین داخل ہونے نہ پائے اس صورت مین انگریزونکو بڑی پریشانی پیدا ہوگی - اور

بجز کلکتہ کو بہاگنے اور قلعہ عظیم آباد چہوڑنے کے دوسری تدبیر نہ کرسکینگے - بعد ازان جو کچہہ مناسب ہو عمل فرمائیگا - وزیر برگشتہ تقدیر کو یہ تدبیر کہ فی الحقیقت نہایت مناسب تہی پسند نہ آئی اور جنگ کے باب مین جو کوئی کچہہ صلاح یا تدبیر عرض کرتا اوسے ہرگز نہ سنتے - چونکہ احمد شاہ ابدالی کی لڑائی دیکھی تہی اپنے آپ کو اونکی مقلد و ثانی سی جانتے تہے اور جواب دیتے تہے کہ جنگ کو ہیری راے اور سلیقے پر چہوڑنا چاہئے - شجاع الدولہ کی سپاہ کی تجراری کی اوسوقت مین شہرت بہی بہت تہی - شجاع الدولہ اور بادشاہ اور عالی جاہ حدود عظیم آباد مین داخل ہوکر نہایت خوش وقت منزل بمنزل راستہ طے کرنے لگے - اور اونکی لشکر کے غارت گر لشکر کے آس پاس پانچ پانچ کوس تک آبادی کا نشان باقی نہ رکہتے تہے - عامہ خلایق کو اتنی ایذا پہونچائی کہ بچارے جسقدر وزیر اور بادشاہ کے ورود سی خوش تہے اوسی قدر عاجز ہوکر انگریزونکی فتح کے لئے دعا کرنے لگے - کیونکہ انگریزون کے ہاتہہ سے ایسا ظلم نہین ہوتا تہا - اور کسی شخص کو ضرر نہین پہنچتا تہا -

سیر المتاخرین کا مصنف کہتا ہی کہ جب یہ لشکر بکسر مین دریاے سوہن کے کنارے پہونچا بندہ چونکہ مدت سی اپنی والدہ کی ملاقات کا آرزومند تہا چوپایہ مین سوار ہوکر دو تین خدمتگار اور اسباب کی گاڑی لیکر حسین آباد کی جانب روانہ ہوا - جب دریا سے پار ہوا محمود خان اپنے رفیق کو مع دو تین آدمیون اور باربرداری کے چہوڑکر آپ آگے کو بڑہگیا - موضع شیخ پورہ مین جہانکے رہنے والے بادشاہ اور وزیر کے لشکر کے خوف سی گانون کو خالی کرکے بہاگ گئے تہے پہنچا اثنا راہ مین نظر آیا گہوڑونکا ہنہنانا سنکر تعجب ہوا کہ یہان گہوڑے کہانسی آئے آدمی کیونکر نکلی تہی اوسوقت یاد آیا کہ لشکر کے قطاع الطریق ہین خیر پیشتر کو چلا دو تین کوس راستہ طے کیا تہا کہ گرد و غبار امداد مین سنان کی چمک نظر آئی زیادہ حیرانی ہوئی - بعد اس کے دیکہا کہ ہزارون اور قریب دو تین سو سوار مغل اور افغان درانی جو وزیر کے ملازم تہے اونکے پیچہے چلے آتے ہین بندہ سے کو اوس جنگل مین اپنی اور اپنے رفیق کی جان کی طرف سے اندیشہ پیدا ہوا اسلئے دلمین یہ قرار دیا کہ ابہی دورہین شاید مجہے نہ دیکہا ہوگا - کنارہ دریا سے اوتر کر نیچے کی طرف سے ریگ سوہن مین ہوکر اپنی ملک کو چلا جانا چاہیے - کہارونکو حکم دیا یہ لوگ ہمارے نوکر تہے اونکے جمعدار نے نہ مانا اور کہا کہ جب ہمنے اونہین دیکہا ہی - اونہون نے بہی ہمین ضرور دیکہا ہوگا اس حرکت کو ہماری نامردی پر خیال کرکے زیادہ دلیر ہونگے - پس مناسب یہ ہی کہ انکے درمیان مین دلیری کے ساتہہ جاتے ہے - بندہ سے نے سمجہا کہ سچ کہتا ہے - اوسکی صلاح کو پسند کیا - جب پاس

پہنچ گئے ایک مغل نے صف سے باہر نکل کر بندوق کے توڑے کو گھوڑے پر رکھکر میری طرف فیر
کرنا چاہا اور کہا تو کون ہے اور کہاں جاتا ہے۔ بندے نے بھی دلیرانہ جواب دیا کہ تجھکو کیا کام ہے
وزیرالممالک نے سید ہدایت علیخان بہادر اسد جنگ کے لانے کے لئے جو دامن قلعہ رہتاس مین
رہتا ہے بھیجا ہے۔ وہان کو جاتا ہون۔ اوس نے کہا کہ یہ دوسرا کون ہے مینے جواب دیا کہ میرا
رفیق ہے اور میری باربرداری پیچھے آتی ہے۔ یہ کہکر روانہ ہوا اوس نے میری دلیری کا جواب سنکر
میری بات کو سچ جانا اور اپنے ارادے سے باز رہکر صف مین لوٹ گیا اور میرے مال اور رفیق سے
کچھ تعرض نہ کیا بعد اس کے نصف میل پر ایک سستہ ملا۔ مگر اوس نے کچھ خبر چھاونی کی چارونطرف
گانوون مین آگ لگی ہوئی اور دھوان چھایا ہوا نظر آیا۔ جب پانچ میل راہ طے کر کے موضع مہوان مین
پہنچے تو گانون کو ویران پایا وہان دو ایک چوکیدار نظر پڑے اونسے دریافت کیا کہ آگے بھی لٹیرونکی
قدم بڑہے جواب دیا کہ یہین تک آئے ہین۔ اور گانون کو لوٹ مار کر جلا دیا ہے اور تمام مویشی اور سامان
لیگئے ہین۔ بندے نے کہا کہ دوسرے دیہات مین خبر پہنچا دو کل وہ یہان سے بھی آگے کو جاوینگے
تھوڑی دیر وہان ٹھیرکر آگے روانہ ہوئے۔ انگریزون اور میر جعفر نے عظیم آباد مین پہونچکر یہ
انتظام کیا کہ اول اپنی فوج کو وزیر کے روکنے کے لئے چند کوس اردل سے آگے بڑہایا مگر اپنی
فوج کو مقابل نہ سمجھکر قلعہ مین واپس آئے۔ اور چند توپین دیوار قلعہ پر چڑہا دین اور خود بیچ
پہاڑی کی سد پر جو شہر کی طرف سے دریا کی طغیانی روکنے کے لئے تیار ہوئی تھی ٹھیرے
اور یہان مورچے بنائے اور ایک توپ بھی بیچ پہاڑی کے ٹیلے پر چڑہائی اور میر جعفر کو مع ہمراہیان
ہندوستانی کے سد مذکور پر شہر سے جنوب رویہ جگہہ دی اور اپنی چند کمپنیان تلنگونکی اوسکی
محافظت پر چھوڑین گویا میر جعفرخان انگریزونکی مدد پر مقیم تہا شجاع الدولہ نے طغیانی کی وجہ سے
دریائے سون کے کنارے کنارے کوچ و مقام جاری کیا اور عظیم آباد کا سیدہا راستہ چھوڑکر
پہلواری مین جو عظیم آباد سے چار کوس پر ہے ڈیرا ڈالا اس مقام مین کثرت سے کنوئین تھے۔ مگر پھر بھی
پانی کی قلت تھی اسلئے اور بھی کنوئین بنوائے ایک روز پہلواری مین آرام کر کے دوسرے روز
جنگ کے واسطے مع عالی جاہ اور کل سپاہ کے سوار ہوئے۔

شجاع الدولہ کا انگریزون سے لڑنا اونکے ہاتھ سے قلعہ کا مفتوح نہو سکتا۔ بلکہ انگریزی فوج کی مار مار سے وزیر کا

لشکر کا منہ پھر جانا - اور چند روز لڑائی میں توقف کرنا

۲۳ مئی سنہ ۱۷۶۴ء مطابق ۲۰ ذی قعدہ سنہ ۱۱۷۷ ہجری کو صبح کے وقت شجاع الدولہ مع فوج کے جو موروملخ کی مانند بیحساب تھی سوار ہوکر دشمن پر حملہ کرنے کو اپنے مقام سے روانہ ہوتے اس جنگ میں اونہون نے راجہ بینی بہادر اور راجہ بلونت سنگھہ کو میمنہ پر رکھا اور عنایت خان اور انوپ گیر ملقب بہ راجہ ہمت گر بہادر[۱] و امرا وگر کو میسرہ پر مقرر کیا اور شجاع قلی خان مشہور بمیان عیسی اور شیخ دین محمد اور شیخ غلام قادر کو ہراول میں متعین کیا اور مرزا علی خان اور سالار جنگ اور میر نعیم خان اور علی بیگ خان اور میر باقر میمونی اور کراجی بیگ خان و کریم بیگ خان و عاشور بیگ خان و فتح علی خان درانی وغیرہ رسالہ داران ایرانی و تورانی کو اپنے ساتھ لیکر قلب لشکر میں کھڑے ہوتے اور بینی بہادر کے سیدہے ہاتھ کی طرف اوس سے تخمینا ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر قاسم علیخان نے اپنی فوج جمائے اوسکے ساتھہ پانچ پلٹنین شمرو کی ماتحتی میں مع توپوں کے انگریزی وضع پر جنگی قواعد وارنیوں کے ساتھ آراستہ موجود تھین اور پانچ چھہ ہزار سوار بھی تھے - قاسم علی خان کی فوج بچا پہاڑی کے مقابل جہان میر جعفر خان کا مورچہ واقع تہا اوس سے ایک کوس کے فاصلے پر کھڑی ہوئی تھی - اور شاہ عالم یہان سے کئی کوس پر صفون کے پیچھے رہے - اور قدم بقدم آگے بڑھنے لگے - شجاع الدولہ عمارات شہر عظیم آباد کی آڑ مین آہستہ آہستہ چلکر میدان علی باغ کے متصل حسین خان مرحوم کے باغ کے برابر نمایان ہوتے - اور توپ و بان کی لڑائی شروع ہوئی اور وزیر مع فوج کے عبارت کرکے قدم بقدم آگے کو چلے انگریزون نے بھی گولہ باری شروع کی - انگریزون کی ایک بڑی توپ کے دو گولے شمرو کی فوج مین گرے جو عالی جاہ کے ہراول مین اوس سے کسی قدر فاصلہ پر تہا - اور بہت لوگ زخمی ہوتے - اور کبھی انگریزی توپ کا گولہ شمرو کی فوج کے اوپر سے گذرکر عالی جاہ اور شمرو کے درمیان میدان مین گرتا تہا - شجاع الدولہ نے عالی جاہ کو پیام دیا کہ ہمارے ساتھ خود شریک جنگ ہو یا شمرو کو بھیجدو - مگر اوس نے لیت و لعل کیا اور اپنی جگہ سے نہ ہلا - ظہر کے وقت گوشائیون نے حملہ کیا - مگر انگریزون کی توپون نے نہ بڑھنے دیا

---

[۱] بعض تاریخون مین اسکا یہان نام لکھا ہوا ہے - اسلئے اسجگہ بھی لکھا گیا - ۱۲

دو گھڑی کے بعد عنایت خان نے دباوا کیا۔ انگریزون نے ہندوستان کی باڑہین مارکر توپون سے گراپ مارے۔ اور مہدی گنج والے برج سے بھی گولے برسنے لگے اور عنایت خان مغلوب ہوکر لوٹ آیا۔ پھر تین گھڑی دن باقی رہے شجاع الدولہ کی تمام فوج نے حملہ کیا۔ اور جلادت دکھائی یہانتک کہ انگریزی صفون تک پہنچکر اونمین اضطراب ڈالدیا۔ تھوڑے سے انگریزی باجے والے ہاتھہ آگئے جن کے ڈھول اور طنبور چھین لئے۔ مگر اونھون نے بڑا استقلال کیا برابر باڑہین مارتے رہے جس کی تاب فوج وزیر کو نہوئی۔ اور سب کا منہ پھر گیا۔ لیکن بلونت سنگھہ اور بینی بہادر اپنی جگہون پر قایم رہے۔ شیخ دین محمد پسر بتیا سے شیخ مجاہد اور اوس کا بیٹا محمد شاہ مارے گئے۔ اور ابتک چھوا ہوا چلتی تھی کہ یکایک پروائی چلنے لگی۔ اور اوس کے جھونکے لشکر وزیر کے سامنے آنے لگے۔ یہ ہوا بدلی کہ انقلاب کا سنانا بندہا۔ اوسوقت سب نے دیکھا کہ تیسری باڑہ مارنے کے بعد انگریز اپنی توپ کو آگے بڑہالائے وزیر نے ایک شتر سوار عالی جاہ کے پاس بھیجکر اوس کے تساہل اور عدم یورش پر بعنت ملامت کرائی اور کہا کہ اب تو دن ختم ہوا لڑائی جاری رکھنے کا وقت نہین ہے۔ کل تدارک مافات کیا جائے گا۔ گل رحمت مین لکھاہے کہ عنایت خان انگریزی مورچون کے قریب پہنچکر ایک نشیب مین گھوڑے سے اوتر گیا تھا اور سواران مغلیہ کے حملہ کا انتظار کرنے لگا تھا۔ جبکہ انگریزی توپونکی آتشباری سے نالگون کا منہ پھر گیا۔ تو مغلیہ سوارون کی ہمت آگے بڑہنے کو نہوئی۔ عنایت خان نے کئی بار کہلا بھیجا کہ سواران مغلیہ حملہ کرین اودہر سے مین حملہ کرون۔ اور شجاع الدولہ نے بھی بہت کوشش کی۔ لیکن سواران مغلیہ نے دباوا نہ کیا۔ بلکہ پہلواڑی کی طرف جہان کیمپ قایم تہا بھاگنے لگے۔ شجاع الدولہ نے اپنی سپاہ کا یہ حال دیکھکر کہا کہ میری راے مین پھلواڑی کو چلنا چاہیے۔ عنایت خان بھی مجبور ہوکر دو گھڑی دن رہے اپنی جگہ سے چلا آیا۔ اور کئی بھاری توپین جو سپاہ مغلیہ سے چھوٹ گئی تھین وہ اپنے ساتھہ پہلواڑی کو لے گیا۔ اودہر عالی جاہ نے سمرو کو

دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

واپسی کی اطلاع دیکر بلا لیا - شجاع الدولہ اوس سے بیشتر پہونچ گئے تھے - عالی جاہ نے نصف راستہ طے کیا ہوگا کہ شام ہوگئی - انگریزی فوج مین سے ایک کپتان مع دو تین کمپنی کے، نکلا جب معلوم ہوا کہ عالی جاہ ادہر ٹہرا ہے چونکہ انگریزون کو اوس سے سخت عداوت تھی ایک باڑہ ماری جو سست لوگ پیچھے رہگئے تھے، ان جبارت کو دیکھکر بھاگ نکلے - دوسرے روز صبح کو پھر وزیر کے مارے جانے کی خبر مشہور ہوئی - لیکن ظہور مین نہ آیا - بعد دو روز کے یہ خبر اوڑی کہ وزیر کے دنبل نکل آیا ہے - اور بعض کہتے تھے کہ اس لڑائی مین وزیر کے گولی لگی تھی جسکی شہرت دنبل کے نام سے کردی - شفا پانے کے بعد وزیر نے حصار عظیم آباد کے جنوبی طرف دریا سے پن پن کے پاس کیمپ قایم کیا - پہر روزانہ خبرین اوڑا کرتی تہین کبہی یہ خبر مشہور ہوتی کہ یہ جعفر خان کے مورچونکی طرف یورش ہوگی کبہی شہر کے مشرقی طرف سے دمدامہ کے جانے اوڑتی تہی اور وزیر چند سوارونکے ہمراہ ہمارے قاعدے کے مطابق شہر مورچون مین گشت کرتے تھے -

وزیر کا لشکر انگریزی مین محصور ہونے سے بال بال بچ جانا -

ایک روز انگریزون کے چند افسر مع مہدی علی خان کے جو عالی جاہ کا نوکر تہا - لیکن اوس سے علحدہ ہوکر انگریزون سے متفق ہوگیا تہا اپنے حصار سے نکلکر وزیر کے لشکر کے آس پاس گئے ہوئے تہے اور چند بہرے تلنگون کے بھی ہمراہ تہے - وزیر اسوقت نہایت بے پروائی سے تہوڑے سے لوگون کے ساتھ جنگل مین پہر رہے تہے - انگریزون کی جماعت کا وزیر سے مقابلہ ہوگیا - لڑائی ہونے لگی - گولیان اور تیر بطور قراول کے چلنے لگے - جب یہ دونون جماعتین کسی قدر نزدیک ہوئین تو مہدی علیخان نے وزیر کو پہچانکر پیہر کا رنگ سے جو اس جماعت کے ساتھ تہا کہدیا کہ یہ شجاع الدولہ ہے اوس نے بہت جلدی سے دوسری فوج طلب کی - اور آپ وزیر سے مقابلہ کرتا رہا - جب نئی فوج حصار مین سے نکلی تو وزیر کے ایک آدمی نے وزیر کے لشکر مین خبر پہونچائی کہ وزیر انگریزون کے جنگل مین پہنسا چاہتے ہین ادہر وزیر نے اپنی گرفتاری کے طرف سے اس تہلکے سے باہر نکل جانا غنیمت جانا اور نہایت دانائی سے واپس ہوکر اوس گرفتاری سے بچ گئے - لیکن جب خبر لشکر مین گئی - عجیب انقلاب برپا ہوا - عالی جاہ مع اپنے رفقا اور کل رفقاے وزیر کے جسقدر کہ حاضر ہوسکے جلد مدد کو جا پہونچا -

وزیر اور بادشاہ کا انگریزوں سے صلح کا پیام جاری کرنا وزیر کا بکسر میں جاکر چھاونی ڈالنا

اس اثنا میں بادشاہ اور وزیر نے انگریزوں کے ساتھ صلح کی گفتگو شروع کی۔ انگریزوں کو اس پر اصرار تھا کہ میر قاسم اور سمرو کو حوالہ کریں۔ اور وزیر کو اس پر اصرار تھا کہ میر جعفر کی حکومت سے صوبہ بہار جدا ہو جائے اس لئے کوئی نتیجہ اس گفتگو کا نہ نکلا۔ اسی طرح ایک مہینہ سے زیادہ عرصہ گذرا اور آخر ماہ جون میں شجاع الدولہ اپنی چھاونی توڑی اور تمام لشکر لیکر بکسر میں چلے گئے یہ مقام جو پٹنہ اور عظیم آباد کے متصل دریائے گنگا کے کنارے غازیپور کے مقابل واقع ہے اور غازیپور راجہ بلوان سنگہ کے تحت میں تھا۔ جو پٹنہ کا خراج گذار تھا۔ برسات کا موسم آگیا تھا اسلئے وزیر نے پٹنے کو گھیرے رکھنا مصلحت نہ سمجھا۔ اور یہ ارادہ کیا کہ برسات کے بعد جو کچھہ کرنا ہوگا کیا جائیگا[1] اور عارضی طور پر رخصت ہوکر روہیلکھنڈ کو چلا گیا۔ حافظ رحمت خان نے جلد لوٹ آنے کی جگہہ اس کے دیر میں واپس آنے پر اعتراض کیا۔ غلام حسین مولف سیر المتاخرین اور اوس کا باپ سید ہدایت علی یہ دونوں وزیر کے لشکر میں مقیم تھے۔ چونکہ ان لوگوں اور بعض انگریزوں خصوصاً ڈاکٹر فلرٹن سے اول ہی سے دوستی تھی اسلئے ڈاکٹر نے کئی خط غلام حسین کو بھیجے۔ اور اونمیں لکھا کہ بادشاہ کو انگریزوں سے موافق کردے۔ غلام حسین نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ صورت ظہور میں آجائے تو انگریز بہت ممنون ہونگے۔ وزیر کا حال معلوم ہے کہ اون کو فتح حاصل ہونا دور ہے اس صورت میں انگریزوں سے دوستی پیدا ہو جانا مصلحت کے مناسب ہے۔ پس اگر بادشاہ کو بھی منظور ہو تو اونسے شقہ لکھوا دیجئے۔ سید ہدایت علی نے منیر الدولہ کے اتفاق سے بادشاہ کے حضور میں سلسلہ جنبانی کی۔ چونکہ بادشاہ بسبب خودسری وزیر کے اوسکے پاس رہنے سے رنجیدہ تھے فوراً راضی ہوگئے۔ ایک شقہ اپنے ہاتھ سے لکھہ دیا۔ اور اوس میں یہ بھی تحریر کردیا کہ جو شقہ غلام حسین کی معرفت پہنچے قابل قبول ہے۔ اور اسکی وساطت کے سوا اگر دوسرے ذریعہ سے کوئی شقہ پہنچے تو سمجھنا چاہئے کہ بپاس خاطر وزیر کے صادر ہوا اس تحریر سے بادشاہ کی غرض

---

[1] یہ کہ وہ الہ آباد کو نہیں گئے تھے۔ مولف ماریلاسر کی غلطی ہے کہ اوس نے لکھا ہے کہ وزیر الہ آباد کو شکست اوٹھا کر چلے گئے واپس آکر انگریزوں سے بکسر میں لڑے ۱۲

یہ بھی کہ راؤ شتاب رائے متوسط نہو کیونکہ وہ وزیر کے متوسلون اور بینی بہادر کے رفقا مین سے
تہا اور بادشاہ نے غلام حسین کو بھی تاکید کی کہ اس شقے کا مضمون کسی پر ظاہر نکرے - یہ شقہ
حاصل کر کے غلام حسین عظیم آباد کو روانہ ہوا - اتفاق وقت کو دیکہئے کہ اوس زمانے مین ڈاکٹر فلرٹن
اور میجر کارنگ سپہ سالار لشکر انگریزی کے درمیان سخت عداوت پیدا ہو گئی - جب غلام حسین بادشاہ
کا شقہ لیکر عظیم آباد کے قریب پہونچا اور ڈاکٹر کو اطلاع دی تو اوس نے میجر کارنگ کو مطلع کر کے
اوس سے محافظون کے نام عظیم آباد مین داخل ہونے کی اجازت حاصل کر کے بہیجی - غلام حسین جب
ڈاکٹر کے گہر پہونچا تو میجر کارنگ اور ڈاکٹر کی مخالفت کا حال معلوم ہوا - غلام حسین نے ڈاکٹر سے تاکید
کردی کہ اس شقے کا مضمون سادہورام کو جو شتاب رائے کا وکیل تہا نہ معلوم ہو ورنہ بادشاہ اور
منیر الدولہ کے اور میرے واسطے بڑی قباحت ہوگی ڈاکٹر نے کہا کہ مین حتی الوسع اخفا مین کوشش
کرونگا لیکن میری رائے پر عمل ہونا اب ناممکن ہے - غرض دوسرے روز میجر کارنگ نے غلام حسین
کو طلب کیا - اور میر جعفر خان کو بھی بلایا - اور پچھلے دن غلام حسین اور ڈاکٹر نے جا کر میجر اور میر جعفر
خان سے ملاقات کی - اور شقہ دیا اوسنے شقے کو سر پر رکہہ کر کہولا اور تنہائی مین میر جعفر خان
اور میجر صاحب نے سنا اور مضمون سے مطلع ہو کر غلام حسین کو جواب دیا کہ اب بادشاہ اپنے اختیار مین
نہین بلکہ وزیر کے بس مین ہین اس حالت مین تم اونکی ایلچی گری نہین کر سکتے - اور برخلاف ڈاکٹر کے
اور بسبب محبت راجہ شتاب رائے کے سادہورام کو طلب کر کے شقے کے مضمون سے مطلع کر دیا -
اور اوس نے اوسکی نقل کر کے راجہ شتاب رائے کے پاس بہیجدی - اور میجر نے غلام حسین کو رخصت
کر کے شقے کے جواب مین عرضداشت لکہی - غلام حسین نے اوس کے مضمون پر بھی نظر
کر کے بادشاہی جاسوسونکی معرفت بادشاہ کے پاس پہنچوادی -

شجاع الدولہ کا عالی جاہ سے بدعہدی کرنا

میر قاسم عالی جاہ نے وزیر سے اقرار کیا تہا کہ گیارہ لاکہہ روپیہ ماہوار وہ اونکو ممالک شرقیہ پر
قبضہ پانے تک دیتا رہیگا - عالی جاہ نے دیکہا کہ بسبب قلت روپیہ اور تقاضائے وزیر کے سر
پہینچنے مین اونکے جال سے نکلنا مشکل ہے - اسلئے یہ تدبیر کی کہ وزیر کو پیام دیا کہ مجہکو مرشدآباد کی
جانب رخصت فرمائیے تاکہ وہان جا کر عمل و دخل انگریزی مین خلل اندازی کرون - بالفعل اونکی فوج
کم ہے نہایت متوحش ہونگے - اور اوس [illegible] بہت آدمی [illegible] کے زر تحصیل حاصل

کرون چونکہ اوس طرف کے حکام اور ریاست کا حال مجھے بخوبی معلوم ہی اسلئے یہ کام آپکے دوسرے متوسلون کی بہ نسبت مین اچھی طرح انجام دونگا - یہ پیام وزیر کے پاس علی ابراہیم خان لیگیا تہا وزیرنے کہا اگر عالی جاہ نہ لوٹا اسکی کیا صورت ہوگی اوس نے جواب دیا کہ عالی جاہ کو بجز آپکے در دولت کے اور جاے پناہ کہان ہے - خلاصہ یہ ہی کہ وزیر نے علی ابراہیم خان سے کہا کہ اگر تم عالی جاہ کی ضمانت کرو اور بطور اوّل کے میرے پاس حاضر ہو تو کیا مضایقہ ہے - علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مجھے حاضر رہنے مین کوئی عذر نہین مگر ضمانت کا ضامن نہین - ہان جہان عالی جاہ کے عمال جاوین وہان آپکے سزاول بھی ہمراہ ہون - جو تحصیل ہو حضور مین ارسال کرتے رہین - وزیر نے کہا کہ ایسا نہین ہوسکتا ہی علی ابراہیم خان نے جواب دیا جو مرضی ہووے بہتر ہے مگر اسوقت مین اس کام کا نیک و بد حضور کے ذمے عاید ہوگا کیونکہ عالیجاہ حضور کے بھروسے پر حاضر در دولت ہوا ہی - اب وہ فکر کرنا چاہیے کہ آبروے سلطنت رہے وزیر مین گو قوت متفکرہ نہ تھی مگر پھر بھی متاثر ہوے فرمایا ہم اور لوگون کو مقرر کرتے ہین علی ابراہیم خان نے کہا بہتر ہے - غرض تو حضور کے افزایش اقتدار سے ہے - وزیر نے علی ابراہیم خان کو رخصت کیا - اور لہو و لعب مین مصروف ہوتے - اسلئے وہ کام فراموش ہوگیا - علی ابراہیم خان نے عالی جاہ کو جواب پہنچایا -

عالی جاہ کے خانساماں میر سلیمان کا وزیر سے مل جانا - اور عالی جاہ کی خرابی دولت

میر سلیمان نے مرزا بہلول اور بینی بہادر وغیرہ ارکان دولت وزیر سے ساز و باز پیدا کر لیا تہا اور ایک بار ترک لباس کر کے گوشہ گزینی کا بہانہ کیا عالی جاہ نے اوس کے دیرنے پر جا کر نئی پوشاک پہنوائی - لیکن اس رنجش بیوقت اور بے سبب کا کب تک علاج ہوسکتا تھا - اکثر عالیجاہ رنجش پیدا کرتا رہتا تہا - اور عالی جاہ اوسکی حرکات سے بدمزہ ہو کر اپنے دربار مین اوسکی شکایت کیا کرتا تھا - اور کہتا کہ فلان روز جو بینی بہادر کے سر پر پیچ دیکہا تھا وہ ہمارے یہان تہا شاید میر سلیمان نے اوسکو دیا ہوگا - کیونکہ وہ تحویلدار تھا - فلان انگوٹھی فلان شخص کے ہاتھ مین تھی - ایسی ایسی باتین میر سلیمان تک پہنچتین اور اوسکو عالیجاہ کی طرف سے کدورت

---

۵۸ دیکھو سیر المتاخرین ۲، ۵۹ دیکھو سیر المتاخرین -

بڑھتی تھی - یہانتک کہ ایک روز عالی جاہ کے لشکر سے، اوبہکر مرزا بہلو اور علی بیگ خان
لشکچی ملازم وزیر کے پاس جاکر ٹہر گیا - اس واقعہ سے پانچ چھہ روز کی بعد وزیر نے عالیجاہ سے
اوس زر معاہدہ کا تقاضا کرایا - عالی جاہ نے مکدستی کا عذر کیا اور اکثر وقت عالی جاہ وزیر کی
ناہنجاری بیان کرتا رہتا تھا - علی ابراہیم خان اوس کو منع کرتا تھا - اور میرا بو وغیرہ جو عالیجاہ کے
نوکر اور شجاع الدولہ کے جیر طلب تھی ان باتوں کو وزیر کے گوش گذار کرکے اوکی طبیعت حیلہ جو کو
بہرکاتے تھے - آخر کار وزیر نے کہلا بھیجا کہ بادشاہ آپ سے بقایاے صوبہ بنگالہ وغیرہ طلب کرتے
ہین اور نیز محصل لوگ مقرر کرتے ہین - آپ جلد فکر کیجئے عالی جاہ نے علی ابراہیم خان کو سوال و
جواب کے لئے وزیر کے پاس بھیجا - اوس نے وزیر کی خدمت مین پہنچکر عرض کیا کہ عالی جاہ بامید
اعانت حاضر ہوا تہا - جو کچہہ میسر تہا اوس کے پہنچانے مین دریغ نہین کیا اب تہیدست اور تقاضاے
بادشاہ بموجب ہی - جناب عالی مین یہاں - کو حساب سمجھنے کے لئے حکم صادر فرمائین جو اوس کے ذمے
برآمد ہوگا - اوس کے اوا کرنے مین قاصر نہوگا - اور اگر محصل بموجب ہوا سید وار ضمانت ہے -
وزیر نے آزردہ ہوکر جواب دیا کہ مجھے کیا غرض تم جانو اور بادشاہ جانین - مین یہاں کون ہوتا ہی
ہم کل سکار کو جاتے ہین - بادشاہ کو اختیار حاصل ہی جو چاہین کرین اوس نے یہ جواب عالیجاہ کو
پہنچا دیا - اور مشورے کے وقت عرض کیا کہ اگر روپیہ آپکے پاس ہو تو وزیر کی مرضی کرنا چاہئے -
نہین تو وہان خود تہا جاکر کہنا چاہئے کہ ہم آپکی توقع ضمانت پر آئے ہین جو کچہہ چاہے کیجئے -

عالی جاہ کا پوشاک امیری اتار کر لباس فقیری پہننا اور وزیر کا پھر پوشاک معمولی پہننے کی تکلیف دینا

عالی جاہ نے بعض بیوقوف مصاحبون کی صلاح کے سے سہتے سمجھے دوسرے روز ۹ ذی حجہ
۱۱۷۶ھ ہجری کو صبح کے وقت فقیری لے لی اور مسند پر بیٹھنا ترک کرکے صحن خیمہ مین بوریا بچھا کر بیٹھا -
اور اوسکی ہمیں مصاحب جو فہم سے بالکل عاری تھے گیروا فقیرانہ لباس زیب تن کرکے اوس کی ساتھ
ہوگئے - جب یہ خبر وزیر کو پہنچی اونکو بڑی فکر ہوئی کیونکہ عالی جاہ کی فقیری اونکی عاقبت مین
بدنامی کا موجب ہوتا اسلئے اونہی ذیحجہ یوم عرفہ کو دلجوئی اور عذر خواہی کے لئے علی بیگ خان کو
اپنی طرف سے اور اپنی مان نواب بیگم کیطرف سے بو صفدر جنگ کی بی بی اور برہان الملک کی بیٹی

سلہ دیکھو سیر المتاخرین ۵ دیکھو سلیہ المتاخرین ۱۲

بھی تھی اوس نے پہنچکر رنگین ملاست اور شیرین عذرات دونون کی طرف سے کیے عالیجاہ کو
بات چیت کا اچھا سلیقہ نہ تھا اوس نے علی ابراہیم خان کو بلایا۔ علی ابراہیم خان نے گو تبدیل
لباس نہ کیا تھا۔ مگر بدگویون کے خیال سے ایک حقیر سی پگڑی سر پر باندھ کر اوسی طرح چلکے کپڑے
پہنکر عالیجاہ کے پاس حاضر ہوا عالیجاہ نے کہا تم کو نواب وزیر نے بلایا ہی علی ابراہیم خان
اوسی حالت سے علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین روانہ ہوا۔ عالیجاہ نے کہا کہ اس
لباس سے وزیر کے پاس جاؤ گے اوس نے جواب دیا کہ جب آقا کی یہ صورت ہی تو بندے کو بجز اس
لباس کے تکلف کی کیا ضرورت ہی۔ اور اوسیطرح علی بیگ خان کے ہمراہ وزیر کی خدمت مین
پہنچا وزیر نے بہت توقیر اور خاطر کرکے عالیجاہ کے تغیر لباس کا سبب پوچھا اور اپنی گفتگوے
سابق سے معذرت کی فرمایا بادشاہ نے ایک بات کہی تھی اوسکو ہمنے ظاہر کر دیا۔ اوسکی تدبیر
معذرت کرنا تھا یا تبدیل لباس کر کے مجھے بدنام کرنا۔ علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ حضور کے
پاس بامید عنایت اپنا خانہ امید سمجھکر آئے ہین۔ جب بادشاہی پیغام سے حضور نے آگاہ کیا
چونکہ بجز حضور کے کوئی جائے امن نہ تھی۔ اور حضور نے اوس مین کد کی ناچار دنیا سے ہاتھ
اوٹھایا وزیر نے بینی بہادر سے کہا کہ اب تم علی ابراہیم خان سے گفتگو کرو وہ دونون علیحدہ
ایک مقام مین بیٹھکر اپنے اپنے آقا کی طرفداری اور بھلائی کے باب مین پیروی کرنے لگے
بینی بہادر چاہتا تھا کہ کسی طرح عالیجاہ کے ذمے تحویل زر نیابت کھینچے۔ اور علی ابراہیم خان
راضی ہوکر بکمال استغنا اپنے آقا کی ترک دنیوی بیان کرتا تھا۔ بعد تھوڑی دیر کے وزیر نے
دریافت کیا کہ کیا طے ہوا بینی بہادر نے کہا کہ دونون طرف گفتگو سخت ہی۔ وزیر نے علی ابراہیم خان
کو اپنے حق کے خیمے مین بلاکر جو کچھ معلوم کرنا تھا دریافت کیا۔ اور جو کچھ کہ بینی بہادر اور علی ابراہیم
خان مین سوال و جواب ہوتے تھے سنے۔ بعد اس کے کہا کہ اس وضع سے جو عالیجاہ نے
اختیار کی ہی میری بڑی بدنامی ہی مجھے کیا کرنا چاہیے خان مذکور نے کہا کہ عالیجاہ کو بدرجہ
لاچاری یہ امر پسند ہوا ہے۔ اب جو کچھ مناسب ہو آپ بدولت فرمائیے۔ وزیر نے کہا ہم
بخوبی سمجھ گئے تم جا کر عالیجاہ کو اطلاع دو ہم بھی آتے ہین۔ علی ابراہیم خان نے یہان سے
جا کر تمام امور عالیجاہ سے ظاہر کیے۔ اور کہا کہ وزیر الممالک بھی آتے ہین۔ ابھی یہ گفتگو
ختم ہونے پائی تھی کہ وزیر بھی پہونچ گئے۔ اور عذرخواہی کرنا شروع کی اور کہا کہ اس لباس
درویشی کو دور فرمائیے۔ اور لباس روزمرہ مثل سابق کے پہنیے۔ عالیجاہ نے منظور نہ فرمایا
اور وزیر کی بات کی تعمیل نہ کی۔

وزیر کے اشارے سے شمرو نگھرام کا عالی جاہ سے بغاوت اختیار کرنا

دو تین روز کے بعد شمرو نے اپنی پلٹنوں کو تیار کر کے وزیر کے ایما سے تنخواہ کے لئے عالیجاہ کے خیمے کا محاصرہ کیا وہاں سکہ رایج کہاں تھا اشرفیاں اندر سے منگوا کر دلاوین اس ماجرے کے بعد عالیجاہ نے شمرو کو حکم دیا کہ اب زیادہ آدمی نوکر رکھنے کا مقدور نہیں ہے۔ سپاہیان پلٹن اور توپخانہ کے عملے کو برطرف کر کے توپیں اور حفاظتی بندوقیں خانسامانی میں داخل کر دو صرف دو پلٹنیں رکھو لیکن چونکہ یہ نگھرام وزیر سے مل گیا تھا جواب دیا کہ اب توپیں اور بندوقیں اوسکی ہیں جس کے پاس ہیں اور وہ اپنے توپخانہ اور پلٹنیں لیکر وزیر کے پاس چلا گیا جنہوں نے اوسکو نوکر رکھ لیا۔ یہ شخص در اصل جرمنی کا رہنے والا تھا اول تو یہ فرانسیسیوں کی سپاہ میں ایک سارجنٹ تھا پھر نواب قاسم علی خان عالی جاہ کے ہاں فوج کا عہدہ دار بن گیا تھا۔

وزیر کے حکم سے عالی جاہ کا قید ہونا

موسئیر لاک فرانسیس جو پہلے عالی جاہ کا نوکر تھا۔ اور بعد برطرفی کے وزیر کا نوکر ہوا تھا علی ابراہیم خان سے بہت دوستی رکھتا تھا پانچ چھ آدمی اپنے ہمقوم ہمراہ لیکر علی ابراہیم خان کے پاس گیا۔ اور کہا کہ کل شجاع الدولہ کی فوج عالیجاہ کی گرفتاری کو آئے گی۔ خدا جانے اوس وقت کی دار وگیر میں تمپر کیا گذرے۔ اسلئے میں یہ آدمی تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ انکی وجہ سے کوئی تمسے معترض نہو سکے گا علی ابراہیم خان نے اس اخلاص کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا کہ یہ امر مجھکو نازیبا ہے جبکہ عالی جاہ بلا میں مبتلا ہوگا تو بندہ بھی کسی کی حفاظت نہیں چاہتا۔ دوسرے روز پہر دن چڑہے وزیر کی فوج تیار ہو کر عالی جاہ کے خیمون کی طرف آئی۔ جب وہ فوج دور سے نمودار ہوئی دوبارہ موسئیر لاک اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر علی ابراہیم خان کے پاس آیا اور کل کی باتوں کا اعادہ کیا۔ اوس نے بھی وہی جواب دیا ناچار وہ لوٹ گیا۔ اور وزیر کی فوج نے عالی جاہ کے خیمون کو گہیر کر حرم سرا اور دوسرے کارخانوں پر بندوبست قایم کر لیا۔ جو سردار کہ اس کام پر مامور ہوا تھا وہ عالی جاہ کے خیمے میں گیا۔ اور اوس کو ہاتھی پر سوار کرا کے خود خواصی میں بیٹھ کر اپنے لشکر میں لیگیا اور ایک خاص مقام میں قید کر دیا۔

علی ابراہیم خان کا وزیر کے حکم سے قید ہونا اور پھر رہائی پانا

پچھلے دن مین وزیر کے چند سوار علی ابراہیم خان کے دیرے پر آئے - اور اوسکو حراست مین لے لیا - علی ابراہیم خان ان دنون سخت علیل تہا - سوا اس کے عالی جاہ کے تمام مصاحب اور اعلے ارکان وزیر سے مل گئے تھے - مگر حافظ اسرار خان منشی اور بعض دوسرے کارندے قید ہوکر وزیر کے نوکرون کی حوالات مین تھے علی ابراہیم خان کے ایک دوست نے اوس سے کہا کہ تم اپنے حالات کی عرضی وزیر کو لکھو - اوس نے تہوڑا سا مضمون اپنے حال کا وزیر کی خدمت مین لکھ بھیجا اوس وقت وزیر محلسرا مین تھے - حرم سرا کے وزیر کی محافظ جو عورتین تہین وہ اوس وقت سے علی ابراہیم خان کو جانتی تہین جبکہ وہ عالی جاہ کی طرف سے وزیر کی ماں کے پاس زیور لیکر گیا تہا - علاوہ اسکے علی ابراہیم خان کو اللہ نے بسبب حسن اخلاق کے محبوب القلوب پیدا کیا تھا اون عورتون نے جب علی ابراہیم خان کا مقید ہونا سنا تو سب رنجیدہ ہوئین - اور عرضی وزیر کو پہونچا دی - خواجہ سرا نے وزیر کی طرف سے آکر سوارونکو تاکید کی کہ دور سے محافظ رہین بے ادبی نہ کرین - اور عرضی پر لکھا آپ سے تعرض نہین چند امور آپسے دریافت کرنا ہین دل جمعی رکھئے

دوسرے دن صبح کو سواران رسالہ شجاع قلی خان نے جو میان عیسے کے نام سے مشہور رہتا علی ابراہیم خان کے پاس آکر کہا کہ تمکو وزیر طلب کرتے ہین - علی ابراہیم خان کرتہ اور دستار سے پالکی مین سوار ہوکر شجاع الدولہ کے پاس روانہ ہوا - سواران ہمراہی کہ سفلہ مزاج تھے کبھی اوس کی پالکی محبس عالی جاہ کی جانب لیجاتے - اور کبھی کسی اور طرف - جب تین مرتبہ ایسی حرکت ہوئی - خان مجبور نے شجاع قلی خان کے پاس کسی آدمی کو بھیجکر کہلایا کہ ناحق سواران ہمراہی دق کرتے ہین - جہان حکم ہو پہونچا دین - اوس نے ایک آدمی بھیجکر سوارونکو تہدید کی - اور اونکو کہلایا کہ خانصاحب کو ہمارے پاس لے آئین - وہ سوار خان کو میرزا بھلا کہتا ہوا وہان آیا - اور علی ابراہیم خان کو وزیر کے اوس دیوانخانہ مین جہان لڑکے بیٹھے میرزا مانی کا مکتب تہا لے گیا - اور وہان سے وزیر کے حضور مین لے گئے - اوسوقت سہیل علی خان خواجہ سرا داروغہ فیل خانہ عالی جاہ اور حافظ اسرار خان منشی وغیرہ عملہ عالی جاہ وزیر کے سامنے کہڑے تھے - علی ابراہیم خان نے حضور مین جہکا ایک اشرفی نذر گذرانی اور بلا اجازت بیٹھگیا [illegible] عالیجاہ اور شجاع قلی خان اور یاقوت خان ناظر بھی جو خان مذکور کو گرفتار کر گئے تہے - وزیر کمال

رعونت[1] سے سرپر اراستہ علی ابراہیم خان کی طرف متوجہ ہوکر کہنے لگے کہ کون صاحب ہیں جنہنے قاسم
خان کے ساتھ کیا برائی کی تھی کہ خواص نے یحیٰ پہاڑی کی لڑائی کے روز شمرو سے کہا کہ جسوقت
بعد فتح ہماری سواری اوسکے سامنے سے نکلے وہ ہمپر فیر کرے۔ علی ابراہیم خان نے کہا کہ مجھے اسکی
خبر نہین افسوس کہ اوس کے واسطے آپنے یہ تکلیف گوارا کی ہی ذوالملک نے اوسکی سرپرستی کے لئے اوپر
قدم رنجہ کیا اور وہ آپکے حق مین ایسا تجویز کرے وزیر نے آشفتہ ہوکر کہا کیا مین دروغگو ہون شمرو کو
طلب کرکے مقابلہ کرادون۔ علی ابراہیم خان نے آزردہ ہوکر عرض کیا کہ مینے اپنی بیخبری بیان
کی ہے۔ آپ کو جھوٹا نہین بتاتا ہون اور اگر آپنے شمرو کے معاملہ کو دبایا اسوقت مین عالیجاہ کا وہ
مرتبہ نہین رہا اب شمرو کیا ایک خدمتگار بھی مقابلے کو تیار ہوگا وزیر نے خجل ہوکر بکمال دلداری کہا
کہ تم بڑی خوبی کے آدمی ہو۔ مگر عالیجاہ تم سے بہت بدظن تہا۔ اوسکی ناراضی مجھے معلوم ہے کہ وہ
دربار مین میری شکایت کرتا تھا اور تم کو میری اہانت ناپسند تھی ممانعت کرتے تھے لیکن افسوس ہم جانتے
کہ تم جیسے نمک حلال خیرخواہ سے کیون بدظن ہوا۔ علی ابراہیم خان نے جواب دیا کہ مین نے اونکی
خدمت مین کوئی قصور نہین کیا۔ مگر یہی کہ حدود عظیم آباد سے نکلنے وقت اختلاف رائے تھا اونکے
رفقا کہتے تھے کہ مرہٹون کے پاس مدد کی استدعا کے لئے جانا چاہئے اور بندہ حضور کی طرف آنے کو
اصرار کرتا تھا۔ کیونکہ میری نظر مین آپکے آستانہ دولت سے زیادہ کوئی جائے امن و پناہ عالیجاہ
کے لئے نہ تھی۔ وزیر اس جواب سے نہایت شرمندہ ہوئے پھر کوئی بات نہ کرسکے۔ حرم سرا کی جانب
چلدئے۔ مقربین نے دروازے تک مشایعت کرکے سلام گذارش کیا۔ وزیر نے علی ابراہیم خان
کی طرف اشارہ کرکے کچھ اپنے مقربین سے کہا۔ شجاع قلی خان وغیرہ علی ابراہیم خان کو مرزا امانی کے
مکتب مین لے گئے۔ اور بیٹھنے کے بعد کہا کہ وزیر چاہتے ہین کہ تمھیں اپنا مصاحب بنائین اور حکم
دیا ہے کہ آپ کا مال و اسباب جو کچھ جاتا رہا ہی وہ جاسوس تلاش کرکے واپس لادین۔ چنانچہ وہ سب
مال و اسباب آگیا ہی۔ اور وزیر نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ ہمارے دیوانخانے کے پاس تمھارے لئے
ڈیرہ کھڑا کیا جائے۔ اور وزیر نے فرمایا ہی کہ تم عالیجاہ کے گھر کے معتمد ہو اور اوس کے رازدار ہو جن
رفقا سے عالیجاہ کی حیات کا مال بنارس کے مہاجن کے پاس معلوم ہوا لیکن تمھاری اور
عالیجاہ کی امانت کا حال اب تک نہین کھلا وزیر کہتے ہین کہ عالیجاہ نے چالیس ہزار اشرفیان

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

تھی سب حوالے کی ہیں - اگر بات واقعی ہی تو جس کے پاس تمنے رکھدی ہین اوس کا حال بتاؤ
اوران لوگون نے کہا کہ ان اشرفیون کا حال بتا دینے سے وزیر کی مہربانی بہت زیادہ ہوگی
علی ابراہیم خان نے کہا کہ کسی نے اتبک ایسی باتین مجھ سے دریافت نہین کی ہین اگر
آپ دریافت کیا چاہتے ہین جو کچھ مجھکو معلوم ہی عرض کرونگا اور لوگون نے شنبو سنگھ ہرکارے کو
جو سیکڑون کا خون کر چکا تھا اور شمرو کی مونچھ کا بال ہو رہا تھا اور ان اشرفیون کا حال بھی
اوسنے بیان کیا تھا طلب کر کے مقابلے کے لئے علی ابراہیم خان کے روبرو کہڑا کیا - علی ابراہیم خان
نے جو جواب دیا تھا لوگون کو اشرفیون کے ملنے کی آس بندھی تھی - اور جا کر شجاع الدولہ سے عرض
کرا دیا تھا کہ اشرفیون کے حصول کی امید ہوتی ہی جب لوگ استفسار کرنے لگے تو علی ابراہیم خان نے
کہنا شروع کیا کہ آپ اوس خانے تک جو اہرخانے تک سب نقد وجنس شمرو کے بہرونکے سپرد تہا لاکہون
اشرفیان اوس کی حوالے ہوتی ہتین مگر وہ سرکار مین نہین پہنچین - لوگ شنبو سنگھ کیطرف متوجہ ہوے
اوسنے انکار کر کے کہا کہ یہ محض بے اصل ہی - علی ابراہیم خان نے کہا کہ جبکہ ایک ایسے شخص کا کہنا کہ جو معتمد
اور امین ہو بے اصل ہو تو ایک ایسے بے اعتبار آدمی کے کہنے پر اعتماد کیا ہی بہتر تہا اور اس بات
کو سمجھ لینا اگے ورد ادہیر گیا - اور سب کیفیت وزیر کو کہلا بہیجی اور یہ بھی عرض کرا یا کہ جو شخص
جواب میرے اور امیرسے اور نہ سمرو کی نادانی ثابت کری اوس سے معارضہ کرانا بجز ندامت اور
تضیع کے کوئی نتیجہ نہ ہوگا - وزیر نے علی ابراہیم خان کی معاودت کے لئے حکم صادر کیا اوسنے
شجاع قلی خان سے کہا کہ دس بارہ آدمی شکستہ حال میرے ہمراہ ہین اور دیوان خانے کے گرد مسجد
آرام نہیں ملیگا اگر عنایت کر کے آپ اپنی چھاونی مین جگہہ دین تو بہتر ہو شجاع قلی خان نے حد سرائے
دریہ میرجا کر اسکی بھی اجازت حاصل کی اور اپنے ہمراہ لیجا کر ٹہیرایا اور نہایت حفاظت کرتا رہا - ڈیڑھ مہینے
تک رہنا رہا کوئی دقیقہ مجبوری کا باقی نہچھوڑا - عالیجاہ کا مال جہانتک عورتون اور خواجہ سرایان وغیرہ
ملازمین کی کوشش سے معلوم ہوا شجاع الدولہ کی ضبطی میں آیا البتہ کسقدر جواہرات بیش بہا جو اس سانحہ سے
پہلے شیخ محمد عاشق کی معرفت نجیب الدولہ کے ملک مین بہیجدیا تہا وہ ضبطی سے محفوظ رہا -
اس ضبطی مال مین وزیر نے ذرا بھی مروت اور انسانیت کو نہ برتا - اگر میر قاسم کی کمین ایک کوڑی
بھی معلوم ہوتی تو لے لیتے [1] - اگرچہ وزیر نے وہ وفاداری جو بہتر طاستوا ری اصل ایمان ہی خود اسکی

[1] دیکھو تاریخ ہند مؤلفہ مولوی ذکاء اللہ صاحب ۱۲

ساتھ نہین کی مگر یہ اونکی بڑے درجے کی فتو ت اور مروت تھی کہ ہرچند انگریزون نے بار بار بادرار اور لینے یہ درخواست کی کہ میر قاسم کو اونکی حوالے کرین۔ مگر وہ نہون نے یہ بدسلوکی اپنے مہمان کے ساتھ نہین کی۔

میر سلیمان کا قلعہ رہتاس کے فتح کرنے کے لیے روانہ ہونا اور وہانسے نامراد واپس آنا

جبکہ عالیجاہ اسیر جاہ ادبار ہوا تب میر سلیمان نے شجاع الدولہ کے حضور مین رسوخ حاصل کیا۔ اور شجاع الدولہ کے مقربونکے ذریعہ سے عرض کرایا کہ قلعہ رہتاس کا حاکم یعقوب کمیدان اور ساہ مل ونان قلعہ دار میرے متوسلین مین اور وہانکا مال وغیرہ سب مجھکو معلوم ہے۔ اگر حکم ہو تو تدبیر کرکے اوس قلعہ پر وزیر کا قبضہ کرادون وزیر تو ایسی باتون کی خواہش اور جستجو مین رہتے ہی میر سلیمان پر بڑی مہربانی کرکے اوسکی استدعا کے بموجب میر رحیم خان حاکم سہسرام اور ساہ مل اور یعقوب کے نام پروانے اپنی سرکار سے لکھوا دیے۔ میر سلیمان یہ پروانے لیکر اور بہلی صحبت کے خیال سے رہتاس کو گیا۔ اور ہر میجر منرو نے جو انگریزی فوج کا سپہ سالار تہا ایک خط غلام حسین مولف سیر المتاخرین کو ڈاکٹر فلرٹن کے ذریعہ سے بہیجا جسکا مضمون یہ تہا کہ اگر قلعہ رہتاس ہمارے قبضہ مین آجاے تو آپکی مزید دوستی کا موجب متصور ہو غلام حسین ساہ مل کے ساتھ پہلے سے احسان کرچکا تھا اور ساہ مل کے اقربا غلام حسین کی جاگیر کے قریب رہتے تھے۔ غلام حسین نے یہ راز ساہ مل سے کہا اور اوس کو سمجھایا کہ انگریزون کا پلہ بھاری ہے بہت جلد وزیر مغلوب ہونگے اگر اپنا بھلا چاہتے ہو تو قلعہ انگریزونکے حوالہ کردو تاکہ تمہارے اور تمہاری اولاد کے حق مین بہتری ہو۔ وہ شخص خود بھی عقیل تھا۔ غلام حسین کی بات کی تہ کو پہونچکر غلام حسین کی گفتگو اور میر سلیمان کی غرض کو خوب سمجھا۔ اور میر سلیمان کو حیلے مین رکہکر غلام حسین کو جواب بہیجا کہ کسی انگریزی افسر کو مع فوج جلد بلالو۔ اور اپنے مطالب ایک کاغذ پر لکھہ کر بہیجے کہ انگریزون سے اطمینان کے لئے دستخط کرادو۔ غلام حسین نے ڈاکٹر اور میجر منرو کو لکھہ کر انگریزی فوج نواح کرم ناسی سے منگالی۔ اور ساہ مل کی اور اپنے مطالب کی فرد پر دستخط بھی کرا منگاتے۔ چنانچہ وہ قلعہ انگریزونکے قبضے مین آگیا۔ میر سلیمان انگریزی فوجکے پہنچنے کی خبر سنکر وزیر کے لشکر کو لوٹ گیا۔ اور شجاع الدولہ سے غلام حسین کی برائی بیان کی۔

میجر منرو کا بکسر مین شجاع الدولہ سے جنگ کے لئے آنا اور وزیر کی فوج [illegible] کا شکست پانا

میجر کارنگ کی جگہ میجر منرو آیا جو بمبئی مین بادشاہ انگلستان کا نوکر تھا وہ وزیر کی جنگ پر مامور ہوا اور اوس نے ارادہ کیا کہ برسات کے ختم ہوتے ہی لڑائی کا سامان کرنا چاہئے ۔ وزیر[۵۱] کے ہان کثرت غفلت سے یہ حالت تھی کہ کچھ فکر سرانجام حرب و جنگ ۔ اور ملاحظہ توپخانہ کی نہ تھی ۔ نہ کوئی جنگی سامان تیار کیا وزیر کو مطلق اپنے لشکر اور انگریزون کے انتظام کی خبر نہ تھی جو تجربہ کھیلتا ۔ کیونکہ اوترانا ہی معمول تھا گویا اپنے ملک مین باطمینان سیر و شکار کو آتے ہے ۔ البتہ اسقدر کیا تھا کہ مورچے ندی تھوڑا سے دریاے گنگا تک تیار کرائے تھے اور اوسی کی پناہ مین لڑنے کا ارادہ تھا ۔ ۱۵ ۔ ستمبر کو انگریزی لشکرون کو حکم تھا کہ وہ اپنی چھاونیون سے وزیر سے جنگ کے لئے چلیں ابھی لشکر نہ چلا تھا کہ یہ خبر معلوم ہوئی کہ وزیر نے دریاے سون کے کنارہ پر انگریزی لشکر کے روکنے کے واسطے مورچے بنائے ہین ۔ ایک طرف میجر چمپین سپاہ کے ساتھ بھیجا گیا ۔

دوسری طرف میجر منرو خود آیا شجاع الدولہ نے میر ولی اللہ نامی اپنے ایک سردار کو جو عظیم آباد کا رہنے والا اور وزیر کیطرف سے پرگنہ بھٹا وغیرہ مقامات شاہ آباد کا عامل تھا انگریزون کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا جب انگریزی فوجین ادھر بڑھنے لگین تو اوس نے اپنی فوج مغلیہ کو قراولی و چپاولی پر بھیجا جنہیں انگریزی لشکر نے گولے مار کر ہٹا دیا اور ایک توپ کلان جو پیشتر دریا کے کنارے وزیر نے فوج انگریزی کے مقابلے کو بھیجی تھی واپس طلب کی چونکہ برسات کیوجہ سے کیچڑ اور دلدل بکثرت تھی اثناے راہ مین بعض جگہہ دلدل مین وہ توپ ایسی پھنسگئی کہ نکلنا دشوار ہوا وزیر خود ایک ہزار سوار لیکر گئے اور اوسکو نکالا اور اپنے لشکر مین واپس لائے اور وزیر کی فوج کے دریا کے کنارے سے ہٹنے سے انگریزی لشکر دریا کے پار اوتر آیا شجاع الدولہ کا لشکر بکسر مین پڑا ہوا تھا میجر منرو نے اوسکی طرف کوچ کیا ۔ اور ۲۲ ۔ اکتوبر ۱۷۶۴ء کو وہ وزیر کے لشکر سے تین کوس کے فاصلے پر ایک جھیل کے کنارے پر آنکر خیمہ زن ہوا وہ جھیل دونون لشکرونکے درمیان مین واقع تھی ۔ صبح سے پہلے وزیر کے لشکر پر انگریزی لشکر کے حملہ کرنے کی ٹھہری تھی انگریزون نے جاسوسون کو شجاع الدولہ کے لشکر مین بھیجا کہ جا کر خبر لائین ۔ مگر جب وہ آدھی رات تک

---

۵۱ سیر المتاخرین مین بیان ذیل دیکھو ۱۲

واپس نہ گئی تو میجر صاحب کو یقین ہوا کہ وہ دشمنوں کے پنجے مین گرفتار ہو گئی اسلئے حملہ کرنا دوسرے دن
صبح کو ٹہیرایا صبح کے وقت جاسوس خبر لائے کہ رات بھر وزیر کی سپاہ کی تیاری ہوتی رہی اور خوف
کے مارے مستورات خانہ و خزانہ کو دور بھیجدیا ہی۔ تو بھاگنے چلا آتا ہے۔ مگر یہ ساری سپاہ کی تیاریاں مورچون
ہی کے اندر ہین۔ اسپر میجر صاحب نے کہا کہ اب ہمکو حملہ کرنے کی ضرورت دشمنوں نہین ہے وہ خود ہی حملہ
کرنے آتے ہین اوس کا یہ خیال غلط نہین تھا کہ وزیر اپنی حد کو چھوڑکر لڑائی کے ارادہ سے مورچون سے باہر
نکلے موسیٰ لاک اور سمرو آٹھہ توپ ولایتی اور آٹھ پلٹن تلنگونکے ساتھ انگریزون کے مقابل بھیجے گئے
اونکی پشت پر شجاع قلی خان مع چھہ سات ہزار پیادہ و سوار کے معین ہوا۔ اور خود وزیر فوج مغلیہ کے ساتھ
دست راست پر بیٹھے اور راجہ بینی بہادر دست چپ پر دریاے گنگا کے کنارے کھنڈرون کے
متصل قایم ہوا۔ توپ کی لڑائی شروع ہوئی طرفین کے سپاہی مقتول و مجروح ہونے لگے وزیر نے
مع فوج مغلیہ کے دہاوا کیا۔ درانی اور مغل میجر منرو کے ساتھیوں پر ٹوٹ پڑے۔ اوسکی بہیر اور لشکرگاہ
کو خوب قتل و غارت کیا سمرو اور موسیٰ لاک کی گولہ اندازی سے انگریزی فوج پریشان ہوگئی میجر منرو اسوقت
جھیل اور دلدل کے حائل ہونے کی وجہ سے دہاوا نہین کرسکتا تھا اوس نے تھوڑی فوج گنگا کیطرف
روانہ کی جسنے بینی بہادر پر حملہ کیا شیخ غلام قادر وغیرہ لکھنوی جو بینی بہادر کے ہراول تھے کھنڈرونکی
آڑ مین چھپے ہوے تھے۔ انگریزی تلنگے اونکی نگاہ سے مخفی جاتے تھے جب آبادی کے کنارے پہنچے
تو ٹیلونکی آڑ سے اون تلنگون نے باڑھین مارنا شروع کین شیخ غلام قادر کو اسوقت خبر ہوئی تو
مستعد مقابلہ ہوا۔ جب تک یہ صف بندی کرے تلنگون نے آگ برسانا شروع کی شیخزادے بھی
بقدر طاقت بندوقین چلانے لگے۔ چونکہ دفعتاً اونپر باڑھین پڑنے لگی تہین اونکا جواب برابر
نہ دے سکے اون تلنگونکی آتشبازی نے ان کا کام تمام کردیا۔ شیخ غلام قادر اور بہت سی سپاہ کام آئی
اور باقی بھاگ نکلے۔ اسوقت راجہ بینی بہادر نے غالب خان سے کہا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ خان مذکور نے
جواب دیا کہ اگر آبرو درکار ہو جان نثار کیجیے ورنہ فرار بہتر ہے۔ بینی بہادر نے آبرو کا لحاظ کیا اوسنے کہا
بسم اللہ اور پیادہ ہونے کا اشارہ کیا۔ غالب خان مع اپنے بھتیجے وحیدالدین خان کے پیادہ ہوکر پڑا
بینی بہادر کو جان دینا گوارا نہوا میدان سے منہ پھیرا۔ میر وحیدالدین خان نے بینی بہادر کی اس بے
اعتنائی سے باپ کو آگاہ کیا۔ غالب خان اپنے آقا کو اس حالت مین دیکھکر خود بھی گھوڑے پر سوار
ہوکر راجہ کے پیچھے بھاگ نکلا ؎

چو اور پشت گشت آن سپاہ
گریزان برفتند زآوردگاہ

چنان لشکر کشن و آن انجمن — پراگندگی یافت از حید تن

شجاع قلی خان معروف بہ میان عیسی کا موشیر لاک اور شمرو کے عقب سے نکلکر دونوں فوجون کے درمیان مین حائل ہوجانا اسوجہ وزیر کی فوج کے انتظام مین برہمی پڑ کر باوجود ظہور غلبہ کے شکست پانا

شجاع قلی خان نے جو انگریزی تلنگون اور شہزادون اور بینی بہادر کی سپاہ کی بندوقونکی آواز سنی تو اوسنے یہ خیال کیا کہ بینی بہادر اور اوسکی ساتھیون نے جسارت کرکے دشمنو پر حملہ کیا ہی۔ اگر اوس نے لڑائی فتح کر لی تو وزیر کے سامنے میری بڑی بے آبروئی ہوگی۔ اور اوس نے اس خیال کو ایسا مضبوط اپنے دلمین جمایا کہ حقیقت بھی دریافت نہ کی اور نہایت عجلت کے ساتھ شمرو اور موشیر لاک عقب سے نکلکر آگے بڑہا۔ روبرو دلدل تھی اوس سے گذرنا مشکل ہوگیا اس کے علاوہ انگریزون کیطرف سے اس تیزی کے ساتھ آگ برس رہی تھی کہ قدم بڑہانے کی مجال نہ تھی۔ اوس کے ساتھ چھ سات ہزار آدمی تھے جن مین سے تھوڑے آدمیون نے رفاقت کی۔ اس جماعت کے آگے بڑھجانے سے شمرو اور موشیر لاک کی توپ چلنے سے بند ہوگئی۔ کیونکہ شجاع قلی خان طرفین کی صفونکے درمیان مین حائل ہوگیا تھا اودہر سے بیچ منرو نے دو تین اوشادت ہے۔ شجاع قلی خان اور اوس کے بہت تھوڑے ساتھی دلدل سے نکل گئے۔ مگر انگریزی فوج کی باڑہون نے اونھین پچھاڑ دیا۔ ملک عدم کی راہ لی جو سپاہی بچے وہ بھاگ نکلے۔ اور میدان مین جو لوگ کہڑے تہے اونھین بھی اپنا اضطراب دکھلا کر اپنی ہمراہی پر آمادہ کیا۔ اور بینی بہادر کے مقابل سے گذر کر لشکر وزیر مین داخل ہوتے اور اب کسی کو تاب قیام نہ رہی۔ آدمی کا کون شمار تھا۔ زمین چل نکلی۔ مغلون اور درانیون نے یہ سراسیگی دیکھی تو نمک حرامی سے لشکر وزیر کے لوٹنے مین مصروف ہوتے تھوڑی ہی دیر و نیز امید لگاتے تہے۔ جب ہمراہیون نے ترک رفاقت کی خود بھی میدان سے بھاگ نکلی۔ وزیر کا اور اوسکی لشکر کا تمام مال اسباب انگریزونکی ہاتھ لگا۔ آپسمین بھی خوب لوٹ مار کی۔ جو جسکے ہاتھ لگا وہ دبا بیٹھا بڑی لوٹ ہوئی۔ درحقیقت لشکر ہر جنس سے معمور تہا۔ نو بجے سے لڑائی شروع ہوئی تھی۔ اور

بارہ بجے تک خوب زور شور سے جاری رہکر وزیر کی فوج بھاگی اوسوقت انگریزی لشکر نے اوس کا تعاقب کیا۔ مگر شجاع الدولہ نے عقلمندی کا ایک کام کیا۔ اگرچہ اونکی تھوڑی سی سپاہ تباہ ہوئی۔ مگر بہت سی بچگئی میدان جنگ سے دو میل پر ایک ندی تھی اوسپر کشتیوں کا پل اونھون نے باندھا تھا پہلے اس سے کہ انگریز وہان پہونچین اوسے توڑ ڈالا۔ اگرچہ دو ہزار آدمی اس پل ٹوٹنے کے سبب سے ڈوب کر اور اور طرح سے مر گئے۔ لیکن شجاع الدولہ یہ نکرتے تو انگریزی فوج اس ندی سے پار اوترکر اونکی ساری سپاہ کو کرمناسہ مین ڈبو کر تتر بتر کردیتی۔ اور میر قاسم کا خزانہ مع جواہرات کے دو کروڑ روپیہ کا لیتی بہت لشکری دریا کی کیچڑ اور دلدل مین پھنسکر تلنگوں کی بندوقوں سے راہ عدم کے رہرو ہوئے انگریزون نے دریا کے کنارے کھڑے ہو کر فراریوں پر گراب مارنا شروع کئے۔ اور بندوق کی گولیون کا مینہ برسایا کچھ بھگوڑے گرگئے اور گولیون سے ہلاک ہوئے۔ جو گنوارون کے ہاتھ پڑے اون کے ہاتھ سے کام آئے۔ باقیماندہ نہایت بےعزتی سے بچکر بھاگے۔ اور دریا پار بھر ورون مین مل گئے۔ وزیر کو شکست شجاع قلی خان کی جہالت سے حاصل ہوئی۔ جارج نامی ناظم اوسکی جہالت پر نہایت نفرین کرتا ہے اور کہتا ہے۔ ؎

ندانست بیچارہ از راہ خام | ز دستور در کین برآوردہ نام
بسعی خیانت تک یہ کردہ کار | کہ بستی ز مینہ دان کینہ کار
شدہ فوج حجت دستور شاہ | نماندہ ز انگریز یک تن سپاہ
ز اندیشہ خام آن شوربخت | شدہ واژگون کار و بیدار بخت
برآوردہ نامش بخاک گخت | سپہدار بدنام ہلاک افگند

لڑائی بھی قابل یادرکھنے کے ہے۔ اوس مین انگریزی سپاہ مین آٹھ سو ستاون گورے اور پانچ ہزار دو سو ستانوے تلنگے اور نو سو اٹھارہ ہندوستانی سوار کل سات ہزار بہتر آدمی تھے اور بیس توپین تھین شجاع الدولہ کے پاس لشکر مین اکثر ساٹھ ہزار آدمی بتلاتے ہین اور بعضون نے اوس کا تخمینہ بہت ہی کم کیا ہے وہ چالیس ہزار سے کم نہین کہتے۔ اس لشکر مین سے دو ہزار نے میدان کارزار مین راہ عدم لی۔ اور سردارون مین سے میان عیسی اور مرتضی اور غلام قادر خان اور غلام یاسین خان اور عبدالرزاق اور علی اکبر خان اور محمد رضا خان مارے گئے۔ اور بہت بہادر کی ٹانگ مین زخم شدید آیا اور پل ٹوٹنے کے سبب سے جو ڈوبے اور مرے وہ اس شمار سے باہر ہین۔ ۱۳۳ توپین انگریزون کے ہاتھ آئین انگریزی لشکر مین بھی جانون کا بہت نقصان ہوا۔ ۸۴۷ آدمی مقتول و مجروح ہوئے۔

شجاع الدولہ کے اس ٹڈی دل فوج کے شکست پانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو وزیر کا شریک تھا اس لڑائی مین انگریزون سے ملگیا۔ نواب کا مورچہ اوسکے سپرد تھا اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا وزیر نے اپنے زخمیون کی کچھ خبر نہ لی اونکو میدان مین بیدست و پا چھوڑ گئے اسوقت نصرانمندون کی فیاضی پر آفرین ہی کہ وہ پانچ روز تک متواتر اون زخمیونکو چنتے رہے جنمین جان باقی تھی۔ اونکو پانی پلایا۔ بہات کھلایا۔ ڈاکٹرون کو فرصت اتنی نہ تھی کہ وہ انگریزی زخمیون کے زخمیونکی بھی مرہم پٹی اچھی طرح سے کرتے اسلئے دشمنونکے زخمیونپر ٹانکے نہ لگا سکے۔ وزیر نے ریم متعلقوں کے الہ آباد کی راہ لی اس فتح سے بڑے بڑے عمدہ نتیجے انگریزون کے لیے پیدا ہوے۔ نواب وزیر جو مدت سے گویا سلطنت ہند کے مالک بنے ہوے تھے وہ تو پست ہوگئے اور انگریزون کا حکم ہندوستان مین سب پر غالب ہوگیا۔ تاریخ آغاز دولت انگریزی کی ہند مین اس مصرع سے نکلتی ہی ع

درہند امیر شد فرنگی (۱۱۷۸ھ)

میر قاسم کا انجام کار

شجاع الدولہ نے اس لڑائی سے ایک دن پیشتر عالی جاہ کو قید سے نکالکر ایک لڑائی دیکھنے کو حقیقت کر دیا تھا اس رات کو جسکی صبح کو شکست ہوئی علی ابراہیم خان نے عالیجاہ کی رہائی کی خبر پاکر اوسکو پیغام دیا کہ میرے پاس تشریف لاتے۔ میرے پاس ایک عمدہ گھوڑا اور ایک ہزار روپیہ موجود ہی جینے یہ نہیں آپکے پاس اس خیال سے نہین بھیجین کہ مبادا وزیر خبر پاکر دریافت کرے تو میرے پاس آکر رہنا ہی۔ عالیجاہ نے جواب دیا کہ تمہاری مروت پر آفرین ہی۔ مگر اسوقت مناسب وقت نہین بروقت ضرورت طلب کرونگا۔ اتفاق سے اوسی شب کو وہ سننے ہی کہ شکست کے وقت عالیجاہ بھی فرار ہو سکے۔ ساتھ لگگیا۔ اور گرتا پڑتا بنارس سے چھ سات کوس پر مقیم ہوا۔

بادشاہ کا انگریزونکی پناہ مین داخل ہوجانا اور اونکے ساتھ گنگا کو عبور کرنا

جنرل بہادر وزیر کے حکم سے بادشاہ کو ہمراہ بیجانے کے لیے گنگا کے کنارے بنارس کے مقابل جہان بادشاہ پڑے ہوے تھے سخت مقیم تھا۔ چونکہ شجاع الدولہ کے ہاتھ سے بادشاہ کا نتھنون مین دم تھا

شکست کے بعد بادشاہ نے ایک خط میجر منرو کو اس فتح وظفر کی تہنیت مین لکھا۔ اور بیان کیا کہ مین بے
وزیر کے ہاتھ مین قید ہون مجھے اس قید سے آپ چھڑائیے اور میری حمایت و استقامت مین کوشش کیجئے اگرچہ
مین وزیر کے ساتھ تھا۔ مگر لڑائی سے ایک رات پہلے اوس سے جدا ہوگیا تھا میں بہادرسے جب یہ حالت
دیکھی تو سریع لشکر کے دریا کو اوتر گیا۔ انگریزی سپاہ کے ... مین سب سے پہلے ... کہ دو ... کرے اور زخمیوں کی خدمت اور چارہ سازی کری۔ اب میجر منرو نے بنارس کیطرف کوچ کیا بادشاہ بھی اپنے
ڈیرے خیمے سمیت اسطرف چلے آتے تھے۔ اور انگریزی لشکر ... جب بھی
یہاں درگنگا پار ہوا تو بادشاہ نے منیر الدولہ کے مشورے سے انگریزون کو طلب کیا۔ انگریز بھی اون سے
ملنا چاہتے تھے۔ میجر منرو بہت جلد آکر سلام سے مشرف ہوا۔ بادشاہ نے اوس سے کہا کہ آپ میری
حمایت کیجئے۔ اور اس کے عوض مین شجاع الدولہ کی تمام ریاست دیدیجئے۔ یا جو کچھ اور جی چاہے وہ
مانگ لیجئے۔ میجر منرو نے اپنے لشکر کے افسرون سے اس بابت صلاح پوچھی۔ اور بادشاہ کی درخواست
کی نسبت کہا کہ جب تک کونسل کلکتہ کا حکم نہ آئے مین منظور نہین کرسکتا۔ میجر منرو نے بادشاہ کی درخواست
کے مطابق مقام بنارس سے کونسل کلکتہ کو ۲۲۔ نومبر ۱۷۶۴ء کو رپورٹ کی کہ بادشاہ کہتے ہین کہ اگر یہ ملک
رکھنا ہی تو مجھکو اوسپر قابض کرادو اور تھوڑی فوج انگریزی میرے ساتھ رکھو تاکہ ظاہر ہو کہ میری
حفاظت انگریز کرتے ہین۔ اور اوس کا خرچ میرے ذمے ہوگا۔ اگر کوئی دشمن مجھپر حملہ کرے گا تو مین
ایسی موافقت ملک کے ساتھ کرونگا کہ اپنی فوج سے اور اوس تھوڑی فوج انگریزی سے ملک کو بچالونگا
اور انگریزون سے زیادہ مدد طلب نہ کرونگا۔ اور مین اوس انگریزی فوج کی تنخواہ آمدنی ملک سے سالانہ دونگا
جو کچھ وہ طلب کرینگے۔ اگر انگریز خلاف اپنے فائدے کے وزیر سے صلح کرینگے تو مین دہلی چلا جاونگا
اسواسطے کہ مین یہ نہین چاہتا کہ مین پھر ایسے شخص کے قبضے مین گرفتار ہون جسنے مجھے اسقدر دقت اور
تکلیف دی میرا کوئی دوست معتبر سوا انگریزون کے نہین ہے۔ اور اونکی سابق مراعات کی نسبت مین ہمیشہ
اونکا لحاظ اور ادب کرونگا اب اونکا وقت ہے کہ ایسے ملک پر قابض ہون جسمین دولت اور روپیہ بکثرت ہے۔
اور مین اوسی قدر پر راضی ہونگا جسقدر وہ مجھے بخوشی دینگے۔ رہیلے جو وزیر نالائق کے ہمیشہ سے دشمن ہین
وہ تمام میرے دوست ہین[1]۔

شرائط جو بادشاہ نے قرار دی تھین

نیظر مدد اور وفاداری انگریزی کمپنی کے جسنے ہم کو تکالیف سے رہا کیا ہے اور بنا سے سلطنت خداداد کو

---

[1] دیکھو جلد دوم عہدنامجات بین عہدناموں کے بادشاہ دہلی ۱۲

انجام دیا ہے۔ ہم بخوشنودی تمام عنایات شاہی انگریزی کمپنی کی نسبت بذریعہ شرائط ذیل ظاہر کرتے ہیں اور یہ شرائط حال و استقبال میں جاری و قائم رہنگی - بلحاظ اسکے کہ انگریزی کمپنی کا خرچ عظیم ہوا - اور اوسنے تکالیف اور خطرات جنگ جو ناحق شجاع الدولہ نے خلاف مرضی حضور کے اوٹھانے کی تھی اوٹھائے ہیں - ہمنے ملک غازیپور اور باقی زمینداری راجہ بلونت سنگھ جو شجاع الدولہ کی نظامت میں واقع ہے اوسکو دیوانی اور اوسکا انتظام حکومت اوسکے سپرد ہوئی جس طرح اب تک نواب شجاع الدولہ کے سپرد تھی - اور چونکہ راجہ بلونت سنگھ نے سرداران انگریزی کمپنی سے معاملہ کر لیا ہے اسواسطے وہ اوسکی مطابق انگریزی کمپنی کو مالگذاری دیا کریگا - اور علاقہ مذکور کی جمع مالگذاری شاہی مالگذاری کی کتب سے اب کچھ تعلق نہیں رکھتی اور اوسنے خارج کیجائیگی فوج انگریزی کمپنی ہمارے ہمراہ ہو کر الہ آباد اور شجاع الدولہ کی نظامت کے دوسرے علاقے پر قبضہ کرادیگی اس علاقے کی مالگذاری زمینداری راجہ بلونت سنگھ کے ہمارے قبض تصرف میں آئے گی - چونکہ شجاع الدولہ کے ملک پر ہمارا قبضہ کرانیکی وجہ سے انگریزی کمپنی کا اور بھی خرچ ہوگا اسواسطے جسقدر ملک پر قبضہ ہمکو ملتا جائیگا خزانہ عامرہ سے اوسقدر روپیہ مالگذاری دیتے رہینگے جسقدر ہمسے ممکن ہوگا اور جب ہم تمام علاقے پر قابض ہو جائینگے تو کمپنی کے تمام مصارف جو اس مہم میں صرف ہوے یعنی جب سے وہ شامل شاہی ہوئی آخر تک ہوگا ادا کردینگے - چنانچہ بادشاہ نے موجبات متذکرہ کے ۲۴ - رجب سنہ ۶ جلوس مطابق ۲۹ دسمبر ۱۷۶۴ء کو ایک فرمان لکھ کر جاری ہوا - اور علاقہ راجہ بلونت سنگھ انگریزی کمپنی کو عطا کر دیا - آخر کونسل سے احکام بادشاہ کی مرضی کے موافق آگئے اور اوسوقت سے بادشاہ انگریزونکی سایہ حمایت میں آگئے - اور بادشاہ نے انگریزونکے ساتھ گنگا کو عبور کیا -

بینی بہادر کا وزیر کی طرف سے انگریزون کے پاس صلح کیلئے آنا اور صلح کا کام پورا نہوا

جب میجر منرو بنارس میں پہونچا اور وزیر نے راجہ بینی بہادر کو بطور سفیر کے اوسکے پاس صلح کا پیام دیکر بھیجا راجہ بینی بہادر نے علی ابراہیم خان کو بھی اپنے مشورہ میں شریک کیا تھا میجر صاحب نے بینی بہادر سے صاف کہدیا کہ راجہ صاحب ان لوگوں قاسم اور سمرو کے حوالے کر دینے پر شرائط صلح کا انفصال موقوف ہے اسپر بینی بہادر نے کہا کہ اس درخواست کا منظور ہونا تو ممکن نہیں ہے لیکن صلح منظور ہو تو یون ہو سکتی ہے کہ پچیس لاکھ روپیہ سرکار کمپنی اور آٹھ لاکھ آپ لیں اسکا جواب مردانہ میجر صاحب نے یہ دیا کہ یہ روپیہ کیا اصل رکھتا ہے اگر شجاع الدولہ اپنے تمام خزانے کو خالی کرکے مجھے دیدے تو بھی میں اوسکو خون بہا اون بے وطن مصیبت زدونکا نہیں سمجھتا ہوں کہ جو پٹنے میں میر قاسم کے حکم سے قتل ہوے - میں کبھی صلح نہیں کرونگا جب تک میر قاسم اور سمرو کو میرے حوالے نکروگے -

چونکہ بینی بہادر عالیجاہ سے ناراض تھا اور اپنے آقا کی سلامتی اسمیں دیکھی میجر صاحب سے عرض کیا کہ سمرو تو صاحب فوج ہے اوسکا ملنا دشوار ہے مگر عالیجاہ کو گرفتار کرکے دینا اگر وزیر نے منظور کیا تو دشوار نہیں - اس سوال و جواب کے بعد بینی بہادر میجر صاحب سے رخصت ہو کر اپنی آدمیون میں آیا اور وزیر و نکو سارا ماجرا سے آگاہ کیا - علی ابراہیم خان نے جو کچھ سن گن پائی تو عالیجاہ کے جو نمک کا پاس و لحاظ رکھکے جو بینی بہادر کے لشکر سے پانچ چھہ کوس پر مقیم تھا اسے خبر دیدیا اوسنے اطلاع پاتے ہی جلد الہ آباد کی راہ لی اور وہان پہونچکر اپنی اہل عیال کو لیکر روہیلکھنڈ میں چلا گیا - میجر منرو کے جواب کو لیکر بینی بہادر شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا - اور پھر آکر میجر صاحب کو سمجھایا

اگر اونہون نے انکار کیا تو مہنی بہادر نے یہ درخواست کی کہ کپتان ...پس صاحب کو ہمراہ کر دیجئے ۔ وہ یہانکی زبان خوب سمجھتے ہین ۔ نواب صاحب سے جو گفتگو کرین اوسپر مجھ صاحب نے کہا کہ نہین اونکو جانے کے لئے کہون اور نہ اونکو جانے سے روکون یلدو مکی مرضی چاہین جاوین یا نہ جاوین ۔ مگر کپتان صاحب ۔ مہنی بہادر کے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس آئے اور میر قاسم اور سمرو کے حوالہ کرنیکے لئے کہا اوسپر شجاع الدولہ نے کہا کہ میر قاسم کو تو تا قیامت حوالہ نکرونگا ۔ مگر آپ یہ اوسکی حمایت نکرونگا (مفتی ذکاء اللہ کہتے ہین کہ حمایت کا لفظ کہتے اس بے حمیت کو شرم نہ آئی یہ اوسکی حمایت کیا کرتا تھا ۔) اور سمرو کو بھی نہ دونگا یگر مجھے منظور ہے کہ مین چار آدمی انگریزی لشکر کے معتبر پاس آئین اور مین سمرو کو دعوت مین بلاؤن اور وہ اوسکو عوض بن سوت کے تلوار کا لقمہ بنا دین ۔ اور کپتان صاحب کو بہت کچھ زر دینا دیا کہ وہ مجھ صاحب کو صلح پر راضی کر دین ۔ مگر مجھ صاحب کب ایسی باتونکو سنتے تھے وہ تو میر قاسم اور سمرو کے سپرد کرنے کو اپنے اوپر واجب سمجھتے تھے ۔

وزیر کا روہیلونکی ملک مین پناہ لینا اور وہان سے نواب احمد خان بنگش کے پاس چلا جانا

شجاع الدولہ کو بکسر کی شکست کے بعد اپنے ملک پر تا اطمینان تہا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور دولت کو یہان رکھے اسلئے اپنی معتمد ...کو لکھنؤ اور فیض آباد بھیجکر تاکید کی کہ ہمارے متعلقین اور خزاین و زر و جواہر کو حافظ رحمت خان کے ملک مین لیجائین اور بریلی مین ٹہیرائین اور خود بھی جلد الہ آباد کو آتے ہے اور اپنی مان اور بی بی کو لیکر روہیلکھنڈ مین چلے گئے الہ آباد کی قلعہ داری علی بیگ خان کی سپردگی اور قلعہ چنار گڈھ مین بشیر حبشی کو مقرر کیا ۔ اور مہنی بہادر جب آیا تو صلح کا مشورہ اسوجہ سے منظور نہ کیا کہ روہیلون اور مرہٹون سے مدد لیکر پھر انگریزونسے لڑنے کا ارادہ تہا اور اوسنے لکھنؤ کو رخصت ہی اس نظر سے کہ مہنی بہادر بطور انگریزون سے ملا ہوا تہا تاکہ اوس کا عمل صوبے مین ہی ۔ اور خود شجاع الدولہ بریلی مین آئے ۔ ان دنون حافظ رحمت خان اور دوندیخان وغیرہ روہیلے حسنپور مین مقیم تہے عنایت خان پسر حافظ رحمت خان بریلی مین تہا اوس نے شہر سے دور نکلکر استقبال کیا ۔ اور شجاع الدولہ کو بریلی مین لیکر بڑی عزت کے ساتھ مہمانداری کی ۔ صاحب گلستان اور عماد السعادت مین جو لکہا ہے کہ شجاع الدولہ بکسر مین شکست پاکر عنایت خان کے ساتھ بریلی چلے گئے ۔ یہ صحیح نہین کیونکہ عنایت خان بکسر کی لڑائی مین شجاع الدولہ کے ساتھ نہتا بکسر کی شکست سے پہلے بریلی کو لوٹ آیا تہا ۔ غرضکہ شجاع الدولہ نے مدد کی واسطے عنایت خان سے کہا اور اوسکو حافظ صاحب کے پاس حسنپور کو روانہ کیا ۔ عنایت خان نے حسنپور پہنچکر بیان کیا کہ شجاع الدولہ بریلی مین آگئے ہین ۔ چنانچہ شجاع الدولہ نے اپنے اہل و عیال کو سالار جنگ کے ہمراہ بریلی مین چھوڑا اور خود تمام خدم و حشم کے ساتھ قصبہ حسنپور کو روانہ ہوئے ۔ روہیلہ سرداران نے دو کوس سے بڑے تپاک کے ساتھ استقبال کیا اور اپنی فرودگاہ پر لیگئے ۔ اور بظاہر ہر ایک نے اونکی خوب تعظیم و تکریم کی ۔ اور بعد اوسکے حافظ اپنی ریاستو نکو لوٹ گئے ۔ دوندیخان اور شجاع الدولہ بسولی کو چلے گئے ۔ شجاع الدولہ نے نجیب الدولہ کو بھی کمک کے لیے لکہا تہا ۔ مگر اونہون نے جواہر سنگہ پسر سورجمل جاٹ والی بھرتپور کی مخالفت کا عذر کیا ۔ عماد السعادت مین لکہا ہے کہ روہیلون مین سوا حافظ رحمت خان کے کسی نے نواب شجاع الدولہ سے موافقت نہ کی اور روہیلے دلمین خیالات فاسد پیدا ہوتے تہے اسلئے نواب شجاع الدولہ یہان آکر خوش نہوئے ۔ بلکہ ہمیشہ خطرناک رہتے تہے ۔ کئی بار روہیلون نے چاہا کہ اونکو لوٹ لین لیکن اسوجہ سے کہ اب بھی ستر ہزار سپاہ اونکے ساتھ تھی کسی کی ہمت نہین پڑتی تھی ۔ حافظ رحمت خان اس مشورے مین روہیلونکے شریک تہے ۔ یہ سارا فساد دوندیخان کا تہا جس کو حافظ رحمت خان منع کرتے رہتے تھے ۔ ایکدن ایک روہیلے کی شجاع الدولہ کے ایک لشکری سے تکرار ہو گئی اوس لشکری نے روہیلے کے کئی لکڑیان مارین ۔ روہیلے نے اپنی جمعیت مین پہنچکر سارا حال بیان کیا ۔ تین ہزار کے قریب روہیلے جمع ہو گئے ۔ دوندیخان بھی

۵۱ دیکھو گل رحمت و فرح بخش ۔ مگر جام جہان نما مین لکہا ہے کہ سنبھل مین شجاع الدولہ سرداران روہیلہ سے ملے ۱۲

انکے شریک حال تھے دوندے خان اور سپاہ روہیلہ نے چاہا کہ نواب شجاع الدولہ پر حملہ کرین نواب شجاع الدولہ کو جب اس مشورہ کا حال معلوم ہوا۔ تو اپنی فوجین تیاری کا حکم دیا اس خیال سے کہ مبادا روہیلے اونکو غافل پاکر تباہ کردین۔ حافظ رحمت خان نے عنایت خان کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بہیجا اور آپ روہیلونکی جمعیت مین جاکر اونکو بہت کچھہ ملامت کی اور دوندے خان کو بھی سمجھایا اور سب کی کمرین کہلوائین۔ پہر دن چڑہے سے عصر تک یہی جھگڑا رہکر ختم ہوا۔ بعد اس کے حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ کا یہان رہنا مناسب نہین آج سمے اونکو سمجھایا کل کو کیا ہوگا اس سے بہتر یہ ہے کہ آپ یہان سے فرخ آباد کیطرف تشریف لے چلین مین بھی آپکے ساتھ چلتا ہون۔ انتہی پھر مجھے تعجب ہی کہ مآثر الامرا مین یہ کیون لکہا ہی کہ جب شجاع الدولہ نے بکسر کی شکست کے بعد حافظ رحمت خان کے پاس پناہ لی تو حافظ صاحب نے اونکو خطرہ سے حفت پہنچائی۔ اور جو کچھہ مال اونکی پاس باقی تھا اوسکے چھین لینے کی فکر کی۔ جام جہان نما مین بیان کیا ہی کہ چونکہ انگریزونکی جلادت کا تمام ہندوستان مین شہرہ ہو گیا تھا اس لیئے روہیلون نے وزیر کا مددگار ہونا قبول نہ کیا۔ فرح بخش مین مذکور ہی کہ شجاع الدولہ نے سرداران روہیلکھنڈ سی بہت کچھہ چاہا کہ میرے مددگار رہکر انگریزون سی جنگ کرین سب نے جواب صاف دیا کہ انگریزون سے بے سبب لڑنا۔ جھگڑا پیدا کرنا۔ اور فتنہ خوابیدہ کو جگانا عقل کے خلاف ہی ہم سے یہ نہو سکیگا۔ مگر حافظ صاحب جو علم وحیا اور مروت کے دریا تھے شجاع الدولہ کی خاطر سے فرخ آباد کو اونکے ہمراہ روانہ ہوئے۔ حافظ صاحب نے شجاع الدولہ سے صاف کہدیا تہا کہ یہان کسی سے امید رفاقت نہین۔ فرخ آباد مین چلکر جو کچھہ آپ کی مرضی ہوگی اوس کا انتظام کیا جائیگا نواب احمد خان بنگش ہی نہایت عقیل اور سرکار آزمودہ ہی اگرچہ نواب صفدر جنگ سے اور اوس سے صفائی نہ تھی اور آپکے ساتھہ بھی حظ وکتابت نہین ہی۔ لیکن جبکہ آپ وہان چلین گے تو یقین ہے کہ وہ آپکی جانے کو غنیمت سمجھین گے۔ اور اچھی طرح مہمانداری کرین گے۔ اور عمدہ مشورہ دین گے بلکہ عجب نہین کہ خود بھی اپنی سپاہ کے ساتھ شریک ہون۔ اور عماد الملک وہان موجود ہین وہ بھی شرکت کرین تو عجب نہین۔ شجاع الدولہ نے اس مشورہ کو پسند کیا۔ اور فرخ آباد کو روانہ ہوئے۔ اور اپنی عیال واطفال کو اپنے چچا شیر جنگ کے ہمراہ بریلی مین چھوڑ گئے۔ روہیلے شیر جنگ کے آدمیونکو مانند لوٹنے کہسوٹنے اور روق کرتے رہے تھے۔ شجاع الدولہ فرخ آباد مین ان واقعات کو سن سن کے صبر کرتے جاتے[۱] ۔ روہیلکھنڈ گزنیٹیر وغیرہ مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے بڑی بیدلی

---

[۱] ۔ دیکھو تاریخ مفتی ری ۲.

کے ساتھ تین ہزار روہیلون کو لیکر آگے سے کوچ کیا اونکے پیچھے شجاع الدولہ روانہ ہوئے[۱]۔
اور دریاے گنگا کے کنارے مقام کیا - حافظ رحمت خان پہلے نواب احمد خان کے پاس گئے -
اور اونکو بخوبی سمجھا کر استقبال کو لائے - نواب احمد خان گنگا پر کشتیون کا پل تیار کرا کے دوسرے روز
شجاع الدولہ کی ملاقات کو آئے - اور مہمانی کی رسم ادا کی - اور بہت دلجوئی کی - تیسرے روز شجاع
الدولہ خود بھی احمد خان سے ملنے کو گئے - اور جواہرات کپڑے اور ہاتھی گھوڑا تواضع کیا - پھر دونون
ملکر عماد الملک کے پاس گئے - اوس کے پاس اسوقت ملک و مال کچھ نہ تھا - شجاع الدولہ سے عماد الملک نے
پگڑی بدلی - جب شجاع الدولہ نے احمد خان سے کمک کے لئے درخواست کی تو اوس نے ایک پیچ
اور ضعیف بہانہ کر دیا - فرح بخش کے مولف کا بیان ہے کہ فرخ آباد مین نواب احمد خان اور عماد الملک
اور نواب شجاع الدولہ اور حافظ صاحب کے مشورے ہوتے - مگر آخر کار سوا حافظ صاحب کے کسی نے
رفاقت نہ کی اور سمرو اور موشیر لاک اور بہت بہادر اور امراوگر نے بھی جو دونون کے نمک خوار تھے
نمک حرامی کر کے ترک رفاقت کی سمرو کا تو یہانتک ارادہ تہا کہ شجاع الدولہ کو لوٹ لے - لیکن حافظ
صاحب کی زجر و توبیخ سے اوس کا ارادہ فاسد کارگر نہوا[۲] - تاریخ ہند ملکھنٹ سے معلوم ہوتا ہے
کہ بہت بہادر ہند ملکھنٹ کیطرف چلا گیا تھا - چونکہ یہان نا اتفاقی کا درخت سرسبز و شاداب تھا
یہ قابو پا کر صاحب طاقت ہو گیا -

فوج انگریزی کا قلعہ چنار گڑھ کی تسخیر کو جانا اور فتح نہ پانا

جب شجاع الدولہ سے صلح کی کچھ امید نہین رہی تو انگریزی سپاہ نے الہ آباد کیطرف کوچ کیا -
راہ مین چنار گڑھ کا محاصرہ کیا - انگریزون نے قبل اس سانحہ کے راجہ بلونت سنگھ زمیندار بنارس کی
شتاب راے اور سید نور الحسن بلگرامی کے ذریعہ سے دلجمعی کر کے اپنا رفیق بنا لیا تہا اوسکی تحریک سے
میجر منرو نے قلعہ چنار گڑھ کو جو دریاے گنگا کے کنارے بنارس سے بیس کوس کے فاصلہ پر
جنوب رویہ واقع ہے فتح کرنا چاہا - سیدی بشیر جو وزیر کا مقرب اور قلعہ دار تہا نہایت ذیہوش[۳]
تہا لیکن اوس کے ہمراہی دلیر تھے - اونہون نے محمد بشیر خانکو وزیر کے پاس بھیجکر چندروز لڑائی جاری
رکھی - انگریزی فوج نے قلعہ کی ایک طرف کی دیوار کو خراب بھی کر دیا تھا - مگر ہندوستانی سپاہ کی مردانگی

---

[۱] منتخب العلوم و عماد السعادت و حصہ اول قیصر التواریخ ۱۲ [۲] دیکھو گل رحمت ۱۲ [۳] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

قلعہ ہاتھہ نہ آیا۔ دوسری دفعہ پھر حملہ کیا تو گورے بھاگ نکلے اس سے سارا کام بگڑ گیا۔ میجر منرو نے حیار گرہ کا محاصرہ اوٹھا لیا۔ اور کچھہ سپاہ یہاں چھوڑکر باقی سپاہ ساتھہ لیکر بنارس کیطرف کوچ کیا۔

راجہ بینی بہادر کا انگریزی لشکر مین آنا اور پھر وزیر کے پاس چلا جانا

راجہ بینی بہادر نے حسب تحریر بالا روانہ لکھنؤ ہوکر راجہ شتاب رائے کو لکھا کہ شجاع الدولہ انگریزونکی مرضی کے موافق صلح پر راضی نہین۔ سمرو کا تو ملنا دشوار ہے۔ اور عالی جاہ ہاتھہ سے نکل گیا۔ شتاب رائے انگریزونکا بڑا معتمد تھا۔ اور بینی بہادر کا بھی ممنون احسان تھا اوس نے بینی بہادر کی خدمتگذاری غنیمت جانی۔ میجر منرو نے وزیر کو شکست دیکر بنارس تک تعاقب کیا تھا شجاع الدولہ نے بھی اپنی سپاہ کو بنارس گڑھ سے بلا لیا اور انگریزی لشکر کے قریب آگئے۔ دونون لشکر ایکدوسرے کی لڑائی کے منتظر رہے۔ مگر پہلے اس سے کہ کوئی لڑائی ہو میجر منرو نے سپہ سالاری کا کام چھوڑ دیا اور ولایت کو چلا گیا اور اوسکی جگہہ کارنگ صاحب مقرر ہوے۔ میجر کارنگ کو راو شتاب رائے سے اتحاد تھا۔ شتاب رائے نے راجہ بینی بہادر کا حال کارنگ صاحب سے ظاہر کیا اوس نے بینی بہادر کو ایک خط کمال احترام کے ساتھہ لکھہ کر شتاب رائے کے ذریعہ سے اپنے پاس بلا لیا۔ بینی بہادر نے پہونچکر ملاقات کی اور اپنی دانائی سے سپہ سالار کو راضی رکھا اور سب عقدہ معاملات کا حل وعقد اوسکی سپردگی مین آیا۔ کارنگ صاحب کہتا تھا کہ جسوقت تم اپنے متعلقین کو عظیم آباد یا بنارس مین رکھدوگے اوسوقت دلجمعی سے دونون صوبون کے معاملات تمھارے سپرد کردینگے اور بینی بہادر اسبات مین حیلہ کرکے وقت ٹالتا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ ملہار راو وغیرہ کے سہارے سے کوڑے کیطرف آئے بینی بہادر ایک فقیر کا معتقد تھا اوس سے دریافت کیا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اوس نے کہا کہ انگریزون کا آنا ہوا کا جھونکا تھا کہ آیا اور اوڑ گیا۔ بینی بہادر اس ایما سے وزیر کی رفاقت کو بہتر سمجھا شتاب رائے نے ملہار راو اور شجاع الدولہ کے جمع ہونے کی خبر سنکر بینی بہادر سے کہا کہ اگر شجاع الدولہ سے ملنا ہو تو صاف کہدیجئے تاکہ مین انگریزون سے کہکر تمکو رخصت دلوا دون۔ آپ تنہا چلے جائیے۔ اور اگر ملنا ہو تو مقیم رہیے جسمین ہماری بدعہدی ہو وہ نہ کیجئے جس سے ہم نقصان اور آپ کی بدنامی ہو۔ بینی بہادر نے اپنی بدطینتی اوس سے مخفی رکھی اور منتظر وقت کا رہا اور بعض معاملات صوبہ کے انتظام کے بہانہ سے انگریزون کے لشکر سے دور ہوگیا۔ چند کمپنیان انگریزی اوس کے ساتھہ تھیں اونکو لیکر لکھنؤ کیطرف عازم ہوا۔ اور اپنے متعلقونکو لیکر لشکر وزیر کی طرف رخ کیا۔ تلنگون نے مزاحمت کی۔ مگر اپنی قلت اور اوس کے ساتھیونکی کثرت کی وجہ سے مجبور ہو

وہ وزیر کے لشکر میں جا پہنچا۔

اودھ اور الہ آباد کی تسخیر

وہ صلح جو شجاع الدولہ بہادر فتحیاب اور کامیاب ہوئی تھی وہ ملک اودھ کے اندر بہت دور تک چلی گئی تھی۔ شاہ عالم کے ساتھ جو یہ ٹھہری تھی کہ غازیپور اور بنارس انگلیز نے لیں اور وزیر کے باقی ملک پر بادشاہ قبضہ کرلے اس انتظام کو کورٹ ڈائرکٹرز نے ناپسند کیا اور اپنے نوکروں کو لکھا کہ یہ انتظام ہمارے ان احکام و ہدایات کے خلاف ہے کہ سرکار کمپنی کو اپنی سلطنت کا بڑھانا منظور نہیں ہے کہ اس انتظام سے سرکار کی گردن پر بار خرچ زیادہ ہوجائیگا اور نفع نہ حاصل ہوگا۔ علاوہ اسکے یہ ضروری مقصود ہوا کہ ملک وزیر ایک سد حائل آئندہ مغلوں کی راہ کے مقابلے میں قایم رہنا مناسب ہے لارڈ کلائیو اور اسکی کمیٹی نے بھی یہ راے کورٹ ڈائرکٹرز کی پسند کی اور وہ یہ چاہتے تھے کہ ملک کمپنی کی سلطنت کی حدیں معین ہوجائیں کہ اس سے آگے انگریز نہ بڑھیں۔ توسیع ملک میں سپاہ کا خرچ زیادہ ہوتا ہے اور تجارت کا نفع سارا مارا جاتا ہے۔ سرکار کمپنی کو اصلی مقصود فقط اپنی تجارت کا بڑھانا تھا نہ سپاہیوں کا اترانا اور ملک کو بڑھانا یہ کام ملک کو بھی تباہ کرتے ہیں۔ اور سرکار کو بھی نقصان عظیم پہنچاتے ہیں اسلئے وہ نواب شجاع الدولہ سے مصالحت ہوجانے کو پسند کرتا تھا اور اب وزیر نے یہ اصرار بھی چھوڑ دیا کہ وہ میر قاسم اور سمرو کو حوالے کریں۔ بلکہ اس جھگڑے کو تمام کرنے کے لئے یہ درخواست کی کہ وہ دونوں شخص کسی طرح سے قتل کردیے جائیں۔ جس وقت اس درخواست کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو پہنچی تو انہوں نے کہا کہ یہ درخواست ایسی ہے جسکا منظور ہونا ناممکن ہے کہ جو شخص اپنے مہمانوں کو مہمان نوازی کی خاطر سے دشمنوں کے حوالے نہیں کرتا وہ بھلا انہیں قتل کیسے کرائیگا مگر یہ معلوم نہ تھا کہ سمرو کے قتل کرانے پر خفیہ وزیر راضی تھے۔ یہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ بکسر کی شکست کے بعد وزیر کو اپنے ملک پر اتنا اطمینان نہ تھا کہ وہ اپنے اہل و عیال اور دولت یہاں رکھتے اسلئے بریلی بھیجدیا تھا۔ اور راجہ بینی بہادر کو صلح کے پیغام کے لئے انگریزوں کے پاس بھیجکر انہی مہلت حاصل کیلی کہ اپنے پروبال درست کرکے پھر انگریزوں سے جنگ کریں۔ سمرو اپنے میں سو فرنگستانیوں اور کئی ہزار ہندوستانیوں کو لیکر پہلے ہی چلدیا تھا۔ جاٹوں سے اپنی نوکری کی گفتگو کررہا تھا انگریزوں نے دو پلٹنیں میجر اسٹیبرٹ کے ساتھ لکھنؤ کو روانہ کی تھیں۔ انہوں نے اوسپر قبضہ کرلیا۔ اور انکے تمام اطراف وجوانب کا انتظام شروع کردیا تھا۔ حسن کیہ خان کو کوتوال مقرر ہوا تھا۔ اور راجہ

شتاب راے سب کا ہونکا منتظم تہا - مرزا نجف خان بھی کہ شجاع الدولہ کا دشمن تہا بلکہ ہندوستان یہان آگیا تہا - اور انگریزون کا ملازم ہوگیا تھا سر رابرٹ فلیچر صاحب کو اوس نے وہ طرف قلعہ الہ آباد کی بتلادی کہ جہان پشت ... کا نہ تہا صاحب ممدوح نے اوسطرف توپین لگا کر دیوار کو توڑدیا اور علی بیگ قلعہ دار نے تنگ ہوکر قلعہ حوالے کردیا - اور شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا - اس قلعہ کے فتح ہوجانے سے قلعہ چنار گڑہ کے محافظون نے بھی قلعہ انگریزون کے حوالہ کردیا بعض انمین سے ملازم بادشاہ ہوگئے - اور بعض شجاع الدولہ کے پاس چلے گئے -

مرہٹون کی پشت گرمی سے وزیر کا انگریزون سے کوڑے کے مقام پر جنگ کرنا اور شکست پانا

شجاع الدولہ نے عماد الملک کی صلاح سے ملہار راو ہلکر کو تیس ہزار سوار کے ساتھ بتیس ہزار روپیہ روز پر جیسا کہ تفتیح الاخبار مین بیان کیا ہے بلایا - اور عماد السعادت مین لکہا ہے کہ ملہار راو کو بیس پچیس ہزار سوار ونکے ساتھ مالوے سے بلایا اوس نے شجاع الدولہ کی دعوت قبول کی اور عماد الملک ... چند آدمیونکو ساتھ لیکر تماشائیون کی طرح ساتھ ہوا - شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان اور عماد الملک گنگا کو عبور کرکے مشرق کی جانب روانہ ہوئے - اس عرصے مین ملہار راو آپہونچا وزیر اپنا اسباب اور مددگارونکو ساتھ لیکر کوڑہ جہان آباد کی طرف چلے گئے - کرنل کارنگ نے یہ خبر پاکہ وزیر کوڑہ جہان آباد کی طرف ہین اور وہ سپیر قلیچر کے دستہ سپاہ پر حملہ کرنا چاہتے ہین بہت جلد کوچ کیا اور سپیر صاحب سے ملگیا - ۳ مئی ۱۷۶۵ء کو کوڑے کے قریب خفیف سی لڑائی ہوئی مرہٹے انگریزی توپ کے سامنے نہ ٹہیر سکے توپونکے چہوٹتے ہی کوہ کی طرح اوڑگئے - عماد الملک بیچارہ کیا کرتا - وزیر کے پاس گویا تہی مگر بے سری شکست کا ہول اوس کے دلسے دور نہین ہوا تہا - غرض مرہٹے تو ہمنا پار چلے گئے - حافظ رحمت خان کا کچہ حال معلوم نہوا - گلستان رحمت سے اتنا معلوم ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان اول شجاع الدولہ کے ساتھ میان دوآب تک گئے - اور آخر کار امداد سے انکار کیا - مگر اس تحریر کا منشا حافظ رحمت خان کو شکست سے بچانے کا ہی - اور ماقل الامر اسے ثابت ہوتا ہی کہ حافظ رحمت خان دریاے گنگ کے کنارہ متصل فرخ آباد تک شجاع الدولہ کے ہمراہ رہے - اور نواب احمد خان کے مان اونکو پہونچا کر آپ اپنی ریاست کو لوٹ گئے - لیکن فرح بخش اور گل رحمت سے مستفاد ہوتا ہی

کہ آخر تک حافظ صاحب وہان موجود ہی الغرض شجاع الدولہ دوسری بار شکست کہا کر دریاے جمنا کو عبور کرکے قلعہ کالپی مین پناہ گزین ہو گئی۔ اور تمام کشتیون پر قبضہ کر لیا۔ انگریزی افسرون نے خیال کیا کہ وزیر قلعہ مین متحصن ہو گئے ہین۔ اور کشتیون پر قبضہ کر لیا ہی۔ اب دریا سے کیسے اتر سکتے ہین۔ اور بغیر عبور لڑائی ممکن نہین۔ آخرکار جوار کے سینکڑون گٹھے جمع کرکے اور رسون سے بند ہوا کر ایک دمدمہ تیار کر لیا اور ایک توپ اور چند گولہ انداز اوسپر بٹھا کر قلعہ کالپی پر گولہ باری کرائی۔ وہ قلعہ کچہ زیادہ مضبوط نہ تہا۔ اسلئے شجاع الدولہ بے استقلال ہو کر وہان سے بھاگ کر فرخ آباد مین پہنچے۔ یہان شجاع الدولہ کا مقام بیشتر حیات باغ مین تہا۔ بعد ازان فتحگڈہ مین ہوا۔ ایک روز پٹھانون نے یہ تجویز کی کہ اونہین قتل کروا لین۔ کیونکہ اونکے باپ صفدر جنگ نے نواب احمد خان کے پانچ بہائیون کو قتل کیا ہی کہتے ہین کہ احمد خان نے یہ جواب دیا کہ ہماری قوم کا یہ کام نہین ہی کہ دغا کرین۔ اگر فضل خدا سے اپنے دشمنونکو مارا ہی تو میدان مین مارا ہی۔ یکبار شجاع الدولہ اور نواب احمد خان مین اتفاق ملاقات کا ہوا۔ میر اکبر علی اوستاد نواب سعادت علی خان نے مصنف لوح تاریخ کہا کہ مین بہی اسوقت شجاع الدولہ کے ہمراہ تہا۔ نواب احمد خان نے کچھ اسلحہ سلاح خانہ سے منگوائی جن کی بہت تعریف ہوئی۔ بعد ازان جواہرات طلب کئی۔ ایک موتیونکا ہار جسکو قایم جنگ نے بہت اضطراب کو پہلا معلوم ہوا۔ اور بہت اسکی تعریف کی احمد خان نے وزیر کی گردن مین ڈالدیا شجاع الدولہ غصہ سے لال ہو گئی اور اوس ہار کو اوتار کر دیر تک ہاتہہ مین لئیے رہے۔ اور پہر ایک دانے کو گہما گہما کر دیکہا۔ بعد ازان اونکے تکیہ پر رکھکر اوٹھ کہڑے ہوئے۔ اور کہا کہ مین رخصت ہوتا ہون۔ نواب احمد خان اور عماد الملک بہی اوٹھ کہڑے ہوئے۔ شجاع الدولہ فتحگڈہ کو روانہ ہوئے۔ اور آکر اپنے درباریون سی کہا کہ احمد خان نے بہت کمبادی کی کہ مجھے موتیونکا ہار بطور خلعت کے دینے چلا۔ دوسرے روز احمد خان ملاقات کے لئے گیا۔ دونون رئیس باہم بیٹھے۔ دایم خان چیلا احمد خان کی گود مین تہا جو علے العموم چہوٹے نواب کے نام سے مشہور ہوا۔ شجاع الدولہ نے پینے کے واسطے پانی مانگا۔ دایم خان نے کہا مین بہی پیونگا اوسوقت میان الماس خواجہ سرا پانی پلانے پر مقرر تہا۔ وہ جڑاؤ صراحی و پیالہ لیکر آیا۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ پہلے چہوٹے نواب کو پلاؤ۔ بعد ازان خود شجاع الدولہ نے پیا۔ اوسوقت سے الماس خان دایم خان کی بڑی عزت کرتا تہا۔ اور آصف الدولہ سے دایم خان کو پرگنات واقع پرگنہ ساکن اکبرپور ضلع کانپور کی جاگیر دلوائی۔

[illegible]

وزیر کا احمد خان بنگش کی صلاح کے مطابق انگریزوں سے صلح کرنا

دوسری شکست پاکر وزیر فتح و فیروزی سے نہایت مایوس ہو گئے تھے۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ وزیر افاغنہ وغیرہ سے چارہ کار کی جستجو کرنے لگے۔ ہر ایک صلاح دیتا تھا۔ مگر چونکہ کوئی بات کسی کی نہ تھی۔ وزیر کے دل میں جمتی نہ تھی آرڈن صاحب نے تاریخ فرخ آباد میں بیان کیا ہے کہ حافظ رحمت خان اور نواب احمد خان نے اونکو صلح کی ترغیب دی نواب احمد خان نے جو طول طویل تقریر شجاع الدولہ سے انگریزوں کے ساتھ مصالحت کرنے اور انکے ہر کام میں مدد دینے کی بابت کی تھی وہ کتاب سیر المتاخرین میں درج ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تم چند معتمدوں کو ہمراہ لیکر دشمن پر حملہ کرو۔ اگر حیات مستعار باقی ہے تو فتح و فیروزی حاصل ہے۔ ورنہ عزت کے ساتھ جان جائیگی اگر یہ منظور نہ ہو تو انگریزوں کے پاس تنہا چلے جاؤ اونکے سارے کام عقل و جوانمردی کے ساتھ ہیں۔ یقین ہے کہ تم سے کچھ دغا نہ کرینگے اور تمہارے اکرام و احترام میں سعی کرینگے۔ یہ روہیلے تمکو توقع رفاقت میں رکھیں گے اور کچھ نہ کرینگے یوں ہی سختیاں اوٹھائینگے مفت میں اپنا روپیہ امید و توقع میں برباد کرتے ہو۔ یکے نقصان مایہ و دیگر شماتت ہمسایہ کا معاملہ ہوگا۔ یہ بات شجاع الدولہ کی بھی سمجھ میں آگئی گلستان رحمت میں لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان نے اپنی طرف سے منشی ٹیک چند کو پانسو سوار و نکے ہمراہ شجاع الدولہ کے ساتھ کر کے بطور سفارت کے بھیجا۔ ۹ - مئی سنہ ۱۷۶۵ء کو شجاع الدولہ دس بارہ سوار ساتھ لیکر جرنیل کارنک کے لشکر میں آموجود ہوئے جرنیل صاحب نے استقبال کیا۔ اور وزیر نے پالکی سے اوترکر اونسے معانقہ کیا۔ اور جرنیل صاحب کے خیمے میں آ کر شتاب رائے اور جرنیل صاحب نے نذر پیش کی اور مہمانداری و ضیافت کے تمام لوازم ادا کیے اور شتاب رائے کی معرفت مراتب صلح طے ہوتے شتاب رائے کو وزیر کی پاسداری زیادہ منظور تھی۔ کیونکہ وہ قبل اس واقعہ کے وزیر کا نمک خوار تھا اور منی بہادر بھی ساتھ تھا اوسی کے ذریعہ سے دو تین روز میں صلح ہو گئی۔ وزیر نے اطمینان حاصل کر کے انگریزوں سے اپنے نوکروں میں طلب کیے۔ وزیر کے اور جرنیل صاحب کے لشکر کے آدمی آپس میں ملتے اور ایک دوسرے کے یہاں آتے جاتے۔ وزیر کو سپاہ انگریزی کی قواعد بہت پسند آئی کو بجائے

نشانہ بازی سے نہایت متعجب ہوئے اور کئی ہزار روپئے انعام کے دئے۔ لارڈ کلایو کے آنے پر مراتب صلح کا آخری فیصلہ موقوف تہا۔ شجاع الدولہ جنرل کارنگ کے ساتھ کشتی میں بیٹھ کر بنارس مین نواب ثابت جنگ لارڈ کلایو کے پاس گئے۔ ۱۲ اگست کو شجاع الدولہ کے ساتھ مجلس منعقد ہوئی۔ شجاع الدولہ کا اقتدار و اعتبار بالکل جاتا رہا تہا۔ انگریزون کے اختیار مین تھا کہ اونکی ساری ریاست اور ملک خود چھین لیتے یا اونکو جن شرائط پر چاہتے ملک دیتے۔ مگر وہ ایسے ہایون بخت تہے کہ اونکی ریاست گئی گئوائی قایم رہی۔ اونہون نے بہت سا انگریزونکی عنایت کا شکریہ ادا کیا اور اس فیاضی کی تعریف کی۔ کہ اسقدر ملک اونکو عطا ہوتا ہی۔ بنا سے مصالح ان امور پر قرار پائی کہ شجاع الدولہ اپنی ملک پر کہ جو اونکے قبضے مین پہلے تہا فرمانروائی کرین فقط الہ آباد اور کورہ کے اضلاع بادشاہ کی مدد معاش کے لئے دیدیے جائین۔ پچاس لاکھ روپیہ اخراجات جنگ کے عوض مین شجاع الدولہ انگریزون کو اس تفصیل سے ادا کرین کہ بارہ لاکھ اسوقت نقد دین اور آٹھ لاکھ کے جواہرات۔

اور پانچ لاکھ بعد ایک مہینے کے اور باقی پچیس لاکھ باقساط ماہواری اسطرح پر کہ تیرہ مہینے کے عرصے مین تاریخ عہدنامہ ہذا سے سب ادا ہوجاتے۔ یہ زر روپیہ لارڈ کلایو صاحب اور اونکی کمیٹی کی رائے کے نزدیک بہت تہوڑا تھا مگر اسوقت وزیر کا حال ایسا تھا کہ اگر اور روپیہ زیادہ لیاجاتا تو وہ غریبون پر ظلم و ستم توڑتے۔ پہلے ہی سے ملک مین فتور رہتا۔ نواب سے یہ بھی درخواست کی گئی کہ وہ اپنے ملک مین انگریزون کی کوٹھیان بنوانے دین گا اور انگریزون کو محصول معاف کرکے تجارت کرنے دین۔ اسپر اونہون نے کہا کہ اس شرط سے ملک مین امن و امان ہرگز نہین رہنے کا اور وہی فساد کہڑے ہونگے جو بنگال اور بہار اور اوڑیسہ مین ہورہے ہین۔ غرض ایسی معقول تقریر کی کہ پھر لارڈ کلایو نے شرائط صلح مین تجارت کے متعلق کوئی ایسی شرط مقرر نہ کی جس سے نواب پر بار پڑتا۔ یہ عہد و پیمان بھی ٹھیرے کہ آپس مین ہم ایک دوسرے کے دوست اور دشمن کو دوست اور دشمن سمجھین۔ اور اگر کسی پر دشمنون کا زور آن کر پڑے تو دوسرا اوس کی اعانت کرے۔ اور جو فوج اعانت مین طلب کرے اوس کے مصارف کے واسطے صاحب فوج کو روپیہ دے۔ راجہ بلونت سنگھ بنارس کا زمیندار تھا وہ شاہ عالم اور انگریزونکی رفاقت کے سبب شجاع الدولہ کی خدمت سے مقصر رہا۔ اور خائن اور نمک حرام یون مشہور ہوا تھا کہ بکسر کی لڑائی مین انگریزون سے مل گیا تہا۔ نواب کا موسعہ جو اوسکے سپرد تہا اوس مین انگریزی لشکر کو بلا لیا تھا۔ اور نواب کی شکست کا ایک یہ بہی سبب ہوا۔ اوسکی تقصیرات کو شجاع الدولہ سے انگریزون نے معاف کرادیا۔ اور اونکی اطاعت

مین اور اپنی حمایت مین اوسے لیلیا اور یہ ٹہیرایا کہ وہ اپنے ملک کی جو پہلے زمینداری رکہا تھا وہی بدستور
رکہے - اور جو زر مالگذاری دیتا تہا دے - غرض سب طرح عہدنامہ مقام الہ آباد مین ۱۲ اگست ۱۷۶۵ع
کو مہر اور دستخط سے تیار ہوگیا میر قاسم اور سمرو کے حوالے کرنے کا تذکرہ ہوا - اسلئے کہ اب اون کا حوالے
کرنا وزیر کے اختیار سے باہر تھا - البتہ یہ اقرار لوا چاہتے لیلیا گیا کہ وہ اون دونون کو اور کسی مفرور انگریز کو
اپنے ملک مین نہ آنے دینگے - اور جو انگریز مفرور ہوکر اونکے ملک مین آئیگا اوسکو حوالے کردینگے -

وزیر کو زر عہدنامہ انگریزون کو ادا کرنے مین دشواری پیدا ہونا اور تنگدستی کی وجہ سے چندہ کرکے اس رقم کا مہیا کرنا - بادشاہ کا بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کی سند انگریزون کو دینا

سیر المتاخرین مین لکہا ہے کہ اب وزیر کو بجز ادا کرنے زر معہودہ نقد کے کسی قسم کی پریشانی نرہی - سو وزیر کے
پاس اتنا روپیہ نہ تہا اس لئے اپنے ہرایک رفیق سے اوسکی مقدرت کے موجب مانگتے تہے - اپنی والدہ
اور ساس اور بی بی اور سالون کو لکہا کہ اسقدر روپیہ داخل کرنے کے بعد میری رہائی ہوتی ہے -
مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ میں نے سنا کہ جن جن لوگون سے جسقدر روپیہ مانگا اون مین سے کسی نے
نصف کسی نے ثلث کسی نے ربع کا اقرار کرکے مہیا کیا تھا یہانتک کہ وزیر کی ماں اور سالون اور بیٹون
نے بھی چندہ کیا وزیر کی بی بی کے پاس جسقدر نقد اور جواہر اور سونے چاندی کے
برتن تھے اور اوسکی کنیزون کے پاس جوکچھ زیور رہتا تہا یہانتک کہ ناک کی نتہینون کو بھی جمع کرکے
وزیر کے پاس بہیجا جب بیگم کو خوشامدی لوگ اس کام سے منع کرتے تو وہ جواب دیتی کہ جوکچھ
مجہے دیا ہے وزیر کی سلامتی تک جائے اونکے بعد یہ مال و اسباب میرے کسی مصرف کا نہین
شجاع الدولہ نے بھی بعد اس امتحان کے یہ عادت مقرر کرلی کہ جوکچھ مصارف سے بچ رہے
سب ۔۔۔ ہوتا رہی بیگم کے حوالے کردیتے نصف زر عہدنامہ کے ادا انجام ہوجانے کے بعد باقی نصف
کے لئے جو ابہی ادا نہ ہوا تہا تشخیص قسط کے بعد انگریزون کے پاس رہن کردیا - مورخ انگریزی نے لکہا ہے
کہ انگریزون کے ذریعہ سے شجاع الدولہ کی بادشاہ سے ۔۔۔ صلح ہوئی - بادشاہ کی مطلوبہ ۔۔۔

کہ نواب کو پھر ملک ملے۔ مگر چونکہ تسخیر ذاتی او منین تھا اس لیئے ہمیشہ شجاع الدولہ کے حال پر مہربانی کی نظر رکھی۔ نواب سے لارڈ کلایو نے ۵۰ لاکھ روپیہ طلب کیا تو نواب اس ذر لینے سے گھبرا گئے۔ مگر کارنگ صاحب اس بات سی خوش ہوئے اور نواب کو مبارکباد دی اور کہا کہ تمہارا ملک تم کو واپس ملا۔ یہ نواب نے کہا کہ مجھسے اسوقت میں تو اس رقم کا ادا ہونا مشکل ہے۔ جرنیل صاحب نے کہا کہ آپ غم نکریں اب بہت سے یہ روپیہ وصول کیا جائیگا اور خلوت میں سمجھایا کہ محاصل بنگالہ و عظیم آباد و اوڑیسہ کی بابت تئیس ۲۳ لاکھ روپیے سالانہ بھیجے بادشاہ کے لئے مقرر کئے ہیں اور بنارس و غیرہ ۲۰ لاکھ روپیہ سالانہ سے بادشاہ نے انگریزونکو جاگیریں دے ہیں لیکن اس وقت تمہاری تباہی پر رحم آیا اپنے پاس سے دیتے ہیں۔ بالفعل صلاح یہ ہے کہ تیئس لاکھ روپیہ کی رسید بادشاہ سے لکھا کر ہمکو دیدو اور ۳۲ لاکھ روپیہ بابت محاصل بنارس کے حساب میں مجرا کرلیا جائیگا۔ اسطرح ساٹھ لاکھ روپیوں سے تمکو سبکدوش کردیا جائیگا اور باقی پانچ لاکھ روپئے نقد جمع کرادو نواب کو اس بات سے فی الجملہ اطمینان تو پیدا ہوا مگر بادشاہ سے ۲۳ لاکھ روپئے کی رسید حاصل ہونے کی توقع نہ تھی اور نہ نواب کو یقین تھا کہ انگریز بنارس سے دست برداری کرینگے اسلئے نواب جانتے تھے کہ کارنگ صاحب کا مشورہ قریب الوقوع نہیں۔ بابت جنگ یعنی لارڈ کلایو صاحب ۵۰ لاکھ روپئے بابت مرجیہ جنگ مقرر کرکے بنارس کے چھوڑ دینے کی جبھی کارنگ صاحب کو چہک کلکتے کو چلے گئے جرنیل کارنگ اور شجاع الدولہ لارڈ کلایو سے رخصت ہوکر بادشاہ کے پاس گئے منیر الدولہ رضا قلی خان۔ اور شتاب رائے بھی اس مشورہ پر مطلع ہوکر بادشاہ کے پاس گئے تھے تاکہ بادشاہ کے تئین شجاع الدولہ کو ۲۳ لاکھ روپیہ کی رسید دینے سے روکیں۔ مگر یہ دونوں ابھی حضور میں باریاب نہیں ہوئے تھے لشکر میں مقیم تھے اور غافل تھے کہ شجاع الدولہ نماز فجر سے پہلے در دولت دو شاہی پر پہونچ گئے۔ اور تسبیح خانے میں حاضر ہوکر کورنش بجالائے۔ حضرت نے بڑی توجہ سے لارڈ کلایو کی ملاقات کا اور انفصال معاملہ کا حال استفسار فرمایا۔ نواب نے تمام حالات اول سے آخر تک عرض کئے۔ اور گذارش کیا کہ بحالی ملک اور انگریزونکے ساتھ تصفیہ کا انحصار حضور کے تفضلات پر ہے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ ہم کو تمہاری پرورش سے مطلقاً دریغ نہیں جسمیں تمہاری بہبود ہو وہ کام ہمارے منظور خاطر ہے نواب نے عرض کیا کہ ۲۳ لاکھ روپیہ کی رسید مرحمت ہو بادشاہ نے فرمایا کہ لکھ لو چنانچہ نواب شجاع الدولہ نے اپنے ہاتھ سے لکھ لی بادشاہ نے صاد اور مہر سے مزین کردیا۔ نواب آداب اور شکریہ بجا لاکر رخصت ہوگئے۔ بعد اس کے منیر الدولہ اور راجہ شتاب رائے پہنچے اور بادشاہ سے لارڈ کلایو اور شجاع الدولہ کی ملاقات کا حال اور ۵۰ لاکھ روپیہ خرچہ جنگ پر

تصفیہ قرار پانے کا قصہ عرض کیا اور عرض کیا کہ حضور ۲۳ لاکھ روپیہ کی رسید نہ دین بادشاہ نے مسکرا کر فرمایا کہ شجاع الدولہ ہمارا موروثی خانہ زاد ہے ہمنے اوس کو ۲۳ لاکھ روپئے بخشے منیرالدولہ اور شتاب راے تاسف کرتے ہوئے اوٹھکر چلے گئے۔ نواب نے ۲۳ لاکھ روپیہ کی تو یہ رسید اور ۲۳ لاکھ روپیہ کی بابت تحصیل بنارس کی رسید لکھکر جرنیل کارنگ کے حوالے کردی جرنیل نے بنارس کے واگذاشت ہونے کی سند نواب کو دیدی اور باقی کے پانچ لاکھ روپئے اور تین لاکھ روپئے اہلکاران کمپنی کے حق کے امداد کی بابت مانگے نواب کے پاس صرف تین لاکھ روپئے میسر آئے نواب مجبور ہوکر شتاب راے کے ڈیرے پر گئے اور اوس سے روپیہ چاہا اوس نے دو لاکھ روپئے نذر کئے اور پچاس ہزار روپئے مدار الدولہ نے اور پچاس ہزار روپئے خان عالم نے دئیے۔ اسپر بھی دو لاکھ باقی رہگئے۔ نواب سے اس موقع پر وصول نہوسکے اونکی بابت جرنیل کارنگ نے یہ انتظام کیا کہ ایک کپتان کو نواب کے ساتھ متعین کردیا۔ اور ملک کی بحالی چٹھی اوس کے حوالے کردی اور اوسکو حکم دیدیا کہ جب روپیہ وصول ہوجائے تو یہ چٹھی نواب کو دینا اور نواب کو اونکے صوبجات کی طرف رخصت کیا جو احسان کہ جرنیل کارنگ نے نواب شجاع الدولہ کے ساتھ کیا وہ قدرت بشری سے باہر ہے اسلئے کہ صرف ربانی معجزہ پر دو صوبے چھوڑ دئے۔ یہ بات خیال مین بھی نہین آتی تھی کہ دونون صوبونپر نواب کو قبضہ حاصل ہوسکیگا۔ اور انگریز اس آسانی کے ساتھ چھوڑ دینگے۔ اور نواب کی مروت کا کیا بیان ہوسکے کہ بعد اسکے جرنیل صاحب کے ساتھ نامہ و پیام کی رسم بھی جاری نہ کی تحفہ و ہدایا کا بھیجنا تو بڑی بات ہے۔ اور بادشاہ کی جو خدمتگذاری کی وہ بھی واقف کاران حالات پر مخفی نہین کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جو بادشاہ کے مصارف کے لئے مقرر ہوئے تھے اونپر قبضہ کرلیا۔ اور ۲۶ لاکھ روپئے جو انگریز بادشاہ کو سال بسال دیتے تھے وہ بند کرادئے۔ اور نواب کی دوسری حرکات وسکنات بھی ظاہر ہین انتہی کلامہ اس بیان مین کئی باتین صریح غلط ہین اسلئے ہم اونکی تردید سے قطع نظر کرکے کہتے ہین کہ شجاع الدولہ کے ساتھ معاہدہ ہوجانے کے بعد لارڈ کلایو نے شاہ عالم سے عہد و پیمان کرنے کی تجویز کی۔ اور شجاع الدولہ کو بھی اس مشورے مین شریک کیا۔ غرض یہ مجمع الہ آباد مین بادشاہ کے پاس جمع ہوا۔ اور مراسم تعظیم و تکریم ادا کئے گئے۔ شاہ عالم وزیر کی طرح ہمایون بخت نہ تھے۔ وزیر باوجودیکہ انگریزوں کے قاتلونکے بچانے والے اور پناہ دینے والے تھے مگر پھر بھی اونکے ساتھ جو رعایتین ہوئین وہ بادشاہ کے ساتھ نہوئین اونکے حقوق پر نظر نہوئی۔ پہلے اونکو وزیر کا تمام ملک ملتا تھا وہ نہ ملا۔ اور اوسپر یہ اور طرہ ہوا کہ وہ چھبیس لاکھ روپیہ جو میر جعفر

میر قاسم نجم الدولہ پر محصول کا واجب الادا تھا جب اونہون نے مانگا تو اوس کا جواب صاف لارڈ کلایو نے کہدیا کہ اوس مین سے ایک روپیہ نہین دیا جائیگا اسلئے کہ لڑائی کے سبب سے خزانہ بالکل خالی ہے۔ ان بہار اور بنگال اور اوڑیسہ کے صوبون مین سے پہلے شرائط کے موافق ۲۶ لاکھ روپیہ سالانہ اور ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ کی جاگیر بادشاہ کی ٹھیری تھی - جاگیر کی نسبت بھی بادشاہ کو صاف جواب دیدیا گیا اسلئے یہ صوبے ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ سالانہ کے بوجھ سے بچ گئے - اگرچہ اسپر بادشاہ اپنی ناراضی ظاہر کی مگر کیا کرتے - بادشاہ او روزیر دونون انگریزونکی جرأت اور جلادت کے دیدہ اور اونکی فہم و فراست کے محکوم تھے - چار و ناچار قبول کرنا پڑا - الہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع اونکو دیے گئے - اب لارڈ کلایو نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی جسکو پہلی دفعہ کمپنی کو دینے کی درخواست حضور کرچکے ہین عنایت ہو جیسا کہ بیان کیا تھا سواے منظور کے اور کچھ زبان سے نہ نکل سکتا تھا - حسب درخواست فرامین اسناد تینون صوبونکی دیوانی کی کمپنی کے نام لکھہ کر دیدی گئی - اور تینون صوبون کی مالگذاری کے ۲۶ لاکھ روپیہ مقرر ہو کر قبولیت کمپنی کیطرف سے لکھی گئی - اور بادشاہی دفتر مین داخل ہوئی وہ کہانی مورخون سے جو ایک بادشاہ کا تخت تھا جسپر اونہون نے بیٹھکر ڈہائی کروڑ آدمیونپر حکومت اور چار کروڑ روپیہ سالانہ آمدنی کا ملک سرکار کمپنی کو عطا کردیا یہ واقعہ ۱۲ اگست ۱۷۶۵ء کا ہے -

گو کورٹ ڈائرکٹرز نے کبھی یہ ارادہ نہین کیا کہ کسی رئیس یا نواب کے ملک پر قبضہ کرے - مگر دشمنون نے انگریزی سلطنت کے قدم یہان جمادیے - فرانسیسیون کے ساتھ لڑائی - سراج الدولہ والی مرشدآباد کی بیوفائی - شجاع الدولہ کی اولوالعزمی نے انگریزی کمپنی کی صورت اور حقیقت کو بدلدیا - اور تاجر سے حاکم بنادیا -

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو صلح جنگ کے مضمون کا خط بکیپ چند کے ہاتھ بھیجا اور اپنے قبائل کو طلب کیا - حافظ صاحب نے جو فرخ آباد مین مقیم تھے عامل بریلی کو لکھا کہ تم سامان سفر کا بندوبست کرکے حفاظت کے ساتھ اودہ کو بھیجدو - چنانچہ شجاع الدولہ کے اہل وعیال بریلی سے اختیار خان عامل کرور کی حفاظت مین لکھنو بھیجے گئے - سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قلعہ چنار گڑھ کو الہ آباد کے عوض مین انگریزون سے بدل لیا - اور بادشاہ کی خدمت مین ایک شخص کو نائب وزارت مقرر کرکے خود صوبہ فیض آباد کو چلے گئے - اور یہین سکونت اختیار کی لیکن قلعونکے مبادلے کی روایت صحیح نہین -

شاہ عالم بادشاہ کا شجاع الدولہ کو ریاست صوبہ اودہ کی سند آل تمغا عطا کرنا۔ انگریزون کا نواب شجاع الدولہ کی تیاریون سے متوہم ہوکر اونسے عہدنامہ کرنا کہ وہ ۳۵ ہزار سے زیادہ سپاہ نرکہینگے

جبکہ ۱۱۸۰ہجری مین بادشاہ الہ آباد سے کوڑہ مانکپور کو گئے تو شجاع الدولہ اونسے ملنے کو آئے اور وساطت کے لئے انگریزونکو ساتھ لائے۔ اور پچاس لاکہہ روپئے نقد پیش کرنا مقرر کیے اور بادشاہ سے ملے۔ بادشاہ نے اپنا خاص لباس اور خاص پوشاک کا جواہرات اور دستار سربستہ اور تلوار جسکا قبضہ مرصع تہا اور مرصع کی ہوئی ایک ڈہال اور گہوڑا ہاتھی مع زین کے اور قلمدان جواہر نگار عطا کیا اور فرمان آل تمغا سے لکہنؤ اور صوبہ اودہ کا بھی لکہوا دیا اور دس لاکہہ روپئے نقد بخشے پہر شجاع الدولہ یہان سے رخصت ہوکر فیض آباد کو گئے۔ اور وہان عمدہ عمدہ عمارتین بنوا کر نئی آبادی بڑہائی۔ یہ شہر ریاست الملک کا آباد کیا ہوا ہے۔ اور آبادی اور عمارات کی ترقی شجاع الدولہ کے ہاتھ سے ہوئی۔ شجاع الدولہ نے انگریزون کی نقل پر فوجکو تیار کرنا شروع کیا۔ تلنگے اور جہلنگے مقرر کرکے توڑے دار اور چقماق دار بندوقون سے اونکو مسلح کیا۔ پٹہان اور شیخ اور مغل نوکرون کو یک قلم موقوف کر دیا اور جدید سپاہ کی درستی شروع کی ستر ہزار کے قریب سپاہ سے فی سپاہی [illegible] روپیہ ماہوار مقرر کرکے پلٹنیں بنائین۔ اور قواعد سکہائی۔ اور [illegible] چقماق دار بندوقین دین اور سوارونکی پانچ ہزار سے کم نتہی اور چار سو تو پین اونکے علاوہ تہیں بعض جوانون کو [illegible] ہرایک کے ساتھ چہہ ہزار[1] پلٹنین مع توپخانہ [illegible] مقرر [illegible] نام یہ ہین محبوب علی اور بسنت علی۔ شیدی بشیر۔ اور لطف علی عرف خواجہ [illegible]۔ اور ۲۲ ہزار [illegible] کی جماعت علیحدہ مقرر کرکے اوس کا نام بائیسی رکہا تہا۔ اور نو ہزار پیادہ برق انداز جو [illegible] کے ماتحت تہے برق[2] کہلاتے تہے۔ سیر المتاخرین مین انکی تعداد دس ہزار اور مختصر التواریخ مین

---

[1] مرات آفتاب نما ۱۲ سیر المتاخرین مین چہہ اور تاریخ مظفری مین چہہ سات پلٹنین لکہی ہین ۱۲
[2] دیکہو گلزار عماد السعادت مین ان پیادونکا نام برق لکہا گیا ہے۔ اور سیر المتاخرین مین [illegible] بیان کیا ہے ۱۲

بارہ ہزار ربیان کی ہے - اور تاریخ مظفری مین برق اندازونکی تعداد دس بارہ ہزار تہائی ہے جن مین پیادہ
اور سوار دونون تھے انکے پاس حقماق دار بندوقین تہین اور خواجہ سلطانت کے سات ہزار پیادہ
بندوقچی نجیب کے نام سے مشہور تھے اور بسنت علی کے ساتھ چھہ سات پلٹنین اور توپخانہ تھا اسلیے
سپاہی جھنگے کہلاتے تھے - سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ چار پانچہزار شریف مغل شاہجہان آبادی
تھی جس پندرہ روپیہ ماہوار پر نوکر تھی اون مین تعلیم قواعد انگریزی کا نہ تہا گو اونکے پاس توڑہ دار
بندوقین تہین - مگر وہ اونکو نہایت پہرتی سے آگ دیتے تھے - بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تھے
اسلیے اونکی خاطرداری زیادہ تھی - اور فرح بخش سے ثابت ہے کہ امراؤ گرد نواب کے زیر حکم
تیس ہزار کے قریب سپاہ تھی - نواب کی سپاہ کو تنخواہ ماہ بماہ ملتی تہی - گیان پرکاش کا مولف کہتا ہے
کہ مجھے خوب یاد ہے کہ سولہا سولہا ماہ کی تنخواہ یکمشت خزانے سے دلوائی - چارون طرف پکار ہو گئی
کہ نواب وزیر نے شکست کے بعد بہت زور حاصل کر لیا ہے - شجاع الدولہ کے عہد مین سپاہیہ کا رسالہ تہا
جو فہرست تحریری عمدہ حالت مین نہ تہا - دفتر کے کاغذات مرتب نہ تھے اونکے دفتر کے متصدیون کو کوئی
پوچھتا بھی نہ تہا - نواب کی سرکار مین اٹھارہ ہزار ہرکارے نوکر تھے کہ نوین دن پونا سے اور
بارہوین دن کابل سے فیض آباد خبر آتی تھی -
سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین کارپردازان کمپنی کو کچھ اندیشہ وزیر کی نیت کے باعث پیدا ہوا - کیونکہ بادشاہ
اونکے اختیار مین تھے اور وزیر چاہتے تھے کہ الہ آباد اور کوڑے پر قبضہ کر لین - اسلیے انگریزون کو
یہ امر ضروری مقصود ہوا کہ ایک عہدنامہ جدید قرار پائے جسکی رو سے وزیر کی فوج ۳۵ ہزار
نفری سے زیادہ رہنے کی ممانعت ہو چنانچہ ۱۹ رجب سنہ ۱۱۸۶ ہجری مطابق [illegible] ء کو مقام بنارس
مین وزیر سے ایک عہدنامہ ہوا - جسکا مضمون یہ تہا کہ نواب پینتیس ۳۵ ہزار فوج سے زیادہ نہ رکھین
اس مین سپاہ اور سوار اور پہراسی اور توپخانہ وغیرہ سب آگیا - اسمین ۶ ہزار سوار ہونگے ۱۰
دس پلٹنین سپاہ پیدل کی جن مین صوبہ دار اور جماعدار اور حوالدار وغیرہ [illegible] ہزار نفری ہوگی -
اور رجمنٹ نجیب کی پانچہزار سے زیادہ نفری ہوگی انکے پاس بندوقین ہونگی - اور پانسو سپاہ
توپخانے مین ہوگی اس سے زیادہ نہوگی - اور باقی نو ہزار التو سپاہ رکھ سکتے فوج آئینی ہوگی
انکی وردی اور ہتھیار سپاہ انگریزی کی مثل ہونگے - اور وہ جب نے یہ بھی [illegible] کہ سواد سہ ہزار فوج
مذکورہ بالا کے اور کسی کے پاس ہتھیار انگریزی فوج کے مثل ہونگے - ور [illegible]
انگریزی فوج کی طرح ہوگی - اور یہ اقرار کیا کہ ۱۰۵ ہزار پیادہ و سوار کے [illegible]

اوس موقعہ پر [illegible] لکھا۔ اور اس شرط کی تعمیل تین مہینے کے عرصہ مین تمام وکمال کرونگے اور اپنے
اقرار [illegible] کی قسم کہائی

نیابت وزارت کا خلعت سعادت علیخان ابن شجاع الدولہ کو بادشاہ کے ہان سے ملنا۔ بادشاہ کا مرہٹون کے اختیار مین ہو جانا۔ مرہٹون کا اونکو دلی کے تخت پر بٹھانا

حسام الدین خان نے جو بادشاہ کا مختار رہتا وزیر الممالک سے دوستی پیدا کرلی۔ وزیر کو نجف خان سے ملال تھا اور وہ کمپنی کی اطاعت پر مامور تھا یہ بات وزیر کو ناگوار تھی لیکن وہ اسکو اوس خدمت سے معزول نہین کرا سکتے تھے۔ آخرکار حسام الدین خان نے نقد پانچ لاکھ روپئے وزیر کی طرف سے بادشاہ کی خدمت مین پیش کئے۔ اور نیابت وزارت کی خدمت محمد سعید خان کو دلادی۔ اور نجف خان کو معزول کرادیا اونہین دنون سعادت علیخان حسام الدین خان کے ذریعہ سے خلعت نیابت وزارت سے مشرف ہوئے ابہی تک بادشاہ الہ آباد مین تھے۔ سرکار کمپنی نے اونکو اضلاع الہ آباد اور کوڑہ دلادئے تھے۔ اور چھبیس لاکھ روپیہ سالانہ خراج کا دیتے تھے۔ مگر بادشاہ کو دلی کا شوق لگا ہوا تھا۔ وہ اپنے باپ دادا کے تخت پر بیٹھنے کا بڑا اشتیاق رکھتے تھے۔ مگر کچھہ انگریزون کے احسانات کا پاس کرتے تھے کچھہ نجیب الدولہ کے اقتدار سے ڈرتے تھے۔ جنکو احمد شاہ ابدالی مرہٹون کو پانی پت کے مقام پر شکست دیکر دلی کا امیر الامرا مقرر کر گئے تھے۔ اسلئے وہ اس ارادے کو پورا نکرتے تھے سنہ ۱۷۶۱ع مین پانی پت کے مقام پر شاہ ابدالی سے مرہٹون نے شکست عظیم پائی تھی۔ اور مدت تک وہ خانگی جھگڑون اور نظام کے جنگ میں لڑائی مین مصروف رہے وہ اب پھر زور پکڑ گئے تھے۔ اور مغربی اضلاع ہند کو غارت کرتے تھے۔ اور اون کا یہ ارادہ تھا کہ روہیلون کو جنہون نے احمد شاہ ابدالی کی مدد کی تھی سزا واقعی دین۔ اس مطلب کو حاصل کرنے کو اونہون نے یہ تجویز کی کہ شاہ عالم کو دلی کے تخت پر بٹھا دین۔ سنہ ۱۷۷۰ع کے شروع مین نجیب الدولہ کا رشتہ حیات منقطع ہو چکا شاہ عالم الہ آباد مین تھے اور منیر الدولہ جو اپنے آزردہ خاطر ہو کر عظیم آباد کو چلا گیا تھا۔ بادشاہ نے اوسکو عظیم آباد سے واپس بلا کر اپنی سرکار کے تمام جزئیات و کلیات کا مختار بنایا اوس نے عرض کیا کہ نواب وزیر شجاع الدولہ فیض آباد مین تشریف رکھتے ہین۔ اور وہ یہان سے قریب ہے حضور وہان تشریف لیجائین تو مناسب ہے

اونکی اصلاح کے متعلق اون کاموں کا ارادہ کرنا چاہئے جو حضور کے مرکوز خاطر ہین - بادشاہ نے قبول
فرمایا اور الہ آباد سے کوچ کیا چند روز کے بعد فیض آباد کے پاس جا پہونچے وزیر نے بیٹوں سمیت
چند کوس کے فاصلے سے استقبال کیا - اور اونکی بیگمات بھی آداب استقبال بجا لائیں شاہی بیگمات کی
بھی عمدہ طریقے سے خاطرداری کی اور تین لاکھ دیئے بادشاہ کی نذر کئے کچھ دنون یہان ٹہر کر
الہ آباد کو معاودت کی - اور یہان سے یاقوت خان زرت ناظر کو مرہٹون کے پاس بھیجا اور قبل اسکے
سیف الدین خان کو اونکے پاس بھیج چکے تھے - بادشاہ نے اپنے خزانے سے تین چار لاکھ [illegible]
تھے ناظر کے ساتھ کر دیے تھے اور اونکو بہت سی رعایتون کا امیدوار کیا تھا اور اقرار کیا تھا کہ
کچھ غنیمت حضور مین بھیجے گی وہ آدہی مرہٹون کو بانٹ دیجائیگی جب یہ مرحلہ طے ہو چکا تو بادشاہ نے سامان
کے چلنے کا عزم مصمم کیا اور الہ آباد سے بادشاہی ڈیرے بطور پیش خانہ کے روانہ ہوئے اور سر لشکر
عالم چند مین نصب ہوئے - بادشاہ نے منیر الدولہ کو الہ آباد کی حکومت پر چھوڑا - شیرال ولا ور انگریز اس
بات سے خوش نہ تھے کہ بادشاہ دلی کو جائین - سر جب گورنمنٹ انگریزی نے شاہ عالم کو منع کیا مگر اونہون نے
نہ مانا - شجاع الدولہ کی بھی یہ مرضی نہ تھی - صرف حسام الدین خان کے مشورے سے یہ کام ہوا تھا
شجاع الدولہ بذات خود بادشاہ کو اس ارادے سے روکنے کے لئے حاضر ہوئے اور انگریزی جرنیل
بھی آیا - شجاع الدولہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور ایک سال اور توقف فرمائین - مین بعد اس کے
ساتھ چلکر دارالخلافت کا بندوبست کرونگا - جب بادشاہ نے اس عزیمت کو فسخ نکیا تو یہ بات قرار پائی
کہ اپنی سرحد تک انگریز اور وزیر الممالک ساتھ رہین - اور پھر رخصت ہو جائین - وزیر کوڑے جہان آباد سے
اپنے صوبے کو رخصت ہوئے جیسا کہ گیان پرکاش مین مذکور ہی - مگر آرون صاحب کی تاریخ فرخ آباد سے
ثابت ہی کہ ۲۰ ربیع الاول ۱۱۸۵ ہجری مطابق ۲۰ جولائی ۱۷۷۱ع کو نواب احمد خان والی فرخ آباد نے
انتقال کیا تو شاہ عالم الہ آباد سے دہلی کو جاتے ہوئے دوسرے روز مع پانچ ہزار ہمراہیون و شجاع
الدولہ اور دوسرے سرداروں کے موضع سرایا پرگنہ پانہ مین پہنچے - یہ موضع شہر فرخ آباد کے باہر
گوشہ جنوب و مغرب مین واقع ہے - احمد خان کے بیٹے مظفر جنگ کی طرف سے تین لاکھ روپے سات
ہاتھی - گیارہ گھوڑے بادشاہ کی نذر مین پیش ہوئے - اور ایک لاکھ روپے نواب نجف خان کو دئے
گئے - اور تاریخ مظفری سے مستفاد ہوتا ہی کہ شجاع الدولہ کی وساطت سے مظفر جنگ بادشاہ کی خدمت
مین حاضر ہوا - اور یہ معاملہ طے پایا - بادشاہ نے مظفر جنگ کو فرزند بہادر کا خطاب دیا - اور احمد خان
کا جانشین مقرر کیا - یہان بائیس روز قیام کرکے شاہ عالم بینی گنج کی طرف جو ضلع مین پوری مین ہے

روانہ ہوئے جہان وہ تین مہینے تک مہاجی سیندھیا کے دہلی سے آنے تک مقیم رہی - وہان سیندھیا مذکور بیس ہزار فوج اور پچاس ضرب توپ لیکر پہنچا - اور شریک ہوا - مرہٹے اور دلی کے امرا بادشاہ کو شان و تجمل دلی کو لے گئے اور ۲۵ - دسمبر ۱۷۷۱ع کو بادشاہ کو تخت نشین کیا -

مرہٹون کی روہیلون پر چڑہائی وزیر اور انگریزونکی روہیلونکے بچانے کے لیے کارروائی

اس وقت شاہ عالم مرہٹون کے قبضے مین تھے مرہٹے جو چاہتے تھے کرتے تھے وہ صرف براے نام بادشاہ تھے مرہٹون نے بادشاہ کو صلاح دی کہ ضابطہ خان کا ملک فتح کرین - علاوہ اس کے شاہ عالم خود بھی ضابطہ خان سے خفا ہوگئے تھے - اور خفگی کیوجہ تنقیح الاخبار وغیرہ مین یہ لکھی ہے کہ بادشاہ کے جلوس کی تقریب مین ضابطہ خان نے اپنا وکیل نہین بھیجا - اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ بادشاہ نے نواب ضابطہ خانکو حکم دیا تھا کہ ملک انتربیدی دستبرداری کرین اور زرپیشکش نذر کرین اونہون نے تعمیل نہ کی ملکہ بادشاہ کو یہ معلوم ہوا کہ ضابطہ خان فوج جمع کر رہے ہین اور دلی پر فوجکشی کا ارادہ رکھتے ہین دسوین شوال ۱۱۸۵ہجری روز یکشنبہ کو بادشاہ قلعہ سے نکلے اور مادہوجی عرف مہاجی سیندھیا اور تکوجی ہلکرا ور بیساجی اور نجف خان کے اتفاق سے شرف الدولہ[1] نواب ضابطہ خان ابن نواب نجیب الدولہ کے ملک پر چڑہائی شروع کی - ضابطہ خان نے کچھ دنون مقابلہ جاری رکھا - مگر آخرکار مقابلے کی تاب نہ لاکر بھاگ گئے - مرہٹون نے اونکے تمام خزانون اور اسباب اور کارخانون کی ضبطی کے علاوہ وہ تین کروڑ روپئے رعایا سے جبراً وصول کئے - اور ضابطہ خان کے اہل و عیال اور اونکے بیٹے غلام قادر خان کو قید کر لیا - جبکہ حافظ رحمت خان وغیرہ روہیلون نے یہ خبر سنی کہ مرہٹون اور نجف خان نے گنگا کو عبور کرکے نواب ضابطہ خان کے تمام ملک کو پامال کر ڈالا تو ان لوگون پر کچھ ایسی ہیبت چھا گئی کہ بغیر کسی صدمے اور نقصان کے پہنچنے کے اپنے تمام عیال و اطفال اور مال و اسباب کو لاد کر ترائی کیطرف دامن کوہ مین چلے گئے - اور نانک متہ مین جا پہنچے جو ہمالیہ پہاڑ کے دامن مین ہے - اور بیلی بہیت سے شمال کی جانب ۱۴ کوس کے فاصلے پر ہے - نواب ضابطہ خان بھی بھاگ کر جنگل کی راہ سے یہان

---

[1] انشاے فیض بخش مین انکے نام کے ساتھ یہ خطاب مندرج ہے -

آگئے جسوقت حافظ خان کی شکست کی خبر سنی تھی تو روہیلکھنڈ کے سردار و تیرا یک نا ہٹنے کا عالم گذر گیا تھا - اور اونہون نے مان لیا تہا کہ یہ نامبارک آغاز ہی دیکھئے اسکا انجام کیا ہوتا ہے اسلئے ان سب نے ایک رائے ہوکر یہ ارادہ کیا کہ شجاع الدولہ کو اپنا طرفدار بنا وین کیونکہ روہیلکھنڈ مین مرہٹون کی ریاست جمنے سے اونکو بھی بڑا خوف ہے - شجاع الدولہ بہی مرہٹون کے روہیلون پر حملے سے نہایت مضطرب و بیتاب ہوئے اور جنوری سنہ ۱۷۷۲ء مین انگریزی کمانڈر انچیف سر رابرٹ بارکر سے جو الہ آباد کی راہ پر تھا اور شجاع الدولہ کی امداد کے لئے کیخنڈنٹ فوج کا افسر تھا ملاقات کرنی چاہی اور ۲۰ جنوری کو وہ فیض آباد مین اوس سے ملے اور اوس کے آگے بیان کیا کہ مین بڑی خرابی اور سرگردانی مین ہون - اگر روہیلونکو مرہٹون نے روہیلکھنڈ سے نکال دیا تو ایک زبردست قوم سے ڈانڈا میڈال جائیگا - جس سے ہروقت اندیشہ اور خوف رہیگا - اور اگر روہیلے اپنے بچاؤ اور حفاظت کے واسطے مرہٹون کے شامل ہوگئے تو دو دشمنون سے زیادہ اور خوف و خطر کا اندیشہ ہے - ان خرابیون اور برائیون سے نجات پانے کے لئے مینے یہ تدبیر سوچی ہے کہ مین سپاہ لیکر روہیلونکی ملک کی سرحد پر جا پڑتا ہون - وہان کچھ اپنی سپاہ کا خوف دکھاؤنگا - اور کچھ حکمت عملی مین لاؤنگا تھوڑا ملک روہیلون سے بادشاہ کے لئے لونگا کچھ ملک اپنی سرحد کی حفاظت کیلئے اور کچھ روپیہ لونگا اوس مین سے کچھ مرہٹونکو دونگا کہ وہ روہیلکھنڈ چھوڑ کر چلے جائین کچھ روپئے اپنے پاس رکھونگا غرض یون بادشاہ اور مرہٹون سے مصالحت روہیلونکی دولت اور ملک سے خریدونگا - مگر میرے تمام مقاصد دلی جب تک حاصل ہونگے کہ میرے ساتھ انگریز ہونگے یعنی اونکے بغیر روہیلے میری بات کا اعتبار نکرینگے - اور نہ اوس کو مانینگے - کیونکہ حافظ رحمت خان شجاع الدولہ کو خدا آگاہ کا بے ایمان جانتے تھے - اگر وہ قرآن کا جامہ پہنکر آتے تو بھی اونہین جھوٹا جانتے - جرنیل صاحب نے پریزیڈنسی کو شجاع الدولہ کی تدابیر سے مطلع کیا - پریزیڈنسی کو یہ ضروری منظور ہوا کہ وزیر کی مدد مرہٹونکے مقابلے مین کیجائے - اسواسطے یہ تجویز ہوئی کہ انگریزی فوج قلعہ چنارگڑھ اور قلعہ الہ آباد مین رہے - اور ۲۴ اکتوبر سنہ ۱۷۷۲ء کو ہیسٹنگز صاحب گورنر نے مسٹر رابرٹ بارکر کو جواب لکھا کہ شجاع الدولہ کی تدابیر منظور ہین وہ جسقدر مدد مانگین اونہین دو اسغرض سے ۲۰ مارچ سنہ مذکور کو سر رابرٹ بارکر اور شجاع الدولہ کے درمیان قلعہ چنارگڑھ واقع زمینداری راجہ چیت سنگھ پر فوج انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کے قابض رہنے کے باب مین عہدنامہ قرار پایا جسمین مفصلہ ذیل تین شرطین ہین

شرط اول اسوجہ سے کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کو نواب وزیر کو حفاظت ملک کے لئے مدد دینے

سہولت حاصل ہو نواب نے اوسکو قلعہ چنار گڑھ دیا کہ اونکے قبضے مین رہی۔ اور صرف اونکی فوج اوسمین رہے۔ اوس وقت تک کہ اوسکی ضرورت واسطے مدد ہی نواب کے یا واسطے ضرورت کمپنی کے بنظر حفاظت اضلاع بنگالہ و بہار واڑیسہ مناسب و ضروری متصور ہو۔

شرط دوم اگر کسی موقع پر انگریزی کمپنی کو اپنی فوج کے لیجانے اور قلعہ چنار گڑھ کے خالی کردینے کی ضرورت ہو تو قلعہ مذکور نواب شجاع الدولہ کے حوالے ہوگا۔ اور اسیطرح جب انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کی فوج دریاے کرمناسا کے مغربی جانب کوچ کریگی تو قلعہ مذکور سر وقت اوس کے واسطے خالی رہیگا کہ اپنی مطلب برآری یا اپنا قبضہ اوسپر کرے۔

شرط سوم۔ جسقدر خرچ انگریزی ایسٹ انڈیا کمپنی کا قلعہ چنار گڑھ کی مرمت یا بروج کے تیار کرنے یا میگزین واسلحہ خانہ و بارک وغیرہ کے بنانے مین ہوگا وہ سب روپیہ جب قلعہ حوالے ہوگا نواب ادا کرینگے۔ مگر یہ شرط ہے کہ خرچ چار لاکھ روپیہ سے زائد نہوگا۔ اور اوس کے حساب کی جانچ اور صحت اشخاص ماموره و یقین کرینگے اور دوسرا عہدنامہ قلعہ الہ آباد کے بارے مین قرار پایا جسمین ایسٹ انڈیا کمپنی سے دو شرطین منظور کیئن ایک یہ کہ شاہ عالم بادشاہ کی خوشی یہ ہوئی کہ نواب شجاع الدولہ کو قلعہ الہ آباد دیدیا جاے۔ جب کبھی اونکو مطلوب ہو تو جب شجاع الدولہ طلب کرینگے اوس کے دس روز کے بعد کمپنی کی فوج قلعہ مذکور خالی کر کے نواب کے حوالے کردیگی۔ دوسری شرط یہ کہ کمپنی کی فوج قلعہ الہ آباد مین اوسی طرح وزیر کی جانب سے رہے گی جسطرح بادشاہ کی جانب سے رہا کرتی تھی جب تک نواب شجاع الدولہ اوس سے طلب نہ کرین۔ یا جب تک کہ کمپنی مذکور کو ضرورت اوس کے خالی کردینے کی بباعث روانہ کرنے فوج کے قبل طلب کے نہوا گر ایسا واقع ہوگا تو اوسکی اطلاع نواب کو وقت مناسب پر دیجاے گی۔ جب شجاع الدولہ نے اپنی درخواستین روہیلونکے پاس بھیجین تو انھین ملک دینا پسند نہوا۔ اور اتنا وقت اس عہد و پیمان کی گفتگو مین گذر گیا۔ کہ ۳۰ ہزار مرہٹون نے گنگا پار کا ملک تاخت و تاراج کیا۔ اور نواب ضابطہ خان کے ملک پر قبضہ کرلیا۔ شجاع الدولہ بھی مرہٹون اور بادشاہ کی یورش کا حال سنکر اپنے ملک کی حفاظت کے لیے فیض آباد سے کوچ کر کے شاہ آباد ضلع ہردوئی کے مقام پر جو اونکی سرحد پر واقع تھا ٹھیرے۔ جنرل رابرٹ بارکر بھی مع انگریزی فوج کے اونکے ساتھ تھا۔ ضابطہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا۔ کہ شجاع الدولہ اپنے ملک کی سرحد پر شاہ آباد مین مقیم ہین تو حافظ رحمت خان کے پاس ترائی مین چار روز قیام کر کے نہایت مضطربانہ شجاع الدولہ کے پاس اس غرض سے چلے گئے کہ وہ سیندھیا کی قید سے اونکے متعلقین کو رہا کرادین

شجاع الدولہ نے ضابطہ خان کو یہ جواب دیا کہ مین حافظ رحمت خان سے دوبدو گفتگو کرکے مرہٹون سے
اس باب مین تحریک کرونگا ضابطہ خان نے حافظ صاحب کو متواتر خط لکھے کہ آپ یہان تشریف لائے
جرنیل صاحب نے شجاع الدولہ پر روہیلونکی حمایت کرنے کا تقاضا بہت کیا اور کہا کہ اون کا ضعیف
ہونا مرہٹون کا قوی ہوتا ہی - پہر اگر اونکی مراجعت مزید بھی لیجائے گی تو روہیلون کا ضعف قوت اونکو
دوبارہ لائے گا اور جس ملک پر جا بیٹھینگے وہ مقبضہ کرینگے - اس اثناء مین شجاع الدولہ نے مرہٹون سے
عہد وپیمان کی گفتگو شروع کی وہ شرطین ایسی غضب کی ہتین کہ جرنیل صاحب بھی سنکر گہبرا گئے - اور
شجاع الدولہ کو اونہون نے لکہا کہ ان شرایط پر صلح ہرگز نہ کرنا مرہٹون نے شجاع الدولہ کی شرایط صلح
والیسا لغو اور بیہودہ جانا کہ ہر دفعہ اوس مین کچھ رد و بدل کی - اور آخر کو یہ گفتگو ہی موقوف ہو گئی اسی عرصے
مین جرنیل صاحب کے پاس سلیکٹ کمیٹی کی چٹہی آئی کہ ہم کو یہ تحقیق معلوم ہوا ہے کہ برسات شروع ہونے
سے پہلے مرہٹے اپنے ملک کو واپس جاینگے - اور روہیلونکے ملک مین وہ کسی طرح سے نہ ٹہیرینگے
کچھ اونکو دینا اسلئے کہ وہ واپس چلے جائین عبث ہے - یہ راے اس بات پر مبنی تہی کہ مرہٹونکے
ملک مین اونکی حکومت کی ایسی حالت تہی کہ وہ ضرور بلائے جاتے -

حافظ رحمت خان نے اپنے بیٹے عنایت خان کو شجاع الدولہ کے پاس بہیجا اوس نے شاہ آباد مین
شجاع الدولہ کے سامنے مرہٹونکے نقض عہد کا تمام حال بیان کیا - شجاع الدولہ نے دلجوئی اوسکی
کی اور کہا کہ مین حافظ صاحب سے بالمشافہ گفتگو کرکے مدد دینے کا اقرار کرونگا - اس مجمل جواب سے
شجاع الدولہ عنایت خانکو ٹالکر اس فکر مین ہوئے کہ آیا روہیلونکی مدد کرکے مرہٹون سے لڑنا بہتر ہے
یا ایسی ضعیف حالت مین روہیلکھنڈ پر قبضہ کرنا مفید ہے - مگر جب بارکر صاحب سے صلاح کی تو اونہون نے
کہا کہ روہیلونکی مدد کرنا بہتر ہے - اور نا اوس نے بھی اس کام مین معاونت کی - اور کپتان ہارپر
صاحب کو جو شجاع الدولہ کے پاس گورنر کیطرف سے بطور ایجنٹ کے رہتا تہا - عنایت خان
کے ہمراہ حافظ صاحب کو بلانے کے واسطے بہیجا - کپتان ہارپر حافظ صاحب کے پاس آیا
اور جرنیل اور شجاع الدولہ کے خطوط اونکو دئیے - حافظ صاحب تین چار ہزار سپاہ کے ساتھ ہارپر
صاحب کے ہمراہ ابتدا سے ۱۱۸۶ ہجری مین شجاع الدولہ کے پاس شاہ آباد کو روانہ ہوئے
شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان سے جبر و سفارش باتین کہکے جرنیل صاحب کے روبرو
اس مضمون کا اقرارنامہ لکہا لیا - کہ شجاع الدولہ لشکر یا صلح کرکے مرہٹون کو روہیلکھنڈ سے
نکالدین - اگر مرہٹے برسات کے سبب سے بالفعل ملک سے چلے جائین - اور لڑکے جاڑے وغیرہ مین

یہ لوگ روہیلکہنڈ پر قبضہ کرین تو اونکا مقابلہ اور اخراج بہ شجاع الدولہ کے ذمے رہیگا اسکے عوض مین روہیلون کے سردار چالیس لاکھہ روپئے شجاع الدولہ کو یون ادا کرین کہ جب نواب وزیر شاہ آباد سے کوچ کرکے تمام اون خاندانون کو جو مرہٹون کے ہاتھہ سے بادیہ گردی کر رہی ہین اپنے گہرون مین آباد کرین تو دس لاکھہ روپئے اونکو دئے جاینگے اور باقی تیس لاکھہ روپئے تین برس مین ادا کئے جاینگے اور سال ۱۱۸۶ فصلی سے شروع ہوا اس قرارنامے پر سر ایرٹ مارکر کے دستخط پختگی کے واسطے کرائے گئے۔ یہ اقرارنامہ ۱۷ جون ۱۷۷۲ء مطابق ۱۱ ربیع الاول ۱۱۸۶ ہجری کو تیار ہوا۔ سر ایرٹ مارکر نے سلیکٹ کمیٹی کو چٹھی لکھی کہ کل مین حافظ رحمت خان اور وزیر سے ملا اور میرے سامنے تمام عہد و پیمان پر مباحثہ ہوا۔ حافظ رحمت خان نے جو چالیس لاکھہ روپئے نواب وزیر کو اس بات کے لئے دینے کا اقرار کیا۔ کہ مرہٹون کو اونکے ملک سے خارج کردین اور اونکے تمام آوارہ گرد خاندانون کو اپنے گہرون مین آباد کردین۔ اونمین سے بیس لاکھہ روپئے سرکار کمپنی کے ہاتھہ آئینگے اور شجاع الدولہ سے یہ بات بھی ٹھیری ہی کہ روہیلے اپنا ایفاے عہد نکرین تو وہ پچاس لاکھہ سرکار کمپنی کو اس بات کے دینگے کہ وہ مدد کرکے روہیلونکے اوس ملک پر جسکا نام حافظ رحمت خان کا ملک ہے قبضہ کرا دی کمیٹی نے سر ایرٹ مارکر جواب دیا کہ چالیس لاکھہ روپئے کے آدہے تم اس بات کے لئے منظور کرلو کہ مرہٹون کا اخراج روہیلون کے ملک سے کیا جائیگا۔ مگر دوسری شرط شجاع الدولہ کی ہرگز منظور نہ کرنا۔

چالیس لاکھہ روپئے کی بابت مزید تحقیقات اور کتب تواریخ کے اختلافات کی تنقیح

اس عہدنامے کے واقعات اور روپیوکی تعداد کو تاریخ کی کتابون مین مختلف طور پر بیان کیا ہی جو کیفیت اصلی تھی وہ توہمنے اوس عہدنامے کی نقل سے مطابق کرکے بیان کردی اون مختلف روایات کو بھی رد و قدح کے ساتھہ یہان ذکر کرنا ضرور ہی تاکہ اشتباہ باقی نرہے۔

(الف) عماد السعادت مین سفر رام گہاٹ کے ضمن مین بیان کیا ہی کہ جب مرہٹونکو دکن سے یہ خبر پہنچی کہ نرائن راو مارا گیا اور اوس کا چچا رگناتھہ جسکا عرف راگھوبے اوسکی جگہہ مسندنشین ہوا۔ تو بہ دکن کی واپسی کے لئے مضطرب ہوئے۔ شجاع الدولہ کو پیام دیا کہ دکن مین یہ واقعہ گذرا ہی

اب ہم یہان نہین ٹھہر سکتے - اگر آپ ایسا کرین کہ ساٹھ لاکھہ روپیے اپنے پاس سے عطا کرین اور ساٹھ لاکھہ روپیے روہیلون سے دلوادین تو ہم روہیلے کے ملک کو جو حافظ رحمت خان اور دوندے خان وغیرہ سے فتح کیا ہے آپ کو دیدینگے - اگر روہیلے ساٹھ لاکھہ روپیہ دینے سے انکار کرین تو پھر آپ ہم سے متعرض نہون ہم اون سے خود وصول کرینگے - بلکہ تھوڑے عرصہ مین ہم اس ملک سے اونکی بیخ و بنیاد اوکھیڑ کر اونکا ملک بھی آپکے ہاتھہ فروخت کر دینگے - شجاع الدولہ روہیلونکی سربراہی مروت سے بعید سمجھی اور حافظ رحمت خان کو بلاکر نشیب و فراز سمجھایا اور کہا کہ مرہٹون کو روپیہ دیکر اونکی آفت کو ٹالدینا چاہئے حافظ صاحب نے ناداری کا عذر کیا - اور کہا ہزار خرابی مین چالیس لاکھہ روپئے بتدریج دے سکتا ہون - اون مین سے نصف آپ دونگا اور نصف دوسرے سردارون سے دلادونگا - اب آپ کرم فرمائیے اپنے خزانے سے مرہٹونکو بھیجادین ساٹھ لاکھہ اپنی جانب سے اور چالیس لاکھہ ہماری طرف سے یہ چالیس لاکھہ روپئے بتدریج آپکو ادا کر دونگا - شجاع الدولہ نے یہ بات منظور کی - اور مرہٹونکو ایک کرور روپئے دیدیئے - منتخب العلوم اور تاریخ مالوہ مین بھی اسی کے مطابق لکھا ہی -

(ب) مرات آفتاب نما مین لکھا ہی کہ حافظ الملک اور دوسرے پٹھان سردارون نے پچاس لاکھہ روپئے نقد انگریزا ور شجاع الدولہ دونون کو مرہٹون کو نکالنے کی بابت دینے کا وعدہ کیا تھا -

(ج) مولف گلستان رحمت نے بیان کیا ہی کہ مرہٹون نے صلح کو اس شرط پر منظور کیا کہ چالیس لاکھہ روپئے اونکو دئے جائین - اور اونکے دلوانے کے ضامن شجاع الدولہ ہوجائین - نواب وزیر نے کہا کہ مین حافظ صاحب کی خاطر سے اس ضمانت کو قبول کرونگا - اگر وہ مجکو چالیس لاکھہ روپئے کا تمسک لکھدین یہ تمسک حافظ صاحب نے اور بھی سردارون کی صلاح لیکر لکھدیا سب نے وعدہ کرلیا کہ ہم یہ ادا کرینگے - غرضکہ جب شجاع الدولہ نے مرہٹون کو روپیہ دینے کا ذمہ لے لیا تو مرہٹے ملک روہیلکھنڈ کو چھوڑ کر چلے گئے - حافظ صاحب بریلی آئے اور پانچ لاکھہ روپیہ اپنے خزانے سے شجاع الدولہ کے پاس بھیجا - اور جب اور سردارون سے روپیہ مانگا تو سب نے افلاس کا عذر پیش کیا اور کچھہ نہ دیا -

(د) جام جہان نما مین ذکر کیا ہی کہ مرہٹے ایک ماہ تک نجیب آباد کے علاقے کو لوٹ لات کر صفر ۱۱۸۶ ہجری مین مراد آباد کے علاقے مین گھس آئے چونکہ برسات کا موسم قریب تھا اور مرہٹونکو ملک اپنے دکھنی تھا - اور شجاع الدولہ مع لشکر انگریزی کے شاہ آباد مین موجود تھے اونکے ذریعے سے مرہٹون سے چالیس لاکھہ روپیہ پر روہیلون نے صلح کرلی اور ربیع الاول مین بادشاہ اور مرہٹے گنگا سے اوتر گئے -

(۲) تنقیح الاخبار و تاریخ مظفری میں لکھا ہے کہ جب مرہٹوں نے سنہ ۱۱۸۶ ہجری میں روہیلوں پر چڑہائی کی تو ذوالفقار الدولہ نجف خانکی معرفت جو مرہٹوں کے ساتھہ تہا پچاس لاکھہ روپیہ پر صلح ہوگئی تھی۔

(۳) اخبار حسن میں لکہا ہی کہ شاہ عالم نے سرداران مرہٹہ کو چالیس لاکھہ روپیہ کے وعدے سے اپنے ہمراہ لیکر نواب ضابطہ خان پر چڑہائی کی تھی۔ اور جب حافظ رحمت خان اور نواب فیض اللہ خان نواب علی محمد خان روہیلہ نے بادشاہ کی خدمت میں عرضیاں لکہیں کہ نواب ضابطہ خان کا قصور معاف کردیا جاوے تو بادشاہ نے جواب دیا کہ چالیس لاکھہ روپیے دینے کا ہمنے مرہٹوں سے وعدہ کیا ہے اگر اسقدر روپیہ نواب ضابطہ خان دیں تو قصور معاف ہوسکتا ہے۔ چونکہ نواب ضابطہ خان میں اتنی استطاعت نہ تھی اسلئے حافظ رحمت خان اور نواب شجاع الدولہ کی ضمانت سے یہ معاملہ طے ہوا۔

یہ تمام بیانات واقع کے خلاف ہیں یہاں اتنی باتوں کو ذہن نشین رکہنا چاہئے۔

(۱) اسی مرتبہ کی یورش میں بادشاہ اور مرہٹوں کی فوج نجیب آباد کے علاقے سے نکل کر روہیلکھنڈ میں نہیں آئی تھی[۱] مابین جام جہان نما میں جو لکھا ہے کہ مرہٹے مراد آباد کے علاقے میں گھس آئے تھے اور فرح بخش میں کہا ہے کہ بادشاہ اور مرہٹے تین مہینے تک مراد آباد کے علاقے میں رہے تھے۔ یہ دونوں قول صحت سے عاری ہیں۔

(۲) بادشاہ نجیب آباد ہی سے دلی کو لوٹ گئے تھے[۱]

(۳) روہیلوں کی جانب سے مرہٹوں کو چالیس لاکھہ روپیہ دینے کا وعدہ نہیں ہوا تہا نہ شجاع الدولہ مرہٹوں کے پاس ان روپیوں کے پہنچانے کے روہیلوں کی طرف سے ضامن ہوئے۔ اور نہ نجف خان کی معرفت پچاس لاکھہ روپیہ پر مرہٹوں اور روہیلوں میں صلح ہوئی تھی۔

(۴) بادشاہ اور مرہٹے نجیب آباد کے ملک فتح کرکے شاہ جہان آباد کو اسوجہ سے نہیں لوٹ گئے تہے کہ ان میں اور روہیلوں میں معاہدہ اور مصالحت ہوگئی تھی۔ کیونکہ ایسا نہیں ہوا تہا۔ بلکہ برسات کے قریب آجانے کی وجہ سے بادشاہ اور مرہٹے معاملے کی بابتہ نامہ و پیام کئے بدون ہی ندی نالوں کی طغیانی کے خوف سے گنگا پار چلے گئے[۳]

(۵) ان چالیس لاکھہ روپیہ کے دینے کا معاہدہ سفر رام گہاٹ سے پہلے واقع ہوا ہی یعنی سنہ ۱۱۸۶ ہجری کے ابتدا میں منعقد ہوا تھا۔ اور سفر رام گہاٹ سنہ مذکور کے آخر میں وقوع میں آیا

[۱] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر ۳ ۱۵ [۲] دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲ [۳] دیکھو فرح بخش

عمادالسعادت میں جو اسکو سعر رام گہاٹ میں سمجہا ہے یہ صحیح نہیں ۔

(۶) نواب ضابطہ خان کی بادشاہ سے صفائی مرہٹوں کی بامردی سے ہوئی تھی ۔ مرات آفتاب نما اور شاہ عالم نامہ مولفہ منشی منولال اور شاہ نوازخانی وغیرہ میں لکھا ہے کہ سنہ ۱۱۸۵ ہجری میں نواب ضابطہ خان تکوجی سے ملے اور اون سے وعدہ کیا کہ مین تمکو بیس لاکھہ روپیہ دونگا ۔ آپ بادشاہ سے قصور معاف کرادو ۔ تکو نے حامی بہرلی ۔ اور نواب ضابطہ خان نے تکوجی کی معرفت مہاجی اور [illegible] جی سے بہی تصفیہ کرلیا ۔ تکو ضابطہ خان کو لیکر دلی کیطرف بڑہا اور بادشاہ سے اونکے قصور کی درخواست کی ۔ مگر پذیرا نہوئی اسلئے مرہٹون اور بادشاہ مین لڑائی ہوئی ۔ چونکہ بادشاہی مختصر سا لشکر مرہٹون کی پچاس ہزار فوج کا مقابل نہین ہوسکتا تہا آخرکار بادشاہ اور مرہٹون مین صلح ہوگئی ۲ ۔ شوال سنہ ۱۱۸۵ ہجری کو مرہٹے نواب ضابطہ خان کے ہاتھ اپنے ہاتھ مین دیکر بادشاہ کے حضور مین لیگئے اور قصور معاف کرایا ۔ اور منصب میر الامرائی اور سہارنپور کی جاگیر دلادی ۔ اس معاملے مین نہ حافظ رحمت خان کا احسان تہا نہ شجاع الدولہ کی منت

(۷) بادشاہ نے دکہنیون سے یہ وعدہ کیا تہا کہ جو کچھہ ہم اور تم ملکر ملک فتح کرین اور غنیمت ہاتھ لگے آدہی ہماری آدہی تمہاری ۔ بادشاہ نے چالیس لاکھہ روپیہ مرہٹون کو دینے کا وعدہ نہین کیا تہا پس اخبار حسن مین جو لکہا ہے کہ بادشاہ نے مرہٹون کو چالیس لاکھہ روپیہ دینے کا وعدہ کرکے اس مہم مین اپنے ہمراہ لیا تہا یہ غلط ہے ۔

(۸) اصل واقعہ یہی کہ حافظ رحمت خان نے ایک اقرارنامہ اس مضمون کا شجاع الدولہ کو لکہہ دیا تہا کہ وہ لشکر یا صلح کرکے مرہٹون کو روہیلون کے ملک سے نکالدین ۔ اور اگر موسم برسات کے بعد پہر وہ لوگ روہیلکھنڈ کے ملک کا قصد کرین تو اونکا مقابلہ اور اخراج بہی شجاع الدولہ کی طرف سے رہیگا ۔ ایسکے عوض مین حافظ رحمت خان تین سال کے عرصے مین چالیس لاکھہ روپیہ شجاع الدولہ کو خرچ جنگ کا واجب ادا کرینگے ۔ اور اس اقرارنامے پر سر رابرٹ بارکر انگریزی کمانڈر انچیف کے دستخط بحیثیت ضامن کرالیے گئے تھے ۔ اور یہ اقرارنامہ حافظ رحمت خان نے اور سردارون کے مشورے کے بدون لکہا تہا ۔ [illegible] مگر [illegible] نے جو یہ لکہا ہے کہ اور بہی سردارون [illegible] یہ قول صحیح نہیں اوس نے محض اس نظر سے یہ فقرہ لکہا ہے ۔ کہ حافظ رحمت خان صاحب کے اتفاق

دیکھو مرات آفتاب نما ۱۲

اور دوسرے روہیلہ سردار ذنکی کچھ ادائی بابت جو فرح بخش کا مولف کہتا ہے کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو جتنی چھیڑی ہاتھ میں پے جاکر چالیس لاکھ روپئے کا تمسک لکھایا اور وعدہ کیا کہ مین مرہٹوں سے معاملہ کرا دونگا - اور اونکی جنگ کو اپنے ذمے لیا - سبحان اللہ دکھیون کے معاملے کا شجاع الدولہ سے کیا کام مگر حافظ الملک کے ہوش و حواس پیرانہ سالی کی وجہ یا اجل کے قریب آجانے کے باعث سے بیجا نتھے کہ بے سبب اپنے آپکو سرداران قوم سے مشورہ لئے بغیر شجاع الدولہ اور انگریزون کے پاس چالیس لاکھ روپیہ انکے عوض مین دکھیون کی بات مقید اور مرتہن کرا دیا - نہین تو حافظ صاحب جیسے ذی ہوش فریب کہاکر اسطرح دام بلا مین کبھی گرفتار ہوتے -

بہرصورت بادشاہ اور مرہٹے موسم برسات کیوجہ سے خود بخود نجیب آباد کے ملک سے دہلی کیطرف چلے گئے - شجاع الدولہ کو مرہٹہ کے نکالنے مین انگلی بھی نہین ہلانا پڑی - اور وہ لشکر مرہٹہ اور بادشاہ کی واپسی کی خبر سنکر فیض آباد کو کوچ کر گئے - شجاع الدولہ نے اپنی دستار سربستہ محمد ایلچ خان کے ہاتھ مہاجی سیندھیا کے پاس بھیجی - اور اون کو اس مضمون کا ایک خط لکھا کہ دکھنی سرداران عالی شان عزت اور جوانمردی مین شہرۂ آفاق ہین یعنی یہ لوگ کسی کی ناموس سے کام نہین رکھتے - بلکہ دشمن کی ناموس کی اپنی ناموس سے زیادہ حفاظت کرتے ہین - اور یہ لوگ بچو [illegible] اور بچو نپر جور و جفا روا نہین رکھتے - مرد و نپر سختی کرتے ہین - اسلئے آپ کو لکھا جاتا ہی کہ ضابطہ خان [illegible] ہین نہ اونکے جورو بچے - یہ بھی ممکن نہین کہ نواب موصوف اپنے جورو بچو نکی محبت مین آپکے لشکر مین حاضر ہو جاین - کیونکہ ونکو وہان جانے مین اپنی ہلاکت کا اندیشہ ہے - بس [illegible] آجانا اونکا کیسے متصور کیا ہے - اس صورت مین اونکے زن و فرزند کے قید رکھنے [illegible] اسلئے مناسب یہ ہی کہ اپنی قوم کے عمدہ شیوے کی رعایت ملحوظ کرکے اون قیدیونکو [illegible] جاوے - اس مین آپ کی بلند نامی متصور ہی اور اگر کسی وجہ خاص سے اس موقع پر [illegible] کی رعایت خلاف طبیعت معلوم ہو تو میری سفارش کو قبول کرکے اونکو رہائی [illegible] کو عالم دوستی مین پہلا امتحان تصور کرکے ہم کو شکرگذار بنائے - فرض [illegible] قوم کے ساتھ بدسلوکی کی ہے لیکن آپ اپنی نیک عادت کا نتیجہ دیجئے - سیندھیا [illegible] اور بخوبی حق عزت کی - اور پیشوائی کرکے دستار کو سرپر رکھ لیا - اور ضابطہ خان [illegible] اہل و عیال کو اسباب سفر دیکر جو بریلی مین ضابطہ خان کے پاس پہنچ گئے -

شجاع الدولہ کا بینی بہادر کو فریب سے گرفتار کر کے نابینا کر دینا

تاریخ مظفری میں لکھا ہی کہ شجاع الدولہ بینی بہادر کی بعض حرکات نمک حرامی کی وجہ سے اوس سے ناراض تھے اور بوستان اودھ سے معلوم ہوتا ہی کہ نواب کے بعض صاحبوں نے بینی بہادر کی طرف سے نواب کے دل میں عداوت کی جڑ جما دی تھی۔ چنانچہ نواب نے بغیر تحقیق اصلیت کے راجہ کی گرفتاری کی تدبیر کی۔ اور ایک ہزار سوار ساتھ لیکر مقام باڑی سے بینی بہادر کی گرفتاری کے لئے لکہنؤ کو متوجہ ہوے اور اس مسافت کو راتون رات قطع کر کے راجہ کے لشکر میں داخل ہوے۔ راجہ نواب کی آمد کا حال سنکر اپنی خرگاہ سے پیشوائی کو نکلا اور اسنے فیان نذر دکھائیں۔ چونکہ راجہ کے تحت میں تمام سپاہ فوج پیادہ تھی اور پیادہ و سوار کی ایک جماعت کثیر رکہتا تھا اس لئے نواب نے بطور استمالت شروع کی اور حکمت عملی کے ساتھ اوسکو گرفتار کرنا چاہا اوس کے حال پر نہایت شفقت و مہربانی کر کے اوس کے خیمے میں چلے گئے اور فرمایا کہ مجھکو بھوک ہی کچھ کہانا منگاؤ راجہ نے اپنی رسوئی میں سے کہانا منگوا کر کہلایا۔ نواب نے وہیں استراحت کی جبکہ دوپہر کی گرمی کم ہوگئی۔ اور دن ڈہل گیا تو شکار کے حیلے سے سوار ہوے اور چلتے وقت راجہ کو باصرار اپنے ہاتھی پر خواصی میں بٹہایا کہ چلو آج کا شکار دیکہنے کے قابل ہی۔ راجہ جانے سے انکار کرتا تھا۔ مگر نواب نے نہ مانا۔ جبکہ اپنے لشکر کے قریب پہنچے تو اپنے مصاحبوں میں سے ایک شخص کو خواصی میں بٹہا لیا۔ اور راجہ سے کہا ہمکو تکلیف ہوتی ہی تم اس عماری دار ہاتھی پر سوار ہو لو۔ اگرچہ راجہ نسبت سے اون کا مافی الضمیر سمجھہ گیا۔ مگر حکم کی تعمیل کی۔ جب راجہ عماری میں بیٹھ گیا تو ہاتھی بانون کو نواب نے حکم دیا کہ تمام عماری پر غلاف ڈالدے اور جہرآباد کو روانہ ہوے اور پیادوں کو حکم دیا کہ بینی بہادر کے لشکر میں جاکر سنادو کہ تم تمام حضور کے نوکر ہو ہمارے حکم سے ابتک اس بے دولت کے ساتھ رہتے تھے۔ آج کہ یہ ناسپاس اپنی سزاے اعمال کو پہنچا تم کو بھی چاہئے کہ لشکر الہی بجالاؤ اور راجہ کے تمام دولت و مال کی حفاظت حکم ثانی تک کرتے رہو۔ انشاء اللہ تمہارے ساتھ واجبی رعایت کیجائیگی پیادوں نے حکم جاکر سنایا تو سب نے طوعاً و کرہاً سر تسلیم خم کیا۔ لیکن مغلیہ فوج راجہ کی گرفتاری سے رنجیدہ ہوئی ہر ایک حواس باختہ بھاگنے لگا۔ حتی کہ ہتھیار اور گھوڑے بھی چھوڑ چھوڑ گئے۔ القصہ راجہ کا تمام نقد و جنس ضبط ہوگیا۔ راجہ کے اصطبل میں اسپ خاصہ ۱۲ سو تھے۔ ایک سو اسی ہاتھی تھے۔ شجاع الدولہ نے راجہ سے فرمایا کہ تم کہتے تھے کہ جس کو قید کرے ایسا چھوڑے کہ پھر کسی قابل ہی اور مقابلہ کر سکے اس سبب سے محمد قلی خانکو مروا ڈالا۔ وہی یادداشت تمکو دیتا ہوں۔ اور راجہ کو اندھا کرادیا[1]۔ راجہ بینی بہادر ایک برہمن تھا

[1] دیکھو کیان بر سال ۱۲

"یہ واقعہ تواریخ اودھ کا رہنے والا راجہ رام نراین دیوان نواب شجاع الدولہ کی خدمت مین آمد و شد رکھتا تھا رام نراین نے اوس کو اپنا مصاحب بنا لیا نہایت کفایت اور امانت سے کام کرتا تھا اوسکی دیانت و امانت کی شہرت تمام مین ہوگئی - مہا نراین پسر کلان رام نراین نے اوس کو باپ سے لیکر اپنے پاس رکھ لیا اور اسے تمام کامون کا مختارکر دیا - رام نراین کے بعد دیوانی کا تمام کام مہا نراین سے متعلق ہوگیا مہا نراین چونکہ عیاش اور آرام طلب تھا رات کو لہو و لعب مین اور دن کو سونے مین مصروف رہتا تھا اس لئے نواب شجاع الدولہ اوس سے نہایت آزردہ تھے - مگر اوس کی قدیم الخدمتی کی وجہ سے اس کو جدا نہ کرتے تھے سب کام بینی بہادر کرتا تھا - ایک دن تین لاکھ روپئے نواب نے منگائے مہا نراین نشہ مین مست پڑا ہوا تھا جو بلانے کئی بار آیا اور گیا مگر کام نہ چلا نواب کو اسوجہ سے غصہ آیا - بینی بہادر نواب کے پاس گیا اور عرض کیا کہ اگر تین دن کی مہلت مرحمت ہو - اور سود مقرری دو روپیہ منظور کیا جائے - اور خیر آباد کی نظامت فدوی کو دیجائے تو روپیون کا انتظام کرکے حاضر کرے - پھر پرگنہ خیر آباد سے یہ روپیہ وصول کرکے مہاجن کو دیکر رسید خزانے مین داخل کردیجائے گی - نواب نے اوس کی عرض قبول کرکے خلعت فاخرہ بخشا - راجہ نے دوسرے دن ہی زر مقبولہ عصر کے وقت حضور مین بھجوا دیا اس لئے بینی بہادر تمام مقربوں سے بڑھ گیا - اور اس کے بعد مہا نراین عہدہ دیوانی سے معزول ہوکر خانہ نشین ہوا - اور اوس کے گذارے کے لئے چالیس ہزار روپیہ کی جاگیر مقرر ہوگئی اور بینی بہادر راجگی کے خطاب کے ساتھ مخاطب ہوکر عہدۂ دیوانی پر فائز ہوا اور اس سے بھی گذر کر نائب اور مختار مہمات مالی و ملکی کا ہوگیا -

چیت سنگھ ولد بلونت سنگھ راجہ بنارس کے ساتھ معاہدہ

جبکہ شجاع الدولہ نے انگریزونکے ہاتھ سے شکست پائی تھی تو بلونت سنگھ زمیندار بنارس جو شجاع الدولہ کے ہمراہ تھا بادشاہ کے ساتھ انگریزی فوج مین چلا گیا - بموجب فرمان بادشاہ کے ۱۷۶۴ء مین اوسکی زمینداری اور اضلاع غازیپور اودھ سے گورنمنٹ انگریزی کے پاس منتقل ہو - مگر کورٹ آف ڈائرکٹرز نے اس تجویز کو وقت طلب اور بے سود ہونیکی وجہ سے نامنظور کیا اور اسواسطے شجاع الدولہ ۱۷۶۵ء مین اسنے ملک پھر بحال رہے - علاقہ بنارس اور اضلاع غازیپور بھی دوبارہ وزیر کو دئے گئے اور سرکار کمپنی نے وزیر سے یہ شرط مقرر کرلی کہ راجہ کو اوس کے علاقہ پر قابض رکھین - بشرطیکہ راجہ جسقدر مالگذاری سالانہ مین ادا کرتا تھا اوسی قدر ادا کرے - بلونت سنگھ نے تیس لاکھ اٹھانوے ہزار چار سو پچاس روپیہ خراج کے

نواب وزیر کو دیتا تھا۔ ۱۷۷۰ء میں بلونت سنگھ نے وفات پائی تو شجاع الدولہ نے چاہا کہ راجہ کے خاندان کو بیدخل کردے۔ مگر گورنمنٹ انگریزی نے نامنظور کیا۔ اور چیت سنگھ پسر بلونت سنگھ کو جانشین کر دیا۔ اور نواب سے ایک سند مرقومہ ۱۸۔ جمادی الاخری ۱۱۸۴ ہجری مطابق ۷۔ ستمبر ۱۷۷۰ء بہ حمایت نوابی چیت سنگھ کو دی۔ اوس خراج پر جو اوس کا باپ وزیر کو دیتا تھا ڈھائی لاکھ روپے اضافہ کئے۔ نواب نے اس سند میں تحریر کیا کہ اگر تم اپنی فرمانبرداری پر قائم اور ثابت قدم ہو کے اور مالگذاری دیتے رہو گے تو مجھ کو تمہارے ملک اور تمہاری رعیت اور اسباب سے بھی رغبت نہ ہوگی۔ بحکم خدا و قرآن شریف و امام پاک یہ عہدنامہ جو میرے اور میرے وارثوں کے اور تمہارے اور تمہارے وارثوں کے درمیان ہوا ہے اس سے کبھی انحراف نہ ہوگا۔

شجاع الدولہ کے بہکانے سے عنایت خان کا اپنے باپ حافظ رحمت خان سے بغاوت کرنا

عنایت خان حافظ رحمت خان کا بڑا بیٹا اور ولیعہد تھا۔ حافظ صاحب کو اوس سے بہت محبت تھی تین چار لاکھ روپیہ سالانہ اوس کے علاوہ بالائی مصارف کے لئے دیا کرتے تھے۔ اخبار حسن میں مذکور ہے کہ عنایت خان شجاع الدولہ کے ساتھ بہت پیار و اتحاد رکھتا تھا۔ اور شجاع الدولہ حافظ صاحب کی بربادی و خانہ ویرانی کے دل سے خواہان تھے اس لئے عنایت خان کو طرح طرح سے ترغیب تحریص کر کے باپ کے ساتھ مخالفت اور بغاوت پر آمادہ کیا۔ چنانچہ سنہ ۱۱۸۰ ہجری میں اوس نے حافظ رحمت خان سے بغاوت کی۔ اور آخرکار شکست و ذلت اوٹھا کر اپنے تمام متعلقین کو لیکر بغیر کسی سامان اور بندوبست کے شجاع الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شجاع الدولہ نواح ہی میں جو فیض آباد سے سات کوس کے فاصلے پر ہے مقیم تھے عنایت خان کی خبر سنکر اپنے بیٹے سعادت علی خان اور مرتضیٰ خان بڑیچ اور بہت سہار کو پیشوائی کے لئے بھیجا۔ عنایت خان شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچا۔ اور رات کو مرزا علی کے ڈیرے میں آرام کیا دوسرے دن شجاع الدولہ سے ملاقات ہوئی۔ اونھون نے خلعت اور شمشیر اور جیغہ اوس کو اور اوس کے دونوں بھائیوں کو جو ہمراہ تھے بخشے اور اوسکی بہت خاطر کی اور عنایت خان کے آنے کو غنیمت سمجھا اس لئے کہ شجاع الدولہ حافظ رحمت خان کے ملک کے فتح کرنے کی تاک میں تھے چنانچہ ایکدن اونھون نے عنایت خان پر اپنا مافی الضمیر اسطرح ظاہر کیا کہ ہمارا اسقدر قلیل ملک ایک لاکھ فوج اور کارخانوں کے مصارف کے لئے کافی نہیں۔ اسلئے ہمارا ارادہ ہے کہ کوئی نیا ملک فتح کریں۔ اور یہ اشارہ حافظ صاحب

ملک کے فتح کرنیکی حرص تھا - عنایت خان مغرض کو پہونچ گیا اور اپنے ڈیرے پر آکر اپنے بہائیون سے بیان کیا کہ بالفعل یہان رہنا مناسب نہین - شجاع الدولہ کو روہیلکھنڈ کے فتح کرنے کا خیال ہے - شجاع الدولہ نے قنوج سے کوچ کیا تو عنایت خان ساتھ تھا لکھنؤ داخل ہوئے - اور یہان آٹھ ہزار روپئے عنایت خان کو بھیجے - اور کہلا بھیجا کہ تھوڑے دنون کے بعد تمھارے مصارف کے لئے جاگیر مقرر کر دونگا - اور ایک ہفتے کے بعد شجاع الدولہ نے یہان سے مہدی گہاٹ کیطرف کوچ کیا - عنایت خان بدون رخصت حاصل کئے اونکے لشکر سے جدا ہو کر روہیلکھنڈ کیطرف روانہ ہوا - یہ بیان گل رحمت کے مولف کا ہے لیکن فرح بخش کا مصنف کہتا ہے کہ عنایت خان کے حال پر شجاع الدولہ نے ذرا بھی التفات نہ کیا - برس روز تک فیض آباد مین بڑی سختی سے گذری - آخر کار مجبور ہو کر پھر بریلی کو لوٹ گیا -

مرہٹونکے مقابلے کے لئے رام گہاٹ نامی گنگا کے گہاٹ واقع ضلع بدایون کی طرف روانگی

سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین بیساجی پیشوا اور مہاجی سندھیا عرف پٹیل اور تکوجی ہلکر نے بادشاہ سے نواب ضابطہ خان کی صفائی کرا کے نجف خان کے تین ہزار روپئے روزانہ کے بجائے پانچ ہزار روپیہ روز مقرر کر کے اپنے ساتھ لیا - اور روہیلکھنڈ کے سردارون کو بھی اپنے ساتھ ملانا چاہا تا کہ شجاع الدولہ کے ملک پر تاخت کریں - مگر حافظ رحمت خان مرہٹون کو ایسا بے ایمان جانتے تھے کہ وہ ہزار قسمیں کھاتے تب بھی وہ اور اصحاب اونکی بات کا اعتبار نہ کرتے - تفصیل اس اجمال کی گلستان رحمت سے معلوم ہوتی ہے کہ مہاجی سندھیا اور تکوجی ہلکر کا سفیر آیا اور اوس نے حافظ رحمت خان سے کہا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ شجاع الدولہ کے ملک پر حملہ کریں اگر آپ ہمارے ساتھ ہو جائیں تو جو ملک ہاتھ لگے وہ آدھا ہمارا اور آدھا تمھارا ہے - اور اگر آپ کسی طرف نہ بولین اور گنگا پار ہونے مین ہمارے سامنے مقابلہ کرنے نہ آئین - اور ہمارے سفر مین خار راہ نہ ہون تو ہم چالیس لاکھ روپئے کا تمسک جسکے ضامن شجاع الدولہ ہین واپس دیدین - اگر دونون شرطین آپکو نا منظور ہونگی تو ہم آپکے ملک کو لوٹ کھسوٹینگے - اور آبادی کو ویرانہ بنا دینگے - اسپر حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ مینے سمجھا ہی کہ کبھی ہمسایونکے ساتھ ملکی سلوک سے نہیں لڑونگا اس لئے میں تمھاری شرائط ترغیب و تحریص مین نہین آتا - اور ایسی عہد کو نہین توڑتا اوس کا پھل خواہ کیسا ہی کڑوا ہو چکھنے کو مین موجود ہون - اور شجاع الدولہ کو سارے

اس ماجرے سے اطلاع دی اور لکھا کہ مین سپاہ لیکر بہت جلد میدان جنگ مین جاتا ہون - اور یہ صلاح بتلائی کہ تمام گہاٹون کا انتظام کرلینا چاہئے - اور اوس کے ساتھ یہ بھی درخواست کی کہ وہ چالیس لاکھ روپے کا تمسک واپس کیا جاوے جس کا اب تک روپیہ مرہٹون کے پاس نہین بہیجا گیا ہی - اور یہ آئیندہ ایسی حالت مین مرہٹونکے پاس بہیجا جائے گا - اسپر نواب وزیر نے سید شاہ مدن کو اپنا وکیل بناکر حافظ صاحب کے پاس بہیجا اور اس احسان اور منت کا شکریہ ادا کیا کہ سارے حال سے مجھے اطلاع دی اور لشکر لیکر آپ میری مدد کو آتے ہین - اور وعدہ کیا کہ مرہٹونکو شکست ہونے کے بعد وہ تمسک واپس کیا جاوے گا - انتہی -

یہان یہ بات یاد رکہنے کے قابل ہی کہ چالیس لاکہہ روپیہ کا جو تمسک حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو دیا تھا اوس کا روپیہ مرہٹون کو دیا نہ گیا تھا - نہ اس قسم کا کوئی عہدنامہ مرہٹونکے ساتھ ہوا تھا اور نہ یہ تمسک شجاع الدولہ نے مرہٹونکے حوالے کیا تھا صحیح روایت یہ ہی کہ حافظ رحمت خان نے مرہٹونکے اخراج کے لئے خود شجاع الدولہ کو چالیس لاکھ روپیہ تین سال کے عرصے مین معاوضہ امداد کے طور پر دینے کا اقرار کیا تھا - بہرصورت مرہٹونکی فوج سنہ ۱۱۸۶ ہجری مین روہیلکھنڈ مین گہس آئی - اس بار اونکی یورش بدایون اور سنبہل اور مراد آباد کے علاقے مین تھی -

روہیلکھنڈ گزیٹیر مین لکھا ہی کہ پہلے مرہٹون نے ایک پیام روہیلون کے پاس اوس معاہدے کے روپیونکے ادا کرنے کا جولال ڈانگ کے محاصرے کے وقت صفدر جنگ سے ہوا تھا لکہلا بہیجا - یہ پیام گویا لڑائی کے واسطے ایک بہانہ تھا - اور مفرح بخش کا مولف کہتا ہی کہ مرہٹون نے اوس تمسک کے چالیس لاکہہ روپیون کے وصول کرنے کا حیلہ کھڑا کیا جو شجاع الدولہ نے روہیلون سے لکھا لیا تھا اور اپنے وکیل حافظ رحمت خان کے پاس بہیجکر اون روپیون کا تقاضا کیا اور حقیقت مین بہانہ پایا گیا تو لڑائی کی تلاش مین مصروف تھے - روہیلونکی طرف سے اس کا کچھہ جواب نہ گیا - اور حافظ رحمت خان اور صاحبزادہ محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ اور فتح خان خانساماں اور احمد خان پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان پسر دوندے خان اپنا فوجی سامان تیار کرکے روانہ ہوئے اور بسولی مین جاکر ٹھیر گئے - احمد خان بخشی کی جاگیر مین اہرات کا علاقہ تھا اسلئے اوس کو آگے کو بھیجدیا تاکہ وہ رام گھاٹ پر پہونچکر گہاٹ کا بندوبست اور کشتیونکی حفاظت رکھے اور مرہٹون کی فوج کو گنگا کے عبور کرنے سے روکے احمد خان گہاٹ کے قریب ہی اسد پور مین ایک ۲۷ ذالحجہ سنہ ۱۱۸۶ ہجری کو مرہٹون کی ایک رجمنٹ نے گنگا اوترکر اوسکی فوج پر حملہ کیا اور بہیدسنگ تنکو ہلکر بھی اپنی فوج کے ساتھ اس رجمنٹ کی مدد کو آگیا - اور احمد خانکو گہیر لیا - اور [illegible] بکے تمام توشہ خانہ اور سارا مال و اسباب گہوڑے ہاتھی ضبط کرکے

۱[1] دیکھو [illegible] رحمت وغیرہ ۲ [illegible]

افغان اور پٹھان گنگا پار بھیجا [illegible] افغانان کے ساتھ اس علاقے میں پھرتے تھے۔ حافظ رحمت خان نے شجاع الدولہ کو تاکید کی [illegible] مدد کو بھیجے۔ اور چونکہ مرہٹوں کے ہمراہ شاہ عالم بادشاہ کی مرضی کے خلاف [illegible] انہوں نے بھی شجاع الدولہ پر زور ڈالا کہ [illegible] کا استیصال کر دیا جائے۔ بادشاہ [illegible] مرہٹوں سے تنگ ہو گیا تھا اگرچہ [illegible] ہاتھ سے مجبور تھے [illegible] بادشاہ [illegible] مرہٹوں کا [illegible] کے فتح کرنے [illegible] مرہٹوں [illegible] شجاع الدولہ اور انگریزوں کے [illegible] کرنے کا تقاضا۔

شجاع الدولہ اس وقت مرہٹوں کی پوزیشن کی [illegible] اسی وقت انہوں نے اپنے رفیق انگریزی حکومت سے مدد طلب کی [illegible] سر رابرٹ بارکر [illegible] لیکر ادھر پہنچا۔ اور وہاں ہی شجاع الدولہ اپنی فوج لیکر انگریزی فوج سے [illegible] منزلیں کرتے ہوئے روہیلکھنڈ کی جانب روانہ ہوئے۔

غلام علی آزاد [illegible] شجاع الدولہ کے لشکر میں ایک لاکھ پندرہ ہزار [illegible] تعداد [illegible] جب [illegible] لشکر [illegible] حساب [illegible] لاکھ [illegible] بعض [illegible] کہ [illegible] لکھتے ہیں۔

روہیلکھنڈ میں پہنچکر یہ حالت معلوم ہوئی کہ احمد خان بخشی ہلکر کی فوج میں گرفتار ہو گیا۔ اور مرہٹوں کی فوج مع اپنے توپخانے کے گنگا پار اوتر آئی۔ اس فوج کا بڑا افسر [illegible] تھا۔ حافظ رحمت خان [illegible] احمد خان کی امداد کے واسطے آگے بڑھنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔ اور [illegible] ایسا [illegible] کہ اس [illegible] سے [illegible] اور شجاع الدولہ کے [illegible] روپیہ کی [illegible] حافظ رحمت خان [illegible] گلستان رحمت کی تحریر سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ رحمت خان احمد خان کی رہائی کے واسطے [illegible] سے روانہ ہو گئے اور مرہٹوں کی ایک ٹولی کو شکست بھی دے چکے تھے۔ مرہٹوں کے گنگا پار اوتر آنے اور احمد خان کے گرفتار ہو جانے کی خبر سنتے انگریزی فوج کو زیادہ کوشش کرنی پڑی۔ اور وہ مرہٹوں کی [illegible] کو روکنے کے لئے آگے بڑھی۔ مرہٹوں کے چار ہزار سوار [illegible] گھاٹ [illegible] کے گھاٹ پر گنگا کو عبور کرنے کی فکر میں مشغول تھے۔ لیکن انگریزی فوج کے پہنچتے ہی وہ لوگ

سلہ دیکھو مرات آفتاب نما و تاریخ [illegible] دیکھو روہیلکھنڈ گزیٹیر [illegible] نے [illegible] لکھا ہے [illegible] ۱۲

دکھنی کنارے کو بھاگ گئی - اور انگریزی فوج نے دریا کے اسی کنارے اونکا تعاقب کیا - اس جگہہ سے
بیساجی پنڈت اور ہلکر کی فوج علیحدہ علیحدہ ہوگئی - یعنی ہلکر کی فوج اس سے پہلے مرادآباد کی طرف روانہ
ہو چکی تھی - اور بیساجی کی فوج گنگا کے دکھنی کنارے پر رہتی اسدپور کے پاس پہونچکر مرہٹونکی فوجمین سے
ایک گولا انگریزی لشکر مین آیا - اوس کے جواب مین ادہر سے ایسے گولے مارے گئے کہ اونکی توپ بند ہوگئی
اور مرہٹون نے اپنا کمپ اوٹھاکر دوسری طرف کا راستہ لیا[۱] - اوس کے دوسرے روز حافظ رحمت خان
شجاع الدولہ سے آکر ملے - اور جے پور کی کیا نوب شہر کے مقابل گنگا کے کنارے ٹھہرے[۲] - عماد
السعادت مین لکھا ہے کہ اس سفر مین نواب شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان دونون کے ہاتھی برابر رہتے
تھے - اور حافظ رحمت خان نواب شجاع الدولہ کو نواب سلامت کہکر خطاب کرتے تھے - اور نواب شجاع الدولہ
اونکو حافظ جیو کہتے تھے - اور یہ بات قرار پائی کہ انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب مین روانہ ہو - اور شجاع
الدولہ مع حافظ رحمت خان کے ہلکر کی جماعت کا تعاقب کرین - اس صلاح کے بموجب سر رابرٹ بارکر
اپنی فوج لیکر رام گھاٹ کے روبرو کشتیون کے ذریعہ سے گنگا کو عبور کرکے بیساجی پنڈت کے تعاقب مین
روانہ ہوا - جو ایک ایسے مقام سے جہان گھوڑے کی دم تر نہو سکتی تھی گنگا کو عبور کرنے کی فکر مین تھا
اور اوس کے ساتھ پندرہ ہزار سوار تھے - محبوب علی خان شجاع الدولہ کا فوجی افسر بھی برق اندازون کے ساتھ
انگریزی فوج کا شریک تھا - بیساجی بغیر کسی مقابلہ کے ایسا بھاگا کہ بدایون کی آخری حد تک کہیں ٹھیرا
جسقدر اوس کا مال و اسباب انگریزی فوج کے ہاتھ لگا وہ لوٹ لیا - اور دوسرے دن سرحد بدایون
تک یہ فوج اوس کا پیچھا کرآئی - یہان پر شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان آپس کے شکوک کے باعث
یا معاہدے کے روپیون مین جھگڑا ڈالنے کے واسطے خاموش بیٹھے رہے - اور اپنی فوج کو کسی جانب بھی
بڑھانیکی کوشش نہ کی - جب انگریزی فوج بیساجی کے تعاقب سے واپس آئی تو اونکے ذمے کا کام بھی
اوسی کو پورا کرنا پڑا - چنانچہ سر رابرٹ بارکر نے اپنی فوج کو سنبھل کیجانب بڑھاکر ہلکر کی جماعت کو بھی بغیر کسی
مقابلے کے روہیلکھنڈ چھوڑنے پر مجبور کیا - یہ بیان روہیلکھنڈ گزیٹیر کا ہے - اور گلستان رحمت و گل رحمت
اور عبرت بخش وغیرہ فارسی کی تاریخون کے خلاف ہے - اونمین لکھا ہے کہ بیساجی سیندھیا کا انگریزی
فوج اور شجاع الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا اور ہلکر کی فوج کا پیچھا حافظ رحمت خان نے کیا - مگر ہلکر اس
تیزی سے نکل گیا کہ حافظ رحمت خان کی سپاہ جو تھکی ماندی تھی اوس کا تعاقب نہ کرسکی - ہلکر کی فوج کا
ایک حصہ سنبھل اور مرادآباد کو لوٹتا ہوا کر غرہ محرم ۱۱۸۷ ہجری کو قصبہ ... کے گھاٹ سے گنگا کو
اوتر گیا جسقدر سپاہ روہیلون کی گھاٹون کی حفاظت کے لئے متعین تھی اوسے خبر بھی نہ ہوئی ایسی

[illegible] [۱] ... [۲] ... گل رحمت ... صفحہ ۱۳۰ - دیکھو عماد السعادت ۱۲

ہوشیاری سے مرہٹے نکل گئے اور جو دستہ فوج کے تعاقب حافظ رحمت خان نے پھپوند کے قریب گنگا کو
عبور کر گیا حافظ رحمت خان تکو کے تعاقب سے معاودت کر کے شجاع الدولہ کے پاس چلے آئے۔
اس کام کو پورا کر کے ۱۷۷۳ء میں شجاع الدولہ روہیلکھنڈ سے فیض آباد کو واپسی کے ارادے سے رام گھاٹ پر
اس نیت سے ٹھیر گئے کہ بعض روہیلہ سرداروں سے موافقت پیدا کر لیں۔ احمد خان بخشی نے تلکو تیس
ہزار روپے دیے لوٹ مار کی بابت۔ احمد خان اپنے لشکر میں بھیجا۔ اور حافظ صاحب سے ملکر اور رخصت
چلکر نواب شجاع الدولہ کے پاس گیا جو ابھی رام گھاٹ پر پڑے ہوئے تھے اور ان سے عہد و پیمان وفا
داری کی قسم کے ساتھ کر کے رخصت ہوا۔ شجاع الدولہ نے احمد خان کو اپنی طرف سے نوابی کا خطاب
اور خلعت اور ہاتھی اور پالکی عطا کی۔ شجاع الدولہ فیض آباد میں داخل ہوئے۔

شجاع الدولہ اور حافظ رحمت خان میں جنگ پیدا ہونے کے اسباب

گلستان رحمت میں لکھا ہے کہ جب رام گھاٹ کی مہم میں مرہٹوں کو شکست ہو جانے کے بعد نواب شجاع الدولہ
اودھ میں گئے تو حافظ رحمت خان نے اپنے سفیر واپسی تمسک کے لئے اون کے پاس بھیجے۔ اونھوں نے
کہا کہ ہنوز ہاتھ دہرا کہ بیٹھے وعدہ واپسی تمسک کا نہیں کیا جا سکتا ہے۔ یہ تہمت ہے کہ شاہ مدن (جنکی معرفت
شجاع الدولہ نے مرہٹوں کی جنگ کے وقت واپسی تمسک کا وعدہ کیا تھا) گواہی کے لئے ملائے
گئے۔ اونھوں نے بھی کہا کہ واپسی تمسک کا وعدہ کیا گیا ہے۔ غرض سفیر حافظ صاحب کے بے نیل مرام
چلے آئے اور سارا حال حافظ صاحب سے گوش گذار کیا۔ اس وقت شجاع الدولہ پرگنات اٹاوہ اور
شکوہ آباد سے مرہٹوں کو نکال رہے تھے۔ حافظ صاحب نے اونکو لکھا کہ یہ پرگنے بادشاہ نے مجھکو جاگیر
میں دیے تھے میں لشکر لیکر اونکا بندوبست کرنے جاتا ہوں تجھکو ہی سے مرہٹوں کے ہاتھ میں وہ چلے گئے تھے۔
اس کا جواب شجاع الدولہ نے یہ دیا کہ آپ کا دعوے ان پرگنوں پر کچھ نہیں ہے میں انکو اسی طرح اپنے قبضے میں
رکھونگا جیسے اور ملک مرہٹوں سے فتح کر کے اپنے قبضہ میں رکھا ہے اس پر پھر حافظ صاحب نے کچھ لکھا
اونہوں نے جواب لکھا کہ پرگنات کی بابت پھر سوچونگا۔ اور جواب دونگا۔ بالفعل چالیس لاکھ روپیے
بابت تمسک کے ادا کیجئے یہ فقط بہانہ ملک روہیلکھنڈ پر قبضہ کر لینے کے لئے تھا۔ اور اونہوں نے سپاہ
کو جمع کرنا شروع کیا۔ حافظ رحمت خان نے اس کا جواب یہ دیا کہ جسقدر روپیہ آپنے مرہٹوں کو دیا ہے
وہ مجھ سے لے لیجئے۔ اسوقت حافظ صاحب کی حالت اچھی نہ تھی۔ بڑے بڑے سردار اونکی لڑائیوں میں

ہارے گئے تھے جو باقی تھے اونپر اعتبار نہ تھا۔ شجاع الدولہ نے حافظ صاحب کی درخواست منظور کی شاہ مدن کا شجاع الدولہ کے منہ پر یہ کہنا کہ واپسی ملک کا وعدہ کیا گیا ہے صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ یہ شاہ مدن پیرزادے حضرت غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں نہایت دانا اور خوش خلق تھے ابتدا میں صفدر جنگ کی صاحبت میں رہتے تھے۔ اور اوکے ہر ایک مشورے میں شریک ہوتے تھے۔ صفدر جنگ کی وفات کے بعد الہ وردی خان مہابت جنگ ناظم بنگالہ کے پاس چلے گئے وہان بھی عزت کے ساتھ رہی۔ جب بنگالہ خراب ہوا تو بھر اودہ مین چلے آئے شاہ آباد ضلع ہردوئی مین جو شاہجہانپور کے متصل ہے رہنے لگے۔ اور شجاع الدولہ سے توسل پیدا کرلیا۔ شجاع الدولہ اونکی عزت کرتے تھے۔ پھر خاص پور مین جو لکھنؤ سے پانچ کوس ہے سکونت اختیار کرلی۔ کیونکہ شاہ آباد کی سکونت مین اونکی نسبت شجاع الدولہ کو یہ شبہہ ہوتا تھا کہ یہ روہیلوں کی دوستی اور جنبہ داری رکھتے ہین۔ شاہ مدن کے ہان ہرسال حضرت محبوب سبحانی کا عرس ہوا کرتا تھا۔ ہندوستان کے شہرون سے ہزارون علما۔ طلبا۔ مشایخ۔ پیرزادے آتے اور شریک ہوتے۔ ان سب کی آمد و رفت کے مصارف شاہ صاحب کے یہان سے ادا کیے جاتے۔ اور اونکو کہانا دیا جاتا۔ تین روز تک بڑا انبوہ رہتا تھا۔ اور صبح سے شام تک آدمیونکو جنس تقسیم ہوتی رہتی تھی۔ کئی نقال اس کام پر مقرر رہتے تھے۔ بہت سے ننگے بھوکے اور بیراگی بھی اس مین شریک ہوتے تھے۔ ایسے لوگون کو سوا خوراک کے بنگ چرس بوزہ بھی ملتا تھا۔ تیس ہزار کے قریب آدمی جمع ہوتے تھے۔ روہیلے بھی اونکی پیرزادگی کیوجہ سے ہمیشہ تحفے بھیجتے رہتے تھے۔

عماد السعادت مین لکھا ہے کہ حافظ رحمت خان کو شجاع الدولہ سے ملال پیدا ہو جانے کی بڑی وجہ یہ تھی کہ دوآبہ گنگا و جمنا کے درمیان کا جسقدر ملک حافظ رحمت خان کا مرہٹون نے دبا لیا تھا اور مرہٹے دکھن کو چلے گئے تھے تو وہ سب شجاع الدولہ نے قبضہ کرلیا تھا۔ جبکہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کو لکھا کہ آپ وہ چالیس لاکھ روپیہ جو مرہٹونکی بابت آپکے ذمہ ہین ادا کیجئے حافظ صاحب نے جواب دیا کہ مین تمام ملک روہیلکھنڈ کا مالک نہین ہون۔ دوسرے سردار بھی یہانکے رئیس ہین اول آپ اونسے طلب کرین۔ مینے اونکو بہت کچھ سمجھایا وہ میری بات منظور نہین کرتے۔ اون روپیون مین سے میرے حصے مین بیس لاکھ روپیہ ہین تو اس کا تقاضا مجھپر کرنا آپ کو مناسب نہین۔ کیونکہ ملک دوآبہ جو میرا تھا وہ سب آپنے قبضہ کرلیا ہے۔ اور مین خاموش ہون۔ اس قدر ملک اس تھوڑے سے روپے مین گران نہین ہے۔ مین ایک روپیہ بھی نہین دونگا۔ آپ کا جو ارادہ ہو کیجئے مین مقابلے کو حاضر

ہون - تو انہین دستگیری مین حروف تاکید کی بحث مین حافظ رحمت خان کے اوس خط کے دو فقرے نقل کیے ہین جو اونہون نے شجاع الدولہ کو جواب مین لکھا تھا اون فقرون سے حافظ رحمت خان کی راے کا بخوبی اندازہ ہوسکتا ہے - کہ وہ دل سے صلح کے خواہان تھے - جنگ پر مجبوراً آمادہ تھے - وہ فقرے یہ ہین اگر با صلح کیشان ہم رنگ حکم الله و اگر باستیز و جنگ بسم الله - کتب تواریخ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ شجاع الدولہ کو روہیلون سے موروثی عداوت تھی - اور کبھی وقت وہ انکے شریک ہوجاتے تھے تو وہ کسی خاص مصلحت اور تقاضاے وقت کے سبب سے ہوتا تھا مگر فی الحال سفر رام گھاٹ مین جو کہ روہیلون نے شجاع الدولہ کے ساتھ عمدہ برتاو نہین کیا تھا - اور چالیس لاکھ روپیہ دینے کے دینے مین حیلہ و حجت کرتے تھے اسلیے شجاع الدولہ کے دل مین روہیلون کیطرف سے کینہ دیرینہ تازہ ہوگیا تھا[سلہ] - انکے علاوہ ایک امر تو ایسا واقع ہوگیا تھا جسنے شجاع الدولہ کو روہیلون کے خون کا پیاسا کردیا تھا - اولوالعزمی - ملک گیری بہانہ جوئی - بے مروتی اونکے ضمیر مین پڑی ہوئی تھی - روہیلون کے ضعف اور انگریزون کے بیجہ ولادی کی مدد نے اونکو روہیلونکی بیخ کنی پر بخوبی آمادہ کردیا تھا - ادھر روہیلون کا اتفاق بھی آپس کے نفاق کی وجہ سے باطل ہوگیا تھا - وہ امر جو شجاع الدولہ کو روہیلون سے عداوت پیدا ہونے کا قوی سبب تھا ایک خط کا واقعہ ہے جس کا بیان مختلف کتابون مین طرح طرح سے کیا گیا ہے - اور کچھ نہین ہوتا کہ اصل کیا ہے -

(**الف**) عماد السعادت مین لکھا ہے کہ منیر الدولہ رضا قلی خان حاکم الہ آباد نے حافظ رحمت خان اور دوسرے سرداران روہیلہ سے خط و کتابت کرکے اونسے دوستی پیدا کرلی - اور نواب شجاع الدولہ کا وہ خط جو اونہون نے بکسر کی شکست کے بعد قبل صلح کے انگریزون کے ساتھ مدد دینے کی بابت حافظ رحمت خان کو لکھا تھا کسی حکمت عملی سے طلب کرلیا - اور اوسکے سنہ ہجری کو بدلدیا یعنی بجاے ۱۱۷۸ ہجری کے ۱۱۸۶ ہجری بنا کر اپنا رسوخ اور کمال خیرخواہی جتانے کے لیے ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدیا جسکا مضمون یہ تھا - کہ اگر آج آفت ہمارے نصیب ہے کل کو تمھارے نصیب ہوگی یہ خیال ہرگز نکرنا چاہیے کہ یہ بلا ہمہی سے مخصوص ہے - اگر نصاریٰ کا ہاتھ یہان پہونچیگا تو ایک مسلمان متنفس کو بھی ہندوستان مین نہ چھوڑینگے - اسلیے صلاح یہ ہے کہ ہم اور آپ متفق ہوکر اس گروہ کو قبل اس سے کہ انکو قوت حاصل ہو جاے تباہ کردین ابھی فتنے کی ابتدا ہے - اگر انکو زور پیدا ہوگیا اور ہندوستان مین اپنا پانون انہون نے جما لیا تو ان کا یہان سے اوکھڑنا مشکل ہوجائیگا اسلیے انکا جلد استیصال کرنا چاہیے اگرچہ آپ کا ہمارے ساتھ شریک ہونا آپکی بھی سلامتی کا باعث ہے - لیکن مین روہیلون کو بچا کر

سلہ دیکھو جام جہان نما ۱۲

لاکھہ روپیے اپنے پاس سے دونگا۔ اور آپ کی ذات کے سوا کہ آپ مین صفات آدمیت ہین دوسرون کا قول قابل اعتبار نہین جب تک وہ لوگ عہدنامہ اپنی طرف سے مہر و نشان کے ساتھ مرتب کرکے نہ دینگے اون کا قول مسموع نہوگا۔ دوندیخان آپکے بھائی اگرچہ خوب آدمی اور شجاع بیشبہ ہین لیکن عقلمند نہین اسلئے اونکی بات قابل اعتبار نہین۔ جب تک اونکی مہری تحریر مستحکم اور ایمان کے ساتھ موکد نہوگی اونکی بات کی صداقت تسلیم نہین کرونگا۔ مسٹر ہسٹنگز صاحب گورنر اس خط کے مضمون سے بیحد برآشفتہ ہوئے اور شجاع الدولہ کو ایک خط شکایت آمیز لکھکر اس بات کی تحقیق کے لئے کلکتہ سے بنارس کو روانہ ہوئے نواب شجاع الدولہ بھی عین برسات مین بنارس کو گورنر سے ملنے کے لئے چلے اور جبکہ بنارس مین یہ دونون پہنچ گئے تو شجاع الدولہ نے ایلچ خان کی معرفت گورنر کے پاس صفائی اور خیرخواہی کے پیام بھیجے۔ گورنر نے وہ خط اپنے ایک معتمد کے ہاتھ شجاع الدولہ کے پاس بھیجا۔ شجاع الدولہ اپنی مہر دیکھکر بحر خجلت و دریاے حیرت مین ڈوب گئے۔ آخر محمد ایلچ خان کے ذہن مین یہ بات آئی کہ شجاع الدولہ سے کہا کہ آپ گورنر کو کہلا بھیجئے کہ واقعی یہ خط میرا ہے۔ مگر میں نے حافظ رحمت خان کو اوس وقت مین لکھا تھا جبکہ میرے اور سرکار کمپنی کے درمیان مین صلح نہوئی تھی۔ معاہدے سے پہلے جو کچھ لکھا اوس کا مضائقہ نہین یہ پرانا خط ہے تاریخ مٹا کر دشمنون نے ہمارے اور آپکے درمیان فساد پیدا کرنے کو بھیجا ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ دوندیخان حافظ رحمت خان کے بھائی اور ہمراہی کا اس مین ذکر ہے حالانکہ دوندیخان حاکم بسولی ۱۱۸۲ھ ہجری میں فوت ہو چکے ہین۔ اور اس خط مین ۱۱۸۶ھ ہجری مرقوم ہے اگر یہ خط دوندیخان کی وفات سے قبل لکھا گیا ہے تو جس نے یہ خط پیش کیا ہے اوس کا قول درست ہے اور اگر دوندیخان کی وفات کے بعد لکھا گیا ہے تو اوس سے یہ دریافت کرنا چاہئے کہ سوای اوس دوندیخان کے جو بسولی کا حاکم تھا کیا کوئی اور بھی ایسا دوندیخان ہے جو امرا اور روسا کے خطون مین لکھنے کے لائق ہو۔ جبکہ نواب شجاع الدولہ نے اس مضمون کا خط لکھکر گورنر کے پاس بھیجا تو گورنر کا دل صاف ہوگیا۔ گورنر کلکتہ کو چلا گیا۔ شجاع الدولہ فرخ آباد کو روانہ ہوئے۔ مگر حافظ رحمت خان کی طرف سے بہت ملال تھا کہ منیر الدولہ کو یہ خط کیون دیدیا حافظ رحمت خان یہ خوب جانتے تھے کہ منیر الدولہ شجاع الدولہ کا دشمن ہے۔ منتخب العلوم اور تبصیر التواریخ مین بھی اس بیان کو اسی طرح بطور اختصار کے لکھا ہے

(ب) انتخاب یادگار مؤلفہ منشی امیر احمد مینائی مین ہے کہ انگریزون کے ساتھ شجاع الدولہ کی صلح ہو گئی مگر کسر کی شکست کا داغ کسی طرح دل سے نہ مٹا اسلئے خفیہ فوج کی نگہداشت شروع کی۔ مقصود یہ تھا کہ فوج مرتب کرکے انگریزون سے پھر لڑینگے۔ جب فوج قریب ترتیب پہونچی۔ اپنے دوست سردارون کو

اس رازنت آشکار کرنا چاہا ایک خط حافظ رحمت خان کے نام بھی بھیجا جسپر شجاع الدولہ کے منشی سے سہو یا انتہا کی خیرخواہی کی وجہہ سے تاریخ لکھی نگئی تھی حافظ رحمت خان نے وہ خریطہ اپنے خریطے مین ملفوف کر کے گورنر جنرل کو بھیجدیا اور نواب فیض اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ نے عرضیات حافظ رحمت خان کی نسبت فاسد ہی ایک سفیر معتمد کے ذریعے سے شجاع الدولہ کو اطلاع دی اور جب گورنر جنرل اور شجاع الدولہ سے بنارس مین ملاقات ہوئی اور گورنر نے وہ خریطہ شجاع الدولہ کو الزام دینے کے لئے دکھلایا تو اونھون نے جواب دیا کہ بے شبہہ یہ تحریر میری ہی مگر اوس زمانے کی ہی کہ مجھسے اور سلطنت انگلشیہ سے معاملہ ہوا تھا۔ اور مکسر پر لڑائی تھی بعد صلح اور تحریر عہدنامہ کے ہرگز نہین لکھی گئی اب گورنر جنرل اور سب انگریزون نے دیکھا کہ واقعی اس تحریر مین تاریخ نہین ہی۔ گورنر جنرل اصل کار کو سمجھ تو گئے۔ مگر ثابت نہ کر سکے۔

درج ؎ اخبار حسن مین یون لکھا ہی کہ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین عنایت خان کی تعزیت کے لئے بریلی مین آئے۔ نواب شجاع الدولہ نے ایکدن تخلیہ مین حافظ رحمت خان سے کہا کہ مینے تمام افسران انگریزی کو گانٹھ لیا ہی۔ مناسب وقت یہ ہی کہ فرصت کو غنیمت جانکر انگریزون کو گرفتار کرلو۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ انگریز ہمیشہ ہمارے شریک رہتے ہین اونکے ساتھ یہ دغابازی فتوت کے خلاف ہی۔ شجاع الدولہ نے کہا کہ اگر یہ مناسب نہین ہی تو ظاہرا ان سے جنگ کرنا چاہیے۔ حافظ رحمت خان نے جواب دیا کہ یہ کام ہماری طاقت سے باہر ہے۔ اگر شاہ افغانستان مدد کرین تو انگریزون سے جنگ کرنا ممکن ہی۔ یہ مشورہ قرار پاکر شجاع الدولہ نے ایک عرضی تیمور شاہ ابن احمد شاہ درانی کی خدمت مین لکھی۔ اور ہندوستان کو تشریف لانے کی استدعا کی۔ اور وہ عرضی بھیجنے کے لئے حافظ رحمت خان کے حوالے کردی۔ بعد دو تین روز کے حافظ رحمت خان نے اپنے بھائی خان محمد خان اور عبداللہ خان کشمیری کو نواب شجاع الدولہ کے پاس بھیجکر وہ تمسک واپس طلب کیا جو نواب ضابطہ خان کے معاملے مین چالیس لاکھ روپے دینے کی بابت تحریر ہوا تھا۔ شجاع الدولہ نے واپس نہ کیا اوسکی واپسی مین صریح انکار تو نہ کیا۔ مگر تا تامل و لیت و لعل کیا کہ خان محمد خان نے دق ہوکر شجاع الدولہ سے رنجش کے کلمات کہے۔ شجاع الدولہ خان محمد خان کی تقریر سے ملول ہوئے اور دینا تمسک سے انکار کردیا۔ خان محمد خان نے بگڑ کر شجاع الدولہ کی وہ تحریر جو تیمور شاہ کے نام پر تھی جنرل چمپین کے حوالے کردی۔ نواب شجاع الدولہ اور جنرل چمپین اودھ کو واپس روانہ ہوتے اور جنرل صاحب نے وہ عرضی ہسٹنگز صاحب گورنر کے پاس بھیجدی۔ گورنر نے مقام بنارس مین

وہ عرضی شجاع الدولہ کو دکھائی شجاع الدولہ نے جواب دیا کہ فی الحقیقت یہ عرضی میں نے لکھی تھی لیکن اوس وقت
میں لکھی تھی جب مجھ سے اور انگریزوں سے یکسر لڑائی ٹھنی ہوئی تھی - حافظ رحمت خان نے بدنیتی
سے ایچ کرکے آپ کو میری طرف سے آزردہ کرنے کے لیے بھیجی ہے -

(د) مولوی سید علی احمد فرخ آبادی نے تاریخ فرخ آباد میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جو خطوط
شکست بکسر کے قبل حافظ رحمت خان کو لکھے تھے وہ حافظ صاحب نے چپکے سے [illegible] انگریزوں
کو بھیجا دیئے تاکہ شجاع الدولہ اور انگریزوں میں مخالفت پیدا ہو - انگریزوں کو شجاع الدولہ کی طرف سے
کدورت پیدا ہوئی - اور شجاع الدولہ نے یہ سمجھکر کہ شجاع الدولہ کی تخت کو [illegible] اور [illegible] نقاہت - [illegible]
اور [illegible] کو [illegible] اس کدورت کو اور زیادہ کر دیا انگریزوں [illegible] اس امر کی [illegible]
کے بعد آئے شجاع الدولہ نے اپنی [illegible] کی معرفت اونکے دل صاف کر [illegible] کہ یہ خطوط ایک
لڑائی کے بعد اور صلح سے قبل لکھے گئے تھے - اور یہ [illegible] دشمنوں کی سرکوبی
کے لیے تیار کی گئی ہے

فرح بخش میں لکھا ہے کہ جب گورنر ہیسٹنگز بنارس میں اس واقعہ کی تحقیق [illegible] تو شجاع الدولہ اوسکے
ارادے پر مطلع ہوکر اپنی عورتوں اور بچوں کے ساتھ [illegible] روانہ کئے اور [illegible] ساتھ
چلے گئے سو وہ [illegible] گورنر کی تواضع کیئے اور صفائی کرلی - بہرصورت اس حقیقت کی تحقیقات کا واقعہ
بنارس کے اندر ستمبر ۱۷۷۳ء میں ہوا - کیونکہ اس زمانے میں ہیسٹنگز کی اور شجاع الدولہ کی بنارس
میں ملاقات ہوئی تھی - ایک بڑا معاملہ اس ملاقات میں گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان سے ہوا کہ
کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جنکو زبردستی بادشاہ سے مرہٹوں نے اپنے نام لکھا لیا تھا - اور
بادشاہ نے مرہٹوں سے اونہیں بچانے کے لئے انگریزوں کے سپرد کردیا تھا - وہ اضلاع فروخت
کیے گئے - سرکار کمپنی کا مدت سے ارادہ تھا کہ ان اضلاع کو اپنی حفاظت میں نہ رکھے کیونکہ وہ اوسکی
حکومت سے بہت دور ہے - اور گورنمنٹ کا خرچ بہت پڑتا تھا - پانچ برس میں دو کروڑ روپیہ میں
خرچ ہوگیا تھا - اور آمدنی اسقدر نہ تھی اسلئے یہ امر قرین مصلحت معلوم ہوا کہ مرہٹوں کے ہاتھوں میں
اونکا جانا تو اندیشہ اور خوف سے خالی نہیں - بادشاہ میں خود یہ قابلیت نہیں کہ اونکو اپنے پاس
رکھ سکیں اسلئے وزیر کو دینا مناسب ہے - منشی ذکاء اللہ لکھتے ہیں کہ اسوقت اس بات پر خیال نہیں
کیا کہ بادشاہ نہ اوسوقت ان اضلاع کی حکومت کے قابل تھا جب اوسکو یہ اضلاع دیئے گئے
تھے - اور نہ کبھی وہ اس قابل ہوا ہے - مگر جس وزیر کو یہ اضلاع دیئے گئے ستم ہے وہ امر

کب اس قابل تہا کہ ان اضلاع پر بغیر انگریزوں کی دستگیری کے حکومت کر سکتا - کیونکہ گورنر خود لکھتا ہے کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ اپنے قدیمی ملک کی حفاظت بغیر ہماری استعانت کے نہین کر سکتا تو ان جدید اضلاع کی کیا وہ خاک کرتا مگر ہان ہم بہول گئے کہ بادشاہ روپیہ نہین دے سکتا تہا - اور وزیر دے سکتا تہا - اور گورنر کو یہ منظور تہا کہ جو معاملہ ہو اوس سے روپیہ پیدا کیجئے اس لئے اوس نے ان اضلاع کو بھی اپنی ٹکسال مین ڈہالکر روپیہ بنایا اور وزیر کے ہاتھ پچاس لاکہہ روپیہ کو فروخت کیا جس مین بیس لاکہہ روپئے نقد دیئے گئے - باقی دو برس کے وعدے پر پندرہ لاکہہ روپیہ اوسوقت کہ یہ اضلاع اونکے اضلاع مین بالکل شامل ہو جائین اس ملک کے بیچنے سے وہ بڑا خوش تہا جس مین چند برس ہوئے کہ سب دیکہہ چکے تھے کہ اوس نے اپنے عزیز رشتہ دار کو کیسی بے رحمی اور دغا بازی و بے ایمانی کر کے مار ڈالا تہا - اور گورنر نے ۲۶ لاکہہ روپئے بنگال اور بہار اور اوڑیسہ کی دیوانی کے خراج کے بادشاہ کو دینا بہی موقوف کر دیے اسی مقام پر وزیر سے یہ شرط بھی طے ہوئی کہ جب فوج سرکار کمپنی کی اونکی مدد کو آئے تو اوسکے اخراجات کی یہ صورت ہوگی کہ ایک برگیڈ کا خرچ دو لاکہہ دس ہزار روپیہ ماہواری سکہ رائج الوقت اودہ ہوگا - اور ہر برگیڈ مین اتنی سپاہ ہوگی دو پلٹن گورونکی - چہہ پلٹن سپاہ ہندوستانی کی ایک کمپنی توپخانہ کی - اس فوج کا خرچہ وزیر کے ذمے اوس تاریخ سے ہوگا جس تاریخ مین وہ اون کی حد مین پہونچے گی - اور اوس تاریخ تک ہوگا جس تاریخ تک وہ واپس حد ضلع بہار مین آئے - اور اگر کمپنی یا افسران انگریزی وزیر کی فوج کو طلب کرینگے تو کمپنی بھی اوسی طرح اوس کا خرچہ ادا کرے گی - یہ عہدنامہ ۷ ستمبر کو مکمل ہوا - گورنر نے اس ملاقات کے بعد ۱۴ اکتوبر کو کونسل کلکتہ کو یہ رپورٹ بہیجی کہ وزیر کو عناد دلی روہیلون سے تہی وہی میری ملاقات مین اونہون نے بیان کی اور استدعا کی کہ انگریز اونکی امداد کر کے روہیلون کے ملک پر قبضہ کرا دین - گورنر نے تامل اس کام کی حامی بھر لی - بلکہ شجاع الدولہ کو اوبہارا اس کام پر کیا مبلغ علیہ السلام روہیلون کے ستیاناس ملانے والے تھے اور انگریزون کے وہ حضرت پیر و مرشد تہی جو وہ کہتے تھے - کمپنی کو اس کام کا کرنا اپنی اغراض کے واسطے ضرور تہا - گو کبھی بیچارے روہیلون نے کمپنی کو نہین ستایا - اور کوئی آپسے بگاڑ کی بات نہین کی - مگر حضرت بڑے مصلحت سب کچھہ جائز ہے - اودہر انگلستان سے کورٹ ڈائرکٹرز کی چٹھی پر چٹھی آتی کہ روپیہ بھیجو روپیہ بھیجو

اور سپاہ کا خرچ کم کروادے یہان فوج کی تنخواہ کا بہ جڑھنا فصلون کا کم
ہونا کاشتکارون کا بھاگنا۔ آمد کا خرچ سے کم ہونا سوا کڑور روپیہ کا قرض
پھر اوس کا سود بر سود چڑھنا کیا کیا آفتین تھین۔ یہ وقت بہت نازک تھا۔ اس لئے آپس مین
معاہدہ ہو گیا کہ چالیس لاکھ روپئے نواب وزیر نقد دین اور سپاہ جب تک اون کے
کام مین رہے سارا خرچ اوس کا ماہوار ادا کرین۔ گورنر خود لکھتا ہے کہ اس معاہدے سے
ایک تہائی خرچ سپاہ کا جب تک وہ شجاع الدولہ کے کام مین لگی رہے گی کم ہو جائیگا
اور چالیس لاکھ روپیہ سے خزانہ معمور ہوگا۔ اور وزیر کے ہمسایہ بد سے نجات ہوگی۔
اور اون کا ملک محفوظ ہو جائے گا۔ انگریزون کو روپیہ کا اور وزیر کو ملک کا فائدہ تھا
مگر بنی نوع انسان کے ایک گروہ شریف کا برباد کرنا اپنے آرام اور فائدے کے لئے
جب تک ضرورت اشد داعی اور عدالت کا مقتضے نہو بڑے حیف کی بات ہے۔ اور ایسے
ہی کامون کے کرنے والے ظالم اور بے رحم کہلاتے ہین۔ عدالت اور ضرورت
جو اس نے عذرات اس حرکت کے لئے پیش کرتے ہین وہ عجیب وغریب وضعیف و کمزور ہین
عدل اور انصاف کا یہ کہنا کہ روہیلون کے سردارون نے زر موعود کے ادا کرنے مین حیلہ
حوالہ بتلایا یا انکار کیا محض ناانصافی ہے اسلئے کہ یہ زر موعود ملک کی حفاظت کرنے اور مرہٹون
کے نکالنے پر موعود تھا جبکہ مرہٹون کی یورش کا برابر کھٹکا لگا ہوا تھا۔ اور روہیلون کو اونکی
طرف سے اطمینان خاطر حاصل نہوا تھا وہ ایک ایسے شخص کو روپیہ کیونکر دیدیتے جو پھر بھی ذرا
دو نکے دفع کرنے مین اونگلی بھی نہ ہلاتا۔ وزیر ابھی زر موعود کس منہ سے مانگتے تھے
کہین بھی یہ انصاف ہے۔ روہیلے ایسے شخص کو جو اون کے استیصال کے درپے ہو
کیسے روپیہ دیدیتے اوس آگ کو کیونکر مشتعل کرتے جو اونھین بھسم کرتی اپنے پیرون مین
آپ کیون کلہاڑی مارتے پھر عدل اور انصاف کا روہیلون پر یہ الزام لگانا کہ اونھون نے مرہٹون کی
امداد کی تھی محض غلط ہے۔ وہ ساری اپنی سپاہ اونسے لڑنے کے لئے آمادہ رکھتے تھے۔ مگر
کہین ایسی ضرورت آن پڑی کہ اونھون نے کہا اب ہم بالکل مرہٹون کے ہاتھ سے غارت
ہوتے ہین تو کچھ دیکر اونکی آتش غضب کو دھیما کر دیا۔ حق پوچھئے تو روہیلے مرہٹون کی مدد نہ کرتے
تھا مرہٹے روہیلون کے ملک کو تاخت و تاراج کرتے تھے۔ اگر یہ اونسے ملجاتے تو وزیر اور اونکے ملک کی خیر نہ تھی مرہٹے اون کے
ملک کا یہ حال کرتے کہ کسی گھر کے چولھے مین آگ اور گھڑے مین پانی تک نہ چھوڑتے وزیر نے اگر

جیسے یہ چیزے کچھ روہیلونکی مدد کی تو یہ عین اونکی ملک کی حفاظت تھی۔ انگریزونکو روپیہ
کی ضرورت او نیز یہ غرض نہین کرتی تہی کہ وہ روہیلونکا استیصال لڑائی سے کرین استیصال کرنا
تو عقلا بہی نامناسب تہا گورنر خود لکھتا ہی کہ وزیر ایسا ضعیف العقل اور کمزور ہے کہ وہ اپنے قدیمی
ملک کی حفاظت بے استعانت انگریزون کے نہین کرسکتا اس لیئے اوس کا ملک بشرطیکہ سرکار
کمپنی کی گرد نیز ملک کی حفاظت کا بوجھ رکھتا ہی۔ بنارس ہو گورنر کلکتہ کو گیا اور تمام معاملات کی
کونسل اور کورٹ آف ڈائرکٹرز کو اطلاع دی۔ مگر روہیلونکے استیصال کی خبر مخفی رکہی اور شجاع الدولہ کو
بہی طرف سے اوس کے لیئے اوکسا تے رہے۔ ہیسٹنگز جو ہندوستان کا گورنر جنرل تہا اور اپنی
کونسل کے ساتھہ شریک ہوکر سارے انگریزی علاقونکا حاکم اعلے تہا اوسکی کونسل مین پہلے
یہ لوگ ممبر مقرر ہوتے تھے فرن سسنس جو بعد اسکی سر فلپ فرن سسنس ہوا اور کرنل مون سسن اور
اور جنرل کلیورنگ اور بارول کلکتے مین آنکر ہیسٹنگز صاحب نے ایک اور بڑا کام کیا جس کے بڑے
عمدہ عمدہ نتیجے حاصل ہوتے۔ اب تک یہ دستور تہا کہ ہندوستانی ریئسون سے جو خط کتابت
ہوتی تھی وہ اون افسران جنگی سے ہوا کرتی تھی جو وہان اوس مقام پر ہوتے تھے اس سبب سے
سارا اختیار افسران جنگی کے ہاتھ مین تھا اس لیئے گورنر جنرل نے بیان کیا کہ اسطرح بھی کوئی
اندیشہ نہین ہی۔ مگر وہ خالی از تکلیف نہین۔ بہتر یہ ہی کہ ریاست ہائے غیر سے جو سول گورنمنٹ
کا افسر ہو وہ خط و کتابت کیا کرے۔ اوہنون نے یہ بھی ذکر کونسل کے روبرو کیا کہ ہم مین اور شجاع الدولہ
مین باتفاق رائے یہ امر قرار پایا ہی کہ خط و کتابت کے لیئے اور بہت سے معاملات کے انفصال کے
واسطے جن مین تجربات سے پہیلا پڑ جاتا ہی ایک ایجنٹ مقرر ہو کہ وہ ہمیشہ اونکے ساتھ رہا کرے اور
اوسکے مقرر کرنے کا فقط مجہی ہی اختیار دیا جاوے اور مین ہی اوس سے خط و کتابت کیا کرون اور
اوسمین کوئی اور دخل انداز نہو کونسل نے سب باتون کو مان لیا اور گورنر نے مسٹر مڈلٹن
کو کچھ اوسکی تنخواہ مین اضافہ کرکے ایجنٹ اپنا مقرر کیا۔ کہ وہ شجاع الدولہ کے ساتھ اپنی در
خفیہ خط و کتابت شجاع الدولہ سے کیا کرے۔ کچھ عرصے کے کونسل کے ممبر وہین ہو فرن سسنس
اس بات پر کہ تمام تحقیقات معاملات اودہ کی ہیسٹنگز صاحب نے اوسکو ند کہا مین افروختہ خاطر ہوکر
ہیسٹنگز سے سخت جہگڑا کرنے لگا۔ اور اوسکی ساری تدبیرون کو کاٹنے لگا۔ اور مون سسن اور
کلیورنگ بہی اسی کا دم بہرنے لگے۔ اسلیئے کونسل مین انکا فریق غالب تہا اور صرف بارول جنہے
تہوڑی مدت تک ساتھ دیا تہا ہیسٹنگز کا طرفدار تہا۔ فریق غالب نے مڈلٹن صاحب کو لکھہ بہیجا کہ تم ہم سے

ساری حفظ وکتابت رکھو اور پھر تھوڑے دنون بعد یہ تجویز ہوئی کہ اوس کو اودہ سے واپس بلالین - اسپر ہسٹنگز نے کہا کہ یہ حرکت مت کرو اس سے سارے ہندوستانیوں کی نظر مین گورمنٹ کی آشفتگی خاطر ظاہر ہوجاے گی اور نواب وزیر جو اپنے ذہن مین بالکل یہ سمجھے بیٹھے ہین کہ گورنر جنرل ہی کو سارا اختیار رہے اوسکو ساقط الاعتبار جاننے لگین گے اور اس سے تمام حالات مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوگا مگر کسی نے نہ مانا چونکہ فریق مخالف کی تعداد زیادہ تھی اس لئے اونکی راے کو غلبہ رہتا تھا گورنر کے سارے اختیارات جاتے رہے ساری گورمنٹ کا اقتدار مخالف ممبرون کے ہاتھ مین آگیا - ہسٹنگز صاحب کو ناچار نواب وزیر کو لکھنا پڑا کہ اس ایجنٹ کو واپس بھیجدو ایک اور ایجنٹ اونکے پاس پہنچتا ہے -

نواب شجاع الدولہ کا اٹاوہ وغیرہ محالات دوآبہ پر قبضہ کرنا اور ریاست فرخ آباد کو اپنا خراجگذار بنانا اور نواب ضابطہ خان کو بھی اپنے ساتھ متفق کرلینا

بنارس مین ہسٹنگز صاحب سے ملاقات کرکے شجاع الدولہ فیض آباد کو چلے گئے اسوقت اتنی ایسی سخت بارش ہورہی تھی کہ پرندون کا اوڑنا دشوار تھا - تھوڑی سی برسات باقی رہی تھی وہ موسم وہان بسر کرکے شروع موسم سرما مین گنگا پر پل بندھوا کر اوس کو عبور کیا - اور دوآبے کیطرف کوچ کیا - اور محالات متعلقہ اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرنا شروع کیا جو مرہٹون کے قبضے مین تھے انشاے فیض بخش مرتبہ محمد حنیف ابن غلام سرور مین ایک عبارت مندرج ہے - جس سے اس مہم کی کچھہ تفصیل معلوم ہوتی ہے - اس کتاب مین لکھا ہے کہ شجاع الدولہ نے قریب پچاس ہزار پیادہ وسوار کے ہمراہ لیکر ۲ - رمضان ۱۱۸۷ھ ہجری کو فتح اٹاوہ کا ارادہ کیا - اور اٹاوے سے چارکوس اسطرف مقام کیا - نواب کا گذر ایک گانون مین ہوا یہان چار تلنگون کو لوٹ کھسوٹ مین مصروف دیکھا - نواب نے چارون کی گردن اوڑوادی کیونکہ نواب نے حکم دے رکھا تھا کہ کوئی فوجی آدمی کسی کو رعیت مین سے نہ ستاے - اسی مقام پر سنا کہ چار پانچ ہزار مرہٹے قلعہ اٹاوہ مین لڑائی کا سامان جمع کرکے جنگ کے لئے مستعد ہین نواب نے حکم دے

مرتضےٰ خان ۔ محمد بشیر خان اور لطافت علیخان اور محبوب علیخان نے توپخانہ و فوج لیکر محاصرہ کیا۔ مرہٹون نے بھی دیوار قلعہ پر پانچ چھہ توپین چڑہا کر مقابلہ شروع کیا۔ مگر نواب کی فوج نے ایسی دلیری سے حملہ کیا اور اتنی آتشباری کی کہ مرہٹونکی توپ بیکار ہوگئی اور اونکو یہانتک تنگ پکڑا کہ ۲۹۔ رمضان کو اوہنون نے اطاعت کا پیام دیا۔ ہری دت پنڈت مرہٹون کا افسر اس قلعہ مین حاکم تہا اوس نے بذریعہ محبوب علیخان کے عفو قصور کرکے قلعہ خالی کردیا نواب نے بہیتی عید کی۔ نواب نے ہری دت کو خلعت عطا کیا اور وہ دکن کو چلا گیا میر سید علی داروغہ بلیلق کو نواب نے لڑائی کے وقت یہ حکم دیا تہا کہ تم دریاے جمنا کو عبور کرکے اوس پار مقیم ہو جاؤ تا کہ مرہٹون کی کوئی فوج ادہر سے عبور کرکے قلعہ کیطرف مدد کے لئے نہ آسکے اور نہ ادہر کی رسد پہنچ سکے اتفاقاً ایک مرہٹہ سردار ہاتھی پر سوار چارسو سوار اور بار برداری اور اونٹونکو ساتھ ادہر کو آتا ہوا نظر آیا سید علی نے اس جماعت کو گہیر کر بارڈہو نبر رکھ لیا بہت سے آدمی مارے گئے اور باقی نے اطاعت کرکے ہتہیار ڈالدے میر مذکور نے اونکو رہا نہ کیا۔ بلکہ اوسی حالت مین نواب کے پاس لایا۔ نواب نے اونکے سردار کو خلعت اور دوسرون کو خرچ راہ دلوا کر چہوڑدیا۔ اور اون کے مال و اسباب ذاتی سے کوئی مزاحمت نہ کی ۲۔ شوال کو نواب شہر مین داخل ہوے اور یہانپر فرخ آباد اور روہیلکہنڈ کے بہت سے رئیس نواب سے ملنے کو آئے۔ بال گوبند وغیرہ اٹاوے کے ساہوکارون نے نواب کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا جب قلعہ سے لڑائی ہوتی ہے ہماری آبادی کو نقصان پہنچتا ہے۔ نواب وزیر نے حکم دیا کہ قلعہ کو منہدم کردو اور حاکم کے رہنے کی جگہ شہر مین بنوائی۔ اٹاوے کو فتح کرکے فرخ آباد کی طرف کوچ کیا اور اوس کے متصل پہنچکر مظفر جنگ خلف احمد خان بنگش کی تالیف قلب کی جسکی عمر اوس وقت ۱۳ خواہ ۱۴ برس کی تھی اور اپنے بیٹے کو احمد خان بنگش کی تعزیت کے لئے فرخ آباد کو بہیجا اور اوس کو اپنا خراجگذار کرلیا۔ سنہ ۱۱۸۵ ہجری مطابق سنہ ۱۷۷۱ع مین یہ نواب بنگش اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہوا اور اس امر کی خاص وجہ ہمکو دریافت نہین ہوئی اوس وقت سے نواب شجاع الدولہ کو سالانہ چار یا ساڑہے چار لاکہہ روپیہ فرخ آباد سے ملنے لگا۔ بعد چندے ایک جز اس خراج کا انگریزی فوج کے کمپو کی تنخواہ کے لئے مقرر کیا گیا جو کہ فتح گڈہ مین متعین تھی[۱] ۔ آردن صاحب تاریخ فرخ آباد سے

[۱] دیکھو فرح بخش و گیان پرکاش ۱۲

یہ معلوم ہوتا ہی کہ رحمت خان مظفر جنگ کا مدار المہام اٹاوہ فتح کرنے مین بہی شجاع الدولہ کا شریک ہوا تہا نواب مظفر جنگ نے بذات خود اٹاوہ جانے مین اصرار کیا اور وہان نواب وزیر اوسکی ساتھ تعظیم و تکریم سے پیش آے اور ہمراہ نواب وزیر کے نواب مظفر جنگ ضلع علیگڈہ مین کوڑیا گنج و بردو گنج کو روانہ ہوا اوس سال مین محرم کی رسومات اوسی ضلع کے مقبہ جلالی مین جو کہ شیعون کی بستی ہے انجام دئے گئے - ایک حکایت یہ ہی کہ نواب مظفر جنگ اسی موقع پر شیعہ ہوگیا - فی الحقیقت امر غرائی مین نواب شجاع الدولہ نے پرگنات فرخ آباد جنوبی ضلع قنوج مین سے تالگرام[1] و تروا و بہتھیا اور سکت پور[2] اور کسی قدر حصہ سارخ سے مرہٹون کو بیدخل کر دیا جو حصہ ملک کا کہ اسطرح سے اودہ مین شامل کیا گیا تہا وہ کل فرخ آباد مین کالی ندی کے دکہن شامل ہو گیا ماسواے چہبرامئو[3] و سکراوہ[4] کے اور شاید بہت سے حصے سارخ کے ان دو پرگنون مین شامل ہین - بعد تہوڑے عرصے کے الماس علی خان خواجہ سرا جو اوس زمانے کا مشہور شخص تہا ملک مفتوحہ کا حاکم مقرر کیا گیا - عام نتیجہ اوسکی حکومت کا یہ تہا کہ اوس نے اپنے ماتحتون کو یہ جرات دلائی کہ راجپوتون کی زمینین جنکے وہ قدیم سے مالک تھے چہین لین راجہ تروا اور بہتھیا او چودہری بشن گڈہ کو اس کارروائی سے کل جاہ و منصب پیدا ہوا کالی ندی کے جانب شمال جہانتک نواب بنگش کا علاقہ تہا وہان کوئی متعلق اوس قسم کا اضافہ اوس ظالمانہ کارروائی کا نہین ہونے دیا - ریاست مین تفرقہ ہونے سے بڑا اختلاف زراعت کی حالتون مین پیدا ہوا - اس مین شبہہ نہین کہ اس دریا کے اوتر کنارے کے رہنے والون کی بہ نسبت دکہن کے کنارے کے رہنے والونپر انتظام حکومت زیادہ تر خراب ہو گیا -

عماد السعادت مین لکہا ہے کہ جب نواب مظفر جنگ اودہ کی سلطنت کا خراجگذار ہو گیا - تو حافظ رحمت خان والی بریلی نے مظفر جنگ کو اس مضمون کا خط لکہا کہ ہم پر کیا مصیبت آئی تہی جو شجاع الدولہ کی اطاعت کر لی اور ایک مغل کے خراجگذار ہوگئے اور پٹہانون کا نام ڈبو دیا کاش تمہاری جگہ نواب احمد خان کے لڑکی پیدا ہوئی ہوتی - اگر تم فرخ آباد سے نہ نکلتے - اور اپنی جگہہ پر بیٹہے رہتے تو

[1] تحصیل چہبرامئو ضلع فرخ آباد مین ہی اوس زمانہ مین اسمین علاقہ بہتہیا و تہا شامل تہا ۱۲ [2] تحصیل تروا ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ [3] ضلع فرخ آباد مین ہی ۱۲ [4] تحصیل تہا ضلع فرخ آباد مین ہے ۱۲

شجاع الدولہ اپنے اوس لشکر اور خدم حشم کے ساتھہ تمہارا کچھہ بھی نہ کر سکتے اگر وہ فرخ آباد کا مقصد کرتے تو ایک لاکھہ پٹھان تمہاری مدد کو مستعد تھے اسقدر خوف اور بزدلی کیون کی فتح اور شکست خدا کے اختیار مین ہے ۔ خدا بخشے تمہارے باپ نواب احمد خان نے اپنی تھوڑی سی فوج کے ساتھہ نواب صفدر جنگ سے جنکی مدد کو تمام ہندوستان موجود تھا مقابلہ کیا اور فتحیاب ہوتے ۔ افسوس ہمپر کہ اپنے باپ کی روح کو صدمہ پہنچایا اور ہم لوگون کو بے شمار کر دیا نواب مظفر جنگ نے وہ خط شجاع الدولہ کے پاس بھیجدیا جو اُسے دیکھکر بہت آزردہ ہوئے درج بحث ہی لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ مظفر جنگ کو اپنے ساتھہ لیکر علیحدہ اور کوشیا گنج کے نواح مین پہنچے چند روز وہان قیام کیا اور نواب ضابطہ خان کو نرم و چرب باتین لکھکر اپنے ساتھہ اپنے پاس بلایا اور دونون نواب اپنے تمام خدم و حشم کے ساتھہ نواب شجاع الدولہ کے متبع ہوگئے ۔ حالانکہ انکے باپ شجاع الدولہ کو کبھی خیال مین نہ لاتے تھے ہمیشہ مقابلے پر آمادہ رہے انہون نے عزت و حمیت کو خیرباد کرکے اپنے باپون کا نام ڈبو دیا اور شجاع الدولہ کے سلامیون اور مجرائیون مین داخل ہوگئے دبدبہ امارت و حکومت کو ہاتھہ سے کہو بیٹھے

شجاع الدولہ کی نجف خان کے ساتھہ چالبازی

۱۱۸۰ ہجری مین نجف خان ذوالفقار الدولہ نے نول سنگھہ جاٹ والی بھرتپور کے ملک کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اور اوسکو شکست دیکر مقابلے سے بھگا دیا نول سنگھہ ڈیگ مین بیٹھا جگر مین ہوا قلعہ اکبرآباد پر جاٹون کا قبضہ تھا اور بھرتپور کی ریاست کیطرف سے دان شاہ وہان پر نجف خان کا مقابلہ کرتا تھا نجف خان نے قلعہ کا بخوبی محاصرہ کرکے محصورین پر بڑی شدت کی اور قلعہ پر توپون سے آتشباری کرائی شجاع الدولہ نے نجف خان کے ہاتھہ سے نول سنگھہ کی ہزیمت کی خبر سنکر یہ خیال کیا کہ آگرہ بھی نجف خان ضرور فتح کرلیگا ۔ فوراً فیض آباد سے کوچ کرکے اٹاوہ وغیرہ پر قبضہ کرلیا اور چونکہ اونکو ذوالفقار الدولہ کیطرف سے بیحد کدورت تھی اسلیئے ایلچ خان کو بادشاہ کی خدمت مین بھیجکر عرض کرایا کہ اس خانہ زاد کے ذریعے سے جاٹون کا پیشکش قبول فرمایا جاوے اور اون کا قصور معاف ہو جاتے ۔ حضور کی خوشنودی نول سنگھہ کی بڑی آرزو ہے ۔ بادشاہ نے اس موقع بڑی دانائی کی کہ شجاع الدولہ کی

ہم اور قوم کی ننگ و عار کو چھوڑ دیا پھر تھوڑے ہی عرصے میں جو کچھ اس کا نتیجہ پایا وہ تمام عالم پر روشن ہے حاجت تحریر نہیں

درخواست پر التفات نہ کیا ذوالفقارالدولہ سے مجدالدولہ بھی رنجیدہ تھا اوس نے
نواب ضابطہ خان کو موافق کرکے اور بادشاہ سے عرض کرکے ملک آن طرف جمنا کہ نواب
ضابطہ خان کے سپرد کرادیا ضابطہ خان وہان جاکر ذوالفقارالدولہ کی دل آزاری
کی فکر کرنے لگے ۔ جبکہ وزیر نے دیکھا کہ میرا اوس سے نہ چلا تو انہون نے ریاکاری سے دلی
دشمنی کو ظاہری دوستی سے بدلدیا ۔ اور ذوالفقارالدولہ سے محبت کا سلسلہ جاری کیا
اور اوس سے ملاقات کرکے جوزف صاحب فرنگی کو توپخانہ اور پلٹن دیکر اور بسنت علی خان کو
ہمراہ کرکے مقام[1] اٹاوہ سے اکبرآباد کے قلعہ کے فتح کرنے مین مدد دینے کو بھیجا اور
اسوجہ سے بادشاہ کا دل ذوالفقارالدولہ سے مکدر ہوگیا کہ ہماری مرضی کے بغیر ایسے
کیون اتفاق کیا[1] غرضکہ شجاع الدولہ ملک میانہ دوآب پر قبضہ کرکے فرخ آباد ہوتے ہوئے
گنگا کو عبور کرگئے اور حافظ رحمت خان سے لڑائی کا بندوبست کرنے لگے ۔ نواب نجیب الدولہ
کے مرنے کے بعد سارے روہیلون مین کوئی شخص حافظ رحمت خان کی برابر معزز اور
دانشمند نہ مانا جاتا تھا ۔ مگر اسوقت وہ خود محصرون مین مبتلا ہو رہے تھے ۔ سیر المتاخرین
کا مصنف لکھتا ہے کہ شجاع الدولہ کو پٹھانون کے ساتھ قدیم سے عداوت تھی اس نے
روہیلون کے استیصال کا ارادہ کیا ۔ اور جسقدر محبت و اخلاص نواب سعد اللہ خان اور
عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے ساتھ اونکو تھا بالکل فراموش کردیا ۔ عنایت خان
پانچہزار فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کا شریک تھا جبکہ عظیم آباد پر انگریزون سے اونکو
جنگ پیش تھی ۔ یہ سب احسانات اونہون نے بالائے طاق رکھکر ۔ اور مسٹر ہسٹنگز
صاحب گورنر کو چالیس لاکھ روپئے رشوت مین دیکر اور فوج خرچ مقرر کرکے حافظ رحمت خان
سے جنگ کے لئے اپنا شریک کرلیا ۔ گورنر کو اگرچہ کمپنی کی طرف سے یہ حکم نہ تھا
کہ اپنے ممالک مقبوضہ اور شجاع الدولہ کے ملک سے جو کرمناسا اور حدود صوبہ اودھ
و الہ آباد سے آگے کو قدم رکھے اور بے سبب دوسرون کا ملک فتح کرنے
کے لئے لڑائی مین انگریزی فوج کو لگاتے ۔ اور نہ یہ حکم تھا کہ شجاع الدولہ کے لئے کسی کا
ملک فتح کریے ۔ اوسکا کونسل کا صرف یہ حکم تھا کہ اگر کوئی شجاع الدولہ کے . . . .

---

[1] دیکھو گلستان رحمت صفحہ ۱۲ سطر ۵ و دیکھو مرأۃ آفتاب نما ۱۲

ملک پر حملہ کرے تو فوج انگریزی مدد کے لئے روانہ کر کے دشمن کے حملون سے اوس ملک کو محفوظ
رکھے اور اگر کوئی انگریزون کا دشمن منجملہ اودہ عظیم آباد مین قدم رکھے تو شجاع الدولہ انگریزونکی شرکت
کرین کیونکہ سرکار کمپنی نے سمجھ رکھا تھا کہ پٹھانون کا ملک ہمارے اور شجاع الدولہ کے ملک کا سد راہ
اور فدیہ ہے جو کوئی اوسکا قصد کرے گا پہلے روہیلے ہی اپنے بچاو کے لئے اوس سے لڑینگے
مگر گورنر بعض فوائد کی وجہ سے شجاع الدولہ کا شریک ہوگیا۔

اپنے دوست انگریزونکی مدد سے شجاع الدولہ کی روہیلکھنڈ پر چڑہائی حافظ رحمت خانکی تباہی

جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلونکو اوسی طرح غافل پایا جیسے سال بھر قبل مرہٹونکی چڑہائی کے وقت پایا تھا تو اون
چالیس لاکھ روپیون کے پورا کرنے کے واسطے جو بابت عہدنامہ کے مرہٹون کے مقابلے مین
مدد دینے کی بابت روہیلون سے وہ طلب کرتے تھے اور حافظ رحمت خان نے اونکے دینے
سے انکار کیا تھا بلکہ بعض روہیلہ سردارون نے اس عہدنامے کے اقرار سے بھی مخالفت ظاہر
کی تھی روہیلکھنڈ کو اپنے ملک مین شامل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔ تنقیح الاخبار اور مرات آفتاب نما
مین ذکر کیا ہے کہ شجاع الدولہ نے ۱۱۸۷ ہجری مین شاہ عالم بادشاہ کو بھی لکھا کہ اگر حضور روہیلون
کے ملک پر چڑہائی کرین تو [illegible] کئی لاکھ روپئے ایلچ خان کی معرفت نذر کرونگا۔ اور خالصے کے
علاقے پٹھانون کے ہاتھ سے نکال لیگا۔ ذوالفقار الدولہ نجف خان کو بھی اس فوجکشی مین ساتھ
لانا چاہئے۔ حافظ رحمت خان نے جو اپنے ملک سے مرہٹون کے نکالدینے کے واسطے
مجھسے کمک چاہی تھی۔ اور اوس کے عوض روپئے دینے کا وعدہ کیا تھا اب اوس رقم کی ادائی
مین کچھ معاملگی کرتے ہین۔ بادشاہ نے شجاع الدولہ کے ساتھ روہیلون پر لشکر لیجانے
کا وعدہ کر لیا اور اپنی فوج لیکر قلعہ سے روانہ ہوئے۔ دریائے جمنا کے دوسرے کنارے خیمے
کھڑے کرائے۔ اور نجف خان کو حکم دیا کہ اوسکی فوج ہماری لشکر کا ہراول رہے۔ اوسی دن بادشاہ کو
تپ آگئی اسلئے وہ تو قلعہ کو لوٹ گئے نجف خانکو فوج دیکر ایلچ خان کے ساتھ روانہ ہونے کا حکم دیا شجاع الدولہ
نے احمد خان بخشی پسر بخشی سردار خان اور محب اللہ خان اور فتح اللہ خان ابنای دوندیخان سے بھی
اس معاملہ مین سازش کر لی کیونکہ اکثر بدایون کا حصہ ان لوگون کے قبضے مین تھا بلکہ انتخاب یادگار سے

ثابت ہی کہ روہیلونکی نسبت اس فتنہ پردازانہ سازش میں نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی شریک تھے۔ مگر اون پر محض افترا ہے۔

۸ - نومبر ۱۷۷۳ء کو یکایک شجاع الدولہ نے گورنر کو لکھا کہ روہیلونکے استیصال کے واسطے جو وعدہ امداد کا کیا گیا ہے اوسکا ایفا ہو اس یکایک درخواست سے گورنر چکرا گئے۔ ابتک کونسل کو کچھ خبر نہ تھی۔ غرض بہت تکرار و مباحثے کے بعد یہ بات ٹھیری کہ سپاہ کمک کے لئے بھیجی جائے اور شرایط سپاہ بھیجنے کی وہی رہیں جو گورنر اور شجاع الدولہ کے درمیان ٹھری تھیں اسوقت گورنر اپنی معذرت کو وہ کہا گیا کہ اوس نے اپنے ہمراہیوں کو اس امر کی ترغیب دی کہ وہ کورٹ آف ڈائرکٹرز پر یہ بات ظاہر کریں کہ شرائط کمک سرکار کمپنی کے حق میں نہایت فائدہ مند ہیں۔ اور وزیر ایک بارگذار ہیں اس لئے ظن غالب ہے کہ وزیر اونکو منتشر بھیجنے اور سپاہ انگریزی کو لڑائی میں نہ بھیجنا پڑے گا اس لئے اس کا نتیجہ وہی ہوگا جو انگلش گورمنٹ نے اپنے ارکان کی مرضی ہے کہ لڑائی سے جہانتک ہو سکے احتراز کیا جائے۔ اگرچہ لندن میں کورٹ ڈائرکٹرز نے روہیلوں کی ایذا میں سپاہ بھیجنے پر لعنت ملامت کی۔ مگر بعد سوچ بچار کے آخرکار اوس عہدنامے کو جو بنارس میں ہوا تھا منظور کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ جب ہسٹنگز گورنری ہندوستان سے مستعفی ہونیکے بعد ولایت کے ہوس آف کامنز (دیوان وکلائے عام) میں ۴ - اپریل ۱۷۸۶ء کو اونپر الزام سام کے لئے سرکار کمپنی کی فوج سے شجاع الدولہ کی مدد کرنے پر سخت الزام لگایا گیا۔ ۲ - جون ۱۷۸۶ء کو یہ الزام یوں ضعیف ہوا کہ اوسکو کورٹ ڈائرکٹرز نے منظور کرلیا تھا۔

اس مدد کے عوض میں شجاع الدولہ نے انگریزوں کو چالیس لاکھ روپے دینے کا وعدہ کیا تھا سرکار کمپنی کی سپاہ بنگال کے تین برگیڈوں میں سے جو دوسرا برگیڈ الہ آباد میں رہتا تھا۔ اوس کو حکم ہوا کہ شجاع الدولہ کے لشکر سے جا کر ملے۔ کرنیل چمپین جو کمانڈر انچیف تھا اور جسکو سالاری لڑائی کا اہتمام سپرد ہوا وہ وسط فروری ۱۷۷۴ء میں لشکر لیکر چلا۔ ۲۴ - فروری کو شجاع الدولہ کے ملک میں پہنچا۔ شجاع الدولہ شاہ آباد ضلع ہردوئی میں جو اونکی سرحد پر واقع تھا۔ انگریزی فوج سے ملے۔ اون کا ارادہ روہیلکھنڈ پر چڑھائی کرنے کا فرخ آباد کیطرف سے مصمم ہوا تھا چنانچہ اپنے فوجی افسر خواجہ لطافت کو فرخ آباد کی جانب سے گنگا کی طرف فوج بڑھانے کا حکم دیا اور رام گھاٹ پر کشتیوں کا پل تیار کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اور آخری مانگ روپیہ کی بابت دہمکی کے ساتھ حافظ رحمت خان کو لکھی گئی۔ حافظ صاحب اس کارپردازی پر تھے آگاہ

ہو کر لڑائی کا بندوبست کرنے لگے ۔ مگر اسوقت روہیلکھنڈ میں طوفان بے تمیزی برپا تھا
محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں وغیرہ اولاد دوندے خاں احمد خاں و محمد خاں وغیرہ
پسران بخشی سردار خاں اور احمد خاں و اعظم خاں وغیرہ ابنائے فتح خاں خانساماں نے
حافظ صاحب کے ساتھ عجیب ناہمواری کا برتاو کر رکھا تھا ۔ اونکو خیال میں نہیں لاتے تھے
اور ہر ایک اپنے آپ کو رئیس مستقل جانتا تھا ۔ سنہ ہجری کے آخر سال میں شجاع الدولہ کی
طرف اون لوگوں کے دل ایسے مائل ہو گئے تھے ۔ اور اونکی خیر اندیشی کے درخت نے یہانتک
دلوں میں نشو و نما کی تھی کہ حافظ صاحب سے بدظن ہو گئے ۔ اور اسی خیالات سے بعض نے علانیہ
اور بعض نے خفیہ شجاع الدولہ سے موافقت کا عہد و پیمان کر لیا تھا ۔ چنانچہ محب اللہ خاں
اور فتح اللہ خاں نے نواب وزیر شجاع الدولہ کی طرف سے یہ مضمون لکھا کہ مین روہیلکھنڈ کا مالک
ہو گیا تو تمہاری مرضی کے موافق تمہارے ساتھ سلوک کیا جاوے گا ۔ شجاع الدولہ کے پاس
بھیجا اور یہ چاہا کہ وہ اسپر مہر کر دیں ۔ وہ تو یہ دن خدا سے چاہتے تھے منظور کر کے مہر کر دی
اسیطرح احمد خاں بخشی نے بھی اپنے مطالب پر شجاع الدولہ سے وعدہ لے لیا تھا ۔ اور خود
وعدہ کیا تھا کہ حافظ رحمت خاں کی شرکت نہ کرونگا ۔ اسیطرح محتشم خاں نے جو ایک نامی
اور مغرور رسالدار تھا حافظ صاحب اوس کو پندرہ سو روپیہ ماہوار رفاقت کے اور رسالہ کی
تنخواہ علیحدہ دیتے تھے ۔ اور چند گاؤں جاگیر میں دے رکھے تھے ۔ شجاع الدولہ سے خفیہ
سازش کر کے پچاس ہزار روپیہ کی ہنڈی طلب کی ۔ جب شجاع الدولہ نے ہنڈی
بھیجدی تو اونکے پاس چلا گیا ۔ حافظ صاحب ان تمام حالات کو معلوم کر کے تعجب کرتے تھے
اور کسی سے تعرض نہیں کرتے تھے ۔

جب حافظ صاحب نے یہ خبر سنی کہ شجاع الدولہ کا قصد فرخ آباد کی جانب سے روہیلکھنڈ
پر چڑھائی کرنے کا ہے ۔ اسواسطے حافظ صاحب اپنا سامان درست کر کے ۱۱۸۸ سنہ ۔ محرم
ہجری کو لڑائی کے عزم سے قلعہ بریلی سے نکلے ۔ اور آنولے میں پہنچکر یہاں لڑائی کا جھنڈا
کھڑا کیا ۔ اس جھنڈے کے نیچے روہیلہ سردار بہت کم جمع ہوئے ۔ کچھ راجپوت چھوٹے چھوٹے
جاگیردار اور میاں جو آپ یعنی فرخ آباد کے بنگش پٹھان شریک ہوئے ۔ نواب فیض اللہ خاں
والی رامپور پانچہزار سوار اور پانچہزار پیادوں کے ساتھ رامپور سے حافظ صاحب کے
پاس چلے تھے ۔ اور اون کے بھائی محمد یار خاں اور اونکے بھتیجے نصر اللہ خاں بھی دو دو

ہزار آدمیونکی جمعیت سے پہنچ گئے۔ مفتے کے بعد احمد خان پسر بخشی [illegible] اور احمد خان پسر فتح خان خانساماں بھی حافظ صاحب کے لشکر مین شامل ہوگئے مگر [illegible] ہوں اصل بھی بیا [illegible] تھے کہ حافظ صاحب ماری جائیں کیونکہ حافظ صاحب نے [illegible] کے ہر ایک [illegible] کو اپنی [illegible] بیدل کر رکھا تھا۔ اور ہر ایک سے بے موجب مواخذہ کرتے تھے۔ [illegible] تھوڑی عرصے سے [illegible] مین فساد و عداوت کا ایک زہریلا مادہ ہیں گیا تھا اور ہر ایک دوسرے کی بربادی کیطرف مصروف تھا۔ اور دوسرے کی خرابی کیسمتے غیرون کو کھڑا کرتا تھا [illegible] اللہ خان [illegible] اس لڑائی مین اول سے شریک نہوتے کیونکہ انکو [illegible] رحمت خان کی [illegible] خیال تھا اور [illegible] شجاع الدولہ کے [illegible] الدولہ کی [illegible] چیزی تحریرون اور علامہ [illegible] باطناً منحرف تھے اسکے [illegible] درست تھا [illegible] وجہ سے گریبان [illegible] سے مجبوری ظاہر کی اور [illegible] لوگ جو شجاع الدولہ سے [illegible] سفر کی تیاری کا [illegible] کرکے اپنے مقامون سے نہ نکلے۔ سو فرخ آباد اور [illegible] کے پٹھان نوکرے لوگ تنگ [illegible] کی وجہ سے جوق جوق [illegible] ہوتے گئی [illegible] جمعیت زیادہ ہوگئی تو منافق بھی اپنے بیگانون کی [illegible] کی وجہ سے [illegible] جمعیت کے ساتھ آنے لگے۔

جسوقت حافظ رحمت خان الوئے مین اپنی سامان [illegible] اسوقت شجاع الدولہ کرنیل چمپین نے یہ صلاح دی کہ دشمن کے [illegible] گھاٹ [illegible] کی تیاری مناسب نہیں [illegible] مین پل تیار کرکے [illegible] اسلئے کہ [illegible] اسباب [illegible] شجاع الدولہ نے گھاٹ [illegible] تیار کرایا۔ اور انگریزی فوج کے ساتھ جس کا افسر کرنیل [illegible] کی جانب روانہ ہوئے [illegible] ان نواب نجیب الدولہ [illegible] نواب احمد خان بنگش بھی ایک ایک ہزار سوار لے ساتھ شجاع الدولہ کی [illegible]

دیکھو تاریخ فرح [illegible] ... المتاخرین [illegible] و اخبار و تذکرہ [illegible]

جب نواب وزیر الممالک نے منحرف کردیا شجاع الدولہ جب روہیلکھنڈ کی سرحد پر پہنچے تو اتمام حجت کے لیے
ایک تحریر روپیوں کی طلبی میں حافظ رحمت خان کو اور بھیجی گئی انہوں نے اس تحریر کو دیکھ کر
انگریزوں کے ساتھ مخالفت کی بات شروع کیا اور کیا راکھے گھاٹ رام گنگا کو عبور کرکے
فرید پور پہنچے جو بریلی سے مشرق کی جانب سات کوس کے فاصلے پر ہے شجاع الدولہ کی فوج
روہیلکھنڈ میں داخل ہوکر شاہجہانپور کے قریب پہنچی۔ عبد اللہ خان ہمشیرہ زادہ نواب بہادر خان
رئیس سابق جہانپور حافظ صاحب کی طرف سے یہاں کے انتظام پر مقرر تھا یہ شخص حافظ صاحب
سے علاوہ دوستی رکھنے کے اونکے بیٹے ارادت خان کا سسر بھی تھا جب اوس نے یہ حال
سنا کہ شجاع الدولہ فوج لیکر آرہے ہیں تو شاہجہانپور سے تین چار کوس کے فاصلے پر استقبال کیا
شجاع الدولہ نے اوس کو مصلحتاً خلعت عنایت کیا اور ساتھ لیکر شاہجہانپور سے دو تین کوس
پر مقام کیا۔ سنا جاتا ہے کہ شاہجہانپور کے پٹھانوں کی ہمدردی اور اتفاق پشت روہیلوں کے
لکھنو والوں سے بہت زیادہ تھا۔ علاقہ اودھ اور روہیلکھنڈ کے خاص دہورے پر ہونے
کی وجہ سے ہمیشہ جھگڑے اور ساتھے میں رہا کرتا تھا بلکہ روہیلکھنڈ کا علاقہ شجاع الدولہ
کی دست برد میں رہنے سے اس علاقے میں سے تحصیل گولا اور کانٹھ یعنی شمالی اور مشرقی
حصے پر حافظ رحمت خان کا پورا قبضہ نہ تھا البتہ مغرب کی سمت کا علاقہ بخوبی پٹھانوں کے
تصرف میں تھا

حافظ صاحب شجاع الدولہ کے شاہ جہانپور پہنچنے کی خبر سنکر جو بیس ہزار سوار اور چار ہزار پیادے اپنے
اور ساتھ توپوں کے ساتھ فرید پور سے روانہ ہوئے اور بہگل ندی کو عبور کرکے میران پور کٹرہ کے
مقام پر آئے یہاں آبادی کے قریب آموں کے انبوہ فوج کا حصار بناکر قیام کیا حافظ رحمت خان
کی طرف سے جسقدر تاخیر ہوتی تھی وہ اونکے واسطے مفید تھی کہ اونکی جماعت روز بروز بڑھتی جاتی
تھی اور انگریزی فوج کے واسطے مضر تھی کہ موسم خراب ہوتا جاتا تھا۔ آخرکار انگریزی فوج اور شجاع
الدولہ کی فوج باہر ضلع شاہجہانپور کی جانب اس خیال سے بڑھی کہ روہیلوں کو جلدی لڑائی
میں مشغول کرے [illegible] میدان میں ٹھہرے۔ اس پیشقدمی سے روہیلوں پر ظاہر کیا کہ
[illegible] ارادہ بریلی [illegible] حافظ صاحب کے اہل و عیال موجود تھے اسواسطے حافظ رحمت خان نے

[illegible]

اسلئے اونکو اپنی طرف متوجہ کرنے کے واسطے اپنا حصار چھوڑکر میدان میں نکل آئے شجاع الدولہ کی فوج ترتیب وار بڑھتی ہوئی میرانپور کٹرہ ضلع شاہجہانپور میں آپہونچی - جبکہ حافظ صاحب کٹرے سے نکل آئے جو کسی قدر اس کے قابل جگہہ تھی تو کرنیل چمپیر صاحب جنہوں نے وہ تدبیر بتائی تھی - اور نقشہ جنگ تیار کرنے میں نہایت قابلیت رکھتا تھا اپنی تدبیر پر ناز کرنے لگا حافظ صاحب کی فوج کی مذکورہ بالا تعداد گزشتہ حصہ شاہجہانپور کی جلد میں بیان کی ہے اور گل رحمت میں اونکی سپاہ کی تعداد ۴۰ ہزار بتائی ہے - اور اس میں نوکر بے نوکر سب شامل ہیں اور کرنیل چمپین کے بیان سے چالیس ہزار سپاہ ثابت ہوتی ہے - اور سیر المتاخرین اور تاریخ مظفری اور تنقیح الاخبار کے مصنفوں نے لکھا ہے کہ اونکی فوج پچاس ساٹھ ہزار تھی اور عماد السعادت میں لکھا ہے کہ حافظ الملک کے ساتھ ستر ہزار کے قریب بلکہ اس سے زیادہ پٹھان جمع تھے - نزہت نخش میں بیان کیا ہے کہ اس عرصے میں کئی بار آنولے اور ٹانڈے میں نواب فیض اللہ خاں نے حافظ رحمت خاں کو سمجھایا کہ بالفعل نواب شجاع الدولہ سے نہ بگاڑنا چاہیے - بڑی بھاری فوج کے ساتھ آئے ہیں انسے صلح کرلینا چاہیے - حافظ صاحب نے جواب دیا کہ میرے پاس روپیہ کہاں ہے کہ دیکر صلح کروں نواب فیض اللہ خاں نے کہا کہ جسقدر روپیہ مطلوب ہے میں دے سکتا ہوں مجھے شجاع الدولہ کے پاس بھیجدو میں اون سے بات چیت کرلوں گا - اگر ضرورت ہوگی تو روپیہ بھی دیدونگا پھر سب سے سہولت کے ساتھ بعد رسدی وصول کرلیا جائیگا - حافظ صاحب کی موت کا زمانہ قریب آچکا تھا - لہذا فیض اللہ خاں کا کہنا نہ مانا - مگر اس کے خلاف سیر المتاخرین میں یوں لکھا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے اپنے چالیس لاکھ روپیوں کا تقاضا حافظ رحمت خاں پر کیا - اور لکھا کہ زر موعود بہونچانے کی مدت گذر چکی اور اتبک آپنے وہ روپیے ادا نہ کئے - اب مناسب یہ ہے کہ وہ روپئے جلد بہنچائیے - ورنہ لڑائی کے لئے تیار رہنا چاہئے تو حافظ رحمت خاں نے کہ نہایت ہوشیار اور دوراندیش تھے فتح اللہ خاں وغیرہ اولاد دوندے خاں اور نواب فیض اللہ خاں اور دوسرے سرداران روہیلہ کو جمع کرکے کہا کہ شجاع الدولہ نے اس تقویت پر کہ اونکی فوج انگریزی طریقے پر تیار ہے - اور انگریزی فوج بھی اونکی مدد کو تیار ہے - ہم سے لڑنے کا ارادہ کیا ہے وہ چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک چھین لیں - اونکی اور اونکے مددگاروں کی جنگ سے عہدہ برا ہونا نہایت مشکل ہے

بہتر یہ ہے کہ اس بلا کو روپیہ دیکر ٹالدیں کیونکہ اس معاملہ میں حق اونہیں کے ہاتھ میں ہے ورنہ لڑکر مقابلے میں کامیابی حاصل کرنا مشکل ہوگا - چونکہ شجاع الدولہ نے فریب کی راہ سے سردار دوندے خان وغیرہ کی اولاد کو کہلا بھیجا تھا کہ مجھے تمہارے ملک سے کچھ غرض نہیں البتہ اگر حافظ رحمت خاں کی اعانت کروگے تو تم سے بھی کینہ قائم ہوگا اس پیغام کے پہنچنے سے وہ احمق لوگ مغرور ہو بیٹھے - اور ان احمقوں نے اون روپیوں کے دینے میں جنکے ضامن اونکے اور دوسروں کی طرف سے حافظ رحمت خاں ہوئے تھے پہلوتہی کی[1] اور لڑائی کرنے کیلئے صلاح دینے لگے اور دوسرے نوجوان سرداروں نے بھی اپنے غرور شجاعت کی ترنگ میں آکر اون روپیوں کے دینے میں تنگدستی کے عذر پیش کئے - اور حافظ صاحب کو لڑائی کی ترغیب دینے لگے - اور اون سے شراکت کا وعدہ کیا - حافظ صاحب نے بہت سا سمجھایا کہ فرنگیوں کی لڑائی سے عہدہ برآ ہونا مشکل ہے - میدان جنگ میں آبروے مردمی جاتی رہیگی بھاگتے نظر آوگے - انگریزی فوج کی آتشباری تم کو خاک میں ملادیگی چونکہ ان روہیلوں کے ہاتھ سے بے انتہا ظلم مقیم و مسافر - اور ہر قسم کے بندگان خدا پر ہوتے تھے : ظلم کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا - زوال کا وقت آچکا تھا - اونکی عقلوں پر بیوقوفی کے پردے پڑ گئے تھے - اسلئے اون مستحقین غضب الہی میں سے کسی نے بھی حافظ صاحب کی نصیحت پر التفات نہ کیا - اور لڑائی کی ٹھن ہی گئی - مگر مولف گلستان رحمت کچھ اور ہی راگ گاتا ہے وہ کہتا ہے کہ جب شجاع الدولہ نے انگریزی اور اپنے لشکر کو گنگا پار اوتارنے کے ارادے سے اوتارا تو پہاڑ سنگھ نے جو حافظ صاحب کا دیوان تھا کہا کہ روپیہ موجود ہے آپ لیکر شجاع الدولہ کو دیدیجئے - اور کرنیل چمپین کو جو انگریزی لشکر لیکر آیا ہے بیچ میں واسطہ کیجئے - مگر حافظ صاحب نے فرمایا کہ مرنا مسلم ہے - میں قرض نہیں لیتا - مجھے پھر ایسی عزت کی موت اپنے ملک کی حفاظت کرنے میں کب ملے گی - اسلئے وہ اپنی سپاہ جمع کرکے لڑائی کے لئے تیار ہوئے - یہ بات سچ نہیں معلوم ہوتی کہ حافظ صاحب نے لڑنے مرنے ہی پر عزم جزم کرلیا اور مصالحت کا خیال نہیں کیا اسلئے کہ کرنیل چمپین خود لکھتا ہے کہ میرے پاس حافظ صاحب کا خط آیا کہ آپ صلح کرادیجئے - مگر جب شجاع الدولہ سے اوسکا ذکر کیا گیا تو اون کے

---

[1] دیکھو تاریخ مظفری سے بھی یہی ثابت ہے ۱۲

چالیس لاکھ روپیون نے بیچ دیدے اور اونہون نے دو کروڑ روپے لگنگے غرضکہ میدان
کارزار مین حافظ صاحب ۹ - اور ۱۰ صفر ۱۱۸۸ ہجری کو لڑائی کے لیے سوار ہوتے مگر شجاع
الدولہ کی طرف سے مقابلہ نہوا - ۱۱ صفر شنبے کی رات کو انگریزون نے تمام شب تیاری کرکے
توپخانے کو بڑا کر لاہی کہیڑے [۱] کے نشیب مین دریاے ببگل کے کنارے پر جما دیا - حافظ صاحبکو
اونکی مخبرون نے اوسی رات کو خبر دی کہ شجاع الدولہ نے منجمون کے کہنے کے موافق لڑائی کے لیے
کل کا دن مقرر کیا ہے [۲] ۱۱ صفر ۱۱۸۸ ہجری مطابق ۲۳ اپریل ۱۷۷۴ء کو سنیچر کے دن صبح کے
وقت نواب شجاع الدولہ نے جنگ کی تیاری کی اونکے لشکر مین ایک لاکھ پندرہ ہزار سپاہ تھی
شجاع الدولہ نے لبسنت علی خان خواجہ سرا کے ساتھ چودہ ہزار تلنگے بندوقچی اور رشید علی کے
ساتھ چار ہزار بندوقچی تلنگے اور توپخانہ مقرر کرکے انگریزی لشکر مین متعین کیا جو میدان جنگ مین
شجاع الدولہ کی تمام سپاہ سے آگے تہا - اور محبوب علی خواجہ سرا کو نو ہزار پیادہ برق انداز
کے ساتھ جنکو برق کہتے تھے اور لطف علیخان خواجہ سرا عرف خواجہ لطافت کو سات ہزار پیادہ
بندوقچی کے ساتھ جن کو نجیب کہتے تھے بہاری توپخانہ دیگر انگریزی لشکر کے میمنہ اور میسرہ پر
بہیجا اور میر احمد کو ۲ ہزار بندوقچیون کے ساتھ جو بائیسی کہلاتے تھے ایک بڑا توپخانہ انگریزی
فوج کے عقب مین رکھا اور شجاع الدولہ بذات خاص سوارون کے غول کے ساتھ رزمگاہ
سے فاصلہ پر ہٹ کر توپخانے کے پیچھے ٹہیرے - فرح بخش مین ذکر کیا ہے کہ حافظ صاحب
کا لشکر آج بالکل لڑائی کے لیے تیار ہوا تہا - حافظ

[۱] جام جہان نما مین لکھا ہی کہ مقام لاہی کہیڑے مین دریاے ببگل کے کنارے فریدپور کے
متصل میدان کٹرک مین جنگ ہوئی تہی - اور عماد السعادت مین بیان کیا ہی کہ کٹرہ کمال زئی خان اور
فریدپور کے درمیان مین یہ جنگ ہوئی تھی اور مولف فرح بخش نے ذکر کیا ہے کہ لاہی کہیڑے
کے نشیب مین انگریزی توپخانہ قایم کیا گیا تہا - کٹرہ تحصیل تلہر ضلع شاہجہانپور ممالک مغربی و شمالی
مین شاہجہانپور و بریلی کی پختہ سڑک پر تلہر سے چھ میل اور شاہجہانپور سے اٹھارہ میل
کے فاصلہ پر آباد ہے - آجکل یہ قصبہ تحصیل تلہر کا چھوٹا سا پرگنہ ہے - اور روہیلکھنڈ ریلوے
کا اسٹیشن بھی اس قصبے مین موجود ہی - ۱۲

[۲] دیکھو گل رحمت ۱۲

صاحب یہ سمجھے کہ ہم دو دن تک لڑائی کے لئے سوار ہوئے کوئی مقابلے کو نہ آیا شاید ہمارا مقابل ڈر گیا پس آج سوار ہونا کیا ضرور۔ حافظ صاحب اپنے اوراد و وظائف مین مصروف تھے کہ انگریزی لشکر اور شجاع الدولہ کی فوج تیار ہو کر میدان مین آگئی۔ حافظ صاحب نماز اشراق پڑھنے پائے تھے کہ ہرکارو نے خبر لائے کہ انگریزون نے آپکے لشکر کے متصل توپخانہ جما دیا ہے اور لڑائی کے لئے کھڑے ہوئے ہین حافظ صاحب گھبرا کر پالکی مین سوار ہوئے اور نواب فیض اللہ خان کے ڈیرے مین آئے۔ اور اون سے مشورہ کیا۔ حافظ صاحب نے نواب فیض اللہ خان سے کہدیا کہ بابا اگر ہمکو شکست ہو جائے اور مین مارا جاؤن تو تم لڑائی نکرنا اور پہاڑ کی جانب چلے جانا پہلکھنۂ مین دبائے ہتہ کوئی جگہ اس کی ہتین اور جو کوئی میرے بیٹون مین سے تمہارے ساتھ جانے کا ارادہ کرے تو اُسے بھی ہمراہ لے جانا ابھی تک روہیلونکا لشکر پورے طور پر درست ہونے اور سنبھلنے لگنے جمع ہی ہونے نہ پایا تہا نتک کہ نقارہ بجا لے تہا اور عہدہ دارون کو تیاریکا حکم بہی عام طور پر نہ دیا گیا۔ سائیس گھوڑے لیکر اور ساربان اونٹ لیکر گہاس چاریکی فکر مین اور بیوپاری رسد کی تلاش مین چلے گئے۔ آج بڑی غفلت روہیلونکے لشکر مین تہی دشمن لڑائی کو سر پر موجود ہے اور یہان ابھی مشورہ ہو رہا ہے۔ پہر حافظ رحمت خان کو خبر پہونچی کہ مستقیم خان ابن شیخ کبیر سے غنیم کا مقابلہ بھی ہو گیا جو بقول مولف گلستان رحمت حافظ رحمت خان کے لشکر کے ہراول مین تھے۔ گل رحمت مین لکہا ہے کہ عین لڑائی کے وقت محب اللہ خان چار سو آدمیون کے ساتھ میدان جنگ مین پہنچکر مستقیم خان کے غول مین لڑا ہو گیا اور احمد خان بخشی تین سو جوانو کے ساتھ دو تین دن قبل لڑائی سے آیا تہا۔ سب سے اول مستقیم خان نے دو تین ہزار سپاہ کے ساتھ جانب چپ سے انگریزی فوج پر حملہ کیا۔ اونکے ساتھ کے بہت سے آدمی مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ مگر بہت سے سپاہی فوج کی ردسے نکلکر تلنگون کی گولیون کی باڑھ تلے جا پہنچے اور کچھ اون کے صدمے سے ہلاک ہوئے۔ مگر پھر بھی کسیقدر دل بے انگریزی لشکر مین گھس گئے۔ اور توپون پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا۔ مگر جب مدد نہ پہنچی تو کامیاب نہوے۔ اسیطرح نواب فیض اللہ خان پانچ چھ ہزار پیادہ و سوار کے ساتھ سیدھی طرف سے اپنے مخالف پر حملہ آور ہوئے ہے۔ اور اس کے غول مین گھس گئے۔ اور بڑی خونریزی کے بعد مخالفون سے وہ نشان لون چھین لیا۔ جس کی آڑ مین وہ لڑ رہے تھے۔

اور جو اوسکی آڑ پکڑکر بندوق وہاں سے لڑنے لگے تنقیح الاخبار میں لکھا ہے کہ نواب فیض اللہ خان
اور مستقیم خان بخت علی خانکی فوج سے لڑنے لگے ۔ اور حافظ صاحب انگریزوں کا مقابلہ کرنے لگے
جبکہ حافظ صاحب کی فوج انگریزی فوج کے مقابلے میں نمودار ہوئی تو اوسکے توپخانے سے بڑی تیزی کے
ساتھ حافظ صاحب کی فوج پر گولہ باری کی کہ ناگہاں احمد خاں پسر سردار خاں بخشی جو شجاع الدولہ سے
ملا ہوا تھا بغیر لڑے بھڑے بھاگ گئے کا غلغلہ لشکر میں ڈالکر بھاگ نکلا تاکہ روہیلوں کے پاؤں میدان جنگ سے
اوکھڑنے لگے ۔ یہ خبر مشہور ہوتے ہی یہاں جوق جوق بغیر تحقیق و تفتیش بھاگ نکلے یہانتک کہ حافظ صاحبکے
ساتھ بہت تھوڑی فوج رہگئی جبکہ مخالف نے یہ حال دیکھا تو اونے تین طرف سے زور دیا ایکطرف مستقیم خاں پر
دوسری جانب نواب فیض اللہ خاں پر تیسری جانب حافظ صاحب پر جب گولوں کی خوب بارش
ہونے لگی تو خاص حافظ صاحب کے ساتھ کی فوج بھی بھاگنے لگی ۔ اس عرصے میں مستقیم خاں نے
کمک طلب کی ۔ حافظ صاحب نے باوجود کمی فوج کے جسقدر سپاہ ساتھ تھی اوسی کو لیکر اوسطرف کو کچھ
دور چلے تھے کہ مستقیم خاں کے قدم میدان سے اوکھڑ گئے ۔ حافظ صاحب دوبارہ انگریزی فوجکے
مقابلے کو لوٹے ۔ سواروں کے کئی دھاوے انگریزی فوجکی جانب سے ہوئے ۔ مگر کوئی نتیجے
کی بات پیدا نہوئی ۔ عماد السعادت کا مولف کہتا ہے کہ حافظ صاحب نہایت دلیر تھے ۔ اونکی
غیرت بزدلی کو قبول نہیں کرتی تھی ۔ اونہوں نے میدان جنگ میں یہ چاہا کہ انگریزی فوجیں کشکر
سب کو تہ تیغ کرکے نواب شجاع الدولہ تک پہونچ جاؤں اونکو اپنی فتح اور بہادری کا یہانتک
گھمنڈ تھا کہ فیض آباد کے محلے اپنے سرداروں پر تقسیم کردیئے تھے ۔ اور کہدیا تھا کہ جس محلے میں
داخل ہو وہاں کا تمام مال اسباب اور عورتیں اوسکے لئے معاف ہیں ۔ کرنیل چمپین بھی حافظ
رحمت خان کی بہادری کی تعریف کرتا ہے ۔ اور لکھتا ہے کوئی چالیس ہزار اونکی سپاہ ہوگی
وہ نہایت مردانہ اور دلیرانہ ہمسے لڑے بہت دیر روہیلے ہمارے لشکر میں گھس آئے اوراپنی
جنبش سے کارگذاری کی اور انکو حوصلہ آگے بڑھنے کا ہوا بار بار ہماری توپونکے چھیننے کا
قصد کیا ۔ مگر ہماری توپوں نے اونکو ہٹنے پر مجبور کیا جب پاس آئے او حملہ اوڑا دیا ۔ اونکی بہادری
کا بیان ناممکن ہے ۔ اونہوں نے سب طرح سے اپنا ثبات ظاہر کیا یا عرصہ دو گھنٹے اور بیس منٹ
تک آدمیونپر توپوں سے خوب آگ برسی ۔ اور کچھ دیر منٹ بندوقونکی گولیونکے اولے خوب برسے
سپاہی اور گھوڑے اور اونٹ کاغذ کے پرچونکی طرح اوڑتے تھے دو ہزار روہیلے اور بہت سے
سردار میدان جنگ میں راہ عدم کے رہرو ہوئے ۔ مستقیم خاں کے فرار ہونے کے بعد حافظ

رحمت خاں جب اونکی طرف سے لوٹے اور انگریزی لشکر کی طرف آرہے تھے تو گھوڑی کو آگے
بڑھا کر انگریزی فوج کے سامنے آہستہ آہستہ قدم بڑھے انگریزوں نے دوربین سے سوچ کہی
کو اونکے سر پہچان کر ایسا گولا مارا کہ اونکے سینے میں قلب کے محاذی لگکر کہا کر فاصلے پر گر پڑا تنقیح
الاخبار کا مولف کہتا ہے کہ راجہ ہلاس رائے پسر راجہ مان رائے جو اوس جگہ موجود تھا ۔ کہتا تھا کہ
گولہ حافظ صاحب نے پہلو کی برابر سے گذرا تھا جسکا ایک نیلگون داغ اونکی جلد پر پڑ گیا تھا ۔
منتخب التواریخ میں لکھا ہے ۔ عجیب بات یہ ہے جسے سب نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ اوسوقت حافظ صاحب
جامہ ہندوستانی قدیم پر تین قرآن سنہ لقب پہنے ہوئے تھے ۔ وہ جامہ قرآن کی برکت سے نہ جلا
چھاتی میں ایک سیاہ دہبہ گولے کی دہمک کا لگ گیا تھا جس کے صدمے سے حافظ صاحب
گھوڑے سے گر پڑے ۔ پگڑی سر سے اوتر گئی ۔ خدمتگاروں نے اوٹھا کر سر پر رکھی اور منہ
میں پانی ڈالا ۔ ایک دو مرتبہ ہونٹھ ہلے اور دن کے بارہ ابھی نہیں بجے تھے کہ اونکی جان نکل گئی
احمد خان پسر فتح خان اپنی فوج کو لئے ہوئے علحدہ کھڑا تھا ۔ یہ حال دیکھکر فرار ہو گیا ۔ حافظ
صاحب کے بیٹے محبت خاں اور حافظ محمد یار خاں اور محمد دیدار خان اور الہ یار خان
اور عظمت خان یہ خبر سنکر حافظ صاحب کے پاس آئے جبکہ تمام ہمراہی بھاگنے لگے تو یہ بھی
میدان سے بھاگ نکلے اور پیلی بہیت کیطرف چلے گئے ۔ نواب فیض اللہ خان اسوقت تک
ان موزون کی آڑ پکڑے ہوئے لڑ رہے تھے ۔ حافظ صاحب کی شہادت کا حال سنکر
دو تین سنا سنکے خواجہ لطافت کی فوج پر کرکے ڈیرونکی طرف لوٹے اور یہ ارادہ کیا کہ وہاں
پہنچکر تو قیتوبت کرتے حافظ صاحب کے بیٹوں کو تسلی دیکر پھر مقابلہ کرینگے ۔ ڈیروں میں پہونچے
تو بالکل لٹے پٹے پڑے تھے ۔ بازار لشکر کا نام و نشان بھی باقی نہ تھا ۔ افسوس کیا اور خود بھی
اپنی ریاست کیطرف روانہ ہو گئے ۔ محب اللہ خان جو عین معرکے بھیجا تھا وہ ایک حملے کرکے
یہ بھی بھاگ نکلا ۔ اسیطرح دوسرے افسر جو ابتک لڑائی میں مصروف تھے یہ خبریں سنکر
بھاگنے لگے ۔ انگریزونکی اور شجاع الدولہ کی فوج نے مفرورین کا تعاقب دور تک کرکے
بہت سے گولے مارے ۔ نواب شجاع الدولہ کو جب یہ خبر پہونچی تو ہاتھی سے اوتر کر سجدۂ شکر
ادا کیا ۔ اور سواروں کو لوٹنے کیلئے حافظ صاحب کے کیمپ میں بھیجا ۔ سلطان خاں برادر

دیکھو گل رحمت ۱۲

مرتضی خان بریچ حافظ رحمت خان کا سر کاٹ کر شجاع الدولہ کے پاس لے گیا جب یہ شناخت
کہ یہ سر حافظ رحمت خان کا ہے تو اونہون نے دوبارہ سجدہ ادا کیا جب سجدے سے سر
اوٹہایا تو سالار جنگ نے جو شجاع الدولہ کا سالا تہا چاہا کہ اونکی پیشانی کی خاک رومال سے
صاف کردے شجاع الدولہ نے منع کیا۔ اور کہا کہ یہ خاک میری پیشانی کی زینت ہے الحمد
للہ کہ آج اس قوم کی بے انتہا گستاخیون کا جو میرے باپ اور دوسرے مسلمانون کے
ساتھ کی تہین بدلہ خاطر خواہ لے لیا۔ اور حافظ صاحب کے سر کی طرف مخاطب ہو کر
فرمایا خدا شاہد حال ہی مین ایسا روز بد تمہارے لئے نکلتا تہا[۱]۔ اور سلطان خان بریچ
کو ایک ہاتھی اور دو شالہ اور زر نقد عطا کیا۔ اور مرزا حبیب بانگے کو ایک لاکھ روپے دئے
نواب ضابطہ خان اور نواب مظفر جنگ بہی شجاع الدولہ کی لشکر مین تہے۔ شجاع الدولہ کے
لشکر مین تہے۔ شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سر ان دونون نوابون کے پاس شناخت کے
لئے لیجاؤ اور شاہ مدن پیرزادے شجاع الدولہ کے لشکر مین تہے شجاع الدولہ نے حکم دیا کہ یہ سر ان دونون
نوابون کے پاس شناخت کے لئے لیجاؤ اور شاہ مدن پیرزادے کو بہی جو حافظ رحمت خان
کو پہچانتے تہے دکہاؤ نواب ضابطہ خان نے دیکہہ کر کہا کہ واقعی یہ سر حافظ رحمت خان کا
ہے دوسرے کا نہین اور نواب مظفر جنگ نے یہ کہا کہ ایسی بن وقش (دلمطراق) پر جنابعالی
کے ساتھ لڑنے کو آمادہ ہوئے تہے۔ اور شاہ مدن آنکہون مین آنسو بھر لائے اور کہا کہ ہای
یہ اوسی مسلمان کا سر ہے۔ اس بات سے شجاع الدولہ کو بہت رنج ہوا مگر بظاہر تاسف کیا
اور کہا کہ ایسے یہ توقع نہ تہی دوسرون کا کام ہے۔ پھر کچہہ دنون کے بعد شجاع الدولہ نے شاہ مدن
کو قید کر دیا اور اونکی جاگیر بہی جو ایک لاکہہ روپے نفع کے قریب تہی ضبط کرلی اور نواب نے اپنے
دستخط سے سند جواہر علی خان کو اس مضمون کا لکہا کہ شاہ مدن کو مع متعلقات اور مصاحبین
کے قید کرکے اپنے پاس نگاہ رکہو[۲] شجاع الدولہ نے پالکی خاصہ بہیجکر حافظ صاحب کی لاش
میدان سے منگا کر سر اوس کے ساتھ سلوا کر عزیز خان رسالہ دار کے ہمراہ بریلی کو روانہ کی
یکشنبہ کی صبح کو قاضی مفتی علما۔ شرفا۔ سادات اور فقرا سب جمع ہو کر تجہیز و تکفین کی۔ اور ظہر
و عصر کے درمیان شہر کے باہر غربی جانب دفن کیا قبر مین اوتارنے کے وقت تک گردن و خون
جاری تہا اونکی وفات کی تاریخ یہ ہوئی "بنج اخل" (۱۱۸۸ ہجری) ایک صاحب نے حافظ۔ اجبے ماری
جانبکی تاریخ بلطافت عجیبہ کے ساتھ اسطرح پائی ہے ÷ جو از لطف ظفر تاریخ جستم ÷ بہ تے باقی سر حافظ بریدہ

[۱] دیکھو قیصر التواریخ – [۲] دیکھو تاریخ اودہ مولفہ نجم الغنی[؟] مصطلحات و ازمین نفس تحقیق کے یہی معنی لکہی ہین !!

لفظ ظفر کے اعداد پر کہ گیارہ سو اسی ہین عدد سر لفظ حافظ کے کہ ح ہی ملانے سے سال مطلوب
یعنی ۱۱۸۸ ہجری حاصل ہوتے ہین سائر فلسفی مین مذکور ہی کہ جس مقام پر شجاع الدولہ کو حافظ
رحمت خان پر فتح حاصل ہوئی تھی اونہون نے وہان گنج آباد کر کے نام اوس کا فتح گنج رکھا۔
گور سہاے نے اپنی فارسی کی تاریخ اودہ مین لکھا ہی کہ ایک دن شجاع الدولہ نے فرمایا کہ میر
نیسم خان کے ہاتھ سے جو غم و غصہ میرے دل مین ہی اس قدر ہے اوس کا ازالہ نہین ہو سکتا
اور نامبردہ نیابت خانیون کا رسالہ دار تہا کہ اٹاوے مین اوسکو نعیم الدولہ بہادر نیابت جنگ کا
خطاب ملا تہا اور تیس ہزار آدمیون کی جمعیت کے ساتھہ بندیلکھنڈ کو فتح کرنے کے لئے بہیجا گیا تہا
قطع نظر اوس کے مصارف ذات کے ۲۵ ہزار روپیہ ماہوار اوس کے لئے جو یکسالہ یا دوسالہ تہا
مقرر ہوا تہا باوجود اس کے اوس نے آمد آمد بالا راو مرہٹہ سے کالپی کو خالی کر دیا اور سات سو
سواران مرہٹہ اور دو ہزار بوندیلون کے مقابلے کی تاب جو شیو سرن قانون گوے کالپی کے
شریک ہو گئے تھے نہ لایا اور حریف سے منہ پھیر کر ملک وو آبہ مین چلا آیا نواب چاہتے تھے کہ اوسکو
توپ سے اوڑا دین اور آپ بندیل کہنڈ کو جاتے ۔ گر بہادون کے معاملات کی وجہ سے تامل کیا اور
لسبنت کو کیسو کے ادہر بہیجا جسنے وہان جا کر عمدہ کام کیا۔

کرنیل چمپین کے قلم سے شجاع الدولہ کا حال

کرنیل چمپین صاحب نے پٹہانون کی بہادری اور دلیری اور جوانمردی کی جو تعریف کی وہ اوپر بیان ہوئی
اب جو وہ شجاع الدولہ کا حال بیان کرتا ہی وہ بہی سننے کے قابل ہی وہ لکھتا ہے کہ مین حیران ہون
کہ کیا کرون شجاع الدولہ کو اس فتح کی تہنیت دون یا اوسکی نامردی پر لعنت ملامت کرون پہر اوس کا
حال بیان کرنا ضرور ہی تا کہ گورمنٹ انگریزی جان لے کہ یہ ہمارا دوست ایسا ہی کہ ذرا بہی
اعتبار کے قابل نہین - لڑائی سے ایک رات پہلے بعض خاص توپین اوسکی مانگین مجہے
اونکی لڑائی مین بہت ضرورت تھی - مگر اوس نے صاف انکار کر دیا - اور میرے کام مین اونکو نہ آنے دیا
وعدہ کیا کہ کل مین سارا لشکر لیکر موجود رہونگا اور سب طرح کی مدد کرونگا اور سوارونکو تیرے پاس
کہڑا رہونگا - مگر وہ لڑائی مین پاس کیا آتا دو ہی ٹیلے پر وہان کہڑا رہا جہان پہلے اوس کا لشکر تہا
صبح کو دیکہا جب فتح کی خبر پہنچی تو اوسی وقت نوبت لیکر میدان مین آ کودا اور
رہیلون کے کمپ کو خوب دل کہول کر لوٹا اپنی سپاہ کمپنی نے جو قاعدے کی پابند تہی ایک بہی افسر کے

کہا۔ فتح کی عزت ہمکو حاصل۔ مگر اوسکی منفعت ان لٹیروں کو ملی
[illegible] صاحب [illegible] کی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب تک لڑائی ہوتی رہی نواب شجاع الدولہ
اور اوسکی فوج اس انتظار میں رہی کہ دیکھئے اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے اور کس کا پاسا زبردست
پڑتا ہے۔ اور جب انگریزوں نے لڑائی فتح کی تو روہیلوں کا مال لوٹنے میں مشغول ہو گئے
[illegible]۔ اس [illegible] کا نتیجہ یہ ہوا کہ روہیلوں نے جو ملک روہیلکھنڈ میں فتح کیا تھا اس سے
انہوں نے ہاتھ اوٹھایا۔ اور وہ ملک نواب وزیر کے قبضے میں آیا۔

روہیلوں کی فوج کا شکست پانے کے بعد مقام لال ڈانگ میں پناہ لینا

[illegible] خان کے مارے جانے اور روہیلوں کی فوج کو پوری شکست ہو جانے کے بعد انگریزی
فوج نے تین روز تک مقام کیا۔ [illegible] بھاگنے والوں کے تعاقب کو کوچ نہیں کیا اسلئے تمام بھاگی ہوئی
جماعت اپنے اپنے گھروں کو زندہ پہنچ گئی۔ نواب فیض اللہ خاں کہ کثرت عقل و دانش اور خزانہ کی وجہ سے
[illegible] سے ممتاز تھے وہ چلکر رامپور آئے۔ اور سامان و اسباب [illegible] لیکر
[illegible] لال ڈانگ چلے گئے [illegible] مقام کہ جہاں نجیب آباد [illegible]
[illegible]
[illegible] روہیلوں کی [illegible] ہوتی ہے [illegible]۔ چنانچہ احمد خان [illegible] احمد خان [illegible]
میدان جنگ سے [illegible]۔ اور سادات [illegible]
اسباب اور اہل و عیال کو لیکر لال ڈانگ کو چلے گئے۔ اور مستقیم خان کہ نہایت مآل اندیش
آدمی تھا معرکہ سے نکلکر [illegible] اپنے متعلقین کو لیکر لال ڈانگ پہنچ گیا۔

دوندیخاں اور حافظ رحمت خانکی اولاد کا حال

محب اللہ خاں اور فتح اللہ خاں بسولی میں اطمینان کے ساتھ ٹھیر گئے کیونکہ انکی ساتھ
نواب شجاع الدولہ کا مکرر [illegible] تھا۔ اور حافظ رحمت خان کے بیٹے بڑی بہت
کو بھاگ گئے۔ گلستان [illegible] کے مؤلف نے لکھا ہے کہ حافظ صاحب [illegible] انعقاد [illegible]

بریلی کی حفاظت پر مامور کیے گئے تھے۔ اوس نے بریلی میں بہت سے رمیتوں کو جمع کرکے شجاع الدولہ
کے پاس ایک سفارت روانہ کرنے کا قصد کیا تھا۔ مگر لڑائی کے ختم ہونے کے بعد فوراً شجاع
الدولہ کے سواروں نے بریلی پر قبضہ کرلیا۔ اور حافظ صاحب کے بیٹے نافہمی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے
پیلی بھیت سے نہ نکلے جنگل دامن کوہ کا اونکے مقام سے نہایت قریب تھا سواری اور باربرداری
افراط سے موجود تھی کوشش اگر اونکو سواری اور باربرداری نہیں ہاتھ آتی تب بھی [illegible] پا نکلتے ہوئے
چار پانچ کوس پر جنگل سے کرنا کیا مشکل تھا۔ محبت خاں شاہ ابوالفتح کی صحبت میں جن کا شمار
اوس وقت کے نامی مشائخ میں تھا کشینی [illegible] شب کے وقت پیلی بھیت سے نکلا اور شجاع
الدولہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ اور ذوالفقار خاں بھی جو بریلی تھا اسی شب کو وہاں بہار سنگھ
کے [illegible] شجاع الدولہ کی ملازمت کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ جبکہ ذوالفقار خاں شجاع الدولہ
کے لشکر کے قریب ہوتا [illegible] نے اوس سے پوچھا کہ کہاں کا قصد ہے۔ بیان کیا شجاع
الدولہ کے پاس جاتا ہوں۔ اونہوں نے شجاع الدولہ پر ظاہر ہو جاتی اونہی خواجہ لطافت کو ذوالفقار
خاں [illegible] پاس بھیجا [illegible] یہ حکم دیا کہ ذوالفقار خاں کو ڈیرہ ملازمت میں لے آئیگا۔ اوسدن تو ملاقات
نہوئی دوسرے دن شام کے قریب محبت خاں بھی شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچگیا۔ شجاع الدولہ
نے محبت خاں کے پاس مرتضیٰ خاں کو بھیجا کہ وہ اوسکو ڈیرہ ملازمت میں بلا لائے۔
[illegible] مقرر وقت [illegible] شجاع الدولہ سے ذوالفقار خاں اور محبت خاں کی ملاقات ہوئی
[illegible] یہ دونوں بھائی نذرین دکھا کر بیٹھے تو شجاع الدولہ نے تالیف کے لیے فرمایا کہ خوب ہوا تم
یہاں آگئے۔ پھر مرزا حبیب بیگ بانگے سے کہا کہ ہم میں اور حافظ جیو میں بڑی محبت تھی۔ یہ
دن جو سامنے آیا اس کا خیال بھی نہ تھا۔ حافظ جیو سے بھی کوئی قصور سرزد نہیں ہوا جو کچھ کیا
بہار الدولہ عبید اللہ خاں کشمیری اور رفاقت محمد خاں حافظ جیو کے بھانجے نے کیا۔ پھر ایک
ایک خلعت دونوں بھائیوں کے لیے طلب کیا۔ محبت خاں نے عرض کیا کہ اگر ہماری سرفرازی
منظور ہے توکل اب کے پیلی بھیت میں پہنچے تو وہاں خلعت مرحمت ہو تاکہ یہ حال دیکھکر
سب متوسلوں کے دل مطمئن ہو جائیں۔ شجاع الدولہ نے منظور کرلیا۔ اور اوسیوقت محبت خاں
کو پیلی بھیت کو بھیجدیا۔ اور ذوالفقار خاں کو اپنے پاس رکھکر پیلی بھیت کی روانگی کا عزم کیا
اور محبت خاں کے روانہ ہو جانے کے بعد یہ کارروائی کی کہ شیدی بشیر غلام حبشی کو جو اپنی
فوج کے ساتھ پیلی بھیت کی راہ میں مقیم تھا یہ حکم لکھا کہ محبت خاں پیلی بھیت کو جاتا ہے

اوس کو کسی حیلے سے رات کو اپنی پاس ٹہیرا کر صبح کو ساتہہ لیکر پیلی بہیت پہنچکر تمام شہر کا محاصرہ کر لے کسی کو نہ نکلنے دے۔ شیدی نے تعمیل کی اور ۲۹ صفر کو پیلی بہیت کا محاصرہ کر لیا جو رعایا اوس سے قبل شہر سے باہر نکل گئی تہی وہ بچ گئی باقی سب گہر گئی۔ محمد یار خان۔ الہ یار خان حرمت خان غلام مصطفی خان محمد اکبر خان وغیرہ حافظ رحمت خان کے بیٹے کہ سب جوان صاحب عیال واطفال تہے نواب شجاع الدولہ کی آمد آمد کا حال سنکر خوشی کے مارے جامے مین پہولے نہین سماتے تہے اور یہ سمجہتے تہے کہ نواب شجاع الدولہ اونکے والد کی تعزیت اور اوپر بحالی ملک ودولت کے لئے آتے مین ادبار و نکبت اون کے سر پر سوار تہی وہ کیسے ملتے دشمن خاندان افاغنہ کے پہندے سے نکلنے دیتے دامن کوہ کا جنگل یہان سے کیا دور تہا ارادت خان پسر حافظ رحمت خان اپنے باپ کی شہادت کے بعد محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کے ساتہہ میدان جنگ سے نکلکر ٹانڈے مین جو آنولے سے قریب ہے پہونچا اور وہان سے بسولی فتح اللہ خان کے پاس چلا گیا۔ شجاع الدولہ تین کوچ کر کے مع انگریزی فوج کے ۲۱ صفر کو پیلی بہیت کے متصل پہنچ گئے۔ اور قلعہ لوہا کے قریب جہان حافظ رحمت خان کے عیال واطفال محصور تہے خیمہ زن ہوئے اور ڈہنڈورا پٹوا دیا کہ تمام شہر کے باشندے گہوڑے اور ہتہیار تحصیلون کو دیکر شہر سے نکل جائین اور اپنا مال واسباب نہ چہپائین۔ شیدی بشیر کے آدمیون نے شہر کے لوگون سے ہتہیار واسباب چہین کر بہت سے نکالدئے۔ اور کچہہ قید کر لئے اسکے بعد شجاع الدولہ نے محبت خان کو حکم بہیجا کہ حافظ صاحب کا خزانہ بتاؤ محبت خان نے جواب دیا کہ اگر خزانہ ہوتا تو نوبت اس دن کو نہ پہنچتی۔ اس کے بعد یہ حکم دیا کہ ایک دو روز کی لئے محلسرا خالی کردو اور سب متعلقین کو لیکر لشکر مین چلے آؤ مستورات کا زیور اور دوسرا اسباب محلسرا ہی مین چہوڑ دیا جائے تاکہ ہمارے آدمی خزانہ تلاش کرین۔ اس حکم کی موجب ۲ صفر کو محبت خان نے تمام عورتون اور بچون اور بہائیون سے زر و زیور اور اسباب لیکر شیدی بشیر کے سپرد کر دیا۔ اور پہننے کے کپڑے مکانات مین چہوڑ دئے۔ اور خود گہوڑے پر سوار ہو کر اور ایک مٹہی ہاتہہ مین لیکر شیدی بشیر کے آدمیون کے ہمراہ شجاع الدولہ کے کمپ مین چلا گیا۔ اسکے بعد شیدی مذکور کے آدمیون نے حافظ صاحب کے عیال واطفال کو کشان کشان بیحرمتی اور رسوائی کے ساتہہ نکالکر رتہہ اور چہکڑون مین سوار کرا کر اوس ویرسے مین اوتارا جاونکو لئے شجاع الدولہ کے کمپ مین کہڑا کیا گیا تہا۔ اور بسنت علی خان نے ملنگلو

تین کمپنیاں ہمراہ لاکراوس دیرے کے پاس پاس مقرر کردین اور اس بندوبست کے بعد حسن رضا خان محبت خان کے پاس آیا اور شجاع الدولہ کا یہ پیغام دیا کہ مین آج چاہتا تھا کہ بیگم کو طلب کر کے سرفرازی کا خلعت دون ۔ لیکن دل کی تکلیف کی وجہ سے جو بسبب گزشتہ سے پیدا ہوا ہے طبیعت بے چین ہے ۔ اگر ایک دو روز مین آرام ہوگیا تو عدہ وفا کرونگا ۔ حافظ رحمت خان کے خزانے کی تلاش کے لئے بہت سی زمین کہود ڈالنے پر بھی کوئی چیز دستیاب نہوئی شجاع الدولہ شہدی شیر کو حافظ رحمت خان کے کارخانون کی ضبطی اور شہر کی لوٹ کے لئے چھوڑ گیا اور حافظ صاحب کی اولاد اور عورتون کو ساتھ لیکر خود بریلی کو مع فوج انگریزی آئے ۔ حافظ صاحب کا بھانجا خان محمد خان مع بھائیون کے بریلی مین موجود تھا ۔ اور نواب شجاع الدولہ کی تشریف آوری کی گہڑیاں گن رہا تھا ۔ کہ کب نواب موصوف آئین اور مجہپر مہربانی وتفضلات مبذول کریں ۔ شجاع الدولہ نے اوس کو مع عیال و اطفال گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لیا ۔ محب اللہ خان وغیرہ دوندیخان کی اولاد نے ۔ اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے جو دوندیخان کی بیٹی تھی یہ واقعات سنے ۔ اور پھر بھی بسولی اور آنولے سے نہ ٹلے

نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو شجاع الدولہ کا تسلی آمیز رقعے بھیجکر تغافل مین ڈالدینا

نواب سعد اللہ خان ابن نواب علی محمد خان روہیلہ کی بیگم کو جب حافظ رحمت خان کی شکست کی خبر پہونچی تو اوس نے شجاع الدولہ کے پاس ایک عرضی میان حسن شاہ کی معرفت اس مضمون کی بھیجی کہ اس بیوہ کے بابمین کیا حکم ہے ۔ میرا کوئی وارث نہین ہے ۔ اگر میری ضبطی اور تاراجی منظور ہے تو حکم ہو کہ اپنا تمام سامان بار کراکے آپکے لشکر مین بھیجدون ۔ اگر میری حرمت محفوظ رہنے کا اقرار کیا جاتے تو مین اپنی حکومت کی فرمانبرداری مین حاضر ہون میرا بھی آپ پر حق ہے آپ میرے ساتھ ویسا ہی سلوک کریں آپکے عاق سعد اللہ خان کی ناموس ہون جنہنے آپ کے بڑے بڑے کام کئے ہین اس درخواست پر نواب شجاع نے کئی رقعے بیگم کے پاس اطمینان دینے والے مضامین کے لکھکر بھیجے ۔ اور شاہ جیسق علی کو میان سید معصوم کے ساتھ بیگم کے پاس بھیجا کہ بیگم کو ہماری طرف سے دین و ایمان کی قسم کے ساتھ مطمئن کردے ۔ اور بیگم کو کہلا بھیجا کہ تم کو تشفی کے ساتھ

آنولے کے شور و شر کے دفع کرنے میں ثابت قدمی اختیار کرو اور آنولے کی رعایا کو پریشان نہونے دو تمہارے مصارف کے لیئے جو تین لاکھ روپے مقرر ہیں ہم اوس سے زیادہ مقرر کرینگے ۔ بیگم ان پیغاموں کی وجہ سے آنولے سے نہ نکلی ۔

فتح اللہ خان ابن دوندیخان کا شجاع الدولہ کے لشکر میں حاضر ہونا

فتح اللہ خاں اس خیال سے کہ نواب شجاع الدولہ ملک مجھکو دیدینگے بسولی سے کوچ کرکے بریلی کے پاس شجاع الدولہ کے لشکر میں داخل ہوا ۔ اور سالارجنگ کی معرفت اونسے ملا اور ارادت خان کو بھی اپنے ہمراہ لیگیا جو بسولی میں مقیم تھا ۔ اور جسنے اپنے بھائیوں کی گرفتاری کا حال سنکر یہ چاہا تھا کہ پہاڑ کو چلا جاوے ۔ مگر فتح اللہ خاں نے اوسکو لیا تھا ۔ فتح اللہ خان کے ساتھ سعید علی خان رئیس اور دولتخواہ تھی سب نے خان مذکور کو سمجھایا کہ اگر تم کو کشود کار مقصود ہے تو جیمپین صاحب کی معرفت شجاع الدولہ سے ملو ۔ سالارجنگ سے کچھ حاصل نہوگا ۔ جس معاملے میں انگریزوں کا قدم درمیان میں ہوگا وہ معاملہ اچھے طور سے سنبھل جاویگا ۔ خان مذکور نے کسی کا کہا نہ مانا اور سالارجنگ کی معرفت ملا نواب شجاع الدولہ نے بہت تعظیم و تکریم کی یعنی میعادی کے داوں گہات پورے طور پر اداکیئے سمجھا رہا تھا اوس کو دلیر کرکے انشانکی برابر لای رخصت کے وقت شجاع الدولہ نے ارادت خان کو روک کر سالارجنگ کے سپرد کردیا کہ وہ اوسکی خبر گیری کرتا رہے

محب اللہ خان ابن دوندے خان اور ایلچ خان کی ملاقات

محب اللہ خان کو جب یہ حال معلوم ہوا کہ میرا بھائی فتح اللہ خان نواب شجاع الدولہ کے پاس حصہ ملک و دولت کی سند حاصل کرنے کے لیئے گیا ہے اور عنقریب اپنے مقصد کو پہنچنے والا ہے تو اوس کو رشک پیدا ہوا اور آپ بھی اپنے ملک و دولت کی سند حاصل کرنیکی آرزو میں

نواب ذوالفقار الدولہ نجف خان کے پاس روانہ ہوا جو بادشاہ کی ملازمت میں تھے ہوئے ایلچ خان سفیر شجاع الدولہ کے ہمراہ روہیلوں کے استیصال میں شریک ہونے کو دہلی سے آرہا تھا اور اوسکے پہنچنے سے پیشتر ہی انگریزی سپاہ نے اون کا کام تمام کردیا تھا مرزا کا لشکر اونوپ شہر کے گھاٹ کو عبور کرکے اہرات کے علاقے میں پہنچا کہ محب اللہ خان اوس لشکر میں داخل ہوا اور گرمجوشی اور اور اختلاط پیدا کرنے لگا۔ شجاع الدولہ مرزا کو اور ایلچ خان کو پہلے سے لکھ چکے تھے کہ دریائے گنگا کو جلدی عبور کرکے بسولی پہونچکر محب اللہ خان کو قید اور بسولی کا محاصرہ کرلیں تاکہ کوئی پٹھان اور کسی پٹھان کا مال و اسباب باہر نکلنے نہ پائے محب اللہ خان کو اونہوں نے بلا تلاش اور بے جنگ محاصرہ دام بلا میں گرفتار پایا تو بہت خوش ہوئے اور شکر خدا بجالائے۔ ورنہ رستے میں متفکر تھے کہ محب اللہ خان ایک پہلوان آدمی ہے اوسکا گرفتار کرنا دشوار ہوگا۔ اور بے خونریزی کے وہ ہاتھ نہ آئیگا۔ بسولی کا محاصرہ دشوار ہے۔ کیونکہ اوس میں ہزاروں پٹھان نوابی و نذیجان کے وقت کے معرکے دیکھے ہوئے موجود ہیں اسلئے یہ دونوں ڈرتے ہوئے بسولی کی سمت آرہے تھے اور دو تین کوس کا کوچ کرتے تھے۔ اس خیال سے کہ شاید محب اللہ خان سبقت کرکے لڑائی کے لئے آجائے تو عہدہ برا ہونا دشوار ہے۔ جبکہ انکو خبر پہونچی کہ محب اللہ خان آرہا ہے تو بڑی فکر پیدا ہوئی اور ہرکارے اسلئے بھیجے کہ اوس کے مافی الضمیر سے مطلع کریں کہ کس ارادے سے آرہا ہے۔ ہرکاروں نے محب اللہ خان کی سواری دیکھکر اپنے آقاؤں کو خبر دی کہ محب اللہ خان نہایت سادہ طور پر شادان اور فرحان آرہا ہے اوس کا ارادہ جنگ کا نہیں۔ اگرچہ ہرکاروں کی اس تقریر سے کسیقدر تشویش رفع ہوئی۔ مگر اندیشہ رہا کہ مبادا دھوکے اور فریب کی راہ سے اسطرح آتا ہو اور ملاوٹ سے جب محب اللہ خان پاس پہونچگیا تو اونکی روح کا صدمہ رفع ہوا۔ اور ظاہرداری و تالیف کرکے اپنے ہمراہ لیکر بسولی کو آئے اور بسولی پر سپاہ مستولی کرکے اوسکو لٹوا دیا۔ اوسمیں حویلی میں فیض اللہ خان اور محب اللہ خان کے اہل و عیال تھے اوسے گھیر لیا۔ پھر بھی یہ جوان سادہ مزاج محب اللہ خان اور ایلچ خان سے بکشادہ پیشانی رخصت ہوکر حویلی میں گیا۔ اور وہاں کا حال دیکھکر بھی خواب غفلت سے بیدار نہوا۔ اور اپنی ماں سے محمد نجف خان اور ایلچ خان کے الطاف کے حالات بیان کئے اور گویا یہ سمجھا کہ یہ ہمارے اوستاد لنگڑے میرے ہیں۔

نواب شجاع الدولہ کا آنولے کو جانا

نواب شجاع الدولہ دو روز دن بریلی میں ٹھہرے اور یہاں کا بندوبست کرکے آونلے کو روانہ ہوئے اور وہاں پہونچکر جابجا اشتہار جاری کئے کہ جو لوگ روہیلوں میں ہنوز ساتھ ہوئے ہیں ان کو لازم ہے کہ اب زیادہ سرکشی نہ کریں اور حمو بخشی کے ساتھ اپنے اپنے مقام پر حفاظت سے رہیں اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم کی پوڑھی پر پہرہ کھڑا کر دیا۔ اور آنولہ کا محاصرہ کرکے اہل شہر پر آنا جانا بند کر دیا اور رات کو لشکر کے میدان میں ٹھہرے۔ صبح کو دونوں فوجیں بسولی کی طرف روانہ ہوئیں۔

محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان کی شجاع الدولہ سے ملاقات

محمد یار خان نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے چھوٹے بھائی ہنوز زندہ تھے۔ شجاع الدولہ سونے نرمی میں مقیم تھے کہ محمد یار خان نقد دو ہزار روپیہ اور جیبہ سرپیچ لیکر شجاع الدولہ کے لشکر میں پہنچے۔ مرزا آغا اور مرزا اسحاق کو جنکی مصاحبت آجکل شجاع الدولہ سے گرم تھی پیروی کے لئے چند دن دیئے۔ اور آون کی معرفت شجاع الدولہ سے ملاقات کی۔ شجاع الدولہ بڑے اخلاق اور دلجوئی کے ساتھ ان سے ملے اور لڑائی کا حال دریافت کیا اور رخصت کی وقت فرمایا کہ آپ ہمارے ساتھ رہیں۔ اور کسیطرح کا دلمیں اندیشہ نہ کریں۔ تمہارے ساتھ اچھی طرح سلوک کیا جائیگا۔ اور رضا جوئی کی غرض سے ایک چوبدار تعین کر دیا کہ کوئی شخص ہمارے لشکر کا ان کی حویلی سے تعرض نہ کرے۔ لیکن بعد اس کے جتنی مدت لشکر میں رہے پھر کبھی ان کا حال نہ پوچھا۔ ایکدن محمد رضا خان سے دریافت کیا تھا کہ کیا محمد یار خان ہمارے لشکر کے ساتھ آئے ہیں۔ اور کسیطرح کا سلوک شجاع الدولہ نے اون کے ساتھ کیا اتنا احسان ضرور کیا کہ اون کی حویلی اور اسباب اور گھوڑے ہاتھیوں سے تعرض نہ کیا۔ شہدی بشیر کو جب آنولے کی ضبطی کے لئے بھیجا تھا تو اوس کو حکم دیدیا تھا کہ ہمنے محمد یار خان کا مال و اسباب معاف کر دیا ہے کسی طرح کی اون کے سامان کے ساتھ مزاحمت نہو۔ جس وقت شہدی بشیر آنولے میں پہونچا تو آنولے کے بہت سے آدمی اونکی حویلی میں پناگیر ہوئے۔

شجاع الدولہ کا بسولی پہنچکر دوندے خانکی حویلی کو ضبط کرنا

نواب شجاع الدولہ نے سونٹے سے کوچ کر کے دریاے سوت کے کنارے خیمے استادہ کرائے اور انگریز بسولی کے قریب ٹھیرے اور خواجہ بسنت کا کیمپ دوندے خان کے مقبرے کے قریب اترا شجاع الدولہ نے اپنی فوج کو بسولی کی لوٹ اور محاصرے کے لیے حکم دیا جو کچھ شاہی نجف خانکی سپاہ کے ہاتھ سے باقی رہ گئی اوس کو شجاع الدولہ کی سپاہ نے برباد کیا اور شجاع الدولہ نے دوندیخان کی حویلی کے آس پاس نجف خان کے پہرونکے ساتھ اپنے یہاں کے بھی پہرے کھڑے کردیے۔ جب نواب کو پورا اطمینان ہوگیا تو سالار جنگ کی معرفت فتح [illegible] خان کو کہلا بھیجا کہ تم اپنی ماں کے پاس جاکر ہمارا نذرانہ طلب کرو اون فتح بخش نے ملکہ کے پاس پہنچکر شجاع الدولہ کی عنایات اور خصوصیات کی داستان بیان کی۔ اور آپ بھی پہونچتے ہیں کہہ سنایا دوسرے روز شجاع الدولہ خود سوار ہوکر دوندیخان کی حویلی مین پہنچے خواجہ سرا اونکو حویلی کے اندر بھیجکر مستورات کا جہاڑ لینا اور مکانات جہڑانا شروع کیا۔ دوندیخان کے عیال و اطفال اور تمام بیچوں کو نہایت سختی اور بے رحمی کے ساتھ حویلی سے نکالکر رتھوں اور چھکڑوں مین بٹھاکر تیلیوں کے خیموں مین اوتارا۔ شجاع الدولہ پر وہ دوندیخان کی حویلی مین رہتے اور اوسے کہدواتے اس خیال سے کہ خزانے اور دفینے نکلینگے۔ مگر خاک نہ نکلا۔ کنوئین مین جو حویلی کے اندر تھے غوطہ خور گہساتے۔ اونمین سے چند صندوقچے اور چلموں کے دو تین بانس برآمد ہوتے۔ اس سے سب کو حیرت ہوئی

شجاع الدولہ کا چالیس لاکھ روپے کلکتے کو گورنر کے پاس بھیجنا

فرح بخش مین لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے چالیس لاکھ روپے جو حافظ رحمت خان کی جنگ مین فوجی امداد کی بابت انگریزون کو دینے کا وعدہ کیا تہا بہیجے۔ اون روپیونکی دو ہنڈویان کرکے

پچیس لاکھ روپئے کی ہنڈی بفیض آباد کو مرزا علی کے نام لکھدی اور پندرہ لاکھ روپیہ کی ہنڈی راجہ چیت سنگھہ تعلقدار بنارس پر لکھی اور اوسکے پٹنے کے لیے ایک ماہ کی میعاد دی یعنی یہ تحریر کیا کہ ایک ماہ کے اندر روپیہ دیدینا۔ کوبری صاحب اور منشی غلام باسط روپئے دونون مقامون سے وصول کرکے کشتیون مین بار کرکے کلکتہ کو لے گئے اور گورنر کے پاس پہونچا دئے

روہیلکھنڈ کے قیدیونکی الہ آباد کو روانگی

شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کو رتھ اور چھکڑون مین بٹھا کر بریلی اور پیلی بھیت اور آنولہ اور بسولی وغیرہ کے ہزارون بیگناہ نام آور ہزارون اور عالمون و فاضلون کے ساتھ سالار جنگ کی معیت مین بسولی سے الہ آباد کو بھیدیا اور وہان قلعہ مین قید کردیا اور اپن کا علاقہ تمام و کمال ضبط کرلیا۔ محبت خان بھی ان قیدیون کے ساتھ الہ آباد کو بھیجا گیا۔ سو روپئے روز حافظ رحمت خان اور دوندے خان کے عیال و اطفال کے مصارف کے لئے اس تفصیل سے مقرر کئے گئے۔ پچاس روز محب اللہ خان اور فتح اللہ خان وغیرہ متعلقان دوندیخان کے لئے اور چالیس روپئے روز رحمت خان اور عظمت خان اور مغل خان اور حرمت خان اور محمد یار خان اور غلام مصطفےٰ خان اور اکبر خان وغیرہ پسران حافظ رحمت خان کے لئے اور دس روپے روز عنایت خان پسر حافظ رحمت خان کے عیال و اطفال کے لیے۔ ارادت خان اور ذوالفقار خان سعادت علی ابن نواب شجاع الدولہ کی سفارش سے محفوظ رہے تھے

شجاع الدولہ کا بسولی مین علیل ہوجانا

شجاع الدولہ کو روہیلو نپر ایسی عظیم الشان فتح جسکے ارمان کو انکے اسلاف قبر مین ساتھ لیگئے مبارک ہوئی۔ ہفتے عشرے کے بعد مقام بسولی مین اونکی ران مین ایک دنبل جسکو ہندی مین بد کہتے ہین نکل آیا جسکی ابتدا کسیقدر پیلی بھیت ہی سے ہوگئی تھی اور مشہور اوس زمانے مین یہ ہوگیا تھا کہ شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خان کی بیٹی کو شب کے وقت اپنے بستر پر بلایا

سلہ دیکھو گل رحمت ۱۲

وہ غیرت کی وجہ سے ایک چاقو زہر سے بجھا ہوا اپنے ساتھ لیگئی - اور جب شجاع الدولہ ننگی ہوئے تو اوسکے مار دیا - مگر اس شہرت کی کوئی اصل نہیں تھی[1] - اور بعض[2] کہتے ہیں کہ شجاع الدولہ نے خواب میں دیکھا کہ حافظ رحمت خان نے میری ران میں نیزہ مارا جب آنکھ کھلی تو ران میں درد پایا جسکے صدمے سے ہلاک ہوتے جاتے تھے - مگر صحیح[3] یہ ہے کہ یہ پھوڑا جسکا مادہ[4] آتشک سے تھا اور وہ مادہ اتنا بڑا تھا کہ اوسکی تکلیف اور سوزش سے دو تین دن تک کھانا پینا بند رہا رات دن تڑپنے لگے - غش پر غش طاری ہوتا - بیقراری کی حالت میں دنبل مذکور کو شگاف دلوا دیا پھر تو اوس نے اور بھی شدت پکڑی - اور شریان کی طرف سے دوسرا منہ کر لیا - پیپ اور لہو برابر کے شامل آنے لگا - ڈاکٹروں اور ہندوستانی اطبا نے اوس کے معالجے میں نہایت کوشش کی مگر کسی صورت سے صحت نہ ہوئی - روز بروز ترقی ہوتی تھی - جراح یہاں تک دعوے کرنے لگے کہ کسی لکڑی کو شگاف دیکر مرہم لگایا جاوے تو ہمیں یقین ہے کہ وہ بھی پھر جاوے خدا جانے یہ کیسا زخم ہے کہ مندمل نہیں ہو سکتا -

شیدی بشیر کا آنولے کی ضبطی کو روانہ ہونا

نواب شجاع الدولہ نے بسولی کے مقام سے بشیر کو آنولے کی ضبطی کے لئے بھیجا - اور اوسکو سمجھا دیا کہ محمد یار خان ابن نواب علی محمد خان - اور نواب سعد اللہ خان کی بیگم اور میاں حسن شاہ کی حویلیوں سے مزاحمت نکرے باقی تمام آنولے کو لوٹ لے - یہ شخص شجاع الدولہ کا غلام زرخرید تھا - اور پٹھانوں سے سخت عداوت رکھتا تھا - اوس بیرحم نے پہنچکر تمام آنولے کو تباہ و برباد کر دیا - کوئی تحقیقات نہ کی اپنی آتش غضب میں تر و خشک سبکو جلا دیا - راد ہاکشن ایک عطار تھا اوسکے دونوں کان کاٹ لئے اوسکی اس ظلم ناک کاروائی نے تمام آنولے میں جھلکہ ڈالدیا جسکے پاس جو کچھ موجود تھا اوسنے بے طلب لاکر حاضر کر دیا - ناک کان کے خوف سے کسی نے اپنے پاس ایک حبہ باقی نرکھا - یہ روز بھی طرفہ حشر و نشر کا تھا -

مولوی غلام جیلانی خاں کی شجاع الدولہ سے ملاقات

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ [2] دیکھو منتخب التواریخ ۱۲ [3] دیکھو فرح بخش عفی عنہ ۱۲ [4] دیکھو محمد قسم خانی ۱۲

اور اونکی حویلی کا صبطی سے بچ جانا

مولوی غلام جیلانی خان روہیلون مین ایک ممتاز رسالدار تھے - اور اونکی اولاد اب بھی رامپور مین باقی ہی اور اعزاز رکھتی ہے - حافظ رحمت خان کی شکست کے بعد اونھون نے آنولہ نہین چھوڑا بلکہ اونہین کے اصرار سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم بھی آنولے سے نہین نکلی تھی - مولوی غلام جیلانی خان بسولی مین راجہ ہلاس راے کی معرفت شجاع الدولہ سے ملے شجاع الدولہ مولوی صاحب کو کچھ دنون تک ہمراہ لے گئے اور جنگ کا حال دریافت کرتے رہے - لبنیر خان جب آنولے کی صبطی کو گیا تو اوس نے مولوی غلام جیلانی خان کی حویلی پر بھی پہرہ بٹھا دیا - واسباب سب قرق کر لیا مولوی صاحب کے معتمد شیخ لطف اللہ کو قید کرایا - مولوی صاحب بسولی مین شجاع الدولہ کے لشکر مین موجود تھے - عبد الرحمن خان اور محمد سعد اللہ خان پسران یوسف خان قندھاری کی سفارش بشیر کے پاس آنولے مین لائے - اور اس صورت سے اون کی حویلی واگذاشت ہوئی ایک ہاتھی اور کچھ برتن اور کپڑے صبطی مین آئے اور چند گھوڑے اونٹ تھے چھکڑے وغیرہ سامان بسولی مین ان کے پاس تھا وہ بھی ان دو ران رسالداران کی وجہ سے محفوظ رہا -

شجاع الدولہ ؒ نے روہیلون کو ایسی بے رحمی اور بے حرمتی کے ساتھ پامال کیا کہ جسکا درد انگریزی مورخون اور پارلیمنٹ کے ممبرون اور کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی محسوس کیا اور ہندوستان کی تاریخ مین جو کوئی ہمدردی نوع انسان اس مقام پر پہونچتا ہے ان حالات پر دو دو آنسو بہا جاتا ہی

شجاع الدولہ نے تمام روہیلکھنڈ کو کھنڈیل ڈالا اور سارے ملک مین ہلچل ڈالدی

اور تمام شہروں پر جہاڑو پھیر دی - کرنیل چمپین نے جب یہ حال دیکہا تو گورنر کو لکہا - مگر وہ اوسوقت مجبور تہا کہ نواب شجاع الدولہ سے کوئی عہد اس باب میں ٹہیرا تہا کہ فتح کے بعد کیا کیا جائے - غرض کرنیل مجبور رہا - نواب کو سمجہاتا تہا کہ یہ ظلم بس کرو - مِل صاحب نے اپنی تاریخ مین کہا ہے کہ وزیر اودہ نے انگریزونکی کمک سے روہیلون کی کمال بیرحمی کے ساتہ جیسا کہ ایشیائی ملکون کی لڑائی مین ہوا کرتا ہے پامال کیا - تاریخ ہندوستان جمیس گرینٹ مین لکہا ہے کہ بہادر حافظ رحمت خان کی موت سے اونکے ملک کی قسمت کا فیصلہ کر دیا تہا جو بغیر رحم کے لوٹا جاتا تہا - اور اوسکی بدقسمت باشندی ہر ایک طرح کے مظالم کا نشانہ رہتی - کرنیل چمپین کہتا ہے کہ ہمارا بریگیڈ فتح کے بعد اس افسوسناک منظر کا ایک تماشا تہا اور ایسا منظر دیکہا جو مذکور کے قابل نہین - مولف تاریخ مذکور لکہتا ہے کہ چمپین صاحب کے اس فقرے سے لارڈ مکالے کے اوس کلام کی کنجی ہمکو ملگئی جو اونہون نے اپنی فصاحت آمیز تقریر مین کہا تہا - وہ یہ تہا - اوسکی بعد دونا ہندوستان کی لڑائی خوبصورت وادی اور روہیلکھنڈ کے شہرون مین شروع ہوئی وہ تمام ملک سلطنت کے حوالہ تہا ایک لاکہہ سے زیادہ آدمی جنگل اور بن مین اپنا گہر چہوڑ کر بہاگ چلے گئی - اور یہ سمجھی کہ بہوک اور بیماری سے مرنا اور شیر و نہنگ کے منہ مین پڑنا اوس ظالم کے پہندے مین پہنچنے سے اچہا ہے جس کے ہاتہ عیسائی گورنمنٹ نے اونکے مال و منال اور عزت و آبرو جان و تن سب بیچ ڈالے ہین - مولوی ذکاءاللہ صاحب نے تاریخ ہندوستان مین لکہا ہے کہ کیا افسوس کی بات ہے کہ وہ لشکر اوسا عشر جو اپنی بہادری اور شجاعت کا دعوے کہتے ہون وہ بیگناہون کے گاؤن کی آگ مین جلنے اور بچونکو ماؤنکی چہاتیون پر قتل ہوتے ہوئے صاحب عصمت عورتونکی عصمت ہوتی ہوئی دیکہا کرین اور اونکی حمایت نکرین اور ظالمونکو ظلم کرنے سے نروکین - نوض ان بہادرون نے دمیونکو شیرونکی بہٹونمین بہیجا - اور شیرونکی جگہہ خنزیرون کو بٹہایا - نتیجہ لڑائی کا یہ تہا کہ شجاع الدولہ روہیلون کے ذبح کرنے مین مشتاق بن گیا اونکی ننگ و ناموس اور جان و مال کو خاک مین ملادیا - شجاع الدولہ کے دل مین اس گروہ کی طرف سے ایسا کینہ تہا کہ اوس نے گورنر سے پہلے ہی کہدیا تہا کہ مین اونکا استیصال چاہتا ہون وہی اوس نے کر دکہایا کوئی قطعہ زرخیز اس ملک کا ایسا نہ تہا کہ جسکو اوس نے ویرانہ نہ بنایا - جبکہ روہیلونکی لڑائی کی خبر کورٹ ڈائرکٹرز کو ہوئی تو اوس نے ایک مراسلہ وارن ہسٹنگز کو نہایت خشونت آمیز ناملایم عبارتاین لکہہ بہیجا - اور خاص اسبات پر کہ وہ روپیہ کی محبت سے اس لڑائی کو لڑا نہایت تفضیح اور تذلیل کی -

اس لڑائی پر مورخون اور محققون نے بڑی بحث کی ہے - گلیج صاحب لکہتے ہین کہ ملکی ضرورتون کی نظر سے دیکہیے یا اخلاق انسانی کے لحاظ سے غور کیجئے تو میرے نزدیک کوئی کام وارن ہسٹنگز نے

ایسا نہین کیا کہ اوسکی پیشانی پر بدنامی کا ٹیکا بنایا جاتا ۔ مولوی ذکاء اللہ صاحب نے اسکا جواب یون دیا ہی کہ اگر ہم کچھ سمجھہ رکھتے ہوتے تو اس امر کو تسلیم کرینگے کہ برا کام کرنا اجرت پر برا ہی لڑائی بھی ناحق کرنی جب تک دوسرا ہم کو نہ چھیڑے برا کام ہی اسلیے روہیلون سے لڑنا برا تہا اور روہیلون کے ساتھ لڑنے کا کوئی اور مقصود نہتا سوا اس کے کہ ایک عمدہ انتظام ملکی کو شجاعت شعار اور معدلت گستر قوم سے لیکر ایک ظالم نامرد موذی کو دیدین گورنر اس بات کو خوب سمجہتا تھا کہ مین کیا کرتا ہون ۔

پہر سکوٹ جو اس بدکرداری کے لیے عذر کرتے ہین وہ یہ اقرار کرتا ہی کہ روہیلے بجائے اصلی متوطن اس ملک کے نتھے یون ہی لٹیرے غارت گر گھس آتے تھے اونکا ملک سے نکالدینا عین عدالت تھی صاحب شاید اسوقت اپنے تئین بہول گئے ۔ اونکی نزدیک آکر کلکتہ اور مدراس سے انگریزون کو کوئی نکالتا تو بھی انصاف ہوتا ۔ اسوقت ایسے غاصب تو ہندوستان مین سو مین نوے تہے اودہ کی سلطنت بھی غصب سے نہ بنی تھی تو کیسے بنی تھی ۔ غرض جو اس فعل کی زشت کرداری کو ڈہانکتے ہین وہ بے شرمی سے اپنا سا پردہ کہولتے ہین ۔

روہیلون کے علاوہ عام رعایاے روہیلکھنڈ بھی یون برباد ہی

ہلاسرائے پت دیوان مان راے نے شجاع الدولہ سے دو کروڑ روپیے مین اجارہ روہیلکھنڈ کی ضبطی کا لیا اور آپ اس کام کو اختیار کیا ۔ اوس نے عبد الستار خان کا مکان لوٹ لیا اور شاہ اشرف خان کوکہ اونکے مین رنگیں تھے قید کر دیا ۔ دولت رام اور لالجی ساہوکار کو بھی باندھ لیا ۔ غربا ساکین مزا فضلا اور گوشہ نشینون پر طرفہ حشر برپا کیا ۔ دیوان کا نفس اور راو پہاڑ سنگہ نے کہ روہیلو نکی دولت کے پرورش یافتہ تھے ۔ اور تمام ملکی و مالی معاملات سے واقف تھے ۔ روہیلکھنڈ کی المضاعف تحصیل سب ذمہ داری کی اور تمام برسون کی باقیات اور سالہا سال کی تقاوی کو رعایا سے جبراً وصول کیا جبکہ اونکی تحریر کی موافق روپیہ وصول ہوا تو ساہوکارون تعلقداران شرفا غربا کو لوٹنا شروع کیا اور سب کو نان شبینہ کو محتاج کر دیا ۔ نتیجہ اس کا خود بہی شیدی بشیر کے ہاتہ بہت برا پایا ۔ طرفہ یہ کہ دیوان کا نفس کے اعمال بد کی پاداش مین پسران دیوان مان راے اور بہشی دہر اور نانک چند اور بخت مل بھی سزا یاب ہوئے ۔ ان پر بھی مطالبے مین خوب مار پڑی ۔ اور بے حرمت کیے گئے

بہادر سنگہ بیراتی کشاکش اور تقاضا اور سختی ہوئی کہ صدمے سے مرگیا۔ جی گوپال پسر بہادر سنگہ نے کندن لال گماشتہ پیارا سنگہ کے ہاتہ سے اتنی اذیت اوٹہائی کہ محالات کے اجارے سے دست بردار ہوگیا۔ کندن لال نے چالیس لاکہ روپیہ سالانہ کو بریلی وغیرہ حافظ رحمت خان کے ملک کا ٹہیکہ لیا تہا۔ اور بریلی مین کچہ دنون حکومت کرکے عیش وعشرت سے بسر کی۔ جب چالیس لاکہ روپے فراہم نہو سکے تو تعلقدارون اور ساہوکارون کو ستانا شروع کیا جنکو حافظ رحمت خان نے برسون مین آباد کیا تہا اوس نے ان لوگون کو دو تین مہینے مین ویران اور پریشان کردیا اور کندن لال کو اس کا بدلہ منتقم حقیقی کیطرف سے ملا کہ راجہ سورت سنگہ نے اس کے خاندان کو ضبط کرکے اور خدمات سے معزول کرکے قید کردیا۔

اسلامی مقدس چیزونکی اہانت وبیحرمتی

شجاع الدولہ کی فتح سے روہیلکہنڈ مین اسلامی آثار کو بہت صدمہ پہونچا۔ فرح بخش کا مولف شیو پرشاد لکہتا ہے کہ مسجدون مدرسون۔ خانقاہون اور مقبرون مین تلنگے گوبر کے اپلے لگاتے اور کہانا پکاتے تہے آنولہ نواب علی محمد خان روہیلہ کے عہد مین دار الاسلام تہا۔ اور نواب ممدوح نے بڑی کوشش کے ساتہ آبادی مین ترقی دی تہی قلعہ اور مسجدین تعمیر کرائی تہین۔ آنولے کی دینداری بربلاد اسلام کو رشک تہا۔ شجاع الدولہ کی فتح کے بعد اس شہر کی یہ نوبت پہونچی کہ اخوان محمد رحیم کی مسجدین کہ جو ایک مقدس اور بہت مخصوص تہے۔ نٹنیان اور فاحشہ عورتین رہنے لگین۔ اور علانیہ صحنون مین بیٹہ کر کسب کراتین۔ بدفعلی مین مشغول ہوتین۔ اونسے یہ کوئی تعرض نہین کرتا کہ تم مسلمانون کے ایک مقدس مقام مین ایسا کیون کرتی ہو۔ یہ تو والیان اودہ کی روہیلکہنڈ مین حکومت کا اثر تہا اب روہیلونکی حکومت کی برکات کا حال سنئے۔ جام جہان نما اور تکملہ ذکر ملوک مین لکہا ہے۔ انصاف یہ ہی کہ اسلام کے مراسم اور دینداری کی باتین جیسی اس قوم مین جاری ہین دوسری جگہہ نہونگی۔ نماز روزہ اور تلاوت قرآن اور علوم کی تحصیل وغیرہ بڑے اہتمام سے اداکرتے ہین۔ حافظ صاحب مین خود بہت سے فضائل موجود تہے۔ حافظ قرآن تہے۔ علم دین سے واقف تہے۔ عفو اور تواضع اور کرم اور تقوے اور دیانت سے متصف تہے۔

لال ڈانگ کا حال

جب سے روہیلکھنڈ مین بخشی سردار خان فتح خان خانساماں اور دوسرے خان وغیرہ کا انتقال ہوکر اونکی اولاد مین نفاق وفساد پیدا ہوا تہا تو اکثر رسالہ دارون اور جماعہ دارون نے کمرین کہولدین تہین - بہت دنون سے نوکری ترک کرکے خانہ نشین ہوگئے تھے - کوئی تجارت کرنے لگا تہا - کوئی کہیتی کرتا تھا - جب شجاع الدولہ کے ہاتھ سے اونکے کی تباہی کی نوبت پہونچی تو یہ تمام لوگ بھی بال بچون کو ساتھ لیکر راتون کو پیادہ پا اپنے مکانون سے نکلے اور جوق جوق لال ڈانگ پر پہونچے اسوجہ سے ایک بھاری جمعیت نواب فیض اللہ خان کے پاس ہوگئی - مگر تمام پٹھان نہایت بے سروسامانی کی حالت مین وہان پہونچے تھے - بریلی - آنولہ - بسولی - اوجھیانی - سنبہل - امروہہ - پیلی بہیت وغیرہ سے جو لوگ نکلے وہ یک بینی و دوگوش تھے - بدن پر لباس بھی درست نتھا - سامان جنگ درکنار بعضے ٹلنگون نے سالم کپڑا بھی بدن پر نہ چھوڑا تہا - نواب فیض اللہ خان نے اپنی قوم کی تباہی اور پریشانی ملاحظہ کرکے خزانے کا منہ کہولدیا - اور تمام لوگون کو دیا - خبر مشہور ہوتے ہی ہزارون آدمی آپکے جھنڈے کے تلے جمع ہوگئے اور نواب مستقیم خان ولد شیخ کبیر کو ایک بڑی فوج کے ساتھ شجاع الدولہ کے ستانے کے لئے نجیب آباد کی طرف بہیجا - تبیان پر ساٹھ مولفہ راجہ رامچندر داس عرف مٹھولال ساکن قنوج سے معلوم ہوتاہی کہ شجاع الدولہ نے مستقیم خان کو ایک شقہ اس مضمون کا لکھا کہ تم ہمارے پاس چلے آؤ اور ہماری نوکری قبول کرو - اور ہم تم کو ملک دینگے - مستقیم خان نے جواب مین ایک عرضداشت اس مضمون کی لکھی کہ غلام نوکری پیشہ ہے کسی مالک ملک کو اپنا آقا بنا دینا اور سرفراز فرمانا چاہئے غلام سرکار کا غلام ہے - پھر شجاع الدولہ نے شقہ بہیجا کہ تم تو بیرکم او سکو سرفرازی دین - اوسوقت مستقیم خان نے نواب فیض اللہ خان پسر علی محمد خان روہیلہ کا نام لیا بلکہ گل رحمت سے معلوم ہوتاہے کہ نواب شجاع الدولہ نے دوسرے سرداران روہیلہ کی پاس بھی شقے بہیجے تھے کہ ہمارے پاس چلے آؤ ہم تمہارے لئے جاگیر مقرر کردینگے مگر کسی نے منظور نکیا نواب فیض اللہ خان صاحب نے دینار بیگ خان کی معرفت چمپین صاحب سے خط وکتابت شروع کی جبکہ باہم تحریرات خوب جاری ہوگئین تو عبدالرحیم خان داروغہ شترخانہ کو سفیر بناکر کرنل چمپین صاحب کے پاس بہیجکر دوستی کو مستحکم کیا - اس سفارت کا اصلی منشا یہ تہا کہ نواب علی محمد خان کے باقیماندہ جانشینون سے سب سے بڑے بیٹے نواب فیض اللہ خان رہ گئے - اس بنا پر اگر ملک روہیلکھنڈ نواب فیض اللہ خان کے سپرد کیا جاوے - تو نواب فیض اللہ خان نواب شجاع الدولہ کو اس ملک کا پورا خراج دیتے رہینگے - اور ایسٹ انڈیا کمپنی کو ایک معقول رقم خرچہ جنگ کی بابت ادا کرینگے اس عبارت کا

مضمون کرنیل چمپین نے لارڈ وارن ہسٹنگ کی خدمت مین تحریر کیا - لیکن انگریزی حکومت نے روہیلکھنڈ کا ملک شجاع الدولہ کے سپرد کردینے کا پہلے سے اقرار کرلیا تھا - اسواسطے لارڈ مذکور نے کرنیل چمپین کو جواب دیا کہ تم کو اس معاملے مین دست اندازی کرنا نچاہیئے - شجاع الدولہ کو ہتیاری اس خط وکتابت اور سفارت کے درمیان مین کئی مہینے گذر گئے - گرمی کا موسم ختم ہوگیا - اتنے دنون تک نواب فیض اللہ خان اکیدم کو بھی اپنے بندوبست سے غافل نرہے - اور رہا سہا متادی کراکر روہیلو نکو اپنے پاس بلاتے رہے - یہانتک کہ قریب چالیس ہزار روہیلون کے لال ڈانگ پر جمع ہوگئے اس کے علاوہ ناکہ بندی اور خندق وغیرہ کا خوب انتظام کرلیا -

فرح بخش سے مستفاد ہوتا ہی کہ نواب شجاع الدولہ نے ایک بھاری دعوت انگریزونکی ترتیب دی تمام لشکر کے صاحبان انگریز کو مدعو کیا - اور سب کو کہانا کھلاکر اونکے ساتھ تپاک خوب ظاہر کیا بعد اسکے محمد ایلچ خان کو کرنیل چمپین کے پاس بھیجا - اور اونکی تالیف کی اور روزانہ بہت سے تحائف اونکے پاس بھیجنا شروع کئے - پہر ایک دن یہ کہلا بھیجا کہ اگر آپ کی مرضی اور صلاح وقت ہو تو یہان سے لال ڈانگ کیطرف کوچ کرنا چاہیئے کہ پٹھانون کا مجمع بڑھ رہا ہے - برسات کا موسم شروع ہوگیا تھا کرنیل صاحب نے یہ جواب دیا کہ برسات کا موسم ہے روزبارش ہوتی ہی - اس صورت مین باربرداری اور توپخانہ کا روانہ ہونا دشوار ہے - یہ جواب سنکر شجاع الدولہ نے پچاس ہاتھی اور پچاس چھکڑے مع چرخہ اور سایری قناتون کے انگریزی لشکر مین بھیجدئے اور آخر جمادی الاولی ۱۱۸۸ہجری مین شجاع الدولہ خود بسولی کی چھاونی سے شدت بارش اور سخت علالت کی حالت[1] مین کوچ کیا اور دریاے سوت کو عبور کرکے خیمہ زن ہوئے - اور یہان ایک مقام انگریزی لشکر کے سامان کی درستی مین کیا - اور ایلچ خان کو تحریک کے لئے کرنیل چمپین کے پاس بھیجدیا - انگریزی فوج بسولی سے روانہ ہوئی - اور یہ متفقہ فوجین لال ڈانگ پر حملہ کرنے کو آگے بڑہین - شجاع الدولہ نے پہلے ضلع بجنور مین پہنچکر نجیب آباد اور قلعہ پتھرگڈھ پر قبضہ کیا - اور یہان کئی مقام کرکے موہن پور کیجانب کوچ کیا - یہ گانون کھمنیس گھاٹ ناگل کے قریب واقع ہی - اور لال ڈانگ کی کھائی چار کوس تھی اور دیرے کھڑے کرلئے - اور مورچے قایم کرائے - شجاع الدولہ کے اہلکارون نے اپنے آقا سے عرض کیا کہ روہیلون کا کمپ یہانسے سولہا کوس پر ہے - اور وہ مین گھاٹی بن قائم ہین اور

---

[1] دیکھو جام جہان نما ۱۲

اور بانس اتنی بڑی ہی کہ اُس مین ہاتھی نہین معلوم پڑتے۔ اور ڈہاک کا بن ہی [illegible]
اور بانس اس کثرت سے ہین کہ پیادہ و سوار کا گذر [illegible] روہیلوں کے موجود ہونے سے دشوار ہے یہان
تو کوئی صورت ایسی نہین نکل سکتی جس سے روہیلے مغلوب ہون۔ نواب شجاع الدولہ بعد اسکے
مصاحبوں سے کہنے لگے کہ جیتے ادہر آئے ہین ابھی دلدلی ہی۔ یہ مصلحت [illegible] کہ جنگل میں ہی
ایسا کام کیا جائے جس سے روہیلوں [illegible] غالب ہو اور وہ [illegible]۔ اسلئے جنگل کو صاف کرنا
چاہیے اہلکاروں نے جواب دیا کہ ایسا [illegible] جنگل صاف [illegible] کرلے [illegible] جنگل کا کاٹنے
سے قابو مین نہین آسکیگا۔ اگر آپکی مرضی ہو تو گہاس کا [illegible] کٹوانا شروع کریں [illegible] آپ
نکل آئے اور روہیلوں پر عسرت غالب ہو۔ شجاع الدولہ نے یہی حکم دیدیا۔ چنانچہ بیلداروں اور مزدوروں
کے گروہ نے گہاس کاٹ کر دو تین کوس ایک راستہ صاف کیا اہلکاروں نے شجاع الدولہ سے
کہا۔ اگر دو تین کوس تک اس طرح راستہ تیار کیا تو اس سے کوئی کشود کار نہین ہوتا کیونکہ روہیلو
کے پڑاو تک کسی قسم کی لکڑی کے جنگل پڑتے ہین ایسے بڑے بن کا کاٹنا مشکل ہی
نواب شجاع الدولہ نے روہیلون کے تنگ کرنے کی دوسری تدبیر یہ نکالی کہ روہیلون پر رسد بند
کرنا چاہیے اور اس رائے کو سب نے پسند کیا۔ بہار کی جانب سے جو رسد روہیلون کو پہنچتی تھی
وہ اسقدر نہین سمجھی جاتی تھی کہ چالیس پچاس ہزار آدمیون کو کافی ہوسکے شجاع الدولہ نے
تمام ضلع کے تحصیلدارون کو پروانے بھیجدیے کہ پہاڑون کے پاس لال ڈانگ پر کسی طرف سے غلہ نہین
پہنچے وہین اور سبیع الاخبار کا مولف کہتا ہے کہ الموڑہ کا راجہ بھی شجاع الدولہ سے ملگیا تہا اس حکم کی
بڑی سختی سے پابندی ہوتی۔ اور اس تدبیر سے ایک قسم کی اذیت محصورین پر گذرنے لگی تمام سپاہی
اور روہیلے نادار مجبور ہوگئے۔ غلہ گران ہوگیا محمد عباس خان سوانح نگار عباس تخلص ابن ہدایت خان سولہ
برس کی عمر مین اپنے بہائی اخونزادہ محمد ارادت خان کے ساتھ نواب فیض اللہ خان کے لشکر مین
موجود تہا اس نے اپنی سوانح عمری مین بیان کیا ہی کہ اسوقت مین ایک روپیہ کا سیر
غلہ بڑی مشکل سے دستیاب ہوتا تہا مگر اللہ تعالے نے ان مجبوروں کی روزی رسانی کا یہ سبب کیا کہ دوارا
کے گہاٹ سے گنگا کو عبور کرکے بیوپاری اور بنجارے غلہ لانے لگے۔ اور اب پھر غلہ ارزان ہوگیا۔
اہلکارون نے شجاع الدولہ کو خبر پہنچائی کہ نواب فیض اللہ خان کے لشکر پر پہلے غلہ کی نایابی سے سختی ہوگئی
تہی مگر اب غلہ انکا پار سے [illegible] آگیا۔ اور محصورین فارغ البال ہوگئے ہین۔ اونکا یہ ارادہ ہی
کہ آپکے لشکر پر شبخون مارین۔ شجاع الدولہ نے نجف خان ذوالفقار الدولہ کو لکھا کہ آپ

اسی پہاڑ پر سردار وغیرہ کے گہاٹ اونکی حفاظت کے لئے معین کردیں اوس نے اپنے چیلے افراسیاب
و بہت سی فوج کے ساتھ بہیجکر نواب شجاع الدولہ کی تجویز کے موافق سردوار کے گہاٹ کی نگرانی
کی اور ملک کا ایک دانہ بہی لوگون کے پاس نہ پہنچنے دو اوس سے ناکہبندی کرنا شروع کی تاکہ کوئی چیز
روہیلوں تک لشکر مین کہانا پانی نہ پہنچ سکے اسواسطے اب محصورین پر تکلیف شروع ہوگئی اور بہوک
اور بیماری نے اونکی جماعت کو روزبروز گہٹانا شروع کیا مگر روہیلے چونکہ پہاڑی قوم تہے وہ اودہ مین
طاق تہے پہاڑ پر دوڑنے اور پیادہ پا چلنے کے عادی تہے پہاڑ پر جانے لگے۔ اور غلہ کی گٹہریان سر پر
اوٹہا کر لاتے اور بہت سا خود ہی کہا لیتے اور فروخت بھی کرتے۔ البتہ ہندوستانی آدمی بوجہ آرام طلبی کے
تکلیف اٹہاتے تہے غلہ ایک روپیہ کا چار سیر فروخت ہوتا تھا۔ گہوڑے جنکو دانہ نہ ملنے سے کمزور ہوگئے
اور چونکہ ہری گہاس کی عادت تہی ہزارون تلف ہوئے۔ اور جو باقی رہے وہ بھی نہایت ناتوان تہے۔ مورخ
کے لوگ کہتے تہے کہ یہان گہاس یہاں کے موافق نہین۔ البتہ پہاڑی گہوڑوں کو جنہین گونٹ[1] کہتے ہین
موافق ہے عہدہ دارونکے گہوڑے معمولی راتب ملنے کی وجہ سے فربہ تھے۔ محمد عباس خان کہتا ہے کہ ہر روز
مورچون اور میدان کی جنگ طرفین مین کئی مہینہ تک ہوتی رہی۔

صلح کی تکمیل اور عہدنامہ

روہیلوں کو ابھی تک یہی گمان تہا کہ مخالف کی فوج موسمی بیماری اور آب وہوا کے نقصان کی باعث
بہت جلد اوٹہانے پر مجبور ہوگی۔ مگر باوجود بیماریونکی کثرت۔ اور روہیلون کے بے تعداد حملونکے
فوج فاتح نے محاصرے سے دست برداری کا ارادہ نہ کیا اسوجہ سے روہیلونکے اکثر سردارونکی رائے
صلح کرنے کی طرف مائل ہوئی۔ آخرکار نواب فیض اللہ خان نے کرنیل چمپین کو اس معاملے مین ڈالکر
صلح کی بات چیت شروع کی۔ نواب فیض اللہ خان کی خیالات بہت وسیع تہے اور اونکی طلب بہت زیادہ
تہی۔ ملک میان دوآب مین ڈیڑہ لاکہہ روپیہ سال کی جاگیر اونکے واسطے نواب شجاع الدولہ نے
تجویز کی۔ مگر اون کے صلاح کار احمد خان خانسامان نے اون کو اس عطیہ پر راضی
نہونے دیا۔ اس تقریر مین بھی ایک مہینہ کا عرصہ صرف ہوگیا۔ اور ہنوز کوئی نتیجہ قرار پذیر نہوا۔
ناچار شجاع الدولہ اور انگریزی فوج نے جو بہت بورسی آگے بڑہکر دو میل تک روہیلون کے کئی مورچے
توڑکر خراب کردیے۔ اور پہاڑ کی تلی تک جا پہونچے۔ روہیلونکو خوف ہوا کہ مخالف یکایک حملہ کرکے پہاڑی پر قبضہ کرلے

[1] پہاڑی گہوڑا گونٹ ہوتا ہے جو چہوٹا ہوتا ہے ۱۲ تزک جہانگیری

دوسرے یہانکی جانب سے رسد کی کمی بھی شروع ہوگئی فرح بخش مین لکہاہے کہ نواب شجاع الدولہ روز نجم سے خلاوہ بلا مین یہ کہا کرتے تھے کہ مین نے تمام روہیلکہنڈ کو فتح کرلیا ہے - اب پٹہانون کا تخم یہان سے مٹاؤنگا - اور بالسنت بہر زمین انکو نہ دونگا - اونکی ونا نیت کا عنیا نہ خدا کی طرفسے اونکو ملا کہ ہسٹنگز صاحب گورنر نے ایک چٹہی کرنل چمپین کو لکہی کہ تم فوراً روہیلکہنڈ سے چلے آؤ - کرنل چمپین نے چٹہی کے پہنچتے ہی کالی چرن کی زبانی نواب شجاع الدولہ کو کہلا بہیجا کہ مین اب یہان ٹہر نہیں سکتا - کلکتہ کو جاؤن گا - جب یہ مضمون شجاع الدولہ نے سنا تو بہت متیر ہوئے اور نہایت منت پذیری کے ساتھ کرنل صاحب کو کہلا بہیجا کہ تہیہ اکیا - نواب فیض اللہ خان کی ملاقات کرادین - اور کالی چرن کو کچہہ بطور رشوت کے بہی دیا اور اُسے رخصت کرکے دہسے پر لائے - اور اون کو اس بات پر آمادہ کرنا چاہا کہ آپ خود نواب فیض اللہ خان کے پاس جاکر اونہین سمجہا کر میرے پاس یا اپنے لشکر مین لے آئین - اور کالی چرن کو پیشتر سے بہیج دین - نواب شجاع الدولہ یہ باتین کرکے کرنل چمپین سے رخصت ہوکر اپنے خیمے مین آئے - اور کالی چرن کو بہی ساتھ لیتے آئے اور اونکو یہ پیغام دیکر کرنیل صاحب کے واپس بہیجا کہ مین پندرہ لاکہہ روپیہ کا ملک نواب فیض اللہ خان کو دیتا ہون - اس کارروائی کے علاوہ شجاع الدولہ نے نواب فیض اللہ خان کو لکہا کہ اگر آپ ہمارے پاس نہ چلے آئے تو ہم محبت خان کو بلاکر خلعت سرداری عطا کرینگے - پہر اونکی باپ کے رسالہ دار آپ کا ساتھ چہوڑ دینگے - چنانچہ نواب فیض اللہ خان کے رجوع ہونے کے لئے ایک شقہ الہ آباد کے قلعہ دار کو لکہا کہ محبت خان کو یہان بہیجدو[۱] کرنیل چمپین نے اپنی طرف سے تورک صاحب اور بالدی صاحب کو نواب فیض اللہ خان کے پاس صلح کی بات چیت کرنے کے لئے بہیجا - سوال و جواب منقح ہوگئے تو کرنیل چمپین خود نواب فیض اللہ خان کے پاس گئے - اور اون سے ملاقات کی اور مشورہ کیا - اور اونکا اطمینان کرکے اپنے ساتھ انگریزی کیمپ مین لے آیا - کرنیل صاحب نے ایک خاص ڈیرہ نواب صاحب کے ٹہیرنے کے لئے استادہ کرایا - اور نواب صاحب کو اپنے ساتھ شجاع الدولہ کے پاس لیگیا اور بڑے اکرام کے ساتھ ملاقات کرائی - اور ایک مرتبہ نواب شجاع الدولہ نواب فیض خان کے ڈیرے پر بازدید کے لئے آئے - شجاع الدولہ نے دل کی تکلیف کی وجہ سے نواب صاحب کا آنا غنیمت جانا

---

[۱] یہان تک فرح بخش سے نقل کیا ہے - اس کے آگے گلستان رحمت و گل رحمت و اخبار حسن وغیرہ کا اقتباس ہے ۱۲ [۱] دیکہو جام جہان نما - ۱۲

اور اونکی اصلی جاگیر یہ کہ شاہ آباد اور سرساوان اور جو محلہ تھے چھہ پرگنے اجاوں اوسکا یہ
اور بلاسپور اور بہیرا اور ٹہاکردوارہ اور سرکڑہ اضافہ کرکے نو پرگنے چودہ لاکھ بیس ہزار روپیہ
کی آمدنی میں مقرر کرکے نواب صاحب کی جاگیر میں مقرر کئے۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر مین مذکور ہی کہ
اس معاہدے کے وقت روہیلوں نے حافظ رحمت خاں کے اہل و عیال اور دوندیخان کے
اہل عیال کی رہائی کے بارے میں بہت زور ڈالا۔ اسواسطے شجاع الدولہ نے اونکی رہائی کی بابت
حکم دیکر محبت خان کو الہ آباد سے واپس بلایا۔ لیکن صلح کی کارروائی اوسکی واپسی سے پہلے ختم ہو چکی
عہدنامہ کرنیل چمپین صاحب کے ڈیرے پر ۷- اکتوبر ۱۷۷۴ء مطابق رجب ۱۱۸۸ ہجری کو تحریر ہوا۔
اس عہدنامے میں یہ بھی تہا کہ نواب فیض اللہ خان اپنی فوجمیں پانچہزار آدمیوں سے زیادہ نوکر
نہ رکھہ سکیں گے۔ اور اس فوجمیں سے بہنگام ضرورت شجاع الدولہ کی امداد کے واسطے دو تین ہزار
سپاہ دینا پڑا کریگی۔ اور اگر وزیر خود فوج کے ہمراہ جاوینگے تو وہ بھی خود مع اپنی سپاہ کے اونکے ہمراہ
رہینگے اور وزیر اونکے خرچ کے متحمل ہونگے۔ باقی روہیلوں کو اپنے ملک سے گنگا پار نکال دینگے
اور وزیر کے سوا کسی سے اتفاق پیدا نہ کرینگے۔ اور انگریزی سرداروں کے سوا اور کسی سے تحریری
رسم جاری نہ کرینگے اور وزیر کے دوستوں کو اپنا دوست اور اونکے دشمنوں کو اپنا دشمن تصور کرینگے
اور ہمیشہ نواب کے تابعدار اور فرمانبردار رہینگے۔ اور نواب وزیر جو حکم اونکو دینگے اوسکی تعمیل کرینگے
اور ہمیشہ ہر مصیبت و بہبودی کے وقت میں اونکے شریک لا جنیت رہینگے۔ جام جہاں نما میں
لکہا ہے کہ اس عطیہ کی عوض میں نواب فیض اللہ خاں سے چالیس لاکہہ روپیہ نذر کی طور پر شجاع
الدولہ نے لئے تھے۔ اور تنقیح الاخبار سے معلوم ہوتا ہی کہ کرنیل چمپین کی معرفت پندرہ لاکہہ روپیہ نواب فیض اللہ خان
نے نواب وزیر کی نذر کئے تھے۔ اور فرح بخش میں لکہا ہی کہ نواب فیض اللہ خاں نے پچاس لاکہہ روپیہ
کے قریب نواب شجاع الدولہ اور صاحبان انگریز یا اسد علی خان اور کالی چرن وغیرہ کے تواضع کئے
نواب فیض اللہ خان خواجہ لطافت کے ڈیرے پر شجاع الدولہ سے رخصت ہوئے اور اونہوں نے
دم رخصت شجاع الدولہ سے کہا کہ ہم چھہ بہائیوں میں سے دو بہائی باقی رہگئے ہیں۔ محمد یار خاں جو ایک مدت سے
آپکے لشکر میں ہیں اور علیل ہیں اونکو میرے ہمراہ رخصت کر دیجئے۔ شجاع الدولہ نے قبول کرکے
اجازت دیدی نواب فیض اللہ خان نے اس خیال سے کہ زبانی بات کا کیا اعتبار ایک تحریر اونکی رخصت
کر دینے کے بابمیں شجاع الدولہ کے پاس بہیجی۔ اور اوسپر تحریری حکم لیلیا۔ نواب شجاع الدولہ نے
اپنے چوبدار کی زبانی یہی محمد یار خاں کو کہلا بہیجا کہ ہمنے تمکو رخصت کیا۔ نواب فیض اللہ خاں نے ہمراہ

چلے جاوے محمد یار خاں نے جو مہار کی بات کا اعتبار نہ کیا۔ بلکہ شیو پرشاد مولف فرح بخش کو جو مہار کے ہمراہ بھیجکر شجاع الدولہ سے یہ عرض کرایا کہ بدون جاگیر دادکے میں آپکے لشکر سے نہیں جاونگا شیو پرشاد نے ایک عرضی اس مضمون کی لکھکر نواب شجاع الدولہ کی خدمت میں پیش کی و سپر شجاع الدولہ نے اپنے قلم سے یہ حکم لکھا۔ الحال درمیان ما و نواب فیض اللہ خان بہادر ہیچ تفاوت نماندہ شمار ابخواہش و آرزو تمامی ای بر دالتیہ یک چیزی جاگیر داد مقرر خواہند نمود الا بعد چندے در فیض آباد نزد اینجانب بیایند از فضل الہی جاگیر داد مقرر خواہد شد۔ گیان پرکاش کا مولف کہتا ہے کہ معاہدے کے بعد مستقیم خان بھی شجاع الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور خلعت پایا۔

روہیلکھنڈ گزیٹیر میں لکھا ہے کہ اس عہد نامے پر دستخط ہونے کے بعد نواب فیض اللہ خاں نے سترہ اٹھارہ ہزار روہیلوں کو جو بڑی عاجزی کے ساتھ امان طلب کرتے تھے مع اونکے عیال و اطفال کے اس ملک سے نکالکر میان دوآب میں پہنچا دیا۔ اور فرح بخش کا مولف بتاتا ہے کہ صلح کی کارروائی کے بعد پچاس ہزار پیادہ و سوار کہ امین سے اکثر نواب شجاع الدولہ کے بھی رشتہ اس اور ملاقی تھے کرنیل چمپین کے مواجہ میں گنگا پار اوتار دئے گئے۔ ان لوگوں میں احمد خان وغیرہ پسران بخشی سردار خاں بھی تھے۔ تاریخ جمیس گرینڈ میں مذکور ہے کہ ۱۷۸۱ء میں جو ایک بیان لندن میں شایع ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ لاکھ آدمی روہیلکھنڈ سے دریا پار نکالے گئے تھے۔ ایک بیان سے اٹھارہ ہزار آدمی پائے جاتے ہیں جنکے ہاتھ میں ہتھیار تھے ان روہیلونکو اس ملک سے نکال لینے کے واسطے انگریزی فوج بدایونکے ضلع میں رام گھاٹ کے پاس کئی ہفتے تک پڑی رہی۔ اسکے بعد واپس چلی آئی۔ لیکن ہندو جنکی تعداد سات لاکھ تھی اونہوں نے فاتحونکے ہاتھ سے اس سے زیادہ تجربہ حاصل نہ کیا جیسا کہ حاکم کے وقت ہوا کرتا ہے۔

شجاع الدولہ اور مرزا نجف خاں ذوالفقار الدولہ میں ملک مفتوحہ کا سمجھوتہ اور اوسکا انتظام

سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ مرزا نجف خاں ہاتھ ہلانے میں ایک ادنے مرتبے سے اعلے مرتبے کو پہنچا تھا یہانتک کہ شجاع الدولہ کے ساتھ برابری کا دم بھرتا تھا۔ شجاع الدولہ اوس کے دشمن تھے۔ مگر مقتضائے وقت دوست بنکر ظاہر داری میں مصروف تھے یہانتک کہ اپنی بیٹی اوسکے ساتھہ منسوب کردی تھی۔ اور ہمیشہ اوس کے قلب کی تالیف کرتے رہتے تھے۔ مرزا نجف خان نہایت

جو الٹر دی اور رشوت کا آدمی تہا وہ ہمیشہ شجاع الدولہ کی چاپلوسی کوئی بات سمجھتا تہا اور پرانی
رسم کے بموجب شجاع الدولہ کے روبرو آداب بجا لاتا تہا۔ اسوقت میں کہ روہیلوں کی قسمت نے پلٹا کہایا
اور اونکا ملک چہین گیا اونکی ملک میں سے حسقدر ملک ۱۱۸۵ ہجری میں مرہٹوں کی دستبرد سے نواب ضابطہ خاں
سے نکلکر نواب نجف خاں کے قبضے میں آیا تہا اوسمیں سے بعض حصہ جیسے چاند پور نگینہ اور پتھر گڑھ
وغیرہ گنگا کے اس پار شمال رویہ فتح اللہ خاں اور محب اللہ خاں ابنائے دوندیخاں کے ملک سے
ملحق تہا اور اکثر ملک جیسے بارہ اور سہارنپور وغیرہ گنگا کے اوس پار مغرب اور جنوب رویہ واقع تہا اور
جو ملک اب شجاع الدولہ نے حافظ رحمت خاں اور اولاد دوندیخاں و پسران بخشی سردار خاں
و ابنائے فتح خاں خانساماں سے فتح کیا اوس میں سے نصف حصہ تو گنگا کے مشرقی اور شمالی سمت میں
اودہ سے ملحق تہا جیسے شاہجہانپور۔ بریلی۔ آنولہ۔ پیلہار اور بداون وغیرہ۔ اور نصف ملک دریائے کیطرف تہا
جیسے سنبہل مراد آباد اور امروہہ وغیرہ۔ اور کچھہ ملک کاسگنج اور دریا گنج اور پٹیالی گنج وغیرہ وہ تہا
کہ احمد خاں بنگش سے نکالکر صفدر جنگ کے عہد میں مرہٹوں کو دیا گیا تہا۔ اور دوسرے ملک
مقبوضہ مرہٹوں کے جو پانی پت پر احمد شاہ درانی کے ہاتھہ سے اونکو شکست عظیم حاصل ہونے کے
بعد احمد شاہ کے حکم سے حافظ رحمت خاں اور احمد خاں بنگش اور دوندیخاں اور نجیب الدولہ
نے باہم تقسیم کر لئے تھے۔

غرضکہ ان تمام علاقوں کی تقسیم کے لئے مرزا نجف خاں ذوالفقار الدولہ نے جو بادشاہی سپاہ لیکر
آیا تہا شجاع الدولہ سے کہا اور غنیمت میں سے بادشاہی حصہ مانگا۔ وزیر نے عہد نامے سے انکار محض کیا۔
اوسکی نقل شاہ عالم بادشاہ نے کرنیل چمپین کے پاس بہی بہیجدی تھی۔ مگر شجاع الدولہ نے کہا کہ میرے
پاس جو ہنسخہ عہد نامے کا ہے اوسمیں یہ شرط ٹہیری ہے کہ بادشاہ بذات خاص لشکر لیکر کمک کو آئیں
اور چونکہ وہ خود نہیں آئے اسلئے عہد نامے کی تمام شرائط باطل ہوگئیں۔ مگر کرنیل صاحب کے پاس جو
اوسکا نسخہ موجود تہا اوس میں کہیں اس بات کا ذکر نہ تہا۔ جب اوسکی خبر انگریزی گورنمنٹ کو ہوئی تو اوسنے
اپنے سپہ سالار کو ہدایت کی کہ فقط ہمارا کام روہیلوں کا ملک فتح کر دینا تہا اگر شجاع الدولہ نے اپنا
عہد بادشاہ سے توڑ دیا اور اسکے سبب سے نجف خاں اور بادشاہ اوس سے لڑیں تو تم کسی کیطرف
نہ ہونا۔ مگر لڑائی تک نوبت نہ پہنچی۔ شجاع الدولہ نے حاصل ملک ذوالفقار الدولہ کو سمجہا دیا
اور نجیب الدولہ کے ملک میں سے جو ملک گنگا کے اس پار تہا جیسے چاندپور۔ نگینہ۔ اور پتھر گڑھ
وغیرہ وہ شجاع الدولہ کو ملا۔ اور تہوڑا سا ملک نواب فرخ آباد کا کچھہ ملک حافظ رحمت خاں

اور اولاد دوندیخان کا جو صوبہ اکبر آباد اور شاہجہان آباد سے ملحق تھا نجف خان نے خود لیا اور بعد تنقیح و تصفیہ حدود ملک کے نجف خان ضابطہ خان کو ہمراہ لیکر شجاع الدولہ سے رخصت ہوا اور شجاع الدولہ روہیلوں کے ملک کے انتظام میں مصروف ہوئے۔ اور انہوں نے پچاس ہزار کے قریب پیادہ و سوار ملک روہیلکھنڈ اور علاقہ نواب ضابطہ خان اور ملک میان دوآب کے انتظام کے لئے مقرر کئے۔ شیدی محمد بشیر کو بہت سی سپاہ کے ساتھ نجیب آباد کے علاقے کے انتظام کے لئے قلعہ پتھر گڈھ میں رکھا اور اپنے بیٹے سعادت علیخان کو بریلی میں چھوڑا۔ اور انکے ساتھ مرتضی خان بڑیچ اور لطافت اور گوپال راو مرہٹہ کو بہت سی سپاہ کے ساتھ متعین کیا۔ اور محبوب کو آنولے مین مقرر کیا اور ہمت بہادر اور امراو گر[1] کو اٹاوے میں۔ اور بسنت علیخان کے کمبو کو رامپور کے ساحت میں مقرر کیا۔

لال ڈانگ سی محاصرین و محصورین کی روانگی

نواب شجاع الدولہ معاہدے کی تکمیل کے بعد غرۂ شعبان ۱۱۸۸ ہجری کو لال ڈانگ سے روانہ ہوئے اور اونکے کوچ سے پانچویں دن روہیلے لال ڈانگ سے اوترے نواب شجاع الدولہ بسولی آئے وہان اونکے متعلقین اور بال بچے پڑے ہوئے تھے۔ اون سب کو ہمراہ لیکر لکھنؤ کو روانہ ہوئے جب سنبھل پہنچے تو محبت خان ۲۶۔ رجب ۱۱۸۸ کو یہان ملے[2]۔ شجاع الدولہ محبت خان کو اپنے ساتھ لے گئے اور وعدہ کیا کہ فیض آباد پہونچکر جو تمہارے حقمین تجویز کیا ہے عمل مین لاونگا۔ پانچوین رمضان کو لکھنؤ پہنچے اور شوال مین فیض آباد پہونچ گئے۔ اور محبت خان سے ایفاے وعدہ میں سند تساھل کا عذر کیا۔ اور ہزار روپیہ ماہوار خرچ کے لئے مقرر کردیئے۔

نواب سعد اللہ خانکی بیگم کے ساتھ نواب شجاع الدولہ کی بیوفائی اور بیگم کی نواب کے حکم سی فیض آبادکو روانگی

---

[1] فرح بخش مین اسیطرح ہی ۱۲

[2] لال ڈانگ سے غرۂ شعبان کو شجاع الدولہ کی روانگی کتاب ذکر الملوک مولفہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کے تکملے میں حاجی محمد رفیع الدین خان مرادآبادی نے لکھی ہے اور ۲۶ رجب کو سنبھل مین محبت خان کا اونسی ملنا گل رحمت مین بیان کیا ہے ۱۲

نواب شجاع الدولہ نے بسولی سے فیض آباد کیطرف روانگی کے وقت مرزا حسن رضا خان داروغہ توپخانہ کو جو نواب سعد اللہ خان کی بیگم کے سوال و جواب میں رہتا تھا اور سنو دائی کو جو شجاع الدولہ کے لشکر میں بیگم کیطرف سے حاضر تھی حکم دیا کہ نواب سعد اللہ خان کی بیگم کو تمام اسباب و سامان سمیت آنولے سے سوار کرا کے ہمارے ہمراہ فیض آباد کو لائیں۔ مرزا اور سنو آنولے میں آئے جب یہ حکم سنایا تو محل میں ایک عجیب شور و ماتم مچ گیا۔ آنولے کے تمام باشندے روتے تھے۔ محل کی عورتیں ہائے ہائے کرتی تہیں۔ اور حسقدر خط شجاع الدولہ نے بیگم کی تسلی اور دلاسے کے لئے بہیجے تہے اور او نمیں خدا اور رسول و دین و ایمان اور حضرت بخت کی قسمیں لکہی تہیں اونکو دیکہتی تھی اور آہ آہ کرتی تہیں۔ جو کوئی اونکا شور و شین سنتا تھا وہ بھی سر دہنتا تھا۔ کہتے ہیں کہ ا دن اور رات آنولے میں حشر برپا رہا۔ کہانا پینا سب پر بند تہا۔ غرضکہ بیگم کو محل کی تمام مستورات کے ساتھ فیض آباد کو لیگئے

بخشی سردار خاں کے دو بیٹوں کا حال

احمد خاں پسر بخشی سردار خان سے شجاع الدولہ کو سخت عداوت تھی۔ کیونکہ احمد خان سے اُسنے رام گہاٹ پر ملاقات کر کے عہد و پیمان باہم کر لیا تہا۔ اور جبکہ شجاع الدولہ نے روہیلکہنڈ پر چڑہائی کے ارادے سے گنگا کے گہاٹ پر پل کی تیاری کا خواجہ لطافت کو حکم دیا تو احمد خاں نے پہر اپنا ایک سفیر گنگا پار موضع کوڑہ باگنج میں شجاع الدولہ کے پاس بہیجکر پہلے عہد و پیمان کو تازہ کر لیا تہا۔ اور جب جنگ شروع ہوئی تو حافظ رحمت خان کا ساتھ دیا اس سبب سے نواب شجاع الدولہ اوس پر بہت غصے تھے۔ فتح حاصل ہونے کے بعد وہ ہمیشہ یہ کہا کرتے تھے خدا کا شکر ہے اوس نے مجکو روہیلکہنڈ کے آدمیوں کے خون میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکہا مگر میں احمد خان کو ضرور قتل کراؤنگا۔ اور اپنے افسرونکو حکم دیدیا تہا کہ احمد خان کو جہاں پائیں قتل کر ڈالیں۔ مگر احمد خان شکست کے بعد میدان جنگ سے نکلکر لال ڈانگ میں پہونچگیا اور برابر مورچونکی تیاری اور نواب فیض اللہ خان کی خدمتگذاری میں مصروف رہا جب نواب فیض اللہ خان اور نواب شجاع الدولہ میں معاہدہ قرار پاکر صلح ہوئی تو اول ہی ملاقات میں نواب فیض اللہ خان سے کہا کہ مجکو احمد خان کے قتل کی بڑی لاگ ہے۔ مگر جبکہ وہ آپ کی رفاقت میں ہے تو مجھے اوس خیال سے درگذر کی اب آپ اوسکو اپنے پاس سے علحدہ کر دیں۔ یہ وہ زمانہ تہا کہ شجاع الدولہ کے حکم کا ٹالنا کسی کی مجال نہ تھی۔ نواب فیض اللہ خاں نے مجبور ہو کر قبول کیا اور

اوسکا محمد خان اور اوسکے بہائیونکو اپنے لشکر میں سے رخصت کر دیا۔

شہامت خان ابن بخشی سردار خان ہیدرہ سال سے شجاع الدولہ کی خدمات انجام دیتا تہا۔ اور ہر ایک طرحسے اونکی ساتھہ اخلاص رکہتا تھا۔ خلا اور ملا میں اونکی تعریف کرتا رہتا تھا۔ اور ہمیشہ عمدہ عمدہ گہوڑے طلائی اور نقرئی زیوروں سے آراستہ کرکے اور اچہی اچہی شالودشالے اونکی پاس تحفتہً بہیجا کرتا تھا۔ اور اپنی آپ کو شجاع الدولہ کا بڑا یار اور گہرا دوست سمجہتا تہا۔ ہمیشہ اوسکی آرزو یہ تھی کہ شجاع الدولہ کی دولت و ملک کو ترقی رہے۔ جب حافظ رحمت خان مارے گئے اور شجاع الدولہ نے فتح پائی تو خوشی کے مارے جامے میں پہولا نہیں سماتا تھا اور ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتا تھا اور دلجمعی سے آنولے میں بیٹہا رہا او ہر وقت اس انتظار میں تہا کہ میری جاگیر بلکہ بخشی مرحوم کا تمام علاقہ شجاع الدولہ مجھکو دیدینگے۔ جو کوئی شجاع الدولہ کے لشکر سے آتا تو خان مذکور یہ سمجہتا کہ میرے لئے جاگیر کی بحالی کا پروانہ لایا ہوگا۔ اسیطرح ناعاقبت اندیش صاحبونکے اغواسے آنولے میں بیٹہا رہا اور شاہ صدق علی کے ساتہہ جو نواب شجاع الدولہ کیطرفسے نواب سعد اللہ خان کی بیگم کی دلجوئی اور اطمینان کیلئے آنولے میں آیا ہوا تہا بہت گہری دوستی پیدا کرلی۔ ہزاروں روپیہ اوس سید عیار کی تواضع کردیا تہا۔ صدق علی نے جو دیکہا کہ خان مذکور بالکل سادہ لوح ہے تو اوس کا سارا مال و اسباب بطور امانت کے اپنے پاس رکہہ لیا شہامت خان اپنی اس حرکت سے از بس مسرور تہا کہا کرتا تھا کہ میرا خانزاد شاہ صدق علی مصاحب نواب شجاع الدولہ ہے۔ میرا مال بڑی حفاظت سے رہیگا۔ صدق علی اللہ کی جناب میں ہزاروں شکر کرتا تھا کہ ایک سستی کا مال بے محنت کے ہاتھہ لگا۔ صدق علی نے بعد اس کے یہ عیاری کی کہ شہامت خان کی ساری اشرفیاں شیدی بشیر کے ساہوکار نانکچند کے پاس لیبولی کی چہاونی میں جمع کردیں۔ بشیر کو پٹہانوں سے دلی عداوت تھی۔ اوس نے شجاع الدولہ کو لکہہ بہیجا کہ مینے شہامت خان کا سارا مال جمع کراکے فلاں دوکان پر رکہوا دیا ہے۔ اگر مرضی مبارک ہو تو مال حلال ہوئے لیا جاسے۔ شجاع الدولہ ایک بڑی لالچی طبیعت رکہتے تھے اونہیں دوستی اور شناسائی سے کیا واسطہ فوراً چوبدار کو بہیجکر دوکان سے وہ سارا مال طلب کرکے بہو بیگم کے سپرد کر دیا۔ اور خوش ہوکر کہنے لگی کہ تمام روہیلکہنڈ میں یہی مال طیب ہاتھہ آیا ہے۔

انگریزی کونسل کلکتہ کے روہیلونکی مہم کی بابت خیالات

گورنر جنرل کی کونسل کلکتہ کے پانچ ممبرونمین سے تین ممبر مونسن اور کلیورنگ اور فرنسس روہیلونکی لڑائی کو سراسر ظلم و نا انصافی سمجھتے تھے۔ اور ابتک اون کو یہ علم بھی نہ تھا کہ لڑائی ختم ہوگئی ہے یا نہین مگر روپیہ لینے پر وہ بھی غش تھے۔ اونہون نے کرنیل چمپین کے نام مراسلے میں لکھوایا کہ ہماری چھٹی پہنچتے ہی وہ چالیس لاکھ روپیہ جو روہیلوں کے استیصال کے واسطے ٹھیرا ہے اور اور روپیہ جو نواب وزیر پر واجب الادا ہے لے لو اور اگر جانو کہ کسی طرح سے نواب وزیر اوس روپیہ کو ادا نہیں کر سکتے ہیں تو جسقدر روپیہ وصول ہو سکے وصول کر لو اور باقی روپیہ کی ضمانت لے لو۔ اور اوسکو یہ بھی ہدایت ہوئی کہ وہ چودہ دن کے عرصے میں اپنی ساری سپاہ کو روہیلون کے ملک سے نکالکر اودہ کی سرحد قدیم میں لے آئے۔ اور اگر نواب اسپر راضی نہوں تو وہ اپنی سپاہ کو بالکل اونکی خدمات سے جدا کر کے سرکار کمپنی کے علاقے مین لے آئے۔ مگر اس سے پہلے کہ مراسلہ ارسال کیا جائے خبر آگئی کہ فیض اللہ خان سے صلح ہوگئی اور اوسکے اسباب وغیرہ سے پندرہ لاکھ روپئے سرکار کمپنی کو وصول ہوگئے۔ اور نواب وزیر اپنی دار السلطنت مین اسلئے لےگئے ہین کہ روپیہ سرکار کمپنی کا ادا کرین۔ اور انگریزی سپاہ رام گھاٹ مین آگئی ہے جو سرحد اودہ کے قریب در ہم ہے۔ اسپر گورنر جنرل نے جو کونسل سے کہا کہ جلدی اور اضطراب نواب وزیر سے ست کرو۔ مگر جو بات نواب وزیر کے معاملے میں وہ کہتا ہے وہ ممبران کونسل کو زہر معلوم ہوتی ہے اور اوسکی غرض نفسانی پر محمول ہوتی۔ اوسکے کہنے پر کچھ خیال نہیں کیا کہ کون کیلئے مراسلے میں فقط اتنی ترمیم کردی کہ کرنیل چمپین دار السلطنت اودہ میں جائے اور نواب کی ملاقات سے چودہ روز شمار کرکے وہی کام کرے جو اوسکو لکھے گئے ہین

نواب شجاع الدولہ کی وفات

شجاع الدولہ لال ڈانگ کے محاصرے کے وقت سے بیمار تھے فیض آباد پہونچکر کئی مہینے علیل رہکر اوسی بند کے صدمے سے ۲۴ ذیقعد ۱۱۸۸ہجری روز پنجشنبہ مطابق ۲۹ جنوری ۱۷۷۵ء انگریزی کو راہی شبستان عدم ہوئے۔ محتشم خانی میں لکھا ہے کہ شجاع الدولہ اولوا العزم تھے اسلئے

سلہ مفتاح التواریخ میں یوں لکھا ہے۔ اور خزانہ عامرہ میں ۲۳ ذیقعد ہے۔ اور سیر المتاخرین و تاریخ مظفری میں ۲۲۔ ذیقعد ۔۔۔۔ ذکر ملوک میں ۲۵ ذیقعد ہے ۱۲

لوگون کو ایسا گمان ہوا کہ ڈاکٹر نے مرہم زہرآلود سے ہلاک کر دیا ہے ۔ غلام علی آزاد نے اونکی وفات کی تاریخ ایک عدد کے اسقاط کے تعمیہ سے یون نظم کی ہے ؎

رفت نواب شجاع الدولہ ٭ چو آن یکتا مرد ٭ گشت تاریخ ٭ صاحب صولت ٭ سرو غالب ٭ کرد از عالم فانی رحلت

دیگر

چون شجاع صفدر منصور بہادر ان جلال ٭ رفت سوئے ملک باقی زین سرائے پر گزند
شد شجاعت بے سر و پا و سخاوت عزم ہم ٭ تلخ خودا ماند زین از گریہ و زاری فگند

یعنی اگر لفظ شجاعت کے سر و پا کو کہ حرف شین و تا ہین دور کرکے اور لفظ عزم کا سر کہ عین ہے جدا کرکے باقی حروف کے اعداد کو لفظ سخاوت کے اعداد کے ساتھ جمع کرین ۔ تو گیارہ سو اٹھاسی پورے ہو جاوین ۔

دیگر

چون شجاع الدولہ شتافت از جہان ٭ عالمی در ماتمش مغموم شد
رفتہ از ذیقعدہ بست و چہار روز ٭ رفت شب زین عالم فانی گذشت
بود سال فوت آن والا نژاد ٭ یکہزار و یکصد و ہشتاد و ہشت

یہ کیا کیا اولوالعزمیاں دکھائیں کیسی کیسی خونریزیاں کیں ۔ انجام یہ کہ خاک ۔ بموجب آیہ کریمہ لا یستاخرون ساعة ولا یستقدمون موت سے تاخیر نہین ہو سکتی ۔ لیکن چونکہ حق تعالے نے ہر ایک امر کے حدوث کے اسباب مقرر کئے ہیں جن مین سے بعض خفی اور بعض جلی ہوتے ہیں بعض مرتبہ اسباب خفی کے آثار بھی ہوشیاران دقیقہ رس کی نظر میں جلوہ گر ہو جاتے ہیں ۔ حضور قضا و فات شجاع الدولہ کے جو وجوہات مؤلف سیر المتاخرین کے دلمین پیدا ہوتے وہ اوسنے اسطرح لکھے ہیں ۔ شجاع الدولہ جوان ارزومند دنیا سے گذرے اور جسقدر اونہوں نے اقتدار پایا تھا اوس سے کچھ بھی ارمان نہ نکلا اور حسرت و یاس لیکر دنیا سے چلے گئے ۔ اگرچہ صفات حمیدہ بھی اونکی ذات میں تھے ۔ مگر بعض باتین ایسی بھی اونسے سرزد ہوئین کہ جنکی پاداش میں حق تعالے نے بھری جوانی مین اوسکے حاصلات دولت سے لذت اوٹھانے کی مہلت نہ دی ۔ اور ہزار افسوس کے ساتھ رہگرائے ملک عدم ہوئے ۔

(۱) میر قاسم علی جاہ کے ساتھ بدعہدی کی - گو خاں مذکور اس کا سزاوار تہا - لیکن شجاع الدولہ
کو یہ لازم تہا کہ جو کوئی اپنی پناہ میں آئے اور اوس کے ساتھ کلام الٰہی اور انبیا اور آئمہ طاہرین
کی قسموں کا واسطہ کر کے عہد و پیمان کیا جائے اوسی کے ساتھ بدعہدی کر کے دغا بازی کرے
اور لوٹ مار کر کے ایسے امیر باتوقیر کو ننگا دہڑنگا نکالدے (۲) اپنے ممالک محروسہ کے وظیفہ
خواروں کے حق میں ایسے بدگمان ہوئے کہ اوس جماعت کو جو لاکہوں سے زیادہ تھی بلکہ قلم
روزینہ اور وجہ معاش سے کردیا اونکی اراضی اور دہات کو ضبط کرلیا - جس کے نتیجے میں
خلق اللہ ایسی تنگ ہوئی کہ بعض نے تو غیرت کے مارے اپنے گہر کے دروازے بند
کر کے شرم سے منہ نہ کہایا - اور جان دی - اور بعض نے فقیری کا پیالہ لیکر در بدر بہیک
مانگنا شروع کی - ممکن ہے کہ ان میں نے کوئی خطا کی ہوگی تو مناسب یہ تہا کہ اونہیں کو سزا
دیجاتی بلکہ بہتر تو یہ تہا کہ ایسے بھی اغماض فرمایا جاتا جیسا کہ حق تعالے کسی نیک و بد کی روزی
کبہی نہیں بند فرماتا (۳) عموماً اپنے خاص آدمیوں اور ماتحتوں کی ننگ و ناموس کا پاس و لحاظ
بہت کم کرتے تھے - اور نہ اونکی عرض معروض پر کان دہرتے تہے (۴) اپنے مکانات کے بنوانے
میں کسی کے محل اور جہوپڑے کی پروا نہیں کرتے تھے - اکثر لوگوں کے مکانات مع مال اسباب
سیلدار روکے ہاتھ سے کہدوا دے - اور خاطرخواہ اپنی عمارات بنوائیں - اس ظلم و
بیداد کو بہی بجز خدا کے اور کون سنتا تھا - مولف سیرالمتاخرین نے سبب قریبی کو چہوڑ دیا تعصب
کی پٹی اوسکی آنکہو پر چڑہی ہوئی تہی اسلئے وہ اسے نہیں دیکھ سکا - اور وہ سبب قریبی روہیلوں کا
نہایت قساوت اور بیرحمی کے ساتھ پامال کرنا ہے - ہزاروں امرا - علما - فضلا - مشائخ
اور گوشہ نشینوں کی جاگیریں اور ملکیں محض تعصب مذہبی اور قومی کی وجہ سے ضبط
کر کے نان شبینہ کو محتاج کردیا - اور اون میں سے ہزاروں کو نہایت مصیبت کے
ساتھ قید کیا - اون کی سجادگاہوں کو خراب و برباد کرایا - اون کی عورتوں کی ننگ
و ناموس کو برباد کرایا - اونکے گاؤں کو آگ میں جلوایا - جنکو مار ڈالا چاہا تبوں پر قتل کرایا
اکثروں کو آدمیوں کو گہر سے بے گہر کردیا - اور اون کو قتل کراکے اونکی لاشیں چیل کوؤں کو کہلا
دیں اور عہدنامے اور سوگندوں کی قسمیں کہائیں - پنجتن اور قران کا درمیان میں واسطہ کیا - اور
پہر توڑ دیا - اور کسی وعدے پر لحاظ نہ کیا - غرض روہیلوں کے ساتھ شجاع الدولہ
نے ایسی بے رحمی کی کہ اون بیکسوں کی مظلومی سے غیرت الٰہی جوش میں آکر شجاع الدولہ سے

انتقام لینے کو تیار ہو گئی۔ اور اوسکو ملیامیٹ کر دیا۔ اور جن لوگون نے انکے خون سے ہاتھ رنگے تھے دیکھتے دیکھتے اون میں سے یک لخت حکومت و ثروت مستاصل ہو گئی۔ اور منتقم حقیقی نے مکافات میں ایسی مساوات برتی کہ شجاع الدولہ نے جو روہیلو نکی بیکس عورتو نپر زر و مال کے لئے تشدد کیا تہا اوس سے زیادہ تشدد اونکی بی بی اور مان وغیرہ پر پانچ چھ برس کے بعد عرصے میں ظہور میں آگیا۔ باوجودیکہ اونکی ریاست ہی ہوتی تہی۔ سیر المتاخرین کے مولف کو دو وجہ سے روہیلوں سے سخت عداوت ہے۔ ایک تو اوس کے باپ نے نواب علی محمد خاں کے ہاتھ سے بریلی میں زک پائی تہی۔ دوسرے یہ کہ روہیلے نہایت دیندار پابند صوم و صلوۃ تہے اور سیر المتاخرین کا مولف شیعہ غالی تہا۔ اور وہ اسی تعصب عداوت کی وجہ سے روہیلو نکو اپنی کتاب میں افاغنہ اور افواج شام اور افاغنہ عفریت نژاد اور دوزخ زادان کے ساتھ یاد کرتا ہے۔ شجاع الدولہ کی وفات سے ایک سال قبل اونکی پشت پا میں دنبل نکلا تہا چونکہ اونکے باپ اور نانا نے مادہ سرطانی سے وفات پائی تہی اوسکے نکلتے ہی مادہ سرطانی کا خوف پیدا ہوا۔ اور پانچ لاکھ روپیہ نذر مانا۔ اور بعد غسل صحت کے ایفائے نذر موعود فرمایا مگر مقدر تو مرگ موعود ہی تہا آخرکار دنبل نے یہانتک زور پکڑا کہ مادہ سرطانی ہو گیا۔ اور اوسی بلا میں مبتلا ہو کر اقلیم بقا کی راہ لی۔ شجاع الدولہ نے ۴۴-۴۵ برس کی عمر پائی سنہ ۱۱۴۴ ہجری میں پیدا ہوئے تہے۔ اور سنہ گیارہ سو سٹھ میں ۲۳-۲۴ برس کی عمر میں مسند نشین ہوئے ۱۸ برس حکومت و سلطنت کی۔ اونکی وفات کے دن فیض آباد مین شور محشر برپا تہا کوئی شخص ایسا نہ تہا جسکی آنکھوں سے آنسو نہ گرے ہوں جسطرح ایام محرم میں بعض مجالس میں شور رقت ہوتا ہے یہی حال اونکے واقعہ جانکاہ میں گذرا تہا۔ تجہیز و تکفین کے بعد جنازہ بڑے تجمل و اور شان و شوکت کے ساتھ اوٹھایا گیا۔ مرزا علی خاں اور سالار جنگ بہائی محمد اسحاق خاں جو شجاع الدولہ کے سالے ہیں مع عمایدکے جنازے کے ہمراہ ہوتے ابھی مدفن تک نہ پہونچے تہے کہ شجاع الدولہ کے بڑے بیٹے مرزا امانی ملقب باصف الدولہ جانشینی کی تمنا میں بہت مضطرب ہوئے۔ اور خیال کیا کہ ارکان دولت مبادا کسی دوسرے بہائی کو مسند نشین کردیں پس مروت و حیا کو بالائے طاق رکہکر اپنے متوسلوں کو حکم دیا کہ جلد ہمارے ماموؤنکو جنازے کی ہمراہی سے مجبور کرکے حضور میں لائیں[1]۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ شجاع الدولہ

---

[1] دیکھو سیر المتاخرین ۱۲

گلاب باڑی فیض آباد میں مدفون ہوئے جہاں انکے والد زمین کے تفویض ہوئے تھے۔

ازواج و اولاد نواب شجاع الدولہ

قیصر التواریخ میں لکھا ہے کہ نواب جلال الدین حیدر عرف شجاع الدولہ کی کثرت ازواج ہزاروں کو پہنچ گئی تھی۔ لیکن انمیں سے صاحب اولاد کم ہوئیں۔ نواب شجاع الدولہ شادی امۃ الزہرا بیگم بنت موتمن الدولہ محمد اسحاق خان ابن علامہ علی ابن مرزا محسن شوستری سے ہوئی تھی ان بیگم کا خطاب عالیہ بہو بیگم خطاب تھا۔ نواب شجاع الدولہ کی اولاد ۷۰ ہیں۔ انمیں سے بہو بیگم کے بطن سے صرف ایک نواب آصف الدولہ ہوئے۔ باقی اور بطنوں سے ہیں۔

صاحبزادوں کی تفصیل

(۱) مرزا یحییٰ عرف مرزا امانی المخاطب بہ نواب آصف الدولہ۔

(۲) نواب یمین الدولہ سعادت علیخاں عرف مرزا منگلی ایک کنیز کے بطن سے

(۳) نواب عضد الدولہ شہامت علیخان عرف مرزا جنگلی۔

(۴) نواب امین الدولہ معین الملک ناصر جنگ عرف مرزا مینڈھو امیر تخلص (یہ دونوں صاحبزادے عہد دولت نواب سعادت علیخاں میں لکھنؤ سے بخصومت نکالے گئے۔ عظیم آباد مر گئے)

(۵) نواب نصیر الدین حیدر عرف مرزا جاپٹر

(۶) محمد علی خاں (یہ مرزا جاپٹر کے حقیقی بھائی تھے۔

(۷) نواب رستم علیخان۔

(۸) نواب معین الدولہ مرزا عنایت علیخاں

(۹) نواب شمس الدین حیدر خاں (یہ مرزا عنایت علیخاں کے حقیقی بھائی تھے)

(۱۰) نواب مرزا سیف علیخاں۔

(۱۱) مرزا حیدر علیخاں۔

(۱۲) مرزا فخر الدین حیدر خاں۔

(۱۳) مرزا نجم الدین حیدر خاں۔

(۱۴) مرزا کمال الدین حیدر خان - یہ صاحب نواب سعادت علیخاں کے عہد میں فیض آباد سے لکھنؤ آئے تھے - امام باڑہ نواب آصف الدولہ میں اوترے - ہر روز دربار میں جلو نوشی کے وقت جایا کرتے تھے - عطر کا بہت شوق تہا - ایکدن نواب سعادت علیخاں کی فرمایش کے موجب تحفہ عطر لے گئے - اونہوں نے ناپسند کیا - اونہوں نے بوتل کو اونکے سامنے توڑ ڈالا اور بے پاسکا شرحیند کلمے کہکر چلے آئے - بلکہ حاکم وقت کے خوف سے کہ مبادا کوئی صورت خلاف پیش آئے تو باعث توہین ہوگا کربلاے معلی کو چلے گئے - زیارت کرکے بصرے میں آئے اور بالیوز کے مہمان ہوئے - کچھہ بیمار ہوئے انتقال کیا - تابوت روانہ نجف اشرف ہوا -

(۱۵) نواب مرزا صفدر علیخاں بڑے

(۱۶) نواب مرزا صفدر علیخاں چہوٹے -

(۱۷) نواب مرزا حیدر علیخاں -

(۱۸) نواب مرزا صادق علیخاں -

(۱۹) نواب مرزا بہادر علیخاں بڑے

(۲۰) نواب مرزا بہادر علیخاں چہوٹے

(۲۱) نواب غضنفر علیخاں

(۲۲) نواب نجابت علیخاں -

(۲۳) نواب سراج الدین حیدر خان

(۲۴) نواب مرزا حسین علیخاں -

(۲۵) نواب مرزا شجاعت علیخاں -

ان میں سے نواب شجاع الدولہ کے سامنے نواب آصف الدولہ کے سوا اور کسی صاحب کی شادی نہو ئی تھی - اونکے انتقال کے بعد ہر ایک نے اپنی خوشی اور پسند سے اورتیں بیوا[illegible] آصف الدولہ کا بیاہ نواب شمس النسا بیگم دختر نواب انتظام الدولہ خان خاناں خلف اعتماد الدولہ قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کے ساتھہ ہوا تھا - اس شادی کے دنوں میں شاہ عالم بھی فیض آباد میں موجود تھے - اور شادی میں شریک تھے

صاحبزادیوں کی تفصیل

(۱) سنگین بیگم بڑی صاحبزادی۔ میر محمد باقر عرف مرزا بندو کے ساتھ جو سید محمد خان مخاطب بہ سیادت خان کے بیٹے اور برہان الملک کے نواسے تھے کتخدائی ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔

(۲) سیتی بیگم۔ یہ مرزا گھسیٹا مرزا بندو کے بے مات بھائی سے کتخدا ہوئی۔ سنگیں محل کے پیچھے رہتی تھی اسکے چار بیٹیاں اور دو بیٹے پیدا ہوئے۔

(۳) جمنی بیگم۔ یہ صمصام الدولہ عرف مرزا جگنو سے بیاہی گئی۔ فیض آباد میں جھولے سے گر کر مر گئی۔ آغا سید نامی ایک بیٹا اور معصومہ بیگم ایک بیٹی اس سے رہی۔

(۴) عزت النسا بیگم۔ اسکی شادی جمنی بیگم کے مرنے کے بعد لکھنؤ میں نواب سعادت علیخاں کے عہد حکومت میں مرزا جگنو کے ساتھ ہوئی۔ اور بے اولاد رہی۔ اور شوہر سے موافقت بھی نہ تھی

(۵) حسینی بیگم

(۶) زیب النسا بیگم۔

(۷) جینا بیگم

(۸) صدر النسا بیگم۔

(۹) حاجی بیگم۔

(۱۰) براتی بیگم

(۱۱) وزیر النسا بیگم۔

(۱۲) اشرف النسا بیگم

(۱۳) آمنہ بیگم

(۱۴) ولایتی بیگم

(۱۵) محمدی بیگم۔

(۱۶) انجم النسا بیگم۔ مشہور ہے کہ انجم النسا بیگم کی شادی ذو الفقار الدولہ مرزا نجف خاں بہادر غالب جنگ کے ساتھ ٹھہری تھی۔ اس عرصے میں نواب شجاع الدولہ کا انتقال ہو گیا وہاں نجف خاں بھی مر گیا۔ انجم النسا واجد علیشاہ کے عہد میں کہ ۱۲۶۶ ہجری مطابق ۱۸۵۱ء تھے روانہ عتبات عالیات ہوئی۔ بادشاہ خود مع شاہزادوں اور امرا کے

کربلائے خدا بخش میں پہنچانے آئے۔ بندر بمبئی سے اپنی جلد بازی کے سبب کسی بغلہ عرب پر سوار ہوکر روانہ ہوئی۔ جہاز کے صدمہ کی سن پیری کے سبب کہ ۶۹ برس کی ہوچکی تھی متحمل نہیں ہوئی۔ انتقال کیا۔ جنازے کو صاحب جہاز بوجہ طمع زر لے گیا۔ شاید نجف اشرف میں دفن ہوئی۔

ان صاحبزادیوں کے بارے میں نواب سعادت علیخان کو یہ منظور رہا کہ جو لوگ عالی خاندان اگرچہ غریب ہوں ان سے شادی کردی جائے۔ مگر سوائے عزت النسا بیگم کے سب نے اپنی سن رسیدگی کا عذر کیا کہ ہم سے شوہر کی تابعداری نہ ہوسکے گی۔ نیک نیتی کے ساتھ مردانہ وار رہیں۔ انکی تنخواہ ستر روپے رکابی فیض آباد میں تھے۔ حسب الطلب نواب سعادت علیخان کے گیارہ صاحبزادیاں لکھنؤ آئیں۔ پنج محلہ رہنے ملا۔ جہاں اور محل نواب آصف الدولہ کے رہتے تھے۔ نواب سعادت علیخاں نے ان سب کی تنخواہ اڑھائی اڑھائی سو روپے ماہوار مقرر کردی۔ محمد تحسین علیخان ناظر رہا۔ ایک وقت قلت تنخواہ اور اپنے کثرت اخراجات سے بگڑ کر محل سے باہر نکل پڑیں۔ یعنی دروازہ اور صحن باغ کے راستے بند کردیے۔ پنج محلہ میں سرکاری کوٹھی تھی۔ بیباکانہ اسے باپ کا مال سمجھ کر ایک کوٹھی کا اسباب لوٹ لیا۔ نواب نے سب کی تنخواہ پانسو پانسو روپیہ ماہوار مقرر کردی۔ انہوں نے کچھ اسباب فضول اپنی لوٹ کا صبر کو کردیا۔ اور نواب سعادت علیخاں کو اکثر کہتی تھیں کہ جو تم ہو وہی ہم ہیں۔ اگر اضافہ کرو تو ہم واجب الرحم ہیں۔ نواب صلۂ رحمی کے خیال سے درگذر کرتے تھے۔ نواب سعادت علیخان کے انتقال کے بعد انجم النسا اور زیب النسا اور جینا بیگم نواب غازی الدین حیدر سے ستائے ہوئے لارڈ ماڑا کے پاس بنارس چلی گئیں۔ اور لارڈ صاحب کی کوٹھی پر جاکر اپنی قلت تنخواہ کی بابت عرض حال کیا۔ کہا۔ لارڈ صاحب نے کیوں اتنی تکلیف اٹھائی۔ ہم خود لکھنؤ جاتے ہیں جیسا مناسب ہوگا کیا جائے گا۔ ناکام پھر آئیں۔ غازی الدین حیدر نے سب کے سات سات سو روپے مقرر کردئے۔

شجاع الدولہ کی باقی صاحبزادیاں سن طفولیت میں مرگئیں۔

شجاع الدولہ کے پگڑی بدل بھائی

پگڑی کا بدلنا ہندوستان میں نہایت اتحاد کی علامت ہے۔ ایسے شخص باہم بھائی

سمجھے جاتے ہیں۔ کتب تواریخ میں تلاش سے یہ معلوم ہوا کہ نواب شجاع الدولہ نے پانچ شخصوں سے پگڑی بدلی تھی۔

(۱) راجہ اجیت سنگھ جگیلہ والی ریواں مکندپور کے دوبہائی [1]
(۲) نواب سعد اللہ خاں پسر نواب علی محمد خاں روہیلہ [2]
(۳) نجیب الدولہ امیر الامرائے دہلی والی نجیب آباد [3]
(۴) مہاجی سیندھیہ جو ریاست گوالیار کا بانی ہے [4]
(۵) غازی الدین خان عماد الملک وزیر عالمگیر ثانی [5]

نواب آصف الدولہ یحیی خاں بہادر ہزبر جنگ

ان کا نام مرزا یحیی خان اور عرف مرزا امانی تھا اواخر ۱۱۶۱ ہجری میں پیدا ہوئے تھے صاحبزادگی میں شاہ عالم نے عہدۂ میر آتشی اور غسل خانے کی خدمت دی تھی ان کا قد سب شہزادوں کے قد سے چھوٹا تھا اسوجہ سے گھوڑے پر سوار نہیں ہوسکتے تھے۔ ہاتھی اور پالکی پر سوار ہوتے تھے۔ قوت حافظہ نہایت قوی تھی۔ جسکو ایک نظر دیکھ لیا وہ چیز پھر انکے ذہن سے نہیں اتر سکتی تھی۔ تعزیہ داری دھوم دھام سے کرتے تھے۔ جس دکان میں سر بازار تعزیہ ملاحظہ کرتے تو دو سو سے زیادہ نکلتے۔ کم سے کم پانچ روپیہ اور زیادہ سے زیادہ ہزار روپے نذر کرتے تھے۔ کئی لاکھ روپیہ کا ہر سال محرم میں خرچ تھا لیکن جشن نوروز میں بھی ہر سال لاکھوں روپئے صرف کرتے تھے۔ اونکے باورچی خانہ صرف روزانہ پانسو روپیہ سے زیادہ تھا۔ جب باہر نکلتے شکار کو جاتے تو اون کے ہمراہ چالیس چالیس ہاتھی باندھے لاتے۔

نواب آصف الدولہ کا مسند نشین ہونا

۲۴ ذیقعد ۱۱۸۸ ہجری روز پنجشنبہ کو شجاع الدولہ کا جام ہستی لبریز ہوا۔ اور تجہیز و تکفین کے

---

[1] دیکھو گیان پرکاش ۱۲، [2] دیکھو فرح بخش وگل رحمت ۱۲، [3] دیکھو تاریخ فرخ آباد مؤلفہ آردن ۱۲
[4] دیکھو عماد السعادت ۱۲ [5] دیکھو عماد السعادت ۱۲

بعد انکے جنازے کو دفن کے لئے لے چلے تو مرزا علی خاں اور سالار جنگ بھی جو آصف الدولہ کے حقیقی ماموں تھے دفن کرانے کے لئے جنازے کے ساتھ گئے۔ آصف الدولہ نے اپنی مسندنشینی کی تعجیل کے لئے اپنے محرمان اسرار ان کے واپس لانے کو روانہ کئے۔ اول تو انہوں نے دنیوی شرم و لحاظ کر کے مراجعت سے عذر ظاہر کیا۔ مگر جب دوبارہ آصف الدولہ کا تاکیدی حکم صادر ہوا کہ ضرور حاضر ہوں اوسوقت دونوں بھائی مجبور ہو کر واپس ہوئے۔ اور انکے واپس ہوتے ہی اور لوگ بھی خوشامد کی راہ سے جنازے کا ساتھ چھوڑ چھوڑ کر چلے آئے۔ آصف الدولہ نے بعد تنقیح مصلحت کے نواب ممتاز الدولہ کرنیل کلیس ؔ اور مسٹر کنڈی کو جو عالیان کمپنی کیطرف سے مامور تھے [9] اور شجاع الدولہ کی مصاحبت میں رہا کرتے تھے طلب کر کے کہا کہ تاخیر مناسب نہیں مشیت ایزدی سے کیا چارہ ہے۔ اب مصلحت یہی ہے کہ مجھے مسند حکومت پر جانشین کرو۔ اول سرداران مذکور نے عجلت مناسب نہ سمجھی۔ بالآخر آصف الدولہ کی تسلی کر کے انجام کار پر نظر فرمائی۔ مگر جب آصف الدولہ نے عجلت ظاہر کی اور یہ بھی وعدہ کیا کہ درصورت جلد ہو جانے ہماری مسندنشینی کے بہت سا روپیہ آپ لوگوں کو دیا جاتا ہے۔ انہوں نے سوچا کہ اول تو شجاع الدولہ کا بڑا بیٹا۔ اور بموجب آئین وراثت کا بھی مستحق ہے۔ دوسرے ہمارا کچھ نقصان نہیں۔ بلکہ ہمارا فائدہ ہوتا ہے۔ بس اس خیال سے دستار ریاست انکے سر پر باندھی۔ اور دونوں انگریزوں نے تہنیت اوا کی اعیان دولت حاضر تھے۔ اور لوگ بھی جنازے کی ہمراہی چھوڑ کر نوبت خانے میں آئے۔ ہنوز باپ کی لاش دفن بھی نہ ہونے پائے تھے کہ نوبت خانے سے شادیانے کی آواز بلند ہوئی۔ اور کوئی جھگڑا انکی جانشینی کے واسطے نہیں کھڑا ہوا۔ کیونکہ کوئی اور مدعی سلطنت نہ تھا۔

تاریخ مسندنشینی آصف الدولہ

گشت از بائی آصف الدولہ ✤ رونق مسند وزارت ہند

سید مرتضی خان جو ایام صاحبزادگی سے میر سامان تھے آصف الدولہ نے انکو اپنا نائب

---

[9] دیکھو قیصر التواریخ ۱۲

بابا اور محتاط الدولہ حبیب • باسم خطاب دیا۔ اور سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ ہفت ہزاری منصب اور نوبت اور ماہی مراتب بھی عطا کیا اور جرنیلی کا عہدہ اونکے بڑے بیٹے مرزا ہزرک کے نامزد کیا اور اقبال الدولہ خطاب دیا۔ اور عہدہ کی نیابت خوشحال رائے بسر دول رتبے کو عنایت کی۔ اور عہدہ نظارت۔ خانساماتی تحسین علی خان اور آفرین علی خان خواجہ سراؤنکو سپرد کیا۔

حسب و نسب مختار الدولہ

یہ میر مرتضیٰ عرف آغا خانی بن میر محمد باقر بن مصطفیٰ المخاطب بہ مصطفوی بن سید احمد الملقب بہ علیا علیا خان صحیح النسب ایران ست ہیں۔ سید احمد نادرشاہ کے عہد میں ایران سے نکلکر اپنے بیٹے مصطفیٰ کو ہمراہ لیکر ہندوستان میں آئے تھے اوس زمانے میں بہادرشاہ اورنگ زیب کا عہد حکومت تھا شاہجہان آباد میں موسوی خان کے مہمان ہوئے اور فرخ سیر کے عہد تک یہاں رہے نواب برہان الملک کے ساتھ ولایت سے شناسائی رکھتے تھے۔ اون سے ملاقات کرکے فرخ سیر کی ملازمت سے مشرف ہوئے۔ نواب برہان الملک کی بیگم نے ایک سید کی لڑکی رقیہ بیگم نامی پالی تھی وہ لڑکی سید مصطفیٰ کے ساتھ منعقد کردی ایک لاکھ روپیہ کا جہیز عطا کیا اور پرگنہ محوہ پالیہی قلمرو لکھنؤ میں اون کو جاگیر بھی ملی۔ سید مصطفیٰ اپنی جاگیر کو نواب برہان الملک کے ساتھ آئے۔ سید احمد کا لکھنؤ میں انتقال ہو گیا مقبرہ اونکا راجگھاٹ میں دریائے گومتی کے کنارے تعمیر ہوا۔ سید مصطفیٰ صفدر جنگ کے عہد میں شیر کوٹ اور نگینہ وغیرہ کے حاکم تھے[1] اور وہ سید مصطفیٰ کی بہت عزت کرتے تھے اور صفدر جنگ اور مرزا نواب سے برہان الملک سعادتخان سے جانتے تھے۔ صفدر جنگ کے انتقال کے بعد سید مصطفیٰ شجاع الدولہ سے زیارت عتبات عالیات کی اجازت لیکر جہاز میں سوار ہونے کے لئے بنگالے کیطرف روانہ ہوئے۔ چونکہ اوس زمانہ میں انگریزوں اور فرانسیسیوں میں لڑائی جاری تھی اسلئے اودہر سے راستہ بند تھا۔ مجبوراً بنگالے میں قیام کیا تو سید علیخان عالیجاہ والی مرشدآباد سے قدردانی کی۔ سید مصطفیٰ کا بنگالے میں انتقال ہو گیا۔ انکے تین بیٹے تھے (۱) سید صاحب جو پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کا باپ ہے (۲)

---

[1] دیکھو فرح بخش

سید کرم (۳) میر محمد باقر (۵) میر محمد طاہر۔ محمد طاہر کے چار بیٹے تھے (۱) میر محمد نصیر (۲) محمد سعید (۳) میر بابا (۴) محمد شفیع۔ اور میر محمد باقر کے تین بیٹے تھے (۱) سید محمد خان۔ اقتدار الدولہ (۲) سید مرتضیٰ خان مختار الدولہ (۳) سید اسمعیل نصیر الدولہ معزز خان۔ جب میر قاسم خان نے انگریزون کے ہاتھ سے ہزیمت پائی تو مصطفےٰ خان کی اولاد بھی جاگیر ضبط ہوجانے کی وجہ سے لکھنؤ کو چلی آئی۔ شجاع الدولہ نے تو ان کا کوئی بندوبست نہ کیا۔ آغا صادق وغیرہ بعض امرا کی وجہ سے فیض آباد مین آصف الدولہ کے پاس چلے گئے۔ اونہون نے سید مرتضیٰ خان کو اپنی سرکار کا خانساماں کیا۔ اور بہو بیگم آصف الدولہ کی ڈیوڑہی کا کام اقتدار الدولہ سید محمد خان کے سپرد ہوا۔

مختار الدولہ کی نیابت کا زمانہ

فرح بخش مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی مسندنشینی سے ہفتے عشرے کے بعد ارکان دولت اور عزیز و اقارب کے مزاجون مین اختلاف پیدا ہوگیا۔ نواب موصوف کہ نہایت نیک طینت تھے امورات دنیا وما فیہا سے بیخبر ہوگئے کوتہ اندیشون اور ناتجربہ کارون کے اغوا سے اپنے باپ کے دولت خواہون سے بدظن ہوگئے اس وجہ سے ارکان دولت کے دلون پر صدمہ پیدا ہوا اور ہر ایک نے اون سے علیحدہ ہونے کی تدبیر شروع کی۔ محمد ایلچ خان کہ نہایت معتمد مشیر شجاع الدولہ تھا۔ اور انگریزون سے پہلے سے تعارف رکھتا تھا وہ انسے مل گیا۔ اسیطرح اور نوکر بھی اپنی اپنی فکر مین مصروف ہوئے سیر المتاخرین مین آیا ہے کہ مختار الدولہ کی نیابت ایسی چمکی کہ آصف الدولہ سے بجز نام کے کچھ ظاہر نہتہا مختار الدولہ نے اپنے بڑے بھائی سید محمد کو اقتدار الدولہ بہادر کا خطاب دلاکر صوبہ اودہ کا نائب کرا دیا اور دوسرے بھائی معزز خان کو معز الدولہ بہادر کا خطاب دلا کر صوبہ الہ آباد کا نائب بنایا اور اپنے ہر ایک دوست اور اقربا کو صاحب اقتدار کردیا شجاع الدولہ اور آصف الدولہ کے تمام نوکر مختار الدولہ کے دست نگر تھے۔ کسی کی مجال نتہی کہ اوس کے برخلاف دم مار سکے۔ اور انگریزون نے نواب آصف الدولہ اور مختار الدولہ کو قوت سلطنت گہٹانے کے لئے اس بات پر آمادہ کردیا تہا کہ جہانتک ہوسکے فوجمین کمی کرنا چاہئے۔ ادہر نواب شجاع الدولہ کی تمام فوج معزز تھی۔ اونکو یہ زعم تہا کہ ہمکو ہرگز کوئی موقوف نہین کرسکتا۔ آصف الدولہ اونکے موقوف کرنے کے واسطے کوئی حیلہ چاہتے تھے کہ تہوڑے سے جرم

مادرانی موقوف فرمائیں

ایلچ خان کے معاملات

یہ شخص افغان زادہ حسبی نسب ایک مفلس آدمی کا بیٹا موضع بریلی کا رہنے والا تھا۔ پہلے رائے لالچند فوجدار اٹاوہ کے فراشوں میں نوکر تھا پھر مسعود خان خواجہ سرائے بادشاہی کے پاس رہنے لگا۔ پھر شجاع الدولہ کی سرکار میں آ کر بازار لشکر کی داروغگی پر مقرر ہوا اپنی چستی و چالاکی کی بدولت یہانتک ترقی کی کہ شجاع الدولہ کے زمانہ حکام لوگوں کو سمجھاتا تھا مغلیہ ملازمان شجاع الدولہ اسکے ساتھ سلوک کرتے تھے۔ لکھا پڑھا نہ تھا تھوڑے سے عرصے میں صاحب دولت ہوگیا۔ شجاع الدولہ کے عہد میں بعہدہ نیابت کسی سے نامزد نہ تھا۔ مگر ایلچ خان سرکار و بار ریاست انجام دیتا تھا۔ چونکہ نواب شجاع الدولہ تمام کام آپ کرتے تھے اسلئے نائب کا کوئی اختیار نہ تھا جبکہ آصف الدولہ نے میر مرتضیٰ کو اپنا نائب بنایا اور ماہ نمکو مختارالدولہ کا خطاب دیا تو چونکہ محمد ایلچ خان مدت سے یہ کام کرتا تھا وہ اس بات سے آزردہ ہوا اور اوس نے انگریزوں سے میر مرتضیٰ کی مختاری کی شکایت کی جو خلعت انگریزوں نے میر مرتضیٰ کیلئے تجویز کیا تھا وہ واپس کرا دیا اب میر مرتضیٰ اور ایلچ خان میں عناد بڑھ گیا آصف الدولہ خان مذکور کے استیصال کی فکر میں مصروف ہوئے اور بہانہ ڈھونڈنے لگے۔ ایلچ خان نے نواب کے مزاج کا انحراف معلوم کرکے کرنیل کلیس سے کہا کہ میرا یہاں ٹھہرنا اب مشکل ہے میری مصلحت یہ بہتر ہے کہ کسی تقریب سے مجھے یہاں سے کسی طرح رخصت کرا دیجئے کہ میری آبرو بچے ورنہ کسی دن ندامت و خجالت حاصل ہوگی کرنیل نے جواب دیا کہ جو بات تم اپنے لئے بہتر سمجھو وہ تجویز کرکے مجھے مطلع کردو میں کوشش کرونگا۔ ایلچ خان نے کہا کہ خلعت وزارت بادشاہ سے حاصل کرنے کے بہانے سے مجھے دہلی کو رخصت کر دیجئے کچھ دنوں وہاں مست و معطل رہ کر بسر کرونگا۔ کرنیل صاحب نے ایلچ خان کی رائے کو پسند کیا اور دوسرے روز آصف الدولہ کے پاس پہنچکر عرض کیا کہ ایلچ خان یہاں بیکار بیٹھا ہے اور خلعت وزارت حاصل ہونا تمام کاموں سے زیادہ ضروری ہے مناسب ہے کہ خان مذکور کو وکالت بعہدہ پر بھیجئے وہ بادشاہ کے مزاج میں رسائی رکھتا ہے۔ عرض معروض کرکے خلعت وزارت حاصل کرے گا۔ ریاست کے کام کو مختارالدولہ اچھی طرح انجام دیتے ہیں۔ آصف الدولہ نے کرنیل صاحب کے مشورے کو پسند کیا۔ ایلچ خان کو بادشاہ کی سرکار میں بہت سے تحائف

اور پانچ لاکھ روپیہ کی ہنڈوی دیکر رخصت کیا۔ ایلچ خان اپنا تمام سامان اور مال اسباب لیکر
دہلی کو روانہ ہوا اور بادشاہ کی خدمت میں پہنچکر مورد نوازشات ہوا اور بادشاہ نے خلعت خاصہ
عطا کیا۔ اور قمر الدین خان کی حویلی رہنے کو دی۔ مرآت آفتاب نما میں لکھا ہے کہ ایلچ خان نے
بادشاہ سے دس لاکھ روپیہ نذرانہ کے پر خلعت وزارت کی درخواست کی فرح بخش میں لکھا ہے
کہ خان مذکور نے بادشاہ کو بہت راضی کر لیا تھا۔ قریب تھا کہ خلعت وزارت اور دوسرے عطیات
آصف الدولہ کے لئے حاصل ہوں۔ چونکہ مختار الدولہ کو یہ خبر پہنچی کہ عنقریب ایلچ خان خلعت وزارت
حاصل کر کے لاتا ہے تو انہیں یہ فکر ہوئی کہ اب ایلچ خان کیطرف آصف الدولہ کا التفات زیادہ
ہو جائے گا۔ اور میری بات کو ضرر پہونچیگا اسلئے نواب مختار الدولہ کو متواتر لکھا کہ جتنے ہوسکے
بادشاہ سے خلعت وزارت آصف الدولہ کے لیئے بذریعہ ایلچ خان کی معرفت حاصل نہونے پاوے بہت جلد [illegible] علی
خان کو تحائف دیا اور انگریزوں کے بادشاہ کی حضوری میں بھیجا جن مختار الدولہ بھی نہایت مدبر باطن تھا
اور اوسکی دلسے یہ خواہش تھی کہ بادشاہی کام مرضی مہری حاصل ہو۔ اول سے مختار الدولہ
کی مرضی کے موافق بادشاہ کے مزاج کو ایلچ خان کیطرف سے منحرف کر دیا اور خلعت وزارت
[illegible] دینے میں دیر لگائی۔ مجد الدولہ ایلچ خان کے معاملات میں نہایت دخل کرتا تھا اور
تجارت میں تھا کہ یہ سونے کی چڑیا ہاتھ سے نکلی جاتی ہے۔ گوپال پنڈت دیوان سپاہ جو ریاست
لکھنؤ کی طرف سے ایلچ خان کے ساتھ تھے اونھوں سے اپنی تنخواہ سپاہ جو آ دمیں طلب کی
ایلچ خان نہایت ممسک تھا ایک کوڑی اپنے پاس سے دینا جان دینے کی برابر جانتا۔ اس حیلے حوالے
میں رکھا کہ آجکل میں خلعت وزارت لیکر چلتا ہوں۔ اور شاہ عالم کے دربار اوسکو ذلیل قوم
سمجھکر اکثر مضحکہ کرتے تھے ایک دن راجہ رام ناتھ نے کوئی ایسی ہنسی کی۔ کہ خان
مذکور کو جواب بن نہ آیا۔ فرط خجالت سے گوپال پنڈت سے جو تنخواہ کا متقاضی تھا کہا کہ راجہ رام ناتھ
میرے رخصت کے معاملے میں مخل اندازی ہے اوس سے سمجھنا چاہیے سپاہیوں اور اوس نے قریب
میں آکر اوس کے مکان پر بلوا کیا۔ رام ناتھ تو عالم اضطراب میں کسی طرف سے نکل گیا لیکن حکم بادشاہی
ایلچ خان کے نام نافذ ہوا کہ دار السلطنت میں یہ حرکتیں خلاف ضابطہ ہیں۔ ناچار ایلچ خان
نے باون ہزار روپئے اپنے پاس سے دیکر سپاہ کو روانہ لکھنؤ کیا۔ ایلچ خان بہ سبب [illegible] کے سمجھ گیا تھا کہ

مجد الدولہ بہ دنیا سازی کرتا ہے اور مجد الدولہ میری تذلیل کے درپے ہے ایسا ہو کہ مجھ یہان کسی بلا مین پھنسوا دین اور پھر یہان سے نجات نہ مل سکے اس سبب سے ہو چکا کہ مین یہان سے بھی نکل جاؤن اسلئے بادشاہ سے عرض کیا کہ حضور کے تفضلات مین تو کوئی شبہ نہین لیکن ارکان دولت دشمنون کے اغوا سے خفت دولت کے درپے ہین اسلئے غلام رخصت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے نیمہ آستین عطا کرکے رخصت کیا۔ خان مذکور نے یہان سے رخصت حاصل کرکے چونکہ نواب آصف الدولہ کے پاس جانا مناسب نہ تصور کیا۔ اور یہ خیال کیا کہ دشمن اور زیادہ چغلخوری کرکے تخریب کے درپے ہو جاوینگے۔ اسلئے نواب نجف خان کو جو قلعہ ڈیگ کے محاصرے مین مصروف تھا لکھا کہ مجد الدولہ میرا تمام مال و اسباب لینا چاہتا ہے۔ نجف خان ایسے فرزند برگوش برآواز تھا ایلچ خان کو اپنے پاس طلب کیا۔ ایلچ خان اکبرآباد کو چلا گیا ذوالفقار الدولہ محمد نجف خان نے ایلچ خان کا اکبرآباد مین پہنچنا اور نواب آصف الدولہ سے اختلاف غنیمت جانا کہ بہت خاطر کی اور اپنے آدمی بھیجکر ڈیگ مین اوس کو بلا لیا۔ اول نجف خان ایلچ خان کے پیرہن گیا۔ اور دوستی کے مراسم بخوبی بجا لایا۔ جس سے ایلچ خان نہایت محظوظ ہوا۔ اور نجف خان کی اطاعت مین بہت مصروف ہو گیا۔ اور یاد کی رفاقت کو غنیمت سمجھا نجف خان نے محالات قلعہ اکبرآباد وغیرہ کی حکومت اوس کے سپرد کر دی۔ اور نجف خان اوس کی صلاح پر تمام کام کرنے لگا۔ اوس نے کئی لاکھ روپئے فوج شاہی کے خرچ کے لیئے دیے۔ آصف الدولہ نے مصاحبون کے اغوا سے ایلچ خان کی حویلی کو جو فیض آباد مین تھی ضبط کر لیا جس مین پرانے چینیون اور تانبے کے ٹوٹے ہوئے برتنون کے سوا کچھ نہ تھا۔ الا محمد ایلچ خان کا بیٹا آصف الدولہ کے پاس رہگیا۔

قلعہ الہ آباد مین روہیلکھنڈ کے قیدیون کو تکلیفین پہنچنا

نواب آصف الدولہ نے اپنے جلوس کی خوشی مین روہیلکھنڈ کے بعض قیدیون کو جو کئی لوگ تھے رہا کر دیا۔ مگر عرب خان بریچ اور رفعت خان محمد خان بوکمالزی خان اور رحمت خان اور عالم خان غرغشتی۔ اور حرمت خان اور ملا حسن خان۔ اور ملا عالم خان۔ اور خواجہ عبد الاحد خان۔ اور قاضی محمد سعید خان اور سو خان شامان اور اعتبار خان چیلہ اور ملاحت خواجہ سرا کو زنجیر مین

اور اولوالعزم آدمی تھے نہ چھوٹا [illegible] سے کچھ بھی توقع تھی اور نہ حافظ رحمت خان مرحوم کے
خاندان کو بھونڈا ایکہ کئی مہینے کے بعد محبت خان کو بھی الہ آباد بھیجدیا پایا۔ مگر مرزا ایلچیان
آصف الدولہ کے ماموں نے تقاضا [illegible] کی تہمت سے وضع کیا۔ تاہم بعض حاسد مصاحبوں
کے اغوا سے حافظ صاحب کے خاندان کی امداد میں خفیہ کارروائی شروع کی محبت خان
کی ملاقات اور تنخواہ [illegible] کردی اور آصف الدولہ کے ایما سے سید [illegible] خان قلعہ دار
الہ آباد قید ہو کر بھی آرہے تھا [illegible] اور [illegible] آصف الدولہ کے
عہدے مقرر تھا [illegible] خفیہ [illegible] اور تھوڑا اتفاق [illegible] تھا۔ [illegible] عرصے میں
آصف الدولہ بھی گذر گئے۔ محبت خان اور ذوالفقار خان پسران حافظ رحمت خان
جو لشکر کے ساتھ تھے بے سرو سامانی کی حالت میں ہمراہ گئے۔ [illegible] کے عہد میں
صاحب رزیڈنٹ لوکر کا رسالہ آیا اور [illegible] نیازی محبت خان اور ذوالفقار خان
سے یہاں موجود ہو نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں سنا تو [illegible] سے بھیجکر اپنے
پاس بلایا۔ مگر چونکہ [illegible] رزیڈنٹ کے پاس جانا مناسب نہ تھا اسلئے شب کے وقت
ملے اور نے انکی تسلی و تشفی کی اور انکی [illegible] کو مستقل کرنے کا وعدہ کیا اور انکے ڈیرے اپنے
ڈیروں کے پاس لگوائے اور انکی عسرت کی خبر سنکر اپنے پاس سے پانچ ہزار روپیہ
انکو دیے اور کہا کہ تم سب لوگ اندیشہ نہ کرو جو حالات ہے بیان کرتے۔ [illegible] [1]

آصف الدولہ کے حکم سے نواب سعد اللہ خان کی بیگم کا اسباب ضبط ہو جانا اور پھر اسکا واگذاشت ہونا

فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب سعد اللہ خان کی بیگم فیض آباد میں رہتی تھی اور اپنا اسباب بیچ کر
گذر کرتی تھی اور [illegible] حال [illegible] تھی۔ وہاں کوئی انکی خبر گیری نہیں کرتا تھا۔
نواب سعد اللہ خان نے جو سلوک شجاع الدولہ کے ساتھ کیا تھا [illegible] یاد دلایا گیا کہ
آنولے [illegible] انکی بیگم [illegible] میں کھیر [illegible] آباد کو لے لیے اور وہاں قید کردیا نواب آصف الدولہ

[1] دیکھو اخبار [illegible] ۱۲

او سپرد نگی یہ کی کہ مسند نشین ہوتے ہی بیگم کا تمام اسباب ضبط کر لیا اور صفت بد نام خلائق ہوئے اس لیے کہ اسوقت بیگم کے پاس سوا کپڑون اور کھلونون اور ظروف کے نہ نقد تھا نہ سونا نقرہ ۔ انکا اردون کا ہی جو نیک و بد مین تمیز نہین کرتے ۔ اونہون نے نواب کو اس لوچ حرکت پر کیون آمادہ کیا ۔ نواب فیض اللہ خان والی رامپور کو جب یہ خبر پہونچی تو اونہون نے احترام الدولہ کالون صاحب کو اس بارہ مین بہت کچھہ لکھا صاحب موصوف نے آصف الدولہ پر ایسے لوچ کام کی تمام قباحت ظاہر کرکے وہ خطے جو شجاع الدولہ نے بیگم کو بہیجے تہے اور اونمین وعدہ کیا تہا کہ تمہاری بنش کے حقوق پہلے کے بموجب قایم کئے جاینگے دکہائے ۔ نواب نے سرمندہ ہو کر تمام اسباب واپس کیا ۔

نواب آصف الدولہ کا فیض آباد کو ترک کرکے لکہنو کو دار السلطنت قرار دینا اور اپنی مان سے جبرا روپیہ لینا ۔ اور اپنے ذلیل نوکرون کو بڑی عہدی دینا

سیر المتاخرین وگیان بر کاش مین لکہا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے پہلا سال مسند نشینی کا فیض آباد مین گذرا برسات کے بعد آب و ہوای فیض آباد کی ناموافقت کی وجہ سے کل فوج اور مال اور اسباب کو لیکر فیض آباد سے لکہنو کا عزم کیا ۔ اور شہر سے باہر نکلتے ہی اپنی مان کو پیام دیا کہ باپ کا خزانہ ہمارے سپرد کرو ۔ شجاع الدولہ کی یہ عادت تہی کہ اپنا تمام خزانہ اپنی بیگم کی تحویل مین رکہتے تہے اس باب مین آصف الدولہ اور اونکی مان کے درمیان ناچاقی کی گفتگو واقع ہوئی اور آخر کار بیگم اس شرط پر روپیہ دینے کو راضی ہوئی کہ آصف الدولہ آیندہ کے لیے اونکو فارغ خطی لکہدین غرضکہ تخمیناً سیاس[۵] لاکہہ روپیئے اپنی مان سے لیکر آصف الدولہ نے فارغ خطی لکہدی ۔ آصف الدولہ لکہنو مین پہنچکر وہان مقیم ہوتے ۔ سیر المتاخرین مین بیان ہے کہ آصف الدولہ کی خدمت مین ایام صاحبزادگی سے چند ہندو تلنگے تقرب رکہتے تہے ۔ اسوقت مین کہ وہ خود فرمانروا ہوئے

[۵] دیکہو سیر المتاخرین ۱۲

توان پیادون کو بڑے بڑے عہدے اور منصب عطا کیئے۔ اور رسالے اور جہالردار پالکیان بیکر بڑے اقتدار پر پہونچایا۔ اونمین سے ایک کو میواڑہ کی عطا کرکے گویا اپنی بدنامی خریدی۔ اور اپنی پالکی کے کہار [illegible] ایک کہار [illegible] راجہ مہرا کا خطاب دیکر سرفراز کیا۔ سوجھکہ اون کے مصاحب بجز رذیل اور پوچ لوگون کے ہتین نرہا

آصف الدولہ کا فرخ آباد اور اٹاوہ وغیرہ کو جانا

آصف الدولہ نے لکہنؤ سے کوچ کرکے گنگا کو عبور کیا اور فرخ آباد کے نواح مین پہونچکر قیام کیا اور کئی مقام وہان کئی [illegible] اور وہان سے کئی توپین اور دونین ہاتھی اور کچھ گھوڑے پسند کرکے ایسے لئے [illegible] کہ تاریخ [illegible] خراج کی ریاست فرخ آباد سے مقرر ہوئے۔ ایک روز ایسی بڑے بڑے [illegible] کہ ایک اولہ [illegible] سیر کا تہا [illegible] سے بہت سے آدمی اور [illegible] مرگئے [illegible] اس [illegible] کوچ کیا سیر المتاخرین مین لکھا ہی کہ آصف الدولہ نے اٹاوے سے پہونچکر وہان قیام کیا۔ [illegible] اور اندربید[1] کی حد مین واقع ہے جہان سے اپنے بہائی سعادت علی خان کو [illegible] پر [illegible] مدتی بشیر کو طلب کیا

شیدی بشیر کا نہایت ذلت اوٹھانا اور بہاگ کر ذوالفقار الدولہ نجف خانکے پاس چلا جانا

محمد بشیر شجاع الدولہ کا غلام زرخرید تہا۔ اور نواب موصوف کی خدمت مین نہایت تقرب رکھتا تہا شجاع الدولہ نے اوس کو نجیب آباد کے انتظام پر مقرر کردیا تہا۔ فرح بخش مین بیان کیاہے کہ آصف الدولہ نے مخالفونکے اغوا سے اوسکی بربادی کی فکر کی۔ اور اوس کو اپنے پاس طلب کیا سیر المتاخرین مین ہی کہ جس وقت شیدی مذکور حاضر ہوا تو اوس پر عنایت کرکے غافل کیا اور جب اوس کے رفقا کو اپنا طرفدار کرلیا تو چند روز کے بعد مخفی اشارہ کیا کہ بشیر کو قید کرلین

[1] دیکہو گیان پرکاش ۱۲ [1] انتربید اوس ملک کا نام ہی جو گنگا اور جمنا کے درمیان مین ہی یعنی دونون دریا کوہ کمایون سے نکلکر الہ آباد کے پاس مل گئی ہین تو انتربید کا سر دامن کوہ کمایون ہی اور منتہی نواح الہ آباد ۱۲

اتفاقاً اس نے بھی اس منصوبے کی خبر پالی بیچارہ مع رفقا کے متحیر ہوا آخر اب کیا کرے وہ تحقیق مین ذکر کیا ہی کہ مختار الدولہ نے حبشیون کو بہکا کر بشیر کی ذلت پر آمادہ کر دیا - ایک دن بعض لوگ اوسکی اذیت اور گرفتاری کے لیے تیار ہوئے - اور ہجوم کر کے اوس کے یہان آپہنچے اور ارادہ کیا کہ اوس کی زنانے مین گھسکر اوس کو گرفتار کر کے اوس کو بے حرمت کرین - میر بہادر علی که سادات بارہ مین سے ایک شریف آدمی تہا اور حبشی مذکور کا بڑا رفیق تہا اور ممنون احسان تہا اور مختار الدولہ کی طرف سے اسکی نیابت کا کام انجام دیتا تہا اوس نے حبشیون کو اس ارادے سے روکا اور کہا کہ محل کے اندر نہ گھسنا چاہیے - حبشیون نے اوس سید کو قتل کر ڈالا اور بشیر کو پکڑ کر پہرے مین بٹہا دیا - اور کوئی دقیقہ اوسکی بے حرمتی مین باقی نہ چہوڑا - بشیر دو شبانہ روز بہا بیوں کے طعن و تشنیع سنتا رہا کے ... مین چہپا رہا آخر کار اوس نے پہرے کے آدمیون کو رشوت دیکر اپنا مال اسباب جو کہ ... کے خزانے سے کم نہ تہا لیکر کشتیون کے ذریعے سے دریائے گنگا کو عبور کیا - اور جس طرح مین یون ہی مذکور ہی اور سیر المتاخرین کے مولف نے یہ کہا ہی کہ میر بہادر علی نے شیدی سے دشمنون کے ہنگامہ سے پیشتر یہ کہا کہ بندہ ان لوگون کو باتون مین لگاتا ہے آپ جس طور سے ممکن سمجھین یہان سے نکل جائین اور چند اشخاص معتبر کو کہا کہ دریا یہان سے قریب ہی - آپ لوگ شیدی کے ہمراہ ہوکر اوس کو دریا کے پار کر کے نجف خان کے ملک مین پہنچا دین - یہ کہکر بشیر کو گہوڑے پر سوار کیا - اور چند معتبر آدمی ہمراہ کیے - اور کہا کہ آپ حتی الامکان یہان سے فرار ہو جئے - اس عرصے مین لوگ بشیر کے خیمے پر آپہنچے طرفہ شور و شر پیدا ہوگیا حبشی مذکور نے اس موقعے مین اپنی راہ لی اور میر بہادر علی نے دشمنون کا مقابلہ شروع کیا سید مارا ہوا آخر دم تک مردانگی کے ساتھ مقابلہ کرتا رہا کہ آدہ گہڑی تک کسی کی جرات نہوئی کہ بشیر کے خیمے مین داخل ہوکر حقیقت حال سے مطلع ہو اس عرصے مین شیدی بشیر گنگا پار ہو کر آصف الدولہ کی سرحد مین سلامت نکلگیا یہان جب میر بہادر علی مارا گیا تو مخالفون نے بشیر کے خیمے مین گھسکر اوسکو ڈہونڈا تو نہ پایا - بشیر اکبر آباد مین ایلچ خان کے پاس چلا گیا نجف خان نے اسکے ورود کو بھی نعمت غیر مترقبہ خیال کیا اور تہوڑے دنون کی بعد اپنے لشکر مین جو ڈیگ کو محاصرہ کیے ہوے تہا طلب کر کے معانقہ اور مصافحہ کیا اور بہت مہربانی فرمائی اور محالات لالپور اور ... وغیرہ اوس کے سپرد کر کے فرمایا کہ وہاں کی آمدنی سے اپنے رسالہ کی تنخواہ ... کرے اور باقی ... جلائے اور سپاہ جمع کر کے بشیر نے وہاں پہنچکر مخالفون اور سرکشون کو مغلوب کیا ... اور ... بتدریج کو موافق کر کے لعبور علاقہ ... مین مقابلہ کیا - ملا رحمداد ... تعداد ... کے

ایٹاسے ۳۰ کوس کی مسافت کا دہاوا کرکے بنگش کے لشکر پہ ستیون مارا بشیر اور موسیٰ خان بلوچ دونون
میدان جنگ سے گھوڑونپر سوار ہوکر فرخ آباد جہانکہ یہ مقام بلوچ کا گڑہ تہا ۔ اور غیرہ سے اوس
فرخ آباد سے ۔ جو نوابان بنگش کی حکومت میں تہا ۔ ملا رحمداد خان سے گھوڑوں ۔ ہاتہیون ۔
تمیون پالکیون اور دوسرے تمام سامان پر قبضہ کرلیا ۔ تہوڑے دنون بشیر موسیٰ خان
بلوچ کے علاقے میں رہکر پہر ذوالفقار الدولہ کے علاقے میں چلا گیا ۔ اوس نے بدستور مہربانی کی
اور وہی علاقہ سونپنے لگا مگر اسنے قبول نہین کیا ۔ کون کہہ سکے ۔ تاریخ اودہ میں لکہاہے کہ بشیر
کے چلے جانے کے بعد مختار الدولہ نے نوابی دیوانی کا خلعت مع خطاب راجگی کے راجہ جگن ناتہ
دامادرام صورت سنگہہ دیوان نواب شجاع الدولہ کے لیے تجویز کیا ۔ راجہ صورت سنگہہ کو مہاراجہ
کا خطاب دیگر بشمبہ کے علاقہ پر روانہ کیا ۔

مختار الدولہ کا انوپ گر اور امراو گر گوسائیوں کی خرابی کا سامان پیدا کرنا انوپ گر کا ذوالفقار الدولہ کی پاس چلا جانا

راجہ اندر گر گوسائین نواب صفدر جنگ کے پورانے متوسلین مین سے تہا جب صفدر جنگ نے پہنچے
بادشاہ احمد شاہ بن محمد شاہ سے بغاوت کی اور دلی کا محاصرہ کرلیا تو کالکا جی کی لڑائی میں اندر گیر
گولی سے مارا گیا ۔ انوپ گر اور امراو گر دونوں اوس کے چیلے تو مرتبہ میں تہے ۔ اندر گیر کے مرنیکے بعد
صفدر جنگ نے ان دونوں چیلونپر نظر عنایت رکہی ۔ اور ہر ایک کے لئے جدا جدا رسالہ مقرر کیا
صفدر جنگ کی وفات کے بعد شجاع الدولہ نے دونوں کو مرتبہ امارت پر پہونچایا انوپ گر کو راجہ ہمت گر
بہادر کا خطاب دیا اور امراو گر کو بہی راجہ کا خطاب عطا کیا اور اسکے تمام امرا اور سرداروں کی انکی عزت
بڑہتی تہی ۔ اسی زندگی میں اٹاوہ وغیرہ محالات سے میان دوآب اور کالپی وغیرہ یہانتک کہ دلی کی
آمدنی کا ملک ۔ ان دونوں گوسائیوں کے سپرد کردیا ۔ ان گوسائیوں نے اپنی ہمت اور جرات اور تیغ
شعاری سے مرہٹوں سے دوسرے محالات بہی دبا لئے ۔ اور قلعہ جہانسی کو گہیر لیا ۔ محصورین عاجز
آکر ایچ نجات کی استدعا کرتے تہے ۔ کہ مختار الدولہ نے ایلچ خان اور بشیر خان کے اخراج کے بعد
یہ ارادہ پختہ کرلیا کہ ان دونوں گوسائیوں کو اٹاوہ وغیرہ سے معزول کردے ۔ مگر یہ کام ان سے
نہو سکتا ہہ نہین آسکتا تہا ۔ اسلئے ان دونوں کے پاس تیس ہزار کی سپاہ تہی ۔ مہر مذکور

اونکی تخریب کے لیے آصف الدولہ کو اٹاوے کو لیگیا - ہمت گیر بہادر نے تاڑ لیا کہ حضور نہیں ہین اسلیے اپنے ظاہر ہونے مین لیت و لعل کیا اور محاصرے کے بہانے سے جہانسی کیطرف رہا آخر کار عہد و پیمان کے بعد آصف الدولہ کی خدمت مین حاضر ہوا نواب صاحب نے اوس پر بہت مہربانی کی اور اور سرپیچ و دستار مع گوشوارہ کے عنایت کی نواب آصف الدولہ تو اونکی تالیف قلوب کی طرف متوجہ تھے اور مختار الدولہ اونکی تخریب مین مصروف ہین کرتے تھے اور نواب کے مزاج کو اونکی طرف سے منحرف کرتے رہتے تھے - تاہم نواب گوشائیون کے باب مین مختار الدولہ کا مشورہ نہین اینتے تھے میر مذکور نے یہ ٹھان لی کہ اگر نواب نے نہ مانا تو حال رسوخ صاحب سے موافقت کرکے دونون گوشائیون کو اٹاوے اور کالپی کی خدمات سے معزول کرا دینا چاہیے - گوشائیون نے اپنی نوجوان اور چیلون کو کالپی اور محاصرہ جہانسی سے طلب کرکے اپنے پاس رکھ لیا - اور بیدل دلخفا ہوکر ترک روزگار کا ارادہ کیا نواب آصف الدولہ نے اونکی مافی الضمیر پر مطلع ہوکر راجہ جہاؤلال کی معرفت اونکی دلجوئی کی کالپی اور جہانسی وغیرہ کی خدمات اونپر بدستور بحال رکھی - مگر اب جہانسی کا فتح کرنا مشکل ہوگیا - کیونکہ محاصرہ کے اوٹھتے ہی لچھمی راو اور بالا راو وغیرہ مرہٹون نے بہت سا سامان رسد اور فوج جہانسی مین جمع کرلی - دور لڑائی کا سامان بخوبی فراہم کرلیا تھا - اور قلعہ جہانسی کا انتظام کرکے مورچے جدید بنا لیے تھے - نواب آصف الدولہ اگرچہ گوشائیون کے حال پر مہربان تھے لیکن مطمئن نہ تھے اور مختار الدولہ کی فیلسوفی سے خائف تھے اسلیے ہمت گیر جہانسی کے انتظام کے بہانے سے آصف الدولہ سے رخصت ہوکر تھوڑے دنون بھنڈ کے ضلع مین مقیم رہا - اور اوس ضلع کو ویران کرکے اور بھنڈ کی آبادی جلا کے اکبرآباد کو ایلچ خان کے پاس چلا گیا - کیونکہ دونون مین مدت سے عہد و پیمان ہو رہا تھا - وہان سے ایلچ خان کی تحریر کی ذریعہ سے نواب ذوالفقار الدولہ کے پاس جو ڈیگ کے محاصرہ مین مصروف تھا چلا گیا اوس نے اوسپر بڑی مہربانی کی - نواب نے ڈیگ کو فتح کرکے محالات سنکھانہ وغیرہ بارہ لاکھ کی آمدنی کا ملک ہمت گر کو جاگیر اور رسالے کی تنخواہ مین دیدیا فرح بخش کا مؤلف اس واقعے کے بعد کہتا ہے کہ امراؤ گر ابھی آصف الدولہ کے پاس موجود ہے لیکن مختار الدولہ کی چالبازی سے بیدل ہے اوسنے اٹاوہ وغیرہ میان دوآب کا ملک گوشائیون کی حکومت سے نکالکر زین العابدین خان کو اوسکی جگہ مقرر کردیا ہے - وہ اپنے متعلقہ کا انتظام کرکے زر تحصیل اقساط کے بموجب خزانے مین پہنچاتا ہے بالفعل آصف الدولہ کی سرکار مین مختار الدولہ کا حلقہ بولتا ہے - اور اوسے تمام ساختہ برداختہ مقبول ہے - اور وہ مال اپنے کی وجہ سے جان برسوخ سے ملا ہوا ہے - دونون تمام ریاست پر حاوی ہین

اولاد حافظ رحمت خان اور دوندے خان کی قلعہ الہ آباد سے رہائی

فرح بخش میں لکھا ہے کہ دوندے خاں اور حافظ رحمت خاں کی اولاد۔ اور جسقدر روہیلکھنڈ کے علماء و فضلا و شرفا قلعہ الہ آباد میں قید تھے۔ انہوں نے متواتر عرضیاں نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی خدمت میں بھیجیں اور درخواست رہائی کی اس قید سخت سے ہم کو رہا کرا دیجئے۔ نواب موصوف نے رحم کھا کر مسٹر جان برسٹو صاحب ریذیڈنٹ لکھنؤ کو ان کی رہائی میں کوشش کرنے کے لئے لکھا ریذیڈنٹ نے آصف الدولہ سے سفارش کی اور اس معاملے میں بہت دباؤ ڈالا۔ آصف الدولہ نے تین لاکھ روپئے ان لوگوں کی رہائی کے عوض طلب کئے۔ اور یہ رقم اس طرح سے پوری کی گئی۔ کہ ایک لاکھ پچاس ہزار روپئے نواب فیض اللہ خان نے عطا کئے۔ اور ایک لاکھ بیس ہزار روپئے نواب سعد اللہ خان کی بیگم نے۔ اس طرح تین لاکھ روپیہ جمع ہو کر جان برسٹو صاحب کے پاس پہنچ گئے جنہوں نے آصف الدولہ سے قیدیوں کی رہائی کا حکم سید معزز خان قلعہ دار الہ آباد کے نام حاصل کر کے بھیجا۔ اس نے ایک مہینہ سامان کی تیاری کے بہانے میں ٹال دیا۔ اور آخرکار ماہ شعبان ۱۱۸۹ ہجری کو جان برسٹو صاحب کے ہرکاروں اور اپنے آدمیوں کے ساتھ ان قیدیوں کا قافلہ لکھنؤ کو روانہ کیا۔ یہ لوگ گورہ مانکپور کی راستے سے ۲۹ شعبان ۱۱۸۹ ہجری کو لکھنؤ پہونچے۔ کچھ دنوں خواجہ یاقوت کے باغ میں خیموں کے اندر رہے پھر کرایہ کی حویلیوں میں رہنے لگے۔ نواب فیض اللہ خان کی استدعا کے بموجب آصف الدولہ نے عنایت خان کی بی بی کو جو نواب موصوف کی حقیقی بہن تھی اور فتح خان خانساماں کے عیال و اطفال اور عبد الجبار خان کے اہل و عیال کو رامپور کو بھیجدیا۔ روہیلکھنڈ گزیٹیر میں لکھا ہے کہ دوسرے سال جان برسٹو صاحب نے بڑی تقریروں کے بعد آصف الدولہ کو ایک لاکھ روپئے سال کی پنشن ان لوگوں کے واسطے مقرر کرنے پر مجبور کیا فرح بخش کا مصنف کہتا ہے کہ ایک سال کی تنخواہ دینے کا حکم میر علی رضا فوجدار خیرآباد کے نام حاصل کر کے جان برسٹو صاحب نے انہیں تقسیم کر دی۔

له دیکھو گل رحمت ۱۲

انگریزون کے آصف الدولہ کے ساتھ معاملات

مڈلٹن صاحب تو چلے ہی گئے تھے اور اون کی جگہ برسٹو صاحب بھیجے گئے ہیں۔ شجاع الدولہ کے مرتے ہی گورنر کی کونسل مین فرنسس اور کرنل مونسن اور جنرل کلیورنگ کی غالب آرا سے یہ امر فیصل ہوا کہ شجاع الدولہ کے ذمے جو روپیہ واجب الادا ہے اوس کو بہت جلدی سے وصول کرنا چاہیے۔ اور یہ کہنا چاہیے کہ جو عہد و پیمان اون نے باپ کے ساتھ سرکار کمپنی کے ٹھیرے تھے وہ سب اونکی ساتھ قبر مین گئے۔ اور کوئی اونمین سے اب باقی زندہ نہین اب جو کچھ نیا سود امداد اعانت کا لگے تو اوسکی قیمت از سر نو ٹھیرائی جائیگی یہ فرلنے بہادر بنا دیجائیگی برسٹو صاحب عقل کے پتلے تھے اونہون نے آصف الدولہ کو اپنے شیشے مین اوتارا اور اوسکی مزاج مین ایسا دخل پیدا کیا کہ وہ علانیہ یہ کہا کرتے تھے کہ مسٹر جان برسٹو میری جان ہے۔ میرا بھائی ہے۔ میرا مالک و مختار ہے۔ جو کچھ وہ کہے وہ کرو۔ سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ مختار الدولہ بغیر اوسکی صلاح کے معاملات مین دم نہین مار سکتا تھا۔ اوس نے مختار الدولہ کو اس بات پر آمادہ کیا کہ بنارس وغیرہ کا علاقہ جو راجہ چیت سنگھ بن بلونت سنگھ کی زمینداری مین ہے اور جسکی مالگذاری پچیس لاکھ روپئے کی ہے۔ اور ستر لاکھ روپے کے قریب محاصلات ہے سرکار کمپنی کو دلا دے۔ اوس احمق نے آصف الدولہ کو جان برسٹو صاحب کی طرف سے امید و بیم مین ڈالکر راضی کر دیا۔ پیترچ صاحب تاریخ ہند مین اس مطلب کو یون ادا کرتے ہین کہ کونسل کے اونہین تین ممبرون نے ہسٹنگز کی مرضی کے خلاف نواب وزیر اودھ کو دبا کر بنارس قلمرو سرکار انگریزی مین شامل کرا لیا۔ غرضکہ رزیڈنٹ کی رسائی سے ۲۰ ربیع الاول ۱۱۸۹ ہجری مطابق ۲۱ مئی ۱۷۷۵ع کو نیا عہد نامہ لکھا گیا کہ کوڑہ اور الہ آباد کے اضلاع جو شجاع الدولہ کے ہاتھ فروخت کیے گئے تھے آصف الدولہ کے قبضے مین اوسی ہیئت سے رہین گے جیسے کہ ملک اودھ اون کے پاس ہے اور سرداران انگریزی وعدہ کرتے ہین کہ وہ صوبہ اودھ اور کوڑہ الہ آباد کی حفاظت کرین گے جب تک مرضی کورٹ آف ڈائرکٹرز کی دریافت ہو گی اور نواب نے اپنے ملک کی اس حفاظت کی بابت انگریزی کمپنی کو تمام اضلاع ماتحت راجہ چیت سنگھ کے مع محصول خشکی و دریا دیدئے جنکی تفصیل یہ ہے کہ سرکار بنارس۔ سرکار چنارگڈھ۔ تعلقہ بجی گڈھ۔ اضلاع جونپور۔ بھدوہی بھدوہی۔ ملبوس خاص۔ بھدوی سرکار غازیپور۔ پرگنہ سکندرپور۔ فرید شادی آباد و پٹہ سرنیخ وغیرہ انکا خراج ۲۲ لاکھ

۸۳ ہزار ۳ سو ۵۹ روپیہ صرف تھا اور نواب نے یہ بھی اقرار کیا کہ ایک برگیڈ انگریزی سپاہ کی خواہ
ہو ۔ اور اعانت کے لئے اونکی ہمراہ رہیگی ماہوار بڑا کر دولاکھہ دس ہزار روپیہ دیگی
اور اس عہدنامے میں نواب نے یہ بھی اقرار کیا کہ وہ قاسم علیخان صوبہ دار سابق بنگالہ اور
سمرو قاتل انگریزوں کو اپنے ملک میں آنے نہ دینگے اور نہ اپنے پاس رکھینگے ۔ اور اگر وہ اونکے
قابو میں آجائینگے تو اونکو قید کرکے انگریزی کمپنی کے سپرد کردینگے ۔ اور یورپ کی کسی اور
قوم کو اپنی ملازمی میں بغیر رضامندی انگریزی کمپنی کے نرکھینگے ۔ اور جو کوئی انگریزی کمپنی
کے پروانہ کے بغیر اونکے ملک میں آجائیگا یا اوس میں گذر رہیگا یا رہیگا یا معلوم ہوگا کہ ملک میں ہے
تو وہ اوس کو آنے نہ دینگے بلکہ اوس کے آنے میں مانع ہونگے ۔ اور اگر آ بھی جائیگا تو اوسکو واپس
بھیجدینگے ۔ تمام یورپ میں کسی قوم کے ہوں جو نواب مذکور کی ملازمت میں اس عہد کی رو سے برخاست ہوئے
اور اونہوں نے وعدہ کیا کہ اونکو نوکر نرکھینگے اور جو شخص انگریزی کمپنی سے مفرور ہو کر آیا ہے
یا آیندہ آئیگا بشرط گرفتار ہونے کے انگریزی کمپنی کے حوالہ کردیا جائیگا ۔ اور طرفین نے
یہ بھی اقرار کیا کہ اگر بادشاہ کوئی بات ایک کی نسبت دوسرے کو لکھینگے تو وہ اوسکی رضامندی
اور ارادے کے موافق کارروائی کریگا ۔ اور بادشاہ کی تحریر و تقریر پر کچھ بھی لحاظ نہ کیا جائیگا
اور نواب نے ایک اقرارنامہ مہری علحدہ اس مضمون کا بھی لکھدیا کہ زر بقایائے انگریزی کمپنی
بابت کوڑہ الہ آباد و روہیلکھنڈ و تنخواہ فوج حسب عہدنامہ نواب شجاع الدولہ بلا عذر و تکرار
بر وقت واجب ہونے کے ادا ہوگا ۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ ہسٹنگز صاحب گورنر اگرچہ
اس بات سے کہ ملک بنارس ضمیمہ سرکار کمپنی ہوا خوش ہوا ۔ مگر اسوجہ سے کہ شجاع الدولہ کے عہد
میں وہ خود بنارس تک آیا تھا ۔ اور ملک مذکور کی درخواست کی تھی ۔ اور شجاع الدولہ نے
بہت سے عذر کرکے ٹالے بالے بتاتے تھے اور نہ دیا تھا ۔ اور جان برسٹو نے جو اوسکی طرف سے
ریزیڈنٹ تھا ایسا بڑا کام کرکے ممبران کونسل کے سامنے ناموری حاصل کی کسی قدر ملول
ہوا ۔ اور اسوجہ سے اوسنے ان شرطوں کو منظور کرنے میں یہ عذر کیا کہ وہ بالکل برخلاف اون
عہد و پیمان کے ہیں جو شجاع الدولہ کے ساتھ ہوئے تھے ۔ اور گورنر نے یہ کہا کہ اسوقت
جبراً قہراً نواب سے جو شرطیں چاہو ٹھہرالو وہ اپنی ضرورت کے سبب سے سب کو منظور کرلینگے
مگر اون کا ایفا نہ کرسکینگے ۔ جب کورٹ ڈائرکٹرز کو اس نئے عہدنامے کی خبر ہوئی کہ بہت سا
ملک ہاتھ آتا ہے ۔ اور زیادہ روپیہ دینے کا اقرار ٹھہرا ہے تو اونہوں نے مراسلہ ۲۲ دسمبر

قسطنطنیہ میں یہ لکھا کہ ہم کو کبھی ایسی تو تعلی خاطر اپنے ملازمون کی نہ تہا کہ اری سے حاصل ہوئی ہو کی جیسی کہ آصف الدولہ کے ساتھ اونکے عہد و پیمان کرنے سے ہوئی۔ جو عہد و پیمان آصف الدولہ کے ساتھ کیے گئے ہین ہم اونکو بسبب خاطر مستور کرتے ہیں۔

سیر المتاخرین کا مولف کہتا ہے کہ مختار الدولہ نادان تہے باوجود اس قدر قوت و صفت کے اپنے حق مین کچھ بھی عہد و پیمان ارباب کونسل کلکتہ سے نہ لیا۔ اس وقت جو کچھ چاہتا پورا ہو جاتا۔ بعد کسی کی مجال ہوتی کہ اوسکی طرف آنکھ اوٹھا کر دیکھتا نہ کہ مارا جاتا اگر وہ یا مارا جاتا تو اوس کے انتقام مین قیامت برپا ہو جاتی بلکہ آصف الدولہ کی ریاست اوسکی اولاد کو ملتی۔ لیکن تقدیر میں یہی تہی
القصہ بنارس مع توابع کے ہمیشہ کو الگ ہوا۔ او معاملات ملکی و مالی [illegible] اور الہ آباد اور چھبر کرہ اور کوڑہ اور [illegible] کچھ نہ تہا آصف الدولہ نے باپ کی فوجکو تنخواہ دینا عبث سمجہا اوسکی استیصال کی فکر مین مشغول ہوتے آخرکار رسالہ [illegible] موقوف کیے گئے۔ چنانچہ محمد بہادر اور اوسکا بہائی امراؤ گر اور بعضی جماعت گربح اور شیخ احسان وغیرہ یہان سے برطرف ہو کر لشکر نجف خان مین پہنچے۔ اور بعض اشخاص پریشان ہو کر اور جانب سدہارے۔

آصف الدولہ کا مختار الدولہ کو تخیب پلٹن سے لڑانا اور اوس پلٹن کا شکست پانا

ملخص تاریخ اور تاریخ منوری اور سیر المتاخرین مین ہے کہ شجاع الدولہ کے چار پانچ ہزار آدمی شریف مغل شاہجہان آبادی فی کس پندرہ روپیہ ماہوار نوکر رکہے تہے اور سید احمد ہی اون کا افسر تہا اور اونپر تعلیم قواعد انگریزی کا اہتمام تہا گو اونکے پاس بندوقین توڑہ دار تہین مگر وہ ایسی نہایت پہرتی سے آگ اوگلتے تہے بلکہ وہ لوگ چونکہ شریف و نجیب تہے اسلئے اونکی خاطرداری زیادہ تہی آصف الدولہ رفقاے پدری سے بیزار اور درپئے ایذا تہے یہ رسالہ کالپی مین متعین تہا اوسی وقت سے اپنے پاس مقام اٹاوہ مین بلایا۔ جب پہونچا حکم دیا کہ ہمارے لشکر سے فاصلہ پر قیام کرے اور فرمایا کہ توپین توپخانہ مین داخل کر دیجائین۔ نجیب پلٹن نے ایک یا دو توپین۔ اور تمام بندوقین جنپر نام انکی کہدا تہا توپخانہ مین داخل کر دین آصف الدولہ نے اون توپون اور تمام بندوقون کے داخل کرنے مین اونکو اپنا سپاہی سمجہہ لیا کہ تنخواہ دینے کی نیت ہے عرض کیا کہ ہماری تنخواہ عنایت ہو تو ہم بندوق سپاہ

داخل کردیں آصف الدولہ نے آشفتہ ہو کر مختار الدولہ سے کہا کہ انکی ... بازی کی سزا دو اوسنے عرض
کیا کہ یہ لوگ اپنی تنخواہ مانگتے ہیں اور کچھ غرض نہیں رکھتے آصف الدولہ نے فرمایا کہ اگر تمھیں یہ تکلیف گوارا
نہیں تو ہم خود جاتے ہیں جب اونہوں نے دیکھا کہ خود دولت سوار ہے نہیں تو مجبور ہو کر فوج متعدد
دیکر اونکی سرکوبی کو گیا - وہ لوگ باوجودیکہ کوئی سردار نہ رکھتے تھے میراثی مر گیا تھا مگر لڑا جا صف آرا ہوئے
تھوڑی دیر تک نہا کہ مختار الدولہ بھگا دیں - لیکن جبکہ اوس کے پاس اور فوج کمکی پہنچ گئی - اور ہجوم کثرت
اور سامان مقابلہ تھا اس لئے اوس نے پاسداری کی اور وہ لوگ بہت سے مقتول و مجروح ہوچکے
اور باقیماندہ بھاگ کر جا بجا منتشر ہوئے - یہ واقعہ محرم سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو مقام اٹاوہ میں ظہور میں آیا آصف الدولہ
کے اکثر نوکر جو سلطنت کا زور بازو تھے اس لڑائی میں کام آئے - اور وہ اس فتح سے نہایت خوش ہوا
اکثر خاص خاص نوکر اور بعض خواجہ سرا جن کو شجاع الدولہ نے انگریزی فوج کی تقلید پر جرنیل بنایا تھا
ہر ایک کے ساتھ چھ پلٹنیں مع توپخانہ اور اسباب متعلقات کے رہتی تھیں - صاحبزادے کا یہ حال تھا کہ
اوس سے جلنے والے کے خیالات میں مصروف ہوتے - سیر المتاخرین کا مولف کہتا ہے کہ میں لکھنؤ میں
آیا تو ان سب بے عقلوں کو دیکھا کہ درحقیقت بموجب اس آیت کی اولئک کالانعام بل ھم اضل
سبیلا ٹھیرایا جاتا ہے خوب ہے اور یہ مصنف نواب کو جن کو تاریخ سے ناواقف لوگ فرشتہ سیرت اور اولیٰ طبیعت
کو عموماً متحمل اور بے پروا بتاتے ہیں بہت احمق کہتا ہے - اور اونکے وہاں جانے کو ناپسند کرتا ہے اور لکھتا ہے
کہ اونہوں نے ریاست کو برباد اور انتظام سابقہ کو برہم کر دیا -

باسی پلٹن کی بربادی

گور صاحب نے تاریخ اودھ میں لکھا ہے کہ نواب شجاع الدولہ نے جبکہ جنگ افاغنہ کے عزم سے گنگا کو
عبور کیا تو ملک دوآبہ کو راجہ ہمت بہادر کی تفویض کر دیا راجہ کے ساتھ میر افضل علی بھی تھا نواب کی وفات
کے بعد بھی آٹھ ماہ تک یہ دونوں متصرف رہے - مختار الدولہ نے میر افضل علی کو لکھا کہ ہمت بہادر سے
مخالفت کرے اور اوسکے لشکر کو تباہ کر دے - میں کسی شخص کو یہاں سے بھیجتا ہوں - تم اوس کے اتفاق سے
کام کیجو اور میں جانتا ہوں کہ وہ ملک سرکار سے علاقہ نہیں رکھتا ہے - اور جو کچھ تمہارے سپاہیوں کے لئے ضروری
ہم اوس سے زیادہ دیں گے - اور سوائے فوج موجودہ کے جو کچھ فوج اور نوکر رکھو گے اوسکی تنخواہ بھی ملک
محسوب ہوگی - اور دو لاکھ روپیہ کی جاگیر تمہارے واسطے مقرر ہوگی - لیکن کسی کو اس پر اطلاع نہ ہو افضل
علی نے بپاس حق نمک مختار الدولہ کے مشورہ سے پر عمل کیا بلکہ اپنے ایک دوست کی پاس جو بچا لال

کے ساتھ رہتا تھا اوس سفارشنامہ بھیجدیا تاکہ راجہ کی معرفت نواب آصف الدولہ کو دکھا دیا جاوی شخص
مذکور نے لالچ کی توقع سے میر مذکور کا خط اور مختار الدولہ کا شقہ مختار الدولہ کے دیوانخانے کی داروغہ
مرزا آقو کے پاس بھیجدیا مختار الدولہ نے اون خطون کو چاک کر کے شخص متوسط عنایت کا امیدوار کیا
اور راجہ جھاؤ لال کو خلوت مین طلب کر کے کہا کہ ایک خط اس مضمون کا میر افضل کو لکھ بھیجین کہ ہمت
بہادر کی حکم سے تخلف نہ کرے اور یکدلی کے ساتھ کام کرے راجہ نے مختار الدولہ کے ایما سے لکھا
کہ تمنے راجہ ہمت بہادر کی ساتھ کسلئے عداوت اختیار کر رکھی ہی کہ اوس نے عرضی تمہاری شکایت مین
حضور مین بھیجی ہی بہتر یہ ہی کہ باہم شیر و شکر ہو کر رہو۔ میر مذکور اصل کار سے غافل تھا۔ اور خط پہنچتے ہی
راجہ کی ساتھ آمادہ جنگ ہو۔ راجہ بھی مقابلہ کو تیار ہوا۔ مگر چونکہ راجہ دور اندیش آدمی تھا چند
آدمیون کو درمیان مین واسطہ کر کے تصفیہ کر لیا اور پھر ایک مختار الدولہ کو لکھا۔ اور ایک عرضی حضور مین
لکھی کہ میر افضل علی جو مجھسے لڑنے کو آمادہ ہوا مگر فدوی نے پاس ادب کیا اور تحمل کیا امیدوار ہے کہ حضور
کا دستخطہ میر مذکور کی نام صادر ہو جائے کہ موجب فساد نہ پیدا کرے۔ نواب نے مختار الدولہ سے فرمایا کہ میر
افضل علی کو یہان بلا لیا جائے۔ اوس نے عرض کی کہ میر مذکور خود بجائے ہمت بہادر کے ساتھ لڑنے کو
تیار ہوا ہی اور چاہتا ہے کہ سنئے ملک کو اپنے تصرف مین لائے۔ الغرض شقہ طلبی مین روانہ کیا۔
وہ یہ حکم پہنچتے ہی روانہ ہوا۔ جبکہ لشکر کے متصل پہنچا تو بسبب اس کی کہ شام ہو گئی تھی قریب دو کوس کی لشکر
سی اپنی سپاہ کو لیکر اوترا اور چاہا کہ صبح کو حضور مین حاضر ہو مختار الدولہ نے موقع پاکر حضور مین عرض کیا
کہ میر افضل بسبب اوس سازش کے جو مجھسے رکھتا ہی لشکر سے علیحدہ اوترا ہے اور چاہتا ہی کہ وہ اپنی
تنخواہ کا سوال و جواب کرے۔ جواب ملا کہ تم جاؤ اور وہ جانے بموجب حکم کے مختار الدولہ نے پچھلی رات
سے میر افضل کی سپاہ کے چارون طرف نواب کی ساری فوج اور توپخانہ جما دیا اور قبل اس کے کہ میر
افضل کی فوج بیدار ہو ادھر سے آتشباری شروع ہو گئی ظہر تک ہنگامہ جدال و قتال گرم رہا جبکہ
سپاہیان میر افضل نے دیکھا کہ ڈیڑھ لاکھ کے قریب پیادہ و سوار اور توپخانہ ہمکو گھیرے ہوئی ہی تو
بھاگنے لگے میر افضل اپنی دو تین ہاتیون کے ساتھ آمادہ مرگ کھڑا تھا اوسوقت مختار الدولہ نے
عبد الرحمن خان قندھاری کو قسم کھا کر بھیجا کہ میر افضل کو کسیطرح کی اذیت نہ پہنچیگی وہ حاضر ہو جاے
خان موصوف میر مذکور کو لایا۔ مختار الدولہ نے کہلا بھیجا کہ تمنے کسلئے بے سبب ہمت بہادر سے مخالفت
کی تھی جواب دیا کہ راجہ جھاؤ لال کے خط سے معلوم ہوا تھا کہ بے سبب ہمت بہادر نے میری شکایت
حضور مین لکھی ہے۔ جب یہ جواب مختار الدولہ کی پاس پہنچا تو اوس خط کو میر مذکور سے منگا کر

حضور مین پیش کردیا۔ سنہ ۱۱۹۰ ہجری مین نواب نے جھاؤلال کو قید کردیا۔ جھاؤلال شجاع الدولہ کے عہد مین
نوکر ہوا تھا نواب آصف الدولہ کی خدمت مین مقرب ہوگیا۔ اوسکی گرفتاری کے بعد دیوانخانہ کی اراضی
میان بسنت کو ملی اور پہلے سے جیلخانے اوسکی سپرد تھے

محبوب علیخان خواجہ سرا کا مقہور ہونا۔ اور لطافت علی کا حال

سیر المتاخرین مین لکھا ہی کہ شجاع الدولہ کے سردار ایسی ایسی حرکات دیکھ کر اپنی اپنی فکر مین مصروف تھے
چونکہ اب ہندوستان مین نوکری تو کہین ملتی نہین تھی اور نہ کوئی ایسا رئیس مقتدر رہا تھا جہان بہر حال اوقات
بسری کرسکتے منجملہ انکے محبوب علیخان خواجہ سرا جو شجاع الدولہ کیطرف سے کوڑے اور اٹاوہ کا حاکم تھا اور
کسیقدر صاحب جرات وغیرت بھی تھا صاحبزادے کے اطوار سے نہایت متحیر رہا کیا کرتا تھا لیکن
فوج اور عمدہ اسباب جنگ اوسکے ساتھ تھا اوس کے پیادونکی رجمنٹ کا نام برق انداز تھا مع پیادہ
و سوار کے اوس کے پاس دس ہزار آدمیونکی جمعیت تھی۔ اور کوڑے و اٹاوہ کے اطراف مین حسب الحکم
شجاع الدولہ نہایت رعب کے ساتھ بسر کرتا تھا۔ آصف الدولہ کو اوس کا بھی استیصال مدنظر ہوا۔
اور یہ خیال ہوا کہ نکل نہ جانے پائے چند لوگونکے ساتھ حاضر حضور رہی۔ یہ حال محبوب علیخان کو بھی
معلوم ہوگیا اوسنے یہ ارادہ کرلیا کہ جب آصف الدولہ ظاہر طور کوئی بات اوس کے خلاف کرینگے وہ بھی
نمکحرامی کا داغ لگاکر نجف خان سے جاملے آصف الدولہ نے مخفی مسٹر جان برسٹو سے اوس کے
استیصال کے باب مین مشورہ کیا تو اوس نے انگریزی تین چار پلٹنین جنکی کپتانونکی ماتحتی مین مقرر
کرکے محبوب علیخان کی تنبیہ کے لئے بھیجین۔ اور یہ اسطرح پہنچین کہ جسکا منشا بظاہر مسافرت
معلوم ہوتا تھا۔ یہ لشکر محبوب علیخانکی سپاہ کے قریب رہگذری کے بہانہ سے پہنچادیا گیا۔ اور
کپتانون نے محبوب علیخان سے ملاقات کی محبوب علیخان نے بازدید کی اور وہ چلتے الٹے شہر مین
اپنے مکان کو چلا گیا۔ فوج و توپخانہ شہر کے باہر چھوڑا۔ بعد تین چار روز کے انگریزی کپتانون نے
پچھلی رات کے وقت نہایت احتیاط کے ساتھ اپنی فوج اور توپخانہ تیار کرکے کوچ کیا۔ اور صبح ہوتے ہی
محبوب علیخان کے سر پر جا پہنچے وہ لوگ بالکل بے خبر تھے کوئی قضائے حاجت کو گیا ہوا تھا کوئی کہین
کسی کام مین مصروف تھا کوئی سوتا تھا۔ کوئی جاگتا تھا۔ محبوب علیخان کی سپاہ بالکل تیار نہ تھی
صرف چند تلنگے پہرے پر موجود تھے وہ حسب قاعدہ مزاحم ہوتے۔ انگریزی فوج نے کچھ نہ سنا اور

ایک گولے کے چھٹنے سے پہنچکر میدان مین کہڑی ہوئی اور اب انگریزی سپاہ کے افسرون سے یہ کہا کہ ہم
فلان طرف جاتے ہین اونکی راہ تمہارے لشکر کے درمیان مین ہے۔ محبوب علی کی فوج نے منع کیا۔
اور اونہون نے کچھہ نہ سنا لڑائی ہوئی ادہر کچھہ تیاری تو تھی نہین انگریزونکی ایک باڑھ نے بہتونکو گرا دیا
باقیماندہ مشوش ہوکر معرور ہوئے۔ لشکر کے لچون نے مال اسباب پر ہاتھ صاف کیا۔ اور جو کچھہ بچا
ضبطی مین آیا۔ انگریزی افسرون مین سے کپتان وقل کام آیا محبوب علی خان اس خبر کو سنکر سخت متحیر ہوا
چونکہ بروقت ملاقات عہد و پیمان ہو چکا تھا اون کپتانون کہی رخصت ہوکر مع اسباب کے آصف الدولہ
کے حضور مین حاضر ہوا۔ [illegible] مین کا حاضر ہونا چاہتے ہی تھے بہت خاطر کی۔ مگر آخر کار یہ بھی یہان سے
خارج کیا گیا۔ اور نجف خان کے پاس چلا گیا۔ لطافت علی خواجہ سرا جو ایک بیگم کا مالک تہا اس
حال کو دیکھ کر باہر نکل جانے کی راہ ڈھونڈھنے لگا۔ چونکہ ہمیشہ سے یہ مقرر تھا کہ کچھہ فوج شجاع
الدولہ کی سرکار سے بادشاہ کی [illegible] مین حاضر رہتی تھی اور ایک شخص سوال و جواب کے لئے بادشاہ
کے پاس رہا کرتا تھا اسکے سپرد کی گئی اسکو جمعیت ملا اور کار سازی کر کے بادشاہ کے پاس مع پانچ پلٹنون کے
چلا گیا۔ اور مرزا نجف خان وغیرہ سے موافق ہوکر آجتک مشغلہ جاری ہے و ناخیر بسر کرتا ہے۔

نواب آصف الدولہ اور اونکی والدہ مین عہدنامہ مقرر ہونا

مولوی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہین کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوئے بہت دن نہین گذرے تھے
کہ نواب آصف الدولہ نے اپنی مان کو بہت تنگ کر کے ۲۶ لاکھہ روپیہ لیکر ادا دیا اور بیس لاکھہ
ادا لینے لگے [illegible] اونہون نے یہانتک ارادہ کیا کہ جو علاقہ اونکی مان اور دادی کے پاس ہے وہ چھین
لین [illegible] مین ہو [illegible] گورنر جنرل کے یہان نالش کی کہ اونکا ۲۶ لاکھہ روپیہ تو لیا ہے اس بہانے
چھین لیا ہے کہ سرکار کمپنی کا روپیہ دینا نہایت ضروری ہے۔ اب دوبارہ تیس لاکھہ روپیہ وہ اور مانگتے ہین
اور سرکار کمپنی کو عہد و پیمان کے موافق دینا ناگزیر ہے۔ اگر وہ نہ ادا کیا جاوے گا تو مین تباہ ہو جاونگا۔
بیگم نے لکھا کہ مین اپنے بیٹے کے ہاتھ سے بہت تنگ ہون۔ اسپر انگریزون نے چھین جھگڑ کر [illegible]
[illegible] کو ایک عہد موثق بیگم کے ساتھ کیا کہ بالفعل بیگم تیس لاکھہ
روپیہ اونکو دیتی ہین۔ اور نواب [illegible] کہ بیٹے نے اپنی والدہ سے تیس لاکھہ روپیہ بابت قرضہ حال

شہ [illegible] تھا

اور چھبیس لاکھ روپیہ بابت قرضۂ سابق کے کچھ نقد اور کچھ اسباب اور جواہرات اور ہاتھی اور اونٹ وغیرہ ورثۂ پدری لیا اور اب کچھ دوسرے میرا اوسپر باقی نہین رہا یہ سب بیچ افسران انگریزی کے ذریعہ سے لیا اور اب مطالبہ زیادہ اس سے ترک کیا اور مین یہ بھی دعوے کرتا ہون کہ اپنی والدہ سے مزاحمت بہ نسبت جاگیر اور کنجیات اور بارہ دری اور باغات انوپ لال اور ممتاز آباد کے جو اون کو نواب مرحوم نے دیا نکرونگا - اور اون کی حین حیات اونکو قابض ان سب پر رہنے دونگا - اور جب تک میری والدہ زندہ رہین گی اوسوقت تک مین اونکو ان سب کی نسبت دق نکرونگا - وہ اپنی جاگیر مین اپنی ملازمین کی معرفت تحصیل زر کرین مین اونکو نہ روکونگا اگر میری والدہ حج کو نے جاوین تو اونکو اختیار ہے جسے چاہین اپنی جاگیر وغیرہ مین بطور مستہم چھوڑ جاوین یہ کلیۃً اونکے اختیار مین ہے - مین اوس مین مزاحم نہونگا خواہ وہ یہان رہین یا حج کو جاوینگی یہ سب جاگیر وغیرہ اونکی قبضہ مین متصور ہوگی - اور کوئی شخص اوس سے مزاحم ہوگا جس کسی کو میری والدہ مستہم جاگیر وغیرہ قرار دینگی اوس کی مین مدد او رحفاظت کرونگا - اور جب وہ حج کو جاوین تو اون کو اختیار ہے جس ملازم مرد و عورت کو چاہین اور جو اسباب چاہین اپنے ہمراہ لے جاوین مین مزاحم اوس سے نہونگا اور مین کچھ وقت کسی قسم کا مطالبہ کرکے جلال علیخان اور بہار علیخان اور نشاط علیخان اور شکوہ علیخان اور سب علیدارنیون کو نہ دونگا - میری والدہ کو اختیار رہے اپنی جاگیر وغیرہ مین جو چاہین کرین وہ مالک ہین ان شرایط کے لحاظ رکھنے کی باب مین خدا اور اوس کے رسول اور دوازدہ امام اور چہاردہ معصوم اور سرداران انگریزی کو گواہ دیتا ہون - سرداران انگریزی اس قول نامے مین شریک میرے ہین - وہ مرے یہ کہ مین نقد قرضہ اپنی مان سے طلب نہ کرونگا - میرا کچھہ دعوے اب اوسپر نہین ہے - اور مین ہرگز اس عہد نامہ سے انحراف نہ کرونگا - اگر مین ایسا نا خلاف ورزی اس عہدنامہ کی کرون تو یہ تصور کرنا چاہئے کہ مین سرداران انگریزی کمپنی سے منحرف ہوگیا - سرکار انگریزی ضامن اوس کی ضامن ہوئی

نواب آصف الدولہ کو شاہ عالم بادشاہ کے یہانسے خلعت وزارت حاصل ہونا - نواب کا بادشاہ کے حضور مین زر نقد اور اسباب اور چتر و تخت بھیجنا

مولوی ذکاءاللہ صاحب تاریخ ہندوستان مین لکھتے ہین کہ نواب آصف الدولہ مین فوابی

کرسکتے تھے خزانہ اونکا خالی تہا۔ سپاہ کی تخفیف کرنا چاہتے تھے۔ ماؤن اوکی بڑی بیتین۔
گھرمین بھی فساد تھا باہر بھی۔ ملک مین بدنظمی ہو رہی تہی۔ غرض ایسے ہنگامے برپا ہو رہے تھے
کہ جس سے نواب کو خوداندیشہ اور رفیق انگریزون کو خوف تہا۔ ۱۷۷۸ء کے موسم سرما مین یہ افواہ
اوڑی کہ شاہ عالم اور مرہٹے اور روہیلے اور سکھ مرزا نجف خان کے رفیق بن گئے ہین۔ آصف
الدولہ پر حملہ کرنے کو چلے آتے ہین۔ گورنر جنرل نے نواب کو سمجہایا کہ وہ نجف خان سے آشتی
کرلین جس سے یہ مصیبت سر سے ٹلے۔ آصف الدولہ کو ابتک وزارت کا خطاب بادشاہ کے
یہان سے ملا تہا۔ اگرچہ اوس کا ملنا نہ ملنا برابر تہا۔ مگر وہ اوس خالی خطاب کے لئے بیتاب تہے
مختار الدولہ نے مجد الدولہ سے سازش کرکے اپنے خاص ذریعہ سے خطاب وخلعت وزارت منگانے
کا بندوبست کیا۔ پیشکش اور پانچہزار سپاہ بادشاہ کے پاس بطور کمک بہیجکر یہ خطاب حاصل کیا چنانچہ
خلعت وزارت مع جواہر اور قلمدان طلائی مرصع اور فیل و اسپ خاصہ کے آصف الدولہ کے
لئے بادشاہ کے یہان سے روانہ ہوا۔ یہ خلعت قطب الدولہ اور راجہ دیارام کے حوالے ہوا تہا
بادشاہ نے ان دونون شخصون سے فرمایا کہ اول اس خلعت کو ذوالفقار الدولہ مرزا نجف خان کے
پاس لیجاؤ اوس کے صوابدید کے بعد آصف الدولہ کے پاس پہنچاؤ۔ اور یہ بات ذوالفقار الدولہ
کی عزت افزائی کے لئے کی گئی تہی۔ چنانچہ قطب الدولہ اور دیارام نیاز علی خان کے ساتھ جو
آصف الدولہ کی طرف سے اس سوال وجواب کے لئے آیا تہا اوس کے پاس خلعت لیکر
پہنچے جو اون دنون ڈیگ کے محاصرے مین معروف تہا۔ پہر قطب الدولہ اوس سے رخصت ہوکر
اودہ کو روانہ ہوا۔ جب آصف الدولہ کی قیامگاہ کے قریب پہونچا تو مختار الدولہ نے مع حشم
وخدم کے استقبال کرکے قران باڑی برپا کی۔ اور نواب نے بہی استقبال کیا۔ اور خلعت
پہنکر باپ دادا کے خطاب سے معزز ہوئے۔ اور اس عطیہ کے شکرانے مین محفل آراستہ
کی اوسی دن مختار الدولہ مارے گئے وزیر نے ایک لاکہہ روپئے اور ہر قسم کے تحف و
ہدایا اور اسباب وسامان مع چتر اور تخت روان کے مرزا خلیل اور نیاز علی خان کی معرفت
بادشاہ کو بہیجے۔ اور قطب الدولہ کو خلعت ملبوس اور سرپیچ جواہر اور جیغہ مکلل اور مالائی مروارید
اور ایک ہاتہی اور آٹھ ہزار روپئے دئے۔ اور راجہ دیارام کو بہی خلعت دیا۔ اور زاد تحفے

سلہ دیکہو مرآۃ آفتاب نما۔ ۱۲

رفقا کو علی قدر مراتب دوشالے عطا کئے - اور بادشاہ کے پاس رخصت کیا اور ذوالفقار الدولہ کے لئے ایچی نیابت کا خلعت مع فیل و عماری زر اور سائبان اور زربفت کی جھول و اسپ بھیجا اور مجد الدولہ کے لئے دو ہاتھی اور ایک گھوڑا روانہ کیا - بعض کتابوں میں لکھا ہی کہ مختار الدولہ نے ایک خلعت آصف الدولہ کے لئے شاہ درانی سے بھی حاصل کیا - اور دونوں بادشاہوں کے پاس سے مختار الدولہ کو بھی خلعت ملے - تاریخ مظفری سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ عالم نے آصف الدولہ کو مسند نشینی کے بعد ہزبر جنگ خطاب دیا تھا -

مختار الدولہ کے قتل کے لئے سازش ہونا اور اوس کا کھل جانا

جس زمانے میں کہ مختار الدولہ قتل ہوئے تو یہ بات مشہور ہوئی تھی کہ نواب آصف الدولہ کے خاص اشارے سے مختار الدولہ مقتول ہوئے - تاریخ مظفری اور ملخص التواریخ اور فرح بخش اور سیر المتاخرین سے بھی معلوم ہوتا ہی کہ نواب آصف الدولہ کی اون کے قتل پر مرضی تھی مگر بعض صاحب کہتے ہیں کہ یہ بات محض افترا ہے - مولف عماد السعادت بھی لکھتا ہی کہ جب وقت مرزا محمد امین ابن مرزا محمد یوسف نے پہلے آصف الدولہ سے عرض کیا کہ میں مختار الدولہ کو درمیان سے اوٹھا [illegible] تو نواب ممدوح نے اجازت نہ دی اور نواب سالار جنگ نے بھی جس [illegible] مختار الدولہ [illegible] ایک [illegible] تھا نواب وزیر سے پوچھا کہ مختار الدولہ کے قتل [illegible] کی حکمت ہے - [illegible] آصف الدولہ راضی نہ ہوئے اگر آصف الدولہ کو بھی [illegible] کرنے [illegible] تو کون روک سکتا تھا بعد قتل کرانے [illegible] کیا وجہ [illegible] بعض اہل تحقیق [illegible] واقعہ کی [illegible] یوں بیان کی ہی اور [illegible] اون لوگوں سے [illegible] اقتدار [illegible] تھے کہ مختار الدولہ شیرازی مشہور [illegible] بعد ایران سے آئے تھے [illegible] غرور و نخوت جو نہ اہل ایران کی آنکھ میں [illegible] اور نہایت بد ادائی کے ساتھ ملاقات کرتے تھے - [illegible] کہ [illegible] ہوکے جو حضور کے ساتھ [illegible] عرض کیا کہ [illegible] لوگ جو حضور کے ساتھ

بزمِ شراب گرم کرتے ہیں تو یقین ہے مختار الدولہ ہم کو آبِ شمشیر سے سرد کر دینگے جتنت دار خالی کیا۔ مکرر پھر عرض کیا کہ کروڑ روپیہ کا محاسبہ مختار الدولہ سے لینا چاہئیے اسپر بھی نواب نے التفات نہ کیا جب کسی شمشیر تدبیر نے جوہر نہ دکھایا تو انہوں نے یہ مشورہ قرار دیا کہ جسوقت بندگان عالی بستر خواب سے آنکھ کھولتے ہیں تو مختار الدولہ آتے ہیں۔ ورنواب اونکی صورت دیکھکر آنکھ کھولتے ہیں اور کمپنیاں سلامی کے واسطے دولت خانہ کے اندر آتی ہیں بہتر یہ ہے کہ اوس دم مختار الدولہ کے گولی ماردیجائے۔ نواب وزیر کو اس مشورہ پر اطلاع نہ تھی مرزا حسن رضا خاں سرفراز الدولہ بھی اس مشورے میں شریک تھے اور انسے اور مختار الدولہ سے قرابت تھی۔ اور صورت اس قرابت کی یہ ہے کہ نواب علی مردانخاں شاہجہانی کے پوتے نواب کلب علیخاں کی چند لڑکیاں تھیں اون میں سے ایک لڑکی مرزا حسن رضا خاں سے بیاہی تھی ایک لڑکی میندو بیگم سید صاحب ابن سید مصطفیٰ المخاطب مصطفوی خاں سے منعقد تھی اس میندو بیگم کی ایک بیٹی پیاری بیگم نامی مختار الدولہ کی زوجیت میں تھی۔ اس قرابت قریبہ کی وجہ سے مرزا حسن رضا خاں نے مختار الدولہ کو اُن کے منصوبہ قتل سے اطلاع دی بلکہ مدت تک پیاری بیگم پیاری بیگم کو اقبال الدولہ نے جو دلپسر مختار الدولہ کی گردن پر رکھا کہ بیٹے مختار الدولہ کو قاتلوں کے ہاتھ سے بچایا ورنہ اُسی وقت کام تمام ہوچکا تھا۔ غرض یہ کیفیت سنکر مختار الدولہ اندیشہ مند ہوے اور صبح کے وقت نواب کے پاس نہ گئے دو مرتبہ سرکاری عصابردار بھی ملانے کے لئے آیا مختار الدولہ نے کسل طبیعت کا عذر کر دیا جب تیسری بار عصابردار یہ پیام لایا کہ جو طبیب علاج تمہارے گھر میں کرتا ہے وہ یہاں بھی موجود ہے۔ مناسب ہے کہ جلد آؤ جناب عالی تمہارے انتظار میں ابھی تک خوابگاہ سے برآمد نہیں ہوئے تو مختار الدولہ نے مجبور ہوکر چھ سات سو سوار سرکار گنہار اور باکثر عزیز و اقارب اپنے ساتھ لئے اور پہلے مسٹر جان برسٹو رزیڈنٹ کے پاس گئے کہا وہ بھی فی الجملہ اپنی کیفیت سے مطلع کریں۔ یہ معاملہ بمقام آگرہ پیش آیا تھا نواب آصف الدولہ کو جو خبر ہوئی تو وہ بھی سوار ہوکر فی الفور جان برسٹو کے ڈیرے پر پہونچے۔ نائب اور صاحب کے بیچ میں پہنچنے میں چند منٹ کا تفاوت واقع ہوا ابھی مختار الدولہ نے باتیں شروع کی تھیں کہ نواب وزیر کی آمد آمد کی خبر ہوئی مختار الدولہ اور صاحب رزیڈنٹ نے استقبال کیا۔ نواب نے مختار الدولہ کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ ہمنے کیا تقصیر کی تھی کہ تمنے ہمارا دو تین کروڑ روپیہ خراب کیا۔ اور اسکا حساب نہ سمجھایا۔ مختار الدولہ نے یہ ارشاد سنکر سکوت کیا۔ جان برسٹو صاحب کہوانے کی

اور جواب دیا کہ صاحب میرے ضامن ہین ایک کرور دو کرور روپئے تک جو میرے ذمہ ثابت ہون
مین اوس کے ادا کرنے کو حاضر ہون لیکن جسوقت یہ بات غلط نکلے امیدوار ہون کہ جناب عالی اون غیر
بہیر دازون کے نام سے اطلاع فرمائین کہ مین اعتماد روپیہ اونسی لیکر سرکار عالی مین حاضر کرون یا مرہی
دولت خواہی سے خالی نہین۔ نواب نے اوسوقت ہر ایک کا نام بتلا دیا۔ مختار الدولہ نے عرض کیا
کہ میری دولت خواہی ہی کہ ایام صاحبزادگی مین کارخانہ سرکار کا جو نہایت ابتر تھا خوبی انتظام کیا
دوسرے نواب شجاع الدولہ سے حضور کی جاگیر کی سند مقرر کی جس سے سرکار کے کارخانے کو خوب
رونق ہوئی تیسری مسند نشینی کے وقت سب اعیان ریاست یہ کہتے تھے کہ آصف الدولہ عیاش
اور صاحبزادہ مزاج ہین ریاست کی لیاقت نہین رکھتے دولت خواہ نے اوسوقت کرنل کلیس اور منسر کنوی
کو برخلاف مسٹر بہولر صاحب کے حضور کی مسند نشینی کے لئے امادہ کیا۔ چوتھی محمد الح خان شاہجہان آباد
سے خلعت نہ لا سکا تھا بدون صرف زر بسکے واسطے خلعت حاصل کر دیا اور بادشاہ نے تنہا نسی
بھی خلعت منگا دیا اوسوقت کسی شخص نے خیر طلبی اور دولت خواہی کا دعوے نہ کیا اب جو کام
پورے ہو چکے تو ہر ایک خیر خواہی بگہارنے لگا۔ بہر صورت ان باتون کا انصاف حضور کے ہاتھ مین
ہی۔ اگر ان باتون پر بھی مزاج عالی مین کدورت ہی تو اس ملازمت سو نان جوین ہزار درجہ بہتر ہی زیادہ
ہوس نہین جبتک جناب عالی تک سبب مین معہ دولت خواہ کو تکلیف نوکری معاف ہو صاحب
رزیڈنٹ نے بھی اقرار ضمانت کیا۔ یہ باتین ہو چکین تو نواب وزیر نے مختار الدولہ کو آغوش لطف مین
لیکر فرمایا کہ مین ہمیشہ تم سے رضامند رہا اور اب بھی خوش ہون اور کوئی خلاف خیال نکرو اوسوقت
میرے ساتھ چلکر اپنے مخالفونکو مجھ سے لو۔ چنانچہ مختار الدولہ کو اپنی خواصی مین بٹھا کر اپنے خیمہ مین لائے
ابھی انکی سواری خیمے مین نہ پہونچی تھی کہ بسنت علی خان وغیرہ نے یہ خبر سن لی اور ادا و ہیر ہر بیتابی نے
ہجوم کیا بسنت علی خان تو سلامی دیکر بہاگ کر اپنی فوج مین جا چھپا۔ اسیطرح اور بہی روپوش ہو گئے
فقط راجہ جہاؤ لال کی شامت سر پر سوار تہی حاضر رہا اوسکو نواب نے بلا کر مختار الدولہ کے حوالے
کیا اور فرمایا کہ اس کو قید رکھو۔ مختار الدولہ نے جہاؤ لال کو ایک خیمے مین قید کر دیا۔ فقط اسی قدر
ملاست کی قلمدان اور ہتہیار اس کے پاس نہ جانے پائین۔ اور پہرہ سر پر رہے۔ اسکی سواحد
کہانے۔ اور کپڑون اور ناچ گانے مین کوئی فتور نہ تہا۔ دوسرے روز بسنت علی خان کلام اللہ
ہاتھ مین لیکر مختار الدولہ کے پاس گیا۔ اور قسم کہائی کہ مجھکو اطاعت کے سوا کوئی بات منظور نہین
مختار الدولہ نے کلام مجید اوس کے ہاتھ سے لیکر خلعت دیا۔ اور رفع قصور فرمایا۔ ایک ہفتہ تک

یہ معاملہ اسپیط جبر رہا کوئی صدا نہ اوٹھی

مختار الدولہ اور بسنت علیخاں خواجہ سرا کا مارا جانا۔ اور سعادتعلیخاں کا بدنامی اٹھانا

یمین الدولہ سعادتعلیخان چوبیس ہزار کی جمعیت کے ساتھ شجاع الدولہ کے عہد سے بریلی کے انتظام میں مصروف تھے۔ اور اس عہد حکومت میں مختار الدولہ نے جان برسٹو سے اجازت لیکر اونکو اوس کام سے معزول کر کے بلا لیا تھا۔ یہ نہایت مدبر تھے حکام کمپنی کے ساتھ خط و کتابت جاری تھی۔ لیاقت و دانائی کی وجہ سے شجاع الدولہ کی جملہ اولاد میں ممتاز تھے۔ اور علامہ تفضل حسین خان اونکی اتالیقی میں رہتے تھے۔ سعادتعلیخاں بھی اٹاوے میں نواب وزیر کے ہمراہ تھے۔ اور سلطنت کی تمنا دامنگیر تھی۔ اونہوں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جب تک مختار الدولہ کے عروج پر بانی نہ پھرے گا گوہر مدعا کا ہاتھ آنا دشوار ہے۔ بسنت علیخاں سے موافقت پیدا کی۔ اور بسنت علیخان جھاولال سے اودہ کی نیابت دینے کا وعدہ کیا۔ اور مختار الدولہ اور آصف الدولہ کے قتل کرنے کی فکر کی۔ راجہ جھاؤلال و مفضل علی و طالب علی و حیالی خان و مراد علی و نورالدین اس کام پر مامور ہوئے۔ اور میر باقر اور یوسف خان جو محمد بشیر کے ساتھ والوں میں سے اونہوں نے بھی شراکت کی۔ اور تفضل حسین خان بھی اس سوال و جواب میں شیر و شکر تھے۔ بسنت علی خاں نیابت کی امید میں ہمہ تن اس کام میں مصروف ہوا۔ اور آگے سے زیادہ حاضر باشی مختار الدولہ کے پاس شروع کی بظاہر دوست صادق اور جان نثار بنا[1]۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ بسنت علی خاں خواجہ سرا جو شجاع الدولہ کا نہایت معتمد علیہ تھا اور فی الحقیقت جرأت سے خالی تھا مختار الدولہ سے ہمسری کر کے اطاعت نہیں کرتا تھا۔ اسلئے تکرار باہم گرما جاتی ہوئی اور وسائل اور ایک صفائی ہوئی۔ اسی ضمن میں ایکمرتبہ المسیٰ بخش بزم کہ آمیزش کی صورت ہوئی۔ آصف الدولہ بھی دل میں بسبب خود مختاری مختار الدولہ کے جو مسٹر جان برسٹو سے متفق تھے

[1] دیکھو طلسم صفحہ ۱۲

آزردہ ہوکر اونکے معزول کرنے اور قتل کرنے کی فکر میں ہوئے۔ بسنت علیخاں خواجہ سرا جنرل اب
سازش کیا گیا تاکہ مختار الدولہ کو کسیطرح سے مارکر آصف الدولہ کا مورد عتاب [illegible] مرزا سعادت علیخاں
سے سازش کی کہ جب بندہ مختار الدولہ کو مارکر آئے تو تم مع چند ہمراہیوں کے سوار ہوکر پہونچ جانا
بندہ آصف الدولہ کے پاس پہونچکر اون کا کام بھی تمام کردیگا اور آپ کو مسند ریاست مل جائیگی
[illegible] پاگیا تو بسنت علیخاں نے از سر نو مختار الدولہ سے براہ مکر و فریب ملاپ کیے۔
[illegible] ذکر کیا ہے کہ مختار الدولہ کو نیابت حاصل ہوئے عرصہ نہ گذرا تھا کہ اعیان سلطنت
[illegible] کمر باندھی اور بہت ریج ہر ایک کو برباد کردیا۔ اور جو ہاتھ لگا اوسکو قید کرکے
[illegible] ہلاک کیا۔ اول جو شخص اونکے پنجے سے اپنی جان بچا لیگیا
[illegible] ہر رنگ صحبت بدلا ہوا۔ یکبیک حصول خلعت وزارت کے بہانے سے دہلی کو
[illegible] کی دغابازی کی وجہسے بادشاہ کے ہاں سے بدون حصول خلعت
اکبر آباد [illegible] اعتماد الدولہ کی حمایت میں چلا گیا۔ دوسرا محمد بشیر ہے کہ جب اوس نے دیکھا
کہ مختار الدولہ میری بربادی کے درپے ہیں۔ تو بچہرکرکے علاقہ نجیب آباد سے کنارہ کشی کرکے اکبر آباد
کو چلا گیا۔ تیسرا الف بیگ گوشائیں ہے کہ وہ اٹاوہ سے بہت کے انتظام کا بہانہ کرکے
[illegible] رخصت حاصل کرکے اکبر آباد کو چلا گیا ہے اور جہت کو جلا کر لوٹ کر دوانعام
[illegible] آباد اور بعضآباد اوسکی جاگیر میں دونا مختار الدولہ نے مقرر
کیا۔ [illegible] نواب آصف الدولہ کے مزاج میں مختار الدولہ
کی طرف [illegible] آگئی تھی [illegible] مختار الدولہ کی طرف سے بھی [illegible] آصف
[illegible] کا باعث ہوتیں ظہور میں آتی تھیں۔ اور آثار نافرمانی [illegible] ہوتے تھی
[illegible] تنگ آگئے تھے۔ اسلیئے اونکی گرفتاری و قتل کے درپے تھے
[illegible] الدولہ کا [illegible] رہتا اونکے ارادے اور منشا پر مطلع ہوکر [illegible]
[illegible] آصف الدولہ کی اجازت[1] سے اس کام پر مستعد ہوا۔
[illegible] مقرر کی اور ۲۷ صفر سنہ ۱۲۱۰ ہجری کو چہارشنبہ کے دن کہ روز
چہارشنبہ تھا [illegible] سامان [illegible] تیار کرکے مختار الدولہ کو نیوتہ دیا اور اون سے یہ چاہا کہ

---

[1] جیسا کہ فرح بخش اور تاریخ مظفری سے ثابت ہوتی ۱۲

اول صبح سے آکر دونوں وقت کا کھانا نوش کریں اور آخر شب بعد تماشائے رقص و سرود و
و آتشبازی کے واپس تشریف لاتے ہوں۔ چونکہ موت نزدیک آگئی تھی مختار الدولہ نے منظور کیا ان
دنوں آصف الدولہ اٹاوے میں مقیم تھے۔ بسنت علیخان نے عمدہ عمدہ کھانے پکوائے تھے مختار الدولہ
دربار میں آکر آصف الدولہ سے رخصت ہوئے۔ اور بسنت علیخاں کے ڈیرہ کی طرف روانہ ہوئے
مختار الدولہ کے بعض ہوا خواہوں نے منع کیا کہ وہاں نہ جانا چاہئے۔ لیکن قضا نے آنکھوں پر غفلت
کے پردے ڈال دئے تھے کچھ سماعت نہ کی۔ دشمن جانی دوست صادق نظر آتا تھا بسنت علیخاں
نے اوس وقت بعض اپنے مخلصوں کو کہ اون میں سے میر قدرت اللہ کے دونوں بھائی تھے
میر علی اور لطف علی تھے مطلع کیا کہ قتل مختار الدولہ کا عزم ہے۔ جب مختار الدولہ بسنت علیخاں کے
گھر پہونچے تو اوس نے دروازہ تک استقبال کیا۔ اور نہایت تواضع کے ساتھ سواری سے اوتار
کر مسند پر لا بٹھایا جمعیت جو اور سواری کی ہمراہ تھی مختار الدولہ نے اوسکو رخصت [illegible]
سوائے چند خدمتگاروں کے اور کوئی نہ تھا۔ اور طوائف بھی جو مختار الدولہ کی مرغوب تھی وہاں موجود
تھی اور [illegible] گمن قوال جو نہایت خوش گلو تھے حاضر ہوئے۔ بسنت علی خاں نے اول عمدہ عمدہ
کھانے کھلائے تھے۔ اس زمانے میں گرمی شدت سے بڑھتی تھی۔ اور لو چلتی تھی۔ لشکر میں اکثر امیروں
نے تہ خانے بنوائے تھے۔ بسنت علی خاں نے بھی ایک تہ خانہ بنوا کر فرش و اسباب وغیرہ سے آراستہ
کیا تھا جب دھوپ تیز ہوئی مختار الدولہ کو تہ خانے میں چلنے کی تکلیف دی۔ اونکا جام حیات
لبریز ہو چکا تھا اونہیں بسنت کی خبر تو تھی نہیں اپنے پیروں سے قبر میں اوترے۔ مختار الدولہ نے کپڑے
اوتار کر [illegible] استراحت فرمائی۔ اور اونکی محبوبہ دلنواز کو بھی حاضر کیا۔ دو پہر [illegible]
بعض اقربائے مختار الدولہ [illegible] سیر المتاخرین سے کہتے تھے کہ شراب [illegible] زہر ملا [illegible]
تو بھی زہر سے مر جاتے۔ جب دو پہر ہوئی مختار الدولہ نے بعض خدمتگاروں کو بھی رخصت کر کے
ارادہ خواب استراحت فرمایا یہانتک کہ کوئی پاس نہ رہا شراب کی زیادتی کی وجہ سے مدہوش تھے
فرح بخش میں لکھا ہے کہ جب وہ سو گئے تو شاہجہان لال کے ساتھ بسنت علی خاں نے اونکا
کام تمام کر دیا۔ اور سیر المتاخرین میں ہے کہ میر مراد علی اور اوسکے بھائی نے
مع دو تین اور ہمراہیوں کے منکر و نکیر کی صورت تہ خانے میں آکر نکرشتے کر ڈالا اونکے
مقتول ہونے کی تاریخ تعمیہ کے ساتھ میر سوز مرزا تقی خاں ہوس نے کہی [illegible]
سپہر گرداں شوم * سر قاتل گرفتہ با الف گفت * پے تاریخ سید مظلوم

بعض خدمتگار جو حاضر تھے قتل کے خوف سے جان بچا کر نکل گئے - اور جیسے ہی خبر پہونچائی -
بسنت علیخاں خواجہ سرا دو تین کمپنی کے تیار مسلح آصف الدولہ کے پاس آیا اور اپنی فوج کو مع
توپخانہ تیار کرایا تھا محافظوں نے کمپنیوں کو روک لیا اوسے تنہا جانے دیا اوسنے شمشیر برہنہ
در دست عین نشہ میں آکر تسلیم بجا لا کر عرض کی کہ دشمن حضور[ته] کو حسب الحکم قتل کیا - آصف الدولہ بیحد
مسرور ہوئے[له] - مگر ظاہرداری کے واسطے تاکہ مخلوق میں مطعون نہوں غضب آلود ہو کر کہا کہ اے
نمک حرام تو نے یہ کیا غضب کیا تجھکو کسنے اجازت دی تھی - بسنت علی نے نواب کے مزاج کو برہم دیکھ کر
عرض کیا کہ راجہ جھاؤلال کے فلاں ہمراہی نے اوس بیگناہ کو مار ڈالا ہے - اور تاریخ مظفری میں
لکھا ہے کہ بسنت نے یہ جواب دیا کہ کسی کے حکم پر کیا موقوف تھا جبکہ اوسکو آقا کا دشمن پایا
مار ڈالا - سیر المتاخرین سے معلوم ہوتا ہے کہ بسنت علی کو شمشیر کھینچے دیکھا آصف الدولہ نے اپنی
دغا کے خوف سے کہا کہ شمشیر برہنہ کیوں آتا ہے کیا میرا ارادہ رکھتا ہے اوس نے بغلیں جھانکنا
شروع کیں اور دیکھا کہ راجہ نوازش سنگھ اور حاجی خان اور چند اشخاص نواب کے پاس مسلح کھڑے
ہیں وقت ہاتھ سے جا چکا تھا عرض کیا کیا مجال کہ نمک حرامی کروں آصف الدولہ نے فرمایا کہ
شمشیر پھینکدے - اوس نے دور ڈالدی - جب نہتا ہو گیا تو آصف الدولہ نے لوگوں کو اشارہ کیا
کہ اسکو قتل کر ڈالیں - نوازش سنگھ اندر ہولاس سنگھ اور موتی سنگھ وغیرہ مردم حضوری نے جو بسنت سے
دشمنی رکھتے تھے فوراً تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور سر تن سے اوڑا دیا - اور قتل کرنے کے بعد
گالیاں دیکر پاپوش کاری بھی کی - اور نواب وزیر فوراً اوٹھ کر خیمہ کے بالاخانے پر جسپر کبوتر خانہ
نصب تھا پہنچے - غلام محمد خان عرف بڑے مرزا جو بسنت علی خان کا بھائی بنا ہوا تھا - اور بعض نے
چچا یا خالو بتایا ہے اکثر دربار میں آیا کرتا تھا قضارا اوسوقت بھی آن پہنچا اور بسنت علی خان کو مقتول
دیکھ متحیر ہوا - بالاخانہ پر پہنچکر اپنی حفظ آبرو کے لئے ہاتھ قبضہ شمشیر پر ڈالا اور تلوار کو سونت لیا -
حاجی خان نے بھی تلوار لیکر قصد مقابلہ کیا تب بڑے مرزا نے کہا کہ مجھکو کسی سے خصومت نہیں
اگر کوئی متعرض نہو یہاں سے آبرو کے ساتھ نکل جاؤں - سیر المتاخرین میں بیان کیا - کہ آصف
الدولہ نے ڈر کر کہا کہ تجھسے کسی کو مطلب نہیں باہر چلا جا وہ نکل گیا - جب بڑے مرزا بالاخانہ
سے نیچے اوترا جوتی کے خاص برداروں سے چاہا کہ سدہ و تیر و ہر لیں - لہذا بعد نے فرمایا کہ ہمنے اسکو

له دیکھو سیر المتاخرین ۱۲ ته دیکھو فرحت بخش ۱۲

پناہ دی ہے۔ تاریخ مظفری میں یوں لکھا ہے کہ جب بڑے مرزا نے سنا کہ بسنت علی خان مارا گیا تو وہاں تلوار لیکر آصف الدولہ کے ہاں پہنچا۔ اور بسنت کی لاش کو دیکھکر کہا کہ اسکو کس نے مارا ہے حاضرین میں سے ایک شخص غصے کے ساتھ بولا کہ میں نے مارا ہے بڑے مرزا نے اوسکو وہیں مجروح کیا وزیر نے یہ حال دیکھکر کہا کہ ہمارے سامنے سے چلا جا اوس نے عرض کیا کہ اگر کوئی مجھ سے تعرض کریگا تو مجھے بھی کسی سے پرخاش نہیں وزیر نے کہا کہ جا تجھ سے کسی کو کام نہیں وہ وہاں سے چلا گیا اور شرح مجمل سے معلوم ہوتا ہے کہ بڑے مرزا نے نوازش بیگ کو زخمی کیا اور صحیح و سلامت دربار سے نکلکر اپنے ڈیرے میں آیا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اپنے جان و مال کی سلامتی سے اکبر آباد کو ایلچ خاں کے پاس پہنچے۔ اس عرصے میں بسنت علی خاں کی پلٹنیں جو نواب وزیر کے مقتول ہونے کی منتظر تھیں سرا پردے تک آ پہنچیں۔ جب معلوم ہوا کہ بسنت علی خان مارا گیا اور نواب بالا خانے پر ہیں تو اپنا سا منہ لئے ہوئے پھر گئیں۔ مگر اوسوقت لشکر میں ایک تلاطم برپا تھا۔ قریب تھا کہ بھاگ لوٹ مار شروع کردیں۔ مگر نواب سب کی تسلی کے لئے ہاتھی پر سوار ہوکر خیمے سے باہر نکلے۔ اور علیخاں خواجہ سرا جو مختار الدولہ کا معتمد تھا خواصی میں تھا۔ علامہ تفضل حسین خاں نے یہ تمام سانحہ سعادت علیخاں تک پہنچایا۔ اور کہا کہ لشکری اس خونریزی کا واقع ہونا آپکے اشارے سے مشہور کرتے ہیں۔ سعادت علیخاں اس خبر سے پریشان اور اندیشہ مند ہوئے کہ کیا کریں مفت میں بدنام ہوئے نہ آصف الدولہ سے مقابلے کا مقدور تھا نہ یاراے قیام تھا۔ لاچار ہوکر اوسی امراؤ گر گوسائیں کے خیمے میں پہنچکر مدد چاہی سیر المتاخرین میں لکھا ہے کہ اوس سے سعادت علیخاں نے یہ بھی کہا کہ اگر حمایت کرو اور میرے بھائی کو مسند سے اوٹھا کر مجھکو مسند آرا کرو تو تمہیں بڑے مرتبے پر پہنچاؤں ہرکاروں اور اخبار نویسوں نے یہ خبر نواب آصف الدولہ تک پہنچائی نواب وزیر جلد سوار ہوکر امراؤ گر گوسائیں کے خیمے میں گئے۔ اور سعادت علیخاں کے آنے کا سبب دریافت کیا گوسائیں نے سخن سازی کی راہ سے قسم کھائی اور کہا کہ مجھکو کسی طرح حضور کے ساتھ دغا منظور نہیں آخر کار نواب آصف الدولہ وہاں سے اوٹھکر جان برسٹو صاحب کے خیمے میں چلے گئے۔ اور مختار الدولہ کے قتل کے بارے میں کلمات حسرت آمیز کہنے لگے۔ جان برسٹو صاحب نے بھی بہت افسوس کیا جسوقت نواب آصف الدولہ نے رزیڈنٹ کے خیمے کی طرف رخ لیا گوسائیں نے سعادت علیخاں سے کہا کہ اسوقت آپکی حمایت کرنا انگریزوں سے جنگ مول لینا ہے۔ بہتر یہ ہے کہ آپ یہاں سے تشریف لیجائیں۔ نواب وزیر بھی آپ کی طرف سے بدگمان ہیں۔ اوسوقت علیخاں نے

اوسکی کمر میں ہاتھ ڈالکر کہا کہ اگر تکو حوادث سے گریز ہے تو مجھکو کسیطرف حفاظت کے ساتھ بھیجا دو گوشامیں نے کہا کہ یہ بات بھی ہو نہیں سکتی۔ مگر میں آپکو ایک گھوڑی ایسی دیتا ہوں جو سو کوس راہ طے کر سکتی ہے نواب سعادت علیخاں اوس گھوڑے پر بیٹھ کر مع تفضل حسین خان وغیرہ چند لوگوں کے بدون مزاحمت کے نکل گئے۔ اور نجف خاں کی حدود کیطرف روانہ ہوئے۔ یہاں نوازش علیخاں خواجہ سرا نے مختار الدولہ کی لاش کو تجہیز و تکفین کے بعد آغوش لحد میں سونپا اور وہیں اوسے سے دو کوس نکلکر اوسکا مقبرہ بنوایا۔ اور بسنت علیخاں کی فوج کے آدمیوں نے اوسکی لاش کو بڑے گردے سے اوٹھایا اور خاک میں ملایا۔ اور کہا نے تقسیم کئے۔ مختار الدولہ نے لکھنؤ میں دریا سے گومتی کے پاس جہاں حسن باغ اور سیدوں کا احاطہ تعمیر ہے لاکھوں روپیہ کے مصارف سے مظفر جنگ خاں کے اہتمام میں عالیشان عمارات بنوائی تھیں۔ اور سیدوں کا احاطہ اوس زمانے میں مختار الدولہ کا احاطہ مشہور تھا۔ اون عمارات میں سے اکثر منہدم ہوگئیں اور کچھ ضبط ہوگئیں۔ فرح بخش میں لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے بسنت علیخاں کا علاقہ مرزا حسن رضا خاں اور راجہ جگناتھ داماد راجہ صورت سنگھ کے سپرد کر دیا۔ راے پتر چند خزانچی کہ نواب شجاع الدولہ کے عہد میں بسنت علی خاں کی سپاہ کی موجودات اور بخشی گری کا کام کیا کرتا تھا اوسکو اور جھاؤ لال سے بسنت علیخاں کی حیات میں ہزاروں بھرتی اور دولت کے ساتھ دفن کر دیا تھا۔ اب اوس وقت جھاؤ لال نے مختار الدولہ اور بسنت علی خاں کا تمام مال و اسباب وصول کر کے قید سے رہا کر دیا۔ مگر ابھی منا لال دیوان بسنت علی خان قید میں رہنے۔ لالہ عالم چند کہ دیوان کا بیٹا رہا اوس طوفان بے تمیزی سے رہائی پا کر کمپ میں پہنچ گیا

سعادت علی خاں کا نجف خاں ذوالفقار الدولہ کے پاس چلا جانا

فرح بخش میں لکھا ہے کہ سعادت علیخاں خلف شجاع الدولہ ۲۰ صفر کو مختار الدولہ کے قتل کے دن ڈر کے مارے گھبرا گئے۔ اپنے ڈیرے سے نکلکر امراؤ گر کے ڈیرے میں گئے اور حمایت چاہی۔ امراؤ گوشائیں نے بسبب عدم طاقت حفظ و حراست جان و مال مرزا سے موصوف اپنے میں نہ پائی۔ اور آصف الدولہ کی جواب دہی سے عہدہ برآ ہونا اپنی قوت سے باہر دیکھا

سلئے

جواب صاف دیا کہ مجھ سے کچھ نہو سکیگا مرزا مایوس ہوکر گھوڑی راعیہ سے لیکر اکبرآباد کیطرف
کہار بھی چلے گئے۔ راستہ بھول گئے تو گنواروں نے خفیو کے پاس اونکا مال و اسباب لوٹ لیا
مرزا راہ بھولکر گوہد میں رانا چھتر سنگھ کے پاس پہنچ گئے رانا نے تعظیم و تکریم کی اور ایلچ خان کے
پاس اکبرآباد میں پہونچا دیا۔ جبکہ ایلچ خاں کو سعادت علیخاں کے اکبرآباد کے قریب پہنچنے کی خبر
ہوئی تو گھوڑے ہاتھی پالکی اور دوسرے سامان امارت ایک دو منزل پر بھیجکر [illegible]
استقبال کرکے کپڑوں کے خوان اور گھوڑے ہاتھی اور اشرفیاں اور روپے نذر کیے۔
اور بہت سا سامان مرزا کے پاس مقرر کر دیا۔ اور بڑی خاطر داری کی چند روز مرزا اکبرآباد
میں رہے اور مدار الدولہ کی بیٹی سے جو شجاع الدولہ کی زندگی سے اونکے ساتھ منسوب تھی
نکاح کیا۔ اور اسکے بعد ذوالفقار الدولہ کے پاس چلے گئے۔ سیر المتاخرین میں لکھا ہے
کہ ذوالفقار الدولہ نے مرزا کے قریب پہونچنے کی خبر سنکر استقبال کیا اور کمال عزت کی اور کپڑوں
اور جواہر کے خوان اور گھوڑے ہاتھی دیے اور دلجوئی کرنے لگا۔ اور آمد و رفت میں بہت سا
پاس ادب کرتا اکثر خود جاکر ملاقات کرتا سعادت علیخان کے تکلیف پہنچنے کا روادار نہ تھا
اگر اتفاقاً مرزا سعادت علیخاں اوسکے قیامگاہ پر چلے جاتے تو دروازے تک استقبال
کرکے اپنی مسند پر بٹھاتا اور خود مودب نیچے بیٹھتا۔ فرح بخش میں بیان کیا ہے کہ نجف خاں نے
یہ تجویز کی کہ وزارت کی نیابت سعادت علیخان کریں۔ اور حسن رضا خاں کی داروغگی [illegible]
کے لیے اور حالت مالی کی مدد سے کرم قلی خاں بن مشیر الدولہ کے لیے مقرر ہو کہ ایک دن سعادت علیخاں
اکبرآباد میں اپنی ناکامیابی سے خفا ہوکر دریاے جمنا سے عبور کرکے شاہدرے میں جا اوترے
اور ارادہ کیا کہ فوج جمع کرکے بریلی وغیرہ اقطاع روہیلکھنڈ پر قبضہ کرلیں۔ ذوالفقار الدولہ نے
اونکے مزاج کی ناخوشی پر مطلع ہوکر کرم قلی خاں کو بھیجکر سعادت علیخان کو سمجھا کر لوٹایا
اور راضی و خوش دل کرلیا۔ اور بیانہ وغیرہ تین محال اونکی جاگیر میں مقرر کر دیے اور بعض بعض
کو مقابلہ کرنیکی مار پیٹ سے کورئیے اور ایسا وے کیطرف سے بھاگ گرائی تھیں وہ سعادت علیخان
کے سپرد کردیں اور آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ شجاع الدولہ کے عہد سے اقطاع روہیلکھنڈ
سعادت علیخان کے تحت حکومت ہیں۔ مناسب یہ ہے کہ آپ بدستور وہ ملک مرزا کے سپرد کردیں
اگر آپ تعویق و اغماض کرینگے تو مرزا بہ ارادہ ناصواب کوئی حرکت کرینگے۔ آصف الدولہ نے
یہ تحریر دیکھ کر ایلچ خان کو جو آصف الدولہ کے پاس لکھنؤ میں پہنچکر نیابت کا کام کرنے لگا

طلب کرکے اوس سے مشورہ کیا اور دریافت کیا کہ سعادت علیخان کے باب میں کیا کیا جاے اور اوسکو ہدایت کی کہ جان برسٹو صاحب بریہ امر ظاہر کرکے اُنسے درخواست کرے کہ وہ اس کا تصفیہ کر دیں تاکہ فتنۂ خانگی خاموش رہے۔ ایلچ خاں جان برسٹو صاحب کے ڈیرے پر گیا۔ اور اوس سے صلاح کی تو اوس نے کہا کہ چند پرگنے سعادت علیخان کی جاگیر میں دیدیے جائیں اور نواب بہادر اور مرزا جنگلی کو اونکے پاس بھیجکر منالیا جاے۔

ایلچ خاں کا آصف الدولہ کے پاس آجانا اور مختار الدولہ کی جگہ مقرر ہونا

مختار الدولہ کے مارے جانے کے بعد نواب وزیر نے چاہا کہ مہر نیابت اقتدار الدولہ سید محمد خاں بہادر کلاں مختار الدولہ یا سید معز خاں اونکے منجھلے بھائی کے تفویض کریں۔ مگر اونہوں نے قبول نہ کیا اس عرصے میں انور علی خاں خواجہ سرا جس کا اعتبار الدولہ خطاب تھا امور نیابت کو سرانجام دیتا تھا کچھ دنوں کے بعد مہر نیابت سرفراز الدولہ مرزا حسن رضا خاں کے سپرد ہوئی۔ لیکن یہ حرف ناآشنا تھا معاملہ فہمی کی قوت نہ تھی اسلئے انگریزوں نے اس بھاری عہدے پر اس کا تقرر تسلیم کرنے میں تامل کیا جبکہ کوئی نیابت کے لایق نہ پایا گیا تو ایرج خاں کا ذکر ہوا۔ جو شجاع الدولہ کے مرنے کے بعد مختار الدولہ کی معاونت کی وجہ سے خلعت وزارت لانے کے بہانے سے نکل گیا تھا۔ اور برس روز سے اکبرآباد میں تھا مرزا نجف خاں کی طرف سے یہاں کا صوبہ تھا اوس زمانے میں نجف خاں اس خیال سے کہ ایرج خاں کے پاس پچاس لاکھ روپیہ ہے۔ اوس سے لے لیا جاے ڈیگ سے اکبرآباد کی طرف آرہا تھا۔ سعادت علیخان اوس کے ساتھ تھے ابھی منزل مقصود تک نہ پہنچا تھا کہ آصف الدولہ نے دلجوئی کے مضامین کے پروانے اوس کے پاس بھیجے اگرچہ ایلچ خاں اکبرآباد سے جلد جانا چاہتا تھا۔ کیونکہ نجف خاں کے روپیہ طلب کرنے سے وہ سہم گیا اوس سے طلب کرتا رہتا تھا تنگ آگیا تھا۔ مگر اوسکو آصف الدولہ کی تحریر پر اعتماد نہ تھا۔ مسٹر جان برسٹو سے حفظ آبرو کا وعدہ چاہا۔ جب اوسکی تحریر پہونچی تو

ديكهو سير المتاخرين ۱۲

غنیمت جان کر ۲۹ ربیع الاول سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو مع عیال و اطفال اور سامان اور مرتضیٰ خاں
بڑیچ اور محمد بشیر خاں کے اکبر آباد سے بے اطلاع اور مشورۂ ذوالفقار الدولہ محمد نجف خاں کے
تلکریات کو شاہدرے میں بہ ہمراہی کو وہاں سے کوچ کرکے کڑی کڑی منزلیں طے کرتا ہوا فیروزآباد
اور شکوہ آباد کی راہ سے بنی گنج کے پاس پہنچکر نواب مظفر جنگ کو پیام دیا کہ دریائے گنگا کا پل
بلاتوقف تیار کردیں۔ نواب نے جواب میں لکھا کہ گھاٹوں اور کشتیوں پر انگریزوں کا اختیار ہے
یہاں سے متعلق نہیں اسلیئے ایلچ خاں قنوج کے پاس سرائے میراں پور کے نزدیک مقیم ہوا
اور گنگا کو عبور کرنے کے لئے جنرل اسٹنٹ برٹ رستم جنگ کو لکھا اوس نے جواب دیا کہ اجتماع
اور انبوہ لشکر کی ضرورت نہیں سپاہ کو دور کرکے جریدہ اوترکر چلے آئیں ایلچ خاں کے ساتھ
جمعیت زیادہ تھی اوس نے آصف الدولہ کو لکھا کہ غلام بموجب طلبی حضور کے دس ہزار پیادہ
و سوار کے ساتھ قنوج میں پہونچ گیا ہے۔ جنرل صاحب نہیں اوترنے دیتے اوترنے کا امیدوار
ہے نواب آصف الدولہ نے ایلچ خاں کی استدعا کی بموجب ایک خط جنرل صاحب کو لکھا کہ محمد
ایلچ خاں اور مرتضےٰ خان بڑیچ میری طلبی سے آتے ہیں اونکو عبور کی اجازت دیجائے۔
اور محمد بشیر خاں کو نہ اوترنے دینا چاہیے۔ آخرالامر محمد ایلچ خاں اور مرتضیٰ خاں بڑیچ نے
آصف الدولہ کی تحریر اور جنرل صاحب کے ایما سے زیادہ سپاہ کو برطرف کرکے پانسو جوانوں کے
ساتھ ۱۱ ربیع الثانی کو گنگا کو گھاٹ ناسو بر نگینہ کے پاس عبور کیا اور وہاں سے وہاں پہنچکر
متواتر عرضیاں اجازت اور عقیدت کی مضمون وزیر کے حضور میں بھیجیں نواب نے ازراہ کرم اور نوازش کے
سے مرزا حسن رضا خاں داروغہ دیوانخانہ کو استقبال کے لئے بھیجا۔ مرزا نے موجب ارشاد
استقبال کیا۔ اور ایلچ خاں کی تسلی و تشفی کرکے ۲۰ ربیع الثانی سنہ ۱۱۹۰ ہجری کو سہ شنبہ کے دن
نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی۔ نواب نے بڑی قدردانی کی اور خلعت ہفت پارچہ اور
پالکی جھالردار اور ہاتھی اور گھوڑا ایلچ خاں کو عطا کیا۔ اور خلعت پنج پارچہ اور پالکی ساتھ اوس کے
بیٹے مستقیم علی غلام نبی خاں کو دی۔ اور ۲۲ ماہ مذکور کو خلعت نیابت اور مختاری [illegible]
کا ایلچ خاں کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پیشدستی میں مرزا حسن رضا خاں مامور ہوتے۔ نواب نے
تمام رسالہ داروں اور حاکموں اور سرداروں پر تاکید کردی کہ ایلچ خاں کو نائب مطلق تصور
کرکے کسانعنات مالی و ملکی اوس کے پاس بھیجتے رہیں۔ جو کوئی اوس کے حکم سے خلاف ورزی کریگا
اوس کے حق میں بہتر نہوگا۔ ایلچ خاں نے اپنی کمان چڑھی ہوئی دیکھ کر الہ آباد سے

سید معز خان کو علیحدہ کرکے حبیب رائے کو وہاں مقرر کیا اور بہرائچ و اعظم گڑھ کی حکومت سید محمد خان سے نکال کر بسنتی رام کو دی یہ دونوں مختار الدولہ کے عزیز تھے الہ آباد بسی وغیرہ کے محالات پر ستارام کو مقرر کیا۔ اور سانڈی پالی کا علاقہ غلام نبی خاں کے تفویض کیا اور اودہ کے تعلقہ پر الماس علی خاں کو قایم کیا۔ اور گورے کی خدمت میر سلیمان کو جو نواب قاسم علیخاں عالیجاہ والی بنگالہ کا خانسامان تھا دی۔ جبکہ مختار الدولہ کے بہائیوں کو محمد ایلچ خاں نے علیحدہ کرنا چاہا تو جان برسٹو صاحب نے اونکی طرفداری کرکے کہا کہ خان مقتول کے بہائیوں کو اپنی اپنی جگہہ بدستور سابق بحال رکھو۔ ایلچ خاں نے جواب دیا کہ عزل و نصب عمال میں دخل دینا صلاح دولت نہیں۔ ایرج خاں نے برادران مختار الدولہ کے ساتھ صرف معزولی ہی تک بس نہیں کیا۔ بلکہ اونکے ساتھ بلا قصور نہایت سخت برتاو کیا یہانتک کہ اقتدار الدولہ کو دہوپ میں بٹھایا اور کانوں میں زنبور لگاکر طالب محاسبہ ہوا۔ اور آب و دانہ و بول و براز مسدود کیا۔ اور سپاہ سلطنت میں بہت تخفیف کی۔

شیدی بشیر کا باقی حال

ایلچ خاں نے آصف الدولہ کے پاس بہو بیگم صاحبہ سے بھی بشیر خاں کے عفو تقصیر کی درخواست کی اور در پردہ نواب کے مزاج کو اوسکی طرف سے اور مکدر کردیا اور آصف الدولہ سے اس مضمون کا ایک رقعہ لکہا کر کہ ہمارے پاس حاضر ہونے کا ارادہ موقوف کرکے جہاں دل ہو چلا جاے بشیر خاں کے پاس بہجوادیا مشار الیہ آصف الدولہ کی عنایات اور ایلچ خاں کی خوش طبعی سے مایوس ہوکر کوہ پر لوٹنا اشارہ کیا وہاں ٹہیرنا مناسب نہ جانکر فیروز آباد کو راجہ ہمت گیر کے پاس چلا گیا جس سے پہلے سے دوستی رکہتا تہا اور وہیں قیام اختیار کیا۔ گیان پرکاش میں لکہا ہے کہ آخر کار بشیر خاں نابینا ہو گیا تہا۔

امام بخش غلام بچہ اور اوسکا اقتدار

سیر المتاخرین میں لکہا ہے کہ کسی کا ایک غلام بچہ امام بخش نام نہایت سبز آغاز دنا فرجام تہا۔ آصف الدولہ کے عہد طفلی میں اپنے آقا کے پاس سے بہاگ کر آصف الدولہ کے پاس پہنچا اور معتقد ہوا۔ شجاع الدولہ نے اوس کے شر و فساد پر مطلع ہو کر مدتوں قید رکہا۔ اور عرصہ

دراز کے بعد رفقاے عزیز کی سفارش سے رہا کر کے اخراج کا حکم دیا تہا وہ مخفی پرگنہ ٹانڈہ کے نواح میں رہتا تھا۔ اور اپنی اقامت کی خبر آصف الدولہ کو دیا کرتا تہا شجاع الدولہ کے مرتے ہی طلبی کا پروانہ اوسکے نام صادر فرمایا مختار الدولہ اور بسنت علی خان کے مقتول ہونے کے بعد وہی غلام بچہ تمام فوج ملازم سرکار آصف الدولہ کا جس میں قریب تیس چالیس ہزار کے تلنگے اور چار یا پانچ ہزار ترک سوار تھے جنرل ہوا مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ اوس غلام بچے کی جہت سے مکرر ملاقات ہوئی اور میں نے اوسکی بابت جیسی سنی اوسکا جانتا ہے کہ نہایت پاجی اور صورت و سیرت میں جملہ مخلوق سے بدتر تہا دور و پیہ ماہوار نوکری کی بھی لیاقت اپنے فاوات ذاتی کی وجہ سے نہ رکھتا تھا وہ تو اس لائق تہا کہ لشکر میں بہنگ فروشی کی دوکان کرتا۔ حسن رضا خان نائب باوجود تمام اقتدار کے اس ملعون سے ڈرتا رہتا تھا۔ مگر تہوڑے دنوں کے بعد آصف الدولہ کی طبیعت اوسکی مصاحبت سے سیر ہو گئی نہایت ذلت اور خواری کے ساتھ اپنے ملک سے خارج کیا اور حکم دیا کہ اگر کوئی اوسے جگہ یا سواری کو جانور دے گا تو اوس کا مال و اسباب ضبط کیا جائے گا۔ وہ بد انجام برہنہ پا ملک و شہر سے بدر ہوا۔ تاریخ مظفری میں ذکر کیا ہے کہ وہ عظیم آباد کو ... چونکہ اوس نے اوسکو شان و شوکت کے ساتھ دیکھا تھا اوس نے لوگوں پر یہ بات ظاہر کی کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں اس وجہ سے اوسکی عزت ہونے لگی۔ اور اوس نے زبان آوری کی قوت سے لوگوں کا ایک مجمع اپنے پاس کر کے سرکار دربار آراستہ کر لیا۔ اس عرصے میں مبارز الملک سعادت علیخاں خلف نواب شجاع الدولہ کلکتے سے ہو کر بنارس کیطرف لوٹ رہے تھے اونہوں نے یہ خبر سنکر عظیم آباد ... ہو کر کی راہ میں امام بخش کو اپنے پاس بلایا وہ اونکے پاس حاضر ہوا۔ اور اس بات سے ... نے یہ دعوے کیا تہا کہ شجاع الدولہ کا بیٹا ہوں۔ سعادت علی خان نے اس کا جرم ... معاف کر کے چھوڑ دیا۔ جو لوگ اوس کے پاس جمع تھے اونہوں نے یہ حال دیکھکر سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ اور وہ تباہ حال ہو گیا۔ آخر کار مفقود الخبر ہو گیا۔

آصف الدولہ کی بعض عادات کا تذکرہ

مولف سیر المتاخرین کہتا ہے کہ مجھکو مکرر آصف الدولہ کی حضور میں خلوت میسر ہوئی ظاہر شعور و خرد سے بے نصیب تھے نہایت درجہ صحبت اراذل اور پوچ لوگوں میں مصروف تھے

اور بیجا لہو و لعب کیے کسی طرف راغب نہتے - جس مثل کے ساتھ آصف الدولہ کو عوام متہم کرتے ہیں
... نہایت دور معلوم ہوتا تھا - کبھی کبھی اپنے اردلی والوں کی ترتیب
سے بندوق بازی اور تیر اندازی کرنے لگتے تھے ہر روز صبح سے دوپہر تک ایک باغ سے دوسرے
باغ میں یا ایک جنگل سے دوسرے جنگل میں جاتے اور ہاتھیوں کے تماشے میں بسر کرتے بعد دو تین
... ہاتھیوں کی لڑائی دیکھتے - ایسے ہی مشاغل میں دن رات گذارتے تھے - دوسرا کوئی کام نہ تھا
اور نوکروں کی تنخواہ دینے کے باب میں انکا یہ حال تھا کہ اونکی اردلی والوں کے سوا ملازمان سرکار میں سے
جو کوئی تنخواہ طلب کرتا تو اوس کے دشمن ہو جاتے اور توپ سے اوڑا دینے میں نہایت بے باک تھے
بعض لوگ بلوا کر کے اپنی تنخواہ لے گئے تھے - اون میں سے چند آدمی آصف الدولہ کے ہاتھ
لگ گئے اون کو کچھ دنوں قید رکھے گئے - بعدہ اونکو توپ سے اوڑوا دیا - آبحیات میں
جو نواب کو فرشتہ سیرت بتایا ہے اور لکھا ہے کہ اونکی طبیعت میں عموماً تحمل اور بے پروائی تھی تو یہ
معلوم ہوتا ہے کہ آزاد کو تاریخ کے ان حالات پر اطلاع نہتی یا یہ کہ یہ حال اونکا اپنی خاص
مرضی ڈالنے کے ساتھ ہوگا - اور دوسرے نوکروں اور رعایا کے حق میں سفاک تھے - یا یہ کہ نواب کا
مزاج ... عمر میں سفاکانہ واقع ہوا تھا - اور آخر عمر میں طبیعت پر تحمل اور بے پروائی غالب آگئی - مولف
سیر المتاخرین ... علیخان خواجہ سرا کے معتمد ہونے کے ضمن میں بیان کیا ہے کہ آصف
الدولہ کے اپنی اہل کی توجہ کے استیصال کا سبب یہ تہا کہ وہ روز و شب لہو و لعب چوپڑ بازی مرغ کی
لڑائی - پتنگ بازی وغیرہ میں مصروف رہتے تھے - اسلئے اونکو ہر کام سے نفرت تھی نہیں چاہتے تھے
کہ ایک گھڑی بھی امور حکومت داری میں مصروف ہوں - اور مملکت داری بدون اسکے ناممکن ہے
انتظام ملکی میں غور کیا جاتے بڑے بڑے کاموں کو انجام دیا جاتے ہے - لوگوں کے سوال و جواب سننے
کی دردسری گوارا کی جاوے - حضرت کا وہ مزاج تہا کہ ایسے امور میں ایک گھڑی بھر بھی متوجہ ہونا
نہ پسند کرتا تھا - اور انگریزونکی نسبت یقین تھا کہ یہ میرے بہتر خیر اندیش ہیں - میرے نقصان
کے ہرگز روادار نہونگے - اور انگریز چونکہ ہوشیار تھے اسلئے ایسے شخص کو نعمت غیر مترقبہ سمجھتے تھے
اور اسیطرح اوسکو ... کرتے تھے - انگریزوں نے معاملات ملکی و مالی و انتظام فوج تو
اپنے اختیار میں لے لیا تھا - باقی سرانجام آصف الدولہ کو مع اونکے مصاحبوں کے متعلق

یہ اشارہ ہے طرف اسبات کے کہ وہ لونڈی بازی کرتے تھے - یا یہ کہ خود اغلام کراتے تھے ۱۲

انتقال کر دیا تہا کیا حسن اتفاق ہے کہ دونوں بہنیں اپنی حالت میں فارغ البال ایک دوسرے کو
مغتنم سمجھتے تہے - افسوس شجاع الدولہ کی وہ ریاست تھی کہ اس زمانے میں سلاطین ہند کی
قایم مقام تھی لاکھوں بڑے بڑے آدمی اور شاندار زمیندار اور راجے اس ملک میں بسر کرتے تھی
اور اب بجز رذیل اور پوچ مصاحبان آصف الدولہ کے اون میں سے کسی کا نشان بھی نہیں
چند روز کے بعد امرا اور گوشہ نشین بھی چلا گیا اسیطرح برہان الملک اور صفدر جنگ کے اکثر
اقربا نجف خان کے پاس چلے گئے - جہاں ہر میں تیس ہزار سوار اور پچاس ساٹھ ہزار پیادہ
جرار رہتے تھے - وہ مقام ویران ہوا - چند پیادے یکسیر دو دو تین روپئے کی نوکری میں افتخار
سمجھتے ہیں - اور پڑے ہیں - منشی ذکاء اللہ تاریخ ہند میں لکھتے ہیں کہ آصف الدولہ کا دل تحمل نامی
اوباشی اور ... خوشی سے خراب کر دیا تھا -

مختار الدولہ کے اقربا کا باقی حال

مختار الدولہ کے بہائیوں ... اور اونکے بعض رفیقوں نے کڑوی جھیل کر باقی اونکا مال
و اسباب ضبط ہوا دو نواں بہائی کبھی کبھی بار یاب ہوا کرتے تھے - اکثر خلوت اور گوشے میں
بسر کرتے تھے - جبکہ نواب وزیر کا لشکر آباد وہ سے پھر کر لکھنؤمیں آیا تو اقبال الدولہ بسر مختار الدولہ
نے نواب کی دعوت کا سامان کیا اور اس کام میں بڑی دہوم دہام دکہائی - ہزاروں روپیوں کا کپڑا
فرش پا انداز میں بچھوایا اور سوا لاکھ روپیہ کا چبوترہ تیار کرایا اور نواب وزیر وہاں تشریف لیگئے
ناچ رنگ ہوا - خاصہ تناول کیا - اور کشتیاں نقد و جنس کی پیش ہوئیں - جو نواب آصف الدولہ
نے قبول کیں - وقت رخصت اقبال الدولہ نواب وزیر کو پالکی تک پہونچانے گئے - اور وہاں سے
رخصت ہوئے - ابھی ... مکان میں پہنچے تہے کہ اوسی وقت نواب کے حکم سے تلنگوں کے
پہرے ... بر صورت بلا آپہونچے - اور حکم دیا کہ دیوانخانے سے جانب محلسرا قدم نہ اوٹہائیں
کچھ دنوں وہیں نظر بند رہے - اور پھر نواب نے اونکے گھر کی ضبطی ہوئی جب یہ کارروائی ہو چکی
تو نواب وزیر اقربا سے مختار الدولہ کی تالیف قلوب کی جانب متوجہ ہوئے - اور اونکے
مکانوں پر آنے جانے لگے - پیاری بیگم زوجہ مختار الدولہ کے گھر اکثر جایا کرتے تھے اور
اقبال الدولہ کے حال پر بہت مہربانی کرتے تھے - پرگنہ اوریا کی جاگیر جسکی جمع ایک لاکھ
روپیہ تھی - اور جو اقبال الدولہ کے نام مقرر تھی بحال رکھی - مختار الدولہ کی حیات اور اقتدار

کے زمانے مین اقبال الدولہ کی نسبت نواب سالارجنگ کی بیٹی کے ساتھ قرار پائی تھی اور ثانی بیگم دختر مختارالدولہ کی نسبت جو بطن مختلف سے تھی مرزا جھجو پسر نواب سالارجنگ کے ساتھ مقرر ہوچکی تھی اور سالارجنگ مختارالدولہ کے مقتول ہونے کے بعد اپنی بیٹی کی نسبت سے اقبال الدولہ کے ساتھ منکر تھے آصف الدولہ نے سالارجنگ کو سالغہ واصرار سے راضی کیا اور خود متبنی اس شادی کے ہوے اور دس ہزار روپیہ مختارالدولہ کی بیگم کو اس صرف کے واسطے دیکر بخوبی سرانجام دیا۔ آفرین علیخاں خواجہ سرا اس بزم شادی مین شریک ہوے۔ اور اون کے روبرو رسمیں ادا ہوئیں۔

موءلف سیرالمتاخرین کہتا ہے کہ آصف الدولہ اس عمل کے نہایت شایق تھے جہاں شادی ہوتی ایکطرف آپ ہو جاتے اور دوسری طرف کسی عملے کو مقرر کرتے۔ ایک شخص موءلف سیرالمتاخرین کے قیام کے زمانے میں بھی قایم خان موعبدالجلیل خان کے بیاہ میں شریک ہوکر اہتمام کیا تھا۔

نواب وزیر دولت النسا بیگم صاحبہ زوجہ اقبال الدولہ کو ہمشیرہ صاحبہ کہا کرتے تھے۔ کیونکہ دولت النسا نواب سالارجنگ کی بیٹی تھی۔ اور سالارجنگ نواب وزیر کا ماموں تھا۔ پرگنہ دلمئو اقبال الدولہ کی جاگیر میں تھا۔ یہ پرگنہ معرکہ منافقت کے بعد ضبط کر لیا گیا۔ اور اس جاگیر کے عوض چکلہ بہرایچ وغیرہ بارہ لاکھ روپیہ کا علاقہ صیغہ مستاجری میں اونکے حوالے کیا گیا۔ اونہوں نے اپنے علاقہ مستاجری میں پہنچکر زمینداران مفسد سے میدان جنگ گرم کیا۔ اور مختارالدولہ کے دوسرے بھائی نصیر الدولہ اقبال الدولہ کی جاگیر میں سے کچھہ زر نقد لیکر دکن کو چلے گئے۔ مگر ایلواں تک پہنچکر کچھہ دنون کے بعد لوٹ آئے۔ اور اقبال الدولہ چند سال کے بعد علاقہ داری سے معزول ہوکر خانہ نشین ہوے۔ مگر چند سال تک پرگنہ ادریا کی جاگیر اقبال الدولہ کے نام پر برقرار رہی ایکبار مقدمات سایر میں عمال الماس علیخاں اور عامل اقبال الدولہ میں نزاع واقع ہوئی۔ پیاری بیگم زوجہ مختارالدولہ اور دولت النسا بیگم زوجہ اقبال الدولہ نے نواب وزیر سے مستاجری سایر جاگیر کی بھی چاہی۔ مگر نواب نے یہ کیا کہ ادریا کو بھی الماس علیخاں کی مستاجری میں ملا دیا اور مصارف سپاہ کے وضع ہو جانے کے بعد سات ہزار روپیہ مہینہ نقد جاگیر کا مقرر ہو گیا۔ اسکے بعد چار ہزار روپیہ ماہوار گھٹا کر تین ہزار روپیہ مہینہ جاگیر کی عوض رہگیا۔ غرض جسقدر التفات حکام انگریزی کا مختارالدولہ کے لواحقین کی طرف مبذول ہوتا اوسیقدر سرکاربردازان سلطنت اون سے بدظن ہوتے تھے۔ یہانتک کہ وہ تین ہزار روپیہ بھی مسدود ہوگیا۔ اور آصف الدولہ و مختارالدولہ

اسکے مخالف مشہور تھی حالانکہ یہ بھی جاگیر اور کئی مواجب کی وجہ ناگوار کی بدسلوکی تھی۔
آصف الدولہ لکھنؤ میں رہنے لگے صرف نواب بیگم زوجہ وزیر الممالک صفدر جنگ بنت برہان الملک
والدۂ شجاع الدولہ اور بہو بیگم زوجہ شجاع الدولہ فیض آباد میں شجاع الدولہ کی تعمیرات کی
الفت کی وجہ سے متوطن تھیں۔

انتقال کرنا ایرج خاں کا اور ظاہر ہونا حسن رضا خاں وحیدر بیگ خاں کا

اکبر آباد سے آکر دو تین مہینے کے عرصے میں ایرج خاں کار گذار نے جو کہ دربار آصفی کا مرجع صغار
و کبار تھا تھوڑا سا انتظام کیا تھا۔ ادھر جان برسٹو سے سوال و جواب کرتا تھا کہ آپ معاملات ملکی و مالی میں
دست انداز نہوں جو روپیہ اپنا بابت قرض کے آصف الدولہ کے ذمے عائد کرتے ہو اوسکی قسط
مقرر کر دو مجھ سے نقد لیا کرو اور موافق عہد شجاع الدولہ کے ملک سے دست بردار ی کر لے
اور مطابق عہدنامہ کمپنی کے عمل کیجئے۔ یہ بات اگر آپ کو نا منظور ہو اور سوال و جواب کرنا ہو تو بندہ
آپکے ساتھ کونسل میں گفتگو کرنے کو تیار ہے۔ مسٹر جان برسٹو اوسکے طلب کرنے سے نہایت
شرمندہ تھا متفکر تھا کہ کیا کرے۔ ایرج خاں اکبر آباد سے علیل آیا تھا لکھنؤ میں پہنچکر بہت علیل
ہو گیا۔ مختار الدولہ کے بھائیوں کو جو سید صحیح الدین تھے سخت اذیت پہنچائی۔ مدت دو ماہ اوسے اوس
بیماری کی حالت میں نیابت کا کام اچھا کیا عارضہ سوء القنیہ اور ضعف و برودت جگر میں پہلے سے
مبتلا تھا آخر آخر استسقا ہو گیا ۲۰ رجب ۱۱۹۰ ہجری کو راہی ملک آخرت ہوا۔ شیخ شفیع اللہ سے
پانچ لاکھ روپیہ مال کی فرد ایرج خاں نے اپنی حیات میں ہوائی تھی۔ وہ اوسنے نواب آصف الدولہ
کی نذر گذرانی نواب نے فرد کو ملاحظہ کر کے تمام مال ضبط کر لیا۔ اور چھ چھ پارچہ کے خلعت غلام
نبی خاں اور علی محمد خاں پسران متبنائے ایرج خاں کو مرحمت ہوئے[1]۔ ایرج خاں اور مختار الدولہ
دونوں کی ہلاکت جلیلوں کی منشی ایک ساتھ قریب ہوئی۔ اب آصف الدولہ اور جان برسٹو
کو تقرر نائب کی فکر ہوئی خواجہ حسن رضا خاں شجاع الدولہ کے عہد سے باورچیخانے کی داروغگی

---

[1] دیکھو فرح بخش ۲۰

اور کسی قدر تقرب رکھتا تھا اور اس عہد میں بھی زیادہ تر صاحب تقرب اور خلوت وجلوت میں حاضر باش
تھا نیابت کی تجویز اسکے لئے ہوئی لیکن اس نظر سے کہ محض عامی آدمی تھا اور آرام طلب عشرت دوست
اور کم محنت تھا اوس نے اس بار کے قبول کرنے سے انکار کیا اور لوگ بھی حیران رہتے تھے کہ عہدہ نیابت
سے جو بات متعلق ہیں وہ اس سے کیسے برآئے گی - پس اس بیچارے کو کیوں تکلیف دیجائے -
خدا جانے کس مصلحت سے مسٹر جان برسٹو کی بھی رائے قایم ہوئی کہ آصف الدولہ کی نیابت
خواہ مخواہ اسی پر مقرر ہو اور اس کا نایب دوسرا شخص کاردان اور ہوشیار کر دیا جاوے - اور اس
خدمت کے لئے حیدر بیگ خاں تجویز ہوا - اور وجہ اسکی یہ ہوئی کہ اسمٰعیل بیگ خاں نامی مغل ولایتی
کہ نہایت عیار اور دنیا دار تھا اس زمانے میں کہ شاہ عالم بادشاہ اور فوج انگریزی الہ آباد میں تھی
سرکار کمپنی کیطرف سے ڈاک و اخبار کا داروغہ تھا - یہ اسمٰعیل بیگ خاں حیدر بیگ خاں کابلی سے
موافقت اور لالچ رکھتا تھا - اور وہ بھی اسکے لئے سبز باغ دیا کرتا تھا - ایرج خاں کی بیماری کے
وقت سے اسمٰعیل بیگ خاں جان برسٹو سے حیدر بیگ خاں کے اس تقرر کے لئے کوشش
کرتا تھا -

حیدر بیگ خاں کا حال

یہ حیدر بیگ اور اس کا بھائی مرزا نور بیگ دونوں کابل کی پیدایش تھے اور مذہب حنفی رکھتے تھے -
دونوں بھائی احمد شاہ بن محمد شاہ کے عہد میں کہ صفدر جنگ کی وزارت کا زمانہ تھا ہندوستان میں
آئے صفدر جنگ کی سرکار میں نوکر ہوئے صفدر جنگ کے انتقال کے بعد نور بیگ خاں نے
راجہ بینی بہادر کی سفارش سے شجاع الدولہ سے اعظمگڈھ وسلطانپور وغیرہ چند محال ٹھیکے میں لئے
نہایت سخت گیر تھے یہانتک کہ دوستوں سے بھی غرض آشنا تھے تھوڑے دنوں کے بعد ڈیڑھ لاکھ
روپے مالگذاری کے نور بیگ خاں کے ذمے عائد ہوئے اور دونوں بھائی قید کردئے گئے -
جبکہ روپیہ داخل نہو سکا تو اونپر تشدد ہوا انکو دہوپ میں بٹھلاتے تھے - کہانے میں بہت سا
نمک ڈالکر کہلاتے تھے - اور پانی نہیں دیتے تھے یہانتک کہ نور بیگ خاں صدموں سے
مرگیا[٩١] اور حیدر بیگ خاں نے سفارش سے رہائی پائی - اور بہار علی خاں خواجہ سرائے بہو بیگم سے

---

٩١ دیکھو تاریخ مظفری ١٢

سفارش کرکے اونکی جاگیر کوڑیا[۱] کی تحصیلداری کی خدمت اوس کو دلادی جہان بہی حسب عادت دست تصرف دراز کیا تو محاسبہ کی علت مین گرفتاری مین مبتلا ہوا آخرکار سید محمد خان اقتدار الدولہ نے ضمانت کرکے اوس بلا سے نجات دلائی - اوس کے بعد چکلہ داری کوڑہ جہان آباد پر مقرر ہوا[۱] محمد ایرج خان نے پہر اوس کو محاسبے مین جکڑا - مگر مرتضی خان بریچ نے ضامن ہوکر آبرو بچائی - اس حال کے بعد طالع خوابیدہ بیدار ہوا حسن رضا خان کی بندوبستی کی عزت پائی سرچند حسن رضا خان نے انکار کیا مگر یاوری قسمت اور فیض عنایت مسٹر جان برسٹو آصف الدولہ کی نیابت اوس کے نام مقرر ہوئی - مگر اوسکی بے علمی کیوجہ سے مسٹر جان برسٹو کو ہمیشہ سوال وجواب کاغذی درپیش رہتے تھے - صاحب علم کی تلاش تھی اسمٰعیل بیگ خان خورد سالہ نے جو ڈاک خانہ اور رزیڈنسی کے ہرکارون کا داروغہ تہا مسٹر موصوف سے حیدر بیگ خان کی لیاقت کی تعریف کی اونہون نے حسن رضا خان کی بندوبستی مین مقرر کرا کر امیر الدولہ کا خطاب دلایا - غرض دونون کو خلعت فاخرہ اور جواہر اور ہاتھی اور گھوڑا عنایت ہوا - حیدر بیگ خان دانشمند کارکردہ اور لائق اور شریف تھا سیاق وسیاق مین یدطولے رکہتا تہا اور ذی علم تہا دفتر کی تہذیب وشایستگی اچھی طرح کی شجاع الدولہ کے عہد مین جو دفتر مرتب تہا اوسے ترتیب دیا - گورنر جنرل نے بھی حسن رضا خان کو نائب اوده تسلیم کرلیا -

حسن رضا خان سرفراز الدولہ کا حال اور عہد و نکا انتظام

حسن رضا خان جان نثار خان کا پوتا تہا جو شاہ جہان شہنشاہ ہندوستان کے خواصان معتمد سے تہا اوس کے چار بیٹے تہے (۱) محمد عسکری خان (۲) محمد ابراہیم خان (۳) صمصام الدین خان (۴) مرزا علی رضا - انہین سے محمد عسکری خان کے دو بیٹے اور ایک بیٹی تھی - بیٹی مرزا علی خان سے بیاہی تھی - نواب طغرا بیگم کے بطن سے پیدا ہوئے تھے - اور مرزا عسکری کے بیٹون کو مرزا تھتے اور مغلو صاحب کہتے تھے - محمد ابراہیم خان کے کوئی اولاد نہوئی - اور صمصام الدین خان کے جو بیٹا تہا وہ جوہر لیاقت سے محروم تہا اسلئے مشہور نہوا - مرزا علی رضا کے تین بیٹے اور تین ہی بیٹیان تہین - بیٹون کے یہ نام ہین (۱) موسیٰ خان (۲) غلام رضا خان (۳) حسن رضا خان

---

[۱] دیکھو طلسم ہند ص ۱۱۵ دیکھو فرح بخش ۲

دکی تینون مین سے منارسی بیگم لطف علیخان ابن سید علیخان داروغہ توپخانہ کی ساتھہ منسوب ہوئی تہی اور دوسری لڑکی مرزا جعفر کی زوجیت میں تھی جو جانثار علی صاحب رزیڈنٹ کی وجہ سے سرکار انگریزی کیطرف سے متوسل بنین قرار دیا گیا تہا اور نواب سعادت علیخان کے عہد حکومت مین اوسکا ذکر کیا جائیگا

تیسری لڑکی مرزا جہنگو صاحب پسر آغا زین العابدین ابن نواب کلب علیخان کے ساتھ بیاہی تھی یہ کلب علیخان سید علی خان کے چچا اور مردان علی خان کے پوتے تھے۔ مرزا علی خان کی یہ تینون بیٹیاں اور حسن رضا خان ایک بیٹا ایک بطن سے تھے اور وہ دونون بے مختلف بطنون سے تھے حسن رضا خان کو اونکے چچا ابراہیم خان نے پرورش کیا تہا مگر محض بے علم تہے اسلئے خان مستوفی سے حیدر بیگ خان کو اونکی پیشدستی میں مقرر کر دیا۔ اور عہدہ دیوانی تکیت رائے کایستہ سری باستو کے سپرد ہوا مختصر حیدر بیگ خان امین الدولہ اور حسن خان سرفراز الدولہ اور راجہ تکیت رای تمام معاملات مالی و ملکی سرانجام دینے لگے۔ منتخب العلوم میں لکھا ہے کہ حسن رضا خان سب تک اور نیک کردار تہی بدعملی سے اوس نے کاروبار مالی و ملکی مین ترتیب دی کی تمام ریاست کی کام کا دارومدار امین الدولہ کی ذات پر کر دیا ہے جو کہ درست طور پر کاروبار پر حاوی ہوگیا ہے سیلانی خرچ سے پشیمان کیا کہ حیدر بیگ خان کا مرتبہ میں مصروف ہوا۔ شراب و کباب مین مشاغل اور آمدنیت دربار سے تامل ہوتیا اور خود یا دو فوج ملازمین مین تخفیف کرتا جاتا عہدون کا سلسلہ انتظام جزبیلی سپاہ کا عہدہ محمد رضا خان برادر سرفراز الدولہ سے ماخوذ ہوا۔ یہ شخص ہر جس مین مبتلا تہا اور مجنون صفت آزاد مشرب تھا اور جزبیلی کی نیابت امام بخش کے نام قرار پائی اوسی سال کرنیل گاڈرڈ کلکتہ سے آکر نواب وزیر کی سرکار مین نوکر ہوا۔ فوج کا افسر ہوا اوس نے دو پلٹنین جو ایرج خان سے برطرف کی تہین پہر جمع کین۔

راجہ تکیت رائے کا حال

یہ شخص رستم علی خان کوتوال جو ماہر خانہ نواب شجاع الدولہ کے داماد کے پاس نوکر تہا دس بارہ روپیہ ماہوار دس بارہ میں ماہانہ نصیب ہوا تہا یہان سے علیحدہ ہوکر اکبر علی خان داروغہ دیوان خانہ مختار الدولہ کے پاس نوکر ہوا۔ تہوڑے دنون مین اپنی خوش کلامی کی وجہ سے کہ شعر و سخن سے طبیعت رکہتا تہی انوار علی خان خواجہ سرا سے مختار الدولہ تک رسائی حاصل ہوئی

اور مشہور دولتخانہ ہو گیا آصف الدولہ کے عہد سے سعادت الدولہ تک [illegible] حاصل کیا عہدہ دیوانی اور راجگی کا خطاب پایا یہ شخص خوش وضع اور علم دوست تھا اور فیاضی یکتائی کے ساتھ شہرت حاصل کی سرکار لکھنؤ مین برہمنون کے واسطے روزینہ اور عیدی کا دروازہ اسی کی وجہ سے کہلا ہزارہا ہزار روپیہ تہا اسلطنت تمام قلمرو اودھ مین [illegible] سلطانی تہا [illegible] عمارات عالی اور معبود دھرم شالہ اکثر جگہ تعمیر کرائے اور بہت سے پختہ پل ہوا تے [illegible] حساب [illegible] ہواسے اور ٹھاکردوارے تعمیر ہوئے ہیں - اس صاحب علم کی مدد سے ایک لاکھون روپیہ وظیفہ خوار [illegible] اکثر ناداروں تمام [illegible] شیعہ معافی [illegible] اس نے محتاجون اور غریبون کو سرکار اودھ سے [illegible] جاگیرین [illegible] - اون کی صحبت مین ہمیشہ مثنوی [illegible] اور تصنیفات فتح [illegible] حافظ [illegible] تھا - گمان پرکاش مین لکھا ہے کہ [illegible] ایک مسجد اور امام باڑہ [illegible] مسجد [illegible] کے پاس بنوائی تہی -

حرمت خان ابن حافظ رحمت خان کا بریلی پہنچکر پیلی بھیت کے لے لینے کی کوشش کرنا آخر کار آصف الدولہ اور نواب فیض اللہ خان والی رامپور کی فوجوں سے مغلوب ہو کر بھاگ جانا

حافظ رحمت خان کے بیٹوں مین سے حرمت خان اور اکبر خان اور عظمت خان نے جابسو صاحب نے درماہے کو قبول نہ کیا اور سنہ ١١٩٠ ہجری مین روہیلکھنڈ کو چلے گئے حرمت خان تہوڑے سے پیادہ و سوار جمع کرکے پیلی بہیت کیطرف روانہ ہوا اور اوس مقام کو فتح کرنا چاہا - نواب آصف الدولہ کی جسقدر فوج یہان متعین تھی اوس نے مدافعت کی حرمت خان کی جمعیت کم تہی - اور قلعہ مضبوط تہا سر نہو سکا وہان سے بہاگ کر تانک متہ کے جنگل مین جو دامن کوہ مین واقع ہے چلا گیا - آصف الدولہ نے خبر پاکر حاکم بریلی کو حکم دیا کہ حرمت خان کے تعاقب مین فوج بہیجکر

وہانسے نکالدی اور نواب فیض اللہ خان کو بھی لکھا کہ آپ ا[illegible] حرمت خان کے تعاقب
مین روانہ کرین اور اسکو پہاڑ سے نکالدین نواب فیض اللہ خان نے ملا صید خان بخشی
اور خان ولد فتح خان خانسامان کے [illegible] حرمت خان [illegible] پیچھے نانک متہ [illegible]
ان دونون نوجوانون سے حرمت خان کا مقابلہ ہوا۔ تھوڑی [illegible] حرمت خان کود
کمایون پر چڑہ گیا۔

واقعات متفرق

(۱) فتح چند نایک قلعہ دار تال کو [illegible] آمادہ [illegible] بغاوت [illegible] تو کرنیل کارڈ
لشکر لیکر اوسکی سرپر پہنچا اور اوسکو گرفتار کیا۔

(۲) اسکے بعد گورنر جنرل کے حکم سے کرنیل کاڈ گجرات اور دان کی مہمون [illegible] کمک
کے لئے مامور ہوا اور گوہد وغیرہ قبضہ و تصرف مین لایا۔

(۳) اس عرصے مین امیر الدولہ حیدر بیگ خان نے راجہ صورت سنگھہ کو جو بریلی کی حکومت پر سعادت
علیخان کی بعد سے مقرر ہوا تہا معزول کیا اور اوسکی جگہہ کندن لال مقرر ہوا۔ جیسا کہ طلسم ہند سے
ثابت ہے مگر فرح بخش سے معلوم ہوتا ہے کہ کندن لال پہلے مقرر ہوا تہا اوسکے بعد راجہ صورت سنگھہ
کا تقرر ہوا۔ جسنے کندن لال کے خاندان کو خدمات سے معزول و موقوف کرکے قید کر دیا۔

(۴) ارکان سلطنت نے سید جمیل الدین تورانی کا رسالہ توڑ دیا تو یہ رسالہ مرزا نجف خان ذو الفقار
الدولہ کے پاس چلا گیا یہ شخص سید تہا اور میر شجاع الدین ابن شاہ قلی ابن میر تقی کا بیٹا تہا
یہ میر تقی اورنگ زیب عالمگیر کے زمانے مین بڑے مرتبے کا آدمی تہا۔

(۵) اس دور حکومت مین میان دوآب کا تمام ملک رکن الدولہ الماس علیخان خواجہ سرا کو
ایک کروڑ کئی لاکہہ روپئے کو ٹھیکے مین ملا۔ میرزین العابدین خان معروف بہ کوڑی والا اوسکی
طرف سے میان دوآب مین کئی پرگنو پر حکومت رکہتا تہا۔ اور الماس علیخان کی رفاقت مین
بڑے اعزاز سے رہتا تہا اور اسطرح لاکہون روپیہ کا سرمایہ بہم پہونچا کر لکھنؤ مین ایک امام باڑہ
اور مسجد لب دریا ۱۲۰۳ ہجری مین تعمیر کرائی اور [illegible] ہجری مین منصور گنج مین ایک مسجد تیار
کرائی۔ ماہ شعبان [illegible] ہجری [illegible] حاجیپور [illegible] انتقال کیا۔ بعض تو یہ کہتے ہین کہ

سات محاسے مین گرفتار ہوکر قید ہستی سے رہائی پائی مولوی فائق نے اوسکی وفات کی تاریخ اسطرح نظم کی ۔ ۵ جون وفات میرزین العابدین ؎ خلق را افزود صد رنج و قلق ÷ ماہ شعبان بود یوم الخمیس ÷ کرد عزم رہ عدم جانم بسینہ شق شد ÷ سال تاریخش نوشتم فائق ÷ از سواد جامہ غم بر ورق ÷ گفت ہاتف باوہ حزن خزان دل ÷ گشت زین العابدین واصل بحق ÷ الفاظ حزن اور دل سے جاؤ زا کے عدد لیکر مصرعہ آخر کے اعداد کے ساتھ ملانے تو ١٢١٢ ہجری ہوجاتی ہین زین العابدین کی وفات کے بعد اوسکی زوجہ مصری بیگم کے ہاتھ کئی لاکھ روپیہ کا ترکہ نقد و جنس آیا یہانتک کہ بعض نے ستر لاکھ روپیہ کا ترکہ بتایا ہے ۔ مصری بیگم نے الماس علی خان سے کہا کہ اسقدر نقد و جنس شوہر کے متروکے مین سے میرے پاس حاضر ہے اوسکو خواجہ سرا نے جسیم جانی ہمت سے جواب دیا کہ مردے کا مال مردے کے پیچھے جانا چاہیے اسلیے مناسب یہ ہے کہ لڑکون کو تقسیم کردو مین محتاج اور کوتاہ ہمت ہون کہ اوس کو لون مصری بیگم نے وہ تمام متروکہ اپنے بیٹون کو تقسیم کردیا مسند زین العابدین کثیر الاولاد تھا اوس کے بعض بیٹون نے وہ زر نقد عالم شباب مین اوڑا دیا اور بعض اولاد نہایت رسیدہ و نامور ہوئی اونکو نواب وزیر کی سرکار سے تنخواہ ملتی تھی اونمین سے سید کاظم اور میر ہادی علی خان اور میر باقر علی خان تھے۔

حافظ رحمت خان کے بیٹون کے ساتھ سلطنت کی بدسلوکی

١٢٠٨ ہجری مین جان برسٹو صاحب معزول ہوکر مڈلٹن صاحب اوسکی جگہہ لکھنو کا رزیڈنٹ مقرر ہوا تو پہر لکھنو کے اہلکارون نے حافظ رحمت خان کے خاندان کی تنخواہ دینے مین تساہل کیا محبت خان مجبور ہوکر کلکتے کو گیا اور گورنر جنرل سے استغاثہ کیا طلسم ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ سلطنت اودہ نے گورنر جنرل کو لکھدیا تھا کہ محبت خان سے ملاقات نہ کرنا چاہیے اس لیے گورنر جنرل نے نواب محبت خان سے ملاقات نہ کی مگر گل رحمت مین بیان کیا ہے کہ گورنر جنرل نے محبت خان کی بہت دلجوئی کی اور پانچہزار روپیے دعوت کی اور ایک گہوڑا محبت خان کو عنایت کیا اور وعدہ کیا کہ مین آپکے معاملہ مین آصف الدولہ سے سفارش کرونگا ۔ چنانچہ جب امیر الدولہ حیدر بیگ خان ؎ آصف الدولہ کے مرسلہ کلکتے

؎ حیدر بیگ خان کلکتے کو دو مرتبہ گیا ایک بار وارن ہسٹنگ کے عہد مین ١١٩٨ ہجری مین اور دوسری مرتبہ ١٢٠٠ ہجری مین لارڈ کارنوالس کے زمانے مین مستفاد از تاریخ مظفری ١٢

دیکھے تو گورنر جنرل نے اوسی نواب محبت خان کی سفارش کی اور وہ محبت خان کو اپنے ساتھ لکھنؤ تک لے آئے اور اوس کا ماہوار دو ہزار روپیہ کا بدستور بحال کر دیا اور جب خود گورنر جنرل لکھنؤ سے روانہ ہونے لگے آصف الدولہ سے کہا کہ محبت خان کی تنخواہ آپکے خزانے سے رزیڈنسی کے خزانے میں جایا کرے وہان سے محبت خان کو ملجایا کریگی اوسوقت سے محبت خان کی تنخواہ لکھنؤ کے رزیڈنٹ کی معرفت ملنے لگی اور حافظ صاحب کا خاندان کمپنی کے متوسلوں میں مقرر ہوگیا محبت خان انگریزوں کو اپنا حامی سمجھکر رزیڈنٹ کی دربار میں جایا کرتا اور نواب آصف الدولہ کے دربار میں بھی حاضر ہوتا

نواب سعادت علیخان اور مرزا جنگلی کا بیجاے شجاع الدولہ

نواب آصف الدولہ کی مسندنشینی سے چوتھے سال میں الہ آباد سعادت علی خان بنارس مرزا نجف خان سے پھرکر لکھنؤ میں آئے اور کچھ دنوں سعادت گنج میں قیام کیا اور پھر بنارس میں رہے پر مجبور کئے گئے اور وہین اونکی مصارف کے لئے ، یہہ ریاست سے انگریزوں کی معرفت ماہ بماہ پہونچتا تھا بعد اس کی مرزا جنگلی صاحب شجاع الدولہ کے بیٹے نجف خان کے لشکر میں چلے گئے ابھی زیادہ قیام نہ کیا تھا کہ مرزا نجف خان نے قضا کی مرزا جنگلی نے بھی وہان سے مراجعت کی اور پھر کچھ دنوں کی بعد عظیم آباد کو چلے گئے۔

کرنیل ہانی کے اجارے میں سے علاقہ کا نکال لیا جانا اور مرزا ابوطالب خانکا کچھ ذکر

کرنیل ہانی نے نواب وزیر سے بہت سا علاقہ اجارہ لیکر مرزا ابوطالب خان پسر محمد بیگ خان کو وہان کا کاروبار سپرد کیا۔ مختار الدولہ کے عہد تک مرزا کی کے ساتھ بخوبی گذرتی۔ مختار الدولہ کے بعد حیدر بیگ خان نے مرزا ابوطالب خان کی تنخواہ کہ پانسو روپیہ ماہوار پاتا تھا موقوف کی اسوجہ سے اس کا دل ٹوٹ گیا چنانچہ اوس نے یہ تمام کیفیت سیر طالبی میں لکھی ہے حیدر بیگ خان اور کرنیل ہانی میں کچھ صورت عناد پیدا ہوئی اسلئے کرنیل ہانی کلکتہ کو چلا گیا اور مرزا ابوطالب خان کا بھی کاروبار برہم ہوا۔ ناچار یہ بھی ششہ ء میں کلکتہ اس غرض سے چلا یا کہ خود جاکر گورنر جنرل سے دادخواہ ہوا۔ اگرچہ لارڈ کارنوالس گورنر جنرل اوس سے نہایت تپاک سے پیش آتے۔ لیکن وہ اسکی کچھ مدد نہ کر سکے۔ کیونکہ ٹیپو سلطان کے خلاف

ہو گئے تھا مگر عجیب ہے کہ راس حال میں تھے چار برس تک وہ سخت انتشار کی حالت میں کلکتہ میں پڑا رہا کہ شاید اس کو دنیا سے کچھ نفع ہو جائے۔ جب ۱۷۹۲ء میں لارڈ کارن والس کلکتہ واپس آئے تو اس کو گورنر جنرل کا سفارشی خط ان اوس رزیڈنٹ لکھنؤ کے نام ملا جس میں لکھا تھا کہ مرزا سے موصوف کو کوئی عہدہ عطا کر دیا جائے۔ یہ خطوط لیکر مرزا ابو طالب خان لکھنؤ پہنچا۔ نواب آصف الدولہ اوس سے بمراحم خسروانہ پیش آئے اور اس کو امید دلائی کہ کوئی معقول عہدہ دیا جائیگا۔ لیکن بدقسمتی سے لارڈ کارن والس کے ہندوستان چھوڑتے ہی نواب کا سلوک برعکس ہو گیا اور بجائے اسکے کہ اسکو حسب وعدہ کوئی عہدہ دیا جاتا اس کو حکم دیا کہ لکھنؤ خالی کر دے مجبوراً اسکو پھر کلکتہ آنا پڑا اسوقت سر جان شور گورنر جنرل تھے اونہوں نے بھی اسکی امداد کا وعدہ کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس وعدے نے کبھی فعل کا جامہ نہ پہنا۔ اس مرتبہ پھر اوسکو تین سال متواتر سخت انتشار سے سابقہ پڑا اور آخر مایوسی نے نہ صرف اوس کا دل ہی توڑ دیا بلکہ اوسکی صحت پر بھی بہت برا اثر کیا۔ شاید اسی وجہ سے اوس نے اپنے ایک انگریز دوست کے ہمراہ انگلستان جانے کا قصد کیا۔ مرزا ابو طالب خان فروری ۱۷۹۹ء میں روانہ انگلستان ہوا۔ عام خیال یہ ہے کہ سب سے پہلے جو ہندوستانی آدمی انگلستان گیا ہے وہ راجہ رام موہن رائے ہے۔ یہ سنکر لوگوں کو تعجب ہوگا کہ راجہ موصوف کے جانے سے پہلے مرزا ابو طالب خان ولایت پہنچ چکا تھا۔ انگلستان میں وہ ایرانی شاہزادہ مشہور تھا اوس نے چار سال سفر میں صرف کیے اور اس عرصہ میں تینوں براعظم یعنی ایشیا افریقہ اور یورپ دیکھ لئے جب وہ کلکتہ میں واپس آیا تو اوس نے اپنے روزنامچہ سے سفرنامہ مرتب کیا اور نام اوس کا مسیر طالبی رکھا جس کو مسٹر چارلس سٹوارٹ پروفیسر زبان ایشیائی نے انگریزی میں ترجمہ کر کے ۱۸۱۰ء میں انگلستان میں چھپوایا تھا۔ ہندوستان میں آکر وہ بندیلکھنڈ کے ایک ضلع میں کلکٹر مقرر کر دیا گیا اور اسی عہدہ پر ۱۲۲۰ہجری مطابق ۱۸۰۶ء میں اوس نے انتقال کیا چونکہ وہ پسماندگان کے لئے کوئی کافی ذریعہ اوقات بسری نہیں چھوڑ گیا تھا اس لئے ایسٹ انڈیا کمپنی نے اوسکی بیوہ اور بچوں کی پنشن مقرر کر دی۔

اسماعیل بیگ خان شورہ والہ

اوسی زمانہ میں اسماعیل بیگ خان شورہ والہ کے تھے جو حیدر بیگ خان کا ساتھی رہا تھا صوبہ الہ آباد کی حکومت قرار پائی جبکہ اوس نے وہاں پہنچکر مطالبہ واجبات میں اکثر زمینداروں کی املاک و اموال قرق کر لی۔ مگر صاحب دولت بنگیا۔ مگر دولت سے ہاتھ اوٹھایا۔ اوس کا بیٹا زین العابدین خان چند مدت بریلی میں سرکار

انگریزی کا نوکر رہا۔ آخر بیکاری کی حالت مین لکہنؤ مین مرگیا۔

خواجہ معین الدین انصاری صوبہ دار بریلی

دوسرے برس خواجہ معین الدین انصاری علداری صوبہ بریلی پر مقرر ہوا یہ شخص غلام حسین خان بنگالے والے کے رفقا مین سے تہا آئمہ اطہار سے بیحد محبت رکہتا تہا یہ روایت مشہور ہے کہ عشرہ محرم مین معمول تہا کہ عاشوره کو تمام متاع ونقد وجنس اور عمارات اور زن وفرزند بلکہ اپنی ذات سمیت جناب سید الشہدا علیہ السلام کے نام خیرات کر دیتا تہا اور پہر مومنین سے زر نقد بہم پہنچا کر مول لیتا تہا غرضکہ جسجگہ اس شخص نے علداری کی سے مثل رہا پہلے فیض آباد مین مامور ہوا وہان چوری کا بہت زور شور تہا وہان حکم جاری کر دیا کہ کوئی شخص شب کو اپنے گہر کا دروازہ بند نہ کرے۔ خدانخواستہ اگر کوئی صورت نقصان کی ظہور مین آے تو سرکار اوس کو عوض نقصان دیگی۔ اور جو کوئی چوری کی علت مین گرفتار ہوتا اوس کو قتل کروا دیتا اور ہاتھ کاٹ ڈالنا تو ایک بات تہی۔ اس سبب سے چورون کا نام باقی نہ رہا۔ اور جسجگہ تہوڑے دنون کیلئے جاتا تہا تو امام باڑہ اور مسجد کی پہلے نیو ڈالتا تہا اور اپنی قبر ہواتا تہا اور کہتا تہا کہ آخر ایکدن یہان سے اٹہنا ہے اور جبکہ نواب آصف الدولہ نے آستانہ نجف اشرف کی درستی کے لئے پانچ لاکہ روپئے اور سرفراز الدولہ نے دو لاکہہ روپئے حاجی محمد کی معرفت بہیجے تہے تو خواجہ صاحب نے بہی اپنی مقدرت کے موجب ایک معقول رقم بہیجکر تعمیر مین شرکت کی تہی اور ہمیشہ چیری تسمہ زیب کمر اور لباس شستری در بر رہتا تہا۔ اور جب حکام کو عرضی لکہتا تہا تو اول یہ عبارت لکہدیتا تہا اور اب تک موجود ہے شاک اس فقرے کے بعد قلم جانب مطلب اوٹہتا تہا۔ اور غریبون کو اوس نے لنگرخانے سے کہانا اور جاڑون مین لباس سرمائی دیتا تہا۔ اوسکی انتقال کے بعد اوس کا بیٹا ابراہیم علیخان بریلی مین چندمدت عہدہ دیوانی پر مامور رہا۔ پہر انگریزی تحصیلداری پر نوکر ہوا۔

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کی لکہنؤ مین آمد۔ اقبال الدولہ کی خرابی

جنرل کوٹ کمانڈر انچیف کلکتے سے لکہنؤ مین آیا۔ نواب وزیر نے الہ آباد تک استقبال کیا اور کمال طمطراق کے ساتھ شہر لکہنؤ مین لائے بزم ضیافت آراستہ کی ان دنون سرکار کمپنی کو دکن مین حیدر نایک سے

حسبیہ دار اسماعیت سرنگ پٹن تھا سخت جنگ درپیش تھی - جنرل صاحب نے نواب وزیر سے ازرفقہ
او فوج کے ساتھ مدد دینے کی درخواست کی چنانچہ امراے لکھنؤ اور جیہ جاگیرداروں پر کئی لاکھ
روپیہ کا چندہ قرار پایا - مگر ہر ایک کو اس بات میں اغماض تھا اقبال الدولہ بسر مختار الدولہ نے
پیشقدمی کی اور ساٹھ ہزار روپیہ دیا تو چند سے کہ رستہ جو تھا وکر آ جاری ہوا - حیدر بیگ خان
ادہم جوار الدولہ کو اقبال الدولہ کا یہ معاملہ خوش نہ آیا اسلئے اونکی جاگیر قرق کی اور تین ہزار روپیہ
جو اونکا ماہہ تھا موقوف کیا -

متفرق واقعات

(۱) آصف الدولہ کے جلوس سے ساتویں برس راجہ بلبہدر سنگھ ناظم اور حیدر بیگ خان سے قرقی
تنخواہ کی علت میں مقابلہ پیش آیا بندیلوں نے اونکی مدد کی آخرکار فوج انگریزی کے ہاتھ سے مارا گیا -
(۲) اور اسی سال مہراج متوطن شہر بنارس سے کسی فتنہ انگیزی کے باعث کہ خوف سیاست
دامنگیر تھا بھاگ کر آیا پھر بعد خزانچی کے عزل کے بعد خزانچی مقرر ہوا - اور راجہ کا خطاب ملا -
(۳) جلوس آصفی سے آٹھویں سال لکھنؤ میں محکمہ عدالت قایم ہوا - مفتی غلام حضرت اور قاضی
غلام مصطفے سے فتواے مسائل شرعیہ و احکامات عدالت متعلق تھی - مگر جو انہیں لنگھہ اردلی کا اقتدار
اتنا بڑھ گیا تھا کہ اوسکی مداخلت کی وجہ سے مقدمات عدالت ضعف پذیر رہتے اسلئے عدالت کی
افسری سید محمد نصیر برادر عم زاد مختار الدولہ سے نامزد ہوئی اور مولوی محمد امین فتوے کے
واسطے مقرر تھے انکی تنخواہیں سرکار سے مقرر تھیں لیکن عملہ عدالت کو تنخواہ محاصل کے ساتھ ملتی تھی -
راجہ ٹکیت راے مدار المہام دیوانی چونکہ مفتی غلام حضرت پر مہربانی رکھتا تھا اسواسطے سید محمد نصیر
برداشتہ خاطر ہوکر بنارس کو چلے گئے اور غلام حضرت کا طوطی بولا مولوی دلدار علی اور میر مرتضی وغیرہ
علماے مذہب امامیہ نے حسن رضا خاں کی وجہ سے نام پیدا کیا جمعہ و جماعت کی نماز جس کا رواج
اس ملک میں نہ تھا جاری کی اور کربلا جاکر اجتہاد کا حکم وہاں کے مجتہدین سے حاصل کرکے لوٹ آئے
اور اپنا اجتہاد جاری کیا -
(۴) ایکبار غلام قادر خان ابن نواب ضابطہ خان خلف نجیب الدولہ اپنے باپ سے روٹھ کر
لکھنؤ چلے آئے ... آصف الدولہ ... پالکی بخشی اور نواب ضابطہ خان سے اون کی
... [illegible]

نواب آصف الدولہ اور اون کے اہلکاروں کے مصارف

نواب آصف الدولہ ساٹھ لاکھ روپیہ سالانہ ہولی اور بسنت وغیرہ کے جشن میں اور دوسرے لاابالی مصارف میں خرچ کرتے تھے اور جہاں تک ہو سکتا کسی نئے نوع دریغ نہ ہوتا تھا تو کا پروانہ نہ اسقدر صرف روپیہ کی طلبی میں فرماتے تھے کہ حیدر بیگ خان اور راجہ ٹکیت رائے کا دم صندوقوں میں پڑتا تھا اوسی وقت حاضر کرتے تھے اسکے سوا نواب وزیر کے مزاج میں یہ بات بھی تھی کہ جو تاجر کوئی چیز لاتا تھا بلا تکلف خرید فرماتے تھے خصوصا انگریزی سوداگروں کا مال ایک روپیہ سے لاکھ روپیہ تک مول لینے میں دریغ نہ تھا مارٹین صاحب فرانسیس جو میجر جنرل صاحب کے ماتحتوں میں سے تھا اوسنے لاکھوں روپیہ نواب وزیر کی بدولت تجارت میں پیدا کیا۔ یہ کیفیت نواب وزیر کے مصارف کی تھی حیدر بیگ خان جو سرفراز الدولہ حسن رضا خان کے نائب تھے ملکہ نیب سے بڑھکر اقتدار رکھتے تھے انکے مصارف بہت تھے لاکھ روپیہ سالانہ سے کم نہ تھے۔ گو یہ کہ نری عطر اور پھلیل لاکھوں روپیہ کا انکی محل میں صرف ہوتا تھا اور راجہ ٹکیت رائے کے مصارف اور بھی زیادہ تھے۔ انہوں نے بڑی بڑی عمارتیں اور متعدد باغات اور اکثر کنوے اور بہت سے پل اور معابد بنوائے جو آجتک انکے یادگار ہیں اور الماس علی خان جو ہمیشہ تاجری کرتے رہتے انکی مصارف اور بھی بڑھے ہوئی تھی وکیل اور متصدی ان حضرت کے اپنے گھروں میں بادشاہ وقت تھے ایک ایک نے لاکھوں روپیہ کی عمارت بنوائی۔ غرض ان مصارف نے حیدر بیگ خان کو دریائے فکر میں ڈبو دیا تھا۔ آخر کار بیچارہ پر کسی کا قلم پھرا۔ تذکی رسالدار موقوف ہوئے

نواب وزیر کا انگریزی سپاہ اور ملازموں کے مصارف کی زیر باری سے گھبرانا اور اون کا وارن ہسٹنگز سے ان مصارف کے بار سے سبکدوش کر دینے کے لئے التجا کرنا اور نیا عہدنامہ منعقد ہونا

مولوی ذکاء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ جو کچھ نواب آصف الدولہ کو سرکار کمپنی کا روپیہ ادا کرنا چاہیے تھا وہ اُن سے ادا نہو سکتا تھا روز بروز قرض بڑھتا جاتا تھا آصف الدولہ خود تو رات دن عیش و عشرت میں مشغول رہتے تھے اونکے اہلکار رشوت اور غبن میں مصروف تھے۔ اس سبب سے ساری ملک میں اندھیر تھا۔ زمیندار سرکش تھے۔ رعایا افلاس اور تباہی کی حالت میں ڈوبی ہوئی تھی جب تک نواب کا تعلق انگریزوں سے ہوا تھا تین کروڑ روپیہ کی آمدنی اونکے ملک کی تھی ۱۷۷۵ء میں ملک کی آمدنی اس سے آدھی بھی ہوئی۔ اور آگے سالوں میں اور بھی زیادہ خاک اوڑی بیشتر آیا ہیں جو عہد و پیمان روہیلوں کی لڑائی کے بعد نواب سے ہوئے تھے جس عہدنامے پر شروع ۱۷۷۵ء میں آصف الدولہ نے دستخط کیا تھا اوس میں یہ ٹھیرا تھا کہ سرکار کمپنی کی سپاہ کا ایک برگیڈ اودہ میں رہیگا اور اوس کا سارا خرچ نواب کے ذمے ہوگا۔ کورٹ ڈائرکٹرز نے بھی اس امر کو منظور کر لیا تھا کہ اگر نواب کی مرضی ایسی ہو تو ایک برگیڈ وہاں رہا کرے غرض اس سپاہ کا رہنا جبراً و قہراً نواب کے ذمے نہیں لگایا گیا تھا اونکی مرضی پر موقوف تھا ۱۷۸۰ء میں ایک اور برگیڈ انگریزی سپاہ کا جس میں انگریزی افسر حکمران اور چھ پلٹنیں پیادوں کی اور ایک توپخانہ اور ایک حصہ سواروں کا شامل تھا چند روز کے لیے اور بڑھایا گیا اور فتحگڈہ میں تعینات ہوا۔ کیونکہ نواب کو خوف آس پاس کے حملوں کا تھا اور نواب کی بہت سی سپاہ انگریزی افسروں کی ماتحت ہوئی اس جدید برگیڈ کے خرچ کے واسطے کوئی مقدار معین ہوئی اور مختلف اوقات میں تھوڑی تھوڑی سپاہ ضرورت کے وقت ملائی گئی ۱۷۸۰ء میں اس برگیڈ چند روزہ کا خرچ آٹھ لاکھ روپیہ اور نواب کی سپاہ میں افسروں کا خرچ چار لاکھ روپیہ تخمینے سے زیادہ ہوا۔ یہ تو سپاہ کے خرچ کا حال تھا۔ اب دوسرا خرچ رزیڈنٹ اور اوس کے عملے کا تھا۔ اب اوس پر گورنر جنرل کے ایک اور ایجنٹ کا خرچ زیادہ ہوا۔ اس کے علاوہ ملازمان سرکار کمپنی کے تحفہ تحائف پنشن وغیرہ کا جدا صرف تھا ۱۷۸۰ء میں نواب نے گورنر جنرل سے اس مضمون کے خرچ سے سبکدوشی کی التجا کی اور کہا کہ میں اوس کی بار کے تلے دبکر مرا جاتا ہوں وہ تمت بیت سارے میرے ملک کی آمدنی کہا گیا۔ اب میرے گھر کے آدمیوں کو بھی کھانے کو کچھ نہیں بچا۔ شجاع الدولہ کی اولاد کو جو تہائی تنخواہ ملی ہے ان ضرورتوں کے سبب سے ملک کا خرچ بڑھانا پڑا اس سے اوسکی تحصیل میں اور بھی زیادہ خسارہ آگیا زمیندار اور کاشتکار بھاگ کر چلے گئے سپاہی اور بڑے اشراف اور بہت زادے حیران ہو کر ملک کو چھوڑے چلے جاتے ہیں۔ کچھ تھوڑی ہی سپاہ میرے پاس رہ گئی ہے جو ملک سے خراج وصول کرتی ہے۔ سب کے گھر میں فاقے کا گھر رہتا ہے بڑی مشکل سے گذارہ ہوتا ہے۔ یہ خرچ اس سپاہ کا

جبتک سپہ نہین اوٹھ سکتا۔ سپاہ کام کی نہین اوس کے افسر ایسے سرکش اور متمرد ہین کہ وہ ملک کا اپنی تئین مالک سمجھتے ہین۔ ملک کا محصول نہین وصول ہونے دیتے اور ساری بیہودہ ملکی معاملات کو درہم برہم کر رہا ہے۔ کب تک میرے گلے پر چھری رہے گی۔ گورنر جنرل کیسا ہی سنتے تھے اونہون نے خفا ہوکر کہا کہ نواب نے خود ہی اپنے ملک کی حفاظت کے واسطے انگریزی سپاہ کو بلایا ہے اوس کے سارے خرچ اوٹھانا اونکی ذمے۔ جب ہی اوس کو بلا لینے یا گھٹانے کا اختیار ہم کو ہے۔ ہم جب چاہین ایسا کرین نواب کو اپنے عہد کے موافق تنخواہ دینی چاہیے خواہ اس مین ملک کی آمدنی اونکی سپاہ کو ہو کا نہ ہے یا اوس کو موقوف کردین یہ اون کا اپنا قصور ہے کیونکہ عیاشی اور بیکاری مین پڑے رہتے ہین جس سے ملک کا یہ حال ہو گیا ہے۔ عہدنامے مین تو سپاہ رکھنے کی تعیین نہین کی تھی اس لئے ضرور تھا کہ اوس کا فیصلہ فریقین آپس مین ملکر کر لیتے لیکن فریقین مین اختلاف تھا۔ اسلئے زبردست فریق کے ہاتھ مین اختیار تھا جو چاہے فیصلہ کرے۔ مگر ہمارے نزدیک بہ نسبت شور صاحب کی ہٹ دھرمی تھی عہدنامے مین اور کورٹ ڈائرکٹرز کے احکام مین صاف لکھا ہوا تھا کہ نواب کو سپاہ اپنی مرضی کے موافق رکھنے کا اختیار ہے جس کے یہ معنے صاف ہین کہ جب چاہین رکھین جب چاہین نہ رکھین۔ مگر اوسوقت گورنر جنرل کو دو مشکلات درپیش تھین کہ اگر انگریزی سپاہ اودھ سے بلا لیتے تو ملک مین اندھیر مچ جاتا۔ میدان خالی دیکھ کر آس پاس کے دشمن اودھ پر ٹوٹ پڑتے خصوصاً مرہٹے اس تاک مین بیٹھے ہوئے تھے وہ ضرور ملک پر چڑھائی کرتے اور پامال کر ڈالتے دوسرے سرکار کمپنی کا قرضہ نواب سے کیسے وصول ہوتا وہ سارا مارا جاتا تمام پہلوؤن سے ذرا اطمینان نہ تھا۔ عہد کی حفاظت مین اودھ سے لڑنے نہین سرکار کا اور روپیہ خرچ ہوتا اب بھی سرکار کمپنی کے واسطے مین بھی کچھ معلوم نہین کیا ہوتا۔ حفاظت خود اختیاری کا قانون انصاف کے قانون پر غالب آجاتا تھا۔ نواب اودھ حقیقت مین سرکار کمپنی کے تابع ہو چکا تھا بغیر اوسکی حفاظت و حمایت کے وہ ایک روز نوابی نہین کر سکتا تھا۔ شور صاحب نے جیسے کوئی اپنے تابعین کو حکم دیتا ہے نواب کو لکھا کہ اونکو سپاہ رکھنی ہی ہوگی۔ جیسے کہ جو استحقاق آقا کو ملازم پر حاصل ہوتا ہے سرکار کو نواب پر اور اوس کے ملک پر یہ حق حاصل تھا گورنر جنرل سے جب اس بات کی دلیل ولایت مین پوچھی گئی کہ اوس نے ایسا کیون کیا تو اوس نے کہا کہ عہدنامہ کی عبارت پہلو دار تھی اوس کے معنی مشتبہ تھی اسلئے زبردست کو اختیار تھا کہ جو معنی چاہا وہ عبارت مشتبہ کے مقرر کرتا۔ مگر یہ جواب ہٹ دھرمی پر فریب اور دھوکے کا روغن چڑھانا تھا۔ عہدنامے مین کوئی عبارت مشتبہ نہ تھی۔ سوا اس کے گورنر جنرل نے یہ کہا کہ نواب نے جو یہ درخواست دی تھی وہ اپنی مرضی کی وجہ سے نہین دی۔ بلکہ اونکے صلاح کارون اور مشیرون کو یہ معلوم ہوا تھا

کہ سرکار کمپنی کے ممبران کونسل مین بہت بات اتفاق رکھتا ہے اور پہلے وہ خود عادت رکھتا تھا کہ جلدی
نواب کی کسی درخواست پر منظوری نہ کی اس لئے پہلے اوس کا جواب ایسا سخت دیا تھا اگر اون سے
بھی کچھ بات نواب کہ مان لیتا - اب سرکار کمپنی کا قرض نواب پر سنہ ۱۷۹۷ء مین ایک کروڑ پچاس
لاکھ روپیہ ہو گیا - پھر ہم کونسل نے تقاضے پر تقاضا شروع کیا اور اوسنے زیر بند کیے شروع لئے
کرنا جس سے جان بچی پر سر سے پرس کیلئے کو بھیجا - اسپر لارڈ جنرل نے یہ ارادہ کیا کہ لکھنؤ
کو خود جاتے اور آصف الدولہ سے روبرو گفتگو کیجے - مگر نواب نے کچھ ایسی جلدی باتین بنائیں کہ اوسکو
اپنے ارادے سے باز رکھا اور خود بھی تھوڑے مصاحبون کے ساتھ گورنر جنرل کے پاس چنار گڑھ
کے قلعہ میں آکر ظاہر اعلیٰ ہوا اوسکا یہ ملاقات کا انجام یہ ہوا کیونکہ نواب تو یہ چاہتے تھے
لیکن کمپنی کے رزیڈنٹ اور انگلی سپاہ سے انگریزی فوج کا اور بہت سے اخراجات کا بوجھ کم
ہو اور خود جلدی ادا کرے اور ہیسٹنگز صاحب کو روپیہ لینا منظور تھا - مگر اتفاق سے ان سب پر اتفاق کیا
گیا اور گورنر جنرل نے مان لیا کہ سوا اوس بریگیڈ کے جسکا خرچ شجاع الدولہ کے زمانے مین بھی لیا گیا
اور جسکی تنخواہ دو لاکھ ہزار روپیہ ماہوار تھی اور سوا ایک پلٹن کی جو رزیڈنٹ کی حفاظت کرے اور
جسکی تنخواہ پچیس ہزار روپیہ ماہوار قرار پائی ہے باقی تمام سپاہ کے خرچ نواب کے ذمے سے اوٹھا لئے گئے
آصف الدولہ نے گورنر جنرل سے کہا کہ کمپنی کا روپیہ جو مجھکو دینا چاہئے اوس کے ادا کرنے کی بہتر
استطاعت نہیں میری والدہ اور دادی نے جو خزانہ لے لیا ہے اوس کو چھین لینے کی مجھکو پروانگی ہو
جیسا کہ دوسری شرط یہ قرار پائی کہ نواب کو یہ اختیار ہے کہ وہ اپنی ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط
کر لیوے - مگر جس جاگیردار کی سرکار کمپنی دستگیری کرے اوسکی نسبت بعد سوا اوس کے محاصل جاگیر سے
نواب رزیڈنٹ کی معرفت دیتے رہیں اس عہدنامے مین چوتھی شرط یہ تھی کہ کوئی رزیڈنٹ فرخ آباد مین
مقرر نہ ہوے -

قولنامہ جو وزیر نے گورنر جنرل سے کیا

چونکہ میری درخواستین بلا کمی و تامل کے منظور ہوئی ہیں اب مین[1] یہ درخواست گذارش کرتا ہون کہ پہلے
زبانی عرض کیا تھا اور امید ہے کہ آپ میرے تمام معروضات پر لحاظ فرمائین گے - اور یقین ہے [illegible]

[1] دیکھو تاریخ ہندوستان صفحہ [illegible] -

آنکی منظوری بلا تامل فرمائی جائیگی - کیونکہ اونمین صرف آپکی مہربانی دیکھا ہے - اور کمپنی کو کچھ تعلق اوس سے نہین ہے صرف اسقدر کہ جو روپیہ بھیجدیتا ہے وہ کمپنی کو دیا جاتا ہے - مین اسواسطے عرض کرتا ہون کہ جو تعداد نفری سہ بندی اور وہ سری فوج کی کثرت سے ہوتی ہے وہ کم ہوجاتی ہے - اور ایک مقرر ہو جاتی ہے اور اونکی تنخواہ آمدنی پرگنہ لائی جاتی ہے بلکہ خزانہ سے تعداد کیجائے - اور اوسکی تعداد نفری اوسی قدر ہو جسقدر روپیہ خزانہ سے مل سکتا ہو - مگر چونکہ یہ امر بہت مشکل ہوگا جب تک کہ سیر خانگی اور علاقہ کے اخراجات جدا نہون - مین یہ بھی عرض کرتا ہون کہ تھوڑا کچھ روپیہ مقرر ہوکر اخراجات خانگی کے واسطے ملا کرے اور باقی آمدنی خزانہ عامرہ مین رکھی جایا کرے اور صاحب رزیڈنٹ بہادر اوس کا ملاحظہ کرلیا کرین اور اوس مین سے اخراجات سپاہ دو قائم ہوا کرین اس صلاح سے مراد یہ نہین ہے کہ سالانہ ادائے سرکار کمپنی مین خلل واقع ہو - بلکہ وہ یعنی ادائے قرضہ سابق و مطالبہ حال کمپنی ہرسال بتعداد مختلف دیا جاتے گا -

عہدنامے کی دوسری شرط کے مضمون پر بحث

اس عہدنامے کو دیکھکر کہ نواب اپنے ملک مین جسکی چاہین جاگیر ضبط کرلین تم کو تعجب ہوگا کہ اس مین ظاہرا کوئی نفع انگریزون کا نظر نہین آتا - مگر اس مین بڑا فائدہ نقاب مین منہ چھپائے ہوئے تھا - اب آشکارا ہوتا ہے - آصف الدولہ کی دادی اور مان دو بڑی بوڑھی بیگمین تہین شجاع الدولہ کے وقت مین اونکا بڑا دورہ دورہ رہتا تھا - اور اونکے مرنے کے بعد بھی بہت بڑی جاگیر پر قابض تہین - اس جاگیر کا اہتمام اور بندوبست اونھون نے اپنے ہی ہاتھ مین رکھا تھا اور آپ ہی اوس کا کل روپیہ وصول کرتی تہین - اس کے سوا شجاع الدولہ نے خزانہ کثیر جمع کیا تھا جس کا تخمینہ تین کروڑ روپیہ تھا وہ بھی انھین کے قبضہ مین تھا یہ دونون ساس بہو بن فیض آباد مین بڑے عمدہ محلون مین رہا کرتی تہین - اور آصف الدولہ لکھنؤ مین رہتے تھے - گومتی کے کنارے پر اونھون نے عمارتین تعمیر کرائی تہین چونکہ اسوقت سرکار کمپنی کو بہت سے اخراجات درپیش تھے اسلئے ہسٹنگز صاحب کو یہ سوجھی کہ ان بیگمون کی دولت کو کسی طرح لینا چاہیے - انگریزون کو دولت اسنے اخراجات ضروری کے لیے چاہئے ہی - نواب کو اپنے گلچھرے اوڑا لینے سے غرض درکار تھی غرض

ان دونون پچھلے مالشون کے آپسمین قول وقسم ٹھہر گئے کہ ہسٹنگز صاحب تو نواب کو فوج اور افسران ملکی کے بار خرچ سے سبکدوش کردے اور نواب ان دونون عورتون سے دولت لیکر اپنا قرضہ سرکار کمپنی کا چکا دے۔ نواب کو بحیثیت نوابی ان بیگموں کی جاگیر پر اختیار تھا اور اونکی دولت کے وہ وارث موافق شرع کے تھے بیٹے کے ہوتے مان کا حق آٹھوین حصے کا ہوتا ہی اور بان کے ہوتے دادی کا کچھ حق نہین ہوتا نواب آصف الدولہ کی غفلت یا بے پروائی سے یا فیاضی تھی کہ اونکی مان اور دادی پر خزانہ دبا بیٹھی تہین۔ آصف الدولہ نے مان کو بہت تنگ کر کے بہت سا روپیہ تو لیکر اوڑا دیا تھا سنہ ۱۷۷۵ع مین کہ شجاع الدولہ کو مرے ہوئے بہت دن نہین گذرے تھے اونکی بیوی نے گورمنٹ انگریزی کو یہ شکایت لکھی تھی کہ مین اپنے بیٹے کے ہاتھ سے تنگ ہون ایک دفعہ ۲۶ لاکھ روپیہ اور مانگتا ہے کہ سرکار کو عہد و پیمان کے موافق دینا ناگزیر ہی۔ اگر وہ نہ ادا کیا جائے گا تو مین تباہ ہو جاونگا آسپر انگریزون نے بیچ مین پڑکر ایک عہد موثق بیگم کے ساتھ کیا کہ اب آئندہ آصف الدولہ اون کو روپیہ کے لئے نہین دق کرینگے۔ اور وہ اپنی جاگیر و مال پر قابض رہینگی۔ اور اونکو اختیار ہی کہ جہان چاہین وہان رہین۔ فی الفعل یہ تیس لاکھ روپئے دیدین۔ مگر اب زمانہ بدلگیا خود ضامن و محافظ کو روپیہ کی ضرورت تھی جسنے ضمانت دی تھی اوس کو کچھ شرم و لحاظ اس کا تھا کہ وہ آصف الدولہ سے وہ بد ترین لڑائے جنکو کرتے ہوئے وہ جھجکتے تھے۔ اب ضرور تھا کہ ان بیگمون کی جاگیر و مال و دولت ضبط کرنے کے واسطے کوئی وجہ بھی نکالی جائے۔ اور وجہ بھی ایسی ہو کہ جو رسم و رواج اور دین و ایمان اور آئین و انصاف کے موافق اور آدمیت و انسانیت کے مطابق ہو۔ اور ادب فرزندی کے بھی خلاف نہو مان کا ادب اور پاس عزت تو وحشیون مین بھی ہوتا ہے اسلئے سوچتے سوچتے یہ سوجھی کہ چیت سنگھ زمیندار بنارس کی بغاوت کا الزام لگائے کہ اونہون نے چیت سنگھ کی اعانت کی اور اوسکو فوج بھی اور روپیہ بھی بھیجا جسکی مفصل کیفیت یہ ہی

چیت سنگھ زمیندار بنارس کے حالات

اس سے پہلے بیان ہو چکا ہے کہ راجہ بنارس جو پیشتر نواب وزیر کے ماتحت تھا اب انگریزون کے تابعین مین قرار پایا تھا اس راجہ کا نام چیت سنگھ تھا اس کا خاندان قدیمی

نہ تہا جسوقت سلطنت مغلیہ کو نادرشاہ کی حملہ کا صدمہ پہنچا تو اوس افراتفری مین گنگاپور کے
زمیندار بہمن منسارام نے کچھہ ملک دبا کر محمد شاہ سے راجہ کا خطاب حاصل کیا۔ یہ راجہ
کا خطاب پہلے بادشاہ کے ہان سے اوسی شخص کو ملتا تہا جو صاحب ملک و حشمت ہوتا تہا
آجکل کا راجگی کا خطاب نہ تہا کہ ہر کسی کو دیا جاتا۔ بعد ازان بلونت سنگہہ اوس کا جانشین ہوا
اور اوسکو بھی خطاب راجگی کا ملگیا۔ عالمگیر کے عہد سے بنارس کا علاقہ صوبہ اودہ سے
شامل ہو گیا تھا اسلئے یہ راجہ شجاع الدولہ کو خراج دیتا تھا اوس نے جو خدمات سرکار کمپنی
کی شجاع الدولہ اور انگریزوں کی لڑائی مین بکسر مین کین امداد دی عوض مین جو سلوک انگریزون
نے اوسکی ساتھہ کیا وہ بیان ہو چکا ہے وہ انگریزون کی لطف و عنایت سے اپنی ملک مین
چین و عافیت کے ساتھہ راج کرتا تہا۔ جب وہ سنہ ۱۷۷۰ مین مر گیا تو اوس کا بیٹا جو بیاہتا
رانی سے نہ تہا اوس کا اسطرح سے جانشین ہوا کہ نواب شجاع الدولہ کو بہت سا نذرانہ دیا
اور کچھہ خراج کے زیادہ دینے کا وعدہ کیا۔ کچھہ انگریزون کا سہارا ڈہونڈا اونہون نے
شجاع الدولہ سے سند بنارس کے راجہ ہونے کی اونہین شرائط کے ساتھہ جو اوس کے
ساتھہ تہین دلادی۔ سنہ ۱۷۷۳ء مین جب ہسٹنگز کی ملاقات شجاع الدولہ سے ہوئی تو اوس
نے یہ کہا کہ مجھسے دس لاکھہ روپئے لیکر اس راجہ کو معزول کردو۔ مسٹر گورنر جنرل نے
کہا کہ ہم اون عہد و پیمان کو جو بلونت سنگہہ کے ساتھہ ہوئے ہین چیت سنگہہ کے ساتھہ نہین
توڑ سکتے۔ اور گورنر جنرل نے بھی چیت سنگہہ کو لکھی کہ تمہاری عزت و دولت و حکومت
و ثروت کی جب ہی تک خیر ہے کہ تم سرکار کمپنی کے سایہ عاطفت مین پناہ گزین ہو اور ہم
بھی تمہاری حرمت ملحوظ رکھہ تمہارا ملک ہماری سرحد پر واقع ہے اور تمہارا دوست ہونا ہماری
پشت و پناہ ہے۔ مجھکو یقین ہے کہ تم ہمارے ساتھہ ہمیشہ وفادار رہو گے اور جب ہمکو کسی
کام پڑیگا تو اوس کو مدد دیکر کرو گے اور ہم تمسے وعدہ کیا جاتا ہی کہ خراج زیادہ نہین لیا جائیگا
جب سرکار کمپنی کے آصف الدولہ کے ساتھہ عہد و پیمان جدید ہوئے اور نیا انتظام
کیا گیا تو جس ملک پر چیت سنگہہ حکومت کرتا تھا وہ سنہ ۱۷۷۵ء مین سرکار کمپنی کے حوالے کردیا گیا
سرکار کمپنی نے بھی چیت سنگہہ کو بدستور اپنی جاہ پر بحال رکہا اور بائیس لاکھہ چہیاسٹھہ ہزار
ایکسو اسی روپیہ سالیانہ خراج ٹھیرا لیا۔ اور اقرار کر لیا گیا ہے اور زیادہ خراج نہین
[illegible] انگریزون سے کبھی جنگ [illegible]

مصارف کے لیے روپیہ بہم پہنچانا گورنر جنرل کا کام تہا اسوجہ سے ایسا مگن کے سر پر اسوقت اسقدر بوجہ پڑا کہ شاید ہی کبہی کسی ایک شخص پر کوئی کیسا ہی عالی حوصلہ کیون نہو اس سے زیادہ پڑا ہو۔ حیدر والی میسور۔ فرانسیس۔ ولندیز۔ مرہٹے۔ یہ سب کے سب ایکہی دفعہ انگریزونکی مخالفت پر اوتہہ کہڑے ہوئے تہے۔ اور سب جگہ مخاصمہ کا رزار گرم تہا مگر لڑائی بدون زر کب ہو سکتی ہے اسلئے ہیسٹنگز کو روپیہ فراہم کرنے کی فکر تہی اسلئے اوسنے راجہ چیت سنگہہ والی بنارس سے یہ کہا کہ سرکار انگریزی جو تمہاری حاکم اور محسن ہے اوسکی اس ضرورت کے وقت روپئے اور فوج سے مدد کرو راجہ نے اس سے پہلو تہی کی اسلئے گورنر جنرل آپ بنارس چلا آیا اس سے اوس کا خاص منشا یہ تہا کہ چیت سنگہہ کو دباکر اپنا کام نکالے۔ پہر گورنر جنرل نے اوسکی احسان فراموشی سے جہلاکر اوسکو نظر بند کر دیا راجہ کا نظر بند ہونا تہا کہ اوسکی رعیت طیش مین آکر اوٹہہ کہڑی ہوئی۔ اور جن سپاہیون نے راجہ پر ہاتہہ ڈالا تہا اونکو قتل کر ڈالا پہر جس جا گورنر جنرل اوترا ہوا تہا اوس کو آگہیر لیا۔ راجہ شہر سے بہاگ گیا اور گورنر جنرل کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے مگر اوسنے ہوش و استقلال کو اوس نے اب بہی ہاتہہ سے نہ دیا آخر کار وہ یہانسے چنار گڑہہ کو چلا گیا۔ اور ہر طرف سے فوجین منگاکر راجہ بنارس کی بیس ہزار فوج کو شکست دی بکرم گڑہہ کو جہان وہ چہپا ہوا تہا فتح کرلیا۔ مگر جو خزانہ قلعہ مین موجود تہا اوسکو فوج نے ہاتہون ہاتہہ سلگوالیا اور گورنر جنرل منہہ تکتا اور ہاتہہ ملتا رہگیا کہ نہ تو خزانہ اوسکے ہاتہہ لگا جسکی بڑی ضرورت تہی اور نہ راجہ قابو مین آیا کیونکہ وہ بہاگ کر گوالیار پہنچا اور وہان ۲۹ برس رہکر رہگرائے ملک عدم ہوا۔ اوس کے بعد اوس کے بہانجے کو گدی پر بٹہایا۔

آصف الدولہ کی مان اور دادی سے نہایت قساوت سے روپیہ لیا جانا

اودہ کی رعایانے جو چیت سنگہہ کے ہنگامے مین فساد برپا کیا تہا گورنر جنرل نے اوسکو آصف الدولہ کی مان اور دادی پر ڈالنا چاہا۔ اس فساد کو بیگمون کے ذمہ لگا دینا آسان تہا مگر اس الزام کے لیے کوئی شہادت موجود نہتی۔ مگر زبان خلق اس امر کی شہادت بڑی تہی۔ کرنیل مڈلٹن بیگمون پر جرم بغاوت ثابت کرنے مین بڑے سرگرم تہے۔ کرنیل صاحب بہی غضب کے پکے تہے

اوہنون نے ایک زمانے مین نواب آصف الدولہ کے تہذان مین تیرہ دے . کہا تہا نواب نے
گورنر جنرل کو کہا کہ خدا کے واسطے اسکو یہان سے بلوا لو اور میری جان کے پیچہے سے چہڑا لو بہاری
ہنین مین نوابی سہ اپنی درگذرا اب بیگمون کے پیچہے پیچہے جہاڑ کے پڑ گئے غرض اس ایلٹ بہیریز
کا لکہنو جب آئے تہے تو قرضدار ہی تہا اب اونکو پاس تیس لاکہ روپے تہے اس ملک مین
انگریزون کے بیوپاری تہے - ہیسٹنگز صاحب نے نہایت عقلمندی کی کہ اس بغاوت کا
مقدمہ کوئی نہین بنایا - کیونکہ وہ جانتے تہے کہ اس الزام کے لئے کوئی شہادت بہم ہوسکیگی
اسلئے بیگمین لوٹ سے بچ جائینگی اونہون نے نواب کو سمجہایا کہ تم جاتے ہی بیگمونکی جاگیر
ضبط کرکے اپنا قرض ادا کرو اور خزانہ ضبط کرکے سرکار کمپنی کا قرض چہا ۱۳۰ روپیہ ادا کرو جس سے
پہر کوئی گورنمنٹ بنگال کا اودہ پر مواخذہ نہی - نواب آصف الدولہ تک متحیر رکہ مین رہے تو
ہیسٹنگز صاحب کی دل الافراقی اور قوت عقل کے آگے کچہہ نہ کرسکے - مگر جب وہ لکہنو سے اور
ساہیق اپنی مان اور دادی کے پاس گئے تو اون کا کہرام دیکہہ کر دل اونکا بہر آیا - گو دل و دماغ
اونکا کبہی اوباشی اور شراب نوشی نے خراب کر دیا تہا - مگر اسوقت اون کا دل نرم ہوسکا اور
اونہون نے ارادہ کیا کہ اقرار سے پہر جائین یہ معاملہ ایسا سنگدلی کا تہا کہ رزیڈنٹ مڈلٹن صاحب
جو ہیسٹنگز صاحب کی ناک کے بال تہے وہ بہی ایسے کام کو کرتے ہوئے جہجکتے تہے مگر گورنر جنرل
کا دل اس معاملے مین پتہر تہا اوس پر کچہہ اثر نہین ہوتا تہا - نواب کے پیچہے ہی پیچہے اونہون نے
رزیڈنٹ کو نہایت سختی سے لکہا کہ نواب سے عہدنامے کی موافق تعمیل جلد کراؤ اگر اس مین
تم ڈہیل کروگے تو مین خود ہی لکہنو مین آونگا اور وہ کام جو تم سے ویسے نہین ہوسکتی خود کرونگا
رزیڈنٹ کی اس دہمکی سے چہکے چہوٹ گئے - اوس نے گورنر کو لکہا کہ چنار گڑہ کے عہدنامے کی پوری
تعمیل ابہی حضور ہوئی جاتی ہے - آصف الدولہ یہ کہنے لگے کہ مجہسے تو یہ عہدنامہ زبردستی گورنر
جنرل نے لکہوا لیا ہے - غرض جہگڑتے ہوا کر جاگیر تو بیگمون کی ضبط ہوگئی مگر خزانہ ہاتہ نہ آیا اس کے
جبر و ظلم کی ضرورت پڑی سرکاری فوج فیض آباد مین بہیجی گئی - ۱۲ جنوری سنہ ۱۷۸۲ء کو اوس نے
جاتے ہی دونون بیگمون کو اونکی محلون مین نظر بند کر لیا - مگر روپیہ دینے سے اونہون نے - اسپر بہی
انکار کیا - اون بیچاری عورتون پر طرح طرح کا تشدد کیا اونکا اپنا ہی گہر اونکے لئے کربلا بن گیا اونکی
مصیبتون کے بیان سے کلیجہ منہ کو آتا ہے - اور بدن مین سارا لہو خشک ہو جاتا ہے ان بیچاری بیگمون
کے مختار و سربراہ کار بہار علی اور جواہر علیخان دو خواجہ سرا تہے انگریزی گورنمنٹ کے حکم سے

پکڑے گئے اونکی پیرومنین بیڑیان ڈالی گئین۔ کھانا پینا اونکا بند کیا گیا۔ غرض اور کیا کیا جبر و قہر
بیان کیے جاتے ہین کہ اونپر سات برس ہوئے کہ وہ بیگمون سے خزانہ دلواوین جب وہ مہینون ان سختیون کو
جھیلتے ہو گئے وہ بیچارے بیمار و نزار ہوگئے اسلیئے اونھون نے افسر محبس سے اجازت چاہی کہ ہم
باغمین کچھہ ٹہل لیا کرین افسر محبس نے اونکو اجازت اس سبب سے نہ دی کہ اوس کو اندیشہ تہا
کہ وہ کہین بھاگ نہ جائین اوسپر کی زنجیرین نہ اترین کیونکہ اوسکے واسطے کاریگر نہین تہے پیٹنے و
لوہار سے تہے پہرا اور زیادہ شکنجہ رسانی کیجاتی تہی لکھنؤ بھیجے گئے یہان جو کچھہ اونکا پھر احوال کیا گیا تو
بیان نہین ہو سکتا یا رحمت کیجے کا [illegible] ہین وہ چٹھی موجود ہی جو رزیڈنٹ نے ان قیدیون کے
افسر کو لکھی تہی کہ صاحب حق واسطے [illegible] ارادہ کرتا ہے کہ جو خواجہ سرا تمہاری قید مین ہین
انکو سزاے بجا دیجائے اسلیئے جو افسر وہان آئے اونہین قیدیون کے پاس جاوے اور
اور جو اونکا جی چاہے وہ قیدیون کے ساتھہ کرے [illegible] خواجہ سراؤن پر یہ ظلم ٹوٹ رہا تہا
بیگمین اپنے گھر مین قید تہین۔ کہانے کو اونکی پاس اتنا نہ جاتا تہا کہ اونکے ملازم عورتون کا پیٹ نہ بہرتا
تہا۔ اور وہ بھوک کے مارے مرنے کے قریب ہوگئی تہین۔ غرض ان مصیبت بیبیون پر محرم کے
دہے گذر گئی۔ جب ان بیگمون نے ایک کروڑ بیس لاکھہ روپیہ دیکر اپنی جان کو ان جلادون سے
چھوڑایا۔ ہسٹنگز صاحب نے خیال کرلیا کہ اب اور زیادہ سختی سے روپیہ ہاتھہ نہین آئے گا۔
اسلیئے اونھون نے اول دونون کمبختی کے مارے خواجہ سراؤن کو بھی چھوڑدیا۔ جسوقت دروازہ قیدخانہ
کا کہلا ہے اور اونکی بیڑیان کٹی ہین تو اونکی رخسارو پر آنکھون سے آنسوؤن کا دریا روان تہا اور لرزتے
ہوئے ہونٹون پر کپکپاتی آواز سے شکر الہی ورد زبان تہا۔ یہ حال دیکھہ دیکھہ کر جن سنگدلون کا دل
پتھر تھا وہ بھی پانی ہوا جاتا تھا۔ ہسٹنگز صاحب کے دشمن کہتے ہین کہ اونھون نے بیگمات پر وہ بیرحمی
اور بیدردی کی کہ کسی وحشی قوم سے بھی اوس وقت تک ظہور مین نہ آئی تھی۔ دوست اونکے اس
الزام کو یون سناتے ہین کہ مال آصف الدولہ کے باپ کا تہا۔ اوسکو بیگمون نے ناحق غصب کیا تہا
اونھون نے شرع اسلام کے موافق دلادیا۔ مصنف مزاج اسپر اعتراض کرتے ہین کہ ہسٹنگز
صاحب مفت مال مارنے کے لئے مفتی شرع اسلام بنگیے۔ جسوقت اونھون نے بیگمون سے عہد
استوار کیا تہا کہ ہم آصف الدولہ کو روپیہ دینے کے لئے اونکو تنگ نہ کرنے دینگے اوسوقت مفتی
صاحب کا فتوے معلوم نہین کہان گیا تہا۔ مگر اسوقت ہم کو سر ایلیجا ایمپی کے انصاف کی داد دینی
چاہئے اسوقت وہ مجبور تہے کہ اس معاملے مین اپنا دخل نہین دے سکتے تھے۔ اونکی تمام حکومت

بنگال پر ختم ہو جاتی تہی - اونکو اودہ کے معاملات مین کسی طرح بولنے کا منصب نہا - وہ لکہنو مین رکنی
کر دا آئین ان واقعات کو سنکر آئے ایک سپاہی آدمی نکی ایسی منظور موجود ہوئی شکایت
مین انہا حلفی لکہتے ہوئے ہاتھ مین لائے وہ جو حبس کو اونہون نے دے اونہوا ست سے لئے
تلکو پڑہ نہین سکتی تہی - اور نہ کوئی مترجم اونکے ساتھ تہا - غرض وہ ان سب اظہارات کو لکہتے اونکو
چلے گئے اب سوال یہہ ہی کہ اونہون نے اپنا لب غرضا سعد کیون کیا - تو اوس کا جواب یہہ ہی کہ اس سفر سے
مدعا انکا یہہ تہی کہ جس معاملے مین وہ قانون کے مواق حاکم نہین ہو سکتے تہے اوس مین مقابلہ
کچہہ نہ نہ کچہہ حکم لگائین اور اظہار حلفی جو اونہون نے جمع کئے وہ کچہہ کام کے نہ تہے -

نواب آصف الدولہ کا دس لاکہہ روپیہ پیشکش گورنر کو دینا

چنار گڈہ مین جو گورنر اور نواب کی ملاقات ہوئی تہی اوس مین یہہ بات بیان کرنی باقی تہی کہ نواب
آصف الدولہ نے گورنر جنرل کو دس لاکہہ روپئے بطور نذر کے دئے تہے جسکی وجہہ یہی گورنر جنرل نے
نواب کی اوسقدر رعایت کی تہی حالانکہ نواب اسوقت مین قرضدار تہے نقد روپیہ تو نواب کے پاس تہا
نہین ہنڈوی ایک بڑے مہاجن کے نام تہی - گورنر نے اپنی چہٹی مورخہ ۲۰ جنوری ۱۷۸۲ع کے
ذریعہ سے کورٹ ڈائرکٹرز کو اس رقم کی اطلاع کر دی - اور لکہا کہ یہہ روپیہ مجہے میرے مین خدمات کے
علاوہ مین ملجاتے - مگر کورٹ ڈائرکٹرز نے اس عطا کے دینے مین بخل کیا - اور صاف انکار کر دیا -

لکہنو کی ریزیڈنسی سے مڈلٹن صاحب کا موقوف ہونا اور جان برسٹو صاحب کا دوبارہ اونکی جگہہ مقرر ہونا

جب ۱۷۸۲ع شروع ہوا - اور بیگمون سے روپیہ زبردستی مڈلٹن صاحب نہ چہین سکے - اور احکام گورنر
جو اونکے پاس گئے اونکی تعمیل مین بہی اونہون نے التوا کی تہی مستعمل حجتین پیش کین تو گورنر ریزیڈنٹ سے
خفا ہو گئے اور ۲۳ ستمبر ۱۷۸۲ع کو اونہون نے اس الزام مین کہ اپنے فرائض منصبی کو اچہی طرح
ادا نہین کیا معزول کر دیا - اور برسٹو صاحب کو جنکی بحالی کا حکم کورٹ ڈائرکٹرز نے بہیجا تہا اونکی جگہہ
مقرر کر دیا - اور ۴ مئی کو میجر پامر صاحب کو اپنا خانگی پرائیویٹ ایجنٹ مقرر کرکے نواب آصف الدولہ
کے پاس بہیجا - اور اونکی معرفت اور کئی درخواستین کی گئین مڈلٹن صاحب کے آنے سے پہلے ۱۷۸۲ع

مین ہوا سالانہ خرچ نواب آصف الدولہ سے ستر لاکہہ روپیہ سالانہ سے ایک کروڑ بیس لاکہہ روپیہ تک بڑہا جاتا تہا اور رزیڈنٹ اس، جو تین سو ساٹھ لاکہہ روپیہ کی ایکراسی لاکہہ روپیہ تک وصول کر کے بہیجا کرتا تہا اسلئے ہر سال قرض زیادہ ہوتا جاتا تھا جسوقت چنارگڑھ مین نواب اور گورنر کی ملاقات ہوئی تو یہ قرض چالیس لاکہہ روپیہ کا تہا۔ رزیڈنٹ نے بجاے اسی لاکہہ روپیہ کے جو سب سے زیادہ روپیہ وصول ہو سکی اسیقدر ہی ایک کروڑ بیس لاکہہ روپیہ وصول کیا تھا۔ مگر نواب پر اس سال کے سالو کے بیچ پانچ لاکہ کر ڈہائی کروڑ روپیہ باندہا گیا۔ جو ملک کی سالانہ آمدنی سے پورا دو چند تہا۔

نواب فیض اللہ خانکی سپاہ کی فوج آصفی و انگریزی کے ساتھ سہر دارانگر پر تقرری اور نواب فیض اللہ خان کی سپاہ کو ساتھ اون دونون فوجون کا جہگڑا ہونا

جبکہ سکہونکی شورش اور تاخت و تاراج کا اثر دریاے گنگا کے کنارے تک ظاہر ہونے لگا تو نواب آصف الدولہ نے کچھہ سپاہ انگریزی اور اپنی فوج دارانگر پر گنگا کے تعین متعین کر دی۔ اور فیض اللہ خان کو لکھا کہ آپ بھی کچھہ اپنی فوج وہان بہیجدین تاکہ یہ دونون فوجین ملک سکہون کے ادہر آنے مین مزاحمت کرین۔ نواب فیض اللہ خان نے مولوی غلام جیلانی خان کا رسالہ وہان بہیجدیا۔ باوصف اس فوج کے وہان پہونچ جانے کے اور گنگا کے گہاٹ پر احتیاط رکہنے کے بہی سکہون نے ایک یاریورش کر کے دریاے گنگا کو عبور کیا اور سنبہل کو لوٹ لیا اور شرفا کی ننگ و ناموس کو برباد کیا۔ اسی طرح کئی سال یہ فوجین دارانگر مین مقیم رہین۔ ماہ رمضان ۱۱۹۵ھ ہجری مین نواب آصف الدولہ کی اور انگریزی سپاہ کے ساتھ نواب فیض اللہ خان کے آدمیونکی لڑائی ہوئی۔ انگریزی و آصفی سپاہ کو ہزیمت ہوئی پٹہانون نے اُن ملنگون کا اسباب اور سامان لوٹ لیا۔ اس فساد کے بعد سپاہ کی تعیناتی دارانگر کے مقام سے موقوف ہوگئی۔ مگر انگریز اور آصف الدولہ اس جہگڑے کا حال سنکر ناراض ہوئے۔ اور لکہنؤ سے پامر صاحب اور تفضل حسین خان کشمیری تہوڑی سی جمعیت کے ساتھہ تاوان وصول کرنے کے لئے رامپور آئے اور نواب فیض اللہ خان سے بات چیت ہوئی نواب صاحب چونکہ نہایت دور اندیش تھے اسلئے پندرہ لاکہہ روپیہ دیکر راضی کر دیا۔ یہ

بیان جاعیان تما مؤلفہ مولوی قدرت اللہ صدیقی کے مطابق ہے۔ مگر انگریزی کتب تواریخ میں ان پندرہ لاکھ روپیہ سکہ دیئے جانے کی حقیقت دوسرے طور پر لکھی ہے کہ یہ واقعہ بھی ضمنا اوس میں شامل ہو۔

گورنمنٹ انگریزی کا آصف الدولہ کو ترغیب دینا کہ وہ ریاست رامپور ضبط کرلیں اور اس حیلہ سے پندرہ لاکھ روپئے اور بقولے تیس لاکھ روپئے نواب فیض اللہ خان سے وصول کرنا

عہدنامہ لال ڈانگ کے موجب ۱۷۷۴ء میں انگریزی حکومت کی ضمانت لیگئی تھی نواب فیض اللہ خان سے یہ شرط قرار پائی تھی کہ پانچہزار سے زیادہ سپاہ اپنے پاس نرکھیں اور نواب وزیر کی اعانت دو تین ہزار سپاہ سے بہنگام جنگ موافق اپنی قابلیت کے کیا کریں۔ جب انگریزوں اور فرانسیسیوں میں لڑائی شروع ہوئی تو نواب فیض اللہ خان نے دو ہزار سوار بھیجنے کی درخواست انگریزوں سے کی جسپر لارڈ وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل نے اونکا بہت شکریہ ادا کیا۔ کوئی کہتا ہے کہ ۱۷۸۰ء میں گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سپاہ مندرجہ عہدنامہ مانگی اور بہت سے حکام انگلشیہ کی تین ہزار سپاہ بھیجی مگر وہ اسقدر نتھی جو اونسے مانگی گئی تھی اسلئے وہ فوج واپس کی گئی اور گورنر جنرل نے مقام چنار گڑھ میں آصف الدولہ سے ملاقات کرکے اون کو نواب فیض اللہ خان کی جاگیر چھین لینے کی اجازت دیدی تھی۔ چنانچہ ۱۹ ستمبر ۱۷۸۱ء کو جو عہدنامہ وہان لکھا گیا تھا اوسکی تیسری دفعہ نواب فیض اللہ خان سے متعلق تھی کہ چونکہ نواب فیض اللہ خان بسبب شکست کرنے عہد کے حقوق حفاظت و حمایت گورنمنٹ انگریزی ضبط کرادئے اور اپنی خودسری سے نواب آصف الدولہ کو بہت دقت اور تکلیف دیتے ہیں اسلئے آصف الدولہ کو اجازت ہے کہ جب موقع وقت ہو اونکی جاگیر ضبط کرکے اونکو بقدر روپیہ مشروطہ عہدنامہ معرفت صاحب رزیڈنٹ لکھنؤ کے دیا کریں۔ مگر جسقدر روپیہ اوس فوج کا ہوگا جو اونہوں نے

عہدنامے کی روسے سرانجام کرنے کی شرط کی تھی وہ روپیہ لونگی نقدی مین سے منہا ہوکر حساب تہی
مین تا قایم رہنے جنگ حال کے محسوب ہوگا۔ اجارت لارڈ مذکورہ کی سوانح عمری مین ایک مشہور
یادگار باقی ہے۔ یہ بصرف نواب فیض اللہ خان کے ڈرانے کے واسطے کی گئی تھی۔ کیونکہ تصفیہ کو
کو اوس جاگیر سے نفع حاصل کرنے کی اجازت نہ تھی جب مدراس اور بمبئی کے حاطہ مین لڑائی کی
آگ بھڑک رہی تھی تو لارڈ ہیسٹنگز نے نواب آصف الدولہ سے کہا کہ تم نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار
سوار اپنی خدمت کے لیے مانگو تاکہ انگریزی سپاہ مدراس جانے کے لیے کافی ہو اور گورنر جنرل نے
نواب فیض اللہ خان کو بھی پانچہزار فوج آصف الدولہ کے واسطے تیار کرنیکی ہدایت کی اس پر نواب
پر نواب فیض اللہ خان نے لکھا کہ مجھے عہدنامہ کی موافق پانچہزار سپاہ کل رکھنے کی اجازت ہے
جس مین دو ہزار سوار ہین جو اسوقت سرکار کمپنی کی خدمتگذاری مین مصروف ہین اور تین ہزار پیادے
ہین وہ ملک کی تحصیل آمدنی کرتے ہین۔ انکے بغیر کام ملکداری کا نہین چل سکتا ہے۔ جس
سپاہ کہاں سے لاؤن گورنر جنرل نے نواب فیض اللہ خان کے اس جواب پر جان برسٹو لکھنؤ کے رزیڈنٹ
کو لکھا کہ وہ نواب فیض اللہ خان سے تین ہزار سوار مانگے اسپر پھر اونہون نے عذر کیا۔ مگر دو ہزار
سوار اور ایکہزار پیدل بھیجدئے اسپر انگریزون نے نواب آصف الدولہ کو سمجھایا کہ وہ راضی
ہون غرض موافق دفعہ سوم عہدنامہ جیسا کہ نواب آصف الدولہ نے ارادہ کیا کہ نواب فیض اللہ خان
کی ریاست ضبط کرلین چونکہ انگریز اس عہدنامہ کے ضامن جب تک تھے کہ کوئی نقض عہدنامہ
فیض اللہ خان کی طرف سے نہو۔ اب یہ بڑی ہٹ دھرمی تھی کہ انگریز اس بہانے سے عہدنامہ لال
ڈانگ سے پھرتے تھے اول تو اس مین یہ کہاں لکھا ہوا تھا کہ پانچہزار سوارون سے نواب اودہ کی اعانت
کی جائیگی۔ اوس مین تو دو تین ہزار سپاہ کا بسبب قابلیت وعدہ تھا وہ بھی سوارون کا نتھا غرض
کہاں یہ عہد کہ پانچہزار سپاہ سے زیادہ نرکھو کہاں یہ معنی اوس کے کیے پانچہزار سوار نواب اودہ
کی خدمت کے لیے بھیجو زمین آسمان کا فرق تھا مگر زبردستون کو اختیار تھا کہ جو چاہین سو کرین
اس وقت تو فقط اس اصول پر مسٹر ہیسٹنگز صاحب کا عمل تھا کہ جس رئیس یا امیر سے جو کچھ اینٹھا جا
وہ اینٹھیے جو مرضی ہوئی ہو اوسے ذبح کیجیے۔ سنہ ۸۲ء مین آصف الدولہ کو از حد اصرار ہوا کہ
گورنر جنرل اجازت دیدین کہ وہ نواب فیض اللہ خان ان سے خدمت کے عوض ہرجہ کا روپیہ
دینے پر راضی ہوے چونکہ وہ ایک غنی مقدرت رئیس خیال کیے جاتے تھے اسواسطے پندرہ لاکھ
روپیے ہرجے کی بابت طلب کیے گئے۔ اس روپیہ کے ادا کرنے پر نواب فیض اللہ خان راضی

ہوگئے اور میجر پامر صاحب انگریزونکی طرف سے گئے اور وہان ایک عہدنامہ ہوا کہ نواب فیض اللہ خان سے پندرہ لاکھہ روپیہ لینے اسطرح کہ پانچ لاکھہ روپئے فوراً دیے اور پانچ لاکھہ فصل خریف مین اور دو لاکھہ ربیع ۱۱۹۱ فصلی مین اور باقی تین لاکھہ روپئے شروع خریف ۱۱۹۱ فصلی مین ادا کرنے کا وعدہ کیا اور ۲۴ ربیع الاول ۱۱۹۷ ہجری مطابق ۲۰ فروری ۱۷۸۳ع کو پامر صاحب نے نواب وزیر کی طرف سے اوس شرط کو جس سے اونپر فرض تہا کہ بوقت ضرورت دو تین ہزار سپاہ سے نواب وزیر کی مدد کرین عہدنامہ سابق سے منسوخ کردیا - اور اس تاریخ سے نواب فیض اللہ خان فرض مدد بہی سپاہ سے بری کیے گئے

اس کی علاوہ پندرہ لاکھہ روپئے اوس بہانے سے وصول کئے کہ یہ جاگیر نواب فیض اللہ خان کے حین حیات تھی اس پر اونسے عہد کیا گیا کہ نسلاً بعد نسل ملا کرے گا مگر مل کی انگریزی تاریخ مین لکھاہے کہ اس دو برس تک کے دینے سے نواب فیض اللہ خان نے انکار کردیا - گورنر جنرل نے کورٹ ڈائرکٹرز کو رپورٹ بھیجی کہ آصف الدولہ کی درخواست نواب فیض اللہ خان سے پانچہزار سوارونکی بیجا تہی - موافق عہدنامے کے دو تین ہزار سپاہ سے خدمتگذاری اونکی ذمے واجب تھی - اور جو خواہش کہ اونکی بغاوت کی نسبت مشہور ہوئی تہین وہ محض بے اصل تہین - مل کی تاریخ مین لکھاہے کہ اس معاملے مین انگریزی دست اندازی سے صرف اپنا اعتبار ثابت کرنا چاہا - مگر اوس کے خلاف لوگون مین یہ مشہور ہوا کہ آصف الدولہ نے اس دست اندازی کی بابت انگریزی حکومت کو کچھ معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تہا -

ہیسٹنگز صاحب گورنر کا لکھنؤ مین ورود اور آصف الدولہ کی مان اور دادی کی جاگیر پھیر اون پر بحال کرادینا

تاریخ مظفری مین لکھا ہی کہ آصف الدولہ نے ۱۱۹۰ ہجری مین حیدر بیگ خان کو کلکتہ کو ہیسٹنگز صاحب کے پاس بھیجا جس کام کے لئے وہ بھیجے گئے تھے اوس کو اچھی طرح انجام کو پہنچایا کہ آصف الدولہ نہایت رضامند ہوئے - گورنر جنرل ہسٹنگز صاحب

کے کام سے بھی ایسے ناراض ہو گئے جیسے وہ مڈلٹن صاحب کے کام سے ہوتے تھے اس لئے اونکو چند مہینے کے بعد ہی معزول کرنا چاہا مگر اور ممبران کونسل نے گورنر جنرل کی رائے کے ساتھ اتفاق نکیا اور وہ بدستور کام کرتے رہے۔ مگر گورنر جس کام کے پیچھے پڑتے تھے اوسے کر کے چھوڑتے تھے اس اونھوں نے یہ تجویز پیش کی کہ لکھنؤ میں رزیڈنٹ ہی رہے اور جو رزیڈنٹ سے کام لیا جاتا ہی وہ ہندوستانیوں ہی سے لیا جاتے اسلئے کہ نواب کو بڑی شکایت ان رزیڈنٹوں کے ہاتھ سے ہی ہے ہمیشہ نواب کے خطوط اونکی شکایت میں آتے رہتے ہیں۔ اس پر کونسل میں کئی روز تک مباحثہ رہا مگر آخر کار ۱۷۸۴ء میں گورنر جنرل کو اپنی رائے میں کامیابی ہوئی۔ اور اونھوں نے اب خود لکھنؤ آنے کا ارادہ کیا اور ۲۷ مارچ ۱۷۸۴ء مطابق ۱۱۹۸ ہجری کو وہ لکھنؤ میں آئے اون کا بڑا مطلب یہاں آنے سے یہ تہا کہ نواب وزیر سے سرکار کمپنی کا قرض وصول کریں۔ اونھوں نے آصف الدولہ کے نائب سے روپیہ وصول کیا معلوم نہیں اون مصیبت کی ماری رانڈ بیگمون پر کیا دلمین رحم آیا کہ اونکی جاگیر کا ایک حصہ بھی پھر واگذاشت کرایا ان بیگموں کے ظلم و ستم پر انگلستان میں بڑی ہاے واویلا مچ رہی تھی اور تحقیقات ہوتی تھی گورنر نے وزیر سے یہ کہدیا کہ اونکو جاگیر کے دینے میں تمہارا اور تمہارے ملک کا بھلا ہی۔ اسلئے تمہیں انتظام میں بڑی مدد پہنچے گی ۲۴ اگست ۱۷۸۴ء کو گورنر جنرل نے لکھنؤ سے مراجعت کی

مرزا جوان بخت اور مرزا سلیمان شکوہ اور مرزا سکندر شکوہ شہزادگان دہلی کا لکھنؤ میں ورود اور اونکے معاملات

مرزا جوان بخت جو شاہ عالم کی نیابت میں دہلی میں رہ چکے تھے ۱۱۹۸ہجری[۱] میں قلعہ دہلی سے نکلکر لکھنؤ کیطرف روانہ ہوئے تو نواب آصف الدولہ نے وارن ہیسٹنگز کے لکھنے کے موجب شاہزادے کو کمال آبرو کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ لیا اور رسم خدمتگذاری ادا کی دو لاکھ روپیہ نقد اور چند کشتیاں جواہرات و پوشاک نذر کی اور دو ہاتھی اور ۲۵ گھوڑے کرم قلی خان بسر منیر الدولہ کی معرفت برائے استقبال روانہ کیے القصہ کرم قلی وزیر کے حکم سے کئی پلٹنیں تلنگوں کی اور کئی سو سوار اور تحائف مذکور لیکر روانہ ہوا جب شاہزادے قریب پہنچے تو نواب وزیر نے بھی استقبال کیا۔ اور امرائے و اکابر سے ایک ایک... لائی

---

[۱] دیکھو جام جہان نما (۲)

اور ۲ ہزار روپیہ ماہوار مطبخ اور کارخانجات وغیرہ کے لئے مقرر کیا اور بارہ دری نگینہ محل میں ٹھیرایا۔
گو شاہزادے کی صحبت نواب وزیر سے مرغبازی پتنگ بازی آتشبازی و دوڑ دوش میں ہم رنگ لگی
ہوئی تھی۔ مگر کئی مہینے کے بعد شاہزادے کی صحبت وزیر سے برہم ہوئی۔ شاہزادے کا مزاج اخلاف پسند تھا
ایک لکھنؤی طوائف کرم بخش نامی سے جوش محبت میں آنکھیں لڑ گئیں اور اوس کو شمع کاشانہ محل بنایا بیگم
صاحبہ کی پاسداری کی وجہ سے یہ امر نواب وزیر کی ناخوشی کا باعث ہوا اور شاہزادے کی صحبت مرغبازوں
وغیرہ اراذل سے زیادہ بڑھی آخر کار شاہزادے نے بنارس میں جا کر قیام کیا۔ جبکہ وارن ہیسٹنگز
عہدہ گورنری سے مستعفی ہو کر کلکتے سے چلے گئے اور لارڈ کارنوالس اونکی جگہ مقرر ہو کر آئے اور سنہ ۱۲۰۱
ہجری میں لکھنؤ کو وزیر سے ملنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تو راہ میں بنارس کے اندر شاہزادے سے
ملاقات ہوئی شاہزادے نے گورنر جنرل کو خلعت عطا کیا۔ دوسرے روز نواب سعادت علی خان گورنر جنرل کی
ملاقات کو گئے اور تھوڑی دیر بات چیت کر کے اپنے مقام کو لوٹ آئے گورنر جنرل نے دوسرے دن
سعادت علی خان کے قیامگاہ پر جا کر رسم بازدید ادا کی نواب نے اونکی ضیافت کی پھر شاہزادہ جوان بخت
گورنر جنرل سے ملنے کے لئے اونکی فرودگاہ پر گئے۔ اور اپنی خواصی میں ناحق پر نواب سعادت علی خان کو تو
نہ بٹھایا۔ ایک خواجہ سرا کو لے گئے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ اونکو گورنر جنرل سے تنہائی میں کچھ باتیں کرنا تھیں
جب یہ حال نواب سعادت علی خان کو معلوم ہوا تو وہ بہت کبیدہ خاطر ہوئے۔ شاہزادے نے گورنر جنرل
سے کہا کہ الہ آباد اور کوڑے کے اضلاع جس طرح بادشاہ سلامت کے قبضے میں دے گئے تھے
اوسی طرح ہم کو ملجانا چاہیے۔ گورنر جنرل نے کہا کہ آپ لکھنؤ کا قصد رکھتے ہیں اور میں بھی جا رہا
ہوں وہاں یہ بات وزیر الممالک سے کہی جائے گی غرضکہ گورنر جنرل لکھنؤ کو گئے اونکے پیچھے
شاہزادے بھی لکھنؤ کو روانہ ہوئے۔ گورنر جنرل نے وزیر پر شاہزادے کی خواہش ظاہر کی آصف الدولہ
نے لطائف الحیل کے ساتھ اون اضلاع کے دینے سے انکار کر دیا اور شاہزادے سے خاطر باطن
میں ایسے کبیدہ ہوئے کہ شاہزادے کو اونکی عملداری میں رہنا ناگوار گذرنے لگا اسلئے گورنر جنرل کے
مشورے سے اکبر آباد کی طرف چلے گئے۔ فرخ آباد کے مقام سے شاہ عالم بادشاہ کو یہ اطلاع گذری
کہ مرزا جوان بخت اکبر آباد کی طرف جا رہے ہیں تو بادشاہ نے اونکو شاہجہان آباد میں بلا لیا۔ کچھ دنوں
یہاں رہکر شاہزادے رخصت حاصل کر کے ۲۲ ربیع الثانی سنہ ہجری کو اکبر آباد پہنچے مگر یہاں
اتنی آمدنی نہ تھی کہ اونکے مصارف کو ملتفی ہوتی۔ اسلئے دوبارہ لکھنؤ کا عزم کیا۔ اور ۵ رجب سنہ
کو فرخ آباد کے رستے سے لکھنؤ میں آئے۔ اور وہاں سے بنارس کو روانہ ہوئے۔ اونکی ناتمیز

چار ہزار پیادہ و سوار اور دس توپیں اور پندرہ میں ہاتھی تھے۔ بنارس میں آنجکو مادھو داس کے باغ میں قیام کیا۔ گورنر نے سولہ ہزار روپیہ ماہوار مشاہرہ شاہزادے کا سرکار نواب وزیر کے حسابات ملکی سے جداگانہ مقرر کر دیا آخر شاہزادے نے ۲۵ شعبان سنہ ١٢٠٣ ہجری کو عارضہ ہیضہ میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔ نواب سعادت علیخان اور رزیڈنٹ بنارس کے اہتمام سے مدفون ہوئے

شاہزادہ سلیمان شکوہ

حقایق عالم شاہی میں لکھا ہے کہ سنہ ١٢٠٩ ہجری میں مختفی قلعہ دہلی سے نکلکر لکھنؤ کے ارادے سے روانہ ہوئے اور ۲۰ جمادی الآخر روز سہ شنبہ کو مقام بریلی میں راجہ صورت سنگھ اور راجہ ٹکیتنا تھ اور اسکے داماد نے ملازمت شاہزادے سے مشرف ہو کر ایک ہاتھی اور پانچ ہزار روپے نذر کئے۔ شاہزادے نے صورت سنگھ کو اپنا خاص دوپٹہ اور اوس کے داماد کو دوشالہ عطا کیا۔ اتفاق سے اوس زمانے میں گورنر جنرل خود لکھنؤ میں آئے ہوئے تھے، جمادی الآخر ۲۶ کو شاہجہانپور کی منزل میں آصف الدولہ اور عماد الدولہ ہیسٹنگز صاحب بہادر جلادت جنگ گورنر جنرل کی عرضداشتیں پہنچیں اونکے ساتھ شاہ عالم کے دستخطی شقہ کی نقل بھی تھی جو مشتمل ان دونوں رئیسوں کے نام تھا اور مضمون اوس کا یہ تھا کہ فرزند زادہ بے استرضائے اقدس کے چلا گیا ہو شاہزادے نے اون کو جواب ایسا لکھا دیا جس سے انکی تشویش رفع ہوئی ۲۳ جمادی الآخر کو راجہ گوبند رام وزیر کی جانب سے اور کپتان اسکاٹ گورنر جنرل کی طرف سے اپنے موکلوں کے عرائض لیکر شاہزادے کے حضور میں پہنچے کپتان نے تین ہاتھی مع عماری ہائے سلطانی دار او نقرئی خوانوں کے اور نشان و بان گورنر جنرل کی جانب سے پیش کئے اور جبکہ منزل جہاں میں شاہزادے نے یہ سنا کہ وہ دونوں رئیس خود استقبال کو آتے ہیں تو شاہزادے نے مکرم الدولہ کو اون کے لانیکے لئے روانہ کیا ۱۴ ماہ مذکور کو نواب وزیر نے چار ہاتھی مع عماری نقرہ اور پانچ گھوڑے اسباب مراتب ونشان و بان شاہزادے کی خدمت میں نذر گذرانے اور اوس دن دونوں سرداروں نے عطائے شاہانہ سے سر عزت بلند کیا۔ ۱۸ جمادی الآخر کو شاہزادے لکھنؤ میں داخل ہوئے اور وزیر کے دولتخانے پر تشریف لے گئے وزیر نے دو ہاتھی اور دو گھوڑے اور ایک نقرئی پالکی اور جواہر اور کپڑوں کے خوان اور ہتھیار پیشکش گذرانے شاہزادے نے قبول کر کے [illegible] مقام پر چلے گئے جو اونکے ٹھہرنے کے لئے تجویز ہوا تھا۔ جام جہاں نما میں مولوی قدرت اللہ نے لکھا ہے کہ آصف الدولہ نے شاہزادے کے مصارف کے لئے چھ ہزار روپیہ مقرر کیا

مرزا سکندر شکوہ

بھی لکھنؤ میں آئے تھے۔ اس زمانے میں نواب آصف الدولہ

مرض الموت میں مبتلا تھے کچھ دنوں مراتب خدمت گذاری ادا ہوتے لیکن جیسا کہ مدنظر تھا ویسی مدارات ظہور میں نہ آئی کہ وزیر موصوف نے انتقال فرمایا۔ نگر سولہا ہزار روپیہ بارہ برس میں اولاد مرزا خورم بخت و مرزا جوان بخت کے لئے جاتا رہا اور سات ہزار روپیہ ماہوار قدیم سے شاہ عالم بادشاہ کے باورچیخانہ خرد کے مصارف کے لئے بھیجا جاتا تھا اور مرزا سلیمان شکوہ کیلئے چھہ ہزار روپیہ اور سکندر شاہ کے لئے دو ہزار روپیہ درماہہ قرار پایا۔ مگر نواب سعادتعلیخان کی مسندنشینی کے وقت جو عہدنامہ ہوا تھا اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا جوان بخت کی بیگم اور شاہزادگان تیموریہ کی تنخواہ سالانہ دو لاکھ چار ہزار روپیہ جاتی تھی

لارڈ کارنوالس کے پاس کلکتہ کو حیدر بیگ خان کا آصف الدولہ کی طرف سے جانا تاکہ سپاہ انگریزی کا بوجھ ریاست کے سر سے ٹالے۔ گورنر جنرل کا بہت سا خرچ سپاہ اور انگریزوں کا نواب کے ذمے سے گھٹا دینا

جبکہ مسٹر ہسٹنگز صاحب کی جگہ لارڈ کارن والس گورنر جنرل ہوئے تو آصف الدولہ اپنے وزیر حیدر بیگ خان کو کلکتہ کو بھیجا حیدر بیگ خان آخر محرم سنہ ١٢٠١ ہجری مطابق نومبر سنہ ١٧٨٦ء میں براہ خشکی لکھنؤ سے کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے ٩ ربیع الاول کو عظیم آباد پٹنہ کے علاقے میں پہنچے ایک دن وہاں ٹھیر کر آگے کو کوچ کیا۔ کلکتہ پہونچکر گورنر جنرل سے ملے نواب آصف الدولہ کا انکے بھیجنے سے مطلب یہ تھا کہ سپاہ انگریزی کا بوجھ اپنی گردن سے ٹالیں۔ اور فتح گڈھ والے بریگیڈ جسکے بلا لینے کا وعدہ ہسٹنگز صاحب کر گئے تھے اپنے ملک سے نکالیں۔ حسب ذیل نقشے سے معلوم ہوتا ہے کہ نواب ۷ برس سے چوراسی لاکھ روپیہ سالانہ انگریزوں کو دیتے تھے ۱۷۸۱ء کے عہدنامے کے مطابق اونکو ...... ۳۱۲ روپیہ اور ۱۷۷۵ء کے صلح نامے کے موافق ...... ۲۲۴۳ روپیہ دینا چاہتے تھے۔ گورنر جنرل نے جو ملازمان کمپنی نواب اودھ کا روپیہ بیٹھے کھا رہے تھے اوس کا انتظام کر دیا اور بہت خرچ گھٹا کر ایک ہی بریگیڈ کا خرچ اونکے ذمے رکھا جو ہمیشہ اونکی حفاظت کے لئے تیار رہے کیونکہ سکھوں کا خوف اودھ پیچھے لگا ہوا تھا۔ اسی قدر سپاہ اوسکے ملک کی حفاظت کے لئے کافی تھی۔ بار صاحب کو جو

گورنر جنرل کے اجنٹ صرف اس لئے رہتے تھے کہ نواب آصف الدولہ اور گورنر جنرل کے خطوط ایک دوسرے کے پاس پہنچا دین موقوف کر دیا اس اجنٹ کا خرچ ۱۲۲۳۰۰ روپیہ سالانہ کا تھا فقط اجنٹ کی تنخواہ ۲۲۸۰۰ روپیہ سالانہ تھی ہیس ٹنگز صاحب جب لکھنؤ مین آئے تھے تو اون کا بادی کار ڈ مقرر ہوا تھا وہ برخاست کیا غرضکہ لارڈ کارنوالس نے روپئے کو گھٹا کر پچاس لاکھ روپیہ سالانہ خراج نواب کے ذمے رکھا مگر بباعث ضعف انتظام نواب کم کرنا فوج انگریزی کا حسب عہدنامہ ۱۷۸۱ء مناسب تصور نہین ہوا اور گورنر جنرل نے ۱۵ اپریل ۱۷۸۸ء کو نواب کو لکھا کہ جو عہدنامہ انگریزی کمپنی اور نواب شجاع الدولہ کے درمیان ہوا تھا اوس مین طرفین کا نفع ملحوظ رکھا گیا ہے اور وہی مطلب آپکی اور کمپنی کی دوستی اور اتفاق مین ملحوظ رہا ہے پس جو اتفاق طرفین کی بہبودی اور رفاہ کے واسطے ہو اوسکو پائدار ہونا چاہئے اس سبب سے کہ میری تقرری یہان امورات کے انتظام کے لئے ہوئی ہے میری نیت ہمیشہ اسپر متوجہ رہی ہی کہ یہ اتفاق دوستانہ مضبوط اور مستحکم ہو چونکہ مین کمپنی کے اور آپکے ملکون کو یکسان تصور کرتا ہون تو حفاظت آپکے ملک کی ضروری ہوئی اس سبب سے کہ وہ سرحدی ملک ہے اور اوس مین غیر کا حملہ ممکن ہی اور یہ حفاظت کمپنی کی فوج کی مدد کے بغیر بخوبی نہین ہو سکتی اسلئے مین آپکے روبرو وہ امور ظاہر کرتا ہون جو بہت سے غور و تامل کے بعد میرے نزدیک مناسب ہین - فوج مقیم فتحگڈہ کے باب مین جسکی برخاستگی عہدنامہ چنارگڈہ ۱۷۸۱ء کے مطابق ہوئی ہی مین صلاح دیتا ہون کہ وہ برخاست نکی جاسے بلکہ وہان مقیم رہی مین یہ صلاح اس وجہ سے دیتا ہون کہ آپ کا ملک وسیع ہے اور جو فوج وہان مقیم ہوگی وہ آپکے ملک کی حفاظت کے واسطے ضرور کار آمد ہوگی - اگرچہ بالفعل کوئی خوف کسی کی آپکے ملک پر حملہ کا نہین ہی مگر آخر کار آپکے ملک کی حفاظت فوج موجودہ ملک پر منحصر ہوگی - اور جب تک فوج آپکے ملک مین رہے گی اوسوقت تک کوئی خیال خوف کسی کا بھی آپکے اوپر نہ کرے گا - اور یہ بات ظاہر ہے کہ فوج کمپنی کی دلاوری اور قوت اکثر جنگ گاہون مین آزمائی گئی ہی یہانتک کہ جب اوس کے دشمن کی فوج اوس سے بیس گنی بھی زیادہ تھی تا ہم اوسکی قوت اور طاقت ظاہر ہوئی ہی - اور خدا کی برکت سے وہ ہمیشہ اپنے دشمن پر زور آور رہیگی اور فتحیاب ہوگی - مگر چونکہ ہمیشہ واقعات جنگ مین ہمیشہ شبہہ ہوا کرتا ہے تو عقل و احتیاط مقتضی اسکی ہے کہ ہر ایک تدبیر ممکن او وقوع عمل مین آوے تا کہ یقین فتح ہماری طرف عائد ہو آپکو بھی معلوم ہوگا کہ کچھہ نسبت کمپنی کی فوجین اور آپکی فوجین نہین ہی اور یہ کہ بغیر مدد کمپنی کی فوج کی آپکی حکومت اور آپ کا ملک محفوظ نہین رہسکتا - مجھے یقین ہے کہ اگر آپ میری رائے پر غور کرینگے

تو آپ کو راستی میرے بیان کی معلوم ہوگی اور آپ قیام ایسی فوج کا منظور رکھینگے جسکی دلاوری اور قواعد
پر اعتبار کلی تھا و سکے مقابلے مین حند اور جنگ کچھ نہین جانتے اور مجھے شک نہین کہ آپ خرچ زیادہ
اس فوج کا منظور کرینگے کیونکہ اس سے حفاظت ملک مقصود ہے اس واسطے مین بلا تامل اطلاع دیتا ہون
کہ آپ اوس قدر اپنی فوج کو برطرف کرینگے جسقدر اس زائد کا نام فوج کے قیام کے واسطے مکتفی
ہوگا۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم ہو کہ جسقدر روپیہ اس فوج کے لئے ضروری ہے وہ آپکے ملک مین صرف
ہوتا ہے۔ اصل مطلب اس صلاح کا یہ ہے کہ آپکے ملک کی حفاظت کی تدبیر کامل ہو۔ اور آپ کو اس امر کا
یقین ہوگا کہ ہماری حمایت کا فائدہ کیا ہے۔ کیونکہ تمام ملک ہندوستان مین دیکھو فساد اور خرابی ہوتی ہے
مگر آپ کے ملک مین امن و امان جاری ہے اس صلاح کی تائیدین اور بہت سے دلائل قوی تحریر
بیان ہو سکتے ہین۔ مگر میری رائے مین جس قدر بیان کیا ہے اوس کا نتیجہ بھی کم نہین اور اوس سے
آپکی اسکی مین بھی میری صلاح قرین مصلحت ہوگی۔ اس واسطے زیادہ طول دینا ضرورت نہین رکھتا۔
میرا مصمم ارادہ یہ ہے کہ آپ کو تکلیف اوس خرچ سے زیادہ جو کمپنی کا آپکی دوستی اور آپکے ملک کی
حفاظت کے باعث ہوتا ہے نہ دی جاوے اور جو حساب میرے پاس ہے اوس سے ظاہر ہے کہ
پچاس لاکھ چھتر ہزار آدی سکہ سولہ سنہ کا خرچ ہوتا ہے۔ اسی رو سے نواب سعادت علی خان کا تنخواہ
اور دو پلٹنی تنخواہ اور رزیڈنٹ صاحب گورنمنٹ انگریزی کے اخراجات شامل ہین۔ القصہ میری
تجویز اور نیت یہ ہے کہ اس عہدنامہ کی منظوری کی تاریخ سے آپسے زیادہ اوس پچاس لاکھ روپیہ سے
نہ لیا جاویگا۔ اور کسی طرحکا مطالبہ نہوگا۔ اگر آپ بعدازین کمپنی سے زیادہ فوج طلب کرینگے تو اوسکا
خرچہ واجبی اسکے سوا آپکو دینا ہوگا اور اگر کوئی ہراول برگیڈ یا رسالہ سوارون مین سے واپس طلب کیا جائیگا
یا فوج مین زیادہ کمی ہوگی اوسی قدر حساب واجبی کرکے آپ کو دلاؤنگا۔ اس نظر سے کہ اس عہدنامہ
کے مطالب مین کوئی وجہ اختلاف رائے کی باقی نہ رہے۔ مین آپ کو اطلاع دینا ضروری تصور کرتا ہون
کہ اگر کسی ضرورت پر کچھ تبدیلی اس فوج مین واقع ہو خواہ بطور زیادتی یا کمی رسالہ و پیادگان کی تو یہ
انتظام مانع اوسکی نہوگی۔ اگر کل فوج مین زیادہ کمی واقع نہوا اور یہ بھی واضح ہو کہ اس تبدیلی کے عوض
کچھ زیادہ آپسے مطالبہ نہوگا ایک رزیڈنٹ جیسا اب ہے آپ کے دربار مین رہیگا۔ مگر چونکہ بدا ہی
الٰہی کی اور میرا ارادہ ہے کہ آپ کی حکومت مین کسی طرح کی مداخلت نہ کی جاوے۔ اس لئے احکام
تاکیدی رزیڈنٹ کے نام جاری ہونگے کہ وہ مداخلت خود نہ کرے۔ اور نہ کسی رعایا سے انگریزی
کی طرف سے معافی محصول وغیرہ کا یا کسی اور طرحکا دعوے بذریعہ حکم گورنمنٹ انگریزی کے ہونے

کرلیا جائیگا حاصل کلام یہ ہے کہ تمام انتظام آپ کے ملک کا آپکے اور آپکے اہلکارون کے سپرد رکھکر مین غیر کی مداخلت کا انسداد کرونگا اور تاکہ یہ امر بلا حجت وقوع مین آئے مین صلاح دیتا ہون کہ آپ کسی یورپین کو اپنے ملک مین بغیر میرے حکم تحریری کے رہنے نہ دین - اور اگر مین کسی کو ایسی اجازت یا حکم دونگا تو اوسکی نقل آپکے پاس بھیجی جاویگی - اگر کوئی یورپین بغیر میری اجازت تحریری کے آپکے ملک مین جا کر رہے تو آپ اوسکو بزور دتی اوٹھا دین اور اگر اوسکی طلبی ہو تو آپ صاحب رزیڈنٹ کے پاس جو کمپنی کیجانب سے رہیگا اوسکو بھیدین - مینے جو حالات گذشتہ ملاحظہ کئے اور آپ کی دوستی کا حال جو آپکے اور کمپنی کے درمیان مین ہے مشہور عام ہے دیکھا تو مجھے حال ذیل لکھنا مناسب متصور ہوا کہ چند سال گذشتہ مین آپکے بایکٹ اون سے جو دعرضی سے اکثر استغاثے گورنمنٹ انگریزی مین گئی ہین جسکے سبب سے بدنامی آپکے انتظام کی ہوئی ہے میرا ارادہ یہ ہے کہ اسکا انسداد ہو اور سینے بخوبی توجہ اونکے استغاثے پر نہین کی ہے - مگر چونکہ دوستی باہم مشہور ہے - اس لئے اگر آپ انصاف کو کار فرمائین تو طرفین کی نیکنامی اور شہرت کا موجب ہے - فرخ آباد کے بارے مین عہدنامہ چہار گرم کی شرط چہارم کا لحاظ رہیگا اور انگریزی رزیڈنٹ وہانسے اب خواہ بعد اختتام سنہ ۱۹ء فصلی کے طلب کرلیا جائیگا - اور بعد اس سنہ کے وہ وہان نہ رہیگا اور نہ دوسرا مامور ہوگا اس بارے مین بسبب اسکے کہ اتبک مداخلت اس گورنمنٹ کی اوس ضلع کے بندوبست مین تھی مین آپ کی اطلاع دیتی مناسب تصور کرتا ہون کہ آپ نواب مظفر جنگ کے حقوق کا لحاظ رکھینگے اور اگر کسی وجہ سے آپ کو فرخ آباد کے معاملات کا انتظام کرنا پڑے تو آپ وعدہ کرین کہ آپ اوس علاقے کی آمدنی سے کافی روپیہ نواب مظفر جنگ کے اچھی طرح گذارے کے لائق علیحدہ کر دینگے اور چونکہ مظفر جنگ کی مان اور بھائی دل دلیر خان اور دیپ چند دیوان سابق نے انگریزی گورنمنٹ کے ساتھ وجوہ دوستی ظاہر کی ہین اسلئے یہ بات ضروری ہے کہ کچھ گذارہ اونکے لئے بلا واسطہ مظفر جنگ تجویز ہو - مشہور ہے کہ دل دلیر خان کو مظفر جنگ اپنا دشمن تصور کرتا ہے اور جو اعتبار کہ دل دلیر خان پر اس گورنمنٹ کا ہی اوسکی وجہ سے اندیشہ ہے کہ اگر اوسکی پورے طور پر حفاظت نہوگی تو وہ مظفر جنگ کی خفگی سے نقصان اوٹھائیگا اسلئے مجھی امید ہے کہ آپ وعدہ کرین کہ خاص اون لوگونکی پنشن مظفر جنگ کے خرچ مین سے اون کو علیحدہ صاحب رزیڈنٹ کی معرفت دلوایا کرین - اوس حساب کی روسے جو آپکے اور کمپنی کے درمیان مین ہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپکے ذمے بہت باقی ہی - مگر حسب نیت مذکورہ بالا مین نہین چاہتا کہ آپ کو زیادہ دینے کی تکلیف ہو - مگر جو ضروری اخراجات ہون اونکا ادا کرنا ضرور ہی - مین اسواسطے

صلاح دیتا ہون کہ آپ جس تاریخ سے یہ عہدنامہ قرار پاوے گا آپ اوس تاریخ کو تمام بقایاے تنخواہ فوج جو آپکے ملک مین موجود ہی۔ اور رزیڈنسی اور نواب سعادت علیخان اور سرداران روہیلہ کا خرچ اور نیز بقایاے مسٹر اندرسین ادا کردین اور باقی جو کچھ رہیگا وہ حساب کے کاغذات سے صاف ہوگا۔ اور اس گورنمنٹ کے قرضے کے طور پر آپکے ذمے تصفیہ نہ کیا جاے گا۔ جو مطالب کہ آئین لکھے گئے ہین اونکی باسے مین اکثر گفتگو حیدر بیگ خان سے ہوئی وہ آپ کا بڑا خیرخواہ ہے اور دونون سرکارون کا دوست ہے۔ اور چونکہ وہ آپ کے کل امور سے واقف ہے اور آپ کا معتبر ملازم اور وزیر اعظم ہے اسلئے مینے اوسکو امور فوائد باہمی کا مجاز مطلق کرکے بلا تامل اوس سے وہ سب حال جو میری راے مین فوائد طرفین کی ترقی کے لئے مناسب اور مفید متصور ہوا کہا ہے اور میری راے مین اوس سے کہہ بہتر لے آپکے ساتھ کہنے کے ہے۔ مگر چونکہ آپکی منظوری بھی شرائط مقبولہ حیدر بیگ خان کے لئے ضروری ہے اسلئے مینے مناسب تصور کیا کہ علت غائی اوسکی اس تحریر مین درج کردون باقی حال مفصل حیدر بیگ خان آپسے بیان کریگا۔ آپ اطمینان رکھین کہ نہایت ایمانداری سے تمام شرائط کی تعمیل انگریزی کمپنی طرفسے کرونگا۔ طلسم ہند مین لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان نے کروڑ روپے کا جواہرات گورنر جنرل کی نذر کیا تہا اونھون نے اپنی عالی ہمتی سے کہا کہ اس تحفے کے عوض کونسی نایاب شے نواب وزیر کے پاس اپنی طرفسے روانہ کرون اس سے بہتر یہ ہے کہ یہی تحائف نواب وزیر کو ہماری طرفسے پہنچا دو۔ تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ گورنر جنرل نے آصف الدولہ کے تحائف اس وجہ سے نہین قبول کئے کہ وہ ولایت مین اتہل اونکا گر آئے تہے لیکن ہندوستان کے کسی رئیس کا تحفہ نہین لونگا۔ اور اونھون نے صراحت کے ساتھ حیدر بیگ خان سے ان تحائف کے نہ لینے کا عذر کردیا حیدر بیگخان تہوڑے دنون کلکتے مین رہکر گورنر جنرل سے رخصت ہوے اور جس راستے سے لوٹے عظیم آباد مین باقی پور کے پاس حیدر ونوقف کرکے لکہنو پہنچے اس سفر مین بہت سا روپیہ اہل حاجات کو دیا تہا بعض کہتے ہین کہ اونھون نے اس کام مین ایک لاکھہ روپیہ صرف کئے بعض اس سے بھی زیادہ بتاتے ہین۔ اس کارروائی کے ظہور سے نواب آصف الدولہ حیدر بیگخان سے بہت خوش ہوے اور اونکو سب سے زیادہ دولت خواہ سمجھے لگے

نواب وزیر کی طرف سے گورنر جنرل کی تحریر کا جواب

نواب وزیر نے گورنر جنرل کی تحریر کے جواب مین ایک خط جولائی ۱۷۸۴ء مین اونکو لکہا کہ آپکی دوستانہ تحریر پہونچی مضمون اوسکا یہ ہے کہ کمپنی کا اور آپکا یہ مصمم ارادہ ہے کہ میری حکومت اور انتظام مین

مداخلت نہوگی اور رزیڈنٹ لکھنؤ کو حکم تاکیدی ہوگا کہ وہ نہ آپ مداخلت کرے گا اور نہ کوئی
اور شخص آپ کا ماتحت کسیطرحکی مداخلت کرنے پاوے گا۔ اور میرے ملک کی حکومت
اور میرے اہلکاروں کی متعلق رہے گی اور غیر کی مداخلت بالکل مسدود ہوگی۔ نواب حیدر بیگ
خان نے ان سب امور کو مفصل بیان کیا جو آپ کی مہربانی اور الطاف کے سبب میرے کاموں کے
بندوبست کرنے کا باعث ہوئے مجھے نہایت خوشی ہوئی ہمیشہ آپ کی نیک نیتی کے تصور میں
خوش تھا اب اوس کے نتیجے دیکھکر خوش ہوتا ہوں اور اسقدر شکر گزار ہوں کہ اوس کا ایک شمہ
بیان کرنے کے واسطے دفتر چاہیئے یہ مشہور ہے کہ نواب مرحوم کی زندگی میں اور اون کے انتقال کے
وقت اور میری جانشینی اور حکومت کے زمانے میں انگریزوں کی دوستی کامل و مستحکم اور بے ریا رہی ہے
اور اللہ کی عنایت سے آیندہ یوماً فیوماً ترقی پر ہوگی۔ اس وقت میں ایسا بزرگ رئیس صاحب علم و خبر جنابعالی
کل اور حکومت کامل کے ساتھ میرے ملک کے انتظام کے واسطے آیا میں سمجھتا ہوں کہ ایسے رئیس کا
ورود صرف میری خوش نصیبی سے ہوا مجھے امید قوی اور اطمینان کامل ہے کہ میرے تمام کام میری مرضی
کے موافق سرانجام پاوینگے فوج متعینہ فتحگڈھ کے قایم رکھنے اور جاری رہنے کے باب میں جو آپنے
تحریر فرمایا ہے کہ بدستور سابق قایم رہے مینے بخوبی غور کیا اور سمجھا ہو جو نکہ میرے ملک کا بڑا صرف
اسی فوج کے سبب سے سال بسال ہوتا ہے۔ سابق میں جو عہد و پیمان سرداران انگریزی کے ساتھ
اس بارے میں ہوئے ہیں اور جس طرح پر یہ معاملہ بہت سی گفتگو کے بعد طے ہوا ہے اوس سب سے
آپ بخوبی واقف ہیں۔ بہر حال مجھے آپ کی توجہ سے بہتری و بہبودی کی امید ہے اور مجھے لازم آیا کہ
اوس کا اصل و مفصل حال بیان کروں۔ مگر مینے سنا ہے کہ آپ اس طرف تشریف لاتے ہیں یہ میری
عین دلی خوشی ہے اور آپ کی ملاقات سے مجھے خوشی حاصل ہوگی۔ اسواسطے اس مطلب کو اوس
وقت پر منحصر رکھا اور یہ ضروری تصور کیا کہ اول آپکی مہربانی حاصل کروں بعد اوس کے آپ مہربانی
و الطاف سے جو مشہور عام ہے وہ تحریر فرمائیں جو میری بہبودی اور خوشی کا باعث ہو اور آپ کو بھی
منظور ہو اس لیے آپ کی رضامندی اور خوشی کے قایم رکھنے کے لیے میں منظور کرتا ہوں کہ
جو فوج اب فتحگڈھ اور کانپور میں ہے وہ بدستور قایم رہے اور اپنے بھائی سعادت علیخان اور
سرداران روہیلہ کی تنخواہیں اور رزیڈنٹی اور دوسرے انگریزوں اور صاحب رزیڈنٹ ہمراہی
مہاراجہ سیندھیا کے اخراجات اور ڈاک کا خرچ وغیرہ بھی جو آپنے پچاس لاکھ روپیہ مقرر کر دیا ہے
کہ ادا کیا کروں یہ مجھے منظور ہے اور آپنے یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ میرا خرچ اس پچاس لاکھ سے

زیادہ نہوگا اور اگر کسی طرح کا مطالبہ اسکے سوا نہوگا اور یہ بھی درج فرمایا ہے کہ جب کبھی کوئی ان دو برگیڈ مین سے یا رسالہ سواران مین سے واپس طلب کیے جاینگے یا زیادہ کمی اون فوج مین ہوگی تو کمی خرچ کے مطابق روپیہ کمی کا اس پچاس لاکھ مین سے مجرا ہوگا مین یہ بھی منظور کر کے فرد قسط بندی ارسال کرتا ہون - اور مجھے یقین ہی کہ آپ ہمیشہ مہربان اور عنایت فرما میرے حال پر رہینگے جس مین میری بہبودی اور آسایش کا باعث ہوگا - آپکے مہربانی نامے کے امر کا جواب بنتے نہین دیا ہے اسوجہ سے کہ مینے سنا ہے کہ آپ ضرور اس طرح مین تشریف لاوینگی بس بروقت ملاقات ہر امر مین دوستانہ گفتگو کی جاوے گی اب یہ خیال کر کے کہ آپکے حکم کی تعمیل اور آپ کی رضاجوئی استحکام دوستی سے ہے جبنے اپنی منظوری تحریر کی - فرخ آباد کے بارے مین آپ تحریر فرماتے ہین کہ وہ نوکش سابق میرے ماتحت رہیگا اور ریذیڈنٹ جو وہان مقیم ہے وہ خواہ اوسوقت خواہ سنہ ۱۲۱۱ فصلی کے ختم ہونے کے بعد برخاست ہوگا اور سنہ مذکور کے بعد وہ وہان نرہیگا - اور نہ کوئی اور سا دسکی جگہہ مامور ہوگا - اور آپ حکم دیتے ہین کہ مین مظفر جنگ کے ساتھ مہربانی سے پیش آؤن اونکے حقوق کا لحاظ رکھون اور جبکہ انتظام امور ضلع مذکور کا مناسب مقصود رہے تو معقول پنشن نواب مظفر جنگ کے لیے مقرر کرون - اور نواب مظفر جنگ کی مان اور اونکے بھائی دل دلیر خان اور راے دیپ چند دیوان سابق نے جو خواہش دلی گورنمنٹ انگریزی کمپنی کی نسبت ظاہر کی ہی یہ ضرور ہے کہ کچھ گذارہ اون کا علاوہ اسکے نواب مظفر جنگ کے مقرر ہو چونکہ نواب کی دشمنی امنکے ساتھ ظاہر ہے اور دل دلیر خان پر گورنمنٹ انگریزی کا اعتبار ہونے کی وجہ سے یہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اونکی حفاظت نہوگی تو مظفر جنگ کی وجہ سے اونکو تکلیف ہوگی مین اون کے واسطے کچھ گذارہ مظفر جنگ کی پنشن مین سے مقرر کر کے لکھنؤ کے ریذیڈنٹ کی معرفت اونکو دلایا کرون مین ان سب امور مین آپکے حکم کی تعمیل کرونگا اور مظفر جنگ کی مان اور دل دلیر خان اور راے دیپ چند کو ریذیڈنٹ کی معرفت گذارہ دلوایا کرونگا - اور اونکو حفاظت مین رکھونگا - امید کہ ملاقات حاصل ہونے تک تحریرات سے معزز و مسرور ہوتا رہون - اس خط کے ساتھ پچاس لاکھ روپیہ کی قسط بندی بھی بھیجی گئی تھی -

حیدر بیگ خان نے اپنی طرف سے بھی ایک عرایضہ گورنر جنرل کو بھیجا جس کا مضمون یہ ہے - سابق مین ایک عرضی اپنے لکھنؤ مین پہنچ جانے کی حال کی حضور کی خدمت مین بھیجی ہے یقین ہے کہ ملاحظہ مین گذری ہوگی اب حضور کی تحریر دوستانہ کا جواب نواب وزیر کی جانب سے بھیجا جاتا ہے اوس سے

حضور کی رضا جوئی کا حال نواب وزیر کی طرف سے واضح رائے عالی ہوگا حضور نے اوسکے امورات
از حد مہربانی ظاہر فرمائی ہے۔ اور یقین ہے کہ آیندہ بھی وہی عنایات اونکی نسبت مرعی رہینگی
کیونکہ اونکو حضور کی ذات سے نہایت توقع ہے۔ ایک فرد قسط بندی در اخراجات فوج وغیرہ کی
نواب صاحب کے دستخط کے ساتھ مرسل خدمت ہے اور مین ایک ہنڈی اوس قدر روپیہ کی جسکا ذکر
دو میزول صاحب نے فرمایا تھا کہ ماہ فروری ۱۷۸۶ء تک قرضہ چکایا جائے بھیجتا ہون اور وہ ہنڈیات
اوس روپیہ کی بابت بھی جو شاہزادون اور نواب سعادت علی خان کی تنخواہ کا فروری ۱۷۸۶ء
تک ہے بھیجتا ہون یہ سب حضور کے ملاحظہ مین گذرینگی چونکہ اب بہت عرصہ ہوگیا ہے اسلئے
اکثر طریق کاروائی مین بدانتظامی واقع ہوئی ہے ۔ ۔ ۔ سرکار کمپنی کی ادائی
میں ہوگیا اب کہ مین یہان آگیا ہون ۔ ۔ ۔ کے تردد وغیرہ کا وقت ہے مین ۔ ۔ ۔ کا عرض ۔ ۔ ۔
ہوا اور ۔ ۔ ۔ کی مدد اور حضور کی عنایات سے ۔ ۔ ۔ کام کا انتظام ہوجائیگا اور جو زیادتی کرنل
مارٹن صاحب اور دوسرے صاحبان انگریز کا ہے وہ ۔ ۔ ۔ تحقیقات آخر ماہ ۔ ۔ ۔ ۱۷۸۶ء
تک ہوگا ۔ ۔ ۔ تک ادا ہوجائیگا۔ روپیہ قسط بندی بابت اخراجات فوج ابتدای مارچ ۱۷۸۶ء
سے جون ۱۷۸۶ء تک ۔ ۔ ۔ مین داخل ہوگیا اور ۔ ۔ ۔ اللہ کی عنایت سے ماہ بماہ
قسط بندی کے مطابق ادا ہوتا رہیگا امید کہ تحریرات عالی سے سرفراز ہوتا رہون ۔

گورنر جنرل کی لکھنؤ مین تشریف آوری۔ عہدنامہ تجارت

ہارٹن واٹس صاحب آپ بھی لکھنؤ آئے سلطنت کی طرف سے رسم استقبال اور دعوت
علی قدر مراتب حسن وخوبی کے ساتھ ادا ہوئی۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ اول ملاقات مین آصف
الدولہ نے گورنر جنرل کو تحفے پیش کیے اونہون نے کچھ نہ لیا ۔ وہی عذر بیان کیا جو حیدر بیگ
خان سے کیا تھا جب آصف الدولہ گورنر جنرل سے ملنے کو گئے تو اونہون نے ولایت فرنگ
اور انگلستان کے تحفے نواب کو دیے نواب نے اونکی خاطر سے دو ایک چیزین لے لین باقی
وہین چھوڑ دین پھر گورنر آصف الدولہ سے رخصت ہوکر بنارس کی طرف راہی ہوئے ۔
۔ ۔ ۔ ہجری مین ایک عہدنامہ تجارت کا سرکار کمپنی کے ساتھ قرار پایا جسکی روسے
ایک محصول فیصدی قیمت اجناس پر لینا تجویز ہوا۔ اور زمینداران وغیرہ کو ممانعت ہوئی کہ
کہ محصول گذارات کا نہ لیا کرین ۔

امیر الدولہ حیدر بیگ خان کی وفات - ملکی انتظامات

یہ شخص مدت تک اودہ کے انتظام میں مصروف رہا نواب وزیر کا خیر طلب تھا تشخیص اور تحصیل کا کام خوب کیا رعایا بھی راضی رہی - مگر فوج و سپاہ میں انگشت نما تھا فرح بخش میں لکھا ہے کہ حیدر بیگ خان نے نکلنے جا کر ایسا معاملہ درست کہ کوئی صاحب حکم فرنگی نواب کے علاقے میں نہیں رہا مگر اسقدر خرابی کی کہ سپاہ کی تنخواہ کم کردی اور ملک کی خبرگیری نکی حیدر بیگ خان ایک سال سے ضعف معدہ کے عارضے میں مبتلا تھا - مگر دو تین مہینوں سے دستوں کا ایسا عارضہ پیدا ہوا کہ اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت جاتی رہی علاج سے کسیطرح نفع نہوا اوایل ذیقعدہ سنہ ۱۲۱۴ ہجری میں شہباز اجل کا شکار ہوا کشمیری باغ واقع لکھنؤ میں دفن ہوا - **تاریخ وفات**

رئیس جہان نواب حیدر بیگ خان — عازم ملک عدم گردید ہاے
سال تاریخ وفاتش پیر عقل — گفت رحلت کرد امیرالدولہ واے

اپنی وفات سے پہلے اوس نے اپنی تمام نقد و جنس کی فرد تیار کرا کے نواب وزیر کے پاس بھیجدی اور کہلا بھیجا کہ یہ مال سرکار کا ہے جانیں لیں اور چاہیں بخشدیں - اکبر علی خان اپنے دونوں بیٹوں کو نواب کے سپرد کردیا - انکے متروکات میں بیس لاکھ روپے کے قریب نقد و جنس متفرقے بھی ملکر تھے چونکہ نواب وزیر حسن خدمات حیدر بیگ خان سے مسرور تھے اسلئے وہ مال و اسباب منضبط نکیا اوسکی اولاد کو بخشدیا اور اوسکی تنخواہ بھی اون کے بیٹوں پر مقرر کردی - فرح بخش میں لکھا ہے کہ حیدر بیگ کے بعد راجہ ٹکیت رائے کی ذات پر نظم و نسق کاروبار کا مقرر ہو گیا جو سابق میں چاروں صوبوں کا دیوان سرکار پر اتمالی ملکی تھا - اور اوس کو وزیر نے مہاراجہ ادہراج نرو در راجہ ٹکیت رائے بہادر کا خطاب دیا اور راجہ دہنپت رائے خزانے کا کام کرتا تھا اور راجہ لالہ رائے پیش کار بخشی گری کا کام کرتا تھا - گیان پرکاش میں نواب آصف الدولہ کے عہد کار پردازوں کا اسطرح تذکرہ کیا ہے کہ راجہ خوشحال رائے پسر راجہ نول رائے الہ آباد کا صوبہ دار رہا اور راجہ بہگوانداس کا بڑا بیٹا رائے بہادر سنگھ اور چھوٹا بیٹا رائے [illegible] دونوں جہاؤلال کی رفاقت میں کام کرتے تھے اور کار خانجات کے کام پر مامور تھے اور راجہ بہگوانداس جو راجہ جہاؤلال کا بڑا دوست تھا خطاب راجگی کے ساتھ سرفراز ہو کر بریلی و روہیلکھنڈ کا صوبہ دار رہا - اور راجہ [illegible] رائے کہ راجہ ٹکیت رائے کا رشتہ دار تھا کاروبار مالی و ملکی میں اوسکی ذات پر بھی دار و مدار تھا اس شخص نے امام باڑہ اور مسجد بنائی تھی -

نواب آصف الدولہ کا لکھنؤ مین ایک عالیشان امام باڑہ تعمیر فرمانا اور نجف اشرف مین نہر لانیکے لئے روپیہ بھیجنا

نواب نے سنہ ١٢٠٠ ہجری مین ایک عالیشان امام باڑہ اور ایک بڑی مسجد اور رومی دروازہ تعمیر کرایا ان عمارتوں کی چھتوں مین ایک تنکا بھی لکڑی کا نام نہین ہے سب چھتین ڈاٹ کی ہین - امام باڑے کے دالان کا طول ساٹھ گز اور عرض بیس گز تھا اور رومی دروازے کی بلندی چالیس پچاس گز سے اونچی تھی - لاکھون روپیہ کا قیمتی اسباب امام باڑے مین سجایا گیا اور کانچ کا سامان ایک لاکھ روپیہ کا ڈاکٹر فلبش صاحب کی معرفت طلب کیا - مگر نواب کی رحلت کے بعد یہ اسباب لکھنؤ مین پہنچا - مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ جس زمانے مین اس امام باڑے کی تیاری شروع ہوئی تو اوسوقت سخت قحط سالی تھی غلہ روپے کا آدھ سیر بکتا تھا - شاعرون نے اسکی تاریخین لکھی تھین یہان بھی اونمین سے بعض کو نقل کیا جاتا ہے ؎ وزیر سید سلیمان جناب معدلت جاہ ❊ ہزبر جنگ خدیو جہان کلاہ کہار ❊ رفیق گشت چو توفیق حق بنا کردش ❊ امام باڑہ گردون بسان ہشت آثار ❊ بگوش اہل جہان گفت عقل تاریخش ❊ رواق عرش جناب آئمۂ اطہار دیگر مقر شاہ کربلا آل نبی ابن علی دیگر بزمگاہ شہید راہ خدا دیگر مقام آل ہمبر مقام محمود است ❊ گیان پرساتی کا موقف آصف الدولہ کی تعمیر عمارات کی بڑی تعریف کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ نواب نے دریائے گومتی کا پل بنوایا اوسکی تاریخ صراط مستقیم ہے - باغ اور باغیچے اور صدہا بارہ دریان اور نہرین اور حوض اور پانی کے فوارے اور فوارسکے اور حمام خشتی و سنگین اور شیشہ کا محل بے مثل اور ہاتھی دانت کا بنگلہ بنوایا - اور نواب نے سات لاکھ روپیہ حاجی محمد طہرانی کی معرفت نہر فرات سے ایک نہر نجف اشرف[۱] مین

---

۱ اور بعض نوشتون سے کربلا مین نہر کا بنوانا پایا جاتا ہے اور میر محمد اجمل الہ آبادی کی نظم سے مشہد مین نہر جاری کرانا ثابت ہے مشہد ایک شہر کا نام ہے ایران مین جو قدیم زمانے مین طوس کہلاتا تھا حضرت علی موسیٰ رضا علیہ السلام کا مزار اسی شہر مین ہے اسلئے مشہد مقدس کہلاتا ہے ۱۲ منہ

لانے کے واسطے بہیجا اس کام میں مدد کیلئے مرزا حسن رضا خان اور خواجہ عین الدین انصاری نے بھی نے بھی روپیہ دیا اس نہر کا نام نہر آصفیہ رکھا اور اس نہر کے جاری ہونے سے پانی کا قحط رفع ہو گیا۔

درگاہ حضرت عباس کی حقیقت

فقیر بیگ نام ایک شخص نواب آصف الدولہ کے عہد مین تہا اوس نے ایک علم دریائے گومتی کے کنارے پوشیدہ دفن کر دیا اور شہر کے لوگون سے یہ بات ظاہر کی کہ مجھکو خواب مین یہ الہام ہوا ہے کہ حضرت عباس کے ہاتھ مین جو علم معرکہ کربلا میں تہا وہ فلان مقام پر دفن ہے تو وہ اسکو نکال لے اور اپنے طریق کے چند رفیق جمع کر کے اوس مقام پر گیا اور جگہ کو کہود کر وہ علم نکالا اور گہر مین کہ رستم نگر کے اندر واقع تہا نہایت تعظیم کے ساتھ رکھا اس حکایت نے شہرت پائی نواب آصف الدولہ ہزار جان و دل سے شہدائے کربلا کے جان نثار تھے اوس علم کی زیارت کے لئے فقیر بیگ کے گہر گئے اور علم کی زیارت کی اب اہل شہر بھی جو اس طریق کے تھے جوق جوق آنے لگے شیر خان اور نیازین حاجتمندون نے حاضر کرنی شروع کین جب فقیر نے قضا کی تو انکے بیٹے نے بہی جمعرات کے دن وہ طریقہ جاری رکہا اور اوسکی آمدنی سے اوقات بسر کرتا تھا عشرہ محرم مین زیادہ رونق ہوتی تھی پہلے وہ مکان خام تہا چہت کی عوض کہپریل تھی۔ عمارت عالی نواب سعادت علی خان کے عہد مین تعمیر ہوئی جیسا کہ مفتاح التواریخ مین لکہا ہے اوسکی آمدنی کچھ خادمون کے حصے مین آتی تھی اور کچھ سرکار مین داخل ہوتی تھی رفتہ رفتہ اوسکی آمدنی لاکہون روپیہ سالانہ کو پہنچی ہر جمعرات کو خصوصاً نوچندی جمعرات کے دن اوس درگاہ مین بڑا جلسہ منعقد ہوتا تہا زیارت کرنے والونکے سوا ہزارہا تماشائی اور شہر کی پری پیکر خوبصورتین بن ٹہن کر جمع ہوتی تہین۔ سلطنت کے قیام تک یہ جلسہ بڑی دہوم دہام سے رہا۔ اب بقول شخصے ؎ آن قدح بشکست وآن ساقی نماند ۔ ارباب شہر اتنا کہکر بیٹہتے ہین نہ وہ آمدنی ہے نہ وہ آرایش و زینت

مرزا حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت رائے کا کلکتہ کو بھیجا جانا

نواب آصف الدولہ نے مرزا حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت رائے کو کلکتے
کو گورنر جنرل کے پاس بھیجا چنانچہ یہ دونون اوائل شوال سنہ ١٢٠١ ہجری مین عید الفطر کی نماز کے
بعد آصف الدولہ سے رخصت ہوکر پندرہ سو یا ہزار سوار اور دو توپون کے ساتھ شہر سے باہر نکلکر شہر کے
متصل ٹھیرے اون کے ہمراہ انگریزی فوج کی چار کمپنیان بھی ارکاٹ صاحب کے زیر حکم ہوگئین
اسی مہینے مین یہ دونون صاحب اس لاو لشکر کے ساتھ کلکتہ کی طرف روانہ ہوئے غازیپور
اور جونپور کی راہ سے بنارس پہنچے وہان صاحب رزیڈنٹ اور نصیر الدین خان بن علی ابراہیم خان
حاکم عدالت دیوانی و فوجداری نے استقبال کیا۔ سرفراز الدولہ نے آصف الدولہ کی
جانب سے خلعت شش پارچہ مع مالاے مروارید اور جیغہ اور سرپیچ مرصع تہا علی ابراہیم خان
کے بیٹے کو دیا علی ابراہیم خان ان دنون علیل تہا۔ اس لیئے وہ خود نہ ملا وہان سے کوچ
کرکے سلخ ذیقعد کو داناپور کے متصل پہنچے یہان کے حکام انگریزی سول و فوجی نے ملاقات کی
وہان سے ذیحجہ روز چہارشنبہ کو آگے کوچ کیا عظیم آباد مین باغ جعفر خان المخاطب بہ مرشد
قلی خان مین ٹھیرے پھر وہان سے چلکر آخر ذیحجہ مین مرشد آباد پہنچے اور عشرہ محرم کے دن تہانے
کیئے اس مقام مین سرفراز الدولہ نے مسافرون محتاجون اور سیدون کو بہت کچھ دیا یہان انگریزون
سے بھی ملاقات ہوئی اور جو نامی آدمی ہندوستانی اون سے ملے اونہین خلعت عطا کیئے۔
پھر یہان سے روانہ ہوکر کلکتہ پہنچے۔ اور شہر کے باہر مقام کیا لارڈ کارن والس صاحب گورنر جنرل سے
کئی ملاقاتین ہوئین۔ گورنر جنرل نے دونون کو کمپنی کی طرف سے خلعت تکلف دیئے۔ گورنر
تو وہان سے جہاز پر سوار ہوکر ولایت کیطرف روانہ ہوئے یہ دونون جدید گورنر جنرل سے
ملنے کے انتظار مین ٹھیرے رہے اور اس وجہ سے دو مہینہ تک وہان رہنا ہوا۔ جبکہ
جدید گورنر جنرل سر جان شور صاحب کلکتے مین پہنچے تو اون سے ملکر سنہ ١٢٠٢ ہجری مین وہان سے
معاودت کی ٧۔ جمادی الاولے کو عظیم آباد مین پہنچے یہان تین چار مقام کیے اور غریبون کو
اپنی سخاوت سے فیضیاب کیکے لکھنؤ کیطرف چلے۔ اوائل ماہ جمادی الاخرے مین مقام
بہڑایچ مین آصف الدولہ کے پاس پہنچ گئے۔ آصف الدولہ سیر و شکار کی بعد لکھنؤ کو روانہ ہوے
یہ دونون ہمراہ تھے ١٠۔ جمادی الاخرے روز پنجشنبہ کو آصف الدولہ لکھنؤ مین داخل ہوگئے
اور دونون کو خلعت فاخرہ دیئے یہ سفر نو مہینے کے عرصہ مین ابتدائے شوال سنہ ١٢٠١ ہجری
سے اوائل جمادی الاخرے سنہ ١٢٠٢ ہجری تک پورا ہوا۔ دونون کا گذارہ پندرہ لاکھ روپیہ

صرف کر کے پھر آئے سواے اپنی راہ و رسم کے ارباب کونسل سے کوئی بات نواب کے فائدے کی ظہور میں نہ لائے ۔

وزیر علی خان کی شادی

ماہ شعبان سنہ ۱۲۰۹ ہجری مین نواب آصف الدولہ نے مرزا وزیر علی خان کی شادی کا سامان کیا یہ شادی اشرف علیخان ابن بندہ علی خان کی بیٹی سے قرار پائی تھی۔ یہ بندہ علی خان نواب برہان الملک اور نواب صفدر جنگ اور نواب شجاع الدولہ کے عہد مین داغ[1] و تصحیحہ کی خدمت رکہتا تھا اس تقریب مین نواب آصف الدولہ نے بہت روپیہ صرف کیا صرف روشنی مین تین لاکہہ روپیہ کا تیل جلا تھا ہزارون نقرئی گھوڑے ساجق مین تھے ۔ اور آرایش کی کشتیان مقیش و بادلہ و تمامی سے آراستہ تہین یہ تمام سامان دولت خانہ سے بیچ کر چار باغ تک کہ درمیان مین تین کوس کا فاصلہ تہا گیا ۔ گیان پرکاش مین لکہا ہے کہ آتشبازی نہایت نفیس تیار کرائی ایک قسم کا غبارہ تہا کہ آسمان مین بطور تارے کے جاتا اور ایک گہڑی تک وہان ٹہرتا دو رویہ تھا شرشکلہ گویا او برج سے آراستہ کئے تھے ۔ سات روز تک یہ جشن رہا اس شادی کے مصارف کی وجہ سے تمام چیزین بہت گران ہوگئین ۔ غلہ و تیل اور ہر قسم کا کرانہ اور کپڑا زیادہ قیمت پر چڑہ گیا ۔ بیوپاریون کے لٹتے بوبار سے تھے ۔ اس شادی کا صرف کم سے کم بیس لاکہہ اور زیادہ سے زیادہ چالیس لاکہہ روپے تک بتاتے ہین ۔ نواب مظفر جنگ پسر نواب احمد خان بنگش والی فرخ آباد اور محمد علی خان ولیعہد نواب فیض اللہ خان والی رامپور بھی ایک ماہ پیشتر سے مہمان آئے تھے ۔ موزون نے آصف نامہ کے آخر مین ایک مثنوی اس شادی کے حال مین لکہی ہے اور یہ تاریخ یون موزون کی ہے ؎

ازین عقد و جشن شادشد ۔ دلم کرد موزون فرط طرب
ز من سال تاریخ رحول طلب ۔ بیک بیت گفتم دو تاریخ نغز

---

[1] داغ عمدہ عمدہ گہوڑون وغیرہ پرانکی صحت کی پہچان کے واسطے نشان لگا دینے کو داغ کہتے ہین اور تمام جانورون مین سے جانچ کر عمدہ جانورون کے چہانٹنے کو تصحیحہ کہتے ہین ۔ ۱۲ فرہنگ انتخاب شاہجہان نامہ مصنفہ منشی شرع اللہ و انشرمن کورس ۔

سخن را بر آوردم از پوست مغز ۔ زہی ہمیت یارب این عقد را ۔ کہ کرد از دل خلق واعقد را
ز روے وفاق وز روے وداد ۔ کہ کمتر چنین اتفاق اوفتاد ۔ وگر سال تاریخ آمد بکیف ۔
قران دو کوکب بہ برج شرف ۔ اس شادی کے بعد مرزا علی رضا خان کی جو وزیر علیخان
سے چھوٹا اور سیتینی تہا مرزا جنگلی کی بیٹی سے شادی کی ۔ اس مین روپیہ کم صرف ہوا غرضکہ
نواب کے عہد مین ملک کی زیادہ تر آمدنی سے ہی مصارف مین خرچ ہوتی تھی سوا عیش و عشرت
کے کسی کو کسی سے کام نتھا ۔ ہر روز عید اور ہر شب شب برات تھی ۔

نواب وزیر کی افاغنہ رامپور پر چڑہائی

نواب فیض اللہ خان والی رامپور کے انتقال کے بعد اون کے بڑے بیٹے نواب محمد علیخان
۱۷۔ ذیحجہ ۱۲۰۸ ہجری کو مسند نشین ہوے ۱۳ محرم ۱۲۰۹ ہجری کو افسران فوج نے اونکی
بے لوث ناحق کوشی بدمزاجی اور سخت گیری کی وجہ سے اونکو مجروح و معزول اور قید کر کے
اونکے چھوٹے بہائی نواب غلام محمد خان کو مسند نشین کر دیا ۔ جام جہان نما مین لکھا ہے کہ جبکہ
استغاثہ قتل نواب محمد علی خان بوکالت صاحبزادہ مصطفے خان ابن الہ یار خان ابن نواب علی محمد خان
روہیلہ کے جن سے نواب محمد علی خان کی حقیقی بہن منسوب تھی آصف الدولہ کے حضور مین ہوا
تو وہ بہت برہم ہوے اور رامپور کے افسران فوج کو لکھا کہ غلام محمد خان کو گرفتار کر کے یہان
بھیجدو ورنہ تم لوگون کو سخت سزا دیجائیگی اور معظم کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب محمد علیخان
مجروح کو ڈاکٹرون سے علاج کرانے کے لئے لکھنو بلایا تھا ۔ اس تحریر کے پہنچتے ہی اونکے سب
مخالفون نے صلاح کر کے اونکو مروا ڈالا ۔ اور اونکی تجہیز و تکفین کے بعد نواب غلام محمد خان نے
ایک محضر تیار کرایا جس کا مضمون تہا کہ نواب محمد علیخان نے غیرت کی وجہ سے تمنچہ مار کر خودکشی
کرلی ہے شب کو اونکی آرامگاہ مین ایک فیر ہوا دیکھا تو وہ مرے پڑے تھے اور یہ محضر ایک
عرضی کے ساتھ نواب وزیر کے پاس بھیجا اور اپنے چھوٹے بہائی فتح علی خان کو اس مقدمہ
مین جوابدہی اور پیروی کے واسطے روانہ کیا ۔ فتح علی خان لکھنو پہنچکر ایک باغ مین مقیم ہوا ۔
دیوان جھاؤ لال کے ذریعہ سے جس کو اوس عہد مین بڑا رسوخ حاصل تہا گفتگو شروع ہوئی
مولوی قدرت اللہ خان نے جام جہان نما مین لکہا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے
فتح علی خان کو غائبانہ کہلا بھیجا کہ تم تمام سرداران فوج کو خفیہ خط لکھکر اپنے ساتھ متفق

کرکے یہان بلاؤن مین تم کو ریاست دیدونگا مگر فتح علی خان نے کسی مصلحت کی وجہ سے یہ بات قبول نکی رو ہیلکھنڈ گزیٹیر مین ذکر کیا ہے کہ آصف الدولہ کو جب اس بلوے کی خبر ہوئی تو پہلے انھون نے معقول رشوت لیکر اس معاملے کی طرف توجہ نہ کی اور کہا کہ یہ آپس کا فساد ہے لیکن مسٹر چیری انگریزی رزیڈنٹ اس خبر کی تصدیق سے انکار کرتا ہی بلکہ اوس کا بیان ہی کہ آصف الدولہ کا خیال یہ تھا کہ نواب محمد علی خان اور نواب غلام محمد خان دونون اس جاگیر کے مستحق نہین ہین کیونکہ یہ جاگیر انکے باپ کی حین حیات تھی۔ آصف نامے کے مولف نے بھی لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے مقاصد کو نامنظور کیا وہ نظم یہ ہے ؎

کہ ناگہ بدرگاہ گردون سپہر ۔ زنزد برادر کشش آمد سفیر
کہ پوزشگران گناہش شود ۔ برین آستان عذرخواہش شود
ازین در شود عفو جرمش مگر ۔ بجرمانہ پذرفتہ کوہے ززر
برین آستان سپہر اقتدار ۔ ولے قاصدش را نشد اعتبار
پذیرا نشد عذر آن زشت خو ۔ کہ سرزد چنین خون ناحق ازو
نہ انگیزد آن عذر بیجا شنید ۔ کہ مرضی دستور اعظم نبود
بطبق شریعت بحکم رسول ۔ نگردید عذر گناہش قبول

مگر یہ قول صحیح نہین معلوم ہوتا کہ نواب آصف الدولہ نے نواب غلام محمد خان کی سفارت کے مضمون پر توجہ نہ کی بلکہ انتخاب یادگار مولفہ منشی امیر احمد مینائی اور شمس العلماء ذکاء اللہ صاحب کی تاریخ ہندسے ثابت ہے کہ نواب غلام محمد خان نے نواب آصف الدولہ کو بیش بہا تحائف بھیجکر درخواست کی کہ مجھے نوابی مرحمت کیجئے اوس کے عوض مین چوبیس لاکھ روپئے نذرانے کے دیجئے نواب آصف الدولہ تو کچھ نیم راضی سے ہوگئے۔ مگر یہ معاملہ ایسا نہ تھا کہ بغیر انگریزی گورنمنٹ کی مرضی کے طے ہوتا۔ جب اوس سے کہا گیا تو اوس نے نواب غلام محمد خان کی جانشینی سے انکار کردیا۔ مگر یہ اور تماشا کیا کہ یہ تجویز ٹھیری کہ نواب فیض اللہ خان کا سارا ملک لیکر نواب اودھ کو دیدیجئے۔ یہ نہ خیال کیا کہ یہ سزا گنہگار اور بے گناہ دونون کو ہوتی ہے۔
نواب غلام محمد خان قصوروار تھے۔ مگر جو خاندان اونکے ہاتھ سے ستم رسیدہ تھا اوس پر ظلم توڑنے کا کیون ارادہ کیا۔ سوا اس کے نواب فیض اللہ خان کے حسن انتظام سے اون کا

ملک نہایت سرسبز و شاداب تھا اور نواب اودہ کا ملک ویران اور تباہ ایسے ملک کو ایک ظالم سرکار کے حوالے کرنا کب انصاف تھا چونکہ یہ علاقہ انگریزی گورنمنٹ کی وساطت اور ضمانت سے تھا اسلئے اوسپر لازم آیا کہ نواب آصف الدولہ کی مدد کرے نواب غلام محمد خان سے ملک نکال لے اسلئے گورنر جنرل کے حکم سے سر رابرٹ ابر کرمبی فرخ آباد سے انگریزی فوج لیکر اس لڑے کے انسداد کے واسطے روانہ ہوا۔ اور مظفر جنگ نائب دوجو شامین کہتا ہے کہ اوس کے ساتھ سکا چھوٹا کمبو بھی تھا۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ انگریزی فوجین دو پلٹنین گورون کی اور بارہ پلٹنین تلنگون کی اور دو رجمنٹ ترکسوارونکی تھی اور مظفر نے انگریزی فوجکی تعداد چودہ ہزار بتائی ہے۔ جن مین سے سات سو گورے تھے اور تاریخ مظفری مین انگریزی سپاہ کی تعداد پندرہ سولہ ہزار لکھی ہے۔ اور نواب آصف الدولہ بھی تیاری کرکے اوائل ماہ ربیع الاول ۱۲۰۹ہجری مین الہ آباد سے لکھنؤ کو آئے اور یہان تین مقام کرکے رامپور کیجانب کوچ کی اونکی توپون کے عجیب و غریب نام ہین جو بعض شاعرون نے نظم کئے ہین مین اونکو یہان لطف کے لئے بیان کرتا ہون۔ دہور دہانی۔ فتح پیکر۔ نہنگ۔ شیر پیکر۔ جم دکار۔ ملک میدان فتح بار۔ اژدر۔ دیوبند۔ کہنڈ دہانی۔ کڑک بجلی۔ سرجیو۔ گہن گرج۔ شکار دل۔ فتح لشکر صف شکن۔ وزیری۔ جہانگیری۔ حیدری۔ سلیمانی۔ بھلجھری۔ فتحیاب۔ غباری۔ انگریزیان سنسنال۔ سرنال۔ تھنال۔ انمین سے سرجو بہت بڑی توپ تھی الماس خان خواجہ سرا بھی اناوہ سے فوج لیکر چلا۔ نواب آصف الدولہ کے لشکر مین بہت سے امرا اور افسر تھے ہنومان سنگھ کپتان ہربار سنگھ دولم سنگھ۔ بھوانی سنگھ اور سالار جنگ کے دونون بیٹے اکبر علیخان و قاسم علیخان اور عبد الرحمن خان قندہاری اور مرزا اشرف الدین اور مرزا حسن رضا خان اور مرزا داروغہ حجیب خاص اور راو بہولا اور راجہ بلاس راے اور راجہ تکیت راے اور راجہ دہنپت راے یہ سب امرا اور افسر ساتھ تھے سید ولی اللہ نے تاریخ فرخ آباد مین لکھا ہے کہ مظفر جنگ رئیس فرخ آباد بھی ہمراہ تھا۔ اور انگریزی رزیڈنٹ چیری صاحب بھی نواب وزیر کے ساتھ تھا۔ نواب آصف الدولہ کی پہلی منزل نول گنج مین دوسری الماس گنج مین تیسری سلطان گنج مین چوتھی باون مین۔ پانچوین سری نگر مین۔ چھٹی شاہ آباد مین۔ ساتوین شاہجہانپور مین آٹھوین قریب تلہر کے ہوئی۔ انگریزی فوج بھی بڑی بڑی منزلین کرتی ہوئی بریلی پہنچ گئی اور وہان قیام کیا۔ لکھنؤ کی فوج کا انتظار کرنے لگی۔ مگر اوس نے اس فتح مین شریک ہونے

ی سرفرازی کی کوشش کی جب نواب غلام محمد خان کو اس جڑ بالی کی خبر پہونچی تو اونہون نے بھی تیاری کی اور بہت سی جدید سپاہ بھرتی کرکے بریلی کی جانب کوچ کیا اور صید خان کو ایکہزار آدمیون کے رسالے کے ساتھ رامپور کی بندوبست پر چہوڑا۔ نواب صاحب کی فوج کی تعداد عماد السعادت مین ۵۰ ہم ہزار سے ۲۰ ہزار تک بتائی ہی اور لکہا ہے کہ توپون کے علاوہ بالون کے بھی کئی جہکڑے تھے اور منتخب العلوم مین پچاس ہزار لکھی ہے اور روسیلکہنڈ گزیٹر مین پچیس ہزار بیان کی ہی۔ اور رعام جہان نما مین تیس ہزار ذکر کی ہے۔ اور معظم نے صحیح تعداد بتائی ہی۔ اوسکی روایت کے موافق سرہجے ہزار آدمی تھے جس مین ہر قسم کے آدمی تھے اور وہ کہتا ہی کہ تیرہ توپین بڑی بڑی تہین اور چالیس شترنال تہین۔ نواب غلام محمد خان کی فوج کا پہلا مقام موضع ملک علاقہ ۔۔۔ مین ہوا اور یہان اونہون نے سپاہ کو تنخواہین اشرفیان تقسیم کین۔ نواب صاحب نے اس مقام سے جنرل ابرکرمبی کو لکھا کہ آپ درمیان مین پڑکر نواب وزیر سے ہماری صفائی کرادیجیے جنرل صاحب نے جواب بھیجا کہ آپ مطمئن رہیے۔ جب نواب آصف الدولہ یہان آجائین گے۔ تو مین صلح کرا دونگا۔ مگر جسقدر خزانہ نواب فیض اللہ خان کا ہی وہ میرے پاس بہیجا دیا جاے اور آپ اپنی سرحد سے قدم آگے کو نہ بڑہائین جب یہ جواب نواب صاحب کے پاس پہونچا۔ تو افسران سپاہ کو جمع کرکے کہا کہ اپنے ملک کے ڈیرے سے آگے کو قدم نہ بڑہانا چاہیے جنرل صاحب نے اسلیے کہا ہے کہ سب کام ہمین درست ہو جاے گا۔ مگر روہیلہ سردارون نے جواب دیا کہ انگریزون کی بات کا اعتبار نہین جنرل صاحب نے یہ بات صرف اسواسطے لکھی ہے کہ اونکی فوجے جو بریلی وہ کی فوج بھی آکر مل جاے اور دونون فوجین ملکر جنگ کرین اور سب کی یہی راے دی کہ صبح کو آگے بڑہنا چاہیے۔ نواب صاحب نے مجبوراً آگے کو کوچ کیا۔ نواب صاحب کے چھ بھائی اور بھی جنمین نظام علیخان۔ سرفتح علیخان۔ حسن علیخان بریلی مین انگریزون کے پاس پہنچ گئے ہے۔ کیونکہ انمین سے ہر ایک ریاست کا امیدوار تہا اور انگریزون خفیہ عہد وپیمان کر چکا تہا۔ اور اونکے تین بھائی یعنی یعقوب علیخان۔ کریم اللہ خان۔ اور قاسم علیخان اونکے ہمراہ تھے۔ بلکہ ایکدن ایک ادرگل کہلا کہ سپاہی نواب صاحب کے پاس ایک اور شخص کو گرفتار کرلائے اس شخص کو مار پیٹ کر تلاشی لی تو اوس کی کمر مین سے کئی خط نکلے یہ خط بعض افسران کی طرف سے جنرل ابرکرمبی کے نام پہنچے۔ اون کا مضمون یہ تھا کہ آپ آکر جنگ کیجیے ہم سب آپ کے ساتھ ہینگے۔ روہیلے اوسیوقت اون افسران نمک حرام کے ڈیرون پر چڑہ گئے۔ مگر یہ

اس سے پہلے ہی سے قاصد کی گرفتاری کی خبر سنکر لشکر سے نکلکر جنگل کی طرف بھاگ گئے تھے۔
روہیلون نے اونکو زہر سے لوٹ لیا۔ نواب صاحب بہت متحیر ہوئے اور اون کا دل ٹوٹ گیا
اور اب وہ ہر ایک کو قسمین دیکر کہنے لگے کہ جسکی خوشی اس جنگ مین شریک ہونے کی نہو وہ
چلا جاوے میری طرف سے اوسکو اجازت ہی۔ اور جسکو رہنا ہو رہجاوے میری طرف سے کسی پر جبر نہین
پٹھانونکی فوج تین روز مین میرگنج پہونچی۔ صبح کو آگے بڑھی اور دوجوڑہ کو عبور کرنے لگی
انگریزی فوجنے بھی بریلی سے آگے بڑہکر اوس سے سات میل پٹھان کی طرف سنکہا کے پل سے
پل کے پاس قیام کیا بریلی کا صوبہ شنبھو ناتھ بھی پانچہزار سپاہ کے ساتھ انگریزی فوجکے ہمراہ تھا
جنرل ایرکرمبی کو یہ خبر پہونچی کہ نواب غلام محمد خان ملک سے کوچ کرکے دوجوڑہ کو عبور کر آئے
تو اوس سے نا خوش ہوکر نواب غلام محمد خان کے سفیر کو جو انگریزی کیمپ مین موجود تھا بلاکر کہا کہ
نواب صاحب نے یہ اچھا نہین کیا جو آگے کو بڑھ آئے ہمارا اون کا عہد و پیمان اب شکست
ہوگیا۔ اونکو لڑائی کا بندوبست کرنا چاہیے اور اوس سفیر کو لشکر سے رخصت کردیا۔ اب
نواب صاحب کو صلح کی امید جاتی رہی۔ اور دوسرے دن ہاتھی پر سوار ہوکر آگے کو بڑھے
اور موضع بہوڑہ کے کھیڑے پر اونکی فوج قبضہ کرنے لگی۔ یہ مقام انگریزی فوج کے سامنے
دو میل کے فاصلے پر معلوم ہوتا تھا۔ اور یہ مقام اب فتح گنج (دیا فتح گنج غربی) کہلاتا ہے۔

مقابلے مین روہیلون کا انگریزی فوج پر غلبہ ظاہر کرنا مگر آخر کار شکست فاش پانا اور دامن کوہ کمایون مین پناہ لینا

۲۴ - اکتوبر ۱۷۹۴ء مطابق ۲۰ - ربیع الاول ۱۲۰۹ھ ہجری روز جمعہ کو سنکہا کے مغربی سمت سے
برون نکلنے سے ایک گھنٹہ پہلے انگریزی فوج کی کمر بندی ہوئی - فوجی جنرل نے گھوڑے پر چڑھ
ہوکر نواب غلام محمد خان کی فوج کا تا دیکھا لیا تو معلوم ہوا کہ اونکی فوج موضع بہوڑہ کے سامنے
میدان مین پڑی ہوئی ہے۔ اس میدان مین تھوڑا تھوڑا جنگل بھی ہے جو کسی قدر اونکی
جماعت کو چھپاتے ہوتے ہے۔ نواب کی فوج کا اگلا حصہ کسی قدر آگے بڑھا ہوا تھا ــ

اسواسطے انگریزی جنرل نے اپنی جماعت کو زیادہ پھیلنے کا حکم دیا۔ دن نکلتے نکلتے انگریزی فوجنے اپنا کام شروع کیا نواب غلام محمد خان نے بھی اپنی فوج کو مقابلہ کے لئے تیار کیا۔ اور اونکی فوجنے آگے بڑہکر جنگل پر قبضہ کر لیا اور دونون طرف سے توپین چلنے لگین اور نواب کی فوجین بھی ہان بھی چھوٹنے لگے اتنے مین انگریزی فوجین سے کپتان رامزی کو ہندوستانی رجمنٹ (ترکسوارون) کے ساتھ نواب صاحب کی فوج پر دہاوا کرنیکا حکم ملا۔ مگر کپتان مذکور یا تو اوس حکم کو بھولگیا۔ یا سمجھا نہیں۔ کہ اوس نے اپنی رجمنٹ کو جلدی نواب صاحب کی جانب پھیر دیا اوسکا نتیجہ یہ ہوا کہ رجمنٹ بڑا انگریزی فوجکے محاذ مین ہوکر گذرا اس حالت کو دیکھکر نجو خان اور بلند خان وغیرہ نے اپنے سوارون کے ساتھ انگریزی فوج پر حملہ کرکے کپتان رامزی کو پوری شکست دی اور اوسکی بھاگی ہوئی جماعت کو انگریزی کمپ تک تعاقب کرتے ہوئے چلے گئے اور انگریزی فوج کا داہنا بازو توڑ ڈالا شکست پائی جماعت انگریزی کمپ کی داہنی طرف بھاگ کر آئی یہ لوگ توپون کے سامنے بھاگتے ہوئے آرہے تھے اسواسطے انگریزی بھاگے ہوئے رسالون اور باقیماندہ بائین بازو کی فوج کو لفٹننٹ گائین اور رنسی ٹن نے دوبارہ درست کرکے صف آرا کیا۔ لیکن روہیلے غل باندھکر انگریزی کمپ مین گھس آئے اور تلوار و نیزو اور بندوق سے مردانہ وار لڑنے لگے۔ انگریزی ملازمون نے بھی سیدھے ہاتھ مین تلوار اور بائین مین سانگین لیکر ان لوگون کا خوب مقابلہ کیا۔ عماد السعادت مین لکھا ہے کہ روہیلون نے تلنگون کے سر اوڑانا شروع کئے اونکے زبردست بازو کی یہ حالت تھی کہ جس آدمی کے سر پر پٹھان کی تلوار پڑی اوس کے لکڑی کی طرح دو ٹکڑے کردیے اور اگر بندوق کی نال پر پڑی تو اوس کے بھی دو حصے ہوگئے یہ تمام پٹھان سوار انگریزی فوجین اس سرے سے اوس سرے تک نکل گئے لیکن انگریزی تلنگون پر بھی آفرین ہے کہ جہان کھڑے تھے وہین کھڑے کے کھڑے کٹ گئے قدم نہین ہٹایا اڑہائی سو کے قریب گورے اور پچاس سردار کام آئے اور ستر و سو کے قریب تلنگے (ہندوستانی پیادے) مارے گئے اور مقیم کہتا ہے کہ گورے ڈیڑہ سو یا کچھ اس سے زیادہ مارے گئے جن کی لاشون کو ایک خندق مین ڈالکر پاٹ دیا تھا اور مقتول تلنگون کی تعداد دو ہزار بتاتا ہے جو بڑے بڑے یورپین افسر مارے گئے اونکے نام ذیل مین درج کئے جاتے ہین یہ نام گورنر جنرل کے حکم سے سرجان جارج برگٹن کی یادگار مین ایک پتھر پر کندہ کرکے وہان نصب کئے ہین (۱) کرنیل جارج برگٹن (۲) میجر تہامس بالفن (۳)

کپتان جان ٹوبی (۴) کپتان نارگلیند (۵) کپتان جان مرڈونٹ (۶) لفٹینٹ ایڈورڈ کمنگر (۷) لفٹینٹ ایڈمنڈ ویلز (۸) لفٹینٹ ولیم ہنگسمن (۹) لفٹینٹ جان ریچارڈسن (۱۰) لفٹینٹ جان پلمر (۱۱) لفٹینٹ برج (۱۲) لفٹینٹ ولیم آڈیل- (۱۳) لفٹینٹ ایڈورڈ بکر (۱۴) لفٹینٹ فائر ورڈ بکر (۱۵) لفٹینٹ جیمس بلفر - انکے سوا اور بہت سے یوروپین اور ہندوستانی چہوٹے سردار کثرت سے مارے گئے اور زخمی ہوئے -
نواب غلام محمد خان اوس ٹیلے پر جہان آجکل انگریزی کشتونکی یادگار کا پہتر نصب ہے مع اپنی بہائیوں اور نصر اللہ خان ابن نواب عبد اللہ خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ اور احمد یار خان ابن محمد یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلا اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے ہاتہیون پر سوار کہڑے ہوئے اس لڑائی کا تماشا دیکہ رہے تھے اونہون نے کپتان رامزی کی رجمنٹ کی شکست دیکہکر قبل از وقت فتح کے نقارے بجوا دیئے تہے - مگر جسقدر سوار ترک سوارونکو لتاڑتے ہوئے انگریزی کمپ مین گہس گئے تھے اونکو کوئی کمک نہ پہونچی اور وہ پٹہان جو لشکر انگریزی مین گہس گئے تھے لوٹ مین مصروف ہو گئے تھے کہ یکایک جنرل ابرکرمبی نے گوروں کی پلٹن اور چار توپین اور چہوٹے دو توپین پہاڑون کی سیدھی طرف گہما کر لگا دین - بعض مورخ کہتے ہین کہ تلنگونکو جمع کرکے حلقہ باندھ دیا تہا - شاید اوس مقام پر گنون کا کوئی کہیت ہوگا جسمین یہ پلٹن گندہی ہی کیونکہ منتخب العلوم مین لکہا ہے کہ انگریزونکی ایک پلٹن گنونکے کہیت مین پہلے سے چہپی ہوئی بیٹہی تھی اور تاریخ مظفری مین بیان کیا ہے کہ کچہ فوج انگریزی کی چہپی تہی وہ آگئی اور معظم کا قول ہے کہ یہ پلٹن ایک نالے مین بیٹہی ہوئی تہی جسنے اوس مین سے نکلکر ان لوٹنے والے پہاڑون پر بندوقون سے گولیان برسائین اور توپون کے گراب اور گولے مارے کہ تہوڑے ہی عرصے مین پہاڑون کا چڑہا ہوا نور ایک دم ابلے کی مانند اوتر گیا اور بہت سے روہیلے توپون کے منہ کا نوالہ ہوئے اور پٹہان یہ سمجہے کہ کوئی تازہ فوج انگریزونکی میدان مین آگئی ہے بجو خان کے سینے مین گولہ لگا کہ وہ ٹہنڈے ہوئے ملبند خان کے سر مین دو گولیان لگین اور ٹہنڈے ہو گئے - اول سے آخر تک ایک ہزار روہیلے مارے گئے انجام کار روہیلوں نے منتشر اور متفرق ہوکر بہاگنا شروع کیا - اور بے سری بہادری باقاعدہ جرات کو نہ پہونچ سکی اس ہنگامے مین محمد عمر خان بڑے سخی اور اونکے دو بیٹے عبد الصمد خان اور محمد یوسف خان عرف جنگی خان مارے تو نہین گئے مگر زخمون سے چور ہو گئے - تہوڑے سے میدان کی فتح

انگریزی فوج کے نصیب مین لکھی تھی انجام کار روہیلون کو کامل شکست ہوئی اور کوئی پٹھان میدان
مین باقی نرہا باعث اس کا یہ ہے کہ دلیر خان کا لڑکا جو پانچہزار آدمیون کے ساتھ
نواب کے ہمراہ کھڑا تھا اور نواب علی محمد خان مقتول کا سمدہی تہا یہ نواب غلام محمد خان سے ظاہر مین
موافق تہا اور باطن مین مخالف اوس نے انگریزی فوج پر دہاوا کرنے سے انکار کیا اور میدان
جنگ سے بہاگ گیا اور اپنے گروہ کو آواز دی کہ زن طلاق ہو جو یہان ٹہیرے یہ سنتے ہی
دفعتہ میدان مین بہاگڑ پڑ گئی اور ایک دم مین میدان صاف ہوگیا ۔ نواب غلام محمد خان کے
ہمراہ احمد یار خان اور نصر اللہ خان اور دو چار رفیق باقی رہگئے جنکے ہمراہ سے نواب صاحب نے
بھی مجبور ہوکر میدان چھوڑا اور رامپور کی طرف چلے راستے مین بہاگے ہوئے اور سردار
ملے یکم ربیع الثانی سنہ ١٢٠٨ ہجری یکشنبہ کو نواب صاحب رامپور مین داخل ہوئے اور تمام خزانہ
اور بیگمات اور بچونکو لیکر پہاڑ کی طرف روانہ ہوئے ۔ رعایاے رامپور مین سے بہت سے شرفا
اپنی عورتون اور بچون کو لیکر ادہر ہی کو چلے ۔ مگر نواب احمد علی خان کی والدہ اپنے بیٹے کو لیکر
رامپور سے نہین نکلی نواب غلام محمد خان اور یہ تمام مفرور پٹھان پہاڑ کے ایک گہاٹے مین
جو نہایت دشوار گذار جگہ تھی مقیم ہوئے انکے پناہ کے مقام مین اختلاف ہے ۔ انتخاب یادگار
مین لال ڈانگ مذکور ہے ۔ اور یہ محض غلط ہی اور جام جہان نما مین انکا فاجر مین پناہ گزین
ہونا ذکر کیا ہے ۔ عماد السعادت اور مفیر التواریخ و منتخب العلوم مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان
نے سہیر کی طرف پناہ لی تھی ۔ در منظوم سے بھی کہ وہ نواب غلام محمد خان کا جنگنامہ ہے یہی ثابت
ہوتا ہے اوسکی نظم یہ ہے ؎

رہ دامن کوہ را بر گرفت ٭ در فتح چون آن مہ نو گرفت ٭ نخستین مقامی بہ ریٹہہ نمود ٭ کہ یکجا شود لشکر خیل سود
پس آنگاہ با اتفاق سپاہ ٭ در آن درہ بگرفت جای پناہ ٭ بہ بد جا کہ دریای آن درہ بود ٭ دم تیغ او برق کین می نمود
گرفتند آن جا [illegible] موحل ٭ کہ تا ناپدید از خصم سیل خیل ٭ اور عباس خان عباس تخلص خلف زیارت خان نے
بھی سوانح مین لکھا ہے کہ مینے لاہور مین یہ خبر سنی تھی کہ نواب غلام محمد خان نے کوہ جلکیا مین پناہ
لی تھی ۔ عماد السعادت مین نواب غلام محمد خان کے پناہ لینے کے مقام کا نام ثقبا جور لکھا ہے
اور یہ لفظ اس کتاب مین ایک سے زیادہ جگہ وارد ہوا ہے ۔ سر رابرٹ ابرکرمبی نے روہیلون
کا [illegible] تک تعاقب کیا ۔ اسکے بعد اپنے مقتولون کی لاشین گاڑنے کے [illegible] جنرل [illegible] کو
[illegible] روز وہان قیام کرنا پڑا ۔ اور فتح بریلی کو پہونچے ۔ اب [illegible]

حال سنئے جو تلہر میں مقیم تھا کہ جسوقت میدان جنگ میں لڑائی بگڑ گئی اور آصف الدولہ کے پاس اس بات کی خبر پہونچی تو اونہوں نے عبدالرحمن خان قندہاری اور مغل خان کے رسالوں کو کرنیل مارٹین کے ساتھ جسکا خطاب شرف الدولہ تھا اور فوج آصفی کا سپہ سالار تھا روانہ کیا۔ اور اونکے عقب سے نواب آصف الدولہ خود روانہ ہوئے اور جہاؤلال کو حکم دیا کہ میدان جنگ سے جو خبریں موصول ہوں وہ ہم کو فوراً پہنچاتے رہیں نواب آصف الدولہ ابھی گنرہ کمالزئی خان میں پہنچے تھے کہ آدہی رات کے وقت خبر ملی کہ نواب غلام محمد خان کو شکست ہوئی فتح کی نوبتیں بجنے لگیں جہاؤلال کو خلعت مرحمت ہوا۔ انگریزی فوج اپنے مقتولونکی لاشیں دفنانے سے فارغ ہوکر میرگنج کو چلی گئی۔ اور بشمبھو ناتھ حاکم بریلی کے ملازم سنجو خان اور بلند خان کے سرکاٹ کر آصف الدولہ کے پاس لے گئے جو کٹرے سے بریلی کو روانہ ہوچکے تھے لاتے ہی کیہڑے کے پل کے پاس سواری پہنچی تھی کہ شتر سوار سنجو خان اور بلند خان کے سر لیکر پہنچا اور وہ سر نواب کو دکہائے گئے اور وہاں سے واپس لاکر فتح گنج کے کہیڑے میں دفن کئے گئے۔ آصف الدولہ نے بریلی کے باہر قیام کیا اور جنرل ابرکربی کو کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے پہنچنے تک آگے کو نہ بڑہیے۔ جب نواب آصف الدولہ کا گذر میدان جنگ میں ہوا اور وہاں لاشیں پڑی دیکہیں تو راجہ جہاؤلال کو حکم دیا کہ جتنے مقتول اس میدان میں پڑے ہیں اونکی لاشیں دفن کرا دینا چاہیے۔ چنانچہ بہادر علی اس خدمت پر متعین کیا گیا اوس نے کشتوں کو جمع کراکے دفن کردیا[سلم] اور زخمیوں کو جو اکثر مرہم پٹی کے لئے جراح مقرر کئے جب وہ تندرست ہو گئے تو ہر ایک کو مکان تک پہنچ جانے کے لئے خرچ دیکر روانہ کیا[سلم]

انگریزی اور آصفی فوجوں کا روہیلوں کے تعاقب میں دامن کوہ کیطرف جانا اور نواب غلام محمد خان کا مجبور ہوکر اپنے آپ کو انگریزونکے حوالے کردینا - اور قید ہوجانا - آخر کار رہا ہوکر رنج کو جانا

سلم دیکہو آصف نامہ ۱۲ سلم دیکہو تاریخ مظفری ۱۲

آصف الدولہ بریلی سے کوچ کرکے میرگنج میں آ انگریزی فوجیں آملیں یہاں سے دونوں فوجوں نے رامپور کی طرف کوچ کیا۔ جب یہ لشکر رامپور کے قریب پہونچا تو راجہ جھاؤلال نے آصف الدولہ کے حکم سے شہر کی محافظت کے لئے ایک پلٹن مقرر کردی تاکہ کوئی شخص سپاہ انگریزی یا آصفی میں کا رامپور میں گھسکر کسی کو لوٹنے کھسوٹنے نہ پاوے اور حکم سنادیا گیا کہ کوئی لشکری شہر کے اندر نہ جاوے۔ نواب آصف الدولہ کوسی کے کنارے مقام کیا۔ اور یہاں دو دن دو رات قیام کرکے تیسرے دن نواب غلام محمد خاں کے تعاقب میں کوچ کیا۔ یہ فوجیں ریٹھورہ تک پہنچیں اور میدان شہیدیں ٹہیریں۔ مولوی غلام جیلانی رفعت درمنظوم میں کہتے ہیں سہ

درانجا دو اسپہ بریٹھہ رسید بمیدان مٹیہ یکمین آرسید

مگر روہیلوں نے آصف الدولہ کے قریب پہنچنے کی خبر سنکر پہلے ہی لوٹ کھسوٹ کر تباہ کردیا تھا۔ انگریزی فوجیں دہ سیلو پر بہت کچھ گولہ باری کی مگر ان کے مورچے ایسے محفوظ تھے کہ وہاں مطلق نقصان کا اثر نہوا۔ چونکہ متفقہ طور سے نہ ہوا لائنکے مورچے مقرر نہ ہوسکے تو انگریزوں نے نواب غلام محمد خاں کو تحریر کیا کہ آپ ہمارے پاس چلے آئیے اور صلح کرلیجئے نواب موصوف نے جواب دیا کہ مجھکو پہلے سے صلح کا خیال تھا آپکی جانب سے لڑائی کی ابتدا ہوئی تو ناچار مجھکو بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ اگر آپ عہد و پیمان کریں تو میں آپکے پاس چلا آؤں انگریزوں نے اس تحریر کا یہ جواب دیا کہ آپ بے کھٹکے چلے آئیں یہاں آنے کے بعد سب امور متنازعہ فیصل ہو جاوینگے۔ نواب صاحب نے اس امر کے استحکام اور صلح کی پختگی کی غرض سے اپنا ایک سفیر انگریزی کیمپ میں روانہ کیا۔ آصف نامے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس سفارت پر نصراللہ خاں ابن عبداللہ خاں خلف نواب علی محمد خاں آئے تھے۔ اور نواب آصف الدولہ کی طرف سے جھاؤلال گفتگو کے لئے مقرر ہوا۔ نصراللہ خاں نے نواب غلام محمد خاں کیطرف سے اطاعت کا ارادہ ظاہر کیا۔ جھاؤلال نے آصف الدولہ کے پاس جاکر یہ بات بیان کی نواب آصف الدولہ نے امن دینے کا وعدہ کیا مگر معلوم ہوتا ہے کہ ریاست پر نواب غلام محمد خاں کو قایم رکھنے کا کوئی صریح وعدہ نہیں کیا گیا اسلئے کہ

سلہ دیکھو جنگنامہ منظوم ۱۲ سکہ یہ بیان آصف نامہ اور درمنظوم سے شروع ہوتا ہے ۱۲

جنگ نامہ فارسی موسوم بہ درِ منظوم مین لکھا ہی کہ اس سفیر (نصر اللہ خان) نے نواب غلام
محمد خان کے پاس واپس پہنچکر بیان کیا کہ انگریز صلح کرنے اور امن دینے کو تیار ہین - مگر یہ
نہ کہلا کہ وہ اور زیادہ کیا کرینگے - ملک دینے کا اونہون نے کوئی وعدہ نہین کیا - جب نواب
غلام محمد خان اس مبہم جواب کو پاکر امید برآری سے مایوس ہوئے تو اونہون نے مقابلہ
جاری رکھنے کے خیال سے سپاہ کو اشرفیان تقسیم کین اور رسد حاصل کرنے کا یہ انتظام
کیا کہ راجہ کہتان کے پاس اپنا ایک ایلچی بہیجکر اوس سے استدعا کی کہ وہ بیوپاریون کو حکم دیدے
کہ ہمارے لشکر مین رسد پہنچاتے رہین - راجہ نے اونکی استدعا قبول کی - اور بیوپاریون کے
لشکر مین رسد پہنچانے کا حکم جاری کر دیا - اور بہت سا غلہ بیوپاریون کے ہجوم مین آگیا -
آصف نامے مین لکہا ہے کہ جب آصف الدولہ نے دیکہا کہ روہیلے مقابل مین نہین آتے
اور ہماری تدبیر کارگر نہین ہوتی تو ایک روز شب کے وقت انگریزون سے مشورہ کرکے یہ تجویز
کیا کہ یہان سے فوج کو آگے بڑہانا چاہیے تاکہ پٹہانون پر رعب پڑے - چنانچہ پیچہے سے فوج
آگے بڑہائی گئی - اور پہاڑ کی تلی تک اونکا تعاقب کیا گیا - انگریزی لشکر کے پیچہے نواب آصف
الدولہ کی فوج کے آگے ٹہرے ہوے اور نواب کی فوج کی پشت پر ظفر جنگ کی سپاہ تہی - مگر
روہیلون کے لشکر مین اس بات نے کوئی ہراس پیدا نہ کی - بلکہ انگریزی لشکر مین ہمیشہ اس
بات کا خوف رہتا تہا کہ روہیلے توپون پر کوئی حملہ نہ کر بیٹہین یا شب خون نہ مارین اور یہ اندیشہ بہی
شدت سے انگریزی سپاہ مین پیدا ہو گیا تہا - نواب غلام محمد خان نے اوس مقام دشوار گذار
کو ایسا حصار بنایا تہا کہ انگریزی فوج سے سر نہو سکا تو ناچار انگریزون نے فوج روہیلہ کے
سردارون کو خط لکہے کہ تم یہان چلے آؤ تمہارے قصور معاف کیے گئے - جب نواب غلام محمد خان
کو یہ حال معلوم ہوا کہ انگریز میرے لشکر مین تفرقہ پردازی کی فکر کر رہے ہین - اور یا اونہون نے
میرے افسرونکو خط بہیجے ہین تو نواب نے عہدہ دارون سے وہ خطوط طلب کیے جو لوگ خیر خواہ
تہے اونہون نے تو پیش کر دیے - مگر منافقون نے نہ دکہائے بلکہ خطوط کے آنے سے انکار
محض کیا - نواب نے دلمین خیال کیا کہ دشمن تو صلح پر آمادہ ہے اور بعض ظاہری دوست
دغا و فریب کی فکر مین ہین تو یہ مناسب سمجہا کہ بہ تقدیر مخالف کے لشکر مین چلکر اوسکے
رحم پر اپنی جان کو چہوڑ دیا چاہیے - اور انگریزی کیمپ مین چلے جانیکا قصد کیا - جام جہان نما
مین لکہا ہے کہ نواب غلام محمد خان کے انگریزی کیمپ مین چلے جانے کی دو وجہین ہین

ایک تو پٹھانوں کے پاس رسد ختم ہو چکی تھی - دوسرے اپنے افسران لشکر کی خیرخواہی مین
فرق دیکھا نواب صاحب نے اول صمد خان جرنیل صاحب کے پاس بھیجا تاکہ وہ مراتب صلح
کو طے کرین جرنیل صاحب نے نواب صاحب کی حفاظت جان کی ذمہ داری اور وعدہ کیا
مگر ملک دینے کی نسبت کوئی عہد و پیمان نہین کیا - اور قرار پایا کہ اسکاٹ صاحب اور چیری
صاحب نواب صاحب کو لانے کے لیے بھیجے جاوینگے - اور ایک اقرار نامہ جرنیل صاحب کیطرف سے
لکھا گیا اور وہ مہرون سے پختہ ہو کر صمد خان کو دیا - جو اوسے نواب صاحب کے پاس لیگیا
نواب غلام محمد خان نے اپنے عزیز و اقارب کو جمع کر کے کہا کہ میری جگہ نصر اللہ خانکو سمجھنا
چاہیے مین انگریزی لشکر مین جاتا ہون - خیر اندیش افسرون نے اونکی اس رائے کو نا پسند
کیا اور مشورہ دیا کہ آپکے وہان جانے مین اندیشہ ہے - اس عرصے مین اسکاٹ صاحب
کے پاس پہنچ گیا اور چیری صاحب بن سے باہر کھڑا رہا نواب صاحب اسکاٹ صاحب کے
ساتھ روانگی کو طیار ہوگئے عمر خان بڑھو پہنچے اور نواب کے چھوٹے بھائی کریم اللہ خان
ساتھ ہوگئے سپاہ نے اصرار کے ساتھ روکا مگر نواب نے نہ مانا - اور کہا کہ اس معاملے مین
تم سے زیادہ واقفیت رکھتا ہون - میرے والد نواب فیض اللہ خان کا معاملہ بھی
انگریزون کے توسط سے طے ہوا تھا - اور وہ انگریزون کے لشکر مین چلے گئے تھے اور مین
اب لڑائی کو ختم کرو ورنہ بنا ہوا کام بگڑ جائیگا - اور بغیر کسی فیصلے کے قرار و مدار[1] کے اسکاٹ
صاحب کے ساتھ روانہ ہوگئے - عماد السعادت مین لکھا ہے کہ نواب غلام محمد خان چیری
صاحب کی سفارش سے ملک ملنے کی امید پر خود بخود چیری صاحب کے پاس چلے آئے -
اور اونکے کیمپ مین ٹھیرے - اور اس بات سے غافل تھے کہ ملک کے مالک آصف الدولہ
اور گورنر جنرل ہین اور یہ دونون اس بات کو خوب سمجھے ہوئے تھے کہ ایسے شخص کو جسنے بیجرم
اپنے بھائی کو مار ڈالا ہو ملک دینا آئین عدالت کے خلاف ہے - نواب غلام محمد خان
کے انگریزی کیمپ مین چلے آنے کے بعد نصر اللہ خان بہت سی جمعیت کے ساتھ غنیا چور
مقام مین جو دامن کوہ مین تھا ٹھیرے رہے - اس خیال سے کہ مبادا کوئی دغابازی نواب
موصوف کے ساتھ کیجائے تو مین ادھر سے جنگ کو مستعد ہو کر زور ڈالون - اور نواب

[1] دیکھو سوانح محمد عباس ابن زیارت خان اسکے عماد السعادت مین یون ہی لکھا ہے ۔

آصف الدولہ حیدری صاحب کی سفارش سے نواب غلام محمد خان پر ملک بحال کر دین
آصف نامے مین بیان کیا ہی کہ آصف الدولہ نے انگریزون سی صاف صاف کہدیا کہ مین
نواب غلام محمد خان کو ملک نہین دونگا ۔ اور تاریخ مظفری مین ذکر کیا ہی کہ نواب نے جنرل
ابرکرمبی کو عند الملاقات چند اشرفیان نذر دکہائین جسنے نذر معاف کی اور نواب کرسی پر بیٹھے
معاملات ضروری کے بارے مین چند سوال و جواب ہو کر جنرل صاحب نے نواب کو اوس خیمے
مین جانے کے لیے رخصت کیا جو اونکے ٹہیرنے کے لیے تیار تہا جب وہ اوس مین پہونچے
تو تلنگون نے تہوڑی سی فوج بہیجکر نظر بند کر لیا ۔ جب نواب نے اپنے باب مین کچھ سوال کیا تو
ابرکرمبی صاحب نے یہ جواب دیا کہ آپ کی ذات کو کسی قسم کی نہین پہنچے گی ۔ ہر طرح کی آسائش کا
سامان ملیگا ۔ مگر ملک نہین مل سکتا ۔ اب نواب صاحب کے ہاتھ چارہ کچھ نہ تہا مجبور تھے ۔
مخالف کے قبضے مین آ گئے تھے ۔ اونہون نے اپنی فوج مین کہلا بہیجا کہ میرے اہل و عیال
اور خزانے کو میرے پاس بہیجا دو اور تم اب مختار ہو چاہے صلح کرو یا جنگ وہان سپاہ کو جو خبر
پہنچی تو اوس نے عبد الغنی خان نبیرہ دوم نواب غلام محمد خان کو سردار کر کے مقابلے پر کمر باندھی
اور جنگل کی آڑ مین سے انگریزی لشکر پر بندوقین مارنے لگے اور رات کو بھی ستانے لگے ۔
نواب غلام محمد خان نے انگریزون سی کہا کہ جسقدر خزانہ وہان موجود ہے وہ روہیلے تلف
کر دینگے آپ مجھکو یا عمر خان کو چھوڑ دین تاکہ خزانہ بربادی سے بچا کر آپ کے لشکر مین لے آئین
انگریزون نے غلام محمد خان کو تو نہ چھوڑا ۔ عمر خان کو چھوڑ دیا ۔ جبکہ عمر خان نے لشکر روہیلہ مین
پہنچ کر انگریزون کا یہ پیام دیا کہ سارا خزانہ اور نواب غلام محمد خان کے اہل و عیال کو انگریزی
لشکر مین بہیجدو ۔ تو روہیلون نے یہ جواب دیا کہ جب تک ہمارے تن مین جان باقی ہی ایسا نہین
کرینگے اور عمر خان کو بھی روک لیا ۔ عمر خان کے ساتھ جو آدمی انگریزی لشکر کے گئے تھے ۔
عمر خان نے اونکو واپس کر دیا ۔ اور کہدیا کہ مجھی بھی سپاہ روہیلہ نہین چھوڑتی ۔ انگریز
یہ خبر سنکر مشوش ہوئے اور روسائے افاغنہ کو کہلا بہیجا کہ ہمکو تو تمہارے معاملات کی
درستی منظور ہے اور تم ہم سے جنگ کرتے ہو نواب کا خزانہ لیکر یہان چلے آؤ ۔ نصف
ملک تمکو دیدیا جائیگا ۔ مگر فوج روہیلہ نے یہ جواب دیا کہ نواب غلام محمد خان کو رہا کر کے ہمارے
پاس بہیجدو ۔ مسٹر انگریزون نے کہا کہ وہ رہا نہین ہو سکتے ۔ اسلیے کہ نواب محمد علی خان کے
بیٹے احمد علی خان مستحق ریاست ہین اونکو مسند نشین کیا جائیگا ۔ البتہ نائب کا تقرر تمہاری

مرضی ہے جس کو منظور کر ہو گے ہم اوسکو مقرر کر دینگے - مگر جو لوگ غلام محمد خان کے ہوا خواہ تھے
اونھون نے اسطرح صلح پسند کی ملکہ انگریزی فوج کو تیر و بندوق سے تنگ کرنے لگے
انگریزون کے یہان یہ مشورہ قرار پایا کہ جب تک نواب غلام محمد خان یہان موجود رہیگے
روہیلے اپنی ہٹ سے باز نہ آئینگے - اور صلح کیطرف یہی مائل نہو نگے اسلئے جمعہ کی شب کو
آدھی رات کے وقت ہاتھی پر بٹھاکر بہت سے سوارونکی حراست مین اونکو بنارس کیطرف بھیجدیا
جام جہان نما مین لکھا ہی کہ جبکہ انگریزون نے نواب غلام محمد خان کے ساتھ نقض عہد
کیا تو اونھون نے استدعا کی کہ میری جگہہ میرے کسی بھائی کو مسندنشین کر دیا جاے -
انگریزون نے جواب دیا کہ ہم کو بدون مرضی آصف الدولہ کے اس معاملے مین کوئی اختیار نہین
چند مدت کے بعد نواب غلام محمد خان نے بنارس مین اپنے عیال اطفال و اعزہ و اقربا کو
چھوڑکر اور انگریزون سے یہ اقرار کر کے کہ رامپور کو نہ جاونگا حج کا عزم کیا - ۲ - شوال ۱۲۰۹
ہجری کو عظیم آباد پٹنہ کی طرف چلے گئے - اور کچھہ دنون وہان رہکر کلکتے کی طرف جہاز مین
بیٹھنے کے ارادے سے کوچ کیا - اور حج بیت اللہ سے فارغ ہوکر ماہ رجب ۱۲۱۲ ہجری مین
کابل پہنچے اور وفادار خان کے ذریعہ سے زمان شاہ نبیرہ احمد شاہ کی ملازمت سے مشرف
ہوے - خلعت فاخرہ اور نامہ الملک مخلص الدولہ مستعد جنگ بہادر خطاب پایا - یہ واقعہ
۲۴ - شعبان ۱۲۱۲ ہجری کا ہے -

روہیلون کے ساتھہ مصالحت ہوجانا

نواب غلام محمد خان کی روانگی کے بعد انگریزی اور آصفی روہیلون کے دبانے کیلئے اون کے
مورچونکی طرف بڑہا او دھر سے پٹھان بھی مقابل ہوے بندوقین مارنے لگے - چونکہ روہیلے
ایسے موقع پر پناہ گزین تھے کہ انگریزون کی طرف سے اونکو کوئی نقصان نہین پہنچ سکتا تھا اسلئے
اون کا کوئی آدمی کام نہ آیا اور انگریزی فوج کے بہت سے آدمی مقتول و مجروح ہوے - اگرچہ
بڑے بڑے اشراف روہیلہ کی یہ مرضی نہ تھی کہ جنگ جاری رکھی جاے - مگر سپاہ برابر لڑتی
رہی کہ اثناے جنگ مین انگریزون کی طرف سے سفید جھنڈی جنگ بند کر دینے کی علامت کیلئے
ہلائی گئی - بعد اس کے انگریزون کی طرف سے ایک ایلچی اس مضمون کا خط لیکر روہیلون کے
پاس گیا کہ یہ صورت اچھی نہین سب اعزہ و اقارب تمھارے رامپور مین موجود ہین مخالفت کی

صورت مین اونکی واسطے بہت برا ہے اسلئے بہتر یہ ہی کہ لڑائی کو موقوف کرکے نواب کا خزانہ
یہان بہیجدو نواب احمد علی خان کو مسند نشین ریاست کیا جاوے گا اور جس کو تم نائب تجویز کرو گے
اوسے نائب مختار ریاست بنایا جاوے گا اس تحریر کو دیکھ کر تمام سرداران روہیلہ جمع ہوے
اور مشورہ کیا کہ نواب غلام محمد خان مخالف کے قبضے مین آگئے اونکا رہا ہونا معلوم دو مہینے
سے ہم یہان محصور ہین ہر طرح کی تکلیف اوٹھا رہے ہین اور یہان کی آب و ہوا نہایت خراب ہے
بہت سے روہیلے تپ و لرزہ اور اسہال کی بیماری مین مبتلا ہین خزانہ اور طاقت کو بہت
نقصان پہنچ رہا ہے اگر دشمن دوسرا ہوا ہمارے مورچون مین گھس آیا تو تمام عزت و ناموس برباد
ہو جاوے گی بہتر یہ ہی کہ انگریزون کے حکم کی تعمیل کیجاوے - اور نواب نصر اللہ خان کی نیابت
کے لیئے استدعا کی جاوے - اس مشورے کے بعد روہیلون نے انگریزون کو کہلا بہیجا کہ ہمکو
آپ کے حکم کی تعمیل منظور ہے - اور ہماری خواہش یہ ہی کہ مختار و نائب ریاست نواب نصر اللہ خان
مقرر کیے جاوین آپ نے جو زبانی پیام دیا ہے اوس مضمون کو تحریر کرکے اور پختگی اوسکی قسم سے
فرما کے بہیج دیجئے تو ہم سارا خزانہ بھی آپکے پاس بہیجدین اور اطاعت کو حاضر ہو جاوین -
انگریزون نے روہیلون کی درخواست کے بموجب یہ مضمون لکھ بہیجا - دوسرے دن نواب
نصر اللہ خان عہد نامے کی تکمیل کیلئے انگریزون کے پاس چلے آئے - نواب آصف الدولہ
نے نواب احمد علی خان اور اونکی والدہ کو بھی رامپور سے لشکر مین طلب کر لیا تھا - بیگم نے بھی
یہی خواہش ظاہر کی کہ نصر اللہ خان احمد علی خان کے نائب مقرر کیے جاوین - چنانچہ موضع تیہ
کے گھاٹ مین ۵ جمادی الاول ۱۲۰۹ ہجری کو عہد نامہ صلح ہوا - لیس آصف نامہ مین
جو اس واقعہ کا مادہ تاریخ جنگ افغانہ لکہا ہے جس سے ۱۲۰۸ ہجری نکلتے ہین اس مین ایک
عدد کی بیشی ہے - اسلئے کہ دوجوڑا کی لڑائی ۱۲۰۹ ہجری مطابق ۱۷۹۴ء مین ہوئی تھی
اس عہدنامے کی رو سے یہ قرار پایا کہ جو کچھ خزانہ خاندان نواب فیض اللہ خان مرحوم کا ہوگا
فوج روہیلہ اوسکو امانتاً کمپنی کے حوالے کردیگی - اور بعد حوالے ہوجانے خزانے کے
نواب آصف الدولہ اور انگریزی کمپنی کی فوجین یہان سے روانہ ہونگی - اور فوج روہیلہ
منتشر اور متفرق ہو کر جہان چاہے گی چلی جاوے گی - اور نواب احمد علی خان کے ۱۰
سال کی عمر کو پہونچنے تک نصر اللہ خان بطور منصرم ریاست اور محافظ احمد علی خان کے مقرر
ہو گئے - نواب احمد علی خان کو بقدر جاگیر دیگئی جو کہ زیادہ سے زیادہ ۸۰ ... سیل

اور عرض مین زیادہ سے زیادہ ۴۲٫۰۰ میل ہے کل رقبہ اس جاگیر کا دہی کاغذات کی رو سے
۲٫۹۵۸ میل مربع ہے مگر پیمایش کے دفتر کی رو سے جو ۱۸۶۴ء سے ۱۸۶۶ء تک ہوئی ۹۹
مربع میل ہے اور ریاست رامپور کے صدر رقانو نگو ہری شنکر کو اس بات پر اصرار ہے کہ اس
جاگیر کا رقبہ ۲٫۹۹۸ میل مربع ہے۔ اس جاگیر کی آمدنی دس لاکھ روپیہ سالانہ اوہ تخمین
قرار دیکر نواب احمد علی خان کے لئے مقرر کی تھی۔ نواب فیض اللہ خان کو نواب شجاع الدولہ نے
چودہ لاکھ چھتر ہزار روپیہ سالانہ کی جاگیر ۱۱۸۸ہجری مین عطا کی تھی اونکی حسن انتظام سے
اس ملک کی آمدنی بائیس لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ کو پہنچ گئی تھی علیہ تو اس حساب سے
نواب وزیر نے اصل جاگیر مین سے بارہ لاکھ روپئے سالانہ کی آمدنی کا ملک کاٹ لیا۔
اور اوسکی تحصیل کا سزاول عطا بیگ خان عرف مرزا کلن کو جو پہلے اعظم گڑھ کا حاکم تہا
فوج شائستہ کے ساتھ مقرر کیا۔ جب یہ عہدنامہ تمہیدی تحریر ہوچکا تو نواب نصر اللہ خان
روہیلون کے لشکر مین گئے اور تین لاکھ اکیس ہزار اشرفیان سکہ جیپور بارہ چھکڑون مین
لدوا کر انگریزی لشکر مین بھجوا دین اور چری صاحب رزیڈنٹ کے سپرد کردین جو بجانب انگریزی
کمپنی کے عہدنامے کی تعمیل کا ضامن تہا۔ تاریخ مظفری مین غلطی سے ایک لاکھ بیس ہزار
اشرفیان لکھی ہین۔ نواب آصف الدولہ نے دیوان فیض اللہ خان کے دیوان دولارام کو
رامپور سے بلوا کر نواب فیض اللہ خان کے خزانے کا سب حساب پوچھا اوس نے جزو جزو پورا سمجھایا
اور دیوان ملک سے نواب مرحوم کے ملک کی نکاسی کا حساب لیا گیا تو بائیس لاکھ روپیہ سے
زائد آمدنی پائی گئی۔ بعد اس کے آصف الدولہ مع لشکر ذاتی و انگریزی دامن کوہ سے
کوچ کرکے رامپور کی طرف روانہ ہوئے۔ جب یہاں تک نوبت پہونچی تو فوج روہیلہ اپنے مورچون سے نکلی اور نواب
نصر اللہ خان روہیلون کے لشکر کو حضرت نگر مین چھوڑ کر آصف الدولہ کے لشکر مین شریک
ہوگئے نواب آصف الدولہ نے رامپور کے قریب پہونچکر اجیت پور مین مقام کیا۔ جام جہان نما
مین لکھا ہے کہ دوسرے روز نواب آصف الدولہ سوار ہوکر رامپور کی سیر کرکے کوچہ و بازار
مین پیسے کئی ہزار روپیہ مساکین کو دیا۔ جب نواب نصر اللہ خان کے ڈیرے کے پاس
پہونچے تو اونہون نے ایک ہزار اشرفیان نذر کین۔ اور وزیر اونکے ڈیرے کے اندر داخل
ہوئے۔ قیصر التواریخ مین بیان کیا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے نواب احمد علی خان کو محل
مین سے بلوا کر مسند ریاست پر بٹھایا۔ احمد علی خان جب تک زندہ رہے اس احسان کے

دہیوں مدت رہے۔ اونکی تحریرین نواب سعادت علیخان کے وقت تک آتی رہین۔ بعد اسکے آصف الدولہ اور انگریز تمام فوج کے ساتھ ۲۵۔ جمادی الاولے کو بریلی کی طرف روانہ ہوے جب دونوں لشکر سرحد رامپور سے نکل گئے تو تمام پٹھان رامپوریت آکر اپنے اپنے گھروں مین آباد ہوگئے اور خاندان ریاست رامپور اور نواب احمد علی خان اور نصر اللہ خان آصف الدولہ کے ساتھ بریلی کو چلے گئے۔ وہان ۷۔ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری مطابق ۳ دسمبر ۱۷۹۴ء کو تفصیلی عہدنامہ کی تکمیل ہوئی۔ مگر ان عہدناموں مین عہدنامہ تمہیدی کی تحی مخالفت کی گئی کہ اسمین تو خزانہ نواب فیض اللہ خان مرحوم کا صرف کمپنی کو سپرد کرنا قرار پایا تھا اور اب یہ ٹھہرایا گیا کہ کمپنی یہ سارا خزانہ نواب آصف الدولہ کو بطور نذرانہ بابت جاگیر رامپور کے اور بعوض کل حقوق ضبطی جمیع املاک نواب فیض اللہ خان اور نواب محمد علی خان کے دیدیا۔ جب نواب فیض اللہ خان کے بیٹوں نے یہ دیکھا کہ نصر اللہ خان نائب ہو گئے تو انگریزوں سے کہا کہ ہماری تنخواہ کا تصفیہ کر دیا جاے۔ تا کہ نصر اللہ خان پھر تغافل نہ کرین اسلئے اونکی تنخواہین بھی عہدنامے مین داخل کر دی گئین۔ اور نواب فیض اللہ خان نے جسقدر تنخواہ اپنے بیٹوں کی مقرر کی تھی نواب آصف الدولہ نے اوس سے زیادہ اونکے ورثاے معرر کیئے۔ ٭

نواب آصف الدولہ کا نواب احمد علیخان اور اونکے امراکو خلعت عطا کرنا اور جاگیر رامپور کی آمدنی کے مصارف مقرر کردینا۔ اور بعد اسکے آصف الدولہ کا اودہ کو روانہ ہو جانا

معظم کہتا ہے کہ نواب آصف الدولہ نے ۵ جمادی الاخری ۱۲۰۹ ہجری کو اپنے دربار مین نواب احمد علی خان کو طلب کر کے ایک خلعت عطا کیا جسمین ایک زرین دستار اور ایک ٹوپی اور ایک سرپیچ اور کلغی اور موتیوں کی مالا اور سپر اور تیغ تھی۔ اور ایک گھوڑا اور ایک ہاتھی او پالکی بھی دی۔ جب نواب احمد علیخان خلعت پہن چکے تو ایک خلعت نصر اللہ خان کو دیا پھر ریاست رامپور کے بائیس ارکان دولت کو طلب کر کے اونکو بائیس خلعت عطا کیئے۔ اور بعد

فیض اللہ خان کے بیٹوں کو بھی خلعت مرحمت کئے نواب آصف الدولہ نے آمدنی ریاست و خرچ کا سالانہ اسطرح انتظام کیا کہ نواب احمد علی خان کی ذات خاص کے سالانہ مصارف کے لیے ایک لاکھ روپیہ نصر اللہ خان کے لئے سالانہ ساٹھ ہزار روپیہ حسن علی خان و شفیع علی خان و غلام علیخان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لیے سالانہ پچاس ہزار روپیہ اور یعقوب علیخان و قاسم علیخان و کریم اللہ خان ابنائے نواب فیض اللہ خان کے لیے سالانہ ... ہزار روپیہ اور احمد یار خان ابن محمد یار خان پسر نواب علی محمد خان رہیلہ اور مصطفے خان ابن الہ یار خان خلف نواب علی محمد خان روہیلہ کے لیے پچیس ہزار روپیہ سالانہ اور محمد اکبر خان خلف حافظ رحمت خان کے لیے چھ ہزار روپیہ سالانہ اور بیگمات کے مصارف کے لیے اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ۔ اور نواب غلام محمد خان کے بیٹوں کے لیے اٹھارہ ہزار روپیہ سالانہ مجموعی تعداد مصارف کی چار لاکھ روپیہ سالانہ ہوئی۔ باقی آمدنی سپاہ کے خرچ کے لیے مقرر کی اور اس کے مطابق بند و بست تیار ہو کر نصر اللہ خان کو دربار میں دیدیا گیا۔ ۹ جمادی الاخری ۱۲۰۸ ہجری کو نواب آصف الدولہ مع فوج انگریزی کے اودھ کو چلے گئے اور نواب احمد علی خان اور اونکے اہل خاندان اور افسران فوج رامپور کو روانہ ہوگئے۔ ۱۸ جمادی الاخری کو نواب لکھنؤ میں داخل ہوئے جب ان نواب کا داخلہ لکھنؤ میں ہوا تمام چوک اور دوکانیں نہایت کمال حسن و خوبی سے نقش و نگار کے ساتھ آراستہ کی گئی تھیں تمامی اور کمخواب کے تھان دوکانوں میں بچھائے گئے تھے۔ اور بیبی جبکہ رنڈیاں سر سے پاؤں تک زیور اور گران بہا پوشاکوں سے آراستہ ہو کر کھڑکیوں میں بیٹھی تھیں علاوہ تر تھیں اور تماشائیوں کا کوچہ و بازار میں ہجوم تھا نواب نے روپے اور اشرفیاں محتاجوں اور ارباب نشاط کو بخشیں۔ ناسخ نے آصف الدولہ کی فتحیابی کی تاریخ اسطرح موزون کی ہے

مژدہ ای تاریخ کو با اقبال و جاہ ٭ بر عدو نواب آصف فتح یافت ٭
از پئے تاریخ این فتح مبین ٭ ہاتف بگو۔ نواب آصف فتح یافت

نواب مظفر جنگ والی فرخ آباد اور اوسکے ساتھ سلطنت اودہ کے معاملات۔ نواب کی وفات ہونا اور اوسکا جانشین مقرر کرنیکے لیے آصف الدولہ کا فرخ آباد کو جانا

نواب مظفر جنگ ایک کمزور اور ناتجربہ کار جوان آدمی تھا اوس کے ملک مین سے الماس علیخان عامل اوده نے وقتیہ ہڑبیرہ کو ایک غیر کافی خراج پر لے لیا تھا۔ پرگنہ حافظ مئو اور سوج پھپنہ تاراج ہوتے رہتے فتحگڈھ کے قریب کے گھاٹ اوترنے کے محصول کو نواب وزیر کے افسرون نے بہد ہی لے لیا تھا۔ فرخ آباد ویران ہوگیا۔ نہ یہ کوئی مستقل حکومت کئی برسون تک نہین ہی نواب آصف الدولہ اور اونکے نائب اور لکھنؤ اور فرخ آباد کے رزیڈنٹون اور فتحگڈھ کے ملٹری کے حاکمون اور نواب مظفر جنگ اور اوس کے بس ناتھون نے باری باری سے دست اندازی کی اس نواب کی بھی سرکار کمپنی مدت سے سرپرستی کرتی تھی اور نواب اوده کی دست برد سے بچاتی تھی اس نواب کا ملک طول مین ۱۵۰ میل اور عرض مین ۵۰ میل تھا۔ اور سارے ملک کی آمدنی ساڑھے دس لاکھ روپئے کی تھی۔ انگلش گورنمنٹ نے مظفر جنگ اور آصف الدولہ کے درمیان ۱۷۸۶ع مین یہ عہد و پیمان کرادئے تھے کہ نواب فرخ آباد اوسقدر سپاہ رکھی جو ریاست کے کامون کو کرسکے اور نواب اوده ایک پلٹن اپنی سپاہ کی فرخ آباد مین ہمیشہ رکھے۔ جو نواب فرخ آباد اور ملک کی حفظ و حراست کرے اور ساڑھے چار لاکھ روپیہ سالانہ مظفر جنگ آصف الدولہ کو دیا کرے۔

اپنے عہد ریاست کے اخیر حصے مین نواب مظفر جنگ نے ساڑھے چار لاکھ روپیہ خراج کی تخفیف لکھنؤ سے حاصل کرنے مین بہت کوشش کی اگرچہ وہ بذات خود لکھنؤ تک بھی گیا لیکن اوسکی کوشش نے کچھہ فائدہ نہین اوٹھایا۔ وہ اوس شخص کے ہاتھ سے بچ گیا جسکہ وہ یقین کرتا تھا کہ آصف الدولہ نے روپیہ دیکر اوسکی قتل پر آمادہ کیا تھا۔ ایک شخص بھاگو خان نامی نے اس مشکل مین اوسکی جان بچائی تھی۔ نواب مظفر جنگ نے ۴۸ برس کی عمر مین ایک ضعیف علالت کے بعد ۲۴ اکتوبر ۱۷۹۶ء کو انتقال کیا۔ زہر دینے کا شبہہ کیا گیا۔ نواب آصف الدولہ اور مسٹر لمڈن رزیڈنٹ لکھنؤ اس معاملے کی تحقیقات کرنے اور جانشین تجویز کرنے کے لئے فرخ آباد مین گئے۔ جھاؤلال نے چاہا کہ فرخ آباد مین بھی آتش فتنہ مشتعل ہو نواب وزیر کا مزاج اس راہ پر لایا کہ مظفر جنگ کے بڑے بیٹے رستم علی خان نے اپنے باپ کو زہر دیکر ہلاک کیا ہی مسند نشینی کے لائق نہین مناسب یہ ہی کہ اوس کی جگہ دوسرا بیٹا امداد حسین نصیر جنگ جو عاشق محل کے بطن سے تھا مسند نشین کیا جائے۔ اور خدا وند خان نائب بنایا جائے۔ جب افاغنہ مئو شمس آباد سے جو شریک وفات فرخ آباد تھے یہ خبر سنی۔ اونہون نے نواب وزیر کی مداخلت خلاف سمجھکر مفسدہ برپا کیا۔ آخر وہ جماعت جو خداوند خان کی مطیع تھی راجہ جھاؤلال کی پاسداری کی وجہ

مستعد مقابلہ ہوئی دوسری طرف سے امراؤ بیگم بیٹی زوجہ جہانگیر بی اپنے بھائی امین الدولہ کے اپنے بھتیجے دلاور جنگ پسر امین الدولہ کو جو اوس کا مستحق تھا پیش کیا۔ فریقین مقابل نے نواب آصف الدولہ کی توجہ اور مہربانی حاصل کرنے کی کوشش کی آخر وہ نزاع بذریعہ مصالحت کے طے پائی جس کے بموجب نواب نصیر جنگ بہادر صحت ۱۳ یا ۱۴ برس کا تھا بنگالی امین الدولہ جانشین ہوا اور یہ شرط ہوئی کہ نواب کو پچاس ہزار روپیہ سالانہ وظیفہ ملا کرے اور وہ سب معاملات مین الدولہ اختیار تام رکھے اور مظفر جنگ کے بڑے بیٹے پر جرم زہر خورانی ثابت ہوا جو لکھنؤ مین جلاوطن کیا گیا۔

سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت راے سے نواب کی ناموافقت ہونا جھاؤلال کو سلطنت کے کامون مین مداخلت کرنے سے انگریزونکی طرف سے ممانعت ہوجانا۔ چیری صاحب کا عہد رزیڈنٹی سے تبادلہ۔ علامہ تفضل حسین خان کا عہد سفارت کلکتہ پر مقرر ہونا

ریاست اودھ کا حال روز بروز بدتر ہوتا جاتا تھا۔ گورنمنٹ انگریزی کا زر موعود قرض سے ادا ہوتا تھا۔ اگر کوئی پرانا قرض ادا ہوتا تھا تو اوس کے لئے نیا قرض لیا جاتا تھا۔ آمدنی ملک سے نہین ادا ہوتا تھا۔ اس لئے سود پر سود بڑھتا جاتا تھا۔ حیدر بیگ خان کی رحلت کے بعد سرفراز الدولہ اور راجہ ٹکیت راے کلکتہ کو گئے تھے۔ اور جو روپیہ سرکار کمپنی کا نواب وزیر کے ذمے مشخصی رہتا تھا اوسکی وجہ سے سود مین تیس لاکھ روپیہ سالانہ دینا قرار پایا تھا۔ ان روپیون کا تقاضا اہل شہر اور عاملون سے رہتا تھا۔ آخرکار لارڈ کارنوالس نے نواب آصف الدولہ کے کثرت مصارف کی شکایت لکھکر گورنر جنرل کا خط نواب وزیر کے نام اس مضمون کا لکھا کہ اتنا زیادہ روپیہ مصارف

سے ۵ و بلوچ طلسم سٹیڈ ۱۲

بیجا میں رائیگاں خرچ ہوتا ہے اگر اوس کے عوض خزانے میں جمع ہو تو کسی ضرورت کے وقت
کام آئے نواب وزیر اس مضمون سے تاڑ گئے کہ یہ آتش افروزی ٹکیت رائے کی ہے ورنہ انگریز
کچھ ہمارے ناصح نہیں اس وجہ سے راجہ ٹکیت رائے نواب کی نظروں سے گر گیا۔ اور اوس کے معزول
کرنے پر آمادہ ہوئے ٹکیت رائے نے ایک فرد مہاجنان شہر کے قرضے کی تعدادی چھتر لاکھ
روپیہ واصلات کی خزانچی سے لکھوا کر نواب کے ملاحظہ میں گذرانی اور عرض کیا کہ اس کا سود باعث
نقصانات سرکار ہے۔ چونکہ نواب وزیر کو توجہ کاغذات کی جانب بہت کم تھی دیکھکر نہایت برافروختہ ہوے
اور غضب میں آکر راجہ جھاؤلال کیطرف مخاطب ہوکر کہا کہ جب تک حیدر بیگ زندہ رہا ہم کو
حساب و کتاب کی تکلیف نہیں دی۔ جبکہ ہم بذات خاص متوجہ اس کام کیطرف ہوں تو یہ کارپرداز
لوگ جو لاکھوں روپیہ بے حقوق کا لیتے ہیں محض بیکار ہیں۔ یہ سنکر پہلے راجہ جھاؤلال خاموش رہا
جب دوبارہ نواب وزیر نے ارشاد فرمایا اوسوقت جھاؤلال نے عرض کیا کہ راجہ ٹکیت رائے
شہر کے مہاجنوں سے سازش رکھتا ہے۔ اور بچا چند خزانے کا داروغہ ہے وہ ٹکیت رائے
کا بھائی ہے۔ اور اوس کو آج اسقدر مقدرت حاصل ہے کہ چاہے تو چاندی کی عمارت
تعمیر کرے اور یہ سب دولت حضور کی بدولت ہے۔ نواب آصف الدولہ نے جھاؤلال کو حکم دیا کہ
مہاجنوں کو اپنی حویلی میں یا راجہ بچھراج کے مکان میں بلا کر بات چیت کرے اور راسے بالکلام
امین محاسبہ کا ہو۔ غرض بہت سی تفتیش و تحقیق کے بعد حسب تفصیل بالکلام کل گیارہ لاکھ روپیہ
مہاجنوں کا نکلا۔ باقی سب حساب مصنوعی تھا۔ اس جرم میں بچا چند خزانے کے عہدے سے علیحدہ
ہوا۔ اور یہ کام بچھراج کو دیا گیا۔ جب ٹکیت رائے نظروں سے گر گیا تو سرفراز الدولہ کے ذریعے سے
مسٹر جیری صاحب رزیڈنٹ سے ملنا چاہا۔ اور سلسلہ جنبانی کی۔ مگر کوئی بات سودمند نہوئی
جسوقت راجہ ٹکیت رائے نے پھر کاغذات درست کرکے پیش کیا تو سرفراز الدولہ اور رزیڈنٹ
کی سفارش سے اوسکو دوبارہ دیوانی اور پیشکاری کا خلعت مرحمت ہوا۔ مگر نواب آصف الدولہ
کا دل اوس سے اب بھی غبار آلودہ رہا بلکہ سرفراز الدولہ کیطرف سے بھی مزاج میں کدورت آگئی۔
رزیڈنٹ نے نواب کو مشورہ دیا کہ بخشی گری کی خدمت سرفراز الدولہ کے فرزند کے نامزد ہو
بہتر ہے اور دیوانی کا تعلق راجہ ٹکیت رائے سے مناسب ہے اور جھاؤلال مصاحبت میں رہے
اور باہم کوئی شخص کسی کے عہدے میں دست اندازی نہ کرے اور بچھراج خزانے کے کام پر
رہے نواب وزیر نے سرفراز الدولہ سے کہا کہ تم ہمارے نائب ہو تم کو جھاؤلال خیرخواہ پر نظر

انقضات لازم ہے اور تکیت راے بدخواہ کو موقوف کرنا مناسب ہی - مگر سرفراز الدولہ کو تکیت راے کا عزل منظور تھا نواب وزیر نے کا غذات گذرا نیدہ تکیت راے کو جعلی قرار دیا -
اور سرفراز الدولہ کے بیٹے کو کم سنی کے سبب سے نا مکدر خاطر کی وجہ سے نیابت گری نصیب ہوئی یہ عنایت مرزا جعفر کو ملی جہاؤ لال کو مرزا جعفر اور راجہ تکیت راے کا عزل منظور تھا اُن کارروائی کی وجہ سے نواب وزیر اور مسٹر چیری صاحب میں کشمکش پیدا ہوگئی - چیری صاحب[۱] ہجری سے رزیڈنسی لکھنؤ پر مقرر تھا نواب نے سرجان شور صاحب گورنر جنرل کو چیری صاحب کے شاکی ہوکے لکھا اوہنوں نے اوس کو اودہ سے بنارس کو بدلدیا اور وہاں محکمہ اپیل کا حاکم اعلےٰ کردیا - اور چیری صاحب کی جگہہ مسٹر لمیڈن جو بنارس میں مقرر تہا ماہ ربیع الاول ۱۲۱۱ھ ہجری مطابق ۱۷۹۶ء کو اودہ کا رزیڈنٹ مقرر ہوکر آیا - اور گورنر جنرل نے نواب آصف الدولہ کو تحریر کیا کہ ہمنے آپکی خواہش کے مطابق چیری صاحب کو لکھنؤ سے علحدہ کیا اب مناسب ہے کہ جہاؤ لال کو آپ کسی کاروبار مملکت میں مداخلت نہ دیں - اوسکو معطل کردیں - مگر نواب وزیر نے جہاؤ لال سے تعلق کم نہ کیا - اور جہاؤ لال نے بہت کوشش کی اور منشی عبد القادر کی معرفت مسٹر لمیڈن رزیڈنٹ سے موافقت اور صفائی چاہی - مگر مسٹر چیری ایسی قباحتیں نکال گیا تہا جو رزیڈنٹ حال کے مزاج کی اصلاح ہوئی - تفضل حسین خان کے نام عہدہ سفارت کلکتہ قرار پایا وہ کلکتہ کی جانب روانہ ہوئے اور راجہ گوبند رام قوم ناگر جو اس سفارت پر مامور تہا موقوف ہوا -

نواب آصف الدولہ کی دادی کا انتقال

نواب شجاع الدولہ کی والدہ جو برہان الملک سعادت خانکی بیٹی تہیں اوہنوں نے فیض آباد میں انتقال کیا یہ بیگم عجیب ڈہولی بہالی تہیں یہانتک کہ سکہہ چین نام اونکی لونڈی اونکے خزانے کی کلید دار تہی جب سکہہ چین کو روپیہ کی ضرورت ہوتی تو بیگم صاحبہ سے عرض کرتی کہ روپیوں کے توڑوں کو دہوپ دینے کا حکم ہوجائے اور اون سے اجازت لیکر تہیلیاں دہوپ میں رکہواتی حسبقدر ضرورت ہوتی روپئے لے لیتی اور شام کے وقت پہر تہیلیاں خزانے میں رکہکر

---

[۱] دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

بیگم سے عرض کرتی کہ آج اسقدر روپیہ جو پاس تھا خرچ ہوگیا بیگم صاحبہ اس دروغ کو سچ سمجھ کر کبھی مزاحمت نہین فرماتی تھین۔ بیگم صاحبہ کے لئے ایک لاکھ روپئے کی آمدنی کی جاگیر محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان کے یہان سے تھی اور جو جاگیر نواب سعدر جنگ اور شجاع الدولہ نے اونکے لئے مقرر کی تھی وہ علاحدہ تھی۔ اور اونکے خزانے مین نقد پچاس لاکھ روپے سے زیادہ جمع تھا اور جواہرات و اسباب طلائی و نقرئی وغیرہ لاکھون سے زیادہ کا اونکے پاس تھا نواب وزیر نے اس مال و متاع کے لینے کے لئے ڈیوڑھی کے خواجہ سرا وغیرہ کو جو نواب کی اطاعت سے گریز کرتے تھے زنجیر و طوق پہنا کر کمال سختی سے وصولی کی۔

راجہ جھاؤلال کی سرکار وزیر مین خیرخواہیان اور انگریزونکی طرف سے مخالفانہ خیالات جسکی بادائش مین عظیم آباد کو جلاوطن کیا جانا۔ زمان شاہ ابدالی کی چڑھائی کے حیلے اور اودھ کی اصلاح کے خیال سے گورنر جنرل کا قلعہ الہ آباد مین سپاہ فراہم کرنا

راجہ جھاؤلال نے منشی غلام قادر خان میر منشی رزیڈنٹ کا ہاتھ سہارا پاکے زبردست تسلط سلطنت کے کامون مین دراز کیا اور سرداران سپاہ اور نواب کے عزیز و اقارب اور نواب برہان الملک اور صفدر جنگ کے پسماندون کے بہت سے مصارف کم اور موقوف کرکے ایسی بچت پیدا کی کہ ڈیڑھ کرور روپیہ انگریزی مہاجنون کا جو راجہ ٹکیت رائے کے وقت سے سلطنت کے ذمہ قرض ہوا تھا ادا کیا۔ اور خزانے سے نقد چالیس لاکھ روپئے لیکر سب انگریزون کا قرضہ بیباق کیا اور جو کچھ فی الجملہ باقی رہا اوسکو بلاسود چھہ برس پر قسط بندکیا۔ وہ اس کے سوا کچھ زر نقد بھی خزانے مین جمع کیا اور نواب کے امورخانگی مین بھی خیرخواہیان کین۔ نواب وزیر اکثر زبان سے فرمایا کرتے تھے کہ مرزا حسن رضا خان اور ٹکیت رائے نے ہمارا گھر برباد کیا اور جھاؤلال نے

پھر سے نو قایم کیا اونکو اپنے وزیر حسن رضا خان اور راجہ ٹکیت رائے سے قلبی نفرت تھی اونکو وہ اپنا عذاب جان اور وبال خاطر جانتے تھے جہاؤلال پر مرتے تھے۔ اوسی کو اپنا وزیر بنانا چاہتے تھے۔ اس منظور نظر کی خاطر سے اونہون نے وزارت کا کام ظاہر مین اپنے ہاتھ مین لیا اور حقیقت مین اوسکو دیدیا جہاؤلال نے جسطرح ریاست کا مدد رقی انتظام درست کیا گورنر جنرل اور اونکی کونسل سے موافقت پیدا نہ کر سکا۔ بلکہ جو کچھہ اوسکے ہاتھ سے ظہور مین آیا وہ انکی خلاف تھا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ جب راجہ جہاؤلال گورنر جنرل اور اونکی کونسل کے ساتھ صفائی ہونے سے مایوس ہوا تو اوس نے دربردہ نامہ و پیام کالپی کے مرہٹون سے شروع کیا اور جو لڑکا جہاؤلال کا کسبن طوائف کے بطن سے تھا اوسکو ہمت بہادر کی بیٹی کے ساتھ منسوب کیا۔ اور اپنی بیٹی کی شادی ہمت بہادر کے فرزند کے ساتھ کردی تاکہ سلسلہ اتحاد مضبوط ہو اور ایک بیٹی محمد [illegible] خان کے ساتھ منسوب کی۔ یہ شخص ترک قزاق شاہجہان آبادی تھا اور رامپور سے عمر خان بڑمچھے کو بلا کر نواب کی سرکار مین نوکر رکھوایا اور منظور تھا کہ نصراللہ خان کو نواب احمد علی خان والی رامپور کے عہدۂ نیابت سے موقوف کرکے عمر خان کو رامپور کا نائب بنائے تاکہ افاغنہ رامپور اور تورانیان شاہجہان آباد اور مرہٹان کالپی کی ملت ضرورت کے وقت کام آسکے اور جبکہ زمان شاہ نبیرۂ احمد شاہ ابدالی کی لاہور کی طرف آمد کی خبر مشہور ہوئی تو راجہ جہاؤلال نے پہلے اپنے شاہ کی خدمت مین نیاز مندی کے خفیہ پیام بھیجے اور اوسسے موافقت چاہی اور قلعہ الہ آباد کی مرمت شروع کرائی۔ اور یہ مشہور کیا کہ اگر ابدالی کی فوج اودھ پر چڑہائی کریگی تو قلعہ الہ آباد مین پناہ لی جائے گی اور جہاؤلال نواب وزیر کو صلاح دیتا تھا کہ حضور لکھنؤ سے قدم باہر رکھین یہ تمام خبرین کونسل کلکتہ تک پہنچین گورنر جنرل اور اونکی کونسل کو گمان ہوا کہ جہاؤلال نواب وزیر کو آمادہ مخالفت کرتا ہے۔ گورنر جنرل نے اس حیلے سے کہ اگر ابدالی کا لشکر ادہر رخ کریگا تو ہم تدارک کرینگے قلعہ آباد مین انگریزی فوج جمع کرنا شروع کی جبکہ زمان شاہ کو اخبار اور ہوا خواہان دولت کے عرایض سے دریافت ہوا کہ اون کے سوتیلے بھائی محمود نے جبکہ وہ بندوبست ودیگر پرگنات کے پہاڑون کی طرف بھگا آئے تھے۔ ہرات کیطرف سر نکالا ہے تو زمان شاہ قندہار کی طرف لوٹ گئے۔ گورنر جنرل کا مدعا قلعہ الہ آباد مین فوج کے جمع کرنے سے یہ تھا کہ لکھنؤ کی حالت کی اصلاح کرین۔ نواب کے ملک مین انگریزی سپاہ بڑھتی جاتی تھی۔ وارن ہیسٹنگز کے وقت مین ایک بریگیڈ سپاہ رہتی تھی۔ لارڈ کارنوالس کے

زمانے مین دور گیڈ رہنے لگے اور نواب کی نالیاقتی[1] اور بد انتظامی کے باعث سے کمی پڑتے کی ہوکر بچاس لاکھ روپیے اوسکے لیئے جانے لگے اب اوس سے بھی زیادہ سپاہ رہنے لگی کیونکہ نواب مین نہ خود لیاقت تھی نہ اونکی سپاہ اس قابل تھی کہ ملک کا انتظام کر سکتی اگر ہو جہو تو یہ ضرورت تھا کہ ملک کی حفاظت انگریزی سپاہ سے ہوسکی تھا آمدنی مین ہوتی تھی اوس سے زیادہ کیا سودا سستا ہوسکتا تھا[2] ۲۲ - اپریل ۱۷۹۶ء کو لورڈ شور گورنر جنرل کو لکھا کہ بنگال مین جو دو رجمینٹیں ہندوستانی سوارونکی ہین اُنمین دو اور رجمنٹون کا اضافہ ہو اور سرکار کمپنی کا خرچ نہ پڑے - اسلیے نواب آصف الدولہ کو سمجھایا جاوے کہ وہ اپنے نکمے سوار موقوف کردین - اور اونکی تنخواہ کی بچت سے ان سوارونکی رجمنٹونکی تنخواہ دیا کرین - جب نواب سے یہ درخواست کی گئی تو انہون نے صاف انکار کردیا تھا - مارچ ۱۷۹۷ء مطابق ۱۲۱۱ ہجری مین سر جان شور گورنر جنرل نے علامہ تفضل حسین خانکو ساتھ لیکر کلکتے سے زمان شاہ ابدالی کے تدارک کیلیے لکھنؤ کی طرف کوچ کیا - اور بنارس مین آئے - اور یہان سے بھی انگریزی فوج اوتھا کر لکھنؤ کی طرف روانہ ہوے نواب وزیر نے استقبال کرکے ملاقات کی دو مطلب گورنر جنرل کے تھے - ایک یہ کہ سوارون کا خرچ نواب اپنے ذمے لین - جس سے وہ قطعی انکار کرچکے تھے - دوسرے انتظام ملک مین اصلاح کرین گورنر جنرل کا کہنا خالی نہ گیا - اس شامت[3] کے مارے نواب نے مان لیا کہ اگر سالانہ پانچ لاکھ روپیہ سالانہ سے زیادہ خرچ ہو تو ایک رجمنٹ گورونکی سوارونکی اور ایک ہندوستانی سوارونکی بڑھانی منظور ہے - گورنر جنرل اور آصف الدولہ دونون لکھنؤ سے ابھی آگے کو بڑھ گئے تھے - جبکہ زمان شاہ کی واپسی کابل کی خبر ملی تو گورنر جنرل ماہ شوال ۱۲۱۱ ہجری میں وزیر سے رخصت ہوکر بنارس کیطرف روانہ ہوے چلتے وقت گورنر جنرل نے نواب ... ایسے درخواست کی کہ جہانگیر[4] کو جسکی ذات سے مفسدہ پردازی اور فتنہ انگیزی کی اکثر خبرین مسموع ہوتی ہین ہمارے حوالہ کرین - نواب نے اسوقت مین کہ عالم مجبوری تھا بجز اسکے کچھ بن نہ پڑا کہ راجہ جہانگیر لال وہ حوالے کیا - گورنر جنرل نے

سلہ یہ الفاظ نواب کی شان مین ... ہم ... اسکات مین مندرج ہین ۱۲ - سلہ دیکھو تاریخ مسٹی ... صاحب - ۱۲ سلہ یہ لفظ منشی ... صاحب کا عطیہ ہے - ۱۲

سلہ دیکھو تاریخ مظفری ۱۲

اوسکو عظیم آباد پٹنہ بھیجدیا۔ اور پانچہزار روپیہ ماہوار مقرر کردیا۔ اوسنے وہان عالیشان عمارت بنوائی
اور ہمیشہ تعزیہ داری بڑے تکلف سے کرتا تھا۔ سنہ ۱۲۳۳ ہجری بن ابستر بیماری پر قضا کی اور
انتقال کے وقت اپنے دفن کے لئے بوضع اسلام وصیت کی اوس کے تکلفات اور عیش و عشرت
کا یہ حال تھا کہ جبکہ لکہنو مین رہتا تھا تو کہانا کہانے کے وقت اوس کے اوس فرش پر جسپر
کہانا کہاتا ایک طرف روبرو مسلمان طوائفین بیٹہتین اور ناچتی گاتی تہین اور دوسری جانب
سنہہ کہانا کہانے مین مشغول ہوتے تھے۔ غرضکہ اوس کا تمام خاندان متبع الاسلام تہا۔ اوسکی
چند بیٹیان بجبن طوائف سے تہین جن مین سے ایک بیٹی نواب اشرف علیخان کے خاندان مین
مرزا بہور اولد مرزا ابراہیم کے ساتھ منسوب ہوئی تہی۔ بجبن طوائف کے بطن سے جسقدر
اولاد تہی راجہ جہاؤلال کے بعد انتقال کے بعد اوس کے تمام ترکہ پر متصرف ہوئی۔ کیونکہ
کوئی بیٹا منکوحہ عورت سے نہ تہا۔ بجبن جہاؤلال کے عہد حیات رائے بالکرام سے متفق
رہتی اسوجہ سے اوسکا دراہہ جاری رہا۔ تہوڑے دنون کے بعد ان دونون مین نزاع خفیف
پیدا ہوگئی۔ اس عرصے مین بجبن نے انتقال کیا۔ اور رائے بالکرام نے بھی راجہ جہاؤلال کے
بعد ترک لباس کیا۔ جہاؤلال کے بعض پسماندون نے انگریزی سردارون سے توسل پیدا کرکے
اپنے اندوختے سے اوقات معمولی مقرر رکھکر اعزاز و امتیاز کے ساتھ بسر کی۔ بریلی مین رائے
بالکرام کے جسقدر گاؤن تھے وہ اوس کے بیٹے رتن سنگہہ کے نام سرکار انگریزی کیطرف سے
بحال رہے۔ *

سلطنت لکھنو کی نیابت پر تفضل حسین خان علامہ کا مامور ہونا

عظیم آباد کیطرف جہاؤلال کی روانگی کے بعد گورنر جنرل نے آصف الدولہ سے کہا کہ نیابت کا
کام بدستور مرزا حسن رضا خان سے لیا جائے۔ اور میگزینی اور دیوانی کا کام راجہ ٹکیت رائے
کے سپرد کیا جائے۔ نواب وزیر کا مزاج جہاؤلال کے جانے کی وجہ سے نہایت افسردہ رہتا تہا
اونہون نے یہ جواب دیا کہ اگر انہین دونون شخصون کو نیابت اور دیوانی دینی منظور ہے تو مین
خضاب عنایات کیطرف روانہ ہوتا ہون سبب بھی دوسرا پیدا کرنا چاہیے یعنی تبدیل لباس
کرونگا۔ یہ جواب سنکر گورنر جنرل نے تامل کیا چند دنون اہل شہر کو الماس علیخان خواجہ سرا
کیطرف نیابت کا گمان ہوا۔ مگر گورنر جنرل کو اوسکی نیابت منظور نہ تہی۔ آخر کار گورنر جنرل نے

سفارش و مشورت سے نواب نے وزیر نے تفضل حسین خان کو جنکی ذہانت اور لیاقت پر اُنکو بڑا اعتبار رہتا سلطنت کے کام کے لئے مقرر کیا - اور وہ خلعت سے مخلع ہوئے ۔ تفضل حسین خان نے اکرام اللہ خان کی معرفت سرفراز الدولہ کے پاس یہ پیام بھیجا کہ بیٹے بہت سا خون جگر کھایا تھا ان کا دربار سلطنت کا حل و عقد بدستور آپ سے متعلق رہے لیکن اوس کے خلاف ظہور میں آیا - امید ہے کہ آپ اس بات کا ملال نفرمائینگے سرفراز الدولہ نے یہ خبر سنکر اظہار مسرت کیا اور حضرت عباس کی حاضری منگاکر تقسیم کی اور خان موصوف سے کہلا بھیجا کہ اس بات سے ہم بہت خوش ہوئے - تفضل حسین خان کا سلسلہ نسب یون ہے کہ سیف اللہ خان اور اکرام اللہ خان دو حقیقی بھائی لاہور مین رہتے تھے سیف اللہ خان کے پانچ بیٹے تھے (۱) رحمت اللہ خان کہ عدالت بنارس کچھ دنوں اس سے متعلق رہی (۲) انعام اللہ خان یہ شخص لکھنؤ مین رہتا تھا (۳) احسان اللہ خان (۴) افضل اللہ خان (۵) اکرام اللہ خان - ان پانچ بھائیون کے سوا دو بیٹیاں بھی تھین جن مین سے ایک بیٹی محمد حسین خان کے بیٹے کے ساتھ منسوب ہوئی - اور دوسری بیٹی سلامت اللہ خان پسر میر محمد کے ساتھ منعقد ہوئی اور سیف اللہ خان کا بھائی اکرام اللہ خان مدت تک نواب معین الملک عرف میر منو صوبہ دار لاہور پسر قمر الدین خان وزیر اعظم محمد شاہ کی طرف سے وکالت پر مقرر رہا اور تین لاکھ روپیہ سالانہ پاتا تھا - تفضل حسین خان اسی اکرام اللہ خان کے بیٹے ہین قصبہ سیالکوٹ مین پیدا ہوئے تھے دہلی مین داخل ہوکر مولوی نظام الدین کے حلقہ درس مین جا شامل ہوئے اور علم ریاضی خیر اللہ مہندس سے سیکھا - ملا نظام الدین کے بعد لکھنؤ چلے آگئے - اور فرنگی محل مین ملا حسن سے استفادہ کیا - سبق کے وقت حاکمانہ اعتراض کرتے ملا حسن خفا ہوکر کتاب کو زمین پر دے مارتے تھے آخرکار اپنے حلقہ درس مین آنے کی ممانعت کی - بعد ابو الفضل اور سعد اللہ خان شاہجہانی کے علامہ کا خطاب اگر ہوا تو تفضل حسین خان کے لئے تسلیم ہوا ہے - انہون نے انگریزی اور لاطینی زبان بھی سیکھی تھی - نیوٹن صاحب کے ذوفرشل وغیرہ کا ترجمہ فارسی مین کیا تھا - غرضکہ تفضل حسین خان رفتہ رفتہ یعقوب علی خان خواجہ سرا کی وساطت سے شجاع الدولہ کے حضور تک پہنچ گئے - اور پھر اُنکے بیٹے نواب سعادت علیخان کی اتالیقی پر مقرر ہوگئے - جس وقت مین الہ آباد مین تھے تو خان مذکور مصروف مطالعہ رہتے تھے - اور مولوی سید دلدار علی جو اثنا عشریون کے مجتہد تھے اونکی وکالت کرتے تھے اور مولویان سے مباحثہ رہتا تھا - تفضل حسین خان کے اباو اجداد حنفی مذہب رکھتے تھے تو انہون نے اپنی ذات سے اثنا عشری مذہب اختیار کرلیا جس زمانہ

سعادت علیخان نے نجف خان کے لشکر سے لکھنؤ آنے کا ارادہ کیا تھا تو نواب آصف الدولہ
نے وارن ہیسٹنگز گورنر جنرل کو لکھا تھا کہ اگر سعادت علی خان لکھنؤ میں آتے ہیں تو آئیں
مگر تفضل حسین خان اونکے ساتھ نہ آئیں اسلیئے تفضل حسین خان کا لکھنؤ میں آنا موقوف رہا۔
بالا بالا کلکتہ کو چلے گئے۔ سنہ ۱۷۸۳ء میں گوہد کے رانا نے جسکا ملک کوہستانی بہت وسیع جمنا کے
کنارے براہ راست اور سیندھیا کے ملکوں کے درمیان میں آگرے سے ساٹھ میل بر جنوب و مشرق
میں واقع تھا انگریزوں سے ارتباط پیدا کرنا چاہا۔ جسکو سیندھیا بہت دق کرتا تھا۔ گورنر جنرل نے
اوس سے ان شرائط پر عہد و پیمان کیے کہ رانا جو اکثر مرہٹوں کی دست درازی سے تنگ رہتا ہے
اوسکو تو مرہٹوں کے ہاتھ سے خلاصی دلانے میں انگریز امداد کرینگے۔ اور وہ انگریزوں کی امداد پر
رضامند ہے اوس حالت میں کریگا کہ مجھے سقف کی راستو نیز ترک نہ کریں۔ جبکہ مرہٹوں نے رانا کے
ملک پر حملہ کرنا شروع کیا تو کپتان پوپھم کی افسری میں ایک دستہ سپاہ ۱۷۸۰ء میں رانا کی مدد کو
بھیجا گیا۔ جسنے گوہد کے ملک سے مرہٹوں کو نکال کر بھگا دیا۔ اور مشہور قلعہ گوالیر بھی ۴ اگست ۱۷۸۰ء
مطابق ۲ شعبان ۱۱۹۴ ہجری کو فتح کرکے رانا کو دیدیا۔ تفضل حسین خان نے اوس وقت میں
کمان افسر کے ساتھ جا کر رانائے گوہد کی کارروائی میں مدد کی تھی۔ اور انگریزوں میں اون کا
رسوخ پیدا ہو گیا تھا۔ ایک مرتبہ پامر صاحب کے ساتھ لکھنؤ میں آئے۔ اور اونکے ساتھ
ہاسٹنگز نے ۱۷۸۲ء میں پندرہ لاکھ روپئے نواب فیض اللہ خان سے آصف الدولہ کو دلانے کی
کوشش میں نواب فیض اللہ خان کو فوجی مدد دینی سپاہ سے بری کرایا۔ بعد اس کے تفضل حسین خان پھر
کلکتہ کو چلے گئے۔ اور جب وارن ہیسٹنگز ۱۷۸۴ء میں کلکتہ سے لکھنؤ میں آئے تو تفضل حسین خان
کو اپنے ہمراہ لا کر نواب آصف الدولہ کی ملازمت کرائی اور بہت کچھ سفارش کی آخرکار نواب نے تفضل حسین
خان کو راجہ ٹکیت رائے کے عوض میں اپنی ریاست کی طرف سے گورنر جنرل کے پاس سفیر مقرر کردیا
اور اب سلطنت کا عقدہ حل نصیب ہوا اور وہ اپنے علم و فن نہ برتے اور وہ ہر معتمد کا انگریزی کے اوپر
رکن سلطنت کے تھے۔ تفضل حسین خان نے انتظام شروع کیا۔ سلسلہ انتظام جدید میں مرزا جعفر
اکبر علی گرہی کا عہدہ دیا اور خلعت دلایا۔ اور حسن رضا خان کے بعض رفقا کو دیوانخانہ اور کوتوالی
کی خدمت پر مامور کیا۔ اور نصیر الدولہ سید سرفراز خان کو جو سرکار کا اسپدار کیا۔ مگر انہوں نے اس
اسٹیشن تبدیل لباس کیا۔ اور دنیاداری کے تعلقات کو ترک کردیا تھا۔ اور سن بھی زیادہ تھا اسوجہ
نوکری اور علاقہ کچھ قبول نہ کیا۔ تفضل حسین خان نے مرزا مہدی علی خان کو جو سرکار روزینہ کا ایک عامل تھا

اپنا منہ دیا۔ مگر جھاؤ لال مذکور ریاست کے کام میں تنگ ہوے تھے تو اکثر کہتے تھے کہ مجھ کو مطالعہ
کتب اور مشغلہ درس و تدریس اس ریاست سے بہتر تھا۔

نواب آصف الدولہ کی وفات

ابھی اس تعمیر کو پورا ایک سال نہ گذرا تھا کہ اوایل صفر ۱۲۱۱ ہجری سے نواب کا مزاج حد اعتدال سے منحرف ہونا شروع ہوا ابتدا تو بے شراب پیا کیے تھے پھر اسکے استعمال سے توبہ کرکے بھنگ سے مشغلہ رہا۔ اس کو چھوڑ کر افیون پر پڑ گئے اور پہلے حقے سے طبیعت کشیدہ تھی۔ مگر اب [illegible] ہوا۔ مرض نے ہاتھ پاؤں نکالے دوا اور غذا میں بے اعتدالیاں واقع ہوتیں اطبای حاذق جیسے شفائی خان اور حکیم صادق خان وغیرہ کہ ہر ایک صاحب تصانیف تھا معالج تھے۔ مگر نواب وزیر کا [illegible] نواب میں زندگی کی خواہش نہیں بلکہ موت کے مشتاق تھا کہ جھاؤ لال کے جانشین [illegible] عزیزان و بال بھی کچھ پرواہ سے اجتناب تھا۔ آخر ازیں استسقا پیدا ہو گیا برف کا پانی کثرت سے پیتے رہے مرض نے طول کھینچا دوا کا استعمال بھی ترک ہوا اور علاج بھی موقوف کیا [illegible] اور پھر [illegible] کی تھی کہ جمعرات کے دن ۲۴ ربیع الاول ۱۲۱۲ ہجری کو [illegible] سے کوچ کیا۔ ۲۵ ماہ ذیقعد ۱۲۱۳ ہجری کو [illegible] آباد میں مسند حکومت پر بیٹھے اور انہوں نے اپنا دارالحکومت لکھنؤ مقرر کیا تاریخ مظفری کی روایت میں وجب انچاس برس کی عمر پائی اور وزیر نامہ سے [illegible] کہ وہ پچاس سال بھی زیادہ عمر پا کر فوت ہوتے۔ کیونکہ اوایل ۱۱۶۱ ہجری میں پیدا ہوے تھے

آغا محمد ندیم روضہ خان مشہور تھا ایسا ہے کہ روضہ خوانی و مرثیہ گوئی اور خوش بیانی میں کمال رکھتا نواب وزیر کے مدفن کی تاریخ [illegible] نہایت نعیم۔ نواب نے روضہ عتبات عالیات کی زواروں کی نہایت خبرگیری کرتے [illegible] حال کربلا اور تبرکات کربلا و نجف اشرف سے معمور تھے۔ باوجود اس حشمت [illegible] انتقال کے وقت جلد کو [illegible] مہر قفل لگ گئی۔ اس لیے مرزا حسن [illegible] خان کے یہاں سے خاک کربلا اور [illegible] خاص کفن منگا کر دیا گیا اور وہ نواب کے نصیب ہوا۔ اور نواب اپنے امام باڑے میں دفن ہوے۔ نواب کی کارگذ

---

۱ دیکھو مفتاح التواریخ اور تاریخ مظفری میں ۲۴ ربیع الاول لکھی ہے اور [illegible] کہتے ہیں [illegible] شام کو انتقال ہوا [illegible] شاہ محمد اجل کی نظم سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسدن ۹ ربیع الاول تھی ۱۲

اسوقت تک وہ ہزار ہاتھی موجود تھے انکے عہد میں برف اور پھول اور گلاب باوجود کثرت کے دونوں کو بہت کم میسر ہوتے تھے۔ یہ جملہ چیزیں سرکاری کارخانے میں جاتی تھیں ☆

تاریخ وفات از آغا محمد ندیم

گلشن عشرت بتاراج خزان رفت ای ندیم ✿ شامہ استشمام عنبر نمی یابد شمیم ✿
آصفی کین بخت سامیہ شہوار بود ✿ آن نخ شہوار رفت اندست و عالم شد یتیم
لکھنو بی آصف ساست و آسمان بے آفتاب ✿ شہر یونان بی مسیح و طور سینا بے کلیم
وارد آصف عشرتی در صحن آصف باغ خلد ✿ انبیا سہم سلیمان ہم نظیر آصف ندیم
نقش ہلکاف نون برتربت آصف نوشت ✿ ہمنا ریخ و ریحان و وفات و نعیم

قطعہ دیگر

الہی آصف الدولہ بہادر ✿ بجق نائب تو باد مغفور
نوشتم سال تاریخ وفاتش ✿ بود با حیدر کرار محشور

ایضاً

وزیر جہان آصف الدولہ رفت ✿ بجنت چو زین خاکدان خراب
بہ سقف ناسے دیگر ایام نور ✿ بدل گشته در دہر شیخ و شاب
ز سیلاب اشک صغار و کبار ✿ بنائے امید جہان شد بر آب
ز دنیا چو گرید سے عالم نمود ✿ جہان آتشش با تراه کباب
خدا نم چرا از سپہر رود گار ✿ بہ ماتم شدہ کہکشان خضاب
پے کسان تاریخ او چون بہ پیچے ✿ فتنادم در ماند بے حساب
خرد زار آسمانم رسید این صدا ✿ بزیر زمین حیف شد آفتاب

دیگر

کرد رحلت چو آصف الدولہ ✿ مبتلا شد جہان بماتم شین
ہاتفے گفت سال تاریخش ✿ شد مزار سلطان بزیر پائے حسین

دیگر

اے آفتاب خود بزیر زمین شدی	در ملک عنبر دالی تاج و نگین شدی
بے تو جہانیان بعذاب قیامت اند	فکر جہان نکردی بہ خلد برین شدی

دیگر بہ تعمیہ

از وفاتش جہے سروپا گشتہ اند	نظم و نسق و ہیبت و ہمت کرم

دیگر

آصف الدولہ بہ فردوس برین منزل کرد

از شاہ محمد اجمل الہ آبادی

وزیر اعظم دستور افخم	گرامی گوہرے از ولد آدم
ابا عن جد امیر ابن الامیرے	ابا عن جد وزیر ابن الوزیرے
سلیمان حشمت و آصف شکوہے	فریدون صولت و در حلم کوہے
جناب آصف الدولہ کہ در جود	نظیر او بعالم کمتر کسے بود
کسے از نعمتش چیزے گرفتے	بدیدے کشورش آرام گاہے
ہزاران مردم از اقصائے عالم	ہزاران یافتندے از وے درہم
تیا زآتش بحضرت کربلا رفت	بہ پنہان بارہ بارہ بر ملا رفت
بمشہد نہرے آورد آن یگانہ	کہ باشد یادگارش در زمانہ
غلام ہمت او حاتم طائے	بود از بندگانش معن بن زائے
سراپا مظہر جود و سخاوت	ز نوشیروان فزون تر در عدالت
چو خود روئے زمین آباد میداشت	جہان را بخشش او زندہ میداشت
اگرچہ خانخانان کاش ہم بود	امیر عالی من ہمسر نہ کم بود
درین ایام بودے خسرو ثانی	از وے خواستے انعام و احسان
دریغا رفت آن میر جوان بخت	دریغا بست ازین دار الفنا رخت

دریغا آن سپهر جود و حشمت بملک جاودانی کرد رحلت
ازین فلک فنا دل سیر گردید بملک لایزالی کنج بگزید
دریغا این امیر پاک طینت که ناید کس نظیرش در بعبت
بتنگ آمد ز بس زین دار فانی نموده بند و بست جاودانی
بروز پنجشنبه آه صد آه وداع این جهان بنمود ناگاه
ربیع الاول بست و نهم بود که رحلت آن سپهر جود بنمود
مرا اشتعار این غم چون رسانند شنید همچو ماتم چون رسانند
چه گویم آنچه شد حال دل من چه گویم آنچه گشت غم حال من
در آن حالت بجز سر گرم شاندم بجز ربح تعنتین ناله رساندم
بغیر ناله و آه و فغان هیچ نبوده با من بی سر ناتوان هیچ
بدل حسرت بچشم اشک و بلب آه ز وقت شام تا وقت سحرگاه
هزاران آه کردم وقت شب دمانم بود از آه هم لبالب
از انجمله شمردم چون دو صد آه فزود دلم هم بر آن دو آه دبانگاه
شمار این دو صد آه و دو آهم بود بر سال رحلیش گواهم
دگر تاریخ فوت او بناگاه غم آصف بگفتم با سر آه
دگر تاریخ گفته جان برفت سلیمانی نمانده آصفی رفت
بطور تعمیه تاریخ دیگر بگو بخشش تمام وجود بی سر

خدایا جای او خلد برین باد
بطفیل احمد و اولاد امجاد

دیگر

آصف الدوله وزیر اعظم هندوستان گر در رحلت گشت حال اهل عالم پر بتاب
سال تاریخ وفات آن امیر والا کرم گفت هاتف عمده ماتم عمده ماتم آه آه

بزبان هندی

ایک سهس آٹھ سے جون سینے گیاره ان بارہ سو باره سنه هجری جا سکل جہان
۱۲۱۰ ۱۲۱۲
کوار ماس بیا بوا سدی جمعرات مہینان اٹھائیس ربیع الاول آصف بچھڑان

نواب آصف الدولہ کی ازواج واولاد

نواب آصف الدولہ شمس النسا بیگم مخاطب بہ نواب بہو بیگم بنت نواب انتظام الدولہ خانخانان ابن نواب قمرالدین خان وزیراعظم محمد شاہ کے ساتھ بیاہی گئی تھی بہو بیگم قلعہ مچھی بھون مین رہتی تہین لاولد تہین کبھی نواب سے موافقت بھی نہی نواب گنج کے قریب بیتاب گنج جسکی آمدنی ساٹھ ہزار روپیہ سال کی تھی انکی جاگیر مین تھا اور نواب آصف الدولہ کی سرکار سے ساٹھ روپئے روز کا خاصہ (امرا کا کہانا) مقرر تہا۔ نواب سعادت علی خان نے اپنے عہد مین کچھ آمدنی بازار اور گومتی کے پل کی ضبط کی تو خفا ہوکر اپنی جاگیر کو چلی گئین کرنیل بیلی صاحب رزیڈنٹ لکھنو فہمایش کو گئے تمانا خیال تھا کہ نواب سعادت علیخان خود منانے کو آینگے مگر یہ خیال خام تھا۔ ایک مہینے کے بعد جاگیر سے الہ آباد کو چلی گئین۔ وہین کئی مہینے کے بعد انتقال کیا غازی الدین حیدر کے عہد مین اونکی لاش لکھنو مین آئی۔ ایک ضریح چاندی کی اونکی قبر پر بھی ہوا مع ضریح قبر نواب آصف الدولہ کے رکہوادی تھی مرزا تقی صاحب وغیرہ مرحومہ کے متعلقین تھے سرکار سے اون کے سب متعلقین کو پنشن ملتی رہی جو سلسلہ بعد نسل ہے۔ نواب ناظر تحسین علیخان کہتا تہا کہ فقط[1] دو بیٹے میر بابر علی خان وغیرہ نطفہ نواب آصف الدولہ کسی محل سے ہوئے تھے وہ سن طفلی مین مر گئے۔ باقی اور بیٹے و بیٹیان نواب کی اولاد نطفی تھے نہ صلبی۔ مرزا رفیع السودا نے نواب موصوف کے اون دونون فرزندونکی ولادت کی تاریخین اسطرح موزون کی ہین

تاریخ فرزند آصف الدولہ

شدم در فکر تاریخ تولد	برائے آن گل باغ نجابت
کہ ہاتف گفت ناگہ از سر ہوش	گرامی گوہر درج سیادت

۱۱۸۹ ہجری

دیگر

تہا اسی فکر وسوچ مین کہ مجھے	ہوا حق کی طرف سے یہ الہام
تاج اقبال سر پہ ہے اوسکو	کہہ کہ ہے فخر مادر ایام

۱۱۹۳ ہجری

---

[1] دیکھو تاریخ منشی ذکاءاللہ ۱۲

مفتاح التواریخ مین لکھا ہے کہ نواب آصف الدولہ کو عورتون سے مطلق شوق نتھا۔ ملکہ اونمین رجوسیت ہی نہ تھی لیکن اونکی محلسرا مین پانسو کے قریب خوبصورت عورتین جمع تھین اونمین سے کئی ایسی بھی تھین کہ اونکو نواب نے حمل کی حالت مین اپنی محل سرا مین داخل کیا تھا۔ جب کوئی بچہ ان حاملہ عورتون سے پیدا ہوتا تو نواب خوشی کرتے اور اپنے فرزند کے طور پر پرورش فرماتے چنانچہ ایسے ساٹھ بچے اونکے پاس جمع ہو گئے تھے جن مین ۳۲ لڑکے اور ۲۸ لڑکیان تھین سب سے بڑا وزیر علی خان تھا۔

نواب آصف الدولہ کی شاعری

نواب آصف الدولہ اردو مین شعر بھی کہتے تھے۔ سید محمد میر متخلص بہ سوز کے شاگرد تھے۔ نواب کی غزلون مین بالکل استادکا انداز ہے جنکی انشاپردازی کا حسن تکلف اور صنائع مصنوعی سے بالکل پاک ہے اس خوشنمائی کی ایسی مثال ہے جیسے ایک گلاب کا پھول ہری بھری ٹہنی پر کٹورا سا دہرا ہے اور سر سبز پتوں مین اپنا اصلی جوبن دکھا رہا ہے جن اہل نظر کو خدا نے نظر بانا آنکھین دی ہین وہ جانتے ہین کہ ایک حسن خداداد کے سامنے ہزارون بناوٹ کے بناؤ سنگار قربان ہوا کرتے ہین۔ وہ جیسے سیدھے سادے مضمون باندھتے تھے ویسے ہی آسان آسان طرحین بھی لیتے تھے۔ انکے شعر کا قوام فقط محاورے کی چاشنی پر ہے۔ اضافت۔ تشبیہہ۔ استعارہ۔ فارسی ترکیبین انکے کلام مین بہت کم ہین جنکے لئے استعداد علمی کے ساتھ طبیعت مین زور اور فکر مین قوت ضرور ہی۔ تاریخ مظفری مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ فارسی زبان مین بھی فکر کرتے تھے۔ اور علم سیر و تاریخ مین اچھی مہارت رکھتے تھے اونکے اردو اشعار یہ ہین

یون فکر دل مین گر جب تجھے سو لگی رہے — آصف یہ شرط ہے کہ ادھر لو لگی رہے

ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہے — پر تجھکو چاہتے کہ تگ و دو لگی رہے

وزیر علی خان کی مسند نشینی و معزولی

نواب آصف الدولہ کے نطفے سے کوئی فرزند نہ تھا ہمیشہ آرزو مند ہی کہ کوئی وارث ریاست پیدا ہو۔ لیکن نخل آرزو بارور نہوا عالم مایوسی مین ایک غریب سید کے لڑکے کو نواب نے اپنی فرزندی مین جگہ دی۔ اور وزیر علی نام رکھا۔ اسی طرح اور بھی لڑکے رضا علی امیر شجاع علی اور

دیانت علی وغیرہ تھے مگر اونمین سے سواے وزیر علی خان کے کسی نے نام اور نمود پائی وزیر علیخان نہایت ذہین خوبصورت ملیح خوشنما تہا۔ علم وہنر اور انشا کی تعلیم بخوبی پائی تھی خوشنویسی مین مرزا محمد علی عجار رقم کا شاگرد تھا۔ اور فنون سپاہگری رستم خان بھکیت سے سیکھے تھے استادی سنشیر افگنی تیر اندازی اور چوگان بازی مین اوسکو خوب مشق تھی نواب آصف الدولہ کو اوس سے کمال الفت تھی نواب کی وصیت کے موافق صاحب رزیڈنٹ اور جملہ ارباب سلطنت نے ملک مکان باولی مین وزیر علی کو مسند ریاست پر جلوہ آرا کیا خلعت بخشی گری مرزا جعفر کو ملا۔

وزیر علی خان کی مسند نشینی مین علامہ تفضل حسین خان کی مختاری داخل تھی[۹۷] آصف الدولہ کے بھائیون مین سے بڑے سعادت علی خان تھے۔ اس اندیشے سے کہ کوئی سازش نہ کرین وہ بنارس مین رہنے کے لئے مجبور کئے گئے تہے اونہون نے وزیر علی خان کی جانشینی پر اعتراض کیا کہ آصف الدولہ کا کوئی بیٹا نہین ہے۔ اور جو بیٹے اونکے مشہور ہین وہ اونکے نطفے سے نہین اسلئے میرا استحقاق جانشینی کا ہے اور اس جھگڑے کے انفصال کے لئے گورنر جنرل ثالث بالخیر ٹہیرے آصف الدولہ وزیر علی کو اپنا بیٹا اور وارث سلطنت کا اپنے بعد کہتے تھے اور یہ کہنا اونکا شرع اسلام کے موافق اوس کے استحقاق سلطنت کو مستحکم کرتا تھا آصف الدولہ کی بی بی اور ماں کی مرضی تھی کہ وہ تخت نشین ہو ساری دار السلطنت کے آدمی اوس کے نواب ہونے سے خوش تھے۔ غرض وزیر علی مسند آرای ریاست ہوا۔ اور انگریزون نے درپردہ کی وجوہات پر خیال کر کے اوسکی جانشینی کو تسلیم کرلیا اور وہ افواہین جو اوس کے نطفہ ناتحقیق ہونے کی نسبت مشہور تہین اونپر خیال نہین کیا۔ وزیر علی خان ملک داری کے کوچے سے نابلد تہا ناشائستہ حرکتین اس کثرت سے وقوع مین آئین کہ جو صورتین سالہاے دراز مین پیدا ہوئی تہین وہ چند روز کے عرصے مین بہم ہوتین نئے مصاحب پیدا کئے سترہ برس کی عمر تھی اور عالم شباب جوش پر تھا اور لکھنو حسن غیرپری رخسارون سے رشک قاف ہو رہا تہا وزیر علی خان نے عیاشی شروع کی اور شراب و بہنگ نے رنگ جمایا۔ مرزا وارث علی خان جو لکھو خان قوال کا معشوق تہا ارباب نشاط کا داروغہ مقرر ہوا۔ اور میر عشرت علی جو رستم خان بھکیت کے شاگردون مین سے تہا مشیر اور ہمدم بنا۔ اور اسیطرح اکثر کلاونت اور قوالون کو مراتب بخشے۔ اور امیران قدیم اور

[۹۷] دیکھو آب حیات ۱۲

اہلکاران لایق سے شہ جیا یا۔ اور اون بیچارون کے حق مین کلمات ناملایم کہنے لگا۔ نواب آصف الدولہ نے چند طوایفین اپنے نفس کے واسطے جمع کین مگر اونپر نگاہ رغبت تو آنا نہ ہوئی کی تحسین علی خان خواجہ سرا جو نواب آصف الدولہ کے عہد مین توشے خانے کا داروغہ تھا اور نواب کی وفات کے بعد لب بام بدلگر ویاتے ہاتھ اوٹھا کر نواب کی قبر پر بیٹھ گیا تھا اوس کو وزیر علی خان نے ابتداے ریاست مین بلا کر خلعت سے سرفراز کیا اور محل کا ناظر بنا دیا اور اوس سے بہت سا جواہرات اور اسباب لیکر بیجا مصرف مین اوڑا دیا محتشم خانی مین لکھا ہے کہ آصف الدولہ کی صاحبات محل مین ایک حسین عورت کو چاہا کہ اپنی صحبت کے لیے لے تحسین علی خان نے منع کیا کہ ایسا کرنا زیبا نہین آپکی تو وہ مان ہے اوس کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہیے۔ وزیر علی خان نے چند مصاحبون کے اغوا سے چاہا کہ اوس کو قید کرے جب تحسین وزیر علی خان کی نظر پھری ہوئی دیکھی تو تفضل حسین خان نایب کے مکان پر جاکر پناہ گزین ہوا۔ عقب سے وزیر علی خان بھی گیا اور اوسکی گرفتاری کی درخواست کی۔ مگر تفضل حسین خان نے چاپلوسی کی باتین کرکے بے نیل مرام واپس کیا۔ اس قرن سے سب کی یہ راے ہوئی کہ اس کو معزول کر دینا چاہیے۔

ان عادات سے جملہ بیگمات خصوصاً نواب آصف الدولہ کی مان نہایت رنجیدہ خاطر ہوئین اور صاحب وزیر علی خان کی شکایت زبانون پر جاری ہوئی اور رزیڈنٹ کے کانون تک یہ خبرین پہنچنے لگین اوس نے گورنر جنرل کو لکھا آصف الدولہ کے بھائی اور دوسرے بڑے آدمی وزیر علی خان کی اطاعت سے رجوع کرنے لگے لکھنؤ مین ایک عجیب تلاطم مچگیا۔ جام جہان نما مین لکھا ہے کہ ایک محضر بھی اس مضمون کا تیار ہوا کہ مرزا وزیر علی خان سلطنت کی لیاقت بالکل نہین رکھتا۔ اوس سے حرکات ناشایستہ وقوع مین آتی ہین اور اوس کا حسب و نسب جیسا ہے وہ سب پر ظاہر ہے اور ورثاے حقیقی ریاست سے محروم ہین اسلئے اہل استحقاق کو حق ریاست پہنچنا واجب اور لازم اور خوشنودی خدا و رسول و خلق کا باعث ہے جو شخص اس اتفاق سے انکار و انحراف کرے وہ اپنے کردار کو پہنچے یہ محضر کوچہ و بازار مین اور زنانہ خانہ پر اطلاع بیگمات اور تمام سرداروں اور افسرون اور نواب سالار جنگ کے بیٹون وغیرہ کی اوس پر مہرین ہوئین اور بازاری، مہاجنون اور چودھریون نے بھی اوس پر دستخط کیے۔ مگر سید ارحم علی اور بعض دوسرے افسران سپاہ نے یہ کہکر پہلوتہی کی کہ ہم لوگ سپاہی مسندوزارت کے نوکر ہین ہم کو خانگی معاملات سے کیا کام جو کوئی مسند نشین ہو اوس کے مطیع ہین۔ اور وجہ اسکی یہ تھی کہ مرزا وزیر خان باوجود ان بداطواریون کے شجاعت دوست سپاہ پرست اور باہمت تھا اشرفیون کو کوڑیون سے بھی کم تصور کرتا تھا۔ پس اہل سپاہ ایسے ہی شخص کو عزیز رکھتے تھے۔ اس نوجوان نے بہت دنون سلطنت کے مزے اوڑانے تھے کہ گورنر جنرل کے پاس اوسکی بدچلنی کی اور اوسکی ناحق جانشینی کی خبرین پہنچنے لگین اور گورنر جنرل کی خدمت مین آصف الدولہ

بیویاں وغیرہ اعیان ریاست نے یہ درخواست کی کہ وزیر علی اولاد آصف الدولہ سے نہیں ہی - بلکہ ایک
فراش کا بچہ ہی - نواب نے اوس کو متبنی کر لیا تھا اونکے لقب اور نام کے لئے ہمنے اسکو اپنا والی تسلیم کر لیا چونکہ قوم کا رذیل
تھا اس نعمت عظمی کی شکر گزاری نہ کی بلکہ کفران نعمت کرنے لگا - ایسی کج ادائی کے ساتھ یہ شخص قابل فرمانروائی کے نہین
ہی اس ریاست کے مستحق شجاع الدولہ کی اولاد ہی اسکی تدبیر کرنی چاہئے ورنہ فساد پیدا ہوگا جس سے دونون سرکارون
مین عداوت پڑجاے گی - اسلئے گورنر جنرل کے برسر موقع آنے کی ضرورت ہوئی اسلئے اونہون نے لکھنو کی طرف
سفر کیا جب لکھنو کے قریب پہنچے تو وزیر علی نے بھی پیشوائی کی راستے مین کچھ اندیشہ مت ہو کرتے تھے کہ وزیر علی
کو ترقی اقبال حاصل ہوگی اور انگریزونکی شوکت برباد ہو جائے گی اور کہتے تھے کہ گورنر لکھنو جا کر خان علامہ کو مع
چند دوسرے آدمیون کے قید کرکے وزیر علی کے سپرد کر دینگے اور وزیر علی خان بھی بادشاہ وقت بن گیا تھا راہ مین
اپنے ہاتھی اور گھوڑے کو گورنر جنرل کے ہاتھی اور گھوڑے سے آگے آگے رکھتا تھا ایک دن ایک انگریز
راہ مین ایک کھیت کے کنارے پیشاب کر رہا تھا ناگہان نے اوس کے پاس پہنچکر بیجا باتین اوسکو کہین اور
ہزار کے قریب آدمی اوس کے گرد جمع ہوگئے - اور شور مچاتے تھے کہ پکڑ لو پکڑ لو - مگر اوس انگریز نے اور اوس کے
ساتھیون نے بھی بوجہ فہمایش گورنر جنرل کے دم نہ مارا اور اسطرح لکھنو کو روانہ ہو کر وہان جا پہنچے [۵۱] بڑی بیگم
یعنی نواب آصف الدولہ کی مان نے وزیر علی کی بدافعالی کو روکنا چاہا تھا اسلئے وہ زبردستی فیض آباد کو بھیجی
گئی تھین اسلئے اب وہ دوست سے دشمن ہوگئی تھین - الماس علی خان سے گورنمنٹ انگریزی کو نفرت تھی جسنے
نواب کی سرکاری خدمتون سے اوس کو جدا کر دیا تھا اب اوس نے اپنی عقل و دانش کے زور سے ایک بڑا علاقہ
اپنی زمینداری مین لے رکھا تھا اور اس ریاست مین بڑے رتبے کا آدمی گنا جاتا تھا - جب بیگم کا جھگڑا
نواب سے ہوگیا تھا تو اونہون نے الماس علی خان ہی کو اپنا مدار المہام بنایا اوس نے بیگم اور نواب کی بظاہر مین
صلح کرادی گورنر جنرل جسوقت لکھنو مین پہنچے مین تو الماس علی خان کو لکھا گیا کہ بیگم اور نواب کے درمیان جو
عہد و پیمان ہوئے ہین وہ ایسے استوار ہین کہ ٹوٹنے کے نہین اور حسن خان اور راجہ ٹکیت راے بھی اوسکی
مٹھی مین گھس گئے نواب کے مزاج مین اوس کا خسر اشرف علی خان بڑا اثر رکھتا تھا ان تمام گروہون کا یہ مطلب تھا
کہ انگریزونکی مداخلت کا مقابلہ کیجیے بلکہ افسران سپاہ فتنہ و فساد پر مستعد ہوگئی - گورنر جنرل نے یہ خیال معلوم
کرکے اقبال الدولہ سے کہا کہ مرزا حسن رضا خان کو سمجھا دو کہ آپ افسران فوج کے پاس جا کر کہین کہ قرب و جوار
لکھنو سے ادھر ادھر چلے جاوین - چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی - اور گورنر جنرل نے چند پلٹنین انگریزی اور ترک سوار

---

[۵۱] دیکھو گورسہائے کی تاریخ ۱۲

اور گورونکی فوج اطراف و جوانب سے بلاکر بی بوسے کے قریب جمع کیجاوے۔ ... گورنر جنرل کو تے ہوتے تھے کہ نواب کی چیچک نکلی اور وہان سازشین شروع ہوئین۔ سر جان شور جو ... کلکتہ مین گورنر جنرل تھے اونکو بھی ابتک ایسا اتفاق نہین ہوا کہ ایسی بدکرداری اور حرامکاری کے معاملے مین وقت اور دشواری اوٹھانی پڑی ہو۔ ۲۔ دسمبر ۱۷۹۵ء کو الماس علیخان جو تمام باتون کو نہایت غور و خوض سے دیکھتا تھا گورنر جنرل کے پاس گیا اور کئی روز تک اوسنے صلاح اور مشورہ کرتا رہا۔ اور کہنے لگا کہ وزیر علی نطفۂ ناتحقیق ہے اور وہ نہایت مسرف اور عیاش ہی۔ بیگم کی مرضی ہے کہ وہ معزول ہو اور شجاع الدولہ کے بیٹون مین سے کوئی جانشین ہو۔ آصف الدولہ کے سارے بیٹے جو مشہور ہین نطفۂ ناتحقیق ہین۔ غرض یہی بات گورنر جنرل کے سامنے کئی دفعہ اونکا ندر ایجنٹ کے سامنے ایکدفعہ بیان ہوئی۔ بیگم صاحب اور الماس علیخان دونون مرزا جنگلی کو جو سعادت علی خان سے چھوٹا بھائی تھا نواب بنانا چاہتے تھے اور گورنر سے درخواست کرتے تھے کہ اگر آپ اسپر راضی ہو جاوین تو اس عوض نہ بہت کچھ نذر کیا جائیگا وزیر علی کی بدچلنی اور مسرفی اور زشت افعالی کی شکایتین نہایت حکمت اور سلیقہ سے اسطرح گورنر جنرل کے سامنے پیش ہوتی تھین کہ جس سے اونکا دل وزیر علی سے پھر جاوے لوگون نے کہا کہ نواب ایسا مسرف ہے کہ ساری ملک کی آمدنی اپنے تلچھرون مین اوڑا دیگا سرکار کمپنی کا روپیہ کہانسے ادا کریگا۔ مزاج اوس کا اکھڑ اور ہٹیلا ہے کہ وہ کسی بات کو سمجھانے سے سمجھتا نہین اسلئے وہ غالباً انگریزون کا محکوم نہین رہیگا۔ بلکہ اونسے نفرت کرنے لگیگا۔ اور جہانتک اوس سے ہو سکیگا۔ وہ اوس کے جوے کو نیچے سے نکلنا چاہیگا۔ جب یہ باتین سر جان شور کے گوش گزار ہوئین تو اون کا ذہن وزیر علی کے نطفۂ ناتحقیق ہونے پر یقین کرنے لگا۔ اور اوسکی تحقیقات کے درپے ہوئے تو یہ معلوم ہوا کہ وہ ایک ماما کا لڑکا ہے۔ تحسین علی خان جو آصف الدولہ کا بڑا معتمد و مصاحب تھا اوس نے بیان کیا کہ وزیر علی کی مان کا خاوند موجود ہے وہ نواب کے ... اور خاوند کے پاس وہ آتی جاتی تھی جب وزیر علی اوسکی مان پیدا ہوا تو اوسسے پانسو روپئے کو نواب نے مول لیا تہا۔ نواب کی عادت تھی کہ وہ حاملہ عورتون کو مول لے لیتے تھے۔ اور اونکی مان جب بچے پیدا ہوتے تھے تو اونکو پالا کرتے تھے۔ اور اونکی پرورش بیٹون کی طرح کیا کرتے تھے۔ یہی حال سب لڑکون کا ہے جو نواب کے بیٹے مشہور ہین۔ یہ تحقیق ہوگیا کہ وزیر علی کی مان ایک مہر کے گھر مین ماما تھی تین لڑکے اوسکے تھے۔ اوسکے بڑے بیٹے کو نواب آصف الدولہ نے پانسو روپئے کو مول لیا تھا۔ اور اوس کا نام محمد امیر رکھا تھا۔ دوسرا بیٹا اوس کا اپنی ذلیل حالت مین نوکری چاکری کیا کرتا تھا۔ تیسرا بیٹا یہ وزیر علی تھا۔ اس وزیر علی کے سامنے کبھی نواب آصف الدولہ کی بیوی نہوئی یہانتک کہ نواب کے بلانے پر بھی اوس کے بیاہ مین شریک نہوئی اور اوس نے خاوند سے کہلا بھیجا کہ

کہ مین ایسے ذلیل و کمینے کے روبرو ہو کے ایسے خاندان کی ناموس کو شامتین لگائی - نواب آصف الدولہ
کے حقیقی دو بیٹے تھے جو صغرسنی مین مرگئے تھے اُن کوئی بیٹا نہین تھا گورنر جنرل نے تحسین علی خان سے پوچھا
کہ کیا آصف الدولہ کو حال یہ تھا کہ وزیر علی اُن سے ہوا ہے وہ جواب دیا ہے وہ بہت لطیفے ہے اوسپر
اوسنے کہا کہ نواب کو اوسکی مان کے حاملہ ہونیکی کبھی خبر نہین ہوئی حمل قرار پایا ہوا ہے تو اوسکا حاملہ ہونا
معلوم ہوا ہے - اب سرجان شور نے یہ کہا کہ جس شخص کو بیٹا نواب اوہ مان لیا تھا وہ ہوا سے تعاد تعلیمات کے
اور سب امراے عالی تبار نے اوسکا اقرار لیا تھا اب ثابت ہوا کہ وہ آصف الدولہ کا بیٹا نہین تو یہ ہے
کہ وہ تخت سے معزول کیا جاوے - گو گورنر جنرل کے خیال مین یہ ایک دفعہ آیا کہ وزیر علی کی صغرسنی مین سارے
ملک کے انتظام کی عنان اپنے ہاتھ مین لیتے مگر دوسرے بہت سے اعتراضات اوسپر ہوتے تھے - اس لئے اس
خیال سے ہاتھ اوٹھایا گو سرجان کے وہم نے کبھی پیشتر نہ ہے - آزاد کی تمام تحریرات اس معاملے مین
پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نیک ذات سادہ مزاج کی طرف رہی - اور انصاف برتی وہ ایسا
موتی سمجھے سے مجبور تھا کہ اوس نے ایک عدالت کا فیصلہ اس مہابت سے تسلیم کر دیا کہ جیسے انگریزی قانون ملک
انگلستان مین جنہ پونڈ کا فیصلہ کرتا - گورنر جنرل نے منشی غلام قادر خان خاصگی میر منشی مسٹر لمسڈن رزیڈنٹ
کی معرفت وزیر علی خان کو کہلا بھیجا کہ شرع محمدی کے واقف قرار پایا ہے کہ آپکو دولت آصفیہ مین شرعًا اور
عرفًا کسی طرح شراکت اور مداخلت نہین - اور اہل استحقاق یعنی نواب شجاع الدولہ کی اولاد اس منصب سے
محروم ہے - اسلئے اون مین سے ایک شخص مسند آرا ہوگا - اور آپکے واسطے عمدہ عمدہ کہانے اور
پہننے کے کپڑے اور سامان امارت مہیا رہیگا - اور نواب سعادت علی خان مسند نشینی کے لئے
بنارس سے روانہ ہو چکے ہین - لیکن آپکو اپنے دلمین کوئی ملال نکرنا چاہیے کیونکہ جملہ اسباب حشمت
آپکو حاصل وزیر علی خان نے جواب دیا کہ جو کچھ مرضی گورنر جنرل کی ہے وہ عمل مین آئیگا بہر حق
ہوگیا جب ہوش بجا ہوئے تو رویا - اشرف علی خان نے پہنچکر کہا کہ اس رہنے سے کیا فائدہ تمنے
خود تیشہ اپنے پاؤن پر مارا ہے - وزیر علی نے کہا کہ جو کچھ کیا ہے تمنے کیا ہے - باوجود اطلاع کے
کس لئے مجھکو آگاہ نہ کیا - جواب دیا کہ یہ وہ کام کیا ہے کہ تمکو اور اپنے آپکو بلا سے محفوظ کیا ہے
شام کے وقت گورنر جنرل وزیر علی کو اپنے پاس طلب کیا اور گورنر جنرل کی ملاطفت آمیز باتین جیسے
اوسکے زخم پر کچھ مرہم سا رہی ہوئی اور اپنے خیمے مین واپس آیا اوسوقت عرضی خانہ زاد خان
منتظم سرکار مرزا سلیمان شکوہ کی کہ عہد عدل وزیر علی کے اخراج اوس کا اسی گناہ کی وجہ سے
ظہور مین آیا تھا اس مضمون کی پہنچی کہ جسطرح ہو سکے جناب اپنے آپکو گھوڑے پر سوار کرکے

دریاے گومتی تک پہنچا دین ہاتھی مین لاتا ہون اور جب ہاتھی پر سوار ہوکے ابراہیم داروغہ توپخانہ
کے پاس پہنچا دونگا - اور شہر سے باہر نکلکر لشکر جمع کرینگے انگریزوں سے لڑینگے - غرضکہ
کہا کہ ملاح اوسوقت کشتی لایا کہ غرق پانی کی تہ مین پہنچیگا - ایک مخبر نے یہ خبر گورنر جنرل کو پہنچائی
اونہون نے وزیر علی خان کو پھر طلب کرکے کوٹھی مین بٹھایا - اور اونکے خیمے کو واپس کرکے نے
نہ چھوڑا - انگریزی پہرون نے اونکو حراست مین لے لیا - جب یہ خدمت ہو چکی تو ابراہیم بیگ نے سکوت
کہا کہ وزیر علی خان کو اشرف علی خان نے اس مرتبہ کو پہنچایا - ورنہ ہم سب اونکے ساتھ جان نثاری
کرتے - اگر کوئی شجاع الدولہ کی اولاد مین سے ارادہ کریگا تو مین بقصور کرونگا - رفتہ رفتہ یہ خبر
میرزا جنگلی برادر علاتی سعادت خان کو پہنچی - اور ابراہیم بیگ کہ قول اونکے خاطر نشین ہوا - مقدمہ کے
لئے کمر باندھی اور مسند آرائی و مسند نشینی کی اجازت والدہ آصف الدولہ چاہی - مگر اونہون نے
کوئی جواب نہ دیا - اور رات اسی سوال و جواب مین گذری - صبح کو آرین علی خان اور اشرف علی خان گورنر
جنرل کے حکم سے وزیر علی خان کے پاس رہے - اور رسائے منشی رائے بہادر اشتہار جواب سعادت علی خان
کے استحقاق ریاست اور وزیر علی خان کی معزولی کی نسبت جان مادمہ کا لکھا ہوا تھا گورنر سے لیکر
جاری کیا اور نئی حکومت کا اعلان کیا -

عبارت اشتہار درباب معزولی وزیر علیخان

درینولا باظہار ثقات واقرار جمیع کنیز و بیگم صاحبہ معظمہ این معنی ثبوت پیوست کہ نواب وزیر علی خان را
اصلا و مطلقا حقے در جانشینی جناب عالی مرحوم نیست چون ملازمان این سرکار بطریقہ وفاداری موصوف
و در درجہ خدمتگذاری و حق پرستی معروف اند یقین کہ باستماع این معنی کہ حفاظت ناموس شجاع الدولہ
بہادر و غمخواری فوج و رعیت بدست فرزند حقیقی ایشان متعلق یابد و مال و دولت و ناموس قبائل
نواب برہان الملک و نواب صفدر جنگ و نواب شجاع الدولہ از دست تسلط شخص اجنبی محفوظ باشد
ہمہ نوکران وفادار و ملازمان قدیم نمک خوار خوشحال خواہند شد بنابران ریاست برائے نواب
والا قدر سعادت علی خان بہادر کہ باستحقاق مالک این ملک واز روے حقیقت ریاست بتیہ از ہمہ لائق
مقرر شد تعلیم می آید کہ ہرکس از ملازمان جناب عالی مرحوم باطاعت و فرمانبرداری نواب صاحب ممدوح
خواہد کوشید بدستور ملازم سرکار و بقدر مرتبہ و درجہ خود مورد تفضل شدہ خوش خواہد شد و ہرکہ
طریقہ نمک حلالی گذاشتہ راہ تمرد و سرکشی اختیار خواہد ساخت از جاگیر برطرف واز ملک جناب عالی

مرحومه اخراج خواهد گردید این چند سطر بنابر اطلاع لقلم آمده تا آینده مقام عذر عدم اطلاع برای کمپنی نباشد۔ تحریر سوم شعبان سنه هزار و دو صد و دوازده هجری۔

بعد اس کے گورنر جنرل نے یہ حکم دیا کہ دو سو ہتھیان اور دو سو اونٹ اور رتھ اور ہاتھی اور چھکڑے آٹھ روز تک جسقدر اسباب و سامان شوکت اور نقد و جنس جواہرات و قیمتی ذی خیل و فیلخانہ وغیرہ نقارہ ماہی مراتب سمیت ضروریات امارت و سواری و جلوس و حشمت مرزا وزیر علیخان کو ضرورت ہو اوس کے قیام گاہ تک پہنچادیں اور ساڑھے بارہ ہزار روپیہ ماہوار وزیر علیخان کے مصارف کے لیے معرفت صاحب رزیڈنٹ کے مقرر فرمایا اور شہر بنارس میں مادھو داس کا باغ اوسکے قیام کے لیے تجویز ہوا۔ چنانچہ یہ سب صورتین ظہور میں آئیں۔ مگر اس دار و گیر میں لاکھوں روپیوں کا مال لوگوں کے تصرف میں آیا اور لاکھوں روپیوں کا جواہرات تلف ہوا۔ اس تغلب و تصرف میں بہت سے آدمی صاحب دولت و تجارت ہوگئے نواب آصف الدولہ کے کارخانے اس قدر تھے کہ اون کا حساب و شمار مشکل تھا لاکھوں روپیوں کا مال ضایع ہوا۔ اور لاکھوں روپیوں کا مال و اسباب وزیر علیخان کے ساتھ گیا اور لاکھوں روپیوں کے تحایف گورنر جنرل اور سرکار کمپنی تک تواضع ہوتے۔ اون تحایف میں ایک شاہنامہ اور ایک شاہجہان نامہ مطلا و مذہب تھے۔ یہ کتابیں اعلیٰ درجہ کے خوشنویسوں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھیں یہ دونوں کتابیں لندن کے کتب خانے میں رکھنے کو بھیجی گئیں۔ باوجود اسقدر سامان نکل جانے کے اسقدر سامان ابھی لکھنؤ میں باقی تھا کہ جسکو دیکھ چشم حقیقت بین دنگ ہوتی تھی شالون سے کوٹھے بھرے پڑے تھے جواہرات سے جواہر خانہ معمور تھا۔ وزیر علی خان کی حکومت لکھنؤ میں چار مہینہ اور کئی روز رہی جشن بسنت کی تیاری لاکھوں روپیوں کے صرف سے ہو رہی تھی مگر اس بسنت کی خبر نہ تھی تقدیر نے یہ روز بد دکھایا۔ مفتاح التواریخ میں لکھا ہے کہ وزیر علی خان کی معزولی کا صدمہ لوگوں پر بہت گذرا۔ شعرا نے اوسکی معزولی کی تاریخیں موزون کیں تو اون میں ان آدمیوں کی بہت مذمت کی جو اوسکی معزولی کے باعث ساعی ہوتے۔

تاریخ

از سر نام صفت نور ریما
اول آن قاتل خسرو الماس
بار تحسین ۱۲۱۲ که باد لعنتش

سال تاریخ شد عیان بی شک
سر گروه همه حرام نمک
ار سنا داشت هم ز جن و ملک

سنه الماس علیخان ۲ — ۱
سنه تحسین علیخان ... ...

نفتہ پرداز ملک کشمیر
آن خود دشمن جسیم و رحیم
با نقص العقل و نکتہ نادان
آنچہ ہم داخل نسیان شد
دادن بخشش و دغا کردن
مہر کردند بہ ہمہ عزل وزیر

کرد با شمن پدر پرش او طفلک
جہل بسیار و دانش اندک
دست بیداد رسد از ان کودک
کرد پاس نمک ز خاطر حک
شرف خود شناخت آن مردک
خود سیہ رو شدند زیر فلک

تفضل حسین خان ت ۴۰۰
حسن رضا خان — ح ۸
بہو بیگم مادر — ب ۲
آصف الدولہ
تکیت رائے ر ۲۰۰
اشرف علیخان — ا ۱
سنہ ۱۲۱۲ھ

دیگر

اول بنا بست لشکر خان
بیگم خرد و بزرگ سرزد و
پیدا شدہ این یزید ثانی

دویم برانکہ گشت دیوان
دیگر مردک شرف علیخان
یعنی مرزا حسن رضا خان
تاریخ اسیرش برآمد

سویم الماس بد خناس
تحسین کہ بر وہر ز نفرت
کرد ندا سیر امیر و در!
لعنت بر ہمہ نمک حرامان

لعنت بردی ز جعفر امان
از وحش و طیور جن و انسان
از مکر و فریب کید شیطان

ایضاً در ہندی

بی بی بیگم حسن رضا خان اور الماس زنانہ
بیجا کیا وزیر علی کو جو وہ ہے مردانہ
تکیت و تحسین و تفضل اشرف سے سردوانہ
حرف ان سا تار دہن ہے تاریخ شہانہ

ایضاً

سات حرفون سے کیا خانہ خراب
تین تے اور دو الف یک حے و بے

تین تے سے مراد تفضل حسین خان کشمیری و تحسین علیخان خواجہ سرا و راجہ تکیت راے اور دو الف سے مطلب الماس علیخان خواجہ سرا و اشرف علیخان حسر وزیر علیخان اور یک حے سے مقصود حسن رضا خان سرفراز الدولہ اور یک بے سے مراد بہو بیگم مادر آصف الدولہ ہین۔

وزیر علیخان کا بنارس مین انگریزون کو مار ڈالنا اور فرار

ہولکر جا بجا مارا مارا پھرنا آخرش مہاراجہ جیپور کی معرفت اوس کا پکڑا جانا - اور کلکتہ کے قلعہ مین بحالت قید انتقال کرنا

سر جان شور نے وزیر علیخان نواب معزول اودہ کی سکونت کے واسطے ایک نامناسب مقام بنارس تجویز کیا تھا - چنانچہ وہ اپنی بی بی کے ساتھ بنارس مین جا کر مقیم ہوا اوس کے ساتھ چالیس ہاتھی اور دو سو گھوڑے اور تلنگونکی دو کمپنیان اور نجیبونکے کئی غول تھے اور تمام جلوس کا موجود تھا - کمال عیش عشرت مین بسر ہوتی تھی اکثر غلام حبشیون اور اپنے رفیقون کی شادیون مین لاکھون روپیے صرف کئے عوام الناس مین اسکی ہمت دیکھ کے بڑی شہرت پائی - گو سر جان شور کی تحریر سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب لوگ اوس سے ناراض ہین مگر اس کے خلاف جہان جہان اوسکی معزولی کی خبر پہنچی وہان کی رعایا اور اہل شیعہ کو تاسف ہوا اور بعض نے خطوط اخلاص آمیز لکھے اور بعض بے فکرے جو اپنے تئین ارسطو اور افلاطون سمجھتے تھے اوسکی مشیر معاش بنے لکھنؤ کی مخلوق اون لوگونکی ہجو کرتی تھی جنہون نے محضر پر دستخط کئے تھے اور اشرف علی خان اور تفضل حسین خان کے حق مین وہ تتے نئے پنے اور مصرعے موزون ہوئین کہ زبان قلم پر انکا آنا باعث حجاب ہے اور وزیر علیخان ثناخوان تھے - وزیر علیخان کے نادان مصاحبون نے اوس ناسمجھ کے ذہن مین یہ جمانا شروع کیا کہ حضور جتنے سردار امرا نزدیک و دور کے ہین آپکی معزولی پر رات دن روتے ہین اب وزیر علی کے رفیقون نے کاغذ کے گھوڑے دوڑانا شروع کئے اطراف و نواح کے زمینداروں اور معتبر آدمیون کے ساتھ نامہ و پیام جاری کئے بہت سے زمیندار ایسے تھے کہ وہ وزیر علی کے زر و جواہر کی تاک مین نگاہ لگائے ہوئے تھے وہ اوسکے پاس آکر نوکر ہوئے اور زمیندار جو نواب سعادت علی خان کے خراج کی زیادہ ستانی سے عاجز تھے وہ بھی اوسکے پاس آپہنچے بالا بالا ایک شخص کو نوکر رکھ کر زمان شاہ والی کابل کے پاس بھیجدیا معلوم نہین اون دو چار مفلوک مغلون نے جو مرثیہ خوانی اور حدیث پڑہنے کے لئے روٹیون پر پڑے رہتے تھے کیا اوس سے لکھوا کر بھجوایا - غرض قرائن سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اوس کا ارادہ تھا کہ جب سپاہ انگریزی فاصلہ بعید پر زمان شاہ سے لڑنے جاوے تو وہ یہان ہنگامہ فتنہ پردازی برپا کرے اور سب لوگ اوسکے شریک ہونگے بد معاش مصاحبون نے اوسکو یہ سمجھایا کہ آپ ایسے شاہزادے ہین کہ جسکو چاہیے مار ڈالئے کوئی آپ سے بازپرس نہین کرسکتا - اور آپ بر

کوئی ہاتھ نہین ڈال سکتا - اس سبب سے اوسنے کئی دفعہ شورش برپاکی - اس راز نہان کا
کسیطرح پردہ کہل گیا مسٹر چیری جو بنارس کا رزیڈنٹ تہا وزیر علی خانکی نیت سے آگاہ ہوگیا او
یہ خبرین گورنر جنرل تک پہنچین - غرض ان وجوہات سے نواب سعادت علیخان نے بھی درخواست کی
کہ وہ بنارس سے کہین دور بہیجدیا جاسے - لارڈ ولزلی گورنر جنرل نے بھی اسکو مصلحت سمجہا اور
چیری صاحب رزیڈنٹ بنارس کو لکہا کہ وہ وزیر علی کو سمجہاوے کہ وہ کلکتے کے قرب وجوار مین سکونت
اختیار کرے اوس کا اعزاز واکرام بدستور باقی رہیگا - سواے تغیر مسکن کے کوئی اور تبدیل اوسکی حالت مین
نہوگا - صاحب موصوف ہمیشہ سے وزیر علی کے خیرخواہ تھے اونہون نے یہ حکم گورنر جنرل کا اوسکو سنا دیا -
جسکے سبب سے وہ چیری صاحب کا دل سے دشمن ہوگیا - وزیر علی کو یہ حکم ناگوار ہوا - مصاحبون نے سمجہایا
کہ آپ کلکتے تشریف نے نہین لینے کہ قید مین گئے - حکم منسوخ کے واسطے اوس نے بہت باتین بنائین
جب کچہ نہوا اور بالکل مایوسی ہوئی تو اوس نے اپنی روانگی کے متعلق ٹال مٹول کرکے سپاہ کی بہرتی شروع
کی بندوقین اور تلوارین بہم پہنچائین اور یہ کہا کہ بعض راجے بھی اس بات پر مستعد ہوتے اور ایک دن اور
ایک مہینہ خاص مقرر ہوا کہ بنارس کے انگریزون کا وزیر علی کام تمام کرے اور اوسی دن ہر ایک ضلع مین
ہر ایک آدمی اپنا حوصلہ باقی نرکہے جو ہر شمشیر دکہاوے او فوج انگریزی کو شربت فنا پلاوے - لیکن
دنیا کا کارخانہ مشیت الہی پر وابستہ ہے وہ دن جو وعدے کا قرار پایا تہا اوس سے بیشتر یہان ایک نیا رنگ
فلک نیرنگساز نے دکہایا کہ ۱۴ جنوری ۱۷۹۹ء کو صبح کے وقت وزیر علی خان رزیڈنٹ کی کوٹھی پر جو شہر
بنارس سے تین میل تھی گیا دوستانہ موافق دستور کے ملاقات ہوئی - چاء پی گئی - بعد اوس حکم کی شکایت کا
دفتر کہولا - باتین کرتا جاتا تھا اور مزاج اوس کا بگڑتا جاتا تھا - اور غصے پر غصہ چلا آتا تھا جب وہ بہت گرم
اور گستاخ ہوا تو چیری صاحب نے نہایت نرمی سے اسے ہونے کی کوشش سے فرمایا آپ مجہپر کیون عتاب
فرماتے ہین یہ لارڈ صاحب کا حکم ہے مجہے اوسکی تعمیل واجب ہے - یہ سنکیہ ظالم اونہ رہیکا اور ایک تلوار لگاکی - یہ
دیکھتے ہوے اور نوکر جو اس اشارہ پر لگے ہوتے تھے تلوارین لیکر اوس مظلوم پر ٹوٹ پڑے اور ان قسائیون نے
اوس کا قیمہ کردیا کپتان کانوی صاحب اور گرہیم او کی گھر مین تھے انکا بھی یہی حال کیا - وزیر علی کے ساتھ جو
پچاس آدمی تھے اونہون نے چیری صاحب کے بنگلے کو آگ دیدی اور تمام مال و اسباب لوٹ لیا اور دو چار
انگریزونکو اوکی کوٹھی پر جاکر مارا جب ڈیوس صاحب جج کی کوٹھی پر پہونچے تو یہ کوٹھی دومنزلی تھی صاحب
کوٹھی کی چھت پر چڑھ گئے اور زینے کا دروازہ بند کرلیا - اور تلوار ہاتھ مین لے لیا کئی دفعہ بدمعاشون نے
حملہ کیا - مگر انہون نے اپنا کام کیا اور سرکشون کو ناکام رکہا اسلئے سرکشون کوٹھی کو لوٹ لات کرچلتے ہوئے

اس مقابلہ میں اتنا عرصہ لگ گیا کہ اس سے تمام انگریزوں کو خبر ہو گئی وزیر علی نے اپنے مکان پہنچکر
لوگوں کو اشرفیاں اور روپے تقسیم کیے اور عجلت کے ساتھ آدمی جمع کیے [illegible] کی جگہ پر [illegible]
جا کر توپ خانہ کی گاڑیوں [illegible] وہاں سے لوٹ کر مرزا جہانگیر جوان بخت کے پاس گیا [illegible]
حمایت چاہی یہ کم سن ناتجربہ کار شہزادے تھے سلاح جنگی سے آراستہ [illegible] ہاتھی پر سوار ہوئے اور وزیر علی
نے [illegible] ہزار آدمی تھے [illegible] دو چار گھڑی [illegible] ہو چکی کہ دفعتہً انگریزی [illegible]
[illegible] اور انگریزی فوج شہر میں پہنچی [illegible] فوجی افسر نے [illegible]
[illegible] کے ساتھ [illegible] نقدیر اور رنگ پر [illegible]
مقابلے [illegible] توپ کے باڑ ہوائی سر کیے کہ اسکی آواز سے شہر کے تمام [illegible]
[illegible] چند آدمیوں کے ساتھ میدان کارزار میں رہ گیا وزیر علی خاں
نے جب دیکھا کہ [illegible] پروا سے اگر لوگوں نے سمجھا کہ یہ جرأت بے فائدہ ہے
وزیر علی خاں میدان سے پھر کر چلے جواہر اور اشرفیاں جتنی کچھ تھیں کچھ اپنی کمر میں اور کچھ
ہمراہیوں کی کمروں میں باندھ کر دو سو سوار ہمراہ لیکر شہر سے نکلا اور باقی مال و اسباب شہر کے بدمعاشوں
نے لوٹ لیا۔ اور سوار جو ہمراہ تھے وہ بھی زر و جواہر کی طمع میں گھوڑوں سے اتر کر پیادہ پا اپنے اپنے مکان
کو راہی ہوئے۔ جن میں سے بعضوں کو کوتوال شہر بنارس نے گرفتار کیا اور بعضوں نے مال ہضم
کیا اور بعضوں نے مال کے پیچھے جان بھی دی وزیر علی خاں کے مکان کی ضبطی کے وقت اکثر
متوسلان سرکار انگریزی کے خطوط فساد انگریزی کی تحریک کے لئے ملے۔ انہیں میں سے شمس الدولہ
برادر ناظم ڈھاکہ کا بھی ایک خط ملا اور نائب [illegible] نواب بیگم دختر علی قلی خاں [illegible]
کے بطن سے پسر شہاب الدین [illegible]۔ غازی الدین خان عماد الملک کا بیٹا تھا اور [illegible] اپنی
باپ کی جگہ ریاست باونی پر قائم تھا۔ جو عماد الملک کو علی بہادر ولد شمشیر بہادر مرہٹہ نے دی تھی
اور اس میں باون موضع شامل تھے اسلئے باونی کے نام سے مشہور ہوئی اور کالپی سے مشرق [illegible]
بارہ میل کے فاصلہ پر جمنا کے نزدیک واقع ہے ناصر الدولہ نے یہ خط شمس الدولہ کی دوستی کی وجہ سے لکھا تھا
آخر کار روبکاری کے بعد بہت سے آدمیوں کا اخراج ہوا اور بہتوں کو پھانسی دی گئی اور بہتوں نے مخلصی
پائی اور اکثر دائم الحبس ہوئے اور تشہیر کیے گئے۔ شمس الدولہ نے بھی بڑی بھاری روبکاری کے بعد
نجات پائی۔ جس وقت وزیر علی خان نے دریائے گنگا کو عبور کیا تو صرف دس بیس سوار ہمراہ تھے اور
راجہ بنارس کے پاس جو بلے پور میں رہتا تھا بھاگا۔ مگر وہاں پناہ نہ پائی۔ بیقرار ہو کر پہاڑ کی طرف بھاگا

بہرایچ کی طرف چلا گیا اور سگھا گرہ کو عبور کر کے راجہ بہوت وال سنگھ کے ہان پناہ لی - یہ راجہ نیپال کے راجہ کا باجگذار تھا - نواب سعادت علیخان نے رسالہ قندہاری کو بھیجا اور دوسرے سردار بھی بھیجے تاکہ وزیر علیخان کا محاصرہ کر لین اور پکڑ لاوین - وزیر علی نے قلعہ سے نکلکر مردانہ جنگ کی انگریزون نے اسکی شکایت راجہ نیپال سے کی ادہر نواب سعادت علیخان نے راجہ بہوت وال کو اپنی طرف سے کیا۵۹ تو راجہ بہوت وال بھی وزیر علی خان سے مخالف ہوگیا اسلئے وہ رات مین وہان سے بھاگ گیا - اب اس فرعون بے سامان کے پاس سامان بہت سا جمع ہوگیا تہا - وہ گورکھپور مین آیا جہان سرکار کمپنی کی سپاہ سے خفیف سا مقابلہ ہوا - اور اوس مین اوس کا نقصان ہوا - اب اوسکی بے زری کی وجہ سے ساتھی جدا ہونے لگے اگر نواب سعادت علیخان کی سپاہ اوس سے ملی ہوتی تو ضرور پکڑا جاتا - مگر وہ بھاگ کر نانک متہ کی راہ جنگل مین آیا اور یہان قدرے آرام لیا اور کھانی کردلے نے کرنے کوچ کر کے بھیمسن گھاٹ کی راہ گنگا کو عبور کر کے اور ملاح کو پانچ اشرفیان دیکر نتہو بیکری مین داخل ہوا - اور وہان سلیم چشتی کی زیارت کر کے رات وہان بسر کی بعض زمیندار پہلے اتفاق کرتے تھے اور پھر کنارہ کرتے تھے کلب علی نے جو سابق مین سرکار کمپنی کا نوکر تہا اور بادل خان نے ساتھ دیا اور جنگلون مین ہمراہ رہے - لیکن ہر جگہ فوج انگریزی اور فوج نواب سعادت علیخان سایہ کی طرح اوسکے پیچھے پہونچتی تھی اور وزیر علی سیماب کی طرح کسی جگہ ٹھیر نہ سکتا تھا - اور بلال دلاوری کے ساتھ ہر جگہ لڑتا بھڑتا چلا جاتا تھا - آخر سوات مین پہنچا - مگر میواتیون سے بھی کہین نہ آئی وہان سے جیپور چلا گیا - راجہ جگت سنگھ والی جیپور نے استقبال کیا اور اوسکو اپنا مہمان کیا - دستار بدلی اور راجہ کی مان نے وزیر علیخان کو اپنا بیٹا بنایا کپتان کولنس ریذیڈنٹ مہاراجہ سندھیا نے راجہ جیپور کو لکھا کہ تم وزیر علی کو ہمارے حوالہ کردو تم ہمکو مبت [illegible] اپنے [illegible] راجپوتون کا کہ جو شخص انکی پناہ مین آتے خواہ وہ قاتل ہی کیون نہو اوسکو بھی دشمن کے حوالے نہین کرتے - مگر یہ وقت تو وہ انقلاب کا تھا کہ سارے دہرم کرم اپنی جگہ پر رہ گئے راجہ نے دیکھا کہ مفت بدنامی سبب زر و جواہر ہاتھ لگتے مین اسلئے اوسنے کچھ اس کا دھیان نہین کیا کہ ہمیشہ کو کلنک کا ٹیکہ لگے گا - سرکار انگریزی سے روپیہ اور وزیر علی سے جواہر لیکر سنہ۱۸۰۰ء مین اوسکو اس شرط کے ساتھ حوالے کر دیا کہ وہ جان سے نہ مارا جائے نہ اسکے پاؤن بیڑیان پڑین - مہمان کی مہمانداری کا

داغ [illegible]

۵۹ دبدبۂ جام جہان نما ۱۲

یہ حق ادا کر دیا کہ اوسکی جان بچا دی - انگریزون نے وزیر علی کو پالکی مین بٹھا کر دونون طرف قفل لگا دئے اور ڈاک کے ذریعہ سے کلکتہ کو بھیجدیا - ٹاڈ صاحب نے تاریخ راجستان مین لکھا ہی کہ ایک امر جسنے زیادہ تر بے اعتباری ہماری پیدا کی ہمارا ہمین لینا وزیر علی کا جیپور سے تھا جس سے ایک داغ بدنامی کا ہمیشہ کے نام کو لگا - جب کوئی مجرم یا مغضوب پناہ لیتا ہے تو راجپوتون کے نزدیک وہ فعل مذہبی تصور کیا جاتا ہے اس قاعدہ کا انفصال جسمین جبراً مجبور کرایا گو وہ اوس زمانے مین ہمارا مطلب تھا یہ کوئی عذر بجا نہین ہوسکا کہ پناہ گیر یعنی وزیر علی قاتل اور مجرم غلط فعل تھا ہم کچھ استحقاق اوسکے طلب کرنے کا نہین رکھتے تھے - وزیر علی کلکتے کے قلعہ مین ایک تنگ کوٹھری مین قید تھا مگر پلنگ اوسکو ملتا تھا - ساتھیون مین سے بعض کو بنارس مین پھانسی ملی بعض قید ہوکر جلا وطن ہوئے وزیر علی کو کھانا ہندوستانی باورچیون کے ہاتھ کا پکا ہوا دیا جاتا تھا - آخر کار بیمار ہوگیا - یونانی حکیمون اور انگریزی ڈاکٹرون کا معالجہ سودمند نہوا اوسی قید خانہ مین ۳۶ سال کی عمر مین جون ۱۸۱۷ء مطابق شعبان ۱۲۳۲ ہجری مین ۱۷ سال ۳ ماہ ۴ دن قید رہکر انتقال کیا جنازے کے ساتھ لکھنؤ کے تمام چھوٹے بڑے آدمی تھے چند مدت تک قبر بیگار رہا پھر چھوٹا سا مقبرہ بنوا دیا جو کاسی باغان مین ٹیپو سلطان کے کسی بیٹے کی قبر کے پاس ہی اوسکی لوح قبر پر یہ اشعار کندہ ہین ؎

وزیر عہد وزیر علی آصف جاہ — چو سوے خلد برین رفت زین سراے غرور
ز دیدہ غوطہ بدریاے فکر تا آریم — ہست گوہر تاریخ آن مغفور
نگو ستم آمدہ تا گہ بشور و شیون گشت — نواے واہی در فتیار جن و انس و طیور

وزیر علی خان گو تلون مزاج تھا مگر شجاعت و ہمت مین جوان بے نظیر تھا جبکہ وقت آخر جگہ ہزار لٹ ہوا اونکی غول مین سے تن تنہا بزور شمشیر مقابلہ کرتا ہوا نکل گیا - اور جسوقت دریاے گھاگرہ پر پہنچا تو فوج انگریزی بھی صورت موج قدم بقدم جا پہنچی مگر اوس نے کمال جلادت اور جرات کے ساتھ گھوڑے کا کمر بند کاٹ کر پانی مین ڈالدیا اور پار اوتر گیا اور جنگلون مین ایسا اوترا کہ پھر ہاتھ نہین آیا - ایک دن قید خانہ کلکتہ مین پلنگ پر لیٹا ہوا تھا کہ اوسکے گلے کی مالا کا ڈورا ٹوٹ گیا اور دانے زمین پر بکھر گئے وزیر علی نے ایک دانہ اوٹھا کر جسطرح لڑکے گولی کھیلتے ہین اوسکو انگلیون کے زور کے ساتھ دیوار پر مارا اوسکی آواز سنکر بہت خوش ہوا وہ کئی بیش قیمت دانے اسطرح مار مار کر توڑ ڈالے - اوسوقت آبدار پانی پلانے کے واسطے حاضر تھا اوسنے ملازم سمجھا کہ کیا کہ باقی دانے مجھے دیدیجئے - مرزا نے وہ موتی جو کئی ہزار روپے کے تھے

سے نہ لیے ۔

وزیر علیخان کے انتقال کے بعد اوسکی زوجہ نے لکھنؤ مین آکر نواب ہیبت علی خان کے بیٹے مرزا ابھورا کے ساتھ نکاح کرلیا اور اوس عورت کے لئے ... روپیہ ماہوار سرکار انگریزی سے مقرر ہوا ۔ مرزا ابھورا کے بعد یہ تنخواہ اون کے فرزندون پر مقرر ہوئی ۔ اور وزیر علیخان کے بیٹے بھی جو خالص اوس کے نطفے سے تھے کچھ پاتے تھے ۔ اور اوس عورت کا زیور ایک صندوقچے مین تھا وہ مرزا ابھورا کے تصرف مین آیا ۔

وزیر علیخان شعر بھی کہتا تھا ۔ ایک غزل اوسکی یہان لکھی جاتی ہے جو اوسنے اپنی مصیبت کی حالت مین کہی تھی تخلص وزیری کرتا تھا ۔

چمن سبزہ زندگی ہے پر ونکے تلے ہم ۔ اس گردش افلاک سے ہوے نہ پہلے ہم
رہتے ہین شب و روز اسی فکر سے یا رب ۔ غنچے کی طرح باغ مین گل ہو نہ کھلے ہم
ارمان بہت رکھتے تھے ہم دیکھ کے چمن مین ۔ بیٹھے نہ خوشی سے کبھی سایہ کے تلے ہم
جس گل پہ نظر کرتے ہین آنکھ سے دہا خار ۔ گلشن سے چلے جاتے ہین کانٹون پہ لیے ہم
ہم وہ نہ قائم تھے کسی ڈالی کے لگانے ۔ نرگس کے نہالو نہین تھے جمعہ لیے ہم
افسوس کہ اس دل کا کنول کھلنے نہ پایا ۔ کوئی دن تو چلے جاتے ہین مالی کے تلے ہم
اب پہلے ہی آغاز مین پامال ہوتے ہین ۔ فریاد کرین کس سے قسمت کے جلے ہم
وہ اپنا عبث کہتے ہین بیدرد کے آگے ۔ بے بس جو جہان آگر سے ہرگز نہ ٹلے ہم

زندان مصیبت مین میلا کسکو ملا یہان
رہتے ہین وزیری بھی ڈرات ملے ہم



تمام شد

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنۃ کہ کتاب تاریخ اودہ حصہ دوم مولفہ جناب مولوی نجم الغنی خانصاحب نائب مولوی فارسی مدرسہ عالیہ اسکول اودہیپور ریاست ماہ ستمبر سنہ ۱۹۱۹ء مطبع مطلع العلوم مراد آباد مین باہتمام منشی ایس این علیصاحب مالک مطبع کے چھپی